



CALL No. { 38954 }

ACC. No. 287-2

AUTHOR

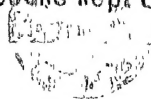
TITLE



**MAULANA AZAD LIBRARY**  
**ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY**

**RULES:—**

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Rs 4.00 per day shall be charged for : : Paise per volume per day for general books kept over - due.







وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نَدَّاءٌ لِّمَا بَيْنَ النَّاسِ

# حالاتِ عثمان

۹۰۹ ۱ ۶

تاریخی نام تواریخ آل عثمان

حسب ایام جمع مکارم جناب منشی محبوب عالم متا

اڈیسرپیہ اخبار

بندہ محمد حلیم انصاری ردو لوی مترجم تمدن اسلام - ارمانوسہ

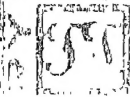
فتاۃ عثمان، وغیرہ وغیرہ

مصر کے نامور مؤرخ کرنل اسماعیل بک سرینک اسکیر

مدارس جنگی کی مبسوط کتاب حقائق الانجاء عن عثمان

سے سلیس اردو میں ترجمہ کیا

اور ۹۰۹ء میں بار اول



20/

خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور میں باہتمام بابو نظام الدین پشوری



# حالات بنی عثمان

(تاریخی نام تواریخ آل عثمان ہے)

یعنی دولت علیہ عثمانیہ کی مکمل بحری اور بری مختصر تاریخ

ہندوستان کے مسلمانوں میں خصوصاً اور تمام دنیا کے مسلمانوں میں عموماً بہت کم ایسے افراد کیلئے جنگو سلطنت عثمانیہ اور سلاطین آل عثمان کے ساتھ دلی ہمدردی ہو۔  
 اور ہونا بھی ایسا ہی چاہئے کیونکہ یہ سلطنت مسلمانوں کی سب سے بڑی حکومت ہے اور  
 اسکا عظیم الشان تاجدار موجودہ اسلامی دنیا کا سب سے بڑا تاجدار ہونے کے علاوہ  
 انکا دینی خلیفہ اور تمام مقدس مقامات کا حامی ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ  
 اب تک اس سلطنت کی کوئی ایسی مکمل تاریخ اردو زبان میں موجود نہ تھی جس میں بڑی اور  
 بحری دونوں قسم کی قوتوں کے مکمل حالات موجود ہوتے اور اسکا مآخذ خاص مسلمان  
 ترک مورخین کی کتابیں ہوتیں۔ ہندوستان میں بعض لوگوں نے سلطنت عثمانیہ کے  
 متعلق کچھ کتابیں ہوتیں۔ ہندوستان میں بعض لوگوں نے عثمانیہ کے متعلق کچھ کتابیں  
 لکھ کر شائع ہی کی ہیں لیکن انہیں بہت بڑا نقص یہ ہے کہ انکا مآخذ مشتبہ یورپین مورخین  
 کی تصانیف ہیں اور مزید بریں ان کتابوں کی ترتیب بھی بہت بدلتا ہے۔ حالانکہ قریب  
 قریب دنیا کے تمام لائق لوگوں نے با اتفاق آراء یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ کتاب کی جان  
 اس کی عمدہ ترتیب ہوتی ہے +

اسی بنا پر ہم نے "حالات بنی عثمان" کو شائع کیا ہے جس کے مآخذ مسلمان

عرب اور ترک بستند اور راست بیان مورخین کی تصانیف ہیں اور اس کتاب میں سلطنت عثمانیہ کی کل بحری اور بری تاریخ اختصار کے ساتھ اس طرح درج کی گئی ہے کہ کوئی ضروری اور قابل ذکر واقعہ چھوڑا نہیں گیا۔ اور نہ فضول طوالت سے کام لیا گیا۔ یہی کے ساتھ کتاب کی ترتیب ایسی اعلیٰ درجہ کی رکھی گئی ہے کہ دیکھ کر دل خوش ہو جائیگا۔ چنانچہ نمونہ کے طور پر ذیل میں اس کے چند ابواب اور ذیلی سرخیوں کی اجمالی فہرست درج کی جاتی ہے :-

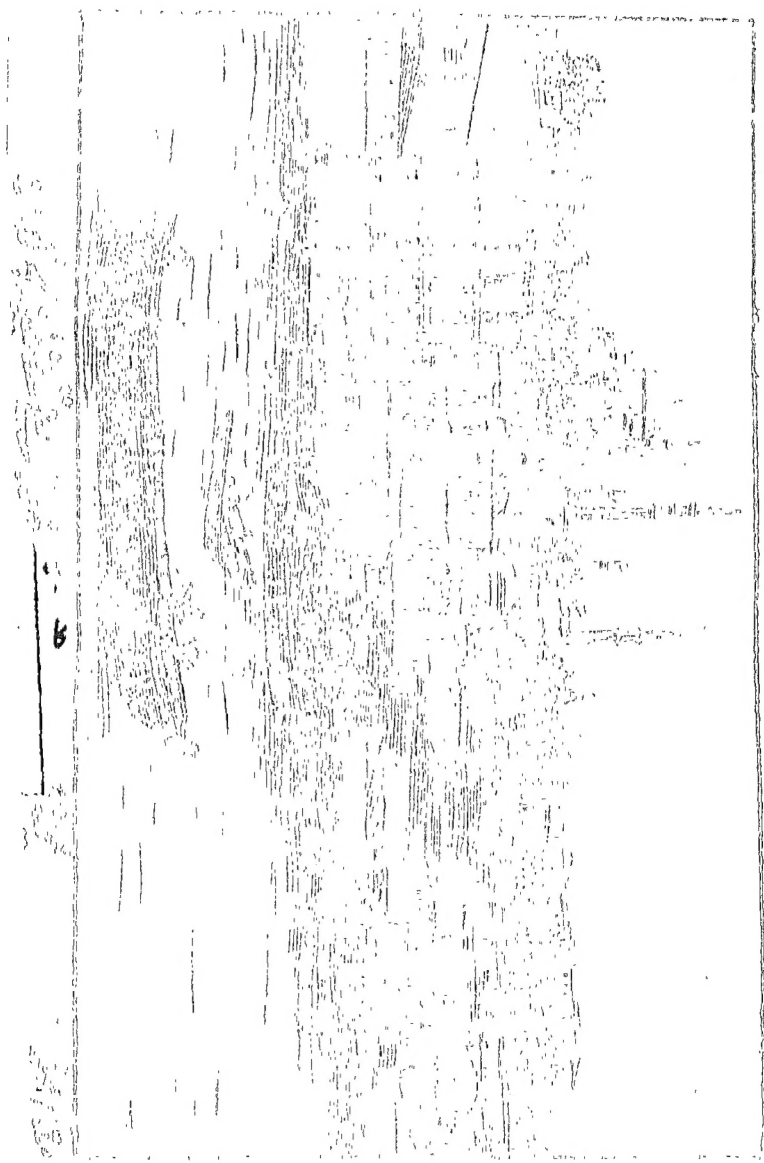
## کتاب بحالات بنی عثمان کی ابواب کی اجمالی فہرست

پہلی فصل - سلطنت کا جغرافیہ طبیعی - دوسری فصل - دولت عثمانیہ کے بحری بندرگاہ -  
تیسری فصل - آل عثمان کے خاندان اور ان کی حکومت قائم ہونے کے حالات - چوتھی فصل -  
دولت عثمانیہ کے قیام اور استقلال سے زمانہ تیمور لنگ تک کے حالات -  
پانچویں فصل - تیمور لنگ کی حملہ آوری کے وقت سے فتح قسطنطنیہ تک کے حالات -  
چھٹی فصل - فتح قسطنطنیہ کے بعد سے سلاطین آل عثمان میں عہدہ خلافت اسلامیہ کے منتقل ہونے تک کے حالات - ساتویں فصل - آل عثمان میں خلافت اسلامیہ کا عہدہ پانے کے بعد سے صفی علی محمد پاشا وزیر اعظم اول کے انتقال تک کے حالات +

بندہ محمد علیم انصاری

کتاب بحالات بنی عثمان  
پندرہ فصلیں ہیں





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہامداً و مصلیاً و سلماً

## عرضِ ترجمہ

عربی زبان کا مشہور مقولہ ”قصص الاولین عبرۃ للآخرین“ صاف طور پر عیان کر رہا ہے۔ یہ کہ دنیا میں فنِ تاریخ سب سے اہم اور مفید فن ہے اور موجودہ زمانہ کی مرتب قوموں نے اسی واسطے اس فن پر خاص توجہ کر کے اسے حد کمال پر پہنچا دیا ہے اور اپنے تہذیب و تمدن، حکومت و دولت، صنعت و حرفت، اور علوم و فنون تمام اس کی بنیادیں تاریخی معلومات کی ہدایتوں کے مطابق قائم کی ہیں۔

مسلمانوں کی تاریخی کتابوں سے اہل یورپ نے جس قدر مادی اور اخلاقی فوائد حاصل کیئے ہیں اور اب بھی کر رہے ہیں خود مسلمانوں کو ان فوائد کا ایک شہتہ بھی نہیں حاصل ہوا اور کیونکر حاصل ہو جبکہ ان میں سچی تاریخ وافی کا نہ مادہ باقی رہ گیا ہے اور نہ اس کا مکمل مصالحو۔ حوادث زمانہ کی دست درازیوں نے مسلمانانِ سلف کے زریں کارناموں کو زیادہ تر تو برباد کر ڈالا اور کچھ جواہرات ان علمی خزانوں کے غور و انالینہ پیپ کے ماتھے لگ گئے جنہیں انہوں نے بہت اچھی طرح جلا دیکر دنیا میں پھیلایا کیا اور ان سے ہر طرح کے فوائد اٹھائے مگر افسوس کہ اہم مسلمانوں نے ان جواہرات کو اول تو بچھا تک نہیں اور ان کی طرف توجہ بھی کی تو شخص استخوانِ فروشی کے لئے نہ یہ کہ اس سے کوئی معتد بہ نفع اٹھاتے اور وقتی خدمت حاصل کر کے یہ بات بھٹکتے کہ ہمارے سلف کیسے تھے اور ہم کیا ہو رہے ہیں۔

آج بھی دنیا میں بیکاروں کی فوجیں یا کروڑوں مسلمان موجود ہیں۔ ان میں



بھی ہیں اور حکمران بھی۔ بادشاہ بھی ہیں اور گدا بھی مگر افسوس اور ہزار افسوس کہ ابا  
وہ نینزل کی خواب اور ہوا نے ان کو ایسا غافل و مدہوش کر دیا ہے کہ زمانہ کی رفتار  
سے سبق لینا نہیں جانتے۔ ہاں کچھ دنوں سے ٹھوڑے بہت مسلمانوں کی ہرجکے لگیں  
سکی ہیں اور وہ اس بات کو دیکھ کر اپنی ہستی کو بھی خطرہ میں پاتے ہیں کہ غیروں  
(جانب سے) فرغ کر کے ان کی حکومت اور دولت، عزت و حرمت اور فضیلت  
و بہت کچھ چھین لیا ہے اور باقی ماندہ چھیننے کی تدبیر کر رہے ہیں۔ ایسی دردناک  
حالت میں جن لوگوں نے احساس اور شعور رکھنے والی طبیعتیں پائی ہیں اور ان کو بالطبع  
در دوسروں کو ان کی دیکھا دیکھی کسی قدر باہمی تہردومی اور قومی ہوا خواہی کے  
مذہبات پیدا ہو چکے اور تمام دنیا کے مسلمانوں میں تعارف اور تبادلہ خیالات کا  
مسئلہ جاری ہو گیا۔ جس سے معلوم ہو گیا کہ اب (گردوں) مسلمان روسے زمین پر  
رف دو تین خود مختار سلطنتیں رکھنے ہیں جن کی حالت بھی یہ ہے کہ غیروں کے  
ٹھے اور دست درازیاں انہیں چین نہیں لینے دیتیں۔

اس وقت چھوٹی چھوٹی اسلامی ریاستوں کو چھوڑ کر صرف دو بڑی اور زبردست  
اسلامی حکومتیں دنیا میں پائی جاتی ہیں۔ اول سلطنت عثمانیہ۔ اور دوم مملکت  
بران۔ اور جہاں تک مسلمانوں کے ولی تعلقات کا اندازہ کیا جائے وہ ان دونوں  
حومتوں کی سلامتی کے لئے دست برد چاہئے جاتے ہیں۔ خصوصاً سلطنت عثمانیہ  
عزت و محبت مسلمانان عالم کے دلوں میں بہت بڑھی ہوئی ہے اس لئے کہ یہی  
ہی اسلامی حکومت ہے جو تمام مقدس مقامات کی محافظ اور یورپ کی زبردست  
فتوں کے بالمقابل در ماندہ مسلمانوں کی کچھ نہ کچھ حمایت کر سکتی ہے۔ اگرچہ وہ  
پس و انتوں میں زبان ہونے کے باعث اپنے آپ کو بھی بمشکل نبھال رہی  
ہے۔ پھر بھی جو کچھ اُمیدیں مسلمانوں کی اس سلطنت سے وابستہ ہیں وہ کسی اور اسلامی  
حومت سے نہیں۔

سلطنت عثمانیہ پانچ سو سال کی قدیم اسلامی حکومت ہے اور وہ صدی کے آخر

سے اسلامی خلافت کا عہدہ بھی سلاطین آل عثمان کے نام کے ساتھ منظم ہو کر ان کے اعزاز و اکرام بڑھانے کا موجب ہو گیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اب تک اردو زبان میں اس سب سے بڑی اسلامی حکومت کی کوئی ایسی مکمل تاریخ موجود نہ تھی۔ جو اُس کے تفصیلی حالات بنا سکتی یا اگر کوئی تھی بھی تو اس کا ماخذ انگریز یا دیگر یورپین مورخین کی کتابوں میں رکھی گئی تھیں جو اکثر اوقات مسلمانوں کے متعلق ایمان داری کے ساتھ صحیح حالات نہیں تحریر کرتے یا متعصبانہ رنگ آمیزی سے کام لیکر ان کے واقعی کارناموں کو بھی بد نما افعال بنا دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی کمی کو پورا کرنے کے لئے میں نے یہ ایسا بے مجمع مکارم اخلاق جناب منشی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر و مالک پیسہ اخبار لاہور۔ ملک مصر کے مشہور مورخ کرنل اسماعیل بک سرہنگ انسپکٹر مدارس جنگی کی مقبول تصنیف کتاب ”حقائق الاخبار عن دول البهار“ کے اس حصہ سلیس اور بامحاورہ اردو میں ترجمہ کر دیا جو سلطنت عثمانیہ کے متعلق تھا۔ اس کتاب کا نام ”حالات بنی عثمان“ یا دولت عثمانیہ کی تاریخ رکھا اس کتاب میں صحیح دستند ترک مورخین اور یورپ کے غیر متعصب تاریخ نویسوں کے بیانات سے مدد لی گئی ہے اور گو بہت اختصار سے کام لیا گیا ہے تاہم کمی شور یا ضروری واقعہ کا ذکر بھی نہیں چھوڑا گیا۔ اور سب سے بڑھ کر عمدہ گی اس کتاب میں یہ ہے کہ یہ سلطنت عثمانیہ کی بحری اور برتری مکمل تاریخ ہے جس کی نظیر اب تک اردو زبان میں نہیں مل سکتی۔ کیونکہ اس میں برتری کے ساتھ بحری پہلو کو بھی اہم کیے ساتھ پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اور سلطنت عثمانیہ کی بنا جس طرح اس کی بحری کامیابیوں پر رکھی گئی ہے۔ ویسے ہی آج تک اُس کی تمام شان اُس کی بحری حالت پر منحصر ہے۔

آخر میں بندہ مترجم اہل نظر کی خدمات میں اس قدر اور عرض کرتا ہے۔ کہ ترجمہ یا عبارت میں کہیں کچھ غلطی پائیں تو اُسے انسانی سہو اور نسیان کا لائق سمجھ کر عیب پوشی کا خیال رکھیں اور کتاب کے شائع کرنے والے کارخانہ کو

مطلع فرماویں جس کی آئندہ اصلاح کی جاسکے \* ع  
برکریمان کار ہاوشوار نیست

بندہ

محمد سلیم انصاری



سلطنت آسٹریا اور ہنگری کرتے ہیں۔ مغربی جانب میں جبل اسود بحر ایڈریاٹک خلیج اوٹرانٹ اور بحر یونان اُسکی حدود کو ممتاز بناتے ہیں۔ جنوبی سمت میں مملکت یونان، تیجرہ آر کی پیلیگو ریمج الجزائر یونان)۔ آبنائے گلیبولی۔ یا ڈارڈنلز۔ تیجرہ مارہ اور آبنائے باسنفس اُس کی سرحد بناتے ہیں۔ اور سمت مشرق سے بحر اسود دسٹری لین کا کام دیتا ہے۔ جس میں بوسنیلیا اور ہرنزیگووینیا کے وہ دو صوبے ہیں جن کو معاہدہ برلن کے رو سے حکومت آسٹریا نے ترکی سے لے لیا ہے۔ اور اس وسیع اراضی کے علاوہ بورپ کے براعظم میں جزائر کریٹ۔ جزیرہ طاشیروز۔ سٹوٹراکی۔ امبرو۔ لیمنوس اور تیندوس۔ درجن کو بونچے آطہ بھی کہتے ہیں (وغیرہ بھی ترکی قلمرو میں شامل ہیں)۔

یورپین ترکی کے حدود پر بحر ایڈریاٹک کے برابر برابر کوہستان آلپس اور یونان کے کوہستان کا سلسلہ پھیلتا چلا گیا ہے جو کوہستانی چوٹی چارطاع کے ذریعے سے ترکی قلمرو کی حدود سے مل جاتا ہے۔ چارطاع کی بلندی ۲۵۰۰ میٹر ہے اور کوہستان بلقان بحر آر کی پیلیگو کے مابین پھیلتے ہیں۔ ان کے علاوہ کوہ رودوپیا اور کوہستان آسٹرانچہ اس سے جدا گانہ واقع ہوئے ہیں۔ ان کوہستانی سلسلوں کے بیچ بیچ میں جا بجا نہایت مسرتنر وادیاں۔ بلند سطح زمینیں۔ شاداب چراگا ہیں اور وسیع و خوب صورت جنگل بھی پائے جاتے ہیں۔ چارطاع اور بلقان سے جنوبی رخ کو کئی دریا نکلتے ہیں جو بحر آر کی پیلیگو میں جا کر گرتے ہیں۔ اور وہ دریا حسب ذیل ہیں :- (۱) مرٹسا۔ قدیم زمانہ میں اس کا نام پیمیر تھا۔ طول ۲۵۰ میل ہے (۲) آسٹرونا۔ (۳) وردار۔ جس کا قدیم نام آکسیوس تھا اس کا دمانہ خلیج سالونیکا میں واقع ہے اور یہ ۲۰۰ میل طویل ہے۔ شمالی سمت میں چند چھوٹی چھوٹی ندیاں بہ رہی ہیں جن کے دمانے دریا سے ڈنیوب میں گرتے ہیں اور دریا سے ڈنیوب سمرویا۔ بلغاریا اور رومانیہ کے ممالک کو ایک دوسرے سے الگ بناتا ہے۔ باقی

رہیں وہ دنیا یاں پنجو بحر ایڈریا ملک میں گرتی ہیں ان کو برساتی نالے کے کنارے زیادہ مناسب  
 ہوگا۔ کیونکہ موسم بہار شگال ہی میں اُن کے اندر پانی آتا ہے بعد ازاں خشک پڑی  
 رہتی ہیں۔ ان ندیوں میں سب سے بڑھ کر مشہور نہی ڈریو ہے۔ اسکی دو شاخیں ہیں  
 اول البانی ڈریو اور دوم ڈریو اسود۔ اور یہ دونو بحر ایڈریا ملک اور یونان میں گرتی  
 ہیں۔ ان کا زیادہ تر حصہ قابل کشتی چلانے کے رہتا ہے۔ مگر وہی چھوٹی چھوٹی کشتیاں  
 اُس میں چل سکتی ہیں۔ ماسوا ان ملکوں کے جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے قدیم زمانہ میں  
 یورپ کے خطہ میں ممالک نہ تھیں۔ یونان۔ ایلیریہ اور آپیرس وغیرہ بھی دولت علیہ  
 کے ماتحت تھے۔ اور جو لوگ فن نارتھ سے ماہر ہیں اُن کو یہ بات ضرور معلوم ہوگی  
 کہ فیاقوس اور اسکندر اعظم کا وطن یعنی ملک مقدونیہ قدیم الایام میں کس قدر شہرت و  
 قوت رکھتا تھا۔ اور ممالک گریس (یونان) اور مشرقی دنیا میں اس کے اقتدار کا کیا  
 عالم تھا۔ پھر تقریباً دوسری صدی قبل مسیح میں رومن لوگوں نے ان وسیع ملکوں  
 پر قبضہ کر لیا اور مغربی رومن حکومت کے برباد ہو جانے پر مشرقی رومی حکومت ان  
 ملکوں کی حامی اور محافظ رہی یہاں تک کہ عثمانی ترکوں نے اس خطہ پر حملہ کر کے  
 رومیوں کو یہاں سے نکال دیا اور اپنا قبضہ کر لیا۔ جو ممالک یورپ میں دولت  
 علیہ کے براہ راست مطیع ہیں اُن کی سطح سبز زمین کا رقبہ (۱۶۰,۰۰۰) کیلومیٹر مربع  
 ہے اور مردم شماری (۵,۰۰۰,۰۰۰)۔ ان ملکوں کی آب و ہوا ساحلی مقاموں میں  
 معتدل اور بلند سبز زمینوں میں بے حد سرد ہے اور ایسے ہی چو مقامات دریائے ڈینیوب  
 کے آس پاس واقع ہیں اور وہاں شمالی ہوا زیادہ چلتی ہے۔ اُن میں بھی سخت  
 سردی پڑتی ہے۔ پیداوار غلہ کی قسم سے گیہوں۔ چھینہ دانہ۔ اور شوفان بہت پیدا  
 ہوتا ہے۔ اور اس کی کاشت بلغاریہ۔ بوسینیا اور مقدونیہ کے ملکوں میں ہوتی  
 ہے جہاں باشندوں کی ضرورت سے زاید پیدا ہوتا ہے۔ مشہور سنریوں کی تمام  
 قسمیں ہر ایک ملک میں بکثرت پیدا ہوتی ہیں۔ دیا سے تر تبا کے کناروں پر  
 پھول کی پیداوار بہت عمدہ ہوتی ہے۔ اور بلغاریہ۔ بوسینیا اور ہرگز گلیچوینیا کے ملکوں

بیں آلو بکثرت ہوتے ہیں۔ کربٹ اور ایپرس اور آر کی پیلیگو کے جوا اثر میں شراب نہایت عمدہ قسم کی تیار ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بحر آر کی پیلیگو پر نازنگی۔ یہ لوگ اور انجیر وغیرہ کے ایسے نفیس درخت بکثرت بوئے جاتے ہیں اور خوب بارور ہوتے ہیں۔ پھولوں کی بھی ایسی ہی بافراط پیدا ہوتی ہے۔ خاص کر گلاب نہایت عمدہ اور اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے۔ تمباکو کی نسبت تو یہ کہنا ہی فضول ہے کہ یوزون کی سے بہتر دنیا میں نہیں ہوتا۔ اور ہر مقام پر یکساں پیداوار ہوتی ہے۔ یوپون ترکی کی دوسری بکثرت پیداواریں زیتون اور تل ہیں۔ اور بقالان۔ توسیفیا اور آلبانیا کے کوستان گھنے اور سرسبز جنگاں سے ڈھنچے ہوئے ہیں جن میں بلوط۔ دیودار۔ گولر اور چٹیکے بشمار درخت ہونگے۔ کنان۔ ریشم۔ روئی اور زعفران کی پیداوار بھی خوب ترقی اور افراط پائی ہے۔ چراگا ہوں کی افراط سے بھڑپیں۔ بکڑیاں اس قدر بکثرت ہوتی ہیں کہ بیان کرنا مشکل ہے۔ معنی پیداوار بھی بہت ہے۔ گو اس کی طرف توجہ نہیں کی جاتی اور ان کے نکالنے کا معقول انتظام نہیں ہوتا۔ جزیرہ کربٹ۔ ملک آلبانیا اور سرزمین روملیا میں پتھر کا کوئلہ بکثرت ہوتا ہے اور لومبارٹا کوستان بقالان میں افراط کے ساتھ نکالتا ہے۔ مزید برآں اسی کوستان میں سائے اور کچی طرح کے عمدہ پتھر بھی ہوتے ہیں جن کی غیر مالک میں خوب نکال کرٹی ہے۔

ایشیائی ترکی :- ایشیا میں سلطنت عثمانیہ کئی بڑے بڑے حصوں پر تقسیم ہوتی ہے جو حسب ذیل ہیں :- ایشیا سے کوچک یا اناطولیا۔ (جزیرہ) کا قسطنطنیہ نام ہے۔ پوٹامیہ تھا۔ ملک شام اور ایک بہت بڑا حصہ جزیرہ شام کے قریب تھا۔ اس کی حد تک چاروں سمتوں سے اس طرح ہوتی ہے کہ شمال میں بحر اسود۔ بحیرہ مارمرہ اور کچھ حصہ آگے اگر ممالک عرب سلطنت عثمانیہ میں شامل ہیں لیکن ہم نے ان کی تاریخی حیثیت کا خیال کر کے ان کے لئے ایک علاحدہ باب مقرر کیا جانا مناسب تصور کیا۔ اور اسی وجہ سے ہم ایشیائی ترکی کا بیان کرتے ہوئے ممالک عرب کو چھوڑ گئے ہیں۔ (مؤلف) ۔

روسی ملک گرجستان کا۔ مشرق میں بھی روسی گرجستان اور سلطنت فارس۔ جنوب میں خلیج فارس اور مالک عرب اور مغرب میں بحر احمر۔ بحر بیض متوسط۔ بحر آرکی پیلیگو اور اسکاٹلینڈ۔ ڈارڈنلز۔ اور یہ وسیع قلمو براعظم ایشیا کے مغربی حصے میں واقع ہے۔ اس کا طویل بحر مارمورہ سے خلیج بصرہ تک ۲۲۰۰ کیلومیٹر ہے اور اس کی سطح اراضی کا رقبہ ۲۵۰۰۰۰ کیلومیٹر مربع ہے۔ اس ملک کے سواحل بہت ٹیڑھے پیڑھے واقع ہوئے ہیں اور بکثرت راسیں ان میں نکلی ہیں جس کی وجہ سے کئی ایک قدرتی خلیجیں اور کھاڑیاں بن گئی ہیں منجملہ ان کے خلیج آرمید اور ملکیک بحر مارمورہ میں اور خلیج اورامیڈ اور آرمیر اور منڈالیا اور اسٹانکوئی بحر آرکی پیلیگو میں۔ اور خلیج انطاکیہ اور اسکندرونہ بحر بیض میں واقع ہیں۔ اور یہ تمام دریائی کنارے علی العموم کوہستانی ہیں۔ تقریباً ان میں بکثرت گھاٹ اور بندرگاہیں اس قابل ہیں جن میں جہازات بحفاظت تمام رہ سکتے ہیں۔ مگر وہ ہوائیں جو شمالی مغربی گوشہ سے بکثرت چلتی رہتی ہیں بحر اسود میں اس طرح کا دائمی تلاطم اور طوفان بپا کرتی ہیں کہ جہاز رانی کے لئے سخت خطرہ درپیش رہتا ہے اور ایسے ہی بحر بیض متوسط میں بھی خوفناک طوفانی ہواؤں کا چلتا رہنا جہاز رانی کے حق میں آفت ہے خصوصاً وہ طوفانی چھوٹے جو معمولاً جزائر آرکی پیلیگو کے اطراف میں آتے رہتے ہیں نہایت آفت خیز ہیں۔ زمانہ قدیم سے لیکر وسط کی صدیوں کے خاتمہ تک بحر اسود کے بندرگاہوں یعنی طرابزون۔ سمسون اور سیویب وغیرہ بحری مقامات میں جہازات کی بکثرت آمد رفت رہتی تھی اور جنوبی سمت کے سواحل کیکلیا ان بحری لٹیروں کے جہازات کی جاے پناہ رہتے تھے جو اضمالیہ اور اسکندرونہ کی خلیجوں میں بھی پناہ لیا کرتے تھے اور اس طریقہ پر وہ مدت دراز تک بحر متوسط کی بحریں میں جہاز رانی کی کوششیں بار آور ہونے سے روکتے رہے۔ ترکی اس محل میں سب سے زیادہ راسیں رکھنے والے بحر آرکی پیلیگو کے سواحل میں دامن البتہ ایسی لمبی لمبی کھاڑیاں پائی جاتی ہیں جو ایک براعظم میں داخل ہیں اور ایک مجموعہ چھوٹے جزایروں یا جزیرہ نماؤں کا ان کو طوفانی ہوا کے صدمات سے محفوظ بنانے



کے لئے موجود ہے۔ مثلاً خلیج اور مید جس کی حفاظت جزیرہ مید علی کرتا ہے اور  
 خلیج ازمیر جس کو جنوب اور مغرب کی طرف سے جزیرہ نما سے چشمہ محفوظ بنا رہا ہے  
 اور خلیج اسکالانوفاجس کو جنوبی طرف سے جزیرہ ساموس اپنی پناہ میں لئے ہے  
 اور خلیج با سے مندر لیا اور کوس سمی کہ یہ دونوں نہایت تنگ اور عجیب و غریب ہیئت  
 کی مستطیل شکل میں ملتے ہوئی چلی گئی ہیں۔ بہر حال انہی اسباب سے قدیم زمانہ میں  
 یہ خلیجیں کئی ایک عظیم الشان شہر اپنے آغوش میں لئے تھیں جو بحری تجارت کے  
 درجہ سے خوب مالدار و مشہور ہو گئے تھے جیسے شہر طرواڈہ۔ فوسیا۔ ازمیر (سمرنا)۔  
 افسوس۔ میلٹ۔ مالیکرناس۔ اور کانڈیا وغیرہ۔ لیکن ان دنوں ان سب شہروں  
 کی تجارت سمٹ کر صرف شہر ازمیر میں آگئی ہے۔ اور وہ اس قدر عظیم الشان  
 تجارتی منڈی بن گیا ہے جیسا کبھی نہ تھا۔ اور ثروت کے لحاظ سے بھی ممالک عثمانیہ  
 میں یہ شہر اول درجہ کا ہے۔ ایشیائے کوچک کا خطہ ایک عظیم الشان بلند سرزمین  
 سے مراد ہے جس میں زلزلوں اور آتش فشاںوں کے آثار بکھرے پڑے ہیں خاص کر  
 اس کے وہ گوشے جو بحر اربعین کے سواحل پر واقع ہیں یعنی وہ اقلیمیں جن کو قدیم  
 زمانہ کے لوگ فریجیا مہترقہ (سوختہ) کہا کرتے تھے۔ اسی واسطے وہاں آتش فشاں  
 کے مادے اور لاوے نہایت کثرت کے ساتھ پڑے نظر آتے ہیں اور وہاں لرزے  
 بھی نہایت افراط کے ساتھ آیا کرتے ہیں۔ اس ملک میں مشہور اور عظیم الشان کوہ  
 ارارات سے جو سرحد ایران پر واقع ہیں تین بڑے کوہستانی سلسلے جدا ہوتے  
 ہیں بمثلہ ان کے ایک کوہستان ایران کا سلسلہ ہے جو دھن کی جانب پھیلتا  
 چلا گیا ہے اور دوسرا سلسلہ کوہستان طوروس کا ہے جو دھن اور مغرب کے گوشے  
 کی طرف ممتد ہوا ہے اور اسی کوہستان طوروس کا دوسرا سلسلہ جو مشرقی طوروس  
 کہلاتا ہے شمال مغربی گوشے میں دوسرے سلسلہ کوہستان طوروس کے بالمقابل ممتد  
 ہوتا چلا گیا ہے۔ عام لوگوں میں یہ روایت بہت مشہور ہے کہ نوح علیہ السلام  
 کی کشتی طوفان تھمنے کے بعد اسی کوہ ارارات کی چوٹی پر تھی تھی۔ اس پہاڑ کو

ایکری طاع بھی کہتے ہیں۔ مشرقی کوہستان طوروس کا سلسلہ سواحل بحر اسود کے محاذ میں تمتہ پایا جاتا ہے اور اسی سلسلہ سے بعض پہاڑوں کی شاخیں پھوٹ کر بحر مارہورا سے جا ملی ہیں۔ اس کوہستان کی مشہور چوٹیوں میں کولہ اور یلڈیز دو چوٹیاں شہر طوقا کے مشرقی جانب ہیں۔ اور بلغار طاع اور آلا طاع یہ دو چوٹیاں شہر قسطنطنیہ کے نزدیک واقع ہیں۔ اور کشیش اور روبا نیچ شہر بڑوصہ کے پاس ہیں۔ اور مراد طاع اور اسی سے ملی ہوئی دوسری چوٹی فارطاع یہ دونوں سواحل بحر آرکٹیک یا یلیگورومی کے مقابل میں واقع ہیں۔ اس کوہستان طوروس کے جس کوہستان فوزان بھی کہتے ہیں کوہ ارات سے جدا ہونے کے بعد خلیج اسکندرونہ کے قریب اس مقام میں جس کا نام فوزان ہے ایک نیم دائرہ بنتا ہے جس کے دونوں سرے سواحل بحر الجوزاء کی جانب تمتہ ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور اس سلسلہ کی مشہور چوٹیاں حسب ذیل ہیں :-

نیگول طاع۔ جمہ طاع اور ار حبیش طاع۔ اور اسی سلسلہ میں ایشیائی ترکی کے کوہستان کا سب سے بلند تر نقطہ واقع ہے جس کی بلندی (۴۰۰۰) میٹر ہوگی اور وہ مقام قیصریہ کے نزدیک واقع ہے۔ اسی کوہستان فوزان کے سلسلہ سے ایک طرف سے کوہستانی سلسلہ بھی جدا ہوتا ہے جو خلیج اسکندرونہ کے مشرقی ساحل کی محاذات میں تمتہ ہوتا ہوا بلاد شام کی طرف ڈھلوان ہوتا چلا گیا ہے اور ملک شام میں جا کر اُس کے دو حصے ہو گئے ہیں ایک مشرقی اور دوسرا مغربی جن کا نام وہاں کوہستان لبنان مشہور ہے اور وہ سلسلہ ملک شام اور فلسطین دونوں میں پھیلا ہوا ہے۔ اس کوہستان کا بیشتر حصہ نہایت سرسبز اور گھنے جنگلوں سے ڈھنکا ہوا ہے اور ان میں نہایت شلواب چراگا ہیں اور سیر حاصل مزے بھی بکثرت واقع ہیں۔ کچھ حصہ تمام سال برف سے بھی چھپا رہتا ہے۔ ایشیائی ترکی کے کوہستان اسی اوپہ کی ماں کی ہوئی وضع کے ساتھ چار گھاٹیوں میں منقسم ہو گئے ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں۔ اول بحر اسود اور بحر مارہورا کی گھاٹی۔ دوم بحر الجوزاء اور بحر متوسط ابض کی گھاٹی۔ سوم خلیج فارس کی گھاٹی اور چہارم اندرونی گھاٹی جو کچھ اہمیت نہیں رکھتی ۛ

جو دریا بحر اسود کی وادی کو سیراب کرتے ہیں اور اسی سمندر میں اگر گرتے ہیں اُن کے نام پیشل ایریق۔ جو قدیم زمانہ میں ایریس کہلاتا تھا۔ قزل ایریق۔ جو قدیم الیام میں تائیس کہلاتا تھا۔ سفالیا۔ فالیاس اور صنورولی۔ ندی ہیں۔ اور یہ آخری ندی بحر مارمورا میں گرتی ہے۔ ان دریاؤں کا دھارا ٹیڑھا ترچھا ہو کر چلتا ہے اور بہت تیزی کے ساتھ بہتا ہے۔ اگرچہ اُن کی زمین پتھر ملی ہے تاہم یہ اپنے منبعوں سے بہت بہت سا ریت بھی ساتھ لاتے ہیں۔ اور اپنے دھانوں پر جہاں یہ سمندر میں گرتے ہیں ڈلٹا بناتے چلے جاتے ہیں۔ چڑھاؤ کے دنوں میں ان کا پاٹ بہت چوڑا ہوتا ہے اور باقی سال کے اندھمولی رہتا ہے اور اسی وجہ سے کہ اُن کے دھانوں پر ڈلٹا بن گیا ہوا ہے۔ ان میں جہاز رانی نہیں ہو سکتی۔ ایشیائے ترکی میں دریا سے قزل ایریق کے بعد سب سے مشہور دریا ویکجہ۔ دوہرک اور کوک ہیں۔ اور یہ سب بھی مذکورہ بالا سمندر میں شہر باقرہ کے قریب بڑے ہو کر گرتے ہیں۔ صنورولی ندی جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اس میں اور نیاس اور تیلو فرنامی دوندیاں اور بھی آکر مل جاتی ہیں۔ تیلو فرندی شہر بروہہ کی سمت سے آتی ہے۔ پھر اس کے بعد چورک صنو نامی ایک اور ندی جو مشرقی حدود پر واقع ہے اور جنگ روس میں اُس کی خوب شہرت ہو چکی ہے وہ بھی صنورولی ہی میں آکر گرتی ہے \*

جو دریا بحر الجزائر میں آکر گرتے ہیں اُن میں سب سے بڑے اور قابل ذکر باقرہ۔ صاریات یا کدوس اور مندر الصغیر جس کا دھانہ قدیم شہر اقوس کے کھنڈروں کے قریب ہے۔ اور مندرس البکیر وغیرہ ہیں۔ اور بحر ابض متوسط میں دریا سے سڈکوں گرتا ہے جس کو عسلا فکہ بھی کہتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ دریا سے جیون سیتون اور دریا سے عاصی جس کو قدیم زمانہ میں اورانٹ کہتے تھے۔ یہ سب بھی بحر ابض متوسط میں گرتے ہیں اور خلیج فارس میں گرنے والے دریاؤں کے نام یہ ہیں:- (مضنی نہ رہے کہ خلیج فارس کو خلیج بھر بھی کہتے ہیں)۔ دریا سے شط العرب جو حجلہ اور فرات کے دریاؤں سے مل کر بندہ عربی کا سنگم شہر قورنہ کے نزدیک ہے اور دریا سے

فات قرہ صو اور مراد جانی نامی دونوں کا مجموعہ ہے۔ قرہ صوندی کا منبع دودھ بوسنی کے کوہستان سے نکلا ہے جو آرض دم کے شمال مشرقی گوشہ میں واقع ہیں اور مراد جانی ندی کا منبع کوہستان دیا دین سے نکلا ہے جو بحیرہ ورن کے پاس واقع ہیں۔ پھر ان دونوں ندیوں کا سنگم کیان مجدنی نام ایک مقام میں بنا ہے جہاں سے یہ دونوں ایک دریا کی شکل میں آکر فرات کے نام سے جنوبی رخ نشیب میں بھی بہتی ہے اس دریا کا دھارا بالائی حصہ میں پہاڑی ہے اور نشیبی حصہ میں بہت پھیل گیا ہے چونکہ اس میں آبپاشی کے لئے اہل ملک نے بہت سے رہٹ لگا رکھے ہیں اور وہ اُس کے دونوں کناروں پر ہر جگہ بکثرت موجود ہیں اس لئے اس میں ہما زراعی کو ترقی نہیں ہو سکتی باقی رمل دریا سے درجہ تو وہ بھی کئی ایک ایسی مختصر ندیوں سے مل کر بنتا ہے جو بحیرہ ورن کے جنوبی سمت میں واقع ہیں اور یہ دریا کئی ایک پہاڑوں اور پتھریلی زمینوں کو کاٹتا اور چیرتا ہوا چلنے کے بعد جنوب کی طرف نشیبی زمین میں بہتا ہے۔ درجہ میں ایک ندی الزاب الکبیر نامی بھی گرتی ہے۔ صحرائشین عرب لوگ اس میں متعدد ڈبری بڑی کشتیاں مال تجارت لانے اور لے جانے کے لئے چلا تھے ہیں اور یہ کشتیاں اگرچہ چڑھاؤ (باڑھ) کے زمانہ میں شہر تھل سے بغداد تک تین یا چار دن کے اندر جا پہنچتی ہیں۔ لیکن جب خشکی اور پانی کے اتار کا زمانہ ہوتا ہے تو اتنی ہی مسافت میں دنوں سے کم میں قطع نہیں کر سکتے۔

ایشیائے ترکی میں چھوٹے چھوٹے سمندروں کی بھی کثرت ہے جن میں سے مشہور بحیرہ ہے۔ بحیرہ ورن یہ نسبتاً دوسرے بحیروں سے بڑا اور بہت مشہور ہے۔ اس کا طول ایک سو بیس اور اس کا پانی سخت کھارا ہے۔ بحیرہ ورن کے علاوہ ایک بحیرہ تو طیا بحیرہ مروار بھی ہے۔ یہ بحیرہ ملک شام میں واقع ہے اس کا طول تقریباً ایک سو کیلو میٹر اور اس کا پانی نہایت تلخ و شور ہے اور نسبتاً سمندر کے پانی سے بہت ہی زیادہ کثیف بھی۔ بحیرہ مروار (ڈیڈ سی) بحر متوسطہ اسیض سے تقریباً چار سو تین سو کیلو میٹر پستی میں واقع ہے۔ اس طرح کہ اگر بحر اسیض متوسطہ سے وہاں تک کوئی نہر

کھودی جائے تو پانی کا ٹٹے کے بعد اس میں بڑے زور شور سے بہیگا۔ اس کے علاوہ  
 دوسرے چھوٹے سمن حسب ذیل ہیں: بحیرہ طبریہ۔ بحیرہ ہائے طوز کول۔ یکی شہر۔  
 اگر تیر۔ آتی شہر۔ نیاس۔ ازبیک اور صبا نجد۔ ان بحیروں میں زیادہ تر ایسے ہیں  
 جن سے نمک نکلتا ہے۔ اور آخر الذکر بحیرہ سے مملکت اناطولیا کے اطراف میں واقع  
 ہیں اور ان میں سے بیشتر سال میں کچھ دنوں تک خشک بھی ہو جاتے ہیں اور بعض  
 بحیروں میں آس پاس کے پہاڑوں سے چند وادیاں بھی آکر ملتی ہیں۔  
 ان ملکوں کی آب و ہوا موقوفوں کے اختلاف کے ساتھ مختلف ہو ا کرتی ہے  
 کیونکہ اندرونی کو ہستانی علاقہ میں جو آب و ہوا ہے وہ اُس نشیبی کو ہستانی حصہ میں  
 جس کا امتداد ساحل سمندر پر ہوتا ہے نہیں پائی جاتی۔ مذکورہ بالا خطہ کی آب و ہوا  
 سرد و خشک ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ ان پہاڑوں پر بلند سی کے باعث قطب شمالی  
 کی طرف سے آنے والی سرد ہواؤں کا اثر زیادہ تر رہتا ہے اور مملکت روس کے  
 کھلے ہوئے میدان اس ہوا کو ادھر آنے سے روک نہیں سکتے۔ اس علاقہ میں  
 سردی کا موسم بہت لمبا اور سخت ہوتا ہے اور گرمی کا موسم بھی خلاف توقع نہایت  
 سخت گزرتا ہے۔ غرضیکہ گرمیوں میں گرمی اور جاڑوں میں سردی کا زور رہتا ہے۔  
 بالائی ایشیا کی آب و ہوا ہر ایک حصہ میں ٹھوڑے ٹھوڑے فرق کے ساتھ ایکسا  
 اور باہمدگر مشابہ ہے۔ یہ تمام بالائی حصہ ملک خشک رہتا ہے۔ کیونکہ گو برسنے  
 والی بدلیاں ہر طرف سے گھر کر اس جانب آتی ہیں اور ہوا میں اُن کو اس طرف  
 اُڑاتی ہیں لیکن اس سرزمین کے اوپے پہاڑوں کی چوٹیاں ابر کو روک لیا کرتی  
 ہیں یا زمین اور خلا کی گرمی ابر کو پراگندہ کر دالتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض  
 اندرونی حصوں میں کئی کئی میلے پونہ گز جاتے ہیں جن میں ابر کا نام و نشان  
 تک دکھائی نہیں دیتا اور آسمان کف بقیل کی طرح خالی و صاف رہتا ہے۔ ہاں  
 ساحلی مقامات کی آب و ہوا بہت معتدل ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جگہیں دریا  
 کے نزدیک واقع ہیں اور دریا سردی اور گرمی دونوں کو لطیف بنا یا کرتا ہے نیز خود

ملک میں وہ رطوبت کافی مقدار میں پائی جاتی ہے جس سے انحراف بنتے اور ابر کی شکل اختیار کیا کرتے ہیں چنانچہ انہی وجہ سے بحر اسود کی وادی یا نشیبی علاقہ میں بارش بکثرت ہوا کرتی ہے۔ مگر وہ ساحلی علاقہ جو خوب موسم اور اعتدال آب و ہوا سے بہت زیادہ حصہ پاتا ہے۔ وہ قدیم ملک کالکیکا کا حصہ ہے جسکی سرزمین پر اس وقت فیلج اٹھنے اور اس کے آس پاس کے مشرقی اور مغربی اضلاع موجود ہیں اور یہاں بکثرت بارش ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس علاقہ کے جنوبی پہاڑوں پر بفلک کو بہتان طور پر اس کا سلسلہ اُسے شمالی ہوا کے پھیڑوں سے محفوظ رکھتا ہے اور آفتاب کی طیش کو اُس میں منعکس کرتا رہتا ہے۔ اس علاقہ کی سردی کا متوسط درجہ چاروں میں ۱۴ درجے رہتا ہے اور گرمیوں میں حرارت کا متوسط درجہ ۲۹ درجے انہی زمینی۔ موسمی اور آبی اختلافات کی وجہ سے ایشیائی ٹرکی کے خطوں میں روئی کی قابلیت بھی جدا گانہ ہے یعنی بالائی حصوں میں نشیبی اور ساحلی مقامات کی نسبت بہت کم روئیدگی ہوتی ہے۔ وسط کا کو بہتانی علاقہ چاروں میں سب سے سرد ہوتا ہے گرمیوں میں وہاں خاک بکثرت اُڑتی ہے اور ہمیشہ کی خشکی نے اُسے ممالک ایشیا کے ریگزاروں کا ہشکل بنا رکھا ہے جس کے باعث وہاں اگر کسی قدر سبزہ اور نباتات کا وجود بھی ہے تو وہ بہت ادنیٰ اور کمزور قسم کی روئیدگیاں ہیں۔ چراگا ہیں بھی بہت کم اور پرورش مویشی کے لئے ناقابل ہوتی ہیں اور صرف وہ مقامات جو آندھوں کی پہنچ سے بچے ہوئے ہیں۔ وہاں کچھ سبزہ کی آثار دکھائی دینگے۔ اور اس حصہ میں دور دور کے فاصلوں پر بہت سے جنگل اور مختلف اقسام کے درختوں کے جھنڈ بھی نظر آجاتے ہیں۔ مگر ساحلی مقامات یا جزیرے مذکورہ بالا علاقہ سے بالکل جدا گانہ حیثیت رکھتے ہیں۔ وہاں نباتات اور درختوں کی کثرت اور پانی کی بہتات ہے۔ ان میں وہاں روئی اور تباکو کی خوب پیداوار ہوتی ہے۔ ان مقامات کے کوہساروں پر تازہ اور خوب صورت باغوں کی کثرت ہے اور چھاڑیوں کی

افراط۔ جنوں نے تمام دامن کو ہمار کو ڈھانک رکھا ہے۔ اور ان مقامات میں بافراط  
 سنہریاں۔ ترکاریاں۔ انگور اور مزہ دار پھل بھی پیدا ہوتے ہیں جو بہت سے بیرونی مقامات  
 پر جایا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ یورپ میں جس قدر پھل از قسم سیب۔ آلوچہ اور آڑو وغیرہ  
 کے پیدا ہوتے ہیں وہ سب کو کولس محل بحر اسود کے سواصل سے لیگیا تھا۔ علاوہ  
 بریں دوسرے نباتات اور پھل مثل نارنگی۔ زیتون۔ لیموں۔ انار اور شہتوت کے (جو  
 لٹیم کے کیڑوں کی خوراک ہے) اور شہور مشہور قسموں کے انگور یہیں پیدا ہوتے ہیں  
 ایشیائے ترکی کی آبادی سنترہ کروڑ آدمیوں سے زیادہ ہوگی جو مختلف نسلوں سے  
 ہیں زیادہ تر عثمانی ترک اور عرب۔ کرو۔ یونانی اور ارمن وغیرہ ہیں جن میں بہت سے  
 لوگ یہودی وغیرہ دوسرے متعدد مذاہب کے بھی ہیں۔ ان ملکوں میں معاون  
 کی کثرت ہے منجملہ اُن کے تو قات۔ قونیہ اور کوشخانہ کے نزدیک تانبے کی کانیں  
 ہیں اور چاندی کی بھی متعدد کانیں وہاں ہیں جن میں بہت سی پتھوڑی کانوں میں  
 معدنیات نکالنے کا کام جاری ہوگا۔ دریائے فرات اور بحر اسود کے قرب وجوار میں  
 جب قدر پہاڑ ہیں اُن میں نانا بنا موجود ہونے کی علامتیں پائی جاتی ہیں اور دریائے  
 فرات پر شہر عرب کیر کے قریب سونے اور چاندی کی بہت سی بڑی کانیں بھی ہیں  
 اس کے علاوہ لوہے کی بھی کانیں پائی جاتی ہیں جن سے اہل ملک فولاد تیار کرتے  
 ہیں۔ پچھلے دنوں اناطولیہ کی ولایت میں زنگار کی کان بھی دستیاب ہوئی ہے اور  
 اسی طرح وہاں سونے اور تلوہ کی کانوں کا بھی سراغ لگا ہے۔ باقی رہیں سنگ مرمر اور  
 سنگ رخام کی قسمیں۔ اُن کی سید کثرت ہے لیکن اسی کے ساتھ اُن کی کانوں میں  
 سے بعض کانیں آج کل خالی ہو چکی ہیں اور چند معاون سے بوجہ عدم توجہی حکومت  
 و اہل ملک کے فائدہ نہیں اُٹھایا جاتا۔ اگلے زمانہ میں آئیڈیا کے شہروں میں سنگ  
 متھاپیس کا وجود بھی معلوم ہوا تھا۔ چنانچہ اس وقت شہر میگنیٹیشیا اُسی کی جانب  
 منسوب کیا جاتا ہے۔ ایشیائے کوچک کے حیوانات میں گھوڑا۔ کاسے۔ بکری اور  
 بھیڑ وغیرہ ہیں۔ شہر انقرہ کے اطراف میں ایک قسم کی بھیڑ ہوتی ہے جس کے بال

بہت لمبے اور نرمی و باریکی میں بالکل ریشم جیسے ہوتے ہیں اور وہ شال بافی کے کام میں لائے جاتے ہیں، اس کی اون کی شالیں کشمیر کی شالوں سے کسی طرح گھلگھل نہیں ہوتی ہیں۔ اسکے علاوہ وہاں ایک طرح کی بکریاں ایسی یہی ہوتی ہیں جنکی اون اعلیٰ قسم کی ہوتی ہے۔ اور سال میں دو مرتبہ تراشی جاتی ہے۔ اور ایک طرح کی قد آور بلی بھی ہوتی ہے۔ جنکے بال نہایت ملائم اور لمبے اور خوبصورت ہوتے ہیں۔ اس ملک کے کوہستان میں انواع و اقسام کے خوبصورت و خوش آواز خشکی کے پرندے بھی ہوتے ہیں۔

## دوسری فصل

### دولت علیہ عثمانیہ کی بندرگاہیں

اس حکومت کے قلمرو کو جن سمندروں نے احاطہ کر رکھا ہے انہیں سے ہر ایک میں متعدد بندرگاہیں اور بحری گھاٹے موجود ہیں جو کم و بیش اہمیت کے لحاظ سے قابل ذکر ہیں اور انہیں لئے بہکومنا سب معلوم ہوا کہ ہم ان کی ترتیب ذیل کے انداز پر کریں۔

۱۔ بحر اسود کی بندرگاہیں :- دولت علیہ عثمانیہ کے قبضہ میں جس قدر بحری مقامات اور بندرگاہیں موجود ہیں انہیں سب سے بڑی اور اہم بندرگاہ خود پائے تخت اور دارالخلافہ قسطنطنیہ ہے جسکو دارالتعادت، اور استامبول، یا اسلامبول، بھی کہتے ہیں اور بعض عربی کتہوں میں اسکا نام فروق بھی مشاہدہ ہوتا ہے۔ اس شہر کا گھاٹ نہایت عظیم الشان اور خوشنما ہے جسکا نظیر تمام دنیا میں نہیں مل سکتا۔ یہ گھاٹ علی ابی ایوب کے دامنہ کے قریب واقع ہے اور اہل فرنگ اس کو گولڈن رن یعنی شلخ تریزین کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس گھاٹی کا طول (۶۸۰۰) میٹر ہے اور کم سے کم (۱۵۰) میٹر موگی۔ اس گھاٹ میں ایک ہزار کشتیاں اور جہازات



نہا سکتے ہیں اور بڑے سے بڑا جنگی جہاز اس میں آسانی آمد و رفت کر سکتا ہے۔ خلیج مذکور کے دونوں کناروں پر متعدد بستیاں اور سلسلہ عمارات باہم مسلسل ہوتا ہوا آستانہ سے متصل ہوتا ہے اور یہ تمام مقامات آستانہ ہی کے شہر میں شامل تصور کئے جاتے ہیں۔ ان مقامات کے گافوں میں سب سے مشہور ترکافوں قنارہ ہے جو اگلے زمانہ میں سفرائِ یورپ کی جائے سکونت تھا اور ان دنوں وہاں یسوی گرد کے لوگ رہا کرتے ہیں۔ دوسری بستی بلاط ہے جس کے باشندے زیادہ ترکیا بلکہ تقریباً کل یہودی ہیں۔

سری بستی سیدی ابی ایوب الانصار میں ہے جہاں ایک عظیم الشان مسجد سلطان عثمانی فاتح قسطنطنیہ کی تعمیر کردہ موجود ہے اور اس مسجد میں ہر ایک عثمانی سلطان قسطنطنیہ نشینی پہلے حاضر ہو کر شیخ الاسلام کے ہاتھوں تلوار زیب کر کرتا ہے۔ اہل اسلام اس مسجد کی نہایت تعظیم کرتے ہیں۔ یہاں تک جتنے مقامات ذکر کئے گئے یہ سب خلیج ارڈن کے مابین کمارہ پر ہیں اور دابنہ کمارہ پر حسب ذیل مقامات واقع ہیں۔

ہا صہ کوئی۔ یہ امنی لوگوں کا محکمہ ہے اور اسی میں کچھ یہودی بھی آباد ہیں۔ قاسم پاشا جس میں محکمہ وزارت بحری کا دفتر اور سرکاری جیل خانہ ہے۔ اور اس بستی کے ساحل عثمانی دارالصناعت یعنی کارخانہ جہاز سازی و مرمت جہازات پھیلتا ہوا دور دراز چلا سیکھ میں گڑائی اور ڈھلائی کے کارخانے، جہازوں کی مرمت اور تیاری کے مع عظیم الشان حوض، اور جہاز سامان متعلق تیاری جہازات جنگی و تجارتی موجود ہیں۔

فہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ اس گھاٹ کو دنیا کے تمام ویدیائی گھاٹوں میں پہلے نظیر جاتا ہے اور اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ محفوظ مقام میں ہونے کے باعث تلم سال بہر ایک سو سو سو میں دریا کی طغیانی کا اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور اسکی گہرائی اس قدر کافی ہے کہ بھاری اور بڑے سے بڑا جنگی یا غیر جنگی جہاز اس میں نہایت آسانی کے ساتھ سکتا ہے۔ آستانہ علیہ کا ایک مشہور محلہ غلطہ دگلاتا بھی ہے جو ایک بلند ٹیلے کی چوٹی پر واقع ہے اور پہلے اسکو ایک شہر بنا دیکھ کر تعجب کیا جاتا تھا۔ چوتیرہویں صدی عیسوی کے زمانہ میں عثمانی فاتح قسطنطنیہ سے قبل





یہاں سکونت رکھتی تھیں۔ قسطنطنیہ کی بارکیں، جنگی کادفرا اور ایک نہایت بلند برج آگ لگنے کی خبر لینے کی واسطے بھی اسی محلہ میں تعمیر کیا گیا ہے۔ اس برج پر ہر وقت ایک آدمی متعین رہتا ہے جو سارے شہر کو دیکھا کرتا ہے اور جہاں آگ لگی فوراً علمہ والے اُس سمت کو دوڑ پڑتے ہیں۔ غلطہ ہی سے ملا ہوا پیرا کا محلہ (یعنی بک اوغلی) ہے جہاں دول یوز کے سفیروں کی سکونت رہا کرتی ہے۔ اس محلہ میں ایک بہت بڑا کارخانہ توپ سازی کا بھی ہے۔ جس میں توپیں اور بندوقیں تیار ہوتی ہیں۔

اور جس وقت دو بڑے آہنی پل اس خلیج کے دونوں ساحلوں کو باہم ملائے گی غرض سے تیار ہو گئے تو وہ مسافت جو دونوں ملکوں کے مابین حد فاصل تھی بادبانی کشتیوں کے کھڑے ہونے کی جگہ قرار دی گئی، نئے آہنی پل کے شمالی سمت میں جو جگہ محل طول باخچہ تک چلی گئی تھی وہ جنگی اور دفاعی جہازوں کے لنگر انداز ہونے کے واسطے مخصوص ہوئی۔ اور قدیم پل کے جنوب میں اُس کے پاس سے تقریباً خلیج کے انتہائی کنارہ تک حصہ سوسیع جگہ نکلی وہ سب دارالصناعۃ عثمانیہ (یا کارخانہ جہاز سازی) کا گھاٹ بنا دی گئی اور اسی حصہ میں سلطنت کے وہ تمام جنگی جہازات لنگر ڈالے جاتے ہیں۔ جو آستانہ علیہ میں موجود ہیں۔ جس وقت انسان نئے پل سے نکل کر شمالی رخ پھر اسود کی طرف چلے تو اسکو اس خلیج کے دونوں ایشیائی اور یورپ کے ساحلوں پر پہلی ایک چھوٹے چھوٹے گھاٹ دفاعی اور بادبانی جنگی اور تجارتی جہازوں کے لنگر انداز ہونے کو قابل طینت بنائے گئے۔ مشہور گھاٹ یورپ کے ساحل پر حسب ذیل ہیں۔ بالظہر لیمان، بیکاس، بوسچی کوئی، امیرکون، استیٹینہ، ملر ایس، بیک دترہ، اور، روملی قواق۔ اور ایشیائی ساحل پر اسکودار، بکلرک، قندیلی، بکتوز، جبوقلی، اور، اناضول قواق، کے گھاٹ واقع ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ سواحل باسفرس جہازوں کے لنگر زن رہنے کے لائق ہیں۔ مگر اس وقت جبکہ سمندر کی حالت اور مان سون اس قدر خطرناک اثر سے مؤثر نہ ہو چکے ہوں کہ خوف دلانے کی موجب بن جائے۔

شہر قسطنطنیہ کی تجارت بہت بڑھی ہوئی ہے اور اب سال بسال زیادہ ترقی کرتی

آتی ہے۔ چنانچہ ۸۵۲ھ میں اس شہر کے بندرگاہ میں (۱۰۱۶ء) بادبانی - اور (۶۳۰) دغانی جہاز مال تجارت سے بھرے ہوئے داخل ہوئے تھے جبکہ مجموعی بار بیٹھ لاکھ ننانوے ہزار ٹن تھا۔\*

مروجہ سلطان محمد ثانی فاتح نے اس شہر کو ۸۵۲ھ میں فتح کر کے (بوجہ اسکے رقبہ کی اہمیت اور اسکے بحراسود و بحرابض کے اطراف پر مسلط ہونے اور ایسے مضبوط نقطہ مقام پر واقع ہونے کے جہاں تھوڑی سی فوجی قوت کے ساتھ بچاؤ کیا جاسکتا ہے) حکومت عثمانیہ کا پایہ تخت بنالیا۔ عثمانی بادشاہوں کے قابض ہونے سے پہلے یہ شہر شرقی رومی سلطنت کا پایہ تخت تھا اور اپنے بانی قسطنطین اعظم کی جانب منسوب ہونیکے عہد قسطنطنیہ کے نام سے موسوم تھا۔ اسکی بنیاد قیصر قسطنطین اعظم نے ۳۳۰ء میں ڈالی بن ورناس سے پہلے اسکا نام بزنطیوم (بزنٹائن) تھا۔ آج کل اس شہر کی آبادی ۱۳۰۰۰۰ آدمیوں سے زائد ہوگئی۔ اس میں (۳۵۴) سرائیں، (۱۸۰) حمام (۵۰) شاہی محل (دیا اسکے قریب) اور (۱۹۸) سپاہیوں کی بارکیں اور محافظہ جواوں کی چوکیاں ہیں۔

جدوں کی تعداد (۶۴۵) ہے۔ (۵۲۰) اسلامی مدرسے (۱۴۸) مدارس عالیہ (۶۵) بچانے۔ (۲۳۱) دیر (۱۸) شفاخانے۔ اور (۱۶۰) گرجے ہیں۔ جن میں سے (۶۰) میوں کے، (۴۰) ارمن والوں کے (۱۰) لاطینی لوگوں کے اور باقی دوسرے سامائی فرقوں کے ہیں۔ علاوہ ازیں وہاں شاندار محلوں اور فلک فرسا سرکاری عمارتوں کی رتوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ جو اس شہر کی رونق اور عظمت ظاہر کرتی ہیں۔ ان رتوں میں زیادہ مشہور عمارتیں بخشی فوج کا دفتر، باب عالی، اور جدید میگزین ہیں۔\*

شہر کا منظر نہایت حسین اور شاندار ہے۔ دور سے دیکھنے والے کے دل پر اس کے غریب سین کا بہت گہرا اثر پڑتا ہے اور انسان خوبصورت سے خوبصورت مقام جو تصویر اپنے دماغ اور خیال میں کھینچ سکتا ہے وہ بالکل وجوہ شہر قسطنطنیہ کا منظر پیش ہوتے ہی سامنے نظر آجاتی ہے۔ شہر کی تقسیم دس حصوں یا شہری حلقوں میں کی گئی ہے۔

۱۹۰۰ء میں سلطان شہین نسیری یک شہر (۱۰۴۹) سٹیر (۱۶۲۶) ٹن وزن کو قسطنطنیہ کے بندرگاہ میں داخل ہوئے\*

اور عثمانی سپاہ کی پانچویں آرمی کو یہیں مقیم رہتی ہے۔ چونکہ یہ شہر سات بلندیوں پر آباد ہے اسی واسطے اسکے راستے اور سڑکیں بہت ڈھلوان اور ٹیڑھی واقع ہوئی ہوئی ہیں۔ تجارت میں یہ شہر تمام دنیا کی تجارتی منڈیوں پر فوقیت لگیا ہے اور اس کے اعلیٰ تجارتی اہمیت اسلئے اور بڑھ گئی ہے کہ اس کا وہ ریلوے کے ذریعے سے بھی یورپ کے مشہور پائے مختلف مکے ساتھ وابستہ ہو گیا ہے۔ شہر کے مکانات زیادہ تر کڑی سے بنے ہیں۔ کیونکہ یہاں زلزلوں کا بہت خوف رہتا ہے۔ اسی وجہ سے اس شہر میں کوئی رات ایسی نہیں خالی جاتی جیسے کہیں نہ کہیں آگ نہ لگتی ہو۔ مگر اس کا کثرت باشندے اپنے مکانات سنگ مرمر اور دوسرے پتھروں سے بنوانے لگے ہیں۔ خاص کر مسلمانوں میں جو زلزلہ آیا تھا اس کے بعد سے بکثرت پختہ اور سنگین عمارتیں بن گئی ہیں۔

بحر اسود کے ساحل روملی پر دولت علیہ عثمانیہ کے مقبوضہ مشہور بندر گاہوں میں سے ایک بندر گاہ یا گھاٹ بورغاز بھی ہے جو خلیج کے انتہائی گوشہ پر واقع ہے اور مشہور ایڈریانوپل کے شمالی مشرقی گوشہ سے (۱۱۰) کیلومیٹر کے فاصلہ پر پایا جاتا ہے۔ یہ بندر گاہ ان ملکوں میں سب سے اہم تجارتی بندر گاہ ہے اور وہاں کے مال برآمدیں کیجیوں، سوج، پھینہ دانہ، اون اور عرق گلاب وغیرہ چیزیں شامل ہیں۔ اس ساحلی بستی کی آبادی (۵۰۰۰) آدمیوں کی قریب ہوگی۔

**سیرہ پولی**۔ یہ بندر گاہ بھی مشرقی روملی کے ساحل پر واقع ہے۔ یہاں کی آبادی (۸۰۰۰) ہوگی۔ اس میں روسیوں نے اس مقام پر قبضہ کر لیا ہے اور یہ بحر اسود کا سب سے اچھا گھاٹ ہے۔

وارنہ۔ حکومت بلغاریہ کا ایک مستحکم اور بڑا بندر گاہ ہے اور نہروں کا دایا کے نزدیک واقع ہے۔ وارنہ اور شہر ریحق کے مابین ریلوے لائن بنی ہوئی ہے۔ اس شہر کی آبادی (۲۵۰۰۰) آدمیوں کی ہوگی۔ اسکے جنوب مغربی جاہ ایک چھوٹا سمندر بان ہے اور اس کا گھاٹ بالکل کھلا ہوا ہے جس پر مشرقی اور جنوبی ہوائیں چلتی رہتی ہیں۔ گیہوں، شراب کی مختلف قسموں، اور پھلوں اور کھانوں کی تجارت اس بندر گاہ میں بہت زیادہ

ہوتی ہے۔ شہید اور عمارتی کھڑکیوں کی نکاسی بھی یہاں سے اچھی ہوا کرتی تھی۔ اس  
بندر گاہ کو اس لئے اچھی شہرت حاصل ہے کہ سلاطین عثمانی ترکوں نے یہاں سیاح  
مراودقان دوم کے ہمیں اس سلاطین پنجم شاہ ہنگری پر نمایاں فتح حاصل کر کے یہ بندر گاہ اس  
سے چھین لیا تھا۔ بعد ازاں ۱۸۲۸ء میں روسیوں نے ہذا اس مقام کو ترکوں کے قبضہ سے  
چھینا اور یہاں کی قلعہ بندیوں کو برباد کرنے کے بعد دوبارہ ترکی حکومت کو واپس دیدیا۔  
پیرس اور آگستاسے کئے والے سیاح جو یورپ کے ملکوں سے استنبول کو دیکھنے آتے  
ہیں اسی بندر گاہ سے براہ دریا قسطنطنیہ کا رخ کرتے ہیں جس بحیرہ کا بننے اور ذکر کیا  
ہے وہ اس قابل ہے کہ اگر موجودہ گھاٹ کے اندر سے واپس نکال کر کوئی نیا راستہ نکال دیا جائے  
تو وہ بحیرہ بھی شہر وارہ کا گھاٹ بن سکے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی ایک اچھے اچھے گھاٹ  
وہاں موجود ہیں لیکن چونکہ ان کا ذکر چنداں ضروری نہیں اسلئے ہم ان کو بیان نہیں کرتے +  
آٹا طویلا اور ایضاً کے کوہک کے جو سواحل بحر اسود پر واقع ہیں۔ انہیں سب سے  
اہم ترین مقامات ہیں۔

آٹا کلہ گھاٹ شمال کی جانب کھلا ہوا ہے۔ اس کے اندر کشتیاں اور جہازات لنگر انداز  
ہوتے ہیں اور اس شہر کے اطراف میں پتھر کے کوئلہ کی کانیں ہیں جنکی پیداوار خود حکومت  
عثمانیہ جہاز رانی کے کام میں لاتی ہے +

شہر آوکل - قسطنطنیہ کی بنیاد پڑنے سے قبل اور رومی حکومت کے آخری عہد میں  
تراس کی اسقفیہ کا پایہ تخت بھی رہ چکا ہے +

وانیہ بولی - اسکا قدیمی نام انونوپولیس تھا۔ ضلع قسطنطنیہ میں بحر اسود کے کنارہ پر ایک  
گھاٹ ہے۔ اور سیویوب سے مغربی سمت (۱۳۰) کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں  
کی آبادی (۳۵۰۰) آدمیوں کی ہوگی، اس بندر گاہ میں چھوٹی کشتیاں بننا کرتی ہیں۔ اور  
یہاں کا گھاٹ بہت خوشنما اور مختصر ہے۔ شہر دو پہاڑوں کے درمیان ایک وادی میں  
واقع ہے جسکے دو دیارے دوریکان ایرمن پیراب کرتا ہے۔ مذکورہ بالا پہاڑوں میں سے  
ایک پہاڑ کے پیچھے ایک قلعہ بھی تھا جو اب مہدم ہو گیا ہے۔ یہ قلعہ مشرق میں پیراب

کاسک لوگوں کی ٹوٹ مار کے حکم روکنے کی نیت سے بنوایا تھا جو بعد میں منہدم ہو گیا۔

اُماسترا - یہ بھی بڑا بندرگاہ ہے۔ مگر شمال مغربی گوشہ سے مغربی جانب کو کھلا ہوا ہے شہر ایک چھوٹی جزیرہ نما اس پر واقع ہے۔ اس بندرگاہ میں زیادہ سے زیادہ پانی کی گہرائی بیس بام پائی جاتی ہے۔ اسکو ضلع قسطنطنیہ کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ یہ شہر آخری تاجدار ایران نے بنوایا تھا۔ اور ۱۵۵۳ء میں سلطان محمود نے اسکو اہل جنوینہ کے قبضہ سے نکال کر عثمانی قلمرو میں داخل کیا۔ یہاں چند قدیم یادگاریں بہت اعلیٰ درجہ کی ہیں۔

سینیوب - ایشیائے کوچک کا مشہور بندرگاہ ہے۔ قدیم زمانہ میں اسکی شہرت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ مشہور تھلا سفرو دیو جانس کلیسیا اسی شہر کی خاک سے پیدا ہوا تھا جو قسطنطنیہ کی حکمرانوں نے یہ بندرگاہ یونان والوں سے چھین لیا تو انہوں نے اسے صوبہ قسطنطنیہ کا ماتحت بنا دیا اور پندرھویں صدی عیسوی کے نصف دور تک یہ اُن سلجوقی امیروں کے قبضہ میں رہا جو عثمانی سلاطین کے زیر اثر اور ماتحت تھے ۱۸۵۳ء میں روسیوں نے اس بندرگاہ پر حملہ کیا۔ اور متعدد ترکی جہاز جو یہاں موجود تھے جلا ڈالے شہر کا بڑا حصہ بھی منہدم کر ڈالا۔ اور آجکل اس بندرگاہ سے چاول، میوہ جات، اور کھانویں خوب تجارت ہوتی ہے۔ اس بندرگاہ میں ایک ترکی کارخانہ جہاز سازی موجود ہے جس میں ہلکی قسم کے جنگی جہازات تیار ہوتے ہیں۔ شہر کی آبادی دس ہزار آدمیوں سے زائد ہوگی۔ سینیوب سے مشرقی جانب آٹھ میل کے فاصلہ پر اور اس پورٹ کے مغربی سمت ایک اور چھوٹی سی کھڑی پائی جاتی ہے جسکو اقلیمان کہتے ہیں۔ اور قسطنطنیہ ہی کے صوبہ میں ”رنیلیاس“ اور ”کرہ زہ“ نامی دو چھوٹے بندرگاہ بحر اسود کے سواحل پر اور بھی واقع ہیں جو تجارتی مرکزوں میں شمار ہوتے ہیں مگر انہیں جو جہاز جاتے ہیں وہ بوجہ اسکے کہ وہاں کوئی محفوظ بندرگاہ نہیں معتدل ہوا کے مقامات میں لنگر ڈالتے ہیں ورنہ طوفان کا خوف ہوتا ہے۔



سمسون۔ دلالت طرازون کا ایک بندرگاہ ایشیائے کوچک میں بحر اسود کے کنارہ پر واقع ہے اور اسکی ایک کھاڑی سمسون ہی کے نام سے موسوم ہے۔ اس کی مردم شماری ۲۰۰۰ ہوگی۔ بغداد اور اندرونی ترکی قلمرو سے جو ایشیائی ممالک میں ہے اسکی بہت وسیع تجارت جاری رہتی ہے۔ اس بندرگاہ میں جہازوں کے لنگر انداز ہونے کا سب سے بڑا مقام داس سمسون کے نزدیک واقع ہے اور اسکا محقق چھ بام ہے۔ اس کے گھاٹ میں شمالی ہوا اکثر چلتی رہتی ہے۔ اور یہاں کی تجارت برآمد میں قابل ذکر چیزیں سانبہ، لکڑیاں، لگیوں، اور تنباکو وغیرہ ہیں۔

اوقمیا۔ یہ ساحلی بستی ایک ہموار ٹیلہ پر آباد ہے یہاں کے رہنے والے تجارت اور دستکاری میں اچھی مہارت رکھتے ہیں۔ اس میں انگور کی پیداوار بکثرت ہے۔ اس لئے شراب کی نکاسی یہاں سے خوب ہوتی ہے، شراب، میوے، روٹی، اون، اور قالین یہاں کئے جانے والے ہیں۔ یہاں کا گھاٹ بھی شمالی ہوا کی زد میں رہتا ہے جو جہازوں کے لئے باعث ہمال ہے۔

قوننا۔ یا۔ فزو۔ اس فزو کے پیچھے ۱۵۰ کیلومیٹر کے فاصلہ پر کرسیون کے شمال مغربی جانب ایک کھاڑی ہے جس میں زیادہ تر چھ بام گہرا پانی ہے۔ یہاں باہرانی جہازات جاڑوں کے موسم میں لنگر انداز رہتے ہیں۔

طرازون۔ قسطنطنیہ سے ۹۰۰ کیلومیٹر اور ادھاض روم سے ۱۴۰ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ایشیائے کوچک کا ایک مستحکم شہر ہے، اس کی آبادی ۸۰۰ ہزار آدمیوں سے زائد ہوگی۔ اس شہر میں بہت سے قدیم آثار موجود ہیں متجلاً ان کی لاپون کی سبیل بھی ہے اس شہر کے بندرگاہ میں بکثرت جہازات آتے جاتے رہتے ہیں، یہاں کے مال برآمد میں کتان، رستیاں، تنباکو، کپڑے، خراوی ہوئی چیزیں، اسلحہ، شکر، دودھ، تیل، اور شیشہ آلات وغیرہ وغیرہ اشیاء بہت نکلتی ہیں۔ عثمانی جہاز ران کمپنی مخصوصہ کے جہازات یہاں سے تمام طور پر اپنی ڈاک قائم رکھتے ہیں اور خزانسیسی، آسٹریلی، اور روسی جہاز ران کمپنیوں کے جہازات بھی قسطنطنیہ سے باہر جاتے ہوئے یہاں قیام کرتے

ہیں۔ مشہر طرازوں بہت قدیم اور تاریخی مقام ہے۔ اور قدیم میں اسکی شان و شوکت قابل رشک تھی۔ اور قسطنطنیہ کی تعمیر سے پہلے بہت سے تاجداروں کا دارالملک رہ چکا ہو سلطان سلیم اول بھی یہاں کچھ عرصہ تک مقیم رہا تھا۔ اس شہر کا گھاٹ جہازوں کو لنگر انداز ہونے کے لئے مناسب نہیں کیونکہ اس میں شمالی مغربی گوشہ کی طوفانی ہوا اکثر چلتی رہتی ہو و لائن طرازوں میں بحر اسود کے ساتھ مل کر دولت علیہ کے اور بھی کئی بحری مقام ہیں جنہیں ریزہ، کیرہ سون، اوقفا، اور تیرہ پولی مشہور مقامات ہیں۔ طرازوں ایک سربراہ کو بندرگاہ ہے لیکن جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا یہاں جہازوں کا قیام محض اسی حالت میں ممکن ہوتا ہے جبکہ ہوا معتدل ہو۔

باطوم۔ دریا۔ یہ باطوم کے قریب طرازوں سے شمال مشرقی جانب براہ دریا (۲۶) میل کے بعد واقع ہے اس شہر کا بندرگاہ بہت محفوظ ہے اور بحالت حملہ نہیں اپنی دشوار گزاری کے باعث خشکی اور تری دونوں جانب سے مدافعت کا سامان کر سکتا ہے۔ اسنے اپنے عہدہ موقع کے لحاظ سے بحری دنیا میں اچھی شہرت پائی۔ خاکسار روسی سرحد پر یہ سب سے کارآمد بندرگاہ ہے۔ اور اس کے گھاٹ میں کنارہ کو قریب بڑے بڑے جہاز لنگر انداز کر سکتا ہے۔ جنگ روم و روس میں روسیوں نے اسپر بہت سے ناکام حملے کیے۔ لیکن وہ اسے قابو میں نہ لاسکی آخر صلح کے بعد معاہدہ برلن کی رو سے حکومت روس نے اسپر قبضہ کر لیا۔ چھوٹی کشتیاں موسم سرما میں یہاں نہیں رہ سکتی ہیں۔ پٹرولیم تیل کے چشمے یہاں بکثرت ہیں اور آبادی مسلمان و نصاریٰ کے اور چوکس لوگوں کے ملاکر دو ہزار کے قریب ہوگی باطوم کے قریب اور بھی کئی مختصر اور ناقابل ذکر گھاٹ ہیں۔

### دولت علیہ کی رہائش گاہیں بحریہ اور واقع ہیں۔

انہیں زیادہ مشہور بندرگاہ اوقیہ ہے۔ جو کہ کیا تعلیم نام کو مشہور کیا تھا۔ (۱۰۰۰) کلومیٹر کے فاصلے پر چھاپا شہر ہے۔ بندرگاہ کی طرف واقع ہے اور قسطنطنیہ کے

سرے پر پڑتا ہے۔ اور خلیج مذکور بحیرہ مارمورا کے شمال مشرقی کنارہ پر ہے شہر از میسہ کی مردم شماری چالیس ہزار آدمیوں سے زائد ہوگی۔ قدیم زمانہ میں یہ مقام ملک بوسینیا کا پاسے تخت تھا۔ اریانوس مورخ اسی شہر میں پیدا ہوا۔ ہنی بال نامور فاتح اور جنرل نے یہیں وفات پائی۔ قسطنطین اعظم اسی خاک کا پیوند ہوا۔ اور حکیم بلیناس کا وطن بلوف یہی مقام تھا۔ اب اسکی قدیم عمارتوں کے کھنڈر بھی باقی نہیں رہے۔ اسکا بندر گاہ وسیع اور پانی بہت عمیق ہے بڑے جہازات اس میں بخوبی آسکتے ہیں شہر بحری میں عثمانی ترکوں نے اسکو فتح کر کے یہاں ایک بڑا شاندار جہاز سازی کا کارخانہ قائم کیا جو اب ترقی کہہ کے اسقدر بڑا لیا گیا ہے کہ بڑے بڑے ذرہ پوش کروزر اور آہن پوش جنگی جہازات بنالیتا ہے اور آلات جہاز سازی کے کسی کارخانے اسکے ساتھ منظم ہو گئے ہیں چنانچہ بحالت موجودہ اسکو دولت علیہ کا دوسرا عظیم الشان بحری جنگی اسٹیشن کہتے ہیں اور شہر از میسہ میں اسوقت بہت سے ریشم کے کپڑے بنانے والے کارخانے اور چینی کے برتن تیار کرنے والی فیکٹریاں بھی موجود ہیں۔ لکڑی اور نمک کی تجارت یہاں سے بہت ہوتی ہے، نیز اس میں کئی ایک معدنی چٹنے ہیں اور تار پیڈ وکشتیوں کا مرکز بھی یہی ہے۔

مودانیہ۔ ولایت خداوندگار کا ایک بندر گاہ جو خلیج مودانیہ میں واقع ہے۔ قدیم نام سیانوس سینیوس تھا۔ آبادی بیس ہزار آدمیوں کی ہوگی، اور یہ مقام شہر بروصہ کا بندر گاہ متصور ہوتا ہے۔

کملیک۔ یہ بھی ولایت خداوندگار کا ایک بندر گاہ اور خلیج مودانیہ میں واقع ہے آبادی تین ہزار شخصوں کی ہے، اس میں کارخانہ جہاز سازی اور بحری کارخانے ہیں۔

آردوگ۔ اگلا نام ارتاکی۔ یا۔ ارتاکی تھا۔ بحیرہ مارمورا کے جزیرہ نما کی جنوبی طرف کے جنوب مغربی کنارہ پر آستانہ علیہ سے ۷۷ میل کے فاصلہ پر ایک بندر گاہ ہے۔ اس میں ایک قدیم زمانہ کے دریائی بند کے نشانات پائے جاتے ہیں اور اسکے قریب جوار

میں شراب بہت عمدہ بنتی ہے۔ یہ ایک تجارتی منڈی ہے۔ ہیر و ڈولش قدیم یونانی مورخ نے تحریر کیا ہے کہ اہل فنیقیہ نے فارس والوں سے جنگ کر اہم نے کے عہد میں اس کو بالکل بھلا ڈالا تھا۔ پھر یونانیوں نے اسکو دوبارہ تعمیر کیا اور خوب اچھی طرح قلعہ بندی کرتی اسکے مشرقی جانب قدیم شہر کیزیکہ جزیرہ نماے مذکور کا سب سے بڑا شہر تھا۔ یہاں کی باشندے اکثر زراعت پیشہ ہیں۔ اسکا گھاٹ بہت خرد ہے۔ اوصاف یہ ولایت قرۃ سی میں شامل ہے۔ اُردک کے علاقہ میں کئی ایک مفید معدنی چشمے بھی ہیں جنکا پانی مالک یورپ کو جایا کرتا ہے +

رہو و مستو۔ یا۔ تکفور طاغ۔ اسکا قدیم نام بیزنٹائن تھا۔ یہ بھی ایک ترکی مستحکم بندرگاہ اور یورپین ترکی کے سواحل پر واقع ہے۔ آبنائے گلیپولی سے (۶۰) میل کے فاصلہ پر شمال مشرقی جانب ہے۔ ولایت ایڈریا نوپل کے ضلع روملی کا مرکز یہی مقام ہے۔ آبادی (۳۰۰۰۰) آدمیوں کی رکھتا ہے۔ شہر کے ہر چار طرف خوبصورت باغوں کا سلسلہ لنگی بونق دو بالا کر رہا ہے، بڑی بڑی سڑکیں، عمدہ حمام، اور خوبصورت شاندار گرجوں نے شہر کی زیب و زینت بڑانے میں بہت بڑا حصہ لیا ہے۔ اون، اور تین یہاں کی تجارت برآمد کے جزو اعظم ہیں ۳۱ شہر میں اسپر و سہوں نے قبضہ کر لیا تھا لیکن بعد میں پھر ترکوں نے اسکو فتح کر لیا اور اب یہ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا +

ایڈشوق۔ قدیم شہر کیزیکہ کے نزدیک ہی واقع ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے گا کسی کے کھنڈروں پر اسکی بنیاد پڑی ہے + ایک ضلع کا صدر مقام ہے جسکا یہی نام ہے ۱۰ اور جو اُردک کی کشتری میں شامل ہے، یہاں شہنشاہت کے درخت بہت افراط سے پیدا ہوتے ہیں، انگور کی پیداوار بھی خاصہ قابل ذکر ہے، اس گھاٹ میں بادبانی جہاز کی آمد رفت زیادہ رہتی ہے۔ شہر کی آبادی پانچ ہزار آدمیوں کی ہوگی +

بحیرہ مارتورہ پر کئی ایک اور گھاٹ بھی ہیں جو ولایت قرۃ سی میں شامل ہیں اور انہیں بامرد کا گھاٹ زیادہ مشہور ہے اس گھاٹ سے بحیرہ روم کی نواسی بہت ہوتی ہے +

## بحر آر کی پلیگو (مجمع البحرین یونان) میں ٹرکی بندر گاہیں

اس سند میں دولت علیہ کی مشہور بندر گاہوں میں خلیج بشیکہ بہت مشہور ہے۔ یہ مقام ایشیائی ساحل پر ڈارڈنلز کے قریب ہے۔ اوقسطنظیہ سے (۲۸) گھنٹوں کی بحری مسافت پر واقع ہے۔ ۱۸۷۳ء اور ۱۸۷۴ء میں انگلش بیڑہ جہازات نے اس پر قبضہ کر لیا تھا۔

تندوس۔ یہ بندر گاہ جزیرہ تندوس میں واقع ہے جسکو ”بوغیہ آٹھ سی“ کہتے ہیں۔ دارڈنلز سے جنوب مغربی سمت میں (۲۴) کیلومیٹر کے بعد واقع ہے اور شہر تندوس شمالی کنارہ پر ایک چھوٹے سے بندر گاہ کے متصل ہے۔ بندر گاہ بشیکہ کے مقابلہ میں ایک قلعہ اسکی حفاظت کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ اس جزیرہ کا ذکر جنگ ترادہ کے خیالات میں بہت کثرت سے آیا ہے۔ اور ترکوں نے اسے فتح کرنے کیلئے بند قیہ والوں سے کئی ایک مشہور بحری لڑائیاں لڑی ہیں۔ کیونکہ اسکا بحری موقع بہت ہی فطیر تھا۔

(یقینہ جانشینہ صوفیہ گذشتہ) کی شرح و بسط مفصل تاریخی کتابوں میں موجود ہے۔

اس لئے اُنکا بھی بقدر گنجائش باختصار ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۸۲۱ء میں روسی حکومت سے معاہدہ ہوا کہ روسی تجارتی جہاز اس آبنائے سے گزریں گے پھر ۱۸۲۸ء میں جنگ کے بعد روس نے اس امر کی شکایت کی کہ باہد عالی نے معاہدہ کی پابندی نہیں کی اور روسی تجارتی جہازوں کو گرفتار کر کے اُنکا تمام سامان ضبط کر لیا نیز اُنکے مالکوں کو کوئی معاوضہ تک نہیں دیا۔ چنانچہ اس شکایت پر ۱۸۳۰ء میں ایڈریناپولس کا یہ معاہدہ ہوا اور روسی جہازات جو بغرض تجارت آئے تھے اس میں ہو کر گزر سکتے اور اُنسے ساتھ دوسری حکومتوں کے تجارتی جہاز بھی جایا کرتے تھے۔ پھر ۱۸۴۱ء میں ایک اور معاہدہ ہوا جسکا نام معاہدہ ہنگیاریہ (۱۸۴۱ء) ہے اور یہ معاہدہ بھی روس اور ترکی کے مابین ہوا تھا جسکی بنا حملہ آوری اور مداخلت کے ہول پر تھی۔ اور اس معاہدہ کے رکن ہر حکومت کی تجارتی کشتیوں کے تمام حمل کے تجارتی جہازات آجائے میں گزرنے سے روک دئے گئے تھے۔ چنانچہ اس معاہدہ پر انگلستان نے اعتراض کیا۔ اس پر ۱۸۴۱ء میں ایک اور معاہدہ حکومت

سلاونیک - یا - سالونیکا - ایک ولایت کا صدر مقام اور قسطنطنیہ سے (۵۲) کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے خلیج سالونیکا کے اندرونی جانب یہ سب سے بڑی تجارتی جگہ ہے۔ قدیم زمانہ میں اس خلیج کا نام شرایکوس تھا - سرائس سلیوس تھا اور یہ بحیرہ یونانی کی ایک شاخ ہے جو ساحل مقدونی اور جزیرہ نما قسطنطنیہ اور کاسندر کے مابین واقع ہے۔ اسکا طول (۷۰) میل اور عرض (۳۰) میل ہے۔ اور دریائے سائیریا - اینچہ، قرہ صو، اور، قادیور، اس میں آکر گرتے ہیں۔ سلاونیک اپنی خوشنمائی اور دلفریبی کے لئے مشہور شہر ہے اور اس میں بہت سے آثار قدیمہ بھی پائے جاتے ہیں وہاں کی تجارت نہایت وسیع ہے۔ اس شہر سے آستانہ علیہ تک ریلوے بھی جا رہا ہے جو اسکو تب کے راستے سے ہو کر آتی ہے۔ سلاونیک کا بندر گاہ نہایت وسیع ہے جس میں (۳۰۰) سے زائد جہازات سما سکتے ہیں۔ ترکوں نے اس مقام کو ۱۳۱۶ء میں بعد غازی سلطان مراد خان دوم اہل بناتیہ کے قبضہ سے چھین کر مملکت عثمانیہ میں شامل کر لیا تھا اور اسی وقت سے یہ مقام آباوی اور تجارت میں ترقیاں کرتا گیا۔ حتیٰ کہ اب قسطنطنیہ کے بعد عثمانی قلعہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) انگلستان اور باب عالی کے مابین ہوا۔ اس میں آسٹریا، روس اور پریشیا کی حکومتیں بھی شریک تھیں۔ اور یہ معاہدہ مسئلہ مشرق کی گتھی سلجھانے اور باب عالی کو ملوکوم محمد علی پاشا کو مصر کے مسئلہ سے بچانے کے لئے ہوا تھا جو ان دنوں قسطنطنیہ پر بڑھ رہا تھا۔ اس معاہدے میں اس بات کی تصریح کر دی گئی تھی کہ پانچ عالم کی سرحد سے کوئی جنگی جہاز دول غیر کا نہیں گزر سکتا۔ لیکن جبکہ کوئی ایسی صورت پیش آئی جس سے دول یورپ کو حفاظت قسطنطنیہ کی ضرورت آپڑے۔ تو ان کے جنگی جہاز ڈارڈنلز میں داخل ہو سکیں گے۔ ۱۸۷۸ء میں یہی جنگ کریمیا کے بعد دولت علیہ نے تمام یورپ کی حکومتوں کو اس بات کی اجازت دی کہ آبنائے مذکور میں ان کے سفیروں کی حفاظت کیلئے انکا ایک ایک چھوٹا جنگی جہاز رکھیں اور اسی معاہدہ کی رو سے یہ بات بھی قرار پائی کہ بحرا سود جو ترکی اور روس کا مشترکہ سمندر ہے علیحدگی کے اصول پر کاربند رہے۔ یعنی اس میں کسی غیر سلطنت کے جنگی جہاز نہ جانے پائیں۔ ۱۸۷۸ء میں جنگ فرانس و پریشیا کے بعد جب پرنس گاپچیکوف نے دول خمسہ کو ایک سو یادداشت پیش کی کہ بحرا سود میں اسکی جنگی قوت کم کرنے کی شرطیں منسوخ کی جائیں۔ تو ۱۸۷۸ء کو ایک نیا معاہدہ تحریر ہوا۔ اور

میں یہ سب سے بڑی تجارتی منڈی ہے۔ سلاویچا کی مردم شماری اسی تہزار آدمیوں کی ہوگی۔ اس مشہور میں ایک قدیم قلعہ سانٹا بیجوں کا قسطنطنیہ کے قدیم قلعہ کا ہمشکل موجود ہے۔ اور آثار قدیم میں قسطنطین اعظم کی کمان فتح بھی یہیں تعمیر ہوئی تھی۔ جو اب تک قائم ہے۔ باشندوں میں یہودی زیادہ ہیں جو مالک اسپین سے شاہ فرڈیننڈ اور مکہ کا نام ہے۔ باشندوں میں یہودی زیادہ ہیں جو مالک اسپین سے شاہ فرڈیننڈ اور مکہ کا نام ہے۔ باشندوں میں یہودی زیادہ ہیں جو مالک اسپین سے شاہ فرڈیننڈ اور مکہ کا نام ہے۔

برآمد میں ریشم، اون، کھال، اور عجم کی کھاسی بہت ہوتی ہے۔  
 قولہ - ولایت سلاویچکا کا ایک مختصر گھاٹ ہے آبادی (۴۰۰۰) ہوگی۔ یہاں سے تنباکو کی تجارت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اور چوبلی پاشا خدیو مصر کا اصلی وطن بھی تھا۔  
 خلیج سلاویچکا کے مشرقی پہلو میں سندھ نامی جو کھاڑی واقع ہے اُسکے کناروں پر بہت سے مقام اس قابل ہیں جہاں جہاز ٹھہر سکیں۔ مثلاً ایک مقام کو نو ہے وہاں بہت سے جہاز لگا انداز ہوتے ہیں تاہم چونکہ ان جگہوں میں طوفانی ہوا کا زور رہتا ہے اسلئے خراب موسم میں یہاں جہاز نہیں رہ سکتے۔ سندھ کے مشرقی جانب انیو ترو اور سیکیبا دو گھاٹ اور بھی لائق ذکر ہیں۔ انکے ماسوا خلیج اور خانو میں چند چھوٹے گھاٹ ہیں جنکے ذکر کی چنداں حاجت نہیں، البتہ انیس گھاٹ ذرا بڑا ہے اور اس میں جہازوں کی آمد و رفت رہتی ہے۔

قرودا غراج - اسکو - لافوس میں کہتے ہیں یہ وہی گاہ ولایت ایڈریاٹک میں واقع ہے اور جزیرہ طاشیوز کے پاس ہے۔ اسکے اندرونی گھاٹ میں پتھر کی چٹانیں بکثرت ہیں۔ جسے جہازوں کو سخت خوف رہتا ہے۔

دابقہ حاشیہ - صغیر گزشتہ (۱۸۸۸ء) میں روسی حکومت کو بحر اسود میں اپنی جنگی قوت دکھوانا شروع دیا گیا۔ لیکن اس بات کی اجازت نہ دی کہ وہ آباد ڈارڈنل میں اپنے جہازوں کی آمد و رفت کرسکے۔ پھر شہداء میں دولت مند، نیا کی کاشف سجدہل مقام اپنے سفیر بھی حفاظت کو وسط اپنے جنگی بیڑوں کو آبائے میں داخل کرنے کی اجازت لی۔ اور اسکے بعد سے دن ہر ایک اپنے اپنے جہازوں کے درپہ جہاز نہتہ لگے ہیں۔

وودہ - غماج - اس ساحل پر یہ سبیل سے بڑا تجارتی بندر ہے - دریائے  
مریچ کے دہانہ سے مغربی طرف اُسکے قریب ہی واقع ہے - اور یہاں ایک ریلوے  
لین بھی ہو کر گذرتی ہے - جو اسکو دارالخلافہ سے ملاتی ہے -

سینیگال - انٹونیر - جزیرہ منوس کا بڑا بندر گاہ اور وسط جزیرہ میں ہے - موسم  
گرمیاں اسکے اندر بہت بڑا بہاؤ کی بیڑہ آرام سے رہ سکتا ہے - اور چارٹوں میں اگر  
اندرونی رخ والے حصہ میں جہازات کو کھڑے کئے جائیں تو وہ ضرور طوفان سے محفوظ  
رہ سکتے ہیں -

پالو - پو - ایس - قلعہ بورنہ میں واقع ہے اسکا ایک گھاٹ نہایت خوبصورت  
اور بھی ہے جو جزیرہ منوس کے شمالی سمت میں واقع ہے - اس مقام کو پہلے  
سلطان فوفاخ نے جنیوہ والوں سے پھینکا تھا پھر بندقیہ والوں نے اسے ترکوں سے  
واپس لیا - اور ۱۸۳۵ء میں ترکوں نے اس پر دوبارہ قبضہ کیا جو آج تک مسلسل چلا  
آتا ہے -

پارنٹ - یورپین ٹرکی کا ایک تجارتی اور مستحکم بندر گاہ بحر الہند میں  
ہے - ولایت یانیہ میں بندر گاہ کو فوس کے سامنے ہے - یانیہ سے ۷۵۰ کیلومیٹر  
جنوب مغرب واقع ہوا ہے - آبادی ۳۰۰۰ ہوگی - تجارت برکات، تیل، شراب،  
تنباکو، اور کپڑے کی زیادہ ہے -

جزیرہ کرمیٹ - غربی کتابوں میں اسکا نام انٹیلیش پایا جاتا تھا، اسکا طول  
(۱۶۲) عرض (۲۵) اور محیط (۵۰۰) میل ہے - رقبہ اراضی (۲۵۰۰) میل مربع ہے  
اس میں میووں اور کھیتی باڑی کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے - زراعتی پیداوار میں بھی اسکی زمین  
نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے خاص کر زمین کے درخت یہاں اچھے بار آور ہوتے ہیں - وسط  
جزیرہ میں کسمپاشی کا سلسلہ پھیلتا اور سرطوت اپنے کٹے پائوں پر ہوتا چلا  
گیا ہے - اس جزیرہ میں سب سے پہلے فیثقیہ والے مسکونین رہتے تھے پھر یونانی  
کے لوگوں نے اس پر تسلط کیا - دورانہ سے مسکونین قبل مسیح میں یہاں پہنچے تھے



رومیوں سے مسلمان اہل عرب نے چھینا اور دسویں صدی عیسوی تک وہ اسپر قابض رہے پھر بیتیوا کے لوگوں نے اسپر قبضہ کر کے اسے مارکوس بونیفاس اور ڈیوک مونٹ فیرائٹ کو بخش دیا جو اٹالیا کے آمر تھے، انہوں نے اسے ۱۲۰۰ء میں اہل ہندقیہ کے ہاتھ فروخت کر ڈالا اور اس وقت سے مسئلہ ہجری تک ہندقیہ والے اسپر قابض رہے۔  
 یکے سے نو گز میں جو بیس سال کی متواتر چڑھاٹیوں کے بعد ترکوں نے اسکو فتح کر لیا اس پر اسے مشہور بندر گاہ حسب ذیل میں ۱۔

سودہ :- یہ بہت محفوظ اور وسیع ہے۔ جزیرہ سودہ سے جو آبائے کے دہانہ پر واقع ہے۔ طوڑلہ تک ایک طویل (۴) میل ہے جس میں پانچ سو سے زائد جنگی جہاز رہا سکتے ہیں۔ اشر ہاڑ طوڑلہ کے نزدیک خلیج کے اندرونی حصہ میں لنگر انداز ہوتے ہیں۔ کیونکہ بندر گاہ میں پانی کی گہرائی پانچ سے لیکر پندرہ فٹ تک مختلف ہے۔ حکومت عثمانیہ نے اس بندر گاہ کو بحر سفید کے بیڑے کا اسٹیشن قرار دیا۔ اسی وجہ سے ۱۲۸۵ء میں یہاں ایک کارخانہ مرمت جہازات کا کھولا گیا۔ جس کے ساتھ ہی بہت سے گدام بھی آلات کے، فوجی چھاؤنیاں اور بارکیں وغیرہ بھی تعمیر کر کے اسکو نہایت ضروری اور قابل قدر جگہ بنا دیا گیا۔ اور یہ سب خوبیاں جو اس میں پیدا ہوئیں فریق حسنین پاشا امیر البحر کی طبیعت واریوں کا نتیجہ تھیں۔

خانیہ :- یا۔ کینیا۔ جزیرہ کریٹ کا سب سے بڑا بندر گاہ ہے۔ اور اس کے شمالی ساحل پر سمو سے (۲۰) میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں سے شہر کینٹیا تک مغربی جانب (۶) میل کا فاصلہ ہے۔ آبادی (۱۰۰۰۰) ہے۔ شہر مضبوط شہر بنہ کے احاطہ میں گھرا ہے۔ یہاں پر عیسوی مذہب کے اُس کی پادری میں مزید اضافہ کرتی ہیں۔ لیکن وہ اصلاح طلب ہیں۔ اسکا بیرونی کھٹے شمالی ہواؤں کے زد میں رہنے کے باعث غیر محفوظ رہتا ہے اور اندرونی کھٹے اس قدر تنگ ہے جس میں چھوٹی باد بانی کشتیوں کے علاوہ اور کسی طرح کے جہازات رہ نہیں سکتے۔ اگلے زمانہ میں اسکا بندر گاہ جزیرہ کریٹ میں بے مثل اور سب سے بڑا مانا جاتا تھا۔ حکومت عثمانیہ نے شہر خانیہ میں ایک زرعی بنک کاشتکاروں کی اعانت کے لئے قائم کیا ہے جو

بہت مفید ثابت ہوا۔ اسیں کئی ایک در سے بھی ہیں۔ پیداوار بھی اچھی ہوتی ہے۔ آٹا، غلے، کپڑے، صابون، زیتون، کھیتل، اور ریشم کی نکاسی یہاں سے خوب ہوتی ہے۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ قدیم زمانہ میں اسی شہر خانیہ کا نام سیڈونیا تھا جس پر سنہ ۱۵۳۳ء میں ترکوں نے غلبہ حاصل کیا۔

رسمو۔ یا۔ ٹیمو۔ کینڈیا سے جنوب غربی سمت (۷۰) کیلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آبادی (۸۰۰۰) ہوگی شہر مضبوط فصیلوں کے حلقہ میں ہے اور شہر کے اندر ایک عظیم الشان قلعہ بھی موجود ہے اسکا گھاٹ بہت چھوٹا مگر اسکا ساتھ ہی نہایت محفوظ مقام ہے۔ اسیں صرف ایسی مختصر کشتیاں جا سکتی ہیں جنکے بار کا تخمینہ فی کشتی (۱۵) ٹن سے زائد نہ ہو۔ اسکی آبناے مشرق کی جانب کھلی ہوئی ہے جسکے اندر جانا اور اس سے نکلنا دونوں باتیں بہت مشکل ہوتی ہیں۔ اسپر بھی پہلے بندقیہ والوں کا قبضہ تھا جس نے سنہ ۱۵۳۳ء میں عثمانی ترکوں نے چھین لیا۔ جو بڑے جہازات اس شہر میں آتے ہیں وہ اس سے نصف میل کے فاصلہ پر شمال مشرقی جانب گہرے پانی میں لنگر انداز ہوا کرتے ہیں۔

کینڈیا۔ اسکونیکا کا سطر بھی کہتے ہیں اسکو آندلس کے عربوں نے تعمیر کیا تھا اور نہایت مستحکم و قلعہ بند شہر بنا یا تھا۔ فصیل اور قلعے کی پائنداری میں یہ شہر بہت اعلیٰ درجہ کا مانا گیا ہے۔ اور خندق بھی اسکی نہایت گہری اور چوڑی ہے۔ یہاں کا گھاٹ بہت ہی چھوٹا ہے جس میں صرف ۱۵ جہاز آسکتے ہیں۔ وہ بھی مختصر کشتیاں، قدیم زمانہ میں اسپر اہل بندقیہ کا قبضہ تھا اور بعد میں ترکوں نے اسے فتح کیا۔ ترکی قبضہ میں آنے کے بعد یہاں کی تجارت خوب ترقی کر چلی۔ مدتوں یہ مقام حکومت کا صدر مقام رہا۔ آبادی (۱۵۰۰۰) آدمیوں سے زائد نہ ہوگی۔ بڑے جہازات جو یہاں آتے ہیں اکثر اوقات شہر سے نصف میل دور شمالی جانب ٹھہرتے ہیں۔ جہاں (۱۸) بام پانی ہے۔ اور موسم سرما میں جبکہ طوفانی ہوا میں چلتی ہیں تو جہازات کا لنگر گاہ جزیرہ طوشان یا اسٹینڈیا میں رہتا ہے۔ جو کینڈیا کے شمالی جانب واقع ہے۔ اور (۶) میل کے

فاصلہ پر۔ بدقتیہ والوں کے چہرے میں بھی بڑے جہازات کا قیام اسی جزیرہ کے قریب ہوا کرتا تھا۔ اور کیکڑیا سے جہازوں تک مال کی آمد و رفت بڑی چھوٹی باوبانی کشتیوں کو ذریعہ سے ہوا کرتی تھی۔

علاوہ بریں جزیرہ کریٹ کے اربعہ کئی ایک مختصر گھاٹ ہیں۔ جو قابل ذکر نہیں تھے۔ نام حسب ذیل ہیں: سپی لونگر، یا، اسپر لونگر، لوجنیا، سینٹ نیکوس، اسفاکیا، سٹروس، سیلیٹو، اور، ایارولی،۔ شہر کیکڑیا میں اب بھی بہت سی عربی قبیلیم دکائیں موجود ہیں۔ اور جزیرہ کریٹ کی مجموعی مردم شماری (۲۱۵۰۰۰) ہے جنہیں مسلمان اور دیگر مذاہب و اجناس کے لوگ سب شامل ہیں۔

### بکھر متو بسط پر ٹرکی حکومت کے بندرگاہ

بکھر ایض متو بسط کے سوا حل پر ترکی بناور نہایت کثرت کے ساتھ واقع ہیں مگر انہیں سے چند ضروری مقامات حسب ذیل ہیں:-

ازمیر (سمرنا) ولایت اناطولیا واقع ایشیائے کوچک کا ایک عظیم الشان شہر خلیج ازمیر کی مشرقی راس پر واقع ہے۔ اور یہ شہر کہہ باغوس کے دامن میں آباد ہوتا ہے۔ کیکڑیا کے پہاڑ کے اوپر تک بولا گیا ہے، خلیج ازمیر کا طول (۵۰) کیلومیٹر اور عرض (۲۰) کیلومیٹر سے کم نہیں۔ جس کے جنوبی سمت سے کوہستان میانس اور مشرقی جانب سے کوہستان باغوس محیط ہیں۔ (ای، وچہ سے اس خلیج کا پانی ساکن اور ٹھیرا ہوا رہتا ہے۔ اس کا شکر گاہ بہت محفوظ ہے۔ یہیں جہازوں کو کسی طرح کا خطرہ نہیں رہتا اور چونکہ اس میں چٹانیں بالکل نہیں اس واسطے چھوٹی کشتیاں بے خوف و خطر ہر وقت چاروں طرف رہتا چلتی پھرتی رہتی ہیں۔ دریا کی تر بائکل مسلح اور ہوا ہے اور پانی پینساں پر لگا کر اس پر شہر سمرنا قسطنطنیہ سے جنوب مغربی جانب (۲۰) کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ شہر کی مردم شماری ایک لاکھ ساٹھ ہزار آدمیوں کی ہے منجملہ ان کے ایشی ہزار مسلمان اور باقی دوسری جنس کے لوگ ہیں۔ عورتیں پتھروں کی بھی ہیں اور

لکڑی کی بھی، حکومت کے وفاتر، فوجی یا رکیں اور دوسری مقامی پبلک عمارتیں بہت شاندار ہیں۔ شہر کا طبیعی منظر بحد و ککش ہے۔ ہر وقت اُس کے لشکر گاہ میں صد ہا جہاز تہا کھڑے رہتے ہیں اور آمد و رفت جہاز کا تانتا لگتا رہتا ہے جنہیں جنگی اور تجارتی ہر قسم کے جہاز ہوتے ہیں۔ متعدد نہریں اور ندیاں اس شہر اور اسکے مضافات کی زمینوں کو سیراب بناتی ہیں جنکی وجہ سے خوبصورت باغوں اور انگور کی ٹٹیوں کا انبوہ شہر کو گھیرے ہوئے ہے۔ آثار قدیمہ کی قسم سے یہاں کوہ باغوس کی چوٹی پر اہل جینیوہ کا ایک شکستہ قلعہ موجود ہے۔ یہاں کی تجارت خوب زوروں پر ہے، مال برآمد، ریشم، ادن و بھیڑ کے بال، کارپٹ، قالین، انجیر، منقہ، دواؤں یعنی جڑی بوٹیاں، اور بعض جواہرات ہیں۔ موخرین اس شہر کے بانی کا نام شاہ لطفال بتاتے ہیں جو سیدیل کا باڈا تھا اور اس شہر کے شمالی ٹیلوں پر جو مقبرے ہیں وہ اسی بادشاہ کی طرف منسوب ہوئے ہیں۔ ہیرودوٹس مشہور یونانی مؤرخ جسکو ابولتا پنخ مانا گیا ہے اسکی بابت بیان کرتا ہے کہ اس شہر کو ایولیا والوں نے ایک ہزار پندرہ سال قبل مسیح تعمیر کیا تھا پھر اور کئی قوموں نے اس پر قبضہ کیا۔ آخر میں اسکندر اعظم نے اسے اسکندریہ ثنائی بنا نا چاہا اور شہر کو کنارہ دریا پر آباد کیا پھر اسے رومیوں نے فتح کیا بعد ازاں جینیوہ والے اس پر مسلط ہوئے اور اُن سے رومس کے نائٹوں نے چھینا، زان بعد سلجوقی خاندان کے مسلمان حکمران اس پر قابض ہو گئے اور ۱۱۷۱ء میں اسکو عثمانی ترکوں نے یونانی حکومت سے چھینا جو پہلے اسے سلجوقی حکومت کے قبضہ سے نکال چکی تھی غرض کہ اس مرتبہ ترکوں نے سلطان مراد خاں دوم غازی کے عہد میں اس پر ایسا قابو کیا کہ پھر اسے اپنے چنگل سے نہ چھوڑا اور اب تک قابض ہیں۔ یونان کا نامور شاعر جو مراسی شہر کی خاک سے اٹھا تھا۔ یہیں آسکا ایک مند بھی تھا۔ جسکے قریب علم طب کے دیوتا اسکولا پیوس کا بھی مندر واقع تھا۔ جیون اور کینیٹوس دونامی یونانی شاعر بھی یہیں پیدا ہوئے۔ اب چنگل یہ شہر ایشیائے کوچک کا تجارتی مرکز ہے اور یہاں سے ریلوے لین منکھتی ہوئی کئی ایک مشہور شہروں تک چلی گئی ہے۔

میڈللی :- یا۔ میلیں۔ مشرقی ساحل پر اسی نام کے ایک جزیرہ کا صدر مقام ہے۔ یہاں قدیم الایام میں بہت سی مشہور عمارتیں تھیں۔ یہ اندوں ایجنٹ کی حکومت کے ماتحت تھا مگر ۲۸ سال قبل مسیح میں جبکہ ہندو پونیز کی مشہور لڑائی چٹری تھی اس وقت بغاوت اختیار کی اور گورنمنٹ ایجنٹ نے اسکو شکست دی۔ م۔ میں دوبارہ زیر کیا۔ اس کے بعد بھی اسے کئی بار لٹے کھائے۔ رومی، فارسی، اور یونانی لوگوں نے اسے یکے بعد دیگرے اپنی چھینا چھٹی میں رکھا۔ یہاں تک کہ سلطان محمد ثانی فاتح قسطنطنیہ نے اسکو مع جزیرہ کے فتح کر کے ترکی قلمرو میں شامل کیا۔ ۱۸۸۰ء میں ایک معمولی مطالبہ پر دوبارہ لٹنے کے لئے فرانس نے اسی جزیرہ کی چوٹی پر اپنے جنگی بیڑے سے قبضہ کر لیا تھا۔

جزیرہ میڈللی جسکا قدیم نام لیسیدوس ہے بحر اچھی کا سب سے بڑا جزیرہ ہے اور ایشیائے کوچک کے سواحل سے ملا ہوا واقع ہے اسکی آب و ہوا کی خوبی قدیم زمانہ سے مسلم علی آتی ہے اور یہاں پیداوار گندم بہت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ شراب بھی یہاں عمدہ بنتی تھی، یہاں کے کوہستان میں بہت سے وسیع جنگل اور سنگ مرمر کی کانیں تھیں مگر بحالت موجودہ اسکا مغربی ساحل خشک و ٹھیل میدان پڑا ہے اور جو کچھ سرسبز یا رونق ہے وہ محض ایشیائی ساحل پر ہے کیونکہ اس حصہ میں بکثرت جنگلوں، سرسبز باغوں، گلوں کی ٹٹیوں، اور زیتون کے درخت کی قطاروں کا نظارہ بہت دلکش ہے۔ اس میں بہت سی آثار قدیمہ بھی پائے گئے ہیں اور اسکے کناروں پر متعدد تجارتی گھاٹ مثل کولونیا، کی میاں اور زیتون کے واقع ہیں۔ اس جزیرہ کا محیط ایک سو میل، متوسط عرض (۲۵) میل اور لمبائی (۲۶) میل ہے۔ آبادی (۴۰,۰۰۰) آدمیوں کی ہے اور باشندوں کی عادات میں عجیب عادت ہے کہ عورتیں مردوں پر پورا اختیار رکھتی ہیں جس کی چاہیں انکو بٹھائیں +

اور میسید: قدیم نام اور قیوم تھا۔ ضلع اور مید کے مشرقی ساحل کا ایک گھاٹ ہے زیر سے شمالی سمت (۱۱۵) کیلومیٹر فاصلہ پر جزیرہ میڈللی کے مقابل میں واقع ہے۔ اسکی بنیاد ایجنٹ کے نوآباد کاروں نے رکھی تھی۔ اسکا موقع نہایت عمدہ ہے۔ کئی ایک دریا اسکو سیراب کرتے ہیں۔ اب تو اس شہر کے اور سمندر کے مابین مسافت بہ نسبت سابق

کے بڑے گنئی ہے کیونکہ دریاؤں کے دھنوں پر ریت کا اجتماع ہوتے ہوئے ساحل پر بہت دور تک خشکی نکل آئی اس بندرگاہ کے اطراف میں ایک پہاڑ قازطاغ نامی بہت بڑا اور سرسبز واقع ہے جس پر درخت صنوبر کے جنگل موجود ہیں اور یہاں سے قطران (تارکول) اور زفت رومی نکلتی ہے، اس بندرگاہ کی تجارت میں، ادن، بھیڑی کے بال، زیتون، اور، مازو، اہم چیزیں ہیں۔

**ساقز۔** یاہ جزیرہ مصطکی۔ یہ ایک پہاڑی جزیرہ اور نہایت سرسبز جگہ ایشیائے کوچک کے مغربی ساحل سے متصل واقع ہے۔ غربی اذیتیر سے اسکا فاصلہ (۸۸) کلومیٹر ہوگا، ساحل اناطولیہ سے اسکو ایک آبنائے جدا کرتی ہے جسے آبنائے ساقز کہا جاتا ہے۔ اس جزیرہ کی مساحت (۵۰۰) میل مربع ہوگی۔ زیادہ سے زیادہ اسکی چوڑائی (۱۸) میل ہے۔ آبادی (۶۲۰۰۰) آدمیوں کی ہے۔ اسکا صدر مقام شہر ساقز جزیرہ کے مشرقی سمت میں مذکورہ بالا آبنائے کے ٹھیک نصف مسافت کے برابر یعنی وسط میں واقع ہے۔ شہر میں ایک مستحکم قلعہ موجود ہے۔ شہر کی آبادی پندرہ ہزار آدمیوں کی ہے۔ اور وہ بڑا سرسبز مقام ہے۔ گھنے گھنے جنگل، خوشنما اور تروتازہ باغات، چاروں طرف سے شہر کو احاطہ میں لئے ہیں جنہیں لیموں اور مصطکی کے درخت بکثرت ہیں۔ اسکا گھاٹ بہت چھوٹا اور مختصر جہازات کے سوا بڑے جہازوں کی گنجائش نہیں رکھتا۔ بڑے جہاز قلعہ کے روبرو وسط آبنائے میں دو فرلانگ کے فاصلہ پر گہرے پانی میں کھڑے ہوتے ہیں۔ یہاں کی تجارت برآمد بہت زیادہ ہے اور ریشم، روئی، ماون، میوہ جات، زیتون، کاتیل، شراب، اور مصطکی، یہ چیزیں یہاں سے زیادہ نکلتی ہیں۔

اس جزیرہ میں بیلاج والوں اور لکڈیونیا کے لوگوں کی سکونت قدیم الایام سے چلی آتی تھی پھر یونانیوں کی ایک جماعت یہاں آکر آباد ہوئی، ہونٹرونیائی شاعر نے یہیں نشوونما پائی اور اس کے سوا یہاں کی خاک سے بھی کئی نامور لوگ اٹھے۔ یہاں کے باشندے بحری سفر اور جہاز رانی میں سربرآوردہ تھے۔ اسپرٹل فارس نے حملہ کیا تھا۔ پھر یہ یونانی متحدہ جمہوری حکومت میں شامل ہو گیا۔ بعد ازاں دوبارہ خود مختار بنا۔ زان بعد اسکندریہ عظم نے اسے

فتح کیا، اور اس کے بعد رومیوں نے اسکو اپنے قبضہ میں لیا جس سے منتقل ہو کر مشرقی رومی حکومت کے ماتھے لگا۔ آخر میں ترکوں کا تسلط ہوا جو اب تک قابض ہیں۔ ۱۹۹۷ء میں یہاں ایک سخت زلزلہ بھی آیا تھا جس سے لوگوں کو نہایت شدید نقصانات پہنچے۔

**چشمہ:** قدیمی نام سیتوس ہے اور یہ ولایت آمدین میں ایشیائی ترکی کا ایک مستحکم شہر ہے۔ اسکا بندر گاہ بڑا اور خوبصورت ہے جو بحر الجزائر و یونان کی خلیج کے انتہائی سرے پر واقع ہے یہ شہر جزیرہ ساقز کے سامنے اور از میر سے تقریباً (۶۵) کیلومیٹر فاصلہ پر جنوب مغربی سمت میں ہے اسکی آبادی (۶۰۰۰) آدمیوں کی ہوگی۔ اسکے قریب ہی شمال مشرقی جانب میں گندہاک کے چشمے میں جہان نام (پتھر ہے۔ یہاں کچھ لوگ بغرض غسل آیا کرتے ہیں۔ رومی لوگوں نے ۱۹۳ء قبل مسیح میں انطونیوس اعظم کے جہازی جنگی بیڑے اسی شہر کے سامنے تباہ کئے تھے۔ اور ۱۸۷۷ء مطابق ۱۲۸۵ھ میں متحدہ انگریزی اور روسی بیڑہ بائے جہازات نے زیرافری امیر البحر الفسٹی اور امیر البحر الکبیریں اور لوف کے وہ زبردست عثمانی جنگی بیڑہ جلاؤ الا تھا جسکی کمان امیر البحر حسام الدین پاشا کے ہاتھ نہیں تھی۔ اس شہر اور جزیرہ ساقز کے مابین بادبانی کشتیوں کے ذریعہ سے خوب تجارت ہوتی ہوئی **قوش اطلسی:** قدیم نام پولیس تھا حال میں اسکو اسکے قوا کہتے ہیں۔ یہ ولایت آمدین کا سب سے بڑا بندر گاہ اور ایک خلیج پر واقع ہے جو اسی کے نام سے موسوم ہے از میر کے جنوبی جانب اس سے (۶۷) کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اسکے باشندوں کی تعداد (۱۸۰۰۰) ہے۔ یہاں سے غلوں، دودھ، اور چاول کی بہت بڑی تجارت ہوتی ہے۔ جسکے ماسوا میوہ جات اور دن کی بھی نکامی خوب ہے۔ اسکی ترقی کی جانب حرکت روز بروز تیز ہو رہی ہے کیا عجیب کہ چند عرصہ بعد یہ قدیم شہر افسوس کا قائم مقام ثابت ہو جو دریچہ جدید میں بہت اہم مقام اس علاقہ میں تھا۔

**سیتسام:** جسکو سائوس بھی کہتے ہیں بحر الجزائر و یونان کا ایک جزیرہ مغربی ایشیائے کوچک میں واقع ہے۔ اور خشکی سے بڑی حد تک آبائے میکال نامی کے جدا ہوتا ہے۔ چوڑائی میں قویہ آبائے ایک میل سے زائد نہیں مگر طول ۱۵ میل ہے۔ جو

مشرق سے مغرب کو بڑھتا گیا ہے اس جزیرہ کی چوڑائی زیادہ سے زیادہ (۱۲) میل  
 اور محیط (۷) میل ہے۔ اس میں مشرق سے مغرب کی جانب ایک بلند کوہستانی  
 سلسلہ پھینتا چلا گیا ہے جس کا نام (میلیوس) ہے۔ اس کو ہستان کا مغربی کنارہ کہی جاتی  
 بہت بلند ہے جسکی اونچائی (۱۴۸) میٹر تک پہنچتی ہے۔ اس کے قریب تہ شمالی ہوائوں  
 چھونکے بہت چلتے ہیں اور تندرستی کو نقصان دینے والے ابھرے یہاں بکثرت نکلتے  
 ہیں جسکی وجہ یہ ہے کہ باشندوں نے جنگل کاٹ کر میدان بنادئے اور پانی وادیوں اور  
 پھیلاؤ میں حرارت آفتاب سے گرم ہو کر اڑا کر تپا ہے۔ جزیرہ کی مجموعی آبادی (۴۵) ہزار  
 آدمیوں کی ہے جن میں زیادہ تر رومی (یونانی) لوگ ہیں اس جزیرہ کا صدر مقام اور مرکز  
 واتی۔ یا۔ قاتی کے نام سے مشہور ہے جو شمالی وسطی علاقے ہے۔ قاتی کا گھاٹ بہت  
 اچھا ہے اور جنوبی حصہ میں شہر بیتالی خدا صدر مقام ہے۔ یہ دونوں شہر بحالت  
 موجودہ اس جزیرہ کے سب سے بڑے بندر ہیں مگر آخر الذکر شہر کا گھاٹ طوفانی ہوا  
 کی زد میں رہنے کے باعث غیر محفوظ مقام سمجھا جاتا ہے۔ سابق میں اس جزیرہ کا مرکز  
 اور سب سے بڑا شہر ساتویں قصبہ بیتول در زمین ایک ہزار سال قبل مسیح میں تعمیر ہوا  
 تھا۔ سیسام کا گھاٹ محفوظ اور قابل قیام جہازات کے ہے اس جزیرہ میں کئی ایک  
 اونچی عمدہ عمارتیں ہیں سرسبزی اور پھل حاصل ہونے میں اسکی ارضی کی ہمیشہ تعریف  
 ہوتی رہی ہے جو پھل، خشک، روغن، شیشم، دھات، لکڑی اور دیگر شے اس  
 موسکات نامی، انار، اور لیموں۔ یہاں کی بیابان سرد ہے۔ اسی لیے بہت سی کانیں  
 سنگ مرمر، لہسن، سیسہ، سونے اور چاند کی ہیں مگر ان سے کسی کا اہتمام  
 نہیں کیا جاتا۔ قدیم زمانہ میں یہ جزیرہ ایک مشہور مقام تھا۔ اور فیما خورس حکیم کی جڑے  
 ولادت یہی ہے۔ سولہویں صدی قبل مسیح میں یہاں سے باشندے بحری سفر  
 میں بے مثل ملنے لگے تھے۔ اور اس مقام نے انقلاب عالم کی بہت سی جنگیں دیکھی  
 ہیں۔ اہل فارس۔ اہل روم اور یونانیوں نے باری باری اس پر قبضہ کیا اور یہ آٹھ چکر  
 سے آزاد بھی ہوتا رہا۔ آخر کار جزیرہ لوگوں نے اس پر تسلط کیا۔ جس نے ترکوں نے چھینا مگر



ترکی حکومت کے مقابلہ پر بھی اسنے بار بار بغاوتیں برپا کیں۔ اور سب سے اخیر میں اسکی قسمت کا فیصلہ یہ ہوا کہ یہاں پارلیمنٹری حکومت قائم کر کے ترکی نے اسکو اپنا اجزاء بنالیا۔ اب صرف تھوڑی سی ترکی سپاہ بغرض حفاظت حق سیادت یہاں رہتی ہے۔

اسکی مغربی سمت میں دو سراجیزہ نیکار یا آب و ہوا اور سیر حاصل زمینوں کی وجہ سے بہت مشہور مقام ہے اور وہاں سے عمارتی لکڑی کی نکاسی بہت ہوتی ہے۔ اناٹولیا کے آدن سواحل پر جو جزیرہ سیتام کے بالاقابل واقع ہیں اور بھی بہت سے گھاٹ اقامت جہازات کے لائق ہیں اور وہاں بحیرت باد بانی جہازات متعلقہ پیرا وار بھر کر بڑے بندرگاہوں میں لیجانے کے واسطے آیا جایا کرتے ہیں۔

پاتنوس :- یا۔ پاتنوس۔ اسکا گھاٹ بہت چھوٹا اور صرف معولی خسرو کشتیوں کے لائق ہے۔ بڑے جہاز شہر کے مقابل فاصلہ پر گہرے پانی میں لنگر ٹہکتے ہیں۔ جزیرہ سیتام کے جنوب مغرب میں اس سے (۲۰) میل کے بعد واقع ہے۔ یہ ممتاز سول اسی جزیرہ میں جلاوطن کیا گیا تھا اور یہیں اسنے "کناستب الرویا" تحریر کی۔ اسکی آبادی چار ہزار آدمیوں کی ہے۔

سیروس :- سواحل اناٹولیا کے قریب ہی ایک مختصر جزیرہ ہے جس میں ایک شہر موسوم بہ سیروس شمالی ساحل پر واقع ہے اور اس شہر کا گھاٹ بہت وسیع ہے، یہ جزیرہ تمام ترکیستانی علاقہ ہے۔ اور یہاں کئی پیداوار شہر ہیں اور ان کے قسمن کی شیریں ہیں۔ مردم شماری ڈھائی ہزار آدمیوں سے زائد نہ ہوگی۔ اور یہ تینوں سے جنوب مشرق میں سولہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

استمانکوی :- یہ بھی ایک جزیرہ ہے جسکو کوس۔ یا۔ قوس بھی کہتے ہیں۔ یہ بحر الجہازینان کا مشہور جزیرہ ہے اور خلیج سیرامیکس کے دامن سے متصل واقع ہے اسکا بندرگاہ مشرقی طرف سے جزیرہ کے سرے پر واقع اور اسکا لکوی کے نام سے موسوم ہے۔ اسکا امتداد مشرق سے جنوب مغرب ۱۵۰ میل ہے۔ طول میں (۲۳) میل اور رقبہ میں (۲۵۰) کیلومیٹر ہے۔ یہ راس کرکود کے مقابلہ میں واقع ہے جو سینا

اور کائنات نامی دو جزیرے کے امین ہیں اور خلیج آستانہ کوئی کے سرے پر ایشیائے کوچک کے ساحل سے قریب پایا جاتا ہے، اسکا محیط (۶۵) میل اور اسکی آبادی (۱۵۰۰) آدمیوں کی ہے۔ یہ ایک تجارتی بندرگاہ شمار ہوتا ہے اور یہاں کے اشیائے برآمد میں قلعہ، روئی، اور شراب کی نکالی وغیرہ ہیں، یہاں سے ملک مصر کو میوہ جات کا چالان ہوا کرتا ہے خاص کر انگور، اور شراب، زیادہ ہوتی ہے۔ یہاں کی آب و ہوا بہت عمدہ اور ارضی زرخیز ہے۔ وہاں سادات ہیں، یہاں ہیکل نہر، اور ہیکل اسکوب، اور ایک مشہور طبیعت ہے۔ اور ہیکل اسکوب کا نام ہے۔ ایونیا والوں نے اسکو آباد کیا تھا، جسکے بعد پندرہ سو آدمی آباد ہوئے، اور بعد ازاں کئی چٹے کھاکر آخر کار ترکوں کے قبضہ میں آ گیا۔

اور درجہ دوم: اسٹاکوٹی کے قریب سے ساحل پر آتا ہے ایک تجارتی گھاٹ ہے یہاں سے ہوائی کشتیوں پر آستانہ کوئی کے قریب پایا جاتا ہے، اور ہیکل اسکوب کا نام ہے۔ ایونیا والوں نے اسکو آباد کیا تھا، جسکے بعد پندرہ سو آدمی آباد ہوئے، اور بعد ازاں کئی چٹے کھاکر آخر کار ترکوں کے قبضہ میں آ گیا۔

اور درجہ سوم: اسٹاکوٹی کے قریب سے ساحل پر آتا ہے ایک تجارتی گھاٹ ہے یہاں سے ہوائی کشتیوں پر آستانہ کوئی کے قریب پایا جاتا ہے، اور ہیکل اسکوب کا نام ہے۔ ایونیا والوں نے اسکو آباد کیا تھا، جسکے بعد پندرہ سو آدمی آباد ہوئے، اور بعد ازاں کئی چٹے کھاکر آخر کار ترکوں کے قبضہ میں آ گیا۔

اور درجہ چہارم: اسٹاکوٹی کے قریب سے ساحل پر آتا ہے ایک تجارتی گھاٹ ہے یہاں سے ہوائی کشتیوں پر آستانہ کوئی کے قریب پایا جاتا ہے، اور ہیکل اسکوب کا نام ہے۔ ایونیا والوں نے اسکو آباد کیا تھا، جسکے بعد پندرہ سو آدمی آباد ہوئے، اور بعد ازاں کئی چٹے کھاکر آخر کار ترکوں کے قبضہ میں آ گیا۔

اور درجہ پنجم: اسٹاکوٹی کے قریب سے ساحل پر آتا ہے ایک تجارتی گھاٹ ہے یہاں سے ہوائی کشتیوں پر آستانہ کوئی کے قریب پایا جاتا ہے، اور ہیکل اسکوب کا نام ہے۔ ایونیا والوں نے اسکو آباد کیا تھا، جسکے بعد پندرہ سو آدمی آباد ہوئے، اور بعد ازاں کئی چٹے کھاکر آخر کار ترکوں کے قبضہ میں آ گیا۔

اور درجہ ششم: اسٹاکوٹی کے قریب سے ساحل پر آتا ہے ایک تجارتی گھاٹ ہے یہاں سے ہوائی کشتیوں پر آستانہ کوئی کے قریب پایا جاتا ہے، اور ہیکل اسکوب کا نام ہے۔ ایونیا والوں نے اسکو آباد کیا تھا، جسکے بعد پندرہ سو آدمی آباد ہوئے، اور بعد ازاں کئی چٹے کھاکر آخر کار ترکوں کے قبضہ میں آ گیا۔

محل واقع ہے اور وہی ناٹھوں کے رہنے کی جگہیں اور ایک مستحکم قلعہ یہاں کی قدیم  
 یادگاریں تصور کیجاتی ہیں۔ اب یہ شہر ترکی حاکم بحرا بیض کا مرکزی مقام اور جابے قیام  
 ہے اسکے چھوٹے بندرگاہ کے وہاں پر ایک سب بوج بنا ہوا ہے جس پر اقلان کا مشہور بیت  
 نصب تھا اور جو قدیم الایام کی مستند یادگار مانا جاتا تھا اور دنیا کے سات عجائبات میں شمار  
 ہوتا تھا اور اسکور دوس کا تلبے والائیت کہتے تھے۔ یہ بیت اُن جنگی آلات سے تیار کیا  
 گیا تھا جو دیرینہ یونانیوں پر لو کر بیٹ سکندر اعظم کے ایک جانشین نے یادگار چھوڑے تھے۔ ہزاروں  
 قدر کا بیان ہے کہ شہر دوس اپنے موقع کی خوشنمائی سے تمام دنیا کے شہروں  
 پر فخریت کہتا ہے مگر ہمیں معافی اور پاکیزگی کا اہتمام بہت کم ہے۔ اب اسکے گھاٹ  
 میں اکثر تجارتی باوانی جہاز اور دفعتی جہازات ہی آیا جاتا کرتے ہیں جنہیں کچھ ترکی ہوتے  
 ہیں اور بہت سے غیر محاکک کے۔ دوس کا جزیرہ ایک ضروری مقام ہے۔ اسکی شکل  
 بیضاوی ہے۔ طول (۱۰) کیلومیٹر کے قریب اور اس کے عرض کا متوسط (۶) کیلومیٹر  
 ہے۔ رقبہ اراضی (۱۲۶۰) کیلومیٹر چوکا۔ آبادی (۳۵۰۰۰) آدمیوں کی ہے۔ ہمارے اُن کے  
 (۶۶۵۰۰) یونانی ہیں یہ جزیرہ براعظم ایشیا سے ایک آلتے کے ذریعہ سے جدا ہوتا ہے  
 جسکی چوڑائی ۱۲ کیلومیٹر کے لگ بھگ ہے۔ اس میں شمال سے جنوب کی سمت کو ایک  
 کوہستانی سلسلہ چلا گیا ہے جنہیں سب سے اونچا پہاڑ ارثامیرا ہے۔ اسکی سرزمین  
 کو کئی ایک دریا اور ندیاں سیراب کرتے ہیں اور انہیں سے دریائے فیسیکا زیادہ  
 مشہور ہے اس جزیرہ کی آب و ہوا اور زمین اور کثرت پیداوار قدیم الایام سے مشہور  
 چلی آتی ہے عمدہ میوے اور سادہ درجہ کی شرابیں یہاں پیدا ہوتی اور بنتی ہیں۔ ان  
 دونوں باشندگان دوس نے درخت زیتون کے نصب کر لیا تھا مگر معدوم کر لیا ہے اور وہ  
 اسکے ترقی دینے پر متوجہ ہیں، اسکے ساحلوں پر استقبح پایا جاتا ہے، اور یہاں کی سرزمین  
 آتش فشاں مادوں سے بھری ہوئی ہے۔ آری واسطے اس میں اکثر زلزلے آتے رہتے ہیں۔  
 کا زلزلہ بہت سخت آیا تھا جسے (۱۷۰۰) گھریا ذکر دے، بعض ساحلوں میں یہاں  
 لندی دل بھرا تھا، یہ جو تمام ذرا حد تک کاہنیاں گزرتا ہے۔ اسکا قدیم نام اکاریا۔ یا۔

اتاتیریاہ تھا۔ اور بعد میں مولوٹس مشہور ہوا۔ یہ ایک سیوانی لفظ ہے جسکے معنی ہیں گلاب کا پھول۔ اسکی سرسبزی اور کثرت روئیدگی کے لحاظ سے یہ نام مولوٹس ہوا۔ اس میں سب سے پہلے فلیشیا والوں نے جو نائبا اہل فنیقیہ تھے سکونت اختیار کی اور وہ دستکار یوں اور جہاز رانی میں بہت ممتاز لوگ تھے۔ پھر اسی قوم کا ایک دوسرا فرقہ ببادی "سورج بنسی" اسپر قاض ہو گیا اور بعد ازاں اسکی حالت پائے گھاتی رہی کبھی منقرض ہوتا اور گاہے آزاد ہوتا۔ اسکندر اعظم نے بھی اسپر قاضیاں حاصل کیا تھا مصر میں نے بھی اسپر قاض پائی اور آخر میں یہ سب قسطنطنیہ کی روئے کر گشت گئی۔ کئی سال تک قاض قاضیوں کے ساتھ دشمنی رہی۔ اسپر اہل عرب نے پہلے کر کے آخر بالکل فتح کر لیا اور یہاں عرب فاشین کے وسیلہ سے غلام تمدن کے انوار جگمگا رہے تھے۔ پھر عہد ہویں صدی عیسوی کے اوائل میں اسکی تقسیم عثمانی ترکوں اور سیوانی امیروں کے مابین ہو گئی۔ اسی اثنا میں اسپر سینٹ پوٹس کے ناٹوں نے تسلط کر لیا اور قسطنطنیہ میں جب وہ یورسٹیلیم کو فانی کرنے پر مجبور ہوئے تو یہاں آکر بسبب غم تھے اور عثمانی ترکوں کے حملے روک رہے تھے۔ یہ سب سبب سے اسکا دور ویشا میں ترکوں نے اسپر نہایت نیر و مند چڑھایا کی تھیں۔ مگر جب سلطان سلیمان قانونی کا عہد آیا تو اسے اس ناٹوں کے افسر فزاری کو بہت تنگ کیا۔ کیونکہ وہ تجارتی اور حایوں کے جہازات پر دست درازی کیا کرتا تھا۔ اور آخر کار سلطان مذکور نے یہ جزیرہ پوری طرح فتح کر لیا۔ پھر قسطنطنیہ سے اسکا اسپر عثمانی پھر براہ راست

۴  
 ۱۔ سٹویم، جزیرہ کرپہ کاروٹس سے نزدیک ہی ایک مختصر گھاٹ شمالی سر پر مغربی سمت کو واقع ہے۔ اس گھاٹ میں (۱۲) باغ سے زائد گہرا پانی نہیں رہتا۔  
 سینٹ نکائیز یا ہند گاہ جزیرہ استروپا لیا سے مغربی سمت اور اسکی پہلو سے دانہ سے شمالی جانب چین واقع ہے اور نہایت محفوظ اور وسیع گھاٹ ہے۔ جس پر ہندو استروپا لیا اسکا کوئی ایک سو تیس واقع ہے اور اس سے (۲۰) میل کے فاصلہ پر ہے۔  
 غرضکہ عثمانی مقبوضات وراثت بحر سفید کے اکثر جزیرے جبکہ ہم نے اب جو جزیرہ ذکر کیے

ذکر نہیں کیا ایسے گھاٹ رکھتے ہیں جہاں چھوٹی کشتیاں رہ سکیں اور بعضوں کے گھاٹ  
بڑے بڑے مقامی جہازوں کی نگہ اندازی کے بھی لائق ہیں +

ایضاً لیا۔ یا۔ آتالیا۔ چٹلی ایشیائے کوچک میں ولایت قونستہ کی ایک خلیج  
آتالیا نامی کے سرے پر واقع ہے اور بہت اچھا بندرگاہ ہے۔ تجارتی شہر نہایت  
مستحکم ہے اور آبادی (۱۲۰۰۰) آدمیوں کی ہے۔ فیصل اور جہیز اس کے بندرگاہوں میں سے ہیں جو چلی  
میں یہاں کی تجارت پر آمد۔ اور ان کے قریب، روتی، ککڑی، نکس، موسم، قطران،  
نخل، اور چوبیسوں میں منحصر ہے۔ اسکا بانی تالس قبیلہ کے ایک فاضل کا نگران بیان کیا  
جاتا ہے جسکے نام پر پہلے اس کا نام آتا رکھا گیا تھا اور بعد میں اس کی عادت ہو گئی کہ  
ایضاً لیا ہو گئی +

الانیہ، خلیج ایضاً لیا کے مشرقی ساحل کا ایک تجارتی بندرگاہ ہے اور ایک اس  
پر واقع ہے جو دو تک دریا میں بہتی چلی گئی ہے اسکا گھاٹ محفوظ ہے اور اسے اس  
میں بحیرت بادیاہی تجارتی جہازات آیا کرتے ہیں یہاں کا مال برآمد یعنی کشتیاں،  
اور میوے، دوسرے مقاموں کو بھیجتے ہیں۔ خلیج ایضاً لیا کے شمالی ساحل پر اکثر  
مقامات جہازوں کی نگہ اندازی کے قابل ہیں مگر وہ مغربی ہوا اور طوفانی ہوا اس کے  
زویں رہنے کے باعث خطرناک سمجھے جاتے ہیں +

سلاطین، جزیرہ قبرص کے مشرقی کنارہ پر ایک تجارتی بندرگاہ ہے۔ اس شہر  
کو جزیرہ سلاطین (جو خلیج سلاطین میں واقع ہے) کے ایک شہزادے نے بنوایا تھا۔  
اسکی تاریخی حیثیت نہایت اہم ہے اور انقلاب حکومت کے زوہ میں بار بار اتار چڑھا  
فارسی، یونانی، مصری، اور روسی حکومتوں نے یکے بعد دیگرے اس پر حملے کئے۔  
قیصر قسطنطین کے عہد میں زلزلہ نے اس شہر کو بالکل برباد کر دیا تھا لیکن اس نے دوبارہ  
بنو کر اسکا نام قسطنطینا رکھا۔ زلزلہ بعد ہر قتل شدہ شہزادہ کے زمانہ میں عروج پاتے تھے  
اس پر تسلط ہوئے۔ محمد بن یونان نے کہا ہے کہ اس شہر کا بندرگاہ بہت اعلیٰ درجہ  
کا تھا +

لارنا کا۔ یہ بھی جزیرہ قبرص کا ایک بھری شہر ہے جو اسکے شمالی ساحل پر  
نیقوسیا سے شمال مشرقی سمت (۳۰) کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں کے ٹہنڈون  
کی تعداد (۵۰۰۰) ہے تجارت برآمد قند، روئی، ریشم اور شرابوں کی اقسام میں منحصر  
ہے یہاں کئی ایک بڑی جہاز ران کمپنیاں ہیں اور دول غیر کے کانسول جنرل اور یوپی  
کے تاجر بھی رہتے ہیں \*

لیما سولہ جزیرہ قبرص کے جنوب مشرقی ساحل کا ایک بحری شہر جنوبی  
نیقوسیا سے (۷۰) کیلومیٹر کے بعد واقع ہے اسکا لنگر گاہ بہت چوڑا ہے۔ یہاں کی  
شرابیں مشہور ہیں اور اسمیں کچھ قدیم یادگاریں بھی پائی جاتی ہیں اسی وجہ سے یہاں  
جہازوں کی آمد رفت نہ اندر ترقی ہے \*

فرانکو سیپا۔ قدیم نام استوی تھا قبرص کے مشرقی ساحل کا بحری مقام  
نیقوسیا (۳۷) کیلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ریت نے اسکا گھاٹ بھل پا ڈیا  
اس شہر کی دنیا د بطلمیوس فیلا ڈلفٹ شاہ مصر کی بہن ارستوی نے ڈالی تھی۔ ۱۱۹۱ء میں  
عمری و ولوزیان شاہ قبرص کی تلج پوشی اسی شہر میں لگی تھی پھر اسپرٹسہ اوس  
جنیوہ والے قابض ہو گئے۔ سلطان سلیم دوم نے اسکو بزور شمشیر ہندقیہ والوں کے  
قبضہ سے چھینا تھا اور ۱۵۷۰ء میں اسپرٹسہ لکیا آندوں اس شہر کی مردم شادی شہزاد  
کرمیو کی تھی۔ ۱۷۳۵ء میں زلزلہ نے اسکو ہر باد کر ڈالا اسنے بحالت موجودہ یہاں کی  
آبادی بہت گھٹ گئی ہے اور اکثر حصہ شہر کا کھنڈر پر آچکا ہے۔ اس اگلی بندل نے  
یہاں دخل پانے کے بعد اب اسکا بندر گاہ صاف اور درست کرنے پر توجہ کی ہے جسکی  
وجہ سے تھوڑے بہت تجارتی جہاز یہاں آنے لگے اور آبادی کو رونق حاصل ہونے  
لگی ہے \*

جزیرہ قبرص جسکا اوپر ذکر ہوا بحر متوسط ابیض کا سب سے بڑا جزیرہ ہے مشرق اوس  
انگریزوں نے چند شرائط پر دولت علیہ عثمانیہ سے یہاں کا انتظام بطریقہ عسک کے حاصل کیا جو  
اب یہاں کی انتظامی کل انہی کے ہاتھوں میں ہے۔ جزیرہ قبرص اور ساحل اناطولیا

کے امین (۷۵) کیلو میٹر کا بحری فاصلہ ہے اور یہ جزیرہ لاز قیہ نے (۱۰۲) اور کریٹ  
 سے بجانب مشرق (۵۳) کیلو میٹر کے قریب فاصلہ پر واقع ہے اسکا طول (۲۱) کیلو  
 ہے اور بڑے سے بڑا عرض (۱۰) کیلو میٹر اسکا بڑا شہر یا مرکز مقام شہر لفظوش ہے  
 (ترکی نام) اور یورپ والے اسے نیقوسیا کہتے ہیں۔ جزیرہ کی مجموعی مردم شماری (۱۸۹۱۰۰)  
 آدمیوں کی ہے جن میں (۵۵۰۰) مسلمان ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ فتوحات عثمانیہ سے  
 قبل اس جزیرہ کی آبادی چار لاکھ آدمیوں کی تھی۔ اسکے سوا اعلیٰ پر موزوں بکثرت ہیں اور  
 جابجا خشکی کی راسیں نکلی ہوئی ہیں اندرون جزیرہ میں کوہستانی سلسلہ نہایت عظیم الشان  
 ہے اور تمام پہاڑ سرسبز اور گھنے جنگلوں سے چھپے ہوئے ہیں۔ ان پہاڑوں میں سب سے  
 اونچا پہاڑ سینٹ کر د ہے اس پر بہت سے یونانی کیسے خوبصورت اور خوشابنے ہوئے  
 ہیں اس جزیرہ کو متعدد پہاڑی نالے سیراب کیا کرتے ہیں جو گرمیوں کے موسم میں  
 خشک ہو جاتے ہیں۔ اسکے شمالی حصہ کی آب و ہوا بہت عمدہ اور معتدل ہے۔ کوہستانی  
 علاقہ میں سردی کا موسم سخت ہوتا ہے۔ اور جنوبی حصہ میں گرمی نہایت زور کی پڑتی ہے  
 زمانہ قدیم میں یہاں سولے، اور چاندی کی چوٹا اور تلے کی کانیں خصوصیت کے ساتھ  
 پائی جاتی تھیں اور ان دونوں میں نہایت سرسبز مقام گنا جاتا تھا لیکن آج کل بہت تھوڑا  
 رقبہ زیر کاشت رہ گیا ہے۔ پیداوار میں گیہوں، اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے، تیل، روئی، قوت،  
 مینا کو، کنگلی، اور میوے وغیرہ بھی حاصل ہوتے ہیں۔ ترکوں کے عہد حکومت میں اسکی  
 تقسیم تین ضلعوں پر تھی اور ترکوں نے اسکو اہل بند قیہ سے بھی جدا کیا پھر اسکا نام میں  
 محمد علی پاشا حاکم مصر نے اس پر قبضہ کر لیا جو کچھ ہی دنوں بعد وہاں سے ہٹ جائے  
 پر مجبور ہوا۔ پھر برٹن کانفرنس کے بعد انگلستان نے اسے ترکی حکومت سے جدا کر دیا  
 کے ساتھ لے لیا ہے جس میں ایک و مدہ یہ بھی تھا کہ وہ اناطولیہ کے سوا اعلیٰ کو روسیوں کے  
 حلوں سے محفوظ رکھینگے۔ آناطولیہ کے متلاشیوں نے اس جزیرہ سے بہت کچھ  
 قدیم یادگاریں برآمد کی ہیں جن میں بعض کے ایسے ملے ہیں جو بتاتے ہیں کہ اس جزیرہ کے  
 قدیم باشندے بہت ہی عمدہ دروازے قدیم زمانہ میں اپنے خاص اور سب سے الگ تھلک

حروف تہجی رکھتے تھے۔ یہاں کنی مکی ہوئی قدیم زمانہ کی نشانیاں آستانہ علیہ، پیرس اور نیویارک وغیرہ کے عجائب خانوں میں رکھی ہوئی ہیں۔

طرطوس، قدیمی نام طاروس تھا۔ یہ ولایت اٹلہ کے ایک ضلع کا مرکز ہے اور دریائے قرة قوش کے کنارہ پر جہاں وہ سمندر میں گرتا ہے واقع ہے۔ دریائے مذکور کو عہد قدیم میں سیڈون کہا جاتا تھا۔ یہاں کے باشندوں کی تعداد تیس ہزار ہے اور شہر چاروں جانب سے کشادہ اور سرسبز باغوں کے حلقہ میں گھرا ہوا ہے۔ جدید شہر پرانے شہر کے ایک چوتھائی حصہ کے برابر ہوگا۔ یہاں کے مال برآمد میں روئی، مازو، افن، اور تانبا، وغیرہ چیزیں بہت نکلتی ہیں یہ مقام ایشیاء میں سب سے بڑی تجارتی منڈی تھا۔ اینٹونی نے یہیں ایک مجلس نچائٹ قائم کی تھی تاکہ وہ مجلس کلیو پٹر اور اس کے بھائی کے مابین برپا ہونے والے جھگڑے کا فیصلہ کر سکے۔ رومی حکومت کے دور میں یہ شہر اپنے مدارس کی وجہ سے اسکندریہ اور ایتھنز پر بھی فوقیت لیکھا تھا۔ چودھویں صدی قبل مسیح میں یہ شہر ملک کلیکیا کا دارالسلطنت بھی رہا۔ بولس رسول کی ولادت یہیں ہوئی تھی، یہاں سے بہت کچھ نفیس آثار قدیمہ نکلتے ہیں۔ جو آستانہ علیہ کے عجائب خانہ میں رکھے ہوئے ہیں۔ آب دہوا کی خرابی میں اسکا اور اسکندرون کا ایک حال ہے۔ علامہ ابوالفداء ادا بن حوقل نے بھی اس شہر کا ذکر کیا ہے۔

اسکندرون، اٹلیک سے شمالی جانب (۲۳) میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ شہر بھی ساحل دریا پر خلیج اسکندرون کے مشرقی سمت واقع ہے اور ولایت حلب کا تابع۔ حلب سے اسکا فاصلہ مغربی جانب میں (۶۲) میل ہے۔ اسکی آبادی (۲۵۰۰) آدمیوں کی ہوگی۔ پچھلے سالوں میں رشتے بہت بڑی ترقی کی ہے۔ اسکا گھاٹ بہت وسیع ہے اور آسپس (۱۰) بام گہرا پانی بہتا ہے۔ چونکہ یہ شہر مقامات حلب، اور انطاکیہ، بلکہ ان تمام شہروں کا تجارتی بندرگاہ ہے جو مالک مابین النہرین، الجزیرہ، اور عراق میں واقع ہیں۔ اسلئے یہ ایک مشہور عثمانی تجارتی بندرگاہ ہے۔ اور یہاں کے مال برآمد میں روئی، زعفران، سیاہ، صابون، مازو، دیشم، افن، روئی، اور تانبا کوئی برآمد خوب ہوتی



تھی۔ اس شہر میں ایک قدیم قلعہ کے آثار پائے جاتے ہیں اور یہ شہر اسکندریہ اعظم کا  
تعمیر کردہ تھا جو مسلمانوں نے مسمیٰ میں تیار کیا گیا۔ یہ شہر استو قس نامی ایک مہمان کے شمالی  
میں ہے۔ چلیج کے قریب کا قریبی نام ہے۔ اس کے جنوب میں تھا جو کہ ایک شہر ہے۔ ایک  
ہے جنوبی سمت سے اس خنزیرہ شمالی کی جانب ہے۔ قریب قریب اس کے جنوب میں  
مستقل ہے جو جہازات اس کے لنگر گاہ میں پھرتے ہیں وہ بہت حفاظت اور امن کے ساتھ  
رہتے ہیں۔ اس کے لنگر گاہ میں وہ بام کی پانی سے لیکر جہازات اور کشتیاں پھرتے ہیں۔  
(۵) بام سے زائربانی نہیں ہوتا۔ اس قریب قریب سے قریب جہازات اس کے شمال میں  
پھرتے ہیں۔ اور پانی کے اندر چٹانوں کی کثرت ہونے سے تقریباً دو میل تک جہازات  
بڑی احتیاط کے ساتھ چلتے ہیں۔ اس خلیج کا پانی شیریں ہے۔

سویڈیہ: قدیم شہر سلو قیہ کے قریب میں دو میل کے فاصلہ پر دیکھ دیا سے  
عاصی کے قریب واقع ہے یہاں کی تجارت برآمد، فخر اور ریشم میں منحصر ہے اور  
شہر حلب کے ساتھ اس کا کاروبار زیادہ رہتا ہے۔ آبادی آٹھ ہزار کشتیوں کی ہوگی  
مینا القبان: جہازوں کی لنگر اندازی کے قابل ہے اور کثرت اوقات یہاں  
کشتیوں کا گزر اسی حالت میں ہوتا ہے جبکہ موسم صیف کی تیز تند جھوبہ مغربی ہوا میں  
چلا کرتی ہیں یہاں سے شہر لافقیہ کو مال تجارت کی آمد رفت رہتی ہے۔

لافقیہ: شہر ساحل سمندر سے ایک میل کے قریب لنگر واقع ہے اس کا لنگر  
خطرناک ہے اسی لئے بادبانی اور دغائی جہازات اس کے سامنے جنوبی پانی میں لنگر لگاتے  
ہیں جہاں وہ بام گہرا پانی ہوتا ہے۔ یہ شہر شاہ سلو قیہ کا لنگر کی تعمیر ہے۔ اس  
اس کا نام اپنی اں کے نام پر رکھا تھا۔ شہر ایک نام پر جو وہ شہر ہے۔ یہ شہر  
چلی آئی ہے اس کے شمالی مغربی حصہ میں جہاں ہے اور اس کے شمال میں وہ شہر ہے۔  
نصف گھنٹے کا شکی کار استہ ہے۔ قدیم زمانہ میں یہ ایک شہر اور رافقہ و شہر تھا۔  
تونی امر اجواں صوبہ کے حکمران تھے یہیں رہا کرتے تھے یہ قدیم الا نام سے تجارتی بندرگاہ  
رہا ہے اور اس جگہ یہاں کے مال برآمد میں دنیا کو ریشم، روئی، لعل، گہو، بجز، تیل، شہر

گئی، موسم اور اعلان کی نکاسی نہ ہوتی ہے۔ آبادی چار ہزار آدمیوں کی ہے۔  
 ۱۸۹۹ء میں ایک صنعتکار نے شہر کا بہت بڑا حصہ تباہ ہو گیا تھا لیکن اب اس کی  
 تمام حالت رو بہ ترقی ہے۔

ایچ جیٹ، طریقہ کے شمالی جانب ایک ساحلی پٹی ہے، اس کے آثار سے  
 یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کبھی اس کے دور میں وہ بھی کوئی بڑا بھاری بندرگاہ رہا ہوگا،  
 یہاں کے باشندے بہت سی ڈھنگیوں اور پھولی کشیوں کے مالک ہیں مگر کشیتان  
 اور ہارات سب بادبانی ہیں۔

طریقہ: قدیمی نام افراؤس تھا جس کے معنی یہ ہیں کہ جزیرہ براد کا سامنے  
 والا مقام، عربی مورخین اور جغرافیہ نویسوں نے اس کا نام انطرسوس لکھا ہے۔ بحالت  
 موجودہ اس کا تباہی کے قریب پایا جاتا ہے۔ باقیوں کی تعداد (۶۰۰) سے زائد نہیں۔  
 جو ایک وسیع قلعہ کے اندر بنے ہوئے مکانات میں رہا کرتے ہیں۔ یہ قلعہ ایک پہاڑ  
 کی چوٹی پر واقع ہے جو سطح سمندر سے (۶۱) فٹ بلند ہے اور قدیم زمانہ کے فیذیہ اولان  
 کی تعمیر سمجھا جاتا ہے۔ کنارہ دیا سے قلعہ کا منظر بہت عمدہ معلوم ہوتا ہے۔

جزیرہ رواد جو شہر طریقہ کے سامنے واقع ہے قدیم الایام میں ارادوس کہلاتا تھا۔ یہ  
 ایک پٹانی جزیرہ ہے۔ سطح سمندر سے (۴۹) فٹ بلندی رکھتا ہے اور طریقہ کے جنوب  
 مغربی سمت میں اس کے بعد واقع ہے۔ اس کا طول (۵) گز اور محیط (۱۵) فٹ ہوگا۔  
 اس میں قدیم اہل فیذیہ کی عمارتوں کے کثرت کے کچھ پائے جاتے ہیں فی الحال ابھی جزیرہ  
 اور ساحل سمندر کے مابین ایک کھوکھلا گڑھ بن گیا ہے۔ زمین پرشہر کے بڑے شہر کی دعا کی  
 جہاں گڑھ الی کے نام سے اس جزیرہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس جزیرہ کے جنوب میں  
 چھوٹے چھوٹے گڑھ ہیں جن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس جزیرہ کے جنوب میں  
 ہیں اس کی ایک کھوکھلا گڑھ ہے۔ اس جزیرہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس جزیرہ کے جنوب میں  
 ساحل میں بنو گڑھ اور اس جزیرہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس جزیرہ کے جنوب میں  
 اس جزیرہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس جزیرہ کے جنوب میں

بنایا گیا تھا۔

طرابلس، ابوالفضل، مورخ نے لکھا ہے کہ شہر طرابلس کا موقع دریا کے اندر نکلی ہوئے ایک کنارہ پر ہے۔ مسلمانوں نے اسکو ۶۹۰ھ میں فتح کیا تھا۔ پھر اسے تباہ کر کے اسکی تعمیر از سر نو دوسری جگہ کی جو اگلے شہر سے ایک میل کے قریب خشکی میں ہلکے بنوایا گیا۔ بحالت موجودہ طرابلس کے دو حصے ہیں۔ ایک شہر کا حصہ ہے۔ اور دوسرا بندر گاہ کا۔ اور یہ دونوں حصے دریائے ابی علی یا مکتلیا کے دونوں کناروں پر اس طرح واقع ہیں کہ دریا کا پانی اسکے وسط سے ہو کر بہتا ہے۔ آبادی تیرہ ہزار آدمیوں کی ہے۔ یہاں کے قدیم باشندے رفا و صومرا اور صیدا کے لوگ تھے اور ابتدائے یہاں اگر تین الگ الگ بستیوں کی بنیاد ڈالو انہیں رہنے لگے۔ پھر تدریج وہ بشتیاں وسیع ہو کر ایک دوسرے سے مل گئیں۔ اور بطور ایک شہر کے محلوں کے شمار ہونے لگیں اسوقت سے اسکا نام یوبلی رکھا گیا جسکے معنی یونانی زبان میں تین شہر ہیں۔ اور یوبلی کا معرب طرابلس بن گیا۔ اس شہر کے بندر گاہ میں جہازات دلوں گلر انداز بہتے ہیں جس جگہ پانی کی گہرائی سات بام ہے۔ اور جو جہازات رات بسر کرتے ہیں وہ ایسے مقام پر لنگر ڈالتے ہیں جہاں (۲۰) بام پانی ہو تاکہ شب کے وقت طوفانی ہوا کا کوئی خطر نہ رہے۔ یہاں کی تجارت وسیع نہیں ہے۔ مال برآمدیشم، اسفنج، صابون، مازو، اور تنباکو وغیرہ اشیاء ہیں۔ سب سے پہلے اس شہر کا قلعہ ایونڈ الطوشی نے ۱۳۰۰ھ میں صلیبی جنگوں کے دوران میں بنوایا تھا۔ ایونڈ نے جسوقت طرابلس کا محاصرہ کیا تھا تو وہاں کا ایک کتبخانہ جو قاضی ابوطالب حسن کا جمع کیا ہوا اور چھپیس (۲۰۰۰) جلد کتابیں تھیں باوجود اس بات کا علم رکھنے کے کہ یہ علمی خزانہ ہے بالکل جلوا دیا۔ ۱۳۰۰ھ میں سلطان صلاح الدین ایوبی اس شہر کا محاصرہ کر کے ناکامی کے ساتھ واپسی پر مجبور ہوا اور دوسری مرتبہ ۱۳۰۱ھ میں مصری سپاہ نے اسکو فتح کر لیا۔ بعد ازاں مصر والوں نے شاہ قبرص نے ۱۳۰۲ھ میں چھینا اور اس نے وہ تمام بشتیاں بھی ویران کر دیں جو مقام لافیتہ تک ساحل مدیا پر واقع تھیں۔ بندر گاہ کے نزدیک جو خشکی کا پیرا دریا میں نکلتا ہے اسکی راس پر کئی ایک چھوٹے چھوٹے

جزیرے تقریباً دس میل کے حلقہ میں شمال مغربی سمت کو پھیلتے چلے گئے ہیں۔ اور اس  
مذکورہ شمالی سمت میں چھ ٹہن بنے ہوئے ہیں جو حملہ دشمن سے محافظت کے لئے تعمیر  
کئے گئے تھے۔

بیروت : ساحل شام کے شمال مغربی حصہ کا ایک ساحلی شہر ہے اور ایک  
لبنی ماس پر جو دریائے اندر بڑھتی چلی گئی ہے واقع ہے۔ اسکا طبعی نگہ گاہ غیر محفوظ اور  
مغربی ہوا کی زد میں رہتا ہے۔ اسی واسطے جہازوں کا قیام خلج ماری جو جس میں دریا  
بیروت کے دانے کے پاس رہا کرتا ہے۔ اگر یہ یہ جگہ بھی شمالی ہواؤں کے چلنے کیوجہ  
سے خطرناک ہے۔ شہر کی آبادی اس راس سے نصف گھنٹے کی مسافت پر واقع ہے  
یہ شہر قلعوں اور فصیلوں سے گھرا ہوا تھا۔ مگر سنہ ۱۸۴۰ء میں جب انگریزی جنگی جہازات  
نے ابراہیم پاشا فرزند محمد علی پاشا والی مصر کو اس شہر سے نکالنے کیواسطے اس پر  
گولہ باری کی تو وہ فصیل منہدم ہو گئی۔ ابراہیم پاشا ملک شام پر قابض ہو گیا تھا اور اسکا  
مصری سلطنت کا جزو بنالیا تھا۔ بیروت کے ٹیلوں اور اس کے گھنڈروں کے پہاڑوں میں  
نہایت قیمتی قدیم یادگاریں دبی پڑی ہیں جو اکثر اوقات کھودنے سے نکل آتی ہیں۔ اور  
بعض جگہوں میں تو مسلم عمارتیں زمین کے اندر سے برآمد ہوئی ہیں۔ بیروت کی عمارتیں بہت  
خوبصورت بنی ہیں۔ اور پانی ویاں کا شیریں ہے۔ لیکن آبادی کی کثرت ہے اس لئے  
کافی پانی میسر نہیں آتا۔ موسم گرما میں آب و ہوا لطیف اور گرم و تر رہتی ہے۔ یہ شہر  
تجارتی منڈی اور دمشق کا بندرگاہ اور ملک شام کا سب سے بڑا شہر تصور کیا جاتا ہے۔  
تجارتی جہازوں کی آمد رفت یہاں بکثرت ہوتی ہے۔ آبادی (۵۰۰۰۰) آدمیوں سے  
زائد نہیں۔ شہر بیروت ولایت (ضلع) بیروت کا مرکزی مقام ہے۔ یہی سلطنت  
کے عہد خروج میں بھی اس شہر کی بہت بڑی وقعت ہوتی تھی۔ انکس قیصر نے  
اسے پہلی زوی شہروں کے برابر حقوق عطا کر کے اسکا نام اپنی بیٹی جو تیا فلیکس کے  
نাম پر رکھا تھا۔ دوسری صدی عیسوی میں یہاں کا علم فقہ بہت مشہور تھا اور یہاں مصر و  
یونان کے طالب علم آتے رہتے تھے۔ فتح اسلامی کے بعد سنہ ۶۳۶ء میں اہل فرنگ پھر

[illegible][illegible][illegible]



جنگوں کے زمانہ میں اس شہر کو خاص طور پر شہرت حاصل ہوئی۔ کیونکہ ریتھڑ شیر دل شاہ انگلستان اور سلطان صلاح الدین ایوبی کے مابین قیامت خیز معرکے اسی شہر کے سامنے ہوئے تھے۔ یہاں آثار قدیمہ بھی بہت نکلتے ہیں۔ حکام بیت المقدس سے (۱۱۰) کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے اور یہاں ملک حمدان کی پیداوار بکثرت آیا کرتی ہے۔ حیفاء خلیج حیفاء کا ایک بندرگاہ اور پہاڑی سرزمین پر واقع ہے۔ اندوں اسکی حالت بہت اچھی ہو رہی ہے۔ موسم گرما میں شہر کے سامنے والے گھاٹیں جہازات و ہاں ٹھیر سکتے ہیں جہاں پانی کی گہرائی سات با م ہو۔ آبادی پانچ ہزار آدمیوں کی ہے تجارت میں ٹیمپوں اور جو ملکی پیداوار کی خوب نکاسی ہوتی ہے۔ اسکا گھاٹ بہت محفوظ ہے۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ قدیم زمانہ کا مقام سیکانوم یہی ہے جو اب حیفاء کہلاتا ہے۔ ۱۸۶۸ میں جوہری کے کچھ لوگوں نے یہاں آکر ایک نو آبادی قائم کی۔ اور ایک جہاز رانی کی کمپنی تیار کی جسکے ذریعہ سے حیفاء اور عکا کے مابین مال تجارت کی آمد رفت خوب ہوتی ہے چونکہ دولت علیہ کو ان اطراف کی سرزمین کا سرسبز بنانا منظور تھا اس لئے اس نے بھی جرمن نو آبادی تاجروں کے ساتھ تساہل کا برتاؤ کیا۔

یافا۔ یہ بھی بحر متوسط ابیض کا ایک بندرگاہ ہے۔ اس شہر کی سرزمین آباد و شاداب ہے۔ باغات کی کثرت زراعت کی افراط اور عمارتوں کی خوشنمائی اور مضبوطی میں اس مقام کی خصوصیت قابل ذکر ہے۔ اندرون ملک کی پیداوار کی نکاسی یہیں سے ہوا کرتی ہے۔ اسٹے تجارت میں اسکا نمبر بڑا ہوتا ہے۔ یافا بیت المقدس کا بندرگاہ ہے اور تقریباً اس سے چالیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور یافا سے پرتو شلم تک ریلوے لائن بھی بن گئی ہے۔ یافا کی آبادی سولہ ہزار آدمیوں کی ہے۔ اسکے سامنے کانگر گاہ جہاں بڑے جہازات قیام کرتے ہیں۔ جنگی کے کنارہ سے نصف میل کے قریب فاصلہ پر ہے اور وہاں نو با م پانی بہتا ہے۔ وہاں کی تیرتی اور کنارہ چٹانی ہے۔ اس واسطے جہازوں کا گھاٹ میں آنا غلو سے غالی نہیں ہوتا۔ اکثر اوقات سمندر میں غلام پیدا ہو جاتا ہے اور سکون بھی ہو تو اس وقت غلامت کے مقابلہ میں غلام ہی کہلاتا ہے اور

شہر یاقا نہایت قدیم مقام ہے اور ملک شام کے بندر گاہوں میں اسکو خصوصیت کے ساتھ شرف حاصل ہے اسکی بنیاد طوفان نوح سے قبل کی بتائی جاتی ہے۔ اور دنیا کی مشہور قدیم حکومتوں کے بعد میں بھی اسکو بڑا عروج نصیب ہو چکا ہے۔ اسکا قدیم نام جافو بتایا جاتا ہے۔ یہودیوں نے اسے جابو کے نام سے موسوم کیا۔ جسکے معنی خوشنما کے ہیں انقلاب حکومت کا اثر اسپر بہت مرتبہ پڑ چکا ہے۔ نپولین بونا پارٹ نے بھی اسپر قبضہ حاصل کیا ہے مگر آخر کار ۱۸۳۰ء میں سلطنت عثمانیہ نے اسکو پھر حاصل کیا اور محمد علی پاشا والی مصر کے جنگل سے بامداد انگلستان و فرانس اسے چھین لیا۔

### • بحر ایڈریاٹک میں دولت علیہ کے بحری مقامات :-

اس سمندر کے سواحل پر دولت علیہ کے متعدد بندر گاہ پائے جاتے ہیں جنہیں سے زیادہ مشہور مقامات حسب ذیل ہیں :-

وراج :- یا۔ ڈورائس۔ یہ خلیج ڈورائس کے آخری حصہ پر ایک مستحکم بندر گاہ ہے۔ یہاں کی آبادی دس ہزار آدمیوں کی ہے، اسکے قلعے بہت مستحکم اور اسکا گھاٹ محفوظ ہے۔ ٹریٹ اور ایطالیا کے راستوں سے اسکی تجارت تمام ممالک کے ساتھ بہت وسیع ہے۔ تنباکو، تیل، نئے، اور کٹڑی یہاں کے مال برآمد ہیں۔ اسکو سلطنت بائزید دوم نے ہندوستان والوں کے ہاتھوں سے چھین کر عثمانی قلمرو میں شامل کیا تھا اور تجارت موجودہ وہ ولایت الشقوقورہ کی ایک تحصیل ہے۔

اولونیم :- یا۔ فالون۔ ولایت یانیہ کا ایک عثمانی بندر گاہ ہے۔ اسکا گھاٹ بہت بڑا بحری یا ناک کی مشہور کھاڑی اولون میں واقع ہے۔ آبادی ۴۰ ہزار آدمیوں کی ہے اور آب ہوا اچھی نہیں۔

پیرہ و تیرہ :- ولایت یانیہ کا ایک بڑا بندر گاہ۔ خلیج نارودہ کے اندر ولی حصہ میں واقع ہے شہر نارودہ سے جنوب مغربی سمت میں ۲۹ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ آبادی نو ہزار آدمیوں کی ہے یہاں کے اشیاء برآمد، تیل، پھل، اوان، نئے، اور تنباکو ہیں۔



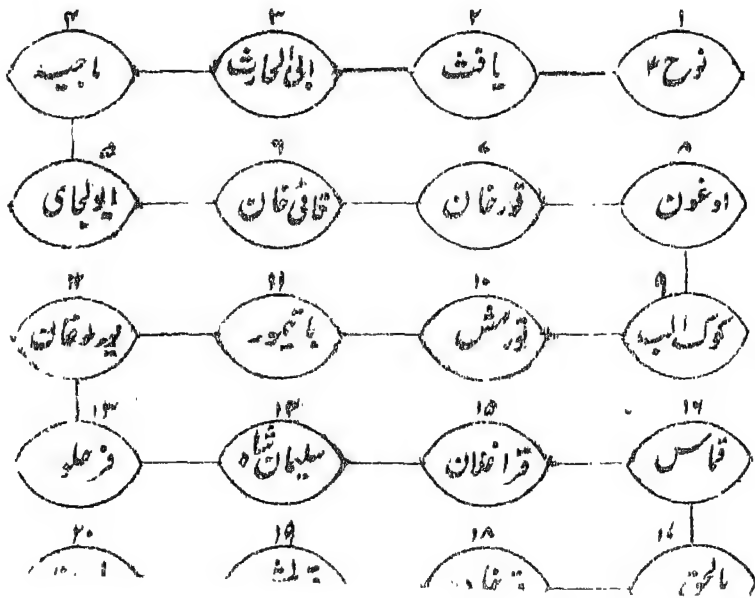
تروں نے اسپر شہ ۹۹۸ء میں قبضہ کیا تھا پھر ۱۰۰۸ء میں بغدادیوں نے اس پر قابض ہو گئے اور  
 ۱۰۱۸ء میں فرانس والوں نے اس پر تسلط کر لیا جس کے بعد دوبارہ ترکوں نے اس کو واپس  
 لیا۔ تپ و نسلی مشہور علی پاشا والی یا تینہ کے زمانہ میں یہاں کئی ایک بحری بحر کے  
 ہوئے، اور سردست یہ مقام ارناؤط کے سمندروں اور دریاؤں میں حفاظت کرنے  
 والے عثمانی جنگی بیڑہ کا مرکز ہے۔ اسمیں ایک بحری افسر جو بیڑہ مذکور کی کمان کرتا ہو رہا  
 کرتا ہے۔ پر وہ بیڑہ ہی کے جواہیں خیر الدین پاشا باربروس نے ۱۵۷۸ء مطابق ۱۵۷۸ء  
 میں امیر البحر اٹلیا ڈوریا کے زیر کمان بیڑہ جہازات پر جو دول متحدہ یورپ کی طرف سے  
 آیا تھا غایاں فتح حاصل کی۔ ان کے علاوہ صوبہ البانیہ میں بھی دولت علیہ کے کئی ایک  
 بحری شہر ایسے ہیں جن کو غیر ضروری سمجھ کر ہٹنے قابل بیان نہیں تصور کیا۔ اور جہاز وین کے  
 بندر گاہوں کا ذکر ملک عرب کی تاریخ میں کیا ہے۔ طلح فارس کے سوا حل پر دولت علیہ  
 کا کوئی بندر گاہ نہیں ہے لیکن اس حیثیت سے کہ شہر بصرہ کے سامنے بہت سے بڑے  
 جہازات ٹھہرا کرتے ہیں (اور گو وہ دریائے شور سے فاصلہ پر ہے تاہم بحری مقام  
 گنا جاسکتا ہے۔ اس کو ہم بندر گاہ تسلیم کر سکتے ہیں۔ یہ شہر شہ میں سیدنا عمر بن الخطابؓ  
 خلیفہ دوم نے بنوایا تھا۔ اور یہ شہر فارس کے سرے پر دریائے شط العرب کے  
 دامن سے (۱۰) کیلومیٹر دوری پر واقع ہے۔ یہاں سلطنت عثمانیہ کا ایک جنگی بیڑہ چہم  
 جہازوں کا اسلئے رکھا ہے تاکہ ملک نجد اور مالک عثمانیہ کے سوا حل کی حفاظت کرے  
 اور یہیں ایک ترکی جہازان کشتی بھی ہے جس کے کئی جہازات دریائے فرات وغیرہ  
 میں مال تجارت اور مسافروں کو لاتی اور لیجاتی رہتی ہے۔ بصرہ کی مردم شماری ۱۸۸۰ء  
 ہزار ہے +

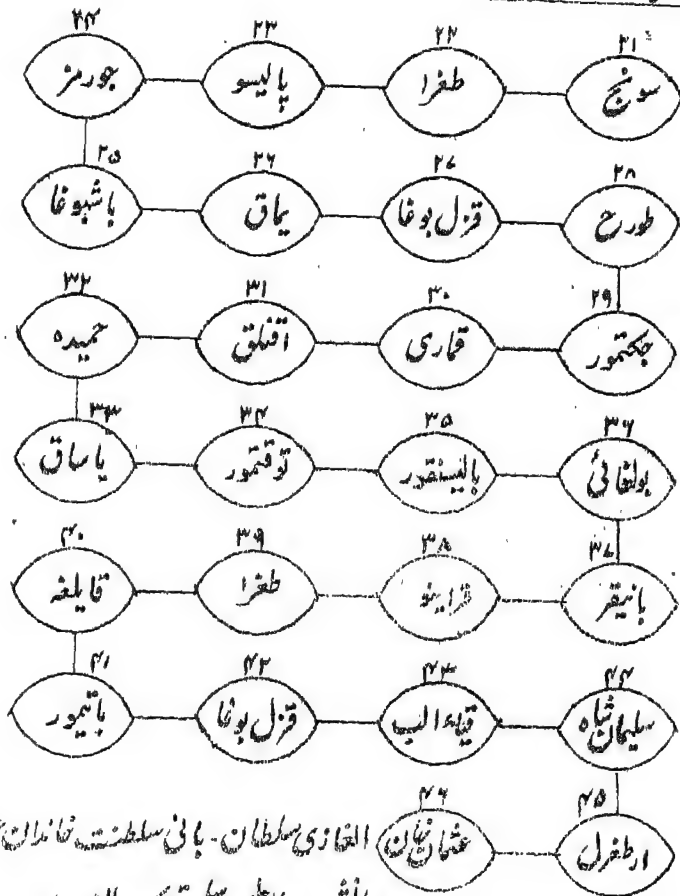
اتنی رہے وہ ساحلی مقامات جو طرابلس الغرب کے علاقہ میں واقع ہیں ان کا بیان  
 اپنے موقع پر ہو چکا۔ خیر ارباب۔ بس سے ایسے ساحلی مقامات کا ذکر چنے خدا ترک کر دیا  
 ہے جو حقیقت خاص عثمانی قلمرو میں ہیں لیکن وہ کوئی شہر اور تجارتی اہمیت نہیں رکھتے +

## تیسری فصل

### آل عثمان کا منشا اور انکی حکومت کا ظہور

دین غلدون، اور ابن اثیر وغیرہ اگلے زمانہ کے علماء تاریخ آل عثمان کے منسلک و نسب کو بیان کرتے میں سخت اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ مگر ترکی مؤرخین جو بلاشبہ و شبہ اپنے حالات کے اچھے واقفکار ہونگے انکا بیان اس بارہ میں زیادہ معتبر سمجھا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اسی لئے ہم بھی علامہ خیرالدین، نعیم، راشد، جودت پاشا، پنجم پاشا، اور چلبی، وغیرہ کے ایسے فاضل ترکی مؤرخین کی رائے پر بھروسہ کرتے ہیں اور یہی اقوال قرار دیتے ہیں کہ سلاطین آل عثمان جنگی سلطنت و حکومت کی بنیاد سلطان الغازی عثمان خان کے عہد سے پڑی ہے۔ یافت بن نوحؒ کی اولاد سے ہیں۔ اور انکا شجرہ نسب حسب ذیل ہے:-





المغازی سلطان - بانی سلطنت خاندان عثمانیہ

وجہ نشین سلطان علی بن سلجوقیہ اسلامیہ

بعض روایتوں میں قانی خان ہی کو عیسیٰ بن اسحاق بتایا گیا ہے۔ اور نثری۔ اور  
 عثمانی دونوں نامور مورخ کہتے ہیں کہ قانی خان بن بوتجائی بن یاق بن نوح ہے۔  
 علی چلی مورخ بھی اسی کی تائید کرتا ہے۔ بھر حال باوجود اختلاف کے تقریباً اس بارہ  
 بن جملہ مورخین کا اتفاق ہے کہ عثمانی ترکوں کی نسل یاق بن نوح سے چلتی ہے۔ اور  
 جرحہ نسب اس بات کو بھی بیان کرتا ہے کہ سلطانین عثمان کے آبا و اجداد ہمیشہ سے ملک  
 ریکستان میں بھی امیر اور خان، اور سلطان کے منصبوں پر فائز رہے۔ چلی آئے ہیں۔  
 آل عثمان خلد اللہ لہم کا ظہور جبکہ چنگیز خان مغول بادشاہ نے ۶۲۷ھ میں  
 مغربی ایشیا کے ملکوں پر حملے کی سمیت، وہاں سے فوجوں کے ساتھ آیا تھا۔ انہی

دنوں قانی عثمان کی نسل کا ایک ترک امیر سلیمان شاہ بن قیام الب جو شہر مد کے اطراف  
یعنی صحرائے مآمان واقع وسط ایشیا، میں ترک وطن کر کے رہا کرتا تھا۔ اپنے قبیلے کے  
سچاس ہزار آدمیوں کے ساتھ سرسبز چراگاہوں اور میدانوں کی تلاش میں ننگل ایشیا  
کے اُس حصہ میں داخل ہوا۔ اور اُس نے آذربائیجان کے اطراف میں سکونت اختیار  
کر لی تھی۔ سلیمان شاہ کو چھ سال کے قریب یہاں رہتے ہوئے تھے کہ یکا یک سلجوقی  
حکمرانوں نے خراسان اور غور زم پر حملہ کر دیا۔ اور ان دونوں ملکوں کو فتح بھی کر ڈالا  
سلیمان شاہ نے یہ طوفان بے تیزی بردیا دیکھا تو اپنے وطن اصلی کی طرف واپس چلا آیا  
جب یہ گروہ دریائے فرات کے کنارہ جا کر اُسے عبور کرنے لگا تو قضاے الہی سے  
سلیمان شاہ وہیں دریائے ڈوب کر فوت ہو گیا۔ یہ واقعہ ۶۶۹ھ کا ہے۔ خیر اُسکے  
ہم قوموں نے لاش کو دریا سے نکال کر دفن کیا۔ اور قلعہ طعبر کے پاس اُسکا مزار بنایا  
جو اب تک (ترک مزاری) کے نام سے موسوم اور موجود ہے۔ سلیمان شاہ متوفی کے  
چار بیٹے تھے۔ سنقر زنگی، گون طوغدی، ارطغرل، اور گوندوز، ان میں باہم اس  
بات پر اختلاف ہو گیا کہ اب منقر کریں یا اسی ملک میں ڈیرے ڈالیں۔ بہت سے  
لوگوں نے اصلی وطن کو واپس جانا مناسب سمجھا اور کچھ لوگ ارطغرل کے ساتھ ہمیں  
رہ گئے۔ کیونکہ اسے اناطولیا کے صوبہ میں جا کر رہنے کی ٹھان لی تھی۔ ارطغرل اپنی قوم  
کے چار سو گھر ساتھ لیکر جنہیں (۴۲۰) جنگجو سوار تھے۔ اناطولیا کے مغربی حصہ کو چلا اور  
سرحد لو، اور پاستین کے اطراف میں آکر ڈیرے ڈال دیے۔ مگر چونکہ یہ خطہ انکی مدد  
کے قابل نہ تھا۔ اسلئے ارطغرل نے اپنے فرزند صار و باقی بک کو ساتھ میں سلطان  
علاء الدین سلجوقی فرمانروائے روم کی خدمت میں بھیجا اور سلطان مذکور سے حمايت  
طلب کر کے یہ خواہش ظاہر کی کہ تھوڑی سی سرسبز ارض اُسکی قوم کو آباد ہونے کیلئے  
عطا کی جائے۔ سلطان موصوف صار و باقی کے ساتھ بڑی مہربانی اور عنایت سے  
پیش آیا۔ اور مقام انقرہ کے نزدیک قرہ چہرہ طاغ کی سر زمین جو دمان کوہ میں واقع  
تھی۔ ارطغرل کو بطور جگہ گیر سلطانی عطا فرمائی، یہ زمین ترکوں کے لئے بہت موزوں تھی،

اسرو میں یہاں گرنی ہوتی اور گرمیوں میں خوشگوار ٹھنکی رہتی اسلئے یہ لوگ بڑی راحت کے ساتھ یہاں رہنے لگے۔ ارفعزل کا دستور تھا کہ وہ شکار اور جانوروں کو چرانے کیلئے اپنی قوم کے کچھ سوار لیکر گرد و پیش کے جنگلوں میں نکل جایا کرتا۔ اتفاقاً ایک دن کسی میدان میں اُس نے دیکھا کہ دو فوجیں سرگرم قتال ہونے کی تیاریاں کر رہی ہیں۔ مگر ایک سپاہی نے تعداد کم ہے اور دوسری بہت زیادہ جمعیت رکھتی ہے بعض موفین نے بیان کیا کہ ارفعزل نے دونوں فوجوں کو آپس میں گتھیا پایا۔ بہر حال چونکہ ارفعزل طبعی طور پر حملہ آور تھا اس سے یہ نہیں دیکھا گیا کہ کمزور جماعت تباہ ہوجائے اور وہ سیر تار ہے۔ اُس نے اپنے ہمراہی بہادروں کو جرات دلا کر کمزور جانب کا ساتھ دیا۔ اور ٹھکی ہوئی مغلوب سپاہ نے اس غیبی امداد کا سہارا پاتے ہی حمیرہ دست لیفوں پر ایسا پُر زور حملہ کیا کہ بہت جلد انہیں شکست دیدی۔ غنیم کی ہزیمت کے مار ارفعزل کو یہ حال معلوم ہوا کہ جس فریق کی اُس نے شرکت کی ہے یہ سلطان علاؤ الدین بنیابن کیخسر سلجوقی کا لشکر ہے۔ اور ہزیمت پانے والی سپاہ ہلاکو خان کی تھی۔ سلجوقی بدار نے فتح پا کر اپنے محسن اور مددگار لوگوں کا حال معلوم کرنا چاہا۔ اور ارفعزل اپنے دربار میں طلب کر کے اُسکے حالات دریافت کئے۔ اور پھر شکر گزاری کے تھ ارفعزل اور اُسکے دوسرے بھائی دونوں کو خلعت ویکر طوطا، بیج، اور اسکی شہر، اطراف کی سرزمین انکو بطور جاگیر کے عطا کر دی۔ اور اس طرح مسئلہ میں نزل کا عروج ترقی کر گیا۔

پھر تو ارفعزل اکثر لڑائیوں میں سلطان علاؤ الدین سلجوقی کا دست و پا زور نماؤ حملہ آوروں یا حکومت بنیہنائن سے سلطان مذکور کی جھڑپیں ہونے لگیں۔ اور اس کے بہوں میں ارفعزل نے بڑے بڑے کامائے نمایاں کئے۔ جس سے اسکی جاگیر عزاز میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی۔ اور کچھ حصہ اپنے پہلے ملک واپس اس حصہ کے جو اُس نے سلطنت قسطنطنیہ سے فتح کیا تھا ارفعزل کو بخش دیا۔ جو ان دنوں سلطان بنیابن کے نام سے مشہور اور ولایت قونیہ میں داخل بہت چنانچہ ہی سرزمین مستحق

عثمانیہ کا گہوارہ بنجا اور یہ ملک یہیں سے نشوونما پا کر پھولی پھلی پھر جس وقت سلطان علاؤ الدین اور غل غلامہ آوروں میں دوبارہ جنگ چھڑی تو ارطغرل کو سلطان کی طرف سے قلعہ کوتاہیہ کی محافظت کا حکم ملا اور غل اسپر قابض ہو چکے تھے۔ ارطغرل نے بڑی جدوجہد کے بعد انہیں وہاں سے نکال دیا اور سلطان کی نگاہوں میں خاص طور پر اعزاز حاصل کیا۔ اب ارطغرل سلطان کے دشمنوں کا قلع قمع کرتا رہتا تھا اور فتوحات پر فتوحات حاصل کرتا جاتا یہاں تک کہ اُس نے مشرق میں بمقام اسکود وفات پائی۔ جبکہ اُس کی عمر نوے سال سے زائد تھی۔ سلطان علاؤ الدین ارطغرل کی خبر وفات مگر سخت غمگین ہوا۔ اور اُس نے ارطغرل کے بڑے بیٹے غازی عثمان کو باپ کا قائم مقام بنا دیا۔ پھر تجربہ جو معلوم ہوا کہ غازی عثمان اپنے باپ کا سچا جانشین اور وفادار سلطنت ہے۔ تو علاؤ الدین نے اُس کے لئے خلعت، سفید نشان، نقارہ، اور ایک فرمان ترکی زبان میں بھیجا جس میں عثمان بک کو خود مختار امیر متعین کیا گیا تھا۔ اور صدور فرمان کے بعد سے جب قدر نئی سرزمین فتح ہوئی وہ سب اُسی کو عطا کی گئی۔ جس وقت سلطانی عطیہ یعنی نقارہ بجا یا گیا تو عثمان بک تعظیم کیلئے کھڑا ہو گیا۔ اور یہ رسم قرار پائی کہ سلاطین آل عثمان نقارہ کی آواز مگر تعظیمی قیام کیا کریں۔ مگر سلطان محمود اول کے عہد میں یہ قاعدہ منسوخ ہو گیا سلطان علاؤ الدین نے عثمان کو بک، اور خان کا لقب بھی عطا کیا اور اس بات کی اجازت دی کہ وہ اپنے نام کا سکہ رائج کرے اور خطبہ میں سلطان کے ساتھ اُس کا بھی نام لیا جائے۔ \*

مستطینہ کی روٹی حکومت اندنوں کمزور ہو چلی تھی اور اُس کے ماتحت امراء مالک اور صوبہ دار خود مختارانہ فرمانروائی کیا کرتے تھے۔ یہ حکام تکفور کے لقب سے لقب تھے غازی عثمان نے یہ حالت دیکھی تو اُس نے پولیشکل ریشہ دو انیاں شروع کر دیں، پہلے اُن حکام کے آپس میں پھوٹ اور عداوت کا بیج بونا چاہا اور جب اس چال میں کامیابی ہوئی تو فرقہ رفتہ رفتہ اُن کی ولایتوں کو ایک کے بعد ایک کر کے دبانا شروع کیا۔ اس فرقہ اندازی کی کارروائی میں جو سمیٹچائل۔ خرمن تیا کا حاکم عثمان خان غازی کے ساتھ ملا ہوا تھا اور اُس نے رومی صوبہ داروں کے اس مکر سے عثمان خان کو مطلع کیا جو انہوں نے اس

غازی کی جان لینے کے واسطے کیا تھا۔ واقعہ یہ ہوا کہ رومی حکومت کے ماتحت حکام غازی عثمان سے بظاہر دوستی اور الفت کا سرشتہ قائم رکھتے تھے اپنے یہاں کی ایک مجلس شادی پر عثمان بک کو مدعو کیا۔ مگر چونکہ عثمان کو کوئٹہ میخائل تمام راز سے مطلع کر چکا تھا اسلئے بجائے اسکے کہ اعداؤں کے ساتھ اس پر کامیابی حاصل کرتے خود عثمان ہی نے انگو لے ڈالا اور محفل عروسی کو بزم ماتم بنا دیا۔ ان کو چھینکر لے آیا اور اپنے بیٹے آرخان کے ساتھ اسکی شادی رچا دی۔ نیلوفر غلام جسکے نیک کاموں کے آثار بروصہ کے اطراف میں اب تک موجود ہیں۔ یہی بی بی خدیجہ سلیمان خان، مراد خان، اور خداوندگار تین بیٹے اسی بیگم کے بطن سے پیدا ہوئے۔ میخائل اور اسکی اولاد برابردقت کے ساتھ حکومت عثمانیہ کی خدمت گزار اور اپنے ملک میں برقرار رہی۔ اور سنہ ۱۶۹۱ء تک حدود روم کی پرکھانی کرتی رہی۔ عثمان خان کا ستارہ اورچ پر تھا۔ اتفاقاً سنہ ۱۶۹۱ء میں غازی خان مغل تاجدار نے شہر کوئٹہ پر حملہ کیا۔ اور رکن الدین سوم آخری تاجدار غازیان سلجوقی کو قتل کر کے اس عظیم الشان سلطنت کا خاتمہ کر دیا۔ پھر تو غازی عثمان خان کے سوا

سلجوقی حکمران بھی ایک ترک خاندان کے لوگ تھے انکے جد اعلیٰ کا نام سلجوق بن دقاق تھا اور وہ سلمان ہو کر کارترکوں پر جہاد کرتا رہا۔ سلجوق کے تین فرزند زین تھے۔ ارسلان، میکائل، اور موسیٰ، جب وہ ایک سو سات سال کی عمر پر فروت ہو گیا تو ان لڑکوں نے ملجی کفار پر جہاد کرنے کا دستور جاری رکھا۔ انہی لڑائیوں میں میکائل قتل ہو گیا اور اسکے چار بیٹے بیٹھو، لغزبک، جعفر، اور بکسے آواز، اپنے اہل ہار سفر کر کے ہزار کے قریب آ رہے اور شہر ہزار سے دو فرسخ کے فاصلہ پر آکر پڑے۔ امیر ہزار نے انہیں اپنے پاس رکھنا پسند نہ کیا تو یہ لوگ بقراخان شاہ ترکستان کے پاس گئے اور وہاں اس نے انہیں اپنے پاس ہونے پر لڑ پڑے۔ اور اپنے اہل وطن کو واپس آگئے۔ اسی اثنا میں مشہور الامنی حکومت قائم ہوئی۔ اور ان لوگوں نے کچھ کچھ ملک فتح کر لیا۔ پھر آپس میں لڑنے لگے اور ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ بعد ازاں لغزبک کو اس قبیلہ کی امارت ملی اور اس نے سلطان کا لقب اختیار کر کے خوارزم وغیرہ کئی ایک صوبہ فتح کر لئے۔ اور دولت جی لویہ کی جنگیں کر کے سیکندریہ میں بغداد میں داخل ہو گیا، یہ زمانہ قائم آج تک عباسی کی خلافت کا تھا۔ سلطان لغزبک نے اپنے تئیں خلیفہ کا لقب لیا اور محافظ مشہور کر کے اپنی بھتیجی

سلجوقی حکومت کا کوئی جائز وارث نہیں رہ گیا کیونکہ امیر مذکور پہلے ہی سے خود مختار حکمران اور اپنی فکر و کام مالک کل تھا لیکن ملی نعمت کے پاس ادب سے اس نے سلاطین سلجوقیہ کے سامنے سر نہیں اٹھایا اور ہمیشہ انکی اطاعت کرتا رہا۔ غازی عثمان خان بڑا صادق اور شریف مزاج شخص تھا اس نے یہ پسند نہیں کیا کہ اپنے محسنوں کے ہوتے ہوئے شاہی اور تاجدار کی کاوم مارے۔ مگر جب سلجوقی حکمرانوں کا بالکل خاتمہ ہو گیا۔ تو ۶۹۹ھ مطابق ۱۲۹۹ء میں اس نے سلطان کا لقب اختیار کیا اور اسی وقت سے دولت علیہ عثمانیہ کی بنیاد پڑی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ارسلان خاتون خلیفہ کے عقد نکاح میں دیدی ماہ سلطان طغرلک امیر الامراء اور ارسلان خاتون کا باپ داؤد بھی نہایت مغز و کمزور ہو گیا۔ طغرلک کی حقیقت خود مراد و شاہ قبا۔ اور خلیفہ کو بھی اپنا ماتحت سمجھتا تھا۔ اس کے بعد اسکا بھتیجا الپ ارسلان فرما کر داؤد کو اپنے دواؤں میں چھوڑ کر روم کو سخت ہزیمتیں دیں۔ اور اُسے گونا گون کے قید بھی رکھا، اُس نے فاطمی خلفاء کو ملک شام سے نکال دیا۔ اور آرمینیا اور گرجستان کے اکثر فتح کر لیے انکھستان کا نام ورتا بیخ کنکار میں لگتا ہے کہ برعظم ایشیا کا سب سے عمدہ حصہ الپ ارسلان ہی کے فکر و میں داخل تھا۔ الپ ارسلان کی فوجوں کو بہت زبردستی ملی، اُس نے ۶۹۹ھ میں وفات پائی اسکو یوسف غازی نے قتل کر دیا تھا، الپ ارسلان کے بعد اسکا بیٹا ملک شاہ حکمران ہوا۔ جسکے نام سے تمام سلاطین زمانہ کائنات قیام و دیر اور فاتح تاجدار رطبی سلطنت کا مالک ہوا۔ اسکا فکر و خراسان سے مشہرہ قسطنطنیہ کے میچے تک پہنچا ہوا تھا۔ شاہان فرنگ نے اسی کے زمانہ میں مشرق پر چڑھائی کیاں کیں، اور اسلامی شوکت کو ٹوٹنے کیلئے اسطیصلیہ جنگوں کا سلسلہ آغاز کیا۔ اسی زمانہ میں سلجوقی حکمرانوں کو بیت المقدس اور نکاست انما ظہر یا پر قبضہ کر لینا موقع ملا۔ ادا انہوں نے مملکت قونیہ کا زیادہ تر حصہ رکھ دیا۔ جسکے بعد سلاطین ایشیا کے کوچک کا نام ایشیا فی ترکی مشہور ہوا ۷۰۰ھ میں تاتاریوں نے بن الپ ارسلان دمشق پر قابض ہو گیا۔ پھر ملک شاہ کی وفات کے بعد ملک شاہ سے اُسکے بیٹوں اور اُسکے بھائی تاج الدولہ کے مابین سلطنت کیلئے جنگ چھڑ گئی اور انجام یہ ہوا کہ سلجوقی فکر و کے چار حصے ہونے لگے ایک گروہ ملک اوقیانہ ماند ارادہ کو سر اوقیانہ کی حکومت پر فزنا، تیسرے نے ملک شام کی حکومت پائی، اور چوتھا تمام قونیہ کا تاجدار بن گیا اس غری گروہ میں سلطنت کا وجود صرف تین دن کا رہا اُسکے کھٹوں پر حکومت علیہ عثمانیہ کی بنیاد پڑی۔



## فصل چہارم (۴)

دولت علیہ کا استقرار اور اسکی بنیاد قائم ہونیکے حالات  
تیمور لنگ کے ظہور تک

مِنْ اَبْتَدَی سَنَۃ ۶۹۹ لغایت سنہ ہجری

سُلطان الغازی عثمان خان

۶۹۹ ————— ۷۶۶ھ

سُلطان عثمان خان غازی نے اپنے بلا مشائرت احمد سے سلطان ہونیکا اعلان کیا  
توسلطنت سلجوقیہ کے بہت سے حمہ دار، شرفاء، امراء اور علما اُسکے دربار میں فراہم ہو گئے  
اور سلطنت کی شوکت چمک اُٹھی۔ بعد ازاں چھ سال تک توسُلطان عثمان خان غازی سلطنت  
روم پر چلے کرتا اور ملک فتح کرتا رہا لیکن اُسکے بعد بھید کیرالشن ہو جانے کے وہ سفر اور  
میدان جنگ میں شریک ہونے کی نعمت کو امانہ کر سکا۔ لہذا اپنے فرزند ارجمند غازی اوخان  
کو سہ سالار افواج بنا کر خود استقلال مملکت کی طرف مائل ہوا، اُسکی عدالت پسندی اور جہم الخراجی  
سے مدد و حمہ ممالک کے عیسائی باشندوں سے بہت نفوس رہتے تھے۔ اور اسوقت تک غازی  
عثمان خان کا قلمرو اقلیم برصغیر کے ایک حصہ اور اناطولیہ کے اُن شہروں تک محدود تھا جو  
کہ اناطولیس کے گرو واقع ہیں۔ اُسکے علاوہ بہت سے رومی جاگیر دار بھی اُسکے زیر سایہ تھے  
اُسکے قریب قریب سے دولت عثمانیہ کا علاقہ اُسکا رہتا تھا۔ چنانچہ اُس نے اُن ممالک کو  
راستہ چھوڑنے لگا۔ پہلے اُسکے سلطان محمود کی زندگی میں یہ کامیابیت اسلام کا قیام و ترقی تھی



THE MOUNTAIN VIEW  
HOTEL



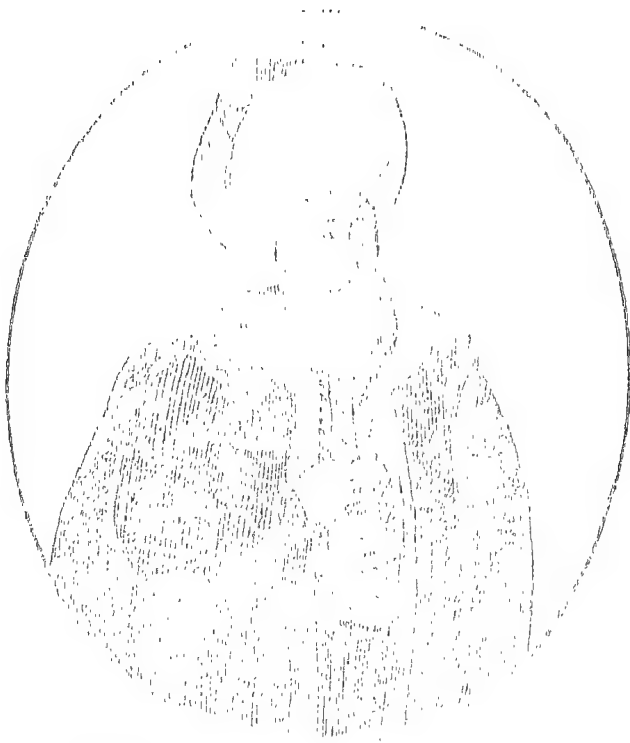
کی امیدوں کا مرکز بن گئی۔ چونکہ یہی اور اچھے والی حکومت قسطنطنیہ کی رومی سلطنت کے قریب واقع ہوئی تھی اور وہ اس وقت کمزوری کے مرض میں مبتلا تھی اس لئے دونوں کے مابین ہمیشہ جنگ و جدل کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ ضعیف العمر رومی حکومت کم سن عثمانی سلطنت کو اپنے پڑوس میں جوانی کے خم و خم دکھاتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی تھی اور اس کو کچل کر تباہ کر دینے کے در پے تھی اور اس پر ہال تخت و جہان ہمت سلطنت عثمانیہ پیرائے سال رومی حکومت کو شہید یا ہوا بڑا کچھ بڑا کچھ کھڑی سے معزولی کے قابل تھا۔ کرتی تھی۔ سلطان عثمان خان نے رومی حکومت کے استقلال کے بعد فتوحات کا دائرہ بڑھا کر پرتگیزی کی ادھر کپڑی حصار پر کئی مرتبہ محاصرہ قائم کیا جس سے وہاں کا حاکم اطاعت مانو پر مجبور ہو گیا۔ اس کے بعد سلطان مذکور نے مقامات اور قلعہ جات ازبانی شہر بروصہ، قلعہ بسابنجی، لقلہ، اور چادریق وغیرہ کچھ بعد دیگرے فتح کئے۔ اس وقت میں سلطان موصوف نے شہر بروصہ پر محاصرہ ڈالنے کی پیش بندی کے لئے اس کے قریب کوئی پندرہ منٹ کے راستہ پر دو قلعے بنوائے یہ دونوں قلعے ایک گرم معدنی چشمہ کے نزدیک واقع تھے، ایک قلعہ میں سلطان نے اپنے بھائی کے فرزند رشید آق تیمور کو اور دوسرے قلعہ میں بلخانچ نامی اپنے ایک بہادر غلام کو افسر مقرر کیا۔ اور غازی اور خان اپنے ولیعہد اور فرزند کو فتح بروصہ پر مامور کیا جس نے کئی شہر سے نکلنے کے بعد ہی سب سے پہلے اطرہ فوس حاکم بروصہ کو ہریت فاش دی اور فتح کی خبر کو سہ منیال کی معرفت سلطان عثمان خان کی خدمت میں روانہ کی۔ اور خان کو اس فتح میں کچھ بھی وقت نہیں اٹھانی پڑی تھی مگر اور خان کا آگے بڑھنا سوچا کہ اسے کیا کیا اپنے باپ سلطان عثمان کی خبر علالت معلوم ہوئی۔ اور وہ کئی شہر میں واپس آیا چنانچہ جو وقت اور خان بستر علالت پر پڑے ہوئے بزرگ باپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سلطان عثمان خان غازی نے اسے عمل اور رہایا پر وہی کے متعلق بہت بڑا کچھ نصیحتیں کیں کہ ۱۷ رمضان ۸۷۷ھ کو ۷۷ برس کی عمر میں دنیا سے نہانی سے ہٹا ہوا دانی کی حالت میں خاں کیا۔ وفات کے بعد اس کا سزا قلعہ بروصہ کے باہر بنایا گیا۔ سلطان عثمان خان ۸۷۷ھ میں بمقام کی شہر پیدا ہوا تھا۔ اور

بیس سال حکمرانی کی۔ اس کے عہد میں بحرِ حکومتِ روم کے جہاں مرکزِ قسطنطنیہ تھا ترکوں کو کسی  
اور یورپین سلطنت سے لڑنا نہیں پڑا۔ اس نے دو فرزند زینہ اپنے وارث چھوڑے جن میں سے  
ایک امیر اورخان ولیعہد، اور دوسرا امیر علاؤ الدین تھا۔

## سلطان النازی اورخان پسر سلطان النازی عثمان خان

(۷۲۶) ————— (۸۷۶)

سلطان النازی اورخان کے مند آراء حکومت ہونیکے وقت جزیرہ نما سے اناٹولیا  
طوائف الملوکی حکومت میں تقسیم ہو رہا تھا۔ کیونکہ سلطنت سلجوقیہ کی بربادی کے بعد اس  
حکومت کے امراء دربادیں سے متعدد لوگوں نے ملک ترکوں کے ایک ایک حصہ پر  
قبضہ کر رکھا تھا۔ اور پہلے ان حکومتوں کے ایک حکومت خود اس سلطان اورخان کی بھی تھی۔  
ابتداء میں عثمانی حکومت کی قوت اس قابل نہ تھی کہ وہ باقی پچھٹوں کے مقابل میں سر اٹھاسکے  
لیکن شہر بروصہ کی فتح کے بعد جب اس مقام کو حکومت عثمانیہ کا مقر خلافت بنایا گیا۔ اور  
دوسری قابل قدر فتوحات نے دولت مذکورہ کے عروج و اقبال کو مستحکم اور دیرپا بنا دیا  
تو سلطان اورخان کو شوکتِ ثانی کا اچھا موقع ملا آیا۔ اور اس نے بعد میں بہت سی فتوحات حاصل  
کر کے اپنے تئیں سلطنتِ سلجوقی کا جائز وارث بنانے کی سعی شروع کی۔ تختِ نشینی کے وقت  
سلطان اورخان کی عمر چالیس سال کے قریب تھی، اس نے تختِ سلطنت کو شہر بروصہ میں منتقل  
کر لانے کے بعد ضروری انتظامات کی درستی پر توجہ مائل کی، ملکی انتظام کے قانون بنائے،  
فوجی ترتیب کا دستور نافذ کیا قاضی جعدہ اور قاضی اور دوسرے اعیانِ مملکت کے مشورہ  
سے یعنی چری (سپاہ نو) نامی فوج کی بنیاد ڈالی۔ جس کے لئے کم سن عیسائیوں کے بچے اسلامی  
اصول پر تربیت دیکر باطن جوئے کے وقت فوج میں مقرر ہونے لگے۔ یہ دستور زندہ تک  
جاری رہا اور ان لوگوں پر بہت سے نامور افسران پیدا ہوئے۔ جنکو وزارت اور سپہ گری کے



*[Faint handwritten notes at the bottom of the page]*



جلیل القدر عہد سے ملے۔ سلطان آغا خان کے بعد یہ انتظاموں میں سے ایک بات یہ تھی کہ  
 اُس نے اپنے بھائی امیر علاؤ الدین کو وزیر مقرر کیا ورنہ اس سے پہلے حکومت عثمانیہ میں وزارت  
 کا منصب نہیں تھا۔ پھر اندرونی انتظامات درست کر لینے کے بعد ملکی انتظام کی باری  
 آئی اور غزوہ مالک کی ارہنی دو قسموں میں تقسیم کی گئی۔ ایک قسم کا خاص نام تھا اور دوسری  
 کا تیمار خاص ارہنی کی آمدنی شاہی جیب خرچ، زمیندار خاندان سلطنت کی کفالت اور  
 ارکان دولت کے مصارف کے لئے مخصوص تھی۔ اور دوسری قسم تیمار کی زمینیں فوجی لوگوں کو  
 جاگیر کے طور پر عطا ہوتی تھیں جن کے معاوضہ میں ہر ایک جاگیردار بقدر استطاعت جنگ اور  
 جوانوں کی جماعتیں تیار کیا کرتا تھا اور بوقت ضرورت یہ تمام فوجی قوت میدان جنگ میں  
 فراہم ہو جاتی تھی۔ چھالک ان اراضیوں کا نام تھا جن کے مالک بطور خود اسکی کاشت وغیرہ  
 کا انتظام کرتے تھے اور پیداوار کا دسواں حصہ شرعی خرچ کے طور پر جاگیرداروں یا سلطان  
 خزانہ کو جسکے وہ ماتحت ہوتے دیا کرتے۔ جاگیرداروں کی فوج جو تیمار کے سپاہی کہلاتے تھے  
 حکومت کی جان تھا اور فوج تھی۔ اور بہت سے نازک موقعوں پر اُسے خوب کار آمد  
 نمایاں کئے۔

غرض کہ اس طرح ہر ملک کا انتظام اور فوجی ترتیب درست کر کے سلطان آغا خان  
 نے فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے پر کمر بستہ باندھی۔ اور اُس نے میں روئیلہ کے ملک پر  
 چڑھائی کر دی، ابھی یہ جنگ ہو ہی رہی تھی کہ دوسری طرف اقلیم قوچہ اہلی کے مرکز شہر ازبید  
 کا حاکم فوت ہو گیا اور اسکی جگہ اسکی بیٹی حاکم ہوئی۔ اس عورت کو قسطنطنیہ کی حکومت سے  
 ہر طرح کی مدد پہنچتی رہتی تھی۔ مگر جب سپہ سالار غازی عبدالرحمن نے اُسکے قلعہ پر محاصرہ ڈالا  
 تو اُس نے خفیہ خط و کتابت کے ذریعہ سے سردار مذکور کو قلعہ میں بلوا کر اُسے قبضہ دیدیا۔ اور  
 غازی عبدالرحمن نے اُس شہزادی کو سلطان کی خدمت میں مع تمام اموال غنیمت کے  
 ارسال کر دیا۔ سلطان نے شہزادی مذکورہ کی اس خدمت سے مسرور ہو کر اُسکا نکاح غازی  
 عبدالرحمن ہی کے ساتھ کر دیا۔ سلطان اور خان کی ایک عادت یہ بھی تھی کہ جب عورتیں اسکی  
 پاس کسی طرح کی شکایت لاتیں تو وہ اُن سے بڑی مہربانی اور نرمی کے ساتھ پیش آتا اور اُن کو



ایسا سلوک کرتا جسکی وجہ سے وہ خوش ہو کر دعائیں دینے لگتی تھیں۔ یہ امر سلطان مذکور کی ہر لغزیزی کا موجب ہوا اور خلاصہ یہ ہے کہ روز بروز اسکی فتوحات کا سلسلہ بڑھتا ہی چلا گیا۔ ۱۳۲۷ء میں اس نے بذات خاص ملک ازبید پر فوج کشی کی اور ایسے پُر زور حملے کئے کہ آخر ملک بے وقوفہ حاکم نیکو میڈیا اپنے مجبور ہو کر شہر ازبید سلطان کے حوالہ کر دیا اور خود مع ان لوگوں کے جو اس کے ساتھ جاتے پر آمادہ ہوئے۔ ورنہ اس کے راستہ میں قسطنطنیہ پہنچ گئی۔ نیکو میڈیا کی اقلیم فتح ہو گئی تو اب عثمانی قلمرو کے حدود خلیج قسطنطنیہ کے نزدیک پہنچ گئے۔ ۱۳۳۷ء میں سلطان مذکور کے فرزند امیر سلیمان نے شہر ازبوق کو فتح کر لیا اور قیصر روم نے اس کے واپس لینے کے لئے ہر چیز زور مار لیکن انکی کچھ بھی پیش نہ گئی۔ ازبوق کو فتح کرنے کے بعد سلطان نے وہاں کی شکست و ریخت کی مرمت اور درستی کر لی اور وہاں کے گرجوں کو مسجدوں اور دروہوں کی شکل میں تبدیل کر دیا۔ پھر اسی کو اپنا پای تخت قرار دیا کیونکہ مفتوحہ ممالک میں اسوقت ازبوق سب سے بڑا شہر تھا۔ ۱۳۳۷ء میں وزیر علاؤ الدین کی وفات ہو جانے پر امیر سلیمان پاشا وزیر مقرر کیا گیا اور اسی سال کے مابین مدینی اور کلیکتا دونے ملک فتح ہوئے، اور قیصر روم نے سلطان اور خان کو بہت سے نفیس تحفے بھیج کر اس سے بیس سال کے لئے ایک معاہدہ صلح قائم کرنے کی درخواست کی اس معاہدہ کی رو سے اناطولیا کے بہت سے مقام مثلاً ماناس، ایجنجی، اور بالیکسری وغیرہ عثمانی قلمرو میں شامل ہو گئے اور قیصر روم کے پاس اس ملک کا محض ایک شہر آلا شہر اور ایک قلعہ بیگانامی رہ گیا۔ ۱۳۳۷ء میں عثمانی قلمرو میں ولایت قرہ سی کا بھی الحاق ہو گیا جو عجلان ہک حاکم مملکت مذکور کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں میں بانٹ لیا جاتی ہو جانے سے کمزور ہو گئی تھی۔ قیصر روم سے معاہدہ صلح کر کے دولت علیہ کو دم لینے کی ہدایت ملی تو اس نے پھر اپنی اندلی اصلاحات پر توجہ کی اور ۱۳۳۷ء میں رومی حکومت کے ساتھ ازبوق معاہدہ ہوا اور سلطان نے خود مع حاشیہ دولت شہر اسکھار میں جا کر قیصر روم سے ملاقات کی اور اس صلح دونوں حکومتوں کے مابین دوستی اور صفائی کا انتظام ہو گیا۔

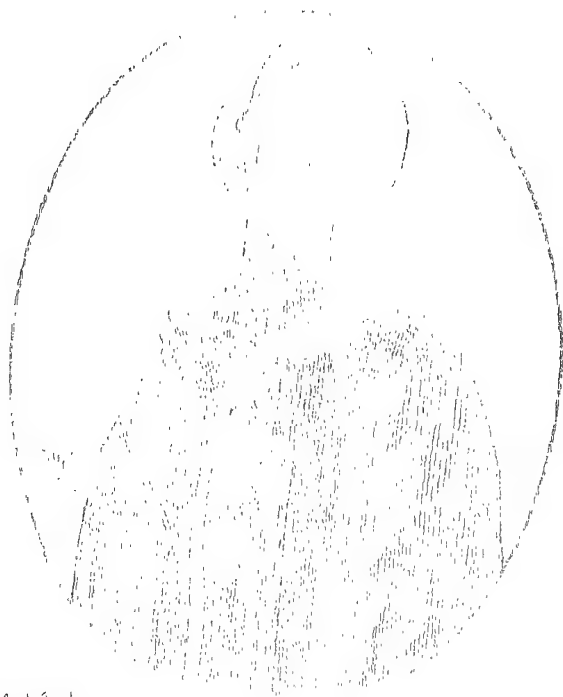
مگر رومی حکومت کے ولایت عثمانی سلطنت کی جانب سے عداوت بھری تھی اور وہ

ایسے موقع کی تلاش میں رہا کرتی تھی جس سے عثمانیوں کو آفت میں پھنسا سے اسلئے معاہدہ کو دس سال ہو گئے تو اس نے مخالفت شرائط معاہدہ کرنی شروع کی اور ہندقیہ والوں سے ساز باز کر کے عثمانی حدود پر شرارت کا بازار گرم کیا۔ ہندقیہ کے لوگ بحری راستہ سے دولت علیہ کی سرحدوں پر پہنچا پئے مارا کرتے تھے۔ مسلمان اور عثمان نے اس بات کی خبر پائی تو اسنو فوراً اپنے فرزند امیر الغازی سلیمان پاشا کو مہاراجہ روہیلہ پر فوج کشی کا حکم دیدیا اور شہر میں ترکی سپاہ آہستہ ڈاڑھوں کے ایشیائی قلعہ دھناتی قلعہ تک پہنچ گئی۔ سلیمان پاشا نے دھناتی قلعہ کے نزدیک اپنے سرداران فوج کو جمع کر کے ایک جنگی مجلس منورہ منعقد کی اور یہ راس قرار پائی کہ آہستہ کے کشتیوں کے ذریعہ سے عبور کر کے یورپ کے ملک پر حملہ آور ہونا مناسب ہوگا۔ پھر آئندہ رات کے وقت مقام ایسٹن سے کئی ایک ترک سپہ سالار مع اپنی ماتحت فوج کے آہستہ سے پار آئے گئے اور تھوڑے ہی عرصہ بعد سلیمان پاشا نے قلعہ چڑھ کر لیا۔ یہ عبور دولت عثمانیہ کی بحری فوج کا پہلا صف تھا۔ آہستہ سے پار ہو کر سلیمان پاشا نے آہستہ سے گلیسٹلی کے آس پاس جیسٹر شہر واقع تھے انکو یکے بعد دیگرے فتح کرنا شروع کر دیا۔ اور دوسری طرف قسطنطنیہ کے شاہی خاندان کے محبوں میں جھگڑا ہو پڑا۔ انڈر فنیقوس دوم قیصر روم کی وفات کے بعد تاج قیصری کا وارث ایک کمسن بچہ یوحنا پالیوگس قرار پایا۔ اور اسکے ناکارہ ہونے کے باعث بادشاہی مجلس کے نگران افسرین اور دوسرے ارکان سلطنت نے ہوس تخت نشینی کے عوض میں قبلا ہو کر سادشیں کرنی شروع کر دیں۔ وار و خد محلات جسکو قاتاقوزینوس کہتے تھے وہ پردہ سلطان اور خان سے خط و کتابت کرنے لگا۔ اور اس نے اپنی بیٹی تھیوڈورہ اسکے عقد میں دینی بیاہی۔ سلطان نے اسکی دوزخست مان لی اور ترکی فوجیں ملک کے لئے روانہ کیں۔ مگر عید وقت اس سلیمان پاشا سلطان حکم کی تعمیل کر کے قسطنطنیہ کے قریب پہنچا تو تمام رومی لوگ ہنگامی ہوئے اور بخاریا وغیرہ پورے ملک کے مسلمانوں سے ملکر سلیمان پاشا کے مقابلہ پر آمادہ ہوئے۔ جو ان کے سپہ سالاروں کا کہنا تھا کہ اسکی فوج اور رومی حکومت کے اندر وفی معائنہ میں برائی دیکھنے پہنچے ہیں۔ سپہ سالار پاشا ایسی دیکھو کہ اسکی بات ماننا تھا اسنے تمام دشمنوں کو انکی

سرکشی کا مزہ چکھا دیا۔ اور کہستان بھٹان سے آکر عیسائی متفقہ فوجوں پر ٹوٹ پڑا۔ جب غنیم نے ہزیمت پائی تو امیر سلیمان بڑے جاہ و شہم کے ساتھ بلغاریا کے ملک میں داخل ہوا اور وہاں کی بد امنی فرما کر نکلے لگا۔ اسی اثنا میں شاہن سردیا، بلغاریا، اور ہنگری وغیرہ کی آپس میں عداوت اور ناچاقی ہو گئی۔ اور انکی آپس میں ہی چل پڑی۔ قیصر روم نے اس آفت میں دوبارہ سلطان اور خان سے امداد مانگی۔ اور امیر سلیمان پاشا ملکی سپاہ لیکر قسطنطنیہ کی دیواروں کے نیچے آپہنچا، اس ملکی فوج کے آنے سے تمام جھگڑے مٹ گئے۔ اور شورشیں فرو ہو گئیں۔ اس کے بعد بہت سے زور شور کے زلزلے آئے جنہیں اس ملک کے اکثر قلعے اور جنگی استحکامات برباد ہوئے۔ اور شاہن میں امیر سلیمان پاشا نے ساتھ ہزار چیدہ ترمک سپاہ لیکر کلیں کی قلعہ پر جو بھرا بعض متوسط کی کبھی سمجھا جاتا ہے حکم کر دیا چند روز کے محاصرہ میں یہ زبردست قلعہ فتح کر لیا۔ تو اس کے بعد کئی ایک دوسرے مقامات پر مثل پولہ ویر، اور غیرہ پولی، وغیرہ کے باسانی قبضہ کر لیا۔ اور تمام دنیا کی حکومتوں پر دولت عثمانیہ کی شوکت و عظمت کا سکہ بٹھا دیا۔ انکی روٹی لوگ ترکوں سے یہ دوزخ مست ہی کر رہے تھے کہ وہ ان مفتوحہ مقاموں کو لہذا تار و ان بنگاہ لیکر چھوڑ دیں کہ سلیمان پاشا کی سپاہ نے روسیہ کے کئی ایک حصے فتح کر لئے کیونکہ روسیوں میں اندرونی ناچاقیوں کے باعث مقابلہ اور مداخلت کرنے کی شکتی نہیں رہی تھی۔ لیکن اسی اثنا میں یہ المناک واقعہ پیش آیا کہ امیر سلیمان پاشا کا گھڑا عاملت نکلا رہا بھڑکا اور اس سے لئے ہوئے درختوں کے پھندے سے اس زور کی ٹکرائی کہ یہ دلیر و نامور تاج سر دار پھری جوانی ہی کے عالم میں فنا ہو گیا۔ انکی فوج جو اپنے بہادر سپہ سالار کو چاہتے تھے زیادہ عجز و کنتی اور اس کے خصال حمیدہ کی عاشق تھی اس صدمہ جانگاہ سے سخت ٹکین ہوئی اور اسے شہر بولائیک کی جامع مسجد میں بڑے شان سے دفن کیا گیا۔

سلطان اور خان کو پیرانہ سالی میں جوان اور بحالی حوصلہ و زندگی وفات نے کہیں کا نہ رکھا۔ بارالم نے انکی لمر توڑ دی اور آخر چند روز بعد اسی غم میں گھٹکا دیو ملکی ملک تھا کا سفر کر گیا۔ انکی قبر شہر برستہ میں بنی۔ اور خان اسکے دو فرزند امیر سلیمان اور امیر درونامی تھے





Handwritten text, likely a signature or date, located below the circular emblem. The text is illegible due to the quality of the scan.

مگر سلیمان کی وفات کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے اسلئے اورخان کے بعد امیر مراد سریر  
آراے سلطنت ہوا۔ سلطان غازی اورخان اپنے باپ سلطان عثمان خان کی طرح  
علم و دست، حق پسند، رحم دل، اور فیاض واقع ہوا تھا، اسکا خزانہ اموال غنیمت  
کی افراط سے مالا مال تھا، اُس نے بہت سے مدرسے اور مسجدیں بنائیں۔ اور جس  
عظیم الشان حکومت کا سنگ بنیاد سلطان عثمان خان نے رکھا تھا اُس نے اُسے  
مستحکم اور سر بفاک عمارت کے درجہ تک پہنچا دیا۔

### (۳) سلطان مراد اول ابن سلطان اورخان

(۷۶۱) ————— (۷۶۹)

اس سلطان نے بھی تخت سلطنت کو اپنے جلوس سے مشرف کرتے ہی فتوحات  
ممالک پر کمر باندھی اور اپنے مرحوم باپ کی طرح قلم و کی وسعت، انتظام حکومت اور  
ترقی فلاح رعیت میں منہمک ہوا۔ قلعہ سلسلہ کا مشہور قلعہ انقرہ اُس نے سلاطین میں فتح  
کیا۔ اسی اثنا میں ہندوستان والوں نے ترکوں کی جنگ کیلئے ایک جنگی جہاز بیڑہ جس میں  
ساتھ جہاز تھے روانہ کیا جو دو حصوں میں منقسم ہو کر ایک حصہ فلج با سفر میں اور دوسرا  
آبنائے گلیتولی میں در آیا اور انہوں نے دس ہزار جنگجو جوان جنگی پر اتار دیے پھر بہت  
سے خاص ملک والے بھی اُن سے مل گئے اور اتنی زبردست قوت تھوڑے سے ترکی لشکر  
کو محو کر دینے کیلئے بڑھی جو لانت روسیلا میں رہ کر تاتھا۔ ترکی فوج نے غنیم کی  
جہم غنیم کا کوئی خوف نہیں کھایا اور وہ بڑی بیجگری کے ساتھ دوبارہ خصال دشمنوں پر  
ٹوٹ پڑی جس سے اُن کے چھلکے چھوٹ گئے اور عیسائی حملہ آور بڑی ابتری کے ساتھ  
ہزاروں مقتول و مجروح اور بے شمار اموال غنیمت میدان میں چھوڑ کر بھاگ نکلے سلطان  
مراد اول نے اس تجربہ سے ایک نیا فائدہ یہ اٹھایا کہ اُنھوں نے بعد میں جی چری سپاہ کی  
تعداد بڑھا دی۔ اور عثمانیہ حکومت کی بحری قوت بھی جو پہلے بالکل نہ تھی قائم کرنے پر متوجہ ہوا  
اس سے قبل ترکی حکومت کے پاس کوئی جنگی جہاز نہ تھا۔ صرف خدا کے چند چھوٹی

کشتیاں بحیرہ مارمورا میں چلتی رہتی تھیں جو فوجوں اور سامان رسد وغیرہ کو لانے لیجانے کا کام دیتی تھیں۔ سلطان مراد نے پہلے ان کشتیوں کی تعداد بڑائی اور پھر رفتہ رفتہ بڑے جہازات بھی بنوائے جس سے یہ بات نہایت آسان ہو گئی کہ رومیلیا کے علاقہ میں فوجوں اور سامان جنگ وغیرہ کی کمک جلد سے جلد بھیجی جاسکے نیز اس بیڑہ جہازات کی تیاری کے بعد ان سے خود ایک عظیم الشان لشکر ہمراہ رکاب لیکر رومیلیا کا رخ کیا اور ۱۶۷۳ء میں وہاں کے کئی قلعے مثلاً بیطور، چوڑی، مسلی، اور، برغور، وغیرہ فتح کر ڈالے اور اسی سال میں اس نے ایڈریا نوبل کا عظیم الشان شہر بھی فتح کیا۔ اور لالاشاہین پاشا کو وہاں کا محافظ مقرر فرمایا۔ پھر کئی ایک سرداروں کو جنہیں شاہین پاشا مذکور بھی شامل تھا مختلف آس پاس کے مقامات کی فتح پر مامور کیا اور ۱۶۷۵ء میں فلبنہ، زمرہ، مناستر، بہشتنہ، کولیمہ، اور موٹشہ، وغیرہ مقامات فتح ہو کر قلمرو عثمانی میں شامل ہو گئے۔ سلطان مراد نے ۱۶۷۵ء میں نئے مفتوحہ مقاموں کا ایک جداگانہ صوبہ سلطان سنجیقہ کے نام سے موسوم کر کے قرار دیا اور اسپر اور نوس بک، اور، یا برتی امیر الامراء کو حاکم مقرر فرمایا۔ اس سے پہلے ترکوں نے شہر صوفیا کو ۱۶۷۵ء میں تین سال کی محنت محاصرہ اٹھا کر فتح کر لیا تھا۔ اور اسکے بعد صدر اعظم خیر الدین پاشا نے مشہور شہر سلاویک کو فتح کیا (۱۶۷۵ء) اور سلطان مراد نے مقدونیا اور البانیا کے صوبوں کو بھی مالک مفتوحہ کے زمرہ میں شامل کیا۔ جبکہ یہ فتوحات ہو چکیں تو وزیر خیر الدین پاشا وفات پا گیا۔ اور سلطان نے بجائے اسکے علی پاشا قاضی عسکر کو جو خیر الدین مرحوم کا فرزند تھا قلمدان وزارت تفویض کیا \*

۱۶۷۶ء تک دولت عثمانیہ کو یہاں اموال غنیمت کا شرعی پانچواں حصہ بیت المال سلطانی کے لئے نہیں نکالا جاتا تھا۔ اور چونکہ اس شرعی حق کا ضائع کرنا ناجائز تھا اسلئے سلطان مذکور کے عہد کے ایک مشہور عالم قرہ رستم نے خلیل آفندی قاضی عسکر کو اس بات کی طرف توجہ دلائی۔ اور اس نے سلطان سے تحریک کر کے ابراہیم خاں حکم لیلیا۔ اور سلطان کی منظوری سے شیخ قرہ رستم ہی غنیمت کا پانچواں حصہ خزانہ خاں

کے لئے علیحدہ کرنے پر نگران مقرر ہوا۔

اسی زمانہ میں ایک دوسرا اہم مسئلہ یہ پیش آیا کہ یورپ کی سرزمین میں ترکی فتوحات کی وسعت اور سلطنت کی عظمت و شوکت کی ترقی نے شہر بردہ سابق دارالسلطنت کی بجائے کسی ایسے عظیم الشان شہر کو پائے تخت بنانے کی طرف خیال رجوع کیا جو ارضی یوڈ میں واقع ہو اور اسکے واسطے ایڈریاٹک یا نوبل کا شہر انتخاب ہوا۔ جو فتح قسطنطنیہ کے زمانہ تک ترکی حکومت کا مقر سلطنت رہا۔ دارالسلطنت کی تبدیلی ہو چکی تو سلطان مراد کو علاؤالدین شاہ والی کرمان کی عثمانی حکومت پر فوج کشی کرنے کی خبر معلوم ہوئی۔ اور اسے کرمان کی طرف جانا پڑا، علاؤالدین بہت جلد اپنی سزا کو پہنچ گیا اور اس کا ملک فتح ہو کر عثمانی قلمرو کا جزو بنایا گیا۔ سلطان مراد نے علاؤالدین کی سلطنت چھین لینے کے بعد اس کے ماتحت نحو سربوں کو بدستور بحال رکھا۔ اور وہاں کے ایک صاحب شوکت امیر کی بیٹی اپنے فرزند بایزید کے عقد میں لا کر اس طرح اس سے رشتہ اتحاد کو مستحکم بنایا۔

جنگ قوصوہ :- سلطان مراد کو ابھی مذکورہ بالا اندرونی اور بیرونی جھگڑوں سے فراغت نہیں نصیب ہوئی تھی کہ یکایک سن ۱۳۸۹ء مطابق ۱۳۸۹ء میں سربوں کے حکمران شاہ لازار نے افلاق کے بادشاہوں، ڈنمارک کے امیروں، اور بلغاریا اور ہنگری کے تاجداروں کو اپنے ساتھ گانٹھک عثمانی سلطان سے معرکہ آرا ہونے پر کمر باندھی اور پوپ اور بانوس پنجم سے درخواست کی کہ وہ باقی ماندہ یورپ کے عیسائیوں کو بھی انکی امداد پر آمادہ بنائے۔ غرض کہ اس طبع ایک عظیم الشان جمعیت کے ساتھ عیسائی حکومتوں کی ٹڈی دل فوجیں ۱۳۸۹ء مطابق ۱۳۸۹ء میں میدان قوصوہ (Cusova) میں عثمانی سپاہ کا مقابلہ کرنے کے لئے فراہم ہو گئیں اور یہاں دونوں فریقوں میں وہ عظیم الشان تاریخی جنگ ہوئی جس کا نام دنیا کے بڑے معرکوں کی فہرست میں داخل ہوا۔ اس میں یورپ کی متحدہ سپاہ نے شکست فاش کھائی، لازار اور بہت سے یورپ کے نامی سردار اور امرا معرکہ کا زاریں قتل ہوئے۔ اور بیشمار مال غنیمت اور جنگی قیدی ترکوں کے ہاتھ لگو۔ نیز اسی کشت کے ساتھ



سر لویا کی خود مختاری کا بھی اسی طرح خاتمہ ہو گیا جس طرح اس سے پہلے بلغاریا۔ رومینیا اور ایشیائے کوچک کی آزاد حکومتوں کا وجود منسوخ ہوا تھا۔ اس عظیم الشان فتح کے بعد سلطان مراد نے اپنے ارکان سلطنت کے میدان جنگ میں کشتوں کا حال دیکھتا پھر ہاتھ کہ یکایک مقتولین اور مجروحین کے زمرہ سے ایک بلغاری شخص نے انگلیں عاجزی کے ساتھ سلطان کے ہاتھ چومنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ مگر نزدیک آتے ہی اس نے چشم زدن میں اپنے منبر کو سلطان کے پہلو میں پھونک دیا۔ جسکے صدمہ سے یہ عالی حوصلہ سلطان فوراً شہید ہو گیا۔ قاتل ملعون اپنا کام کر چکا تھا گو وہ سلطان کے ساتھی سرداروں کی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔

سلطان مراد اول ہی کے عہد میں دولت علیہ نے سرخ رنگ کا نشان حکومت اختیار کیا۔ جسکی وجہ یہ ہوئی تھی کہ لالہ شاہین متوفی کی جگہ پر تیمور لاش پاشا کا تقرر ہوا تو اس نے ترکی سواروں کی ایک باقاعدہ اور اعلیٰ درجہ کی فوج مرتب کر کے

ملکہ سردیا ایک یورپ کی سلطنت ہے جو نہایت سرسبز و سرسبز حاصل زمین رکھتی ہے۔ اسکا رقبہ (۲۵۵۸۲) گیلومیٹر آبادی (۱۹۰۲۱۹) آدمیوں کی قومی جمیں عقالیہ یہودی مسلمان، اور یونانی وغیرہ ہر مذہب جنس کے لوگ ہیں۔ یہاں کی تجارت و زراعت بہت بڑھی ہوئی ہے سلطان مراد اول نے اسے فتح کر کے عثمانی قلمرو میں شامل کر لیا تھا مگر اس کے بعد سے ہنگری اور عثمانی حکومتوں کی آپس میں اسکی بابت جھگڑا ہوتی رہی۔ اور اب آخری جنگ دوم و روس کے بعد سے یہ سلطنت ترکی ہاتھی سے آزاد کر دی گئی ہو۔ بلغاریا حکومت عثمانیہ کی ماتحت حکومت تھی۔ مگر اب ظاہر یہ بھی آزاد ہو گئی ہے (گو اب تک خراج ادا کرتی ہو) اور اس کے منہ چڑھنے پر آمادہ ہوتی ہے۔ اسکا رقبہ (۳۹۰۰۰) میل مربع اور آبادی (۲۵۰۰۰۰۰) آدمیوں کی ہے جو بلغاری، آرمینک، یہودی، آرمینی، آلتائی، روسی، چرکس، ارناؤٹ، بلشاق، افلاق، اور تھوڑے سے یوین لوگوں سے مشغول ہے۔ اس ملک میں کئی ایک بڑے دریا بہتے ہیں جو اسکی سرسبز بناتے ہیں۔ کوہستان بلغاریہ اس ملک میں متعدد سرسبز وادیاں بنادی ہیں جنہیں انگور کی پیداوار خوب ہوتی ہے۔ مشرق میں جنگ قوموں کے بعد سلطان مراد اول نے یہ ملک فتح کیا تھا اور اس وقت سے باوجود کئی مرتبہ سربانیاں کرنے کے اس پر ترکی تسلط قائم رہا۔ دو بار اپنے یہاں ایک شہزادہ حکمران مقرر کر دیا ہے۔ اور بلغاری روز بروز ترقی کر رہی ہیں۔

ان کا نام سپاہی رکھا اسی لئے سرخ رنگ کا نشان فرج پہنچ گیا نیز اسی سلطان نے اپنے باپ سلطان اورخان کا مقرر کیا ہوا قانون جاگیرات درست اور تمیم کیا اس نے جاگیرداروں کو صرف وصول لگان کا اختیار دیا اور نہ اراضی کی کاشت اور ملکیت انہی لوگوں کے لئے مخصوص رہی جو اسے کاشت کرتے تھے خواہ وہ مسلمان تھے یا عیسائی بس یہ لوگ جاگیرداروں کو زمین کا لگان ادا کیا کرتے تھے اور جو فوجیں جاگیرداروں کے ماتحت رہتی تھیں ان کو بوقت جنگ میدان میں حاضر ہونا لازم تھا۔ بیس ہزار قرش سالانہ سے کم آمدنی والی جاگیر تیار کے نام سے موسوم کی گئی اور اس سے زائد زعامت کہلائی۔ جاگیر دہی وراثت اولاد زینہ تک قائم رہتی تھی ورنہ حکومت ان کو واپس لے لیتی اور کسی ایسے دوسرے سپہ سالار کو عطا کر دیتی جو اس جاگیر کے لینے کی شرطیں پوری کر سکو۔ اور چونکہ عثمانی قلمرو کی وسعت کے ساتھ ہی ساتھ تیار کی قسم کی جاگیریں بھی بڑھتی جاتی تھیں۔ اسی لئے فوج سپاہی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا گیا اور آخر کار اس سے ایک نئی اور بہاری فوج مرتب ہو گئی۔

۱۲۰۲ھ

اس سلطان کے عہد میں جو حوادث ہوئے تھے منجملہ ان کے ایک اہم واقعہ اس کے فرزند صا دوجی بک کی بغاوت کا تھا جس کی علت یہ ہوئی کہ جن دنوں سلطان مراد مملکت رومیلیا کے اطراف میں فتوحات حاصل کر رہا تھا تو اس نے مالک محروسہ کا انتقام اپنے تین بیٹوں کے مابین اس طرح تقسیم کر دیا تھا، بڑے بیٹے بایزید کو ولایات کرمان شاہ پر اور منجملہ فرزند یعقوب چلی کو قزوین کے اطراف پر گورنر بنا دیا تھا اور سب سے چھوٹے بیٹے صا دوجی بک کو اپنا نائب بنا کر شہر بروصہ میں چھوڑا تھا جو اندرون قسطنطنیہ پالیوگس، قیصر روم کے بیٹے سے ملکر آمادہ بغاوت ہو گیا۔ اندرون قسطنطنیہ اپنے چھپنے سے یوں بگڑا تھا کہ پالیوگس مذکور نے اپنی اولاد اکبر ہوتے ہوئے اسے ولیعہد نہیں بنایا اور چھوٹے فرزند کو منصب ولیعہد دیا تھا، قاعدہ کی بات ہے کہ شہزادوں کی بھڑکت میں بعض نکمرام اور انقلاب پسند ارکان دولت بھی ساتھ دیتے ہیں اس لئے قیصر کو سخت وقت پیش آیا۔ مگر سلطان نے انتظامی کل کو درست رکھ کر خیال محبت پوری پر غالب

رکھا اور اپنے بیٹے کو شکست دیکر اُسے گرفتار کر لیا جسکے ساتھ ہی رومی شہزادہ اور اُسکے بہت سے امیر بھی اسیر ہوئے تھے پھر سب کو معقل سزائیں دیں اور رومی شہزادہ کو قیصر کے پاس بھیج کر تحریک کی کہ اُسے نہایت سخت سزا دی جائے۔ چنانچہ قیصر نے اپنے باغی بیٹے کو اندھا کر دیا۔

سلطان مراد اول بڑا عالی حوصلہ اور شجاع تاجدار تھا، اُسنے اپنی کوششوں سے عثمانی قلمرو کی سرحدیں یورپ میں دریائے الطائنه اور حدود ہونینیا تک بڑھائی تھیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اُسنے مشرق میں بلاد حمید کے فرمانروا سے بلواج، یکی شہر، آق شہر قرہ آغاچ، اور، سیدی شہر نامی پانچ قلعے نقد قیمت پر خرید لئے تھے موجودہ عثمانی نشان سپاہ اسی سلطان کی اختراع سے ہے۔ اور اسی سلطان نے دارالسلطنت کے قاضی کو میدان جنگ میں فوجوں کے ساتھ لیجاتے ہوئے وہاں دوسرا قاضی مقرر کر نیکادستور کا لاکھا تاکہ مقدمات کے فیصلہ میں وقت نہ واقع ہو۔ اور اسکے عہد میں علوم و فنون کی خوب ترقی ہوئی۔ خاص کر فوجی صیغہ میں اسنے نئی جان ڈال دی تھی اور چونکہ ازبک اور برصغہ کے محاصروں میں ترکوں نے نہایت جدوجہد کی تھی اسلئے وہ کئی قسم کے ضروری استحکامات قلعے بندی بھی ایجاد کرنے میں کامیاب ہوئے اور قوصوہ کے میدان میں ترکوں نے توپوں کا بھی استعمال کیا تھا۔

(۴) سلطان یلدرم بائزید اول ابن سلطان مراد اول

(۷۹۱) ————— (۵۸۰۵ھ)

سلطان بائزید میدان جنگ قوصوہ میں باپ کے شہید ہونے کے بعد تیس سال کی عمر میں تخت نشین کیا گیا۔ چونکہ یہ بہت ہی دلیر اور بہادر تھا اسواسلئے اسکا لقب یلدرم یعنی ”بھلی“ قرار پایا، میدان مذکور سے باپ کی لاش شہر برصغہ میں لاکر دفن کر دی اور اپنے سپہ سالار تیمور گاش پاشا کو مملکت سرویا کی سرحدوں پر فوج کشی کا حکم دیا۔ جس



THE  
LIBRARY OF THE  
MUSEUM OF NATURAL HISTORY  
AND  
ZOOLOGY  
OF THE  
SMITHSONIAN INSTITUTION  
WASHINGTON, D. C.



ٹھوڑے ہی عرصہ میں قزو طوقہ اور اس کے قرب و جوار کے مقامات پر قبضہ کر کے استیفاء شاہ سردیا کو دولت عثمانیہ کا مطیع و باجگزار بنالیا، اور استیفاء کے حسب درخواست اسکی بہن شہزادی طیحہ سے سلطان نے نکاح بھی کر لیا، تیمور طاش پاشا نے اسی حملہ کے سلسلہ میں بوسنیا کا صوبہ بھی فتح کر کے عثمانی قلمرو سے ملا دیا۔ سپہ سالار فیروز بک نے افلاق کے ملک پر چھاپے مار کے وہاں سے بیشمار مال غنیمت حاصل کیا ۛ

۹۲۲ء میں سلطان بایزید نے بنفس نفیس ایشیا کا وہ مضبوط اور واحد مقام فیلاڈلفیا فتح کیا جو رومی سلطنت کا آخری ایشیائی مقبوضہ تھا، اسکے بعد آئین کی ولایت پر بذریعہ صلح قبضہ کیا اور اسکا انتظام امیر ارطغرل کے سپرد کیا گیا۔ سنجق صاروخان کو فتح کر کے امیر سلیمان کی جاگیر قریہ سی کے ساتھ ملحق بنایا، آمد شہر، اور آق سراے کے علاقوں کو زیر تسلط لانے کے بعد انکو عثمانی قلمرو کا جزو بنالیا، اور جو وقت اناٹولیا کے علاقوں میں سے تمام خود مختار صوبوں کو ایک ایک کر کے فتح کر چکا تو پھر ایک عظیم الشان سپاہ جلو میں لیکر رومیلیا کے رہے رہے آ زاد علاقوں پر فوج کشی کر دی اور شہر سلاونیک کو جو عثمانی قبضہ سے نکل گیا تھا دوبارہ فتح کیا۔ اسی اثنا میں۔ ہندقیہ، فرانس، اور جینیوا کے عیسائی حکمرانوں نے متفقہ قوت سے عثمانی حکمت پر حملہ آور ہوئے کی تیاریاں کر لی تھیں اور اسپین کی حکومت بھی انکی شریک تھی۔ عثمانی فوجوں نے مقام سلاونیک کے میدان میں اس اہل یوہنہا کی متحدہ سپاہ کو ۹۲۷ء میں شکست فاش دی۔ اور اسی کے ساتھ قلعہ کی شہر پر قبضہ کر لیا۔ سلطان یلدرم ابھی بروصہ میں واپس آ کر آرام بھی نہیں لینے پایا تھا کہ اُسے شہنشاہ روم کی فرانس، ہنگری، اور سردیا کے حکمرانوں کے ساتھ سازش اور عثمانیوں پر فوج کشی کا غم معلوم ہوا چنانچہ یلدرم نے فوراً اس حملہ کو رد کرنے کا سامان ہیا کر لیا اور بحیرہ مارتوراکو عبور کر کے ایڈریا نوپل میں آ پہنچا۔ زماں بعد وہاں سے کوچ کر کے مشہر قسطنطنیہ کو محاصرہ میں لیلیا، دوران محاصرہ میں معلوم ہوا کہ شاہ ہنگری نے صوفیا، وینا اور نیکوپولی پر فوج کشی کر دی ہے اسلئے سلطان کو قسطنطنیہ کا محاصرہ توڑ کر اسکی سرکوبی کے لئے جانا ضروری ہو گیا۔ اور اس متحدہ فوج کو بُری طرح شکست فاش دی، ہنگری کے بادشاہ

نے دیباے القوز میں ایک کشتی پر سوار ہو کر جان بچانے کے لئے راہ فرار اختیار کیا  
ترکیوں نے بہت سال غنیمت اور بکثرت جنگی قیدی گرفتار کئے اور متحدہ عیسائی سپاہ  
اسے رگشتے میدان جنگ میں پھوڑ کر فرار ہو گئی \*

سنہ ۹۹۰ء میں سلطان بایزید یلدرم نے ایک پانچ سو سالہ تحمین بک کو قسطنطنیہ  
کے اطراف پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا اور پاشاے مذکور قلعہ شبلہ پر قابض ہو کر  
سبقت کو چڑھائی کے اندر دے علاقہ میں بڑھتا ہوا آنا سے مجبور ہو کر پہنچ گیا جہاں اُس نے  
مشہور قلعہ اناضول حصار تعمیر کیا۔ شاہنشاہ روم نے دیکھا کہ ترک سپاہ اس کے دروازہ  
پر آگئی ہے لیکن وہ کسی طرح اس سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ خود اسیں اتنی قوت نہیں کہ  
تنہا لڑ سکے اور یورپ کا کوئی دوسرا حکمران اُسکی اعانت کے لئے نہیں آتا۔ لہذا اُس نے  
مجبوراً سلطان بایزید کے دربار میں بہت سے نادر تحائف ارسال کر کے خراج دینا منظور  
کر لیا۔ بلکہ ایک سال کا پیشگی خراج نذر بھی کر دیا۔ سلطان نے اُسکی درخواست اس شرط  
پر منظور کر لی کہ قسطنطنیہ کے شہر میں مسلمانوں کو سکونت کی اجازت دی جائے اور وہاں  
اپنی مسجد بنا سکیں اپنا قاضی مقرر کر سکیں اور ان کے فرائض مذہبی کے ادا کرنے میں مطلقاً  
کسی طرح کی روک ٹوک نہ کی جائے۔ اور یہ عہد نامہ علی پاشا صدر اعظم کے ہاتھوں سے  
مکمل ہوا تھا \*

سنہ ۱۰۰۰ء میں امیر بخارا نے عثمانی ترکوں کے عروج و فتوحات کا حال سُنا کر انہماک  
مسترت کیلئے سلطان بایزید کے پاس مبارکباد بھیجی اور ایک مصحف تلواری بطور ہدیہ دستا  
ارسال کی۔ اُن دنوں ایک قاعدہ یہ بھی جاری تھا کہ جب سلطان کوئی فتوح حاصل کرتا تو  
وہ دوسرے مسلمان حکمرانوں کو اس کی خوشخبری ارسال کیا کرتا، اور عباسی خلیفہ  
متوکل بن معتضد نے سلطان بایزید یلدرم کو سلطان اقالیم روم کا لقب بھی عطا کیا  
تھا۔ سلطان بایزید یلدرم نے بلغاریا، مقدونیا، جزیرہ نما سہ مورہ، اور شہر ایجنہ  
وغیرہ کے اطراف پر حملے کئے یہاں بھی متعدد نمایاں فتوح حاصل کر لیں پھر وہ دوبارہ  
قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کر ہی رہا تھا کہ تیمور لنگ مشہور غفل فاتح حکومت

عثمانیہ پر حملہ آور ہوا اور سلطان بایزید یلدریم اس سے مقابلہ کرنے کو بڑا - شہر انقرہ کے نزدیک دونوں لشکر صف آرا ہوئے اور جنگ چھڑ گئی تو آندین، منتشا، اور صاروغاں کی فوجیں بوجہ اسکے کہ انکے اصلی امرا تیمور کے ساتھ تھے عثمانیوں کی طرف سے ٹوٹ کر تیسری لشکر میں جا لیں اور اس غیر متوقع تزلزل سے بقیہ عثمانی سپاہ کا دل چھوٹ سا گیا۔ صرف بی بی چرخا سپاہ سلطان کے ساتھ تھی یہی لیکن تیمور کا لہ بھار نہ ہو چکا تھا۔ آخر عثمانی سلطان کو بہت سخت شکست اٹھانی پڑی اور سلطان بایزید اپنے فرزند کے گرفتار ہو گیا۔ موزین کا اسبارہ میں اختلاف ہے کہ تیمور نے سلطان کے ساتھ کیا کیا۔ اگر مستقر روایت اور قیاسی روایت کو ملا جائے کہ وہ سلطان کے ساتھ تمام پیش آچکا تھا لیکن سلطان بایزید اپنی ناکامی کے سہارے کوشش میں مبتلا ہو کر شہر میں دنیا سے چل بسا۔ تیمور نے امیر متقی چپچی، بایزید کے فرزند کو اجازت دی کہ وہ اپنے باپ کی لاش شام نہ ترک کرے اور عثمانیوں کے ساتھ سلطان بایزید کے قبر میں دفن کرے۔ اور اسی امر سے اس کا دل ہل گیا کہ تیمور نے اس سلطان کے ساتھ بد سلوکی نہیں کی۔ بایزید یلدریم کے ساتھ بیٹے حسب ذیل تھے۔ ارطغرل، موسیٰ چلبی، سلیمان، عینے، محمد، مصطفیٰ، اور قاسم، یہ سلطان دنیا کے چیدہ تاجداروں میں شمار ہوتا تھا، دلیری، بہت، بلندی حوصلہ، اور عدل و داد میں فرد تھا، اسکے عہد میں ہر طرف امن و امان رہا اور مسافر بے خوف و خطر ملک کے ہر گوشہ میں سونا چاندی اچھا تو سفر کرتے رہتے تھے۔ اسنے اپنے زمانہ میں بہت سے نئے مقامات بھی فتح کیے۔

تیمور کا بیوی دلا دہ تھا۔



# پانچویں فصل

تیمور لنگ کی حملہ آوری کے وقت سے فتح  
قسطنطنیہ تک کے حالات

(۸۰۵ ————— ۸۵۶ھ)

## سلطنت کا فاصلہ

(۸۰۵ ————— ۸۱۶ھ)

جنگ انقرہ کے بعد حکومت عثمانیہ کے واقعات

(۸۰۵ ————— ۸۱۶ھ)

تیمور لنگ نے سلطنت عثمانیہ پر قبضہ کرنے کے بعد کچھ ایسی تدبیریں کیں جن سے اس سلطنت کا عروج بالکل مٹ جائے اور پھر اسکو سر اٹھانے کا موقع نہ ملے۔ تیمور نے اسی غرض سے اناطولیہ کے سابق امیروں کو جو عثمانی حکومت کے ماتحت تھے استقلال اور آزادی کا خیال دلایا۔ اسکے سوا سلطان بایزید کے بیٹوں میں تخت نشینی کی بابت باہم جھگڑی۔ ہر ایک شہزادہ سلطنت کا خواہاں تھا اور انکے آپس میں ایک دوسرے سے لڑنے پر تیاریاں ہو رہی تھیں، ارکان سلطنت اور امراء ملک میں سے تہوڑی تہوڑی لوگ سب شہزادوں کے ساتھ مل گئے تھے۔ شہزادہ سلیمان نے بروصہ پہنچ کر خزانہ پر قابو کر لیا اور وہاں سے ایڈمریا نوبل آ کر تخت پر جلوہ س فرمایا۔ لیکن سلطنت کی حالت بچہ بہتر نہ تھی۔ فوج اس کے ساتھ تھی مگر ایک طرف بہائیوں کی سرکشی اور دوسری طرف

صوبہ اناطولیا میں بد امنی کی اشاعت - ان باتوں نے اُسے پریشان کر رکھا تھا۔ شہزادہ موسیٰ مغل تاجدار کے یہاں قید تھا۔ شہزادہ عیسیٰ بروقتہ میں روپوش تھا مگر کچھ دنوں بعد وزیر تیمور شاہ کی امداد سے سلطنت کا مدعی بنا۔ شہزادہ محمد اماسیا کی طرف کل گیا۔ اور وہاں موقع پا کر قوت حاصل کر لی، اُسے مغل سپاہ کو کئی مرتبہ زک بھی دی اور اپنے آماجی ممالک کے بعض حصے اُن سے واپس لے لیے۔

شہزادہ سلیمان کو مجبوراً قیصر روم سے مدد مانگنی پڑی اور اُس نے قسطنطنیہ کے بہت سے مفتوحہ مقامات واپس کر دینے کا وعدہ کیا۔ رومی شہنشاہ نے اُسی فرج و خزانہ سے مدد دی اور اپنی ایک رشتہ دار قزلباش کی بیٹی اُس سے بیاہ دی۔ شہزادہ موسیٰ چلبی نے اپنے بھائی سلطان محمد کی کامیابیوں کی خبر پائی اور اُسے معلوم ہوا کہ وہ اناطولیہ میں تاتاریوں کے ساتھ جنگ کر رہا ہے تو موسیٰ نے یہ موقع غنیمت جانا اور بروصہ میں اپنی تخت نشینی کا اعلان کر دیا۔ خرابی یہ تھی کہ سلطان بایزید مرحوم کے بیٹے تیمور لنگ سے مدد چاہتے تھے۔ اور وہ انکو آپس میں کٹ مرنے کی ترغیب دیا کرتا تھا۔

تاکہ یہ گھرانہ بالکل برباد ہو جائے۔ چنانچہ انہی کشمکشوں میں بہت سے ایشیائے کوچک کے امیر شہنشاہ سلطنتوں سے جدا ہو کر تیور کی ماتحتی میں آ گئے۔ اور ایشیائے کوچک پر بالکل تسلط و رنگ کا یہی تسلط قائم کیا۔ تیور کو ملک گیر کاموں کے ہونے سے اسی قدر فخر تھا جتنی کہ اس کے اپنے ملک کے کاموں کے ہونے کا۔ اور وہ اس کی تمام طاقتوں کو اپنے ملک کے کاموں کے لیے صرف کرتا تھا۔ اور اس کی تمام طاقتوں کو اپنے ملک کے کاموں کے لیے صرف کرتا تھا۔ اور اس کی تمام طاقتوں کو اپنے ملک کے کاموں کے لیے صرف کرتا تھا۔

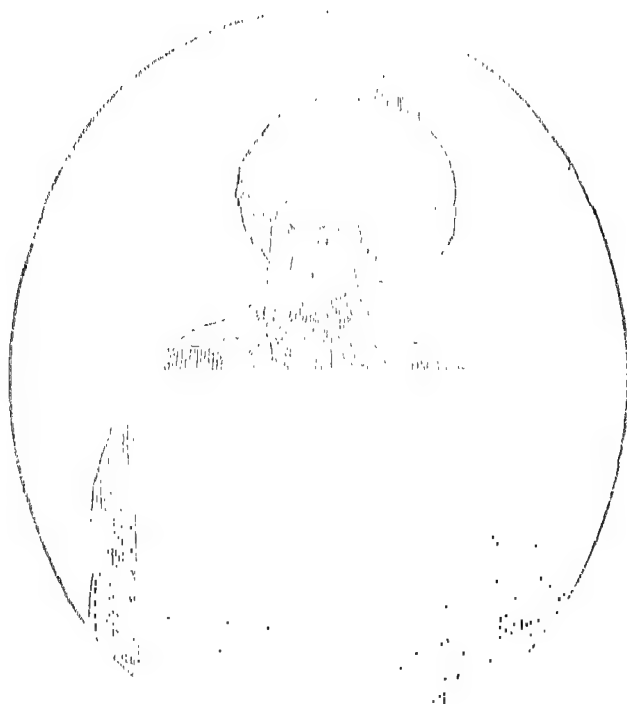
نتیجہ لڑائی اس قدر نکلتا ہے کہ ان کے ہاتھوں میں ایک ایک شہر ہوتا ہے اور ان کے پاس ایک ایک  
 کتبہ صوفی رہی۔ شہزادہ محمد نے اپنے بھائی شہزادہ عیسیٰ کو کسی لڑائی میں اس کے بعد گرفتار  
 کر کے قتل کر دیا۔ اور بلا شرکت ادا۔ یہ تمام انیشیا بھی ملک سے ہر قابض ہو گیا۔ تو اس نے  
 اپنے دو سربراہوں کو شہزادہ موقوف کر کے ان کے حکم سے وہیں لینا چاہا کہ یہ تیرہ لوگ  
 اس شہزادہ کو حکم کر میں کہ پھر و کر گیا تھا، اور اسے وہاں سے رخصتی دلا کر ایک شاہی

فرج کے ساتھ مالک یورپ میں شہزادہ سلیمان کے مقابلہ پر روانہ کیا جو یورپین ترکی کا مستقل سلطان بن بیٹھا تھا۔ موسیٰ کو سلیمان کے مقابلہ میں ناکامی رہی اور وہ شکست کھاکر ایشیا میں ہلٹ آیا۔ یہاں سے دوبارہ لگی اور تازہ فوجیں لیکر پھر حملہ آور ہوا۔ سلیمان اور موسیٰ دونوں سے اس مرتبہ شہر ایڈریا نوپل کے میدان میں مقابلہ ہوا اور ۱۱۳۳ء میں سلیمان لڑتا ہوا مارا گیا، اسکے بعد موسیٰ نے حکمت سرودیا پر حملہ کر دیا کیونکہ وہاں کے بادشاہ نے اُسے کچھ وق کیا تھا مگر اس فتحیابی نے شہزادہ موسیٰ کے دماغ میں ہوس سلطنت بھردی، وہ اپنے بھائی محمد سے بھی برگشتہ ہو کر یورپین ترکی میں ہنگریا اور بلور خود شہر قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا۔ رومی شہنشاہ نے امیر موسیٰ کی دراز دستیاں دیکھ کر سلطان محمد سے امداد مانگی اور وہ بہت جلد قسطنطنیہ کے نزدیک آگیا۔ سلطان محمد نے شہزادہ موسیٰ کو لڑائی کے بعد شکست دی اور پھر یورپ کے کوئی ایک بادشاہوں سے ساز کر کے موسیٰ کے پھنسانے کے لئے ایسے ایسے جال بچھائے کہ آخر اُسے پھانسلے ۱۱۷۳ء میں قتل کر دیا۔ اور اب سلطان محمد بلا منازعت احمد سے سلطنت عثمانیہ کا سلطان رہ چکیا۔

## (۵) سلطان محمد اول ملقب بہ چلبی ابن یزید اول

(۸۱۶) ————— (۸۸۲ھ)

یہاں یوں کے چنگیزوں سے چھوٹ کر جس وقت سلطان محمد اول تخت سلطنت عثمانیہ پر جلوہ افروز ہوا تو تمام شاہان یورپ و ایشیا کے ایچی مبارکباد عرض کرنے کیلئے اُسکے دربار میں آئے، اور سلطان نے ان کو رستے سلطنت کے بگڑے ہوئے پڑوں کو درست کی، انتظامات ضروری کی (اصلاح اور قیام امن کی تدابیر) مگر باندھی۔ اور ہنگری کے کاموں سے اپنے غارتگی وقتوں سے محفوظ رہنا ضروری تھا اس لئے اس نے اپنے قریب و جوار کی یورپین حکومتوں سے (اس طرح معاہدہ صلح قائم کیا کہ امیر موسیٰ کے فتح کئے ہوئے مقامات آنکھوں پر دیر سے سلطان موجود کی خوش قسمتی سے یہ



Handwritten text in a cursive script, likely a signature or a title, positioned below the circular emblem.



تدبیر ایسی کار کر ہوئی کہ اب سلطنت عثمانیہ کو اپنی تنہائی کا خطرہ باقی نہ رہا اور اسپر لطف یہ تھا کہ سلطان محمد اول اعلیٰ درجہ کا عدل پسند، رحم دل، رعایا کا بہی خواہ، اور امن و امان کا شائق تھا خلوص نیت کا ہر کام میں عمدہ اثر ہوتا ہے اسلئے وہ بھی کامیاب ہوا اور سب سے پہلے سلطان مذکور نے بحری فوج کی ترتیب پر خیال رجوع کیا، امیر گلیپولی، اور بعض دوسرے ساحلی مقامات میں جہاز سازی کے کارخانے کھولائے، ایشیا نوپل کو دوبارہ دار السلطنت بنانے کا شرف عثمانی اور سلطنت کی مٹی ہوئی وفاق بہت جلد بحال کر لی۔

سال ۱۵۱۷ء تک سلطان محمد اول جنگ و جدل سے بالکل کنارہ کشی کئے رہا لیکن اس سال افلاق کے حاکم نے اسے فوج کشی پر مجبور بنا دیا اور وہ جزائر ترکی سپاہ کو لئے ہوئے دریائے الطوائف سے پار آترا، حاکم افلاق اپنی کثوت سے پشیمان ہو کر معذرت خواہ ہوا۔ اور سلطان نے اسے معافی دیکر اس کے ملک میں بحال رکھا۔ پھر دریائے مذکور کے اُس کنارہ پر جو ملکات افلاق میں واقع تھا۔ (یروکولی، ایساچی، او) کی سالنامی تین مستحکم قلعے تعمیر کر کے فوج ظفر موج کو ملک ہنگری پر بڑا دیا۔ کیونکہ سبھتموڈ شاہ ہنگری ملکات افلاق کے اندرونی معاملات میں نا جائز دخل دیا کرتا تھا۔ سلطان محمد اول نے ابھی ایک ہی قلعہ سورین نامی فتح کیا تھا کہ شاہ ہنگری کو اپنی کمزوری معلوم ہو گئی اور اس نے بیش بہا تحائف تین معزز سفیروں کے معرفت ارسال کر کے سلطان سے صلح کی درخواست کی جو منظور ہوئی اور سلطان تحریر معاہدہ کے بعد مظفر و منصور اور السلطنت میں واپس آ گیا۔ واپسی کے بعد اسے چند اندرونی بغاوتیں فرو کرنی پڑیں۔ کیونکہ بدر الدین نامی ایک مشہور عالم نے جو امیر موئے کے وقت میں قاضی کے عہدہ پر مامور تھا سوشل آؤم کے اصول پر بہت سے لوگوں کو اپنا طرفدار بنا کر چلی خاموشی قوت حاصل کر لی تھی اور چونکہ سیکارا و مفت خوروں کی عظیم الشان جماعت اس کے ساتھ ہوتی جاتی تھی اس لئے سلطان کو اس سے خطرہ پیدا ہوا اور دویر بائزید پاشا کی ماتحتی میں اسپر فوج کشی کی گئی۔ متعدد معرکوں کے بعد بائزید پاشا

نے بدرالدین کی جمیعت توڑ دی اور اُسے مقدونیا کی سرزمین سے گرفتار کر کے سلطان کے دربار میں بھجوریا جہاں وہ شہر میں علماء کے فتویٰ سے قتل کیا گیا، سلطان محمد اول کو اس آفت سے چھوٹ کر دم لینے کا موقع نہیں ملا تھا کہ اسکا بھائی شہزادہ مصطفیٰ جو انقرہ کے میدان میں شکست پانے کے بعد سے روپوش تھا دوبارہ کل پڑا اور دھویدا تخت بکر قرہ جنید امیر از میر کی سازش سے فوجی امداد بھی پا گیا۔ اور بہت سے نیکو نام فوجی افراد اور اُسے ملک جو اپنے قدح کی خیر مناتے اور انقلاب سلطنت کے متمنی رہتے ہیں۔ اُسکے ساتھ مل گئے۔ غرض کہ مصطفیٰ نے ممالک مقدونیا، ویتلی، وغیرہ پر لوٹ مار کے سلسلے جاری کر دیئے۔ مگر سلطانی فوجوں نے بہت جلد اُسکے مقابلہ پر آکر اُسے شکست دی، مصطفیٰ شہر سلاویک میں جا کر پناہ گزین ہوا جو بعض قیصر کی سلطنت کا جزو تھا اور سلطان محمد نے قیصر روم سے اُسکو طلب کیا تو وہ انکار کر گیا۔ لیکن اسکا نڈ اٹھایا کہ وہ مصطفیٰ کو نظر بند رکھینگا۔ اور سلطان محمد کی زندگی تک اُسے کسی فساد کے برپا کر نیکا موقع نہ دیگا۔ سلطان محمد نے بھی یہ بات مان لی اور اپنے بھائی کے لئی معقول پیشن مقرر کر کے اُسے سلاویک ہی میں رہنے دیا۔ تیورنگ کے بعد سلطنت عثمانیہ میں جس قدر اندرونی ہنگامے ہوئے یہ اُن کے پہلوں میں آخری شورش تھی۔ اس سے فراغت پا کر سلطان کو پھر ملک کی اصلاح و ترقی پر متوجہ ہونیکا موقع ملا۔ اور انہیں سنہ فوجی قوت کے استحکام کی بہت سی کارآمد تجویزیں مل گئیں۔ بہتیرہ پوری ممالک کی نظم و نسق نہیں کر چکا تھا کہ سلطنت میں یہ تمام شہر و پڑیاں فوجی اُسے وفادار پائی۔ سلطان محمد نے اپنے پیشہ مراد خان کو لاجپور سلطنت دیا دیا تھا جو اُسکے قریبی تھا۔ ہوا۔ سلطان محمد اولیٰ پڑا بڑا جوان و دلیر صاحب علم و پاکیزہ نفس تھا جس نے اور بہت پر مہربان اور منصف مزاج تھا، علوم و فنون کی اُنہی نے خوب ہر پستی فرمائی۔ اور یہ پہلا عثمانی سلطان تھا جس نے حرمین شریفین کے مصارف کیلئے سالانہ رقم مقرر کی۔ نام سے ارسال کرنی جاری فرمائی۔ اگرچہ مرشین نے اس اولیت کو سلطان سلیم خان اول سے ہی منسوب کیا ہے۔ مگر صحیح قول یہ ہے کہ جو ہم نے اس بیان کیا سلطان







(21101/11/11) 11/11/11  
11/11/11

محمد کے پانچ فرزند حسب ذیل تھے :- مراد، مصطفیٰ، احمد، یوسف، اور محمود۔

## (۶) سلطان مراد خان دوم ابن السلطان محمد اول

(۸۵۵ھ)

(۸۲۴ھ)

جب وقت سلطان مراد خان دوم نے اورنگ عثمانیہ پر جلوس فرمایا ہے اس وقت اُسکی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ امیر بخاری نے اسکو بھی ایک مریض تلوار ہدیہ ارسال کی تھی جسے اسنے شہر بروصہ میں جا کر زیب کر لیا۔ اس سلطان کو ملکی اصلاح پر سید توحید تھی اور اُس کے ساتھ فتوحات کا بھی شوق تھا۔ لیکن اندرونی خرابیوں کی درستی اُسے نئی لشکر کشیوں کا موقع نہیں دیتی تھی، اُسنے کوشش کر کے فرمانروائے کرمان اور شاہ ہنگری سے پانچ سال کے لئے التوائے جنگ کا معاہدہ کر لیا اور پھر بڑی سرگرمی کے ساتھ ملک کی اندرونی کمزوریاں دور کرنے پر متوجہ ہو گیا۔

سلطان مراد خان دوم اپنی مصالحتہ روش سے فائدہ اٹھانے میں مصروف ہی تھا کہ قسطنطنیہ کے رومی شہنشاہ نے اُسے ایک بالکل انوکھا پیام بھیجا۔ پیام یہ تھا کہ عثمانی سلطان اُس سے کبھی جنگ نہ کرے اور اس شرط کی پابندی کے لئے اپنے دو بھائی بطوریرغمال کے دربار قسطنطنیہ میں بھیج دے۔ ورنہ قیصر اُسکے چچا شہزادہ مصطفیٰ بن بایزید کو سائبانیک کی نظر بندی سے رہا کر دیگا۔ سلطان مراد دوم نے حاقول قیصر روم کی یہ شرط نامنظور کر دی اور قیصر نے شہزادہ مصطفیٰ کو نظر بندی سے رہا کر کے اُسے حسب ضرورت فوج و مالی امداد دیکر عثمانی قلعہ و چقلہ کرنے کیلئے روانہ کیا۔ قیصر نے اسکو کئی ایک جنگی جہاز بھیج دیں تھیں جنکی کمان ایک رومی امیر البحر دسمیز یوس لاسکایس کرتا تھا اور وہ شہزادہ مصطفیٰ کی فوجوں کو سامان رسد پہنچاتا تھا، اس جنگی بیڑہ نے شہر کلیپولی کا محاصرہ کر کے اُسے فتح کر لیا۔ لیکن قلعہ ہنوز فتح نہیں ہوا تھا کہ شہزادہ مصطفیٰ تھوڑی سی فوج اُسکے محاصرہ پر چھوڑ کر باقی سپاہ کے ساتھ شہر ایڈریانوپل سے پائے تخت کی طرف بڑھا۔ راستہ میں وزیر بایزید پاشا نے مصطفیٰ کی فوج کو لوٹ دیا

اور اپنی فوج کے ساتھ مقابلہ کے لئے آمادہ ہوا۔ شہزادہ مصطفیٰ نے یہاں ایک عجیب بھال چلی وہ یہ کہ اُس نے سلطانی فوجوں کو مخاطب بنا کر بلند آواز سے کہا کہ میں سلطنت کا حقیقی حقدار ہوں اور تم میں سے جو میری مدد کرے گا اُسے انعام و اکرام بہال کر دوں گا۔

مصطفیٰ کی برجستہ تقریر نے سلطانی سپاہ کے دل اُسکی طرف مائل کر دیئے اور وہ لوگ وزیر بایزید پاشا کو قتل کر کے کچھ شہزادہ مصطفیٰ کے ساتھ آئے اور تھوڑے بہت واپس چلے گئے۔

مصطفیٰ اپنی کامیابی پر نازاں اپنے بھتیجے سلطان مراد سے ٹڈبھیر کرنے کیلئے بڑا وہ سمجھتا تھا کہ قسمت میری یاد رہے لیکن اس دفعہ ترکی سپاہ نے اُسکی پیچھے و فریاد پر ذرا بھی توجہ نہیں کی اور ایک ہی صف شکن حملہ میں مصطفیٰ کی فوج نے بُری طرح ہزیمت اٹھائی۔ مصطفیٰ جان بچا کر بھاگا اور شہر کلیپولی میں پناہ گزین ہوا۔ لیکن وہاں سے گرفتار ہو کر سلطان مراد کے پاس لایا گیا جس نے اُسے پھانسی دلوادی۔ اس کے بعد مراد دوم نے قیصر روم کو ان تمام آفتوں کا بانی بانی قرار دیکر قسطنطنیہ پر فوج کشی کر دی اور دو لاکھ فوج سے اس شہر کا محاصرہ کیا۔ یہ چوتھا محاصرہ تھا جو سلاطین عثمانیہ نے قسطنطنیہ پر قائم کیا تھا۔ اور اسکی بنا ۵۲۰ء میں پڑی، لیکن شہر کی استحکم فصیلیں اُسکے اڑے آئیں۔ اور ترکی فوج کے حملوں کا کام رہے۔ سلطان مراد دوم کو زیادہ دیر تک محاصرہ قائم رکھنے کا موقع یوں نہیں ملا کہ اُسکے بھائی مصطفیٰ اچلی نے اندرون ملک میں بغاوت برپا کر رکھی تھی۔ اسلئے وہ اُسے مغلوب کر کے قتل کرنے کیلئے واپس گیا اور کامیاب ہوا، مصطفیٰ کو اس بغاوت میں ایشیاء کے بعض اُن امیروں نے مدد دی تھی جو سلطان تیمور کی وقت میں سلطنت عثمانیہ سے الگ کر دیئے گئے تھے اور اب اُنکی نامناسب حرکت سے سلطان مراد کو اُنپر دباؤ ڈالنے کا حق حاصل ہو گیا۔ اسلئے اُس نے دوبارہ اُن سپہوں کو مغلوب کر کے سلطنت عثمانیہ کا ماتحت بنایا۔ اور حسب موقع بعض لوگوں کو قتل بھی کر دیا۔ ادھر سے فرار ہوتے ہوئے تو سلطان مراد کی

درینہ آرزو توسیع قلمرو اور غیر ممالک پر فوج کشی کرنے کی پھر ابھری اور یہ ہے پہلے آئینے اپنے سخت ترین دشمن شاہ ہنگری پر فوج کشی کی جسکو شکست دیکر اس بات پر مجبور بنایا کہ وہ جدید معاہدہ صلح میں دریائے ڈینیوب کو ترکی اور ہنگری قلمرو کی طبعی حد حاصل قرار دے، اسی طرح شاہ سرویا کو باجگزار بنایا اور سالانہ (۱۰۰۰۰۰) ٹولہ خرچ اس پر مقرر کیا۔ اسی کے ساتھ یہ بھی شرط کی کہ بوقت جنگ ترکی سپاہ کو فوجی امداد بھی دیگا اور شاہ ہنگری سے کوئی دوستانہ تعلق نہ رکھگا۔ اور شہر آلابامبر صدارت رکوشینس کو جو ممالک سرویا کے وسط میں واقع تھا۔ ترکی محافظ فوج کی چھاؤنی بنانے کیلئے لیلیا، زان بعد شہر سلانیک کو فتح کر لیا۔ اور جب شاہشاہ عثمانی فرما کر انکو قسطنطنیہ فوت ہو گیا اور اسکے بعد اسکا بیٹا یوٹاکا پاپیو لوکس قیصر روم ہوا تو سلطان مراد اپنے اس سے یہ شرط پیش کی کہ ہر شہر قسطنطنیہ کے باقی تمام ملک سلطنت عثمانیہ کے حوالہ کر دے اور ایک مقررہ رقم سالانہ خرچ کی بھی دیتا رہے۔ چنانچہ اس طرح پر جملہ رومی مقامات جو بحر اسود اور سیکیا کے سوا حل ہو واقع تھے عثمانی قلمرو میں شامل ہو گئے +

سلانیک کی واپسی :- دسویں سلطان مراد نے اپنا تمام وہ مقامات واپس لے لئے تھے جو سلطان بائزید کے وقت میں عثمانی مقبوضات ہو کر بعد ازاں پھر ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ بلکہ انہر کچھ اور بھی اضافہ کر چکا۔ تو شہر سلانیک کو لینے کا قصد کیا۔ کیونکہ یہ بھی زمانہ سابق میں ترکی مقبوضات کا تھا۔ مگر جب اس نے اس شہر پر فوجیں ڈالنے کی واسطے فوج کشی کی تو یہ شہر ستونی قیصر روم کے ایک بیٹے نے اپنے ملک میں اس کے زیر حکومت تھا، سلانیک کے باشندوں نے اپنے آپ کو اس کے ترکوں کی وراثت کا دعویٰ نہ کیا یا تو انہوں نے مجبور ہو کر اس کے گھر میں یہ شہر بندوق و اسلحہ سے بند کر دیا۔ کیونکہ وہ لوگ بڑے جنگجو اور فنون حرب و شریعہ کے واقف تھے اور سلطان مراد کو یہ بات اور بھی ناگوار گذری۔ کہ اس کے دشمن بندوق و شریعہ سے اس شہر پر فوجیں ڈال رہے تھے اور وہ اسکی فتح کا دار و درہ بن گیا۔ اور اس نے اس شہر کو اپنے ملک میں لے لیا اور اسے

مناسب بیتاؤ کیلئے انکی حکومت میں کوئی دست اندازی نہیں کی اور انکے ساتھ منصفانہ برتاؤ کرتے رہے۔ لیکن بعد میں جو ستانا شروع کیا تو اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے اہل شہر گھر بار چھوڑ کر جمیع الجوار یونان کو بھاگ گئے، کاشن سلطان مراد کو جوشی کرنے سے کچھ دن اور رک جاتا تو بندوقیہ والے اس شہر میں ایک سو نو تانی شخصوں کو بھی باقی نہ رکھتے۔ اور صرف اپنی ہی برادری کے لوگ یہاں آباد کر دیتے۔ بہر حال سلطان مراد اہر کو بڑا تو اہل بندوقیہ نے اسکی دک ٹھام میں ہر طرح کو شمشین کیں۔ وہ

شاہنشاہ پوچھا قیصر روم سے فریادی ہوئے۔ قیصر مذکور نے سلطان سے کہلا بھیجا کہ شہر سلاونیک حیران ہو گیا ہے آپ تعلقات معاہدہ اسپر کیوں سلا کرتے ہیں۔ سلطان نے اسکو جواب دیا کہ اگر اسکی حکومت تمہارے بھائی اندرونیک کے ہاتھوں میں ہوتی تو میں ہرگز اس طرف رخ نہ کرتا۔ لیکن اہل بندوقیہ اسپر قابض رہیں یہ مجھ سے نہیں دیکھا جائیگا۔ قیصر کی چال نہیں چلی تو بندوقیہ والوں نے شہر کی قلع بندی کر کے رطے مرنے پر کمر بستہ ہو گئے۔ اور اپنا بیھار ہی بیڑہ آبنائے گلینپولی میں ٹھیرے ہوئے عثمانی بیڑہ کو جلا ڈینے کے لئے روانہ کیا۔ مگر وہاں مقابلہ ہونے پر بندوقیہ والوں کا بیڑہ ترکی بیڑہ کی آتشباری سے مغلوب ہو کر نوک دم بھاگ نکلا۔ اس بیڑہ کا کمانیر امیر الجوار اندراوس ہو گیا کہ بندوقیہ کا نامور بحری افسر تھا اور اسپر فتح پانے سے ترکی بیڑہ کا بہت کچھ رعب و اب بڑھ گیا۔ یہ پہلی بحری جنگ تھی جو ترکی بیڑہ کو پیش آئی اور اسکا نیک انجام آئندہ کیلئے اچھا ننگون ہو گیا۔ بندوقیہ والے ایسے دے کہ شہر کی حفاظت نہ کر سکے اور آخر کار شہر مطابق سلاونیک میں ترکوں نے اسپر بندوقیہ قبضہ کر لیا۔ سلاونیک کا عثمانی ترکوں کے قبضہ میں آنا تھا کہ رومی سلطنت کی بنیادیں لرز گئیں اور قسطنطنیہ کا اس جبر سے دن کا اضطراب کے ساتھ انتظار کرنے لگے جو کہ انہیں سلاونیک کی طرح اپنا شہر بھی عثمانی قلم کے زیر سایہ آتے نظر آئیگا۔ اور ترکوں نے شہر فتح کر کے اسے بہرہ آن اطراف میں اپنی سلطنت بڑھانی شروع کر دی۔ انہوں نے اس شہر کو (ایچیرہ) اور (ایچیرہ) وغیرہ مقامات پر مستقر کر کے جنگی دوران میں اس شہر کو کھربوں گولیاں مار دیں۔

ہوتی تھی اور گاہے ترک پسپا ہونے پر مجبور ہوتے تھے۔ لیکن ترکوں کیلئے مملکت الہانیا کا فتح کرنا لوہے کے چنے بن گیا۔ دلیہ الہانیا انگو اپنے ملک میں قدم نہیں بڑھانے دیتے تھے۔ آخر کار ترک لوگ اودھ سے غاپوس ہو کر خاموش بیٹھ گئے اور موقع کا انتظار کرنے لگے۔ \*

ان فتوحات کے بعد سلطان مراد خود اندرونی انتظامات کی درستیوں میں مصروف ہو گیا۔ اور اُسکے سپہ سالار قطی بک، عینتے بک، استحق بک، اور عثمان چلبی وغیرہ ممالک متحدہ دنیا، بختی، کے اطراف میں نئی فتوحیں حاصل کرتے رہے۔ اور رومیلیا کے بک بکستان پاشانے خاکناے کورنتہ کے اطراف میں جب قدر مقامات تھے ان پر تسلط کرنے کے بعد دہلی کی اراضی پر حملہ کیا۔ اور وہاں سے ہنگری کے ملک پر فوج کشی کر دی۔ ہنگری میں سنان پاشانے خوب فتوحات حاصل کیں۔ اور بے شمار مال غنیمت وہاں سے حاصل کیا۔ اس چڑھائی کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ شاہ ہنگری نے قرمان سرا کے بیٹے ابراہیم بک سے سازش کر کے عثمانی حکومت کو خلاف علم و اپناوت بلند کیا تھا اور اُسکے قلمرو کے بعض مقامات پر چھا بامار کر رہے تھے۔ اس میں ملک کا امن و امان کھو دیا تھا۔ چنانچہ اسی سبب سے سلطان مراد دوم نے شہر قونیہ پر حملہ کر کے اُسے ابراہیم بک سے لے کر قونیہ کے قلعوں سے بھین لیا مگر جب اُنہوں نے معافی طلب کی اور اپنے گناہوں کو پکھٹا یا تو سلطان مراد دوم نے اس سے اطاعت کا اقرار لیکر پھر اسی عہدہ پر بحال بھی فرما دیا۔

## جنگ سرخویا اور ہنگری اور وارتہ کی مشہور جنگ

سلطان مراد دوم نے ابراہیم بک کی سرکوبی سے فراغت پائی تو اسے

سرخویا کی جنگ کی کا ملک آسٹریا کے ماتحت ہے۔ اس کے شمال میں کیرستان کرباٹ مشرق میں ٹرانسیلوانیا وغیرہ ہیں۔ اس کے جنوب میں صربیا، ہنگری اور مغرب میں ملکات آسٹریا۔ اس کی حدود مغرب میں۔ عقبہ (۱۲۶۵۹) کیلئے یہ طویل اور مردم شمارہ (۱۲۶۵۰) آدمیوں کی ہے جنہوں نے تقریباً نصف

مذہب و مروت محسوس ہوتی کہ اس فتنہ کے بانی بیانی شاہ ہنگری اور جارج براکوف ولس امیر  
سرویہ کی بھی گونہالی کیمائے جینوں نے عثمانی ترکوں کو ضرب پہنچانے کے لئے اس قدر  
زبردست سازش کی تھی۔ عثمانی فوج نے دریائے الطوائف سے عبور کر کے ہنگری اور  
سربیہ کے ممالک پر حملہ کیا اور ہنگری کے دو صوبے ملشوار اور ہرائشاد نامی فتح  
کر لئے۔ اسی طرح سرویہ کے دارالسلطنت شہر سمندرہ پر قابض ہو کر شہر بلگرید کا  
محاصرہ شروع کر دیا۔ لیکن یہ شہر استحکام کی وجہ سے فتح نہ ہو سکا تھا کہ اسی اثنا  
میں شاہ سرویہ نے سلطان سے صلح کی سلسلہ جنیانی کی۔ اور اپنی بیٹی اس کے  
عقد نکاح میں دینے پر تیار ہو گیا۔ سلطان مراد نے صلح منظور کر لی۔ لیکن شاہ سرویہ  
کی فتنہ جو طبیعت تھی اس میں سے کب بیٹھنے دیتی تھی آخر وہ پھر شرارت پر آمادہ ہوا

(۱) **اقتیہ جانشین صفیہ گزشتہ** خاص ہنگری کے رہنے والے ہیں اور باقی مختلف جنسوں

کے لوگ ہیں۔ ہنگری کا ملک دریائے ڈیوب اور آئیں پر گرنے والی ندیاں سیراب کرتی ہیں۔

وسط ملک میں علیہ الشان جوارین کا تختہ قابل ترہعت پایا جاتا ہے اور جنگوں اور پہاڑوں کی

سرسبزی بہت اعلیٰ درجہ کی ہے یہاں کی پیداوار غلہ اور انگور، اعلیٰ درجہ کا تباکو اور سبزیان

ترکاتریاں ہیں۔ اس ملک میں گھوڑے بہت اچھے ہوتے ہیں اور معدنیات کی پیدائش بکثرت ہے۔

قیمتی پتھروں، صوفے، چاندی، اور دیگر داتوں کی پیداوار بافراط معدنی چشموں کی بھی کثرت ہے جنکا

بانی مرینوں کے خلیفہ اور استحال میں کام آتا ہے اور ملک کے اکثر شہر مختلف چیزوں کی ساخت کو

کارخانوں سے معمور ہیں، اگرچہ یہ ملک آسٹریا کا تختہ ہے لیکن اسکے ضوابط حکمرانی اور قوانین اس

سے بالکل الگ ہیں۔ سلطان اس کے بعد سے ترکوں نے اس ملک کو متعدد دلائلوں کے ذریعہ کمزور بنا کر

آخر اسے اپنا تخت بنالیا تھا لیکن ملک کے استقلال اور وضع حکومت میں کوئی بغاوت نہیں آیا۔ یہ ملک

کرنیہ میں شاہ میکس نے فرما کر اسے آسٹریا نے اسکو اپنا مقبوضہ ملک بنالیا اور اب اس ملک

اسٹریا کی ماتمی میں چلا آتا ہے۔ ہنگری کے باشندے گھبراہٹ میں کھلتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی اصل ترکوں

کی طرح وسط ایشیا کے ایک ایسے غامد بدوش قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں جیسے کہ ترک قبیلہ اور اب بخلاف

بقان کے دیگر اقوام کے ترکوں سے محبت رکھتے ہیں۔ (مترجم)

اور شاہ ہنگری کے یہاں بھاگ گیا، سلطان نے یہ حالت دیکھ کر دوبارہ ہنگری پر فوج کشی کر دی اور حدود ملک میں ٹوٹ مار کرتا ہوا شہر ہرمانشاہ و ٹنگ پھنگیا، ابھی سلطان مراد اس شہر کو محاصرہ میں لئے ہوئے جنگ کر رہا تھا کہ ہنگری کے نامور جنرل جان ہونیاد حاکم اردل نے سر اٹھایا اور پوپ اوجیلینیوس نے یورپین حکومتوں کو ٹوٹنے سے معرکہ آرا ہونے پر اکسا کر انکی متحد فوجیں جان ہونیاد کی زیر کمان ہرمانشاہ کے قریب لاکر جمع کرویں اس حملہ میں افرانس، جرمی، اٹلی، سرویا، بلغاریا، ہنگری، اویو لینڈ کی فوجیں شریک تھیں۔ ہونیاد نے ترکی سپاہ کو سخت زک دی اور بھٹکے مجاہدین شہید ہوئے، سلطان کو اس ہزیمت کی اطلاع ملی تو اسنے ایک دوسری فوج شاہین پاشا کے زیر کمان ہونیاد کی سرکوبی کیلئے ارسال کی اور یہ سپاہ بھی اپنے اگلوں کی طرح بری طرح زک پکڑ لیا ہوئی۔ شاہین پاشا غنیم کے ہاتھوں میں گرفتار ہو گیا، سلطان مراد اُن دنوں ابراہیم بک حکمران قرمان کی سرکوبی پر مشغول تھا اس واسطے خود جان ہونیاد کے مقابلہ پر نہ آ سکا لیکن جب پیادے دو فوجیں منہزم ہوئیں اور اُوہراہیم بک پر بھی قابو حاصل ہو گیا تو سلطان مراد سہ دویا اور ہنگری والوں کی متحدہ فوج کے مقابلہ پر آ پہنچا۔ شہر بلگرڈ کے میدان میں دونوں فوجیں صف آرا ہوئیں اور عثمانی سپاہ کے حملے نے اہل ہنگری اور اہل سرویا کو پسا کر دیا۔ لیکن یہ ہزیمت واقعی شکست نہ تھی بلکہ ایک دھوکا تھا جو اعدائے عثمانی سپاہ کو بے ترتیب بنانے کی واسطے اختیار کیا تھا۔ چنانچہ جبوقت یورپ کی فوجیں بھاگ رہی تھیں اور ترک انکے تعاقب میں مصروف تھے تو یکایک ایک تنگ گھاٹی کے مابین فراری ہو رہیں پلٹ پلٹ پڑنے اور غیر مرتب عثمانی سپاہ کے چالوں طرف سے حلقہ میں لیکر سبانا شروع کر دیا۔ دلیران ترک اسوقت بہت بڑے پھٹے تھے مگر فطری جرات کیوجہ سے وہ خوب دل کھول کر لڑے۔ اس موقع پر ایسی خونریز لڑائی ہوئی۔ کہ یورپین سپاہیوں کے دانت کھٹے ہو گئے، اگرچہ ترکوں کی شکست یقینی تھی اور ہوا بھی ایسا ہی لیکن انکی پامردی کا یہ عمدہ نتیجہ نکلا کہ سلطان مراد صبح قسطنطنیہ ہی جان بچا



فرج کے غنیم کے حلقہ سے صحیحہ و سالم نکل آیا۔ اس واقعہ میں بے شمار ترکی فرج  
 مل گئی اور نامی نامی افسر اور امر و میدان جنگ میں کام آئے، بہت سے لوگ  
 سیر ہوئے، اور سلطان مراد پسپا ہو کر ایڈریا نوپل میں پہنچ گیا۔ اب شاہ سرویا نے  
 اس خیال سے کہ سلطان مراد دوبارہ دم لیکر اٹھیں گا تو آفتہ ڈھائی گیارچ میں پڑھ صلح  
 کی تحریک شروع کر دی۔ اور سرویا اور بوسنیا، کی عراق گزاری اور فلاح کی  
 کل آزادی کی شرائط پر دس سال کے لئے اتفاق سے جنگ کا معاہدہ کر دیا گیا۔  
 سندرہ کا قلعہ سرویا کو واپس مل گیا۔ اور اس معاہدہ کے بعد سلطان کو بھی دم لینے  
 کی مہلت مل گئی۔ اسی اثنا میں امیر علاء الدین سلطان مراد کے فرزند و بلند کا انتقال  
 ہو گیا۔ اور سلطان کو اس بیٹے سے چونکہ بہت کچھ الفت تھی اس لئے وہ دل شکستہ ہو کر  
 سلطنت سے کنارہ کش ہو گیا اور اپنے دوسرے جگر گوشہ محمد ثانی خان کو تخت  
 سلطنت پر بٹھا کر خود شہر سیکیشیا میں عبادت الہی اور گوشہ نشینی کے ارادہ سے جارا  
 سلطان مراد کی گوشہ نشینی کی خبر شاہ ہنگری کو ملی تو اس نے خیال کیا کہ اب میدان  
 صاف ہے۔ اپنا ارعاج حاصل کرنا چاہئے۔ پس وہ بہت جلد اپنی فوجیں جمع کر کے  
 عثمانی مقبوضات پر حملہ آور ہوا۔ اور سلطان مراد کو مجبوراً بار و بار حکومت  
 سنبھالنے کی نوبت آئی۔ کیونکہ دیر کرنے میں سخت نقصانات کا اندیشہ تھا۔ بہر حال  
 سلطان مراد نے بہت جلد جنگی تیاریاں مکمل کر کے آہستہ گلیت پوری سے عبور کرنا  
 چاہا۔ مگر وہاں دشمنوں کے جہازات سد راہ تھے۔ لہذا آہستہ سے بحر اسود سے عبور کر کے  
 خلیل پاشا وزیر اعظم اور شہباز الدین پاشا کو ہمراہ لئے ہوئے ایڈریا نوپل آ گیا  
 جہاں سلطانی فوجیں پیش قدمی کر رہی تھیں۔ سلطان مراد نہایت سرعت کی  
 ساتھ مخالف فوجوں کا راسخہ روکنے کیلئے اپنے اور شہر و آثار کے سامنے ساری  
 میں طرفین کی فوجیں مقابل ہوئیں، مگر کارزار کی نگہ دیر میں پوائنت اور ہنگری کا  
 تاجدار لادسلاس اپنی فوج کا ایک حصہ چھوڑ دیا۔ اور سلطان مراد پر  
 حملہ کرنے کیواسطے پورا جوار سرشت ایکسا قوت پر تیار کر کے پورا ترکی سپاہ کو جنگ کی

چہائیں کر رہا تھا سگر عثمانی فوج اسپرٹ پڑی اور چشم زدن میں اُسے مع اس کے  
ہمراہیوں کے کاٹ کر ڈھیر کر دیا، لادسلاس کا مرنا تھا کہ ہنگری، اور اس کے  
ساتھی حکمرانوں کی متحد سپاہ کے قدم اکھڑ گئے، ہونیا وجوہ ہنگری کا سپہ سالار تھا۔  
فتح کو روکنے کے لئے ہزار سر بٹکا رہا لیکن اُس پر کچھ ایسا رعب چھا گیا تھا کہ وہ بے  
نہ ترک سکے اور دس ہزار لاشیں میدان جنگ میں چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ ترکوں  
نے بیشمار مال غنیمت حاصل کیا اور عروس فتح و فیروزی سے ہم کنار ہو کر ایڈریانوپل  
کو ہلاٹ آئے غنیم کے متعلقین میں پوپ روم کا قاصد کوٹ سیزانی بھی شامل تھا  
سلطان مراد نے دستوں کی سرکوبی کر کے انتظام سلطنت درست کر دیا تو پھر گوشہ  
گونی اختیار کی اور سلطان محمد ثانی کو تخت پر بٹھان کر دیا۔ لیکن بنی چری سپاہ کو  
یہ امر ناگوار گزرا۔ اور انھیں سرکشی کے آثار عیان ہونے لگے۔ اسلئے مجبور ہو کر سلطان  
مراد کو قسری بار واپس آنا پڑا۔ اس نے دیکھا کہ شورہ پشت بنی چری سپاہی بجاری  
سے گھبراتے ہیں اس لئے بہتر ہے کہ انکو جنگ میں مصروف رکھا جائے تاکہ یہ دوبارہ  
بغاوت نہ کر دیں چنانچہ وہ یونان پر حملہ کرنے کیلئے بڑا، اتفاق و بخت سے ایک  
عسرت سلطان مذکور کی کامیابی کی کل آئی کہ اُسے رطائی جاری کرنے کیلئے کوئی  
بیلہ بھی نہ ہو ڈھنڈا پڑا۔ وہ یہ کہ عازل شاہ قسطنطنیہ نے اپنی زندگی ہی میں سلطنت  
کو تقسیم کر دیا تھا قسطنطنیہ اور اسکے متعلق شہروں کی حکومت اپنے فرزند حسن کو اور  
بلاد تورہ اور کچھ حصہ صوبہ قسطنطنیہ کا دوسرے فرزند قسطنطین کو دیدیا تھا اور قسطنطین  
آخری روی تاجدار تھا۔ اُسکو سلطان مراد کا قصد اسکے ملک پر فوج کشی کے متعلق  
معلوم ہوا تو اسے خاکسے کوڑن میں بہت سے قلعے اور مستحکم ہو چے بغرض قسرت  
بنوائے جو ناقابل فتح تھے۔ مگر بہادر ترکی سپاہ اور انکی قلعہ شکن توپوں نے یہ  
تمام زکوٹیں چشم زدن میں الٹ کر دیں اور شہر کوڑن کو بزدل شیر فتح کر لیا،  
سلطان مراد کا قصد تھا کہ یہ تمام ملک فتح کر کے ادھر سے واپس ہو گا۔ لیکن صوبہ  
البانیا میں مشہور باغی اسکندر بابک نے سر اٹھا کر اُسے اپنی جانب کھینچ لیا۔ اسلئے

سلطان ادریس کے مفتوحہ مقامات پر صرف جزیرہ مقرر کر کے اس ارادہ سے البانیا کی طرف چلا گیا کہ اسکندر بک کو مغلوب بنانے کے بعد پھر اس طرف رخ کرے گا۔

اسکندر بک کی حقیقت یہ ہے کہ ملک البانیا کا ایک امیر جان کاسٹر نامی موروثی طور پر اس ملک کے کسی مختصر سے قطعہ کا فرمانروا تھا، جب اُس نے دیکھا کہ سلطان مراد اُس سے لڑنے آرہا ہے اور وہ تاب مقاومت نہیں رکھتا تو اُس نے صلح کے ساتھ جزیرہ دینا منظور کر لیا اور اپنے بچا بیٹے اظہار اطاعت کے طور پر سلطان کے دربار میں ارسال کر دیئے۔ سلطان نے اسکو بدستور اپنے اطلاق میں بھال رکھا اور اُسکے بیٹوں کو دربار سلطنت میں حاضری کا حکم دیا۔ یہ لڑکے مسلمان ارکان دربار سے مل جل کر رہنے لگے اور انہیں سے ایک لڑکا ترقی کر کے بڑے عہدہ پر فائز ہوا۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا اور اسکندر بک کے نام سے موسوم ہوا، اسکا اگلا نام باجراج کاسٹر یونا تھا۔ باپ کی وفات کے بعد وہ سلطان کے پرنسپی سے حاصل کی ہوئی ایک جعلی تحریر کے ذریعہ سے ویاں کا حکمران بن بیٹھا، اور جب یہ ہنگامی کے سپاہ سالار یونیا سے جنگ کرنے کیواسطے بھیجا گیا تھا تو عمداً اُس کے مقابلہ سے شکست کھائی تاکہ عثمانی قوت کمزور ہو جائے یہ پھر حال یہ میدان جنگ سے بھاگ کر البانیا میں جا پہنچا اور ویاں بلا فراحت احمدی عثمان حکومت پر قابض ہو کر تمام عثمانی قلعوں کو فتح کر لیا، ترک سپاہیوں پر اُس نے یہ حکم لگا دیا کہ یا تو وہ عیسائی مذہب قبول کریں ورنہ قتل کر دیئے جائیں غرض کہ اس طرح اُس نے تمام ترک سپاہیوں کو قتل کرادیا۔ اور اسطرح سلطنت سے بغاوت اختیار کر کے اسکی کئی فوجوں کو شکست بھی دی۔ اور خوب شہرت حاصل کر کے (۲۵) سال تک البانیا میں حکومت کرتا رہا۔ کیونکہ اس ملک کے رہتوں کی دشوار گذاری سلطنت عثمانیہ کی سپاہ کو کامیابی نہیں حاصل کرنے دیتی تھی۔

## قصورہ کی دوسری جنگ

شاہدہ میں سلطان مراد اسکندر بک مذکور سے الجھ بھی رہا تھا کہ دوسری

طرف جان ہو نیا و شاہ ہنگری کے جنرل نے کئی ایک یورپین امیروں کو اپنا شریک  
 بنا کر صوبہ رومیلیا پر حملہ کر دیا، سلطان اس امر کی اطلاع پاتے ہی صوفیا میں واپس آ گیا  
 اور فوجیں فراہم کر سکے، داوی قوصوہ میں ہو نیا کی فوجوں کے مقابل با پہنچا۔ یہ مقابلہ  
 آٹھ روز مشہور میں ہوا تھا جس میں سلطان مراد نے نمایاں فتح حاصل کی اور تین دن تک  
 مورخ ہمارے راز گرم رہا جس میں جانبین کے ساٹھ ہزار آدمی کام آئے۔ ہو نیا بڑا سخت نقصان  
 اٹھا کر میدان سے بھاگ گیا۔ اور سلطان ایڈریا نوپل میں واپس چلا آیا۔ جہاں اُس نے اپنی  
 مشہور جامع مسجد تعمیر کرائی۔ مشہور میں سلطان نے اپنے فرزند سلطان محمد ثانی کی  
 شادی استخدر بیک کی لڑکی سے کی اور اسکے دو سال بعد وہ مرض موت میں گرفتار ہوا  
 اور بارہ دن بیماری کی زحمت جھیل کر ۱۵۲۰ء میں دنیا سے نانی سے دار بقا کی جانب رحلت  
 کر گیا۔ امرا سے دربار نے سلطان کی وفات کی خبر بارہ دن مخفی رکھی۔ یہاں تک کہ کھٹکا  
 بیٹا سلطان محمد ثانی ایڈریا نوپل میں آ گیا اور تخت نشین ہونے کے بعد باپ کی لاش شہر  
 بردس میں لے گیا جہاں اُسے اہداد کرام کے پہلو میں سپرد خاک کیا۔

سلطان مراد دوم بڑا جلیل القدر حکمران، نیک دل، علم دوست، محب العلماء،  
 عالی حوصلہ اور صاحب شجاعت و کرم تھا، اُس کے انعام و اکرام کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہا  
 کرتا تھا۔ حرمین شریفین کے مصارف کے لئے سالانہ (۲۵۰۰) دینار ارسال کرتا تھا  
 اُس کو اور اُس کے بیٹے محمد ثانی کو اگرچہ اسلاف کی طرح عظیم الشان فتوحات نہیں  
 نصیب ہوئیں لیکن تیمور لنگ کے بعد جس قدر غلط اور کمزوری سلطنت عثمانیہ میں آئی تھی۔  
 اُس کے دور کرنے میں ان دونوں کو بانی دوم کا لقب عطا کرنا بالکل صحیح ہو گا۔ اُس نے  
 اپنے عہد میں فتح مذی کا سلسلہ موروہ اور استقوورہ کے حدود تک بڑھا دیا تھا اور تمام اندرونی  
 کمزوریوں کو مٹا کر بھری قوت میں بھی یورپ کی بحری سلطنتوں کا پہلو دیا دیا۔

۱۔ ملک سر دیا میں اسکو بیا اور کویا تک کے مابین ایک وسیع ہوا میدان ہے اور اس میدان  
 میں دریا سے ڈبیر بہتا ہے +

# چھٹی فصل

فتح قسطنطنیہ آل عثمان میں عہدہ خلافت اسلامیہ کے  
منتقل ہونے تک کے حالات

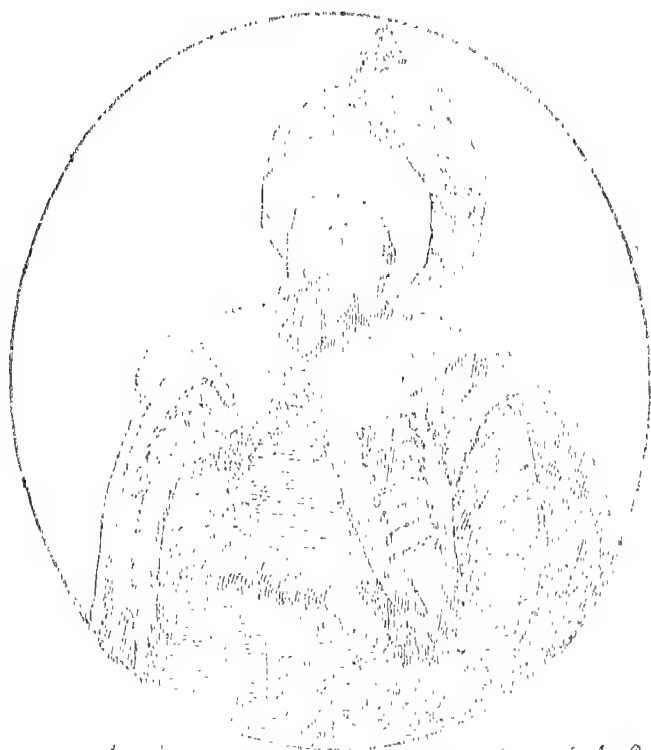
(۸۵۷ ————— ۸۹۲ء)

(۷) سلطان محمد خان دوم فاتح قسطنطنیہ

(۸۵۵ ————— ۸۸۶ء)

یہ مشہور سلطان اور کیمائے زمانہ بہادر خاندان عثمانیہ کا ساتواں تاجدار تھا۔ باپ کی وفات کے بعد بائیس سال کی عمر میں تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ اسکی تخت نشینی کے بعد ہی اناطولیہ کے بہت سے اُن امیروں نے جنکے مالک سلاطین عثمانیہ نے فتح کر لئے تھے آزاد کیا جاں کر کے اسکی طمع سے بغاوت اختیار کی اور آخر کار بہت کچھ وقتوں اور خونریزیوں کے بعد دوبارہ علاقہ اطاعت میں داخل ہو گئے، جسوقت سلطان محمد دوم نے عثمان حکومت لے لیا۔ اسوقت ایشیا میں آبن کرمان کے ملک اور شہر سنوب اور حکومت طرابزون کے باقی تمام مالک عثمانیہ کے علاقہ ارادت میں شامل تھے، اور یورپ کے خطہ میں حکومت قسطنطنیہ خود مختار مملکت تھی اور بلاد پیلو پونیز (مورہ) متعدد یونانی اور ایلینی امیروں کے مابین منقسم تھے۔ بائیا پر اسکندر بک کی حکومت بھی تھی، جو سینا آزاد اور خود سر ملک تھا، رومیا باجلدار ریاست تھی، اور انکے سوا باقی ملکوں پر عثمانیوں کا قبضہ تھا۔

فتح قسطنطنیہ کے بعد سلطنت عثمانیہ کی بڑھتی ہوئی شان و شوکت کا نظارہ تاجداران قسطنطنیہ کی آنکھوں میں غار بن کر کھٹکتا رہتا تھا، انکو اس خطرہ سے نجات نہیں ملتی تھی کہ اگر



1842  
 1843  
 1844  
 1845  
 1846  
 1847  
 1848  
 1849  
 1850  
 1851  
 1852  
 1853  
 1854  
 1855  
 1856  
 1857  
 1858  
 1859  
 1860  
 1861  
 1862  
 1863  
 1864  
 1865  
 1866  
 1867  
 1868  
 1869  
 1870  
 1871  
 1872  
 1873  
 1874  
 1875  
 1876  
 1877  
 1878  
 1879  
 1880  
 1881  
 1882  
 1883  
 1884  
 1885  
 1886  
 1887  
 1888  
 1889  
 1890  
 1891  
 1892  
 1893  
 1894  
 1895  
 1896  
 1897  
 1898  
 1899  
 1900  
 1901  
 1902  
 1903  
 1904  
 1905  
 1906  
 1907  
 1908  
 1909  
 1910  
 1911  
 1912  
 1913  
 1914  
 1915  
 1916  
 1917  
 1918  
 1919  
 1920  
 1921  
 1922  
 1923  
 1924  
 1925  
 1926  
 1927  
 1928  
 1929  
 1930  
 1931  
 1932  
 1933  
 1934  
 1935  
 1936  
 1937  
 1938  
 1939  
 1940  
 1941  
 1942  
 1943  
 1944  
 1945  
 1946  
 1947  
 1948  
 1949  
 1950  
 1951  
 1952  
 1953  
 1954  
 1955  
 1956  
 1957  
 1958  
 1959  
 1960  
 1961  
 1962  
 1963  
 1964  
 1965  
 1966  
 1967  
 1968  
 1969  
 1970  
 1971  
 1972  
 1973  
 1974  
 1975  
 1976  
 1977  
 1978  
 1979  
 1980  
 1981  
 1982  
 1983  
 1984  
 1985  
 1986  
 1987  
 1988  
 1989  
 1990  
 1991  
 1992  
 1993  
 1994  
 1995  
 1996  
 1997  
 1998  
 1999  
 2000  
 2001  
 2002  
 2003  
 2004  
 2005  
 2006  
 2007  
 2008  
 2009  
 2010  
 2011  
 2012  
 2013  
 2014  
 2015  
 2016  
 2017  
 2018  
 2019  
 2020  
 2021  
 2022  
 2023  
 2024  
 2025  
 2026  
 2027  
 2028  
 2029  
 2030  
 2031  
 2032  
 2033  
 2034  
 2035  
 2036  
 2037  
 2038  
 2039  
 2040  
 2041  
 2042  
 2043  
 2044  
 2045  
 2046  
 2047  
 2048  
 2049  
 2050  
 2051  
 2052  
 2053  
 2054  
 2055  
 2056  
 2057  
 2058  
 2059  
 2060  
 2061  
 2062  
 2063  
 2064  
 2065  
 2066  
 2067  
 2068  
 2069  
 2070  
 2071  
 2072  
 2073  
 2074  
 2075  
 2076  
 2077  
 2078  
 2079  
 2080  
 2081  
 2082  
 2083  
 2084  
 2085  
 2086  
 2087  
 2088  
 2089  
 2090  
 2091  
 2092  
 2093  
 2094  
 2095  
 2096  
 2097  
 2098  
 2099  
 2100  
 2101  
 2102  
 2103  
 2104  
 2105  
 2106  
 2107  
 2108  
 2109  
 2110  
 2111  
 2112  
 2113  
 2114  
 2115  
 2116  
 2117  
 2118  
 2119  
 2120  
 2121  
 2122  
 2123  
 2124  
 2125  
 2126  
 2127  
 2128  
 2129  
 2130  
 2131  
 2132  
 2133  
 2134  
 2135  
 2136  
 2137  
 2138  
 2139  
 2140  
 2141  
 2142  
 2143  
 2144  
 2145  
 2146  
 2147  
 2148  
 2149  
 2150  
 2151  
 2152  
 2153  
 2154  
 2155  
 2156  
 2157  
 2158  
 2159  
 2160  
 2161  
 2162  
 2163  
 2164  
 2165  
 2166  
 2167  
 2168  
 2169  
 2170  
 2171  
 2172  
 2173  
 2174  
 2175  
 2176  
 2177  
 2178  
 2179  
 2180  
 2181  
 2182  
 2183  
 2184  
 2185  
 2186  
 2187  
 2188  
 2189  
 2190  
 2191  
 2192  
 2193  
 2194  
 2195  
 2196  
 2197  
 2198  
 2199  
 2200  
 2201  
 2202  
 2203  
 2204  
 2205  
 2206  
 2207  
 2208  
 2209  
 2210  
 2211  
 2212  
 2213  
 2214  
 2215  
 2216  
 2217  
 2218  
 2219  
 2220  
 2221  
 2222  
 2223  
 2224  
 2225  
 2226  
 2227  
 2228  
 2229  
 2230  
 2231  
 2232  
 2233  
 2234  
 2235  
 2236  
 2237  
 2238  
 2239  
 2240  
 2241  
 2242  
 2243  
 2244  
 2245  
 2246  
 2247  
 2248  
 2249  
 2250  
 2251  
 2252  
 2253  
 2254  
 2255  
 2256  
 2257  
 2258  
 2259  
 2260  
 2261  
 2262  
 2263  
 2264  
 2265  
 2266  
 2267  
 2268  
 2269  
 2270  
 2271  
 2272  
 2273  
 2274  
 2275  
 2276  
 2277  
 2278  
 2279  
 2280  
 2281  
 2282  
 2283  
 2284  
 2285  
 2286  
 2287  
 2288  
 2289  
 2290  
 2291  
 2292  
 2293  
 2294  
 2295  
 2296



یہ حکومت اندرونی شورشوں سے چین یا یوگیا تو ضرور ہے کہ ہمارے رہے ہے ہے  
یونانی مقبوضات کا باقی رہنا دشوار ہو جائیگا۔ قیہ قسطنطین اپنے تخت نشینی کے دن سے  
ہمیشہ انہی فکروں میں مستغرق رہا کہ کسی طرح عثمانیہ مقبوضات میں امن و امان نہ قائم  
ہونے دے اور اس کے بیٹوں اور جانشینوں نے بھی اسی امر کو اپنا نصب العین  
بنائے رکھا کہ مملکت عثمانیہ کے اندرونی مقبوضات میں بغاوت کی آگ بھڑکاتے رہیں +  
سلطان محمد دوم نے ایشیائی امر کی سرکشی مٹانے کے بعد دیکھا کہ اندونوں اُسے  
اندرونی جھگڑوں سے نجات ہے اور یہ موقع حکومت قسطنطنیہ کا خاتمہ کر دینے کو  
لئے غنیمت ہے کیونکہ اُسکی اندرونی حالت کی ابتری اور بی جھگڑوں کی کشمکش اور باہر  
سے مدد نہ ملنے کی مجبوری، یہ سب باتیں میرے ارادہ میں معین ہو گئی تو بس اُس نے  
اندرونی انتظامات ٹھیک کر کے فوجی تیاریاں شروع کر دیں، اور دو لاکھ چار فوج مع  
چیدہ چیدہ سپہ سالاروں کے ہمراہ رکاب لیکر ایڈریا ڈول سے نکل پڑا۔ تین سو جنگی  
جہازوں اور کشتیوں کا بیڑہ جسکے ساتھ بکثرت بار برداری کے جہازات اور بک  
کشتیاں بھی تھیں، یہ بیڑہ شہر کلیپولی میں تیار ہو کر لیس ہو گیا تو زیر افسری بلطہ اوغلی  
سلیمان بک کے جو اندونوں کا نہایت نامور امیر البحر مانا گیا تھا اور عثمانی بیڑہ جہازات کا  
اول کپتان تھا غنیم کی جانب رواں ہوا، اس بیڑہ پر بکثرت آلات حرب و ضرب و  
سامان حصار موجود تھا، غرض کہ ایسی عظیم الشان تیاری کے ساتھ خشکی اور دریا دونوں سمت  
سے شہر قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا گیا۔ واکٹر مورخ لکھتا ہے کہ اندونوں باشندگان  
قسطنطنیہ دو مخالف گروہوں میں بٹ گئے تھے، ایک گروہ شہنشاہ کا جنبہ دار تھا،  
اور دوسرا مذہبی پیشوا اول اور عوام کا۔ پہلا گروہ چاہتا تھا کہ یونانی گرجا کو لائسنی کنیہ  
کے ساتھ ملا دیا جائے کیونکہ اس طرح یونانیوں کی کمزوری پوپ کی امداد و اتفاق سے  
مبدل بر قوت ہو جائیگی اور دوسرا چاہتا تھا اسکے خلاف تھا اور دونوں فرقوں میں ایسی کھلی  
جھڑپیں ہوا کرتی تھیں کہ ہر ایک سے دوسرے کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہیں رکھنا چاہتا تھا،  
اور اسی حالت میں کہ اہل قسطنطنیہ باہم لڑنے لگے تھے اور ہر ایک اپنے اپنے گروہ کے لئے



انکے دروازہ پر آگئی \*

سلطان محمد ثانی نے فتح قسطنطنیہ کی تیاریاں آفاذ کر کے ہر اسودے سواحل پر قلعہ جات بنوانے شروع کئے تو قیصر روم قسطنطین پالیو لوگس نے اُس سے عاجزی کے ساتھ کہلا بھیجا کہ آپ اپنی کارروائی سے باز آجائیں اور وہ اس درگزر کے معاوضہ میں زما، سابق کی طرح باجگزاری قبول کرے گا۔ لیکن سلطان نے ان باتوں کو منظور نہیں کیا۔ بعض موزین نے یہ بھی لکھا ہے کہ قیصر نے سلطان کو حسب ذیل پیام بھیجا تھا: "ان قلعوں کی تعمیر سے آپ کی مراد بجز اس کے اور کچھ نہیں معلوم ہوتی کہ آپ جنگ و خونریزی کے لئے آمادہ ہیں، اگر اگلی سلحہ و آشتی کی باتیں آپ پر اثر نہیں کرتی ہیں تو میں بھی خدا پر بھروسہ کر کے اپنے شہر کی حفاظت کے لئے آخری دم تک جنگ کروں گا۔"

سلطان محمد دوم نے فتح قسطنطنیہ کے بارہ میں حواہم اور حیرت فیز کا رنامے عیاں کئے اُنکے لحاظ سے وہ آئندہ زمانہ میں بہت بڑا فاتح شمار ہوا ہے جیسی تدبیریں شہر کے محاصرہ اور فتح کرنے کی اُسکو مستوحی ہیں وہ حد سے بڑھ کر حیرت خیز ہیں مثلاً اُس نے ایک توپ اتنی بڑی بنوائی کہ سب سے بارہ من وزنی پتھر کا گولہ رکھ کر ایک میل کے فاصلہ تک مارا جاسکتا تھا، سات سو آدمی اس توپ کی دیکھ بھال اور قیر کرنے پر مامور تھے، ایڈریا نپل سے دیکھ کر یہ توپ ڈھالی گئی تھی، مقام محاصرہ تک اسکو لیجانے کیو اسطو پانچ سو چوڑیاں مضبوط اور توانا نیلوں کی خاص کر دی گئی تھیں اور تین ہزار سپاہی مخصوص اسکی حفاظت پر مامور تھے، اس سے بھی بڑھ کر متحیر بنا دینے والی کارروائی یہ تھی کہ اُس نے زمین پر جہازات چلائے اور ایک فرسنگ (دس میل) تک یعنی موجودہ مقام طومہ باغچہ سے قائم پاشا تک اسکی سریع الحوکت کشتیاں اور شہر جنگی جہاز خشکی میں چلا کر سمندر میں تاروکی اور یہ سب کارروائی ایک ہی رات میں انجام پائی، اسکی صورت یہ ہوئی تھی کہ اُس نے انجنیروں کی صلاح سے وہ تمام راستہ درخت صنوبر کے موٹے تختوں سے بنوا کر پر چربی اور تیل ملوایا جس سے اُن تختوں پر چوچیز رکھی جاتی وہ پھسلتی چلی جاتی اور پھر سب اسی طرح دھاک دھاک حمازوں اور کشتیوں کو اسی حویں شکر پر ٹھیلے ہوئے لاکر آبنائے باسفرس میں

گرادیں۔ ورنہ بند گاہ پر یونانیوں نے بہت مضبوطی کے ساتھ مداخلت کا سامان کر رکھا تھا۔ چنانچہ جو قوت صبح کو مصویرین نے ترکی بیڑہ دیوار شہر پناہ کے نیچے کھڑا دیکھا تو ان کے ہوش اڑ گئے پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ترکوں نے ان جہازات سے ایک پل تیار کر لیا اور سپر پنی چود ہوئیں، باٹری تو پفانہ کی لعیب کر دی۔ قیصر روم نے یونانی سپاہ کی کمزوری اور غنیم کی عظیم الشان طاقت کا حال دیکھ کر عیسیٰ یورپ کے سامنے بہت کچھ فرمایا دوزاری کی لیکن کوئی اسکا معین دیا ورنہ نہیں نکلا۔ ہاں پوپ رومیہ اس کی ڈھارس بندھا مارا اور یورپ کو جہاد کے لئے ابھارنے کا وعدہ کر کے لڑنے کی تاکید کرتا گیا۔ زبردست اور بہادر ترکی سپاہ کا مقابلہ یورپ کے ہتھیاروں میں کوئی نہیں کر سکتا تھا اور اگر اسکی جرات تھی بھی تو صرف دو امیروں میں اول ہوتا و حکمران ٹرنیسٹونیا اور دوم اسکندربک فرمانرواے البانیا مگر یہ دونوں اپنی جان بچانے کی فکر میں مصروف تھے، البتہ جتو والوں نے ہینکے تجارتی تھاغات قسطنطنیہ کے ساتھ بہت بڑھے ہوئے تھے۔ اور وہاں کے بہت سے نامی تاجروں کے گدام اس شہر میں واقع تھے ایک جنگی بیڑہ پانچ جہازوں کا قیصر قیصر روم کی مدد کیلئے بھیجا اور اس بیڑہ کا دیر کمانیر (جوستینیائی) ترکوں کے مش نظر سات ہزار فوج خشکی پر اتارنے میں کامیاب بھی ہو گیا۔ اس نے ترکی بیڑہ میں آگ لگا دینے کی کوشش کی مگر ترک سپاہیوں کی چوکی نے اسے کامیاب نہونے دیا۔ جنہوں نے اس کے جہاز پر آتشباری کر کے اسے ڈبو دیا۔ جوستینیائی ہزاروں غرق ہونے سے بچ گیا لیکن اس کے ساتھ کے دو سو آدمی دریا برد ہو گئے اور ایک بھی نہ بچ سکا جوستینیائی اس آفت سے سالم بچ کر شہر میں گیا تو مداخلت کا انتظام اس کے سپرد ہوا بعض والٹر لکھتا ہے کہ شہر قسطنطنیہ کے فتح ہونے کی بڑی وجہ یہی ہوئی کہ غیروں کے ہاتھوں میں حفاظت کا کام سپرد کیا گیا۔ کیونکہ ہر ایک کام اسی وقت خراب ہوتا ہے جب اس میں دوسرے کا ہاتھ لگے۔ قدیم یونانیوں کو کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا تھا کہ انہوں نے اپنے معاملات میں کسی فارسی افسر کی ماتحتی کی ہو۔ اور نہ کبھی رومی افواج کی سپہ سالاری کسی ملک بالکال کے رہنے والے کو تفویض ہوئی تھی۔

جب ترکوں کو اپنی کامیابی کا یقین ہو گیا تو عام ہلہ کرنے سے ایک دن قبل سلطان محمد دوم نے قیصر روم کو یہ پیام بھیجا : اگر تم شہر کو صلح کے ساتھ سپرد کر دو گے تو سلطان تمام رعایا کو مطلق آزادی عطا کریگا اور انکے کسی معاملہ میں دخل نہ دیکر اور تمکو بلاد موہ کی حکومت سجاے اس شہر کے مرجع ہوگی : مگر قیصر نے قاصد کو برا بھلا کہہ کر واپس کر دیا اور یہ بات منظور نہیں کی ، اور بعض موغین کا قول ہے کہ قیصر نے کہا تھا : ”آپ سے پہلے بہت سے عثمانی سلاطین فتح قسطنطنیہ کی ہوس دل میں لیگئے اور تم بھی یوہیں ناکام ہو کر واپس جاؤ گے اس لئے بہتر یہ ہے کہ جزیہ لینا منظور کر کے یہاں سے سرخرو پھر جاؤ“ قیصر نے اس سلاطانی پیام پر غور کرنے کیواسطے فلاں مجلس مشورہ مرتب کی اور ان سے صلاح چاہی تو سب ممبر سر جھکا کر خاموش ہو گئے۔ گویا انکو سلاطانی شرط منظور تھی مگر پوپ کے سفیر اور اسپین کے قائم مقام نے اسکی ہمت بندھائی اور کہا کہ تسلیم سے کوئی نفع نہیں مداخلت کرو غنقریب یورپ سے معقول کمک آجائیگی پھر ترکوں کو بحیرہ اسی کچھ نہ بن پڑیگا ۴

بہر حال مستند موغین کے اقوال کی بنا پر جب سلطان کو صلح سے کام چلنے کی توقع نہ رہی تو اس نے عام ہلہ کی تیاریاں کر دیں ، فوج کو مختلف حصوں پر تقسیم کر کے ایک ایک امیر کے زیر نشان متعین کیا ، اور کیمپ میں منادی کرا دی کہ جو شخص سب سے پہلے شہر نپاہہ پر چڑھائیگا اُسے مملکت عثمانیہ کے سب سے زرخیز صوبہ کا حاکم بنایا جائیگا۔ اور بہت کچھ انعام و اکرام ملیگا ، خود سلطان میدان جنگ میں گھوڑے پر سوار فوج کی صفوں میں گشت لگاتا پھرتا اور شجاعان اسلام کی ہمت بڑھاتا جاتا تھا۔ مجاہدین کا گروہ سب سے پہلے آگے بڑھ آیا گیا انہیں سے ہر ایک اپنے ہاتھوں میں پتھر اور ریت سے بھرے ہوئے قیلے سنبھالے تھا اور خندق پاٹنے کا ارادہ رکھتا تھا ، برجوش مجاہدین کی بھیر طوفان بحر کی طرح شہر نپاہہ کی طرف چلی اور شہر سے آگ برسنے لگی بہت سے لوگ پہلے ہی ہلہ میں شہید ہو کر ڈھیر ہو گئے ہزاروں زخمی بیمار آئے انکو اور آتشباری کے دھوئیں سے روئے ہوا اتار یکساں ہو گیا۔ باقاعدہ فوج نے

ہنوز جنبش بھی نہیں کی تھی دو گھنٹے تک یونانی فوج کو تھکا دینے کے بعد منتظم سپاہ آگے بڑھی اور ایک ایک فریق ہر سمت سے شہر نہا پر چلا۔ آگے آگے لکڑی کے بنے ہوئے متحرک برج تھے جن پر سامنے سے بارہ کھالیں منڈھ دی گئی تھیں۔ اور ان کو پانی سے تر کیا جاتا تھا تاکہ آگ نہ کو بلانے سکے۔ سپاہی ان برجوں کو دھکیلنے ہوئے لیچلے، ان برجوں کے اندر مسلح جنگ آور بیٹھے تھے اور آلات نقب ان کے پاس تھے۔ بڑی بڑی سیڑھیاں اور کنڈیں۔ غرض کہ جہلہ سامان فصیل پر چڑھنے کے موجود تھے۔ غنیم کی آتشباری پھر تیز ہو گئی تھی اور ترکی قلعہ شکن توپیں آتش فشاں کر رہی تھیں۔ بڑے بڑے گولے دیواروں کے دھوئیں اڑا رہے تھے۔ قیصر یا لیوگس خود بنفس نفیس مدافعت کی بہت بندھتا پھرتا تھا۔ توپوں کی گولہ باری نے دیواروں میں رخنو ڈال دیے۔ اور برج منہدم کر دیے۔ جن کے بلوں سے خندق پٹ گئی۔ اور مقتولین کی لاشوں نے بھی خندق کا تختہ ہموار بنا دیا۔ پھر عثمانی سپاہ جان پر کھیل کر شہر میں گھس پڑی۔ اور (۲۹) مرتبہ محاصرہ کی ماراٹھا لے والا مستحکم شہر قسطنطنیہ فتح ہو گیا۔ قیصر روم اسی معرکہ میں مارا گیا۔ اور شہر پر عثمانی علم لہرائے لگا۔ وہ شہر جس نے انتیس مرتبہ محاصرہ کی آفت جھیلی تھی اور ہر بار سرخروئی کے ساتھ بچ رہا تھا آج تین لاکھ آبادی رکھنے کے باوجود اپنی مدافعت میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اور سلطان محمد ثانی فاتح خدا کے سجدہ شکر میں پشت زین پر سر رکھے ہوئے اس میں داخل ہوا۔ سلطان مدوح نے بجز ایاصوفیا کے عظیم الشان کیسہ کے اور باقی تمام گرجے عیسائیوں کے پاس رہنے دیے۔ ایاصوفیا کو خدا سے واحد کی پرستش کا مقام بنا دیا گیا۔ اور ثلثیت کی ناپاکی سے نجات ملی، فاتحین کے ہاتھ اس قدر دولت لگی تھی جبکہ شمار نہیں ہو سکتا۔ قصر قیصری یورپ و ایشیا کی نفیس مصنوعات اور آثارِ قدیم سے بھرا پڑا تھا۔ وہ سب سامان آل عثمان کے قبضہ میں آیا۔ اور ایک صدی سے زائد عرصہ کی بلکہ یوں کہئے کہ سات صدیوں کی آزادی فتح قسطنطنیہ ماہِ جمادی الاخریٰ کی دسویں تاریخِ یومِ شنبہ ۱۲۹۰ھ میں پوری ہوئی۔ پورے تریس

وڈوں تک محاصرہ رہا، بعض لوگوں نے اسکی تاسیخ فتح کا مادہ "بلد طیبہ" کے فقرہ میں نکال لیا ہے۔ شہر میں داخل ہونے کے بعد سلطان نے قیصر دم کی لاش ڈھونڈنے کا حکم دیا۔ اور جب وہ ملکی تو شاہ نے اعزاز کے ساتھ اسکے اجداد کے مقبرہ میں دفن کرا دیا۔ پھر سلطان نے ان بہت سے یونانی امیروں کو مہربانی کر کے رہا کر دیا جو فوج کے ہاتھوں میں گرفتار ہو گئے تھے۔ اہل شہر سے نہایت اچھا برتاؤ کیا گیا۔ سلطان محمد ثانی کی خوش اخلاقی اور انسانیت پر اس امر سے استدلال ہو سکتا ہے کہ اس نے عیسائیوں کے لئے ایک پورا محکمہ علاوہ انکے گرجوں اور خانقاہوں کے بدستور باقی رہنے دیا۔

سلطان محمد نے یہ محکمہ ایک عیسائی انجمن کو عطا کر دیا تھا جسکا نام کریسٹیوں تھا اور اس نے محاصرہ قسطنطنیہ کے دوران میں بحکم سلطان چند اچھی جنگی عمارتیں بنائی تھیں مورخ والٹر نے یہ قصہ بیان کرتے کے بعد یوں لکھا ہے کہ "دگو یہ حادثہ کوئی قابل ذکر حادثہ نہ تھا لیکن مجھے اس کے بیان سے یہ بات دکھانا مقصود تھی کہ ترکوں نے نصارے کے ساتھ ہرگز اس سنگدلی اور بیرحمی کا برتاؤ نہیں کیا جسکو ہم اپنے ذہن میں سوچے بیٹھے ہیں حالانکہ اسی امر کے مقابلہ میں عیسائی مالک کا حال دیکھا جائے تو وہ مسلمانوں کی کسی عبادت گاہ کا ہونا ایک ناممکن بات ہے۔ ترک لوگوں نے محکوم یونانیوں کو انکے کینسوں میں نہایت آزادی کے ساتھ عبادت کرنے دی اور مجمع الجزائر یونان میں انکی دینی حکومت بالکل بحال رکھی۔"

قسطنطنیہ کی فتح سے تمام یورپ کو حیران و ششدر بنا دیا اور وہاں کے تاجداران میں سخت تہلکہ مچ گیا تھا۔ سلطان محمد دوم نے رعایا کے ساتھ ہر طرح کی عنایت و محبت ظاہر کی اور تارک الوطن لوگوں کو واپس آکر اپنے ملک میں آباد ہونے کی اجازت دی اسی کے ساتھ اس نے عیسائی رعایا کی مذہبی آزادی بحال کر کے غیر مذہب حکومت جو یہ صینی اور نارمنی پیدا ہوتی وہ بالکل مٹا دی۔

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ قسطنطنیہ کے فتح ہوتے ہی باشندگان مالک

یونان میں ایسی ابتری پھیلی جیسی بیت المقدس کے فتح ہونیکے بعد بنی اسرائیل میں پھیلی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ یونانیوں پر کوئی سخت ترین آفت نازل ہو گئی ہے۔ مگر اور اٹس کے اس پاس والے جزیروں کے رہنے والے بدحواس ہو کر اپنے گھر بار چھوڑ کر نکل بھاگے اور ایسے حواس باختہ تھے کہ یہ بھی نہیں سوچتے تھے کہ ہم جاتے کہاں ہیں۔ تمام سمندری یونانی خاندانوں کے تارک الوطن مسافروں کی کشتیوں سے پٹا پڑا تھا اور مال و اسباب اٹھانے والے جہازات کی جمید مانگ ہو رہی تھی یونانی کہنے چلاؤں اور کورستانی خاندانوں میں جا کر پناہ لے رہے تھے یا ان جزیروں میں چلے جاتے تھے جہاں بند قبیہ اور غنیہ والوں کی حکومت و سکونت تھی سلطان محمد دوم نے ابتری ملاحظہ کی تو اس نے حکم دیا کہ بیت جلد حسب دستور ایک یونانی بطریق (نہری حکمران) منتخب کیا جائے اور جارج جینا دیوس اس جہدہ کے لئے چنا گیا جسکو سلطان نے اپنے لائق سے تاج پہنایا اور بطریق کا عصا اس کے ہاتھ میں دیکر فرمایا ”تم اپنی قوم کے بطریق رہو اور خدا تمہاری مدد و حفاظت فرمائے، تمہیں ہر حالت میں میری محبت اور خلوص نیت کی طرف سے مطمئن رہنا چاہئے اور جو خصوصیتیں تمہارے اسلاف کی متون سے ملتی آتی ہیں ہمیں سب آئندہ بھی مکمل رہیگی“

یونانیوں کو جان و مال کی طرف سے اطمینان اور غریب آزادی حاصل ہو چکی۔ تو سلطان مدوح نے ایک فرمان صادر کیا جسکے رو سے اہل یونان کو اپنی پارلیمنٹری حکومت بنانیکا حق دیا گیا تھا چنانچہ ان لوگوں نے صالح قوم سے بالکل جدا گناہ اپنے ٹکے قائم کئے اور انکا بطریق جو وزیر کا ہم مرتبہ مانا جاتا تھا اسکو اپنی چری فوج کے افسروں کا آئیری جہدہ دیا گیا تھا، بطریق کی کونسل میں تمام دیوانی اور فوجداری کے معاملات طے پایا کرتے تھے اور یہ مجلس یونانی گروہ کے معزز لوگوں سے مرتب تھی اور ہر طرح کے احکام یہاں تک کہ قتل کے حکم بھی صادر کرتی تھی، اور یہ خصوصیتیں بعض قسطنطنیہ کے یونانیوں کے پاس تھیں جو کہ وہاں کے حکمرانوں کے ساتھ ساتھ رہتے تھے۔

یورپ کے اکثر مورخ اس دہم میں مبتلا ہو گئے ہیں کہ سلطان محمد ثانی فاتح ایک  
تند مزاج اور وحشی رخصال فرمانروا تھا جیسا کہ اور مسلمان حکمرانوں کی نسبت اٹکا خیال ہی  
اور خاص طور پر یونان جنگی حکومت اس کے ہاتھوں میں پہنچی گئی تھی اسکی بابت ایسے  
امور تحریر کرتے ہیں جنکو مطالعہ کر کے خود ان موصوفین کی جہالت و حماقت پر افسوس آتا  
ہے کہ تعجب اور ہٹ دہرمی نے انکے قلم سے کس قدر شرمناک اور خلاف واقعہ باتیں  
اٹکھوا دی ہیں۔ والٹر موریس لکھتا ہے: سلطان محمد فاتح کی دانشمندی اور تحمل مزاج  
ہونے کا صریح ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ اس نے مغلوب عیسائیوں کو اپنا  
بطریقہ انتخاب کر لیا حتیٰ دیا اور پھر جب بطریق کا انتخاب ہو چکا تو اسے اپنے ہاتھوں  
اس معزز و عہدہ کا علم امت نہ ہمارے ہمارے اور تمام کے عطیہ سے سرفراز کیا، چنانچہ جب سلطان  
نے یونانی بطریق کو عطا سے بطریق کی دیکھا اس کے ہاتھ میں انگشتری پہنائی ہے تو وہ  
کہنے لگا تھا: میں جنت کی اس عزت افزائی کا نہایت ممنون ہوں اور شرمندگی کے  
ساتھ اس کے شکریہ ادا کرنے میں حاضر رہنے کی معافی چاہتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ میرے  
پیشرو بزرگوں نے خود عیسائی حکمرانوں کے وقت میں ایسے اعزاز و اکرام کا لہو نہ نہیں  
دیکھا۔

مسلمانوں کے ہاتھوں میں شہرستانینہ کا فتح ہونا ایک اہم تاریخی واقعہ لگایا کیونکہ  
یہ زمین نے اسے وسط کی صدیوں کی تاریخ اور موجودہ زمانہ کی تاریخ کے مابین حیدر  
داروینا اور دنیا کے بادشاہوں نے اس شہر کو شہر سلطان محمد فاتح کے پاس مبارک  
کے خطوط بھیجے کیونکہ شہرستانینہ کا فتح کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ بہت سے امرا مسلمان  
اور غیر مسلمان اور بخت آزمائی کے لئے نا کام رہ چکے تھے اور ہزاروں قیمتی جانوں  
ساتھ بے شمار مال و زر برباد کر گئے تھے۔

اسی نے فتح شہرستانینہ کی کیا اہم تاریخی اہمیت ہے۔

دام امن المصطفیٰ محمد اولوت

حاذہ بالنصر قلم الخیر

سلطان محمد فاتح نے شہر قسطنطنیہ کی شکست و ریخت کی درستی اور انتظامات اندرونی سے فراغت حاصل کر لی تو شہر میں بے شمار لشکر جو آجہاد رکاب بیکر نئی فتوحات حاصل کرنے کو لئے اٹھا اور صوبہ بوسینیا پر حملہ آور ہو کر اس کے بہت سے شہر فتح کر لئے، پھر مورہ کی مملکت پر رجوع ہوا لیکن اس ملک کے دونوں حاکموں قیصر اور توٹاس نے ۱۲۰۰ء اشرفیاں سالانہ باج دینا منظر کے لئے اپنا ملک بچا لیا۔ اس فوج کشی سے پہلے سلطان نے کپتان خاص یونس کی زیرکدان ایک جنگی بیڑی جہازات بحری فتوحات کے لئے روانہ کیا تھا جس نے قلعہ انیوز اور ساویک کے وٹاشیوز دو پتھر سے فتح کر کے اہل بندتہ کو جو ان مقامات کے مالک تھے وہاں سے نکال دیا۔ پھر سلطان محمد دوم ان کامیابیوں کے بعد ایڈریا نوبل میں داخل ہوا تو اپنے وزیر قمر خلیل پاشا کو قیصر قسطنطنیہ سے رشوت ستانی کے جرم میں قتل کر دیا کیونکہ اس وزیر نے دوران محاصرہ میں قیصر سے رشوت لیلی تھی اور سلطان کو شہر کے فتح کرنے سے بلطاف الخیل باز رکھنے کی سخت کوشش کیا کرتا تھا، اس کے علاوہ دو اور وزیروں یعقوب پاشا اور محمد پاشا کو بھی بدگمانی کی وجہ سے معزول کر کے دور دراز ملکوں کی طرف جلا وطن کر دیا۔ خلیل پاشا کے قتل کے بعد مسند وزارت دو سال تک خالی رہی یہاں تک کہ آخر کار شہر ہور وزیر اعظم محمد پاشا کا اس عہدہ پر تقرر ہوا۔

قسطنطنیہ کی فتح نے اہل یورپ کو ترکوں کی آتش حدیں جلادیا۔ خاص کر پوپ ویمہ کا لکھتوس سوم جسکو یہ توقع تھی کہ وہ مشرقی اور مغربی رومی کنیسوں کو باہم ملا کر ایک دیگا اس خبر کی اطلاع پاتے ہی اس قدر براؤ و خنجر ہوا کہ جامعہ سے باہر ہو گیا اس نے فوراً ایک سیلیبی جنگ کی تیاری شروع کر دی جس میں وہ کامیاب بھی ہوا اور قسطنطنیہ سلطان محمد دوم میں یورپ کی متحدہ سپاہ یورپین صدر ٹرکی پر حملہ آور ہوئی۔ سلطان محمد فاتح بھی تیار ہو کر مقابلہ کے لئے اٹھا اور طوطہ لاکھ جان نثار فوج مع ۲۰ جنگی جہازوں کے یروش کے اہل یورپ کے مقابلہ پر جا پہنچا، سلطان نے شہر بلگر تہ اور السالنت سرویا کو فتح کیا اور تری دونوں سمتوں سے محاصرہ میں لیلیا اور قریب تھا کہ اُسے فتح بھی کرے لیکن اسی اثناء میں



جان ہونیاد ہنگری کا نامور سپہ سالار اہل بلگرید کی امداد کے لیے آ پہنچا اور اس نے عثمانی بیڑہ کا ایک حصہ تباہ کرنے کے بعد شہر میں داخل ہو کر راستہ نکال لیا، ہونیاد نے شہر میں پہنچ کر اس جرات و بہت سے اسکی مخالفت کا کام شروع کیا کہ سلطان بلگرید کا محاصرہ توڑنے پر مجبور ہو گیا کیونکہ ہونیاد کے ہاتھوں بہت سی ترکی فوج غارت ہو گئی تھی، مگر ہونیاد بھی ان لڑائیوں میں کاری زخم کھانے سے نہ بچ سکا اور ایسا زخمی ہوا کہ محاصرہ توڑنے کے بیس دنوں کے بعد اسی صدمہ سے مر گیا۔ سلطان کو ہونیاد کی خبر مرگ پہنچی تو اس نے محمود پاشا صدر اعظم کو دوبارہ ملک سربو یا پر حملہ آور ہونے کی واسطے ارسال کیا اور یہ سارا ملک عثمانی مقبوضات میں شامل ہو گیا، فتح سربو یا کے بعد سلطان نے میروزاور کی شہر کے راستہ سے موڑ کر آئیں کیا اور شہر کو زٹائن پر مع اس کے متعلقہ شہروں کے قبضہ کر لیا، کو زٹائن اور اس کے متعلقات کی فتح کے بعد تو ماس قسطنطین کے پاس کوئی ملک نہیں رہ گیا اور اس نے مملکت موڑہ میں پناہ لی، سلطان کا قصد تو یہی تھا کہ وہ اس قصبہ ملک موڑہ کو کامل طور سے فتح کر لے لیکن دیترویس کی عاجزی اور باجگاری پر رضامندی آڑے آگئی لیکن چند ہی روز بعد اس نے پھر سر اٹھایا تو سلطان اس کے ملک میں داخل ہو گیا جس سے تو ماس قسطنطین نے ایلانیا میں بھاگ کر پناہ لی اور دیترویس مجمع الجوارہ یونان کے کسی جزیرہ میں پہنچ کر مر گیا۔

ساتھ میں سربو یا کا ملک بجز شہر بلگرید کے بالکل فتح ہو گیا اور اس کی آزادی چھین لی گئی۔ ورنہ جنگ قوصوہ کے بعد سے یہ ملک سلطنت عثمانیہ کا باجگزار رہتا رہا تھا۔ بلگرید کا شہر حکمران ہنگری کے ہاتھوں میں رہنے کے باعث بچ گیا۔

### ناصرہ، سنیوب، اور طرابزون کی فتح

سلطان مراد مرحوم سربو یا اور یونان کے ملکوں پر فتیاب ہو کر ان باقیماندہ ملکوں کی فتح پر متوجہ ہوا تھا جو سواحل بحر اسود پر واقع اور اسوقت تک خود مختار و آزاد تھے، یہ تھے ناصرہ، سنیوب اور طرابزون، ناسی تھے جنہیں سے پہلا اہل جینو کا ماتحت تھا،

دوسرے شہر یعنی طرابزون پر قسطنطنیہ کے قیصری گھرانے کے ایک امیر کا قبضہ تھا جسے سترہویں صدی میں جنگوں کے دوران میں قسطنطنیہ پر تسلط کر لیا تھا۔ سترہویں صدی میں شہر ۳۳۰۰ پر سلطان کا قابو چلیا اور اسی سال میں اسے طرابزون کی حکومت بھی ورہم برہم کر ڈالی۔ سترہویں صدی میں امیر اوزون حسن ایک ایشیائی امیر نے بہت زور بھی لگایا کہ کسی طرح یہ ملک عثمانیوں کے قابو میں نہ آئے لیکن سلطان اُسپر دوبارہ قابو پا گیا اور وہاں کے بادشاہ کو مع اس کے خاندان کے قسطنطنیہ میں لاکر نظر بند کر لیا۔

شہر سنیوب پر اس سلطان نے یوں قبضہ کیا تھا کہ زمانہ سابق سے جو ہلاکی مکرانوں کا خاندان سنیوب اور قسطنطنیہ پر حاکم چلا آتا اور خاندان اسفندیار کے نام سے موسوم تھا اسکا آخری امیر اسماعیل بہک پاشا کے ہاتھوں مقہور ہوا، یہ خاندان اگرچہ دولت عثمانیہ کا باجگزار تھا لیکن تجورنگ کی نسل سے ہونے کے باعث دل میں اسکا سخت بدخواہ تھا اور اکثر اوقات یہاں فتنہ انگیزی کرتا رہتا تھا۔ سلطان نے دیکھا کہ یہ بظنی گھونسا ہر موقع پر مضرت پہنچاتا ہے تو اس نے ارادہ کر لیا کہ اب اسکا پوری طرح خاتمہ ہی کر دے۔ اسلئے برسی اور بحری فوج ایک سو سترہویں صدی میں اُسپر حملہ کیا اور آخر کار ایک سال کی مدت میں یہ بے ملک فتح ہی کر کے واپس آیا۔

ترکوں نے شہر طرابزون کا تعمیر کرنے کی حالت میں وہاں کے بندرگاہ میں ایک بڑا جہاز پایا تھا جسکی بار برداری کا وزن (۱۱۲) ٹن تھا، اس نمونہ کو دیکھ کر انہیں بڑے بڑے جہازات بنانے کا خیال پیدا ہوا۔ اور اسکو کارخانہ جہاز سازی میں لاکر دیا۔ یہی ایک جہاز تیار کیا لیکن یہ جہاز وزن میں نمونہ کے جہاز سے بہت بڑھ گیا تھا۔ اسی واسطے جب اسے پانی میں تیرایا گیا تو وہ دریا کی تہیں بیٹھ گیا اور اسکا نتیجہ انہوں نے یہ نکالا کہ کارخانہ کا موقع اچھا نہیں ہے اس لئے وہ کارخانہ کو اس کے موجودہ مقام پر منتقل کر لائے۔ سترہویں صدی میں افلاکی والوں نے سلطان کے پاس اپنے ظالم حکمران کے

لسہ مملکت رد مانیا کا ایک حصہ اور اس کے مغربی سمت میں واقع ہے۔ تاریخ ترکی میں اسکا ذکر

ہاتھوں سے تنگ کر فریاد کی تو سلطان نے ایک ترک افسر کی معرفت اُسے سمجھانے کا  
 عزم کیا اور حمزہ پاشا والی ویدین کو حکم دیا کہ تم اس نامتقل کو جا کر سمجھاؤ کہ رعایا کو ستانا  
 اچھا نہیں ہوتا۔ وہ امیر چکانام ولاڈ (کالا شیطان) تھا۔ بجائے اسکے کہ سلطان کی نصیحت  
 ماننا اُسے لڑنے بنات پر کرنا مدھی اور حمزہ پاشا عثمانی سفیر کو مع اُنکے ساتھیوں کے گرفتار کر کے  
 قتل کر ڈالا۔ سلطان اس واقعہ کی خبر پاتے ہی اُسپر حملہ آور ہونے کی تیاریاں کرنے لگا۔  
 مگر شہریر اور شام زہ ولاڈ سلطان کی آمد سے پہلے ہی ترکی مملکت کی حدود پر ٹوٹ مار  
 مچانے لگا، سلطان نے اپنے وزیر عظیم محمود پاشا کو اُنکی سرکوبی پر مامور کیا جو خشکی کی جانب  
 سے سپاہ جو آریک چلا اور سلطان نے جنگی بیڑہ کے ساتھ براہ دریا کوچ کیا، ترکی فوج  
 نے ولاڈ کی سپاہ کو پہلے ہی نہر کہ میں بالکل پامال کر دیا اور ولاڈ بھاگ کر ملک ہنگری  
 کو چلا گیا۔ سلطان نے مغرور بادشاہ کے بھائی اڈولف نامی کو ملک افلاق کا حکمران بنا کر  
 فتح و ظفر کے ساتھ دارالملک کی جانب رجعت فرمائی +

## مڈیلی کی فتح

سلطان فاتح مذکورہ بالا لڑائیوں سے فارغ ہو چکا تو اس نے اپنی کل توجہ بحری قوت  
 بڑھانے میں صرف کرنی آغاز کی اور عثمانی جنگی جہازات ہندقیہ والوں کے جہازوں کی شکل پر  
 بنوائے، ہر سال ترکی جنگی جہازوں کا بیڑہ بحر جمع البحر اریونان میں ٹھکڑے کیا کرتا اور  
 بحری جنگ کی ہمارت دکھایا کرتا تھا۔ مگر جزیرہ ڈالنی چونکہ آبنائے ڈارڈنلز کے عین راستہ  
 پر واقع تھا لہذا سپر ہندقیہ والوں کا قبضہ تھا سلطان کا مصمم ارادہ ہو گیا کہ اُسے ترکی ہلاک  
 میں شامل کیا جائے چنانچہ ۱۵۷۱ء میں محمود پاشا وزیر عظیم تہی سپاہ کے ساتھ اور خود سلطان  
 آستانہ اور کلیپولی کے بیڑوں کو لیکر اُسپر حملہ آور ہوا، ترکی سپاہ نے ساحل اناطولیا پر اتر کر  
 شہر کا محاصرہ شروع کیا اور بہت جلد وہاں کے حاکم نے اطاعت مان لی جسکے بعد وہاں  
 ترکوں کا تسلط حکم ہو گیا اور سلطان نے شہر قسطنطنیہ کے اُس بحری راستہ پر جو ولاڈ  
 نل میں ہو کر آتا ہے جنگی استعمارات بنانے شروع کر دیئے +

## ملک بوسینیا کی فتح

بوسینیا کا حکمران مملکت سرویا کے معاملات میں اپنی مداخلت کی ناکامی دیکھ کر ادھر سے مایوس ہو گیا تو اُس نے اپنا سالانہ خراج روک دیا۔ اور خاص کر اس نے اُسے اُدھی تہر کی جو اُسے پیدا ہوئی کہ اُس نے سلطان فاتح اور ہندقیہ والوں کے آپس میں جنگ چھڑنے کا سامان ہوتے دیکھا، سلطان کو اس حالت کا علم ہوا تو اُس نے اپنے وزیروں سے مشورہ کر کے پہلے بوسینیا ہی پر حملہ آور ہونے کی تجویز پیش کر دی۔ اور مشورہ میں اس ملک پر وزیر اعظم محمود پاشا کو ردہ اندہ کیا گیا، شاہ بوسینیا ترکی سپاہ کے ہاتھوں سے مارا مارا پھرتا ہوا شہر کلچہ میں قلعہ بند ہو گیا۔ اور آخر کار اپنے آپس میں تابعدار مت نہ پا کر عاجزی کے ساتھ طلبکار غفور ہوا۔ ترکوں نے اُسے گرفتار کر لیا اور باقی ماندہ شہروں کو بھی زیر کر کے یہ ملک مکمل طور سے فتح کر لیا جب سلطان ادھر سے واپس آگیا تو ہونیا کے بیٹے متیاس کو رفین نے بوسینیا پر حملہ کر دیا اور سلطان کو دوبارہ اُسکی سرکوبی کے لئے فوج کشی کرنی پڑی اور ہنگری والوں کو بے شمار قتل و خونریزی کے بعد اس ملک سے نکال دیا گیا، اسوقت سے بوسینیا کا صوبہ عثمانی ملک میں شامل کر لیا گیا۔ اور وہاں بھتر کفایت محافظ ترکی سپاہ رکھی جانے لگی۔ زان بعد اس ملک کے اکثر اشراف دلی رغبت سے مشرف باسلام بھی ہو گئے۔

ہندقیہ والے ہمیشہ اس کوشش میں سرگرم رہتے تھے کہ کسی طرح ترکوں کو ملک ہونہ سے نکال دیں لیکن وہ ان مقاموں میں بغاوت برپا کرتے رہتے اور انہوں نے بیشمار عثمانی ترکوں کو قتل کر دیا تھا، اور اپنے ساتھ جہازوں کا بیڑہ لاکر مقام انیوز پر قبضہ بھی کر لیا تھا۔ چنانچہ اسی وجہ سے ترکوں کو ان سے بڑی جنگیں شروع کر دینے کا خیال پیدا ہوا اور سولہ سال تک بائین میں سخت جھگڑی ہوئی جس سے یہ جہاں جیساکہ انجام یہ ہوا کہ آخر کار ترکوں نے بڑی جہاز پر قبضہ کر لیا جو کچھ وہاں کے جہازوں میں اہل ہندقیہ کی نو آبادیات کا مرکز مقام تھا۔ یہ واقعہ سن ۱۵۹۵ء کے ہے۔ محمود پاشا وزیر اعظم نے اس

جزیرہ کو فتح کیا جو ایک سو جنگی جہازوں کے بیڑہ سے اسپر حملہ آور ہوا تھا۔ جنگ مذکور کے دوران میں امیر البحر نیکو کس کو مائل کی ماتحتی میں ایک بندیہ کا جنگی بیڑہ جس میں اسی جہاز تھے جزیرہ والوں کی مدد کے لئے بھی آیا لیکن وہ یہاں کے قلعہ پر ترکی نشان اڑتا دیکھ کر پلاس پاندارس کی طرف بھاگ گیا۔ بندیہ والوں کا قلعہ فتح کر کے سلطان فاتح نے ایشیائی مقبوضات کی اصلاح پر توجہ مائل کی جہاں کی چھوٹی چھوٹی طوائف الملوکی حکومتیں رات دن ہنگامہ پر وازی میں سرگرم رہتی تھیں اور عثمانی حکومت کے راہ میں کانٹے بونے سے باز نہیں آتی تھیں چنانچہ اس نے قرآن کی حکومت کا یہ فیصلہ کیا کہ اس کی آزادی پامال کر کے اسے قلمرو عثمانیہ کا جزو بنالیا اور وہاں کے امیر اسحق بک کو گرفتار کر لیا، اسی طرح دولت علیہ کے سخت ترین دشمن اردون حسن کی قوت کا بھی خاتمہ کر دیا جو تیمورتنگ کا خلیفہ دریلے جیوں و فرات کے مشرقی و مغربی ممالک پر قابض تھا اور پھر وہ دولت علیہ کے مقابلہ میں کبھی سر نہ اٹھا سکا۔

## فتح کریمیا

مشرقی روس، جزیرہ نما کریمیا، اور تمام وہ مقامات جو بحر اسود کے شمال میں واقع ہیں ان پر جنگیز خان ہلاکو کے زمانہ سے تاتاری امیروں کی حکومت چلی آتی تھی اور یہ گروہ تیمورتنگ کے عہد میں قبول اسلام سے ہی مشتق ہو گئے، تیمور نے ممالک تاتاران، اوردوران، کریمیا، اور قجاق کے بسکے تاتاریوں کو متحد بنا کر ان کو قجاق کی حکومت میں ترتیب دی، اور یہ حکومتیں ایک عرصہ تک قوی اور فاتح رہ کر حکمرانی کرتی رہیں مگر ایک مدت گزر جانے کے بعد انہیں کمزوریاں اور بد انتظامیاں پیدا نمایاں ہو گئیں اور اہل تہذیب اس موقع سے فائدہ اٹھا کر آذاق، کفہ، اور شکوبہ، وغیرہ بندر گاہوں کو فتح کر کے یہاں پہنچے تاتاریوں کو اس کے بعد ان کے لئے ایک اور اندرونی جنگوں کے سامنے لائے۔

سلطان محمد فاتح نے اپنے وزیر اعظم کریم احمد پاشا کو جو محمود پاشا کی معزولی کے بعد  
 عہدہ وزارت پر فائز ہوا تھا۔ مذکورہ بالا مقامات کو اہل قسطنطنیہ سے واپس لینے کے لئے  
 ارسال کیا اور وزیر مذکورہ میں جنگی جہازوں کا بیڑہ لیکر ان بندرگاہوں پر جا پہنچا  
 جنہیں متعدد لڑائیوں کے بعد اہل قسطنطنیہ سے چھین لیا اور وہاں سے نکال باہر کر دیا۔  
 اسی اثنا میں اتفاق سے قیچاق کے آخری تاجدار حاجی کراے کا انتقال ہو گیا اور اس کے  
 بارہ بیٹوں میں تخت سلطنت کی باہرستہ جنگ چھڑ گئی مدت تک وہ لوگ آپس میں لڑتے  
 رہے جس سے یہ سلطنت بیکمزور ہو گئی اور ملک میں ہر طرف بد امنی پھیل گئی عظیم الشان  
 حکومت قیچاق کے متعدد حصے بخرے ہو جانے سے اس کے رعب و داب میں بھی فرق  
 آ گیا تھا اس لئے کریمیا کے حاکموں اور معزز لوگوں نے ایک محضر تیار کر کے سلطان عثمان  
 کے پاس ارسال کیا جس میں یہ درخواست کی گئی تھی کہ وہ قیچاق کے شہزادوں میں باہم  
 صلح کرادے اور ملک میں امن و امان قائم کرنے کی زحمت گوارا کرے، اتفاق وقت  
 سے ترکی بیڑہ جہازات نے جغیہا کے بیڑہ پر فتیہ پا کر وہاں کے جو لوگ گرفتار کئے تھے  
 انہیں ایک حاجی کراے کا بیٹا مسیحی بہ منکلی کراے بھی تھا اور سلطان کو اس کے  
 حالات کا علم ہوا تو اس نے اس کی بہت کچھ قدر و منزلت کر کے وہ محضر اسے بھی دکھایا۔  
 پھر اسے خان کریمیا مقرر کر کے خلعت و ماہی مراتب دیکر اس کے ملک کو بھیجا۔ پھر  
 اسی وقت سے کریمیا کا ملک ترکی حکومت کا ایک ممتاز صوبہ بن گیا۔ اور وہاں کریمیا کی  
 قوا عثمانی لوگوں کے تابو میں آ گئے۔ پھر ترکی بیڑہ جسے کفہ کو فتح کیا تھا بندرگاہ آق  
 کرمان پر بھی حملہ آور ہوا اور اسے مستح کر کے دریائے ڈنیوب میں گھس پڑا۔ تاکہ ملک  
 بغداد پر حملہ آور ہو۔ جہاں سلطان فاتح ایک بہاری لشکر لیکر منکلی کی طرف سے حملہ آور  
 ہو چکا تھا لیکن ترکوں کو اس ملک کے میدانوں اور جنگلوں سے واقفیت نہ تھی اس  
 واسطے وہ ناکام رہے اور پسپا ہونے پر مجبور ہوئے۔ ترکوں کی اس واپسی نے قسطنطنیہ  
 چہارم حکمران بغداد کو ایسی شہرت عطا کی کہ پوپ روم نے اسکو حامی دین عیسوی  
 کا معزز لقب عطا کیا اور سلطان فاتح نے بغداد سے ناکام بائیکاٹ معذرت چند روز بعد

دوسری طرف یوں حاصل کر لیا کہ وہ ۱۷۷۵ء میں بندقیہ والوں کی بہت بڑی  
 املاک پر قابض ہو گیا اور کرویسیا اور ڈیلاشیہ کی دونوں اقلیتوں سے قوت حاصل  
 حاصل کرتا ہوا آگے بڑھ گیا تو بندقیہ والوں کو یہ خوف درہنگہ ہوا کہ کہیں ترک ہمارے  
 اصلی شہر پر بھی نہ قابض ہو جائیں۔ اسلئے انہوں نے ایک لاکھ اشرافیاں سالانہ  
 خراج دینے کی شرط پر سلطان سے مصالحت کر لی۔ اور شہر کو قیا یعنی آٹھ ہزار سو  
 اسکندربک البانی کا پائے تخت تھا وہ بھی ترکوں کو دلچسپی دیدیا کیونکہ حکومت  
 ترکوں نے اسکندربک کو البانیا سے شکست دیکر نکال دیا تھا تو وہ بندقیہ والوں کے  
 پاس آکر پناہ گزین ہوا اور اپنی وفات کے وقت انکو اپنا وارث بنا گیا تھا۔ بعد ازیں  
 سلطان فاتح نے نہادقے کی مقامات اور بھی فتح کئے اور شہر اشقوورہ پر چومکا  
 یہ ضروری مقام تھا تسلط کر لیا البتہ بندقیہ والوں کو چھ تجارتی رعایتیں ان مقاموں  
 میں عطا کر دی گئیں۔ اور ۱۷۸۵ء میں اس معاہدہ پر جانیوں نے دستخط کئے۔

فاضل مورخ فرید بک لکھتا ہے کہ عثمانیہ حکومت نے معاملات یورپ میں دخل  
 دینے کے لئے سب سے پہلا قدم ہی بڑایا تھا کیونکہ ان دنوں بندقیہ کی جمہوری حکومت  
 یورپ کی سب سے بڑی تجارتی اور بحری حکومت تھی اور اگر دنیا میں کوئی دوسری  
 حکومت اس کی ہمسرہ تھی تو وہ ایک جمہور کی جمہوری حکومت تھی۔

۱۷۸۵ء میں ترکوں نے صوبہ البانیا پر قبضہ کر لیا تو اسکندربک کے دادا کسٹریوکا گھرانہ  
 جو وہاں حکومت پر تھا البانیا سے کلکرائلی کے صوبہ نابولی میں چلا گیا اور نابولی کے حاکم  
 نے انکو کچھ جاگیر اور زمین بغرض سکونت عطا کی پھر اہل البانیا کا ایک اور فرقہ بھی وہاں جا رہا  
 اور عثمانیہ نابولی نے انہیں کلایا کے خطہ میں سکونت کی اجازت دی، ترک لوگ بوسنیہ  
 اور البانیا کے ملکوں پر قابض ہو چکے تو انکو اہل بندقیہ اور اہل ایٹالیا کے ملکوں پر چھاپے  
 مارنے کا بہت عمدہ موقع مل گیا۔ اور وزیر کردیکہ احمد پاشا کو ایٹالیا کے شہر اورٹرانٹ  
 اور اس کے مضافات پر قابض ہو جانیکا موقع مل گیا۔ یہ شہر عرصہ تک ترکوں کے قبضہ  
 میں رہا۔ مگر سلطان فاتح کی وفات اور وزیر کردیکہ احمد پاشا کی حکومت ولایت تھوکیا کو

مصر وادی کے بعد اہل فرنگ نے پھر یہ شہر ترکوں سے چھین لیا۔ مورخین بیان کرتے ہیں کہ پوپ روم میں سکونت چارم کو جب عثمانی جنگی بیڑہ کی قوت اور شہر ٹرنٹا کے فتح کرنے میں اس کی نمایاں کامیابی کا علم ہوا۔ نیز اسے یہ بتا لگا کہ اب ترکوں کا ارادہ تمام ملک اٹلی فتح کر لینے کا ہے تو اس نے کوہستان آپس میں بھاگ جائیگی تیاریاں شروع کر دیں مگر قضا و قدر اور موجودہ حالات نے دولت عثمانیہ کو اس عظیم الشان کام سے انجام تک پہنچانے کی ہمت نہیں دی۔ لہذا یہ ملک فتح نہ ہو سکا۔

سلسلہ میں سلطان محمود نے ایک بیڑہ تیس جنگی جہازوں کا بکستنجی قوچہ ایللی کی آستھی میں قلعہ بونہ کی فتح کیلئے ارسال کیا جو اب تک جینیوا والوں کے قابو میں تھا اور سمندر میں اٹالی کے نزدیک واقع تھا۔ کہ ایک احمد پاشا کو اسکے فتح کا موقع نہیں ملا ورنہ وہ کرینیا پر قابض ہونے کے ساتھ ہی اسکے بھی لے لے ڈالنا اسکے علاوہ سلطان مذکور نے بوزچہ لہ اور لٹاؤس کے جزیروں میں بھی قلعے تعمیر کئے اور شہر بسانے کا حکم دیا کیونکہ یہ دونوں مقام بحر روم کے دریائی ڈاکوؤں کے جائے پناہ بن گئے تھے چنانچہ یہاں ترکی قلعوں کی تیاری سے بحری رستہ بہت مامون ہو گیا۔ نیز اسی سال میں سلطان غلیخ اور سلطان خوشقدم حکمران مصر کے مابین ناچاقی ہو گئی جسکی وجہ یہ تھی کہ والی مصر نے امیر ارسلان حاکم عرش کو حالت غازیہ میں قتل کر کے اس کی جگہ اسکے بھائی برادر باگ کو عرش کا حاکم بنا دیا۔ اور یہ مقام سلطان کے زیر اثر تھا چنانچہ اس نے اس واقعہ کی خبر پانچ تھے ہی ارسلان کے تیسہ سو سے بھائی شہسوار بک کو جو دربار سلطانی میں حاضر تھا کاتی قوت دیکر عرش پر قابض ہونے کے لئے ارسال کر دیا اور ذاتی ایک پہاگ کو دوبارہ حاکم مصر کے پاس پناہ گزین ہوا، سلطنت عثمانیہ اور حکایت مصر کے مابین ان بن ہو جانے کی یہ بنیاد تھی اور اسی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمیشہ چھوٹے چھوٹے قلعے بننے لگے کہ سلطان بیہم خان نے مصر پر تسلط کر کے پیراگتہ کی حکومت برپا کر ڈالی +

جزیرہ رودس پر پہلا حملہ۔ جسے ہمیں سلطان غلیخ کو اطلاع ملی کہ جسذیرہ



روڈس کے امیر کے جنگی جہازات عثمانی جہازوں پر حملہ آور ہوئے رہتے  
 ہیں اور عام لوٹ مار چایا کرتے ہیں تو سلطان نے مسیحی ارادہ کر لیا کہ اس کاٹے کو  
 بھی راستہ سے دور کرنا چاہئے۔ روڈس کا امیر ان صلیبی مجاہدین کے کسی امیر کی نسل  
 سے تھا جو ملک شام سے خاج کے جانے کے بعد اس جزیرہ پر قابض ہو کر یہاں توطن  
 اختیار کر چکے تھے اور انہوں نے اس میں بہت سے مستحکم قلعے تعمیر کرائے تھے۔ سلطان  
 نے ۱۶۰۰ء جنگی جہازوں کا بیڑہ بہ نامی مسیحی پاشا کے اس جزیرہ پر قبضہ کرنے کے  
 لئے روانہ کیا، ان جہازوں پر ایک لاکھ کے قریب ترکی سپاہی تھے۔ اس لشکر نے  
 جزیرہ روڈس میں پہنچ کر شہر کا محاصرہ کر لیا اور چند دنوں کے بعد بعض مختصر قلعے  
 فتح بھی کر لئے لیکن مسیحی پاشا نے چونکہ فوج کو مال غنیمت پر لالچ ڈالنے سے روکنا  
 اس لئے وہ کچھ بدول ہو گئے اور هجوم میں سستی کرنے لگے، آخر تین ماہ کے محاصرہ کے  
 بعد یہ سپہ سالار وہاں سے واپس چلا آیا۔ اور جزیرہ روڈس کی فتح پچاس سال کے  
 لئے موخر ہو گئی، سلطان فاتح کو اس ناکامی سے بددلی نہیں ہوئی بلکہ اسکا جوش  
 فتوحات اور بڑھتا گیا شہنشاہ میں اس نے پھر دو عظیم الشان لشکر تیار کئے جنہیں  
 ایک فوج کو جزیرہ قبرس کی فتح پر مامور کیا اور دوسرا لشکر اپنے جہاد میں لیکر مملکت  
 ایران کے فتح کرنے کو چلا لگا ابھی وہ راستہ ہی میں تھا کہ اسکا پیام اہل آپہنچا  
 سلطان فاتح کے زمانہ میں ترکی بحری قوت نے بیدار ترقی حاصل کی بلکہ  
 مورخین نے اسے سلطنت عثمانیہ کی بحری قوت کا بانی مانتا ہے، نیز اس کے  
 عہد میں ترکوں نے بے شمار قیمتی فتوحات حاصل کیں جن سے یہ نسبت سابق حکومت  
 کی شان اور بڑھ گئی اور وہ تقریباً بحر اسود کے تمام اطراف، پورے بحیرہ مارمورا،  
 اور مجمع البحرین، اتر یونان کے بیشتر حصہ پر قابض و متصرف ہو گئی، اور ان سب باتوں  
 کو نظر انداز کر کے اگر صرف فتح قسطنطنیہ ہی اسے حاصل ہوئی تو یہی اس کے فخر و مباہلتا  
 لئے اصلی نام مایٹس تھا۔ یہ قیصر روم کے عزیزوں میں سے تھا فتح قسطنطنیہ کے بعد  
 مسلمان ہو گیا اور اسلام کی بہت کچھ خدمت کی۔

کے لئے کافی تھی۔ سلطان فاتحِ فزہ فرزندِ نرینہ چھوٹی اول امیر بایزید اور دوم امیر جم  
وہ بڑا جلیل القدر بادشاہ تھا اُسکے فضائل اور محاسن شمار میں نہیں آسکتے۔ علم اور علماء  
کی بیحد قدر کرتا تھا، صاحبِ کرم تھا، دانشمندی میں اپنے زمانہ کا فرد مانا گیا ہے۔ کثرت  
فتوحات کے باعث اُسے دنیا کے نامور فاتحین کی صف میں جگہ ملی ہے، شہر ایستنبول  
کی فتح اور بندقیہ والوں کے جنگی بیڑہ کی شکست اسی کے ہاتھوں سے ظہور پذیر ہوئی۔  
آخر اُس نے بندقیہ والوں سے خراج وصول کر کے دم یا اٹلی کے کئی ایک نامی شہر  
فتح کر لئے اور سارا ملک فتح کرنے پر آمادہ تھا، سلطنتِ طرابلس کے وہابیوں نے اُس کو  
کاش اگر موت اُسکو جہت دیتی تو وہ اپنے ہاتھ سے منصوبے بالکل مکمل کر جاتا  
اور آج یورپ کا بہت بڑا رقبہ ترکی کے قبضہ میں نظر آتا۔ اُس نے (۳۲) سال فاتح  
اور با اقبال ہونے کی حیثیت سے حکومت کر کے ۸۸۶ھ میں بمقام لکبوتہ داعی اجل کو  
لے گیا کہا اور اپنی جامع مسجد میں جو اُس نے قسطنطنیہ میں بنائی تھی دفن کیا گیا، وہ  
اپنی وفات سے قبل دو فوجیں خاص اس غرض سے تیار کر رہا تھا کہ ایک کو جزیرہ  
روڈس پر حملہ آور ہونے کے لئے ارسال کر دیا اور دوسری سپاہ ہمارہ کا بلیک روپ  
کے مقرر حکومت شہر رومیہ پر حملہ آور ہو گا۔

اس عظیم المرتبت سلطان کے عہد کا مدین کا زمانہ شہر قسطنطنیہ کی فتح سے ہے کہ  
جس نے دولتِ عثمانیہ کی ترقی کا سنگ بنیاد رکھ دیا۔ اور اُسکے تمام بکھرے ہوئے اجزا  
پایہ متصل و پیوست کر دیئے۔ کیونکہ قسطنطنیہ کی حکومت اندرونی مفسدہ پردازوں کو  
ہمیشہ سلطنتِ عثمانیہ کی جڑیں کھوکھلی کرتی رہتی تھی۔ اور چاروں طرف عثمانی قبضہ  
کے وسط میں ایک مستقل حکومت کا باقی رہنا سخت مُضر تھا۔ چنانچہ اس تاریخی شہر  
کی فتح کے بعد پائے تخت دولتِ عثمانیہ اسی کو قرار دیا گیا۔ جہاں سے جنوب و شمال  
مشرق و مغرب ہر چار اطراف سلطنت کی بخوبی نگراں کیا جاسکتی ہے کیونکہ یہ ترکی ممالک  
کے عین وسط میں واقع ہے۔

سلطان فاتحِ تہذیب اور علم کے لحاظ سے بھی اپنے زمانہ کا سب سے بڑا بادشاہ

تھا۔ عربی، فارسی، ترکی، یونانی، اور لاطینی وغیرہ متعدد زبانیں بہت عمدگی سے  
 جانتا اور کچھ پڑھ سکتا تھا، فنِ تصویر سے اُسے بھی دلچسپی تھی، اور اُس زمانہ میں علومِ نجوم پڑھنا  
 تاریخ، اور ریاضی سے متعلق ہیں۔ قدیم معادلات بہم پہنچ سکتی تھی اتنی اُسے حاصل تھی۔  
 ہندو قیہ اور جیوہاس کے شعرا جولاہینی زبان کے قصائد اُنکی صبح میں کہتے تھے، اُنکو بخوبی  
 پڑھ لیتا تھا۔ حکیم بلوچا دھس کی تصانیف اُس کے زیر مطالعہ رہتی تھیں اور اسکندر اعظم  
 جولیس سیرز وغیرہ دنیا کے نامور دانشوروں کے کارنامے پیش نظر رکھ کر اُنکا ہمسریہ کی  
 سعی کیا کرتا تھا، یورپ کے مخالف مومنین بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ سلطان محمد  
 ثنائی علم کا بہت بڑا سرپرست اور اپنے عہد کا بے نظیر صاحبِ معلومات تھا، اُس نے  
 ہندو قیہ کے معنی پہلی پہلی کتابیں لکھی تھیں، کمال سنگھ اسے اپنے دربار میں طلب کیا۔ اور  
 بہت کچھ خاطر و مدارات سے ملا پھر بے شمار انعام اور عہد اہرات کا کٹھن اور سونے کا  
 تاج عطا کر کے بعزت اُسکے وطن بھجوا دیا، وہ خود ان عالموں اور فقیہوں کے محتاجات  
 میں شامل ہوا کرتا تھا جو علم کے اعلیٰ درجہ کی ڈگریاں حاصل کرنے کے امیدوار  
 ہوتے تھے، غرض کہ اُس نے علم کی شان بڑھانے اور اُسے امداد دینے  
 میں بہت کوشش کی۔

## (۸) سلطان الغازی بایزید خان دوم

۸۹۱ھ

۸۸۶ھ

سلطان محمد فاتح کی وفات کے وقت اُسکا بیٹا سلطان بایزید دوم صوبہ  
 آناطیا میں تھا جہاں کا وہ عالی اور حاکم تھا، باپ کی غیر وفات پر اُس نے آناطیا میں قیام کیا۔  
 وہاں بیچری فوج میں آفت برپا ہوئی، اُن لوگوں نے بغاوت کر کہ بہت سے قتل  
 لوگوں کے گھر لوٹ لے گئے۔ اور صوبہ اعظم قرانی قریب اُنکو قتل کر ڈالا تھا، کیونکہ اُس  
 سلطان کی غیر وفات اس خیال سے تھی کہ اُنکی جگہ اُنکو ہی بیٹا ہوگا، اُنکو قتل کرنے کا ارادہ



THE UNIVERSITY OF CHICAGO  
LIBRARY



کرے گا مگر تیسرا زور داری بن نہ پڑی، ایک قول یہ ہے کہ وزیر مذکور دل سے امیر تجم کی جگہ مرنے کو پسند کرتا تھا اور اسے عقیدہ یہاں تک کہ یہاں بھی تھا لیکن بنی چریوں کو اس امر کی اطلاع مل گئی اور وہ اپنی کرنی کر گزرے۔ وہ خوش فہمی سے اس کی پٹا مخالف استنبول ایک ایسی چال چلائے کہ کامیاب ہو گیا جس سے لوگوں میں اطمینان پیدا ہوا یعنی اس نے سلطان کے ایک بیٹے امیر قورقو کی وقتی معیت کر لی تاکہ اہل واث تحت سے آئے تاکہ انتظام ملک بہتر ہوئے پاسے، انھوں دن سلطان باغیہ قسطنطنیہ میں پہنچا تو اس نے یہ شرط پڑھ کر کہ اس دن دامن پھیلانے کی کوشش کی اور بنی چری سپاہ کو انعامات دینے کا وعدہ کر کے انکی شورش شانی لیکن اس طریقہ عمل سے یہ چری رسم کل آن کہ ہر نئے سلطان کی شورش نشینی یہ بنی چری فوج شورش و کھار انعامات وصول کرتی تھی اور خزانہ کو خالی بنا دیتی۔ اس رسم سے حکومت کو بڑی بڑی خسارات کا سامنا ہوتا رہا مگر عیوری بھی بغیر اس کے کام بھی نہیں چل سکتا تھا۔

### امیر تجم کے حالات

یہ شہزادہ قوتیہ کا گورنر تھا مگر اس کے دل میں تخت و تاج کی ہوس جاگ رہی تھی وہ چاہتا تھا کہ یا بلا منازعت اللہ سے حکمرانی کرے اور بھائی کے ساتھ فریک حکومت ہو، بہت سے انقلاب پسند امرا سے ملک اور ارکان سلطنت بھی باطن اس سے ساز باز رکھتے تھے چنانچہ جب اسے اپنی امید سرسبز ہوتی نظر آئی تو اس نے بھائی کے مقابلہ پر بغاوت کا اعلان کر دیا اور بہت جلد کافی طاقت جمع کر کے ٹوٹ مار کرنے لگا۔ سلطان باغیہ دوم کو بھائی کے ارادوں کی اطلاع ہوئی تو وہ اس شورش کے انجام بد سے ڈر گیا اور خوش محو ہو کر آیا اس پاشا کے مریدان ایک بھاری فوج امیر تجم کے مقابلہ پر ارسال کی مگر امیر تجم نے اس سلطانی سپاہ کو شکست دیکر اس کے بہت سے افریقہ سپہ سالار مذکور کے گرفتار کر لئے۔ پھر وہ آگے بڑھا اور شہر بروصہ کو فتح کر لئے پر تل گیا، اٹلیان شہر نے بڑی فراخ دلی کے ساتھ شہر اس کے حوالہ

کر دیا۔ اور امیر جم اس شہر کا ضروری انتظام کے کے اس کے متعلق جملہ مقامات پر قابض ہو گیا، اب اس کی حکومت اس قدر وسیع ہو گئی تھی کہ وہ اپنا سکہ چلانے اور خطبہ پڑھانے لگا، وزیر سپہ سالار اور جملہ اہل کان سلطنت مقرر کر لئے۔ سلطان بایزید دوم یہ خبر معلوم کر کے آہ بھی متوحش ہوا اور اس نے اپنے وزیروں سے مشورہ کیا کہ جم کا کیا علاج کرنا چاہئے۔ صلاح یہ قرار پائی کہ کسی حیلہ سے امیر جم کے منتظم امور سلطنت لالہ یعقوب کو توڑ لیا جائے، چنانچہ وہ اس پھال میں کامیاب ہوئے اور امیر جم کی فوجی قوت کمزور ہو گئی پھر سلطان بایزید کی سپہا نے امیر جم کی فوج کو شکست دی اور امیر جم زخمی ہو کر قونیہ کو بھاگ گیا جہاں اس نے قرآن کی اولاد کے پاس پناہ لی مگر سلطانی افواج تعاقب میں ہونے سے وہاں بھی قدم نہ ٹھیرے اور شاہ مصر کے پاس چلا گیا جس کا نام قایتباؤ تھا۔ سلطان بایزید نے مالک قرآن پر اس غصہ میں حملہ کر دیا کہ اس کے حاکم نے امیر جم کا ساتھ دیا تھا اور یہ ملک فتح کر کے اپنے بیٹے شہزادہ عبدالعزیز کو واپس کا حکمران بنا دیا پھر آستانہ میں واپس آکر وزیر اسحاق پاشا کو معزول بنا کر سلاویک کی طرف جلا وطن کر دیا اور بجائے اس کے داؤد پاشا کو صدر اعظم کے عہدہ پر مامور کیا، پھر اس نے انتظام سلطنت درست کرنے پر کمر باندھی، بابغالی کو منتظم کیا اور حکومت کے چار وزیر مقرر کئے، اسی اثناء میں قرآن کے سابق امیر قاسم بک نے شہزادہ عبدالعزیز پر حملہ کر دیا۔ اور سلطان نے ہر تک زادہ احمد پاشا کو کافی فوج کے ساتھ امیر عبدالعزیز کی کمک پر ارسال کیا اور احمد پاشا نے قاسم بک کو شکست دیکر اس کا لشکر تتر بتر کر دیا۔ قاسم بک اپنا جھنڈا پرانگندہ ہو جانے کے بعد طرسوس کو بھاگ گیا۔

امیر جم قایتباؤ کے پاس پناہ لینے کے بعد حج کو گیا اور چھ مہینے واپس آ گیا۔ تو قایتباؤ نے اس میں اور سلطان بایزید میں باہم مصالحت کر دینی چاہی مگر اسے کامیابی نہ ہوئی تو امیر جم نے ہوس تاج و تخت کے ہوشیار قاسم بک کے ساتھ خط و کتابت شروع کر دی اور اس سے اپنا شریک بنا کر سلطان بایزید سے دوبارہ

مقابلہ کی ٹھان لی گئی ایک اور امیر بھی انکے ساتھ ہو گئے لیکن سلطان باغیچہ کی سپاہ  
 نے ہاتھ پیچ کر دیکھ پاشا امیر جم کی فوج کو کہ ہستان طور روس کے دامن میں شکست  
 دی اور امیر جم زمین کا گنہ گار ہو کر ہار مارا پھر تاجپور ہوا جزیرہ روڈس کو چلا گیا جہاں  
 نائٹوں نے اسے بڑی خاطر وادات کے ساتھ لپیٹے یہاں جگہ دی، امیر جم نے اب  
 سے پہلے بار بار اس بات کی کوشش کی تھی کہ بھائی کے ساتھ صلح کر لے اور کچھ  
 صوبجات کی حکومت حاصل کر کے بارام زندگی بسر کرے لیکن سلطان باغیچہ اس کی  
 شرارت سے ڈر گیا تھا لہذا اس نے یہ بات نہ ظاہر نہیں کی اور جب سلطان کو خبر ملی کہ امیر  
 جم روڈس کے نائٹوں کے یہاں پہنچا ہے تو اس نے ان نائٹوں کو امیر جم کے نظربند  
 رکھنے کا پیام بھیج دیا جس کے معاوضہ میں انکو سالانہ (۲۵۰۰۰) اشرفیاں دینے کے علاوہ یہ  
 بھی وعدہ کیا کہ انکی حکومت پر کبھی حملہ نہ کرے گا۔ نائٹوں نے اس بات کو منظرہ کر لیا اور  
 مدت تک اپنے وعدہ کو بخوبی تیار رہے، گو ہنگری اور جرمنی کے بادشاہوں نے  
 ان سے امیر جم کو طلب بھی کیا لیکن وہ رضی نہیں ہوئے اور سات سال تک اپنے  
 یہاں زیر حراست رکھنے کے بعد آخر پاپائیوس ہسٹم کے سپرد کر دیا جس نے سلطان  
 باغیچہ سے خط و کتابت کر کے امیر جم کو اپنے پاس نظربند رکھنے کی اجازت ملی تھی۔  
 اور جو رقم سلطان کی طرف سے نائٹوں کو دی جاتی تھی وہ اپنے نام جاری کر لی۔ پوپ  
 مذکور کی وفات تک شہزادہ جم وہیں نظر بند رہا مگر جب انوستان کی جگہ پر پوپ  
 الگزینڈر بورگا مقرر ہوا تو اس نے تین لاکھ اشرفیاں سلطان سے طلب کیں جس کے معاوضہ میں  
 وہ امیر جم کو قتل کر دیا لیکن اسی اثنا میں شاہل شہتم شاہ فرانس نے ملک اٹالیا پر  
 حملہ کر دیا جس کا اصل مدعا شہر قسطنطنیہ کا فتح کرنا تھا اور وہ بدعتیہ اور البانیاء کے راستہ  
 سے شہر مذکور پر پہنچا اور ہونیکا عازم تھا (اسی واسطے اس نے مقدونیا اور یونان میں  
 مفسدہ انگیز خیالات پھیلانے والوں کی جماعتیں پہلے سے بھیج دی تھیں تاکہ ترکوں کو  
 اندرونی اور بیرونی دونوں قسم کے محصوروں میں پھنسا کر پریشان کر دیں اٹالیا کے ایک  
 ملک نابولی بادشاہ اور بدعتیہ کی جمہوری حکومت کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر فرانس انکی



یہ آرزو برآئی تو چہاری خیر نہیں اسلئے انہوں نے سلطان بایزید خاں کو شاہ فرانس کے منصوبوں سے اطلاع دیدی اور کہا کہ آپ اپنی ایک زبردست سپاہ اٹلی کی جانب بھیجیں اور اندرونی فسادات کی بھی روک تھام کا انتظام کریں۔ شاہ فرانس نے شہر رومیر کا محاصرہ کر کے پوپ کے درجہ دست کی کہ وہ عثمانی شہزادہ جم کو اس کے حوالہ کر دے تاکہ اُسے اپنی کار برآری کا وسیلہ بنا سکوں۔ پوپ نے عجمری کے عالم میں اسکی یہ درخواست منظور کر لی۔ اور ایک تول یہ ہے کہ پوپ نے امیر جم کو شاہ فرانس کے حوالہ کرنے سے پہلے زہر دیدیا تھا۔ بہر حال امیر جم کچھ دنوں فرانسسی فوج کے ساتھ رہ کر ۱۹ جمادی الثانی سن ۸۵۷ کو بھام شہر نابولی فوت ہو گیا۔ اور اٹلی کے شہر جابیت نامی میں دفن کیا گیا پھر اسکی لاش بروصہ کو منتقل کر دی گئی جہاں وہ اپنے اجداد کے پہلو میں دفن ہوا۔ وفات کے وقت اس شہزادہ کی عمر (۳۶) سال کی تھی جبیں سے (۱۳) برس اس نے تقریباً قیدی حالت میں بسر کئے وہ بڑا جوانمرد، عاقل اور شاعر تھا، اور ایک قول یہ ہے کہ آخری وقت میں وہ دیر اندہ ہو گیا تھا۔

مصر و شام کے حکمران یعنی چوکس خاندان کے بادشاہوں نے اپنے طرز عمل سے مرحوم سلطان محمد فاتح کو ناراض تو کر ہی دیا تھا اور وہ داعی اہل کو بلیک نہ کہہ جاتا تو غالباً ان سے اس سرکشی کا معاوضہ لیکر رہتا لیکن بایزید کے زمانہ میں بھی قایتیائی خاندان مصر نے متعدد سرکشیں اسی کیں جنکے باعث سلطان عثمانی اور اس کے ماہرین ایک طرح کی عداوت قائم ہو گئی۔ شہزادہ جم کی پناہ دی اور قائم بک باغی امیر قرمان کی فرماری کے علاوہ قایتیائی نے یہ ستم بھی ڈرایا کہ سلطنت عثمانیہ کے دشمنوں کو اُسپر بڑے دیکر ایذا ہی کے لئے آمادہ کیا۔ ہندوستان کے تاجدار نے سلطان بایزید کو بہت سے قیمتی تحفے ارسال کئے تھے انہیں سے اکثر تحفے سلطان محمد بہمنی نے راہ میں پھین لئے۔ غرض کہ انہی سب سے سلطان بایزید خاں کو مصر پر فوج کشی کرنے کا خیال پیدا ہو گیا اور چند چھوٹی چھوٹی لڑائیاں دونوں ملکوں کی سرحدوں پر چھوٹی رہیں مگر عثمانی سپاہ ہر ایک لڑائی میں شلوغ رہتی تھی پھر قایتیائی نے امیر علاؤ الدولہ حاکم بلاد دیو القدر کو بھی بخوارت پر ابھار دیا۔ جو

سلامت عثمانیہ کا اکتھ تھا اور اس پر یہ طوائف پیدا ہوئی کہ حکومت عثمانیہ کو دوطرفہ مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہونا پڑا۔ اول مصر، اور دوم عرب، مگر عدالت نے اپنی کچھ ایسی شان دکھائی کہ یونیس کا حاکم مولی عثمان جنسی بیچ میں ثالث بالخیر بیکر جانین میں صلح و صفائی کر اسکا اور اس زمانہ کے مفتی اسلام شیخ زین الدین بن العربی کی فصلیج دلیزیر کا بہت کچھ اتر جانین پر پڑا جس سے سلفہ میں طرفین معاہدہ صلح کر کے اپنے اپنے ملک میں خوش رہنے لگے۔

## اس زمانہ کی بحری لڑائیاں

مذکورہ بالا اندرونی فتنات کے دوران میں بدقیہ والوں کو اس بات کا خوب موقع مل گیا تھا کہ وہ عثمانی مداخل پر قبضہ کرنے کی تدبیر کریں چنانچہ انہوں نے اپنے جنگی بیڑے اس غرض کی تکمیل کے لئے روانہ کر دیئے اور سلطان بائزید بھی انکی نیت کی خبر پا کر دھماکتے ہوئے آئے اور یہ لڑائی نہ کہ وہ اب ان بیگروں سے نجات پا چکا تھا، سلطان نے حکم دیا کہ ترکی جنگی بیڑہ آراستہ ہوا اور دو سو بیگانات ہوائے جنیں سے ہر ایک کا طول دو سو فٹ تھا، ان دونوں جہازوں پر دو ہزار سپاہی بری فوج کے سوار کئے گئے اور تیاری مکمل ہو جانے کے بعد عثمانی بیڑہ سسٹھ میں پہنچی کیتان داؤد پاشا روانہ ہوئے اس بیڑہ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا جنہیں سے ایک حصہ کاسا فرنگاں میں تھا اور دوسرے حصہ پر براق رئیس کا تعین تھا، سلطان نے کیتان داؤد پاشا کو قطعی حکم دیدیا تھا کہ جزیرہ نماے قسطنطنیہ میں بسفدر قلعے بدقیہ والوں کے باقی بن اٹن سپہوں کو چھین لینا، اور بیڑہ کی روانگی کے بعد کاسا رئیس کے ماتحت بیڑہ کو تازہ نگاہی بھیج دی گئی جسکی وجہ سے اسکے ماتحت تین سو کشتیاں مختلف وضع اور قد و قامت کی جمع ہو گئیں بناوٹ کا بیڑہ امیر البحر اطلاتی قریانی کے زیرِ نگرانی اور حسب ذیلی قسم کے جہازوں سے مرکب تھا۔ قسم غائی کے (۳۶) جہاز، وضع خلیوں کے (۵۰) جہاز۔ بار برداری کے (۴۰) جہاز۔ جملہ ۱۲۶ جہازات چنانچہ وہ اس وضع پر بہ نسبت ترکی بیڑہ کے قوت میں





رود بعد ہی مر گیا خاکستر اس لئے کہ اسے آذر زیادہ کو فتنہ ہوئی کہ اس سے اگلے امیر لہندہ  
ہزیمت پائینی وجہ سے یہ منظم ہوا تھا اور اسکو بڑی امیدیں تھیں ساتھ بیڑہ کی کمان سپرد  
ہوئی تو اسکا بھی نتیجہ ”ہمیں آتش در کا سہ“ نکلا

اتفاق سے شہر میں اہل اسپین نے تیش جنگی جہازوں کا ایک بیڑہ زیر  
کمان انیر الیچر کا تسلیم ”کڈ“ جو کہ نابولی کی جنگوں میں بہت سی مرتبہ نمایاں فتوحات  
میں حاصل کر چکا تھا۔ بناؤ کی ملک پر ارسال کیا اور حکومت خورہ بیٹا دقہ کا بیڑہ دست  
میں اس سے مل گیا تو اب وہ دوبارہ منصوبہ ہو کر خفت مٹائے اور ترکوں کے انتظام  
کیے گیا اسلئے ترکی مقبوضات کی طرف بڑھا

موسم سرما آگیا تھا اور ترکی سپاہ اور بیڑہ ان اطراف سے دارالسلطنت کو جا چکا تھا۔  
لہذا بہت وقہ اور اسپین کے بیڑوں نے سیلان خالی پا کر کھانا تو کیا اور دسلج پر حملہ کر دیا اور  
آتش فتنہ بھی پائی گئے، اس کے بعد وہ آہٹائے ڈارڈنل کی طرف بڑھ کر جزیرہ قریکلی میں رہی  
جسپاہ آٹا لائے اور انیسویں قیام کر لیا۔ یہ بیڑہ تسلطیہ میں پہنچی تو فوراً حکومت علیہ سے  
اپنا بیڑہ وزیر ماتحتی رئیس کمال موصوف کے روانہ کیا اور ہر سبک اوغلی احمد پاشا اور  
سنان پاشا دانی آٹا کو لیا کے زیر کمان جہاز بڑی سپاہ کی قیادت میں بھی روانہ فرمائی چھپا  
نے پہلے ہی حملہ میں شہلی کا قلعہ بناؤ سے پھینک دیا اور غنیمت لینے جہازوں کو ایک بندہ قیسہ  
کی طرف جاگ نکلا، اس واقعہ کے بعد بناؤ کی گورنمنٹ کو مجبوراً صلح کی سلسلہ جنابی  
کئی بڑی اور شرائط طے ہو جانے کے بعد فتنہ میں ساہرہ میں خیر ہو گیا جس میں قرار  
دیا گیا تھا کہ جزیرہ کھانا تو کیا ترک کو واپس دیا جائیگا ماحد جزیرہ سینک ماہ آزاد رہیگا، بندہ  
والے ساحل بحر اسود میں تجارت کے لئے آتے ہیں گئے اور ان کے کاسل جنرل آستانہ علیہ  
میں رہنے پائیں گئے۔ خلاصہ ان تمام باتوں کا یہ ہے کہ سلطنت بائیزید دوم کے عہد میں سلطنت  
عثمانی کی بحری قوت نے بحر ارضی متوسط کی یورپین بحری حکومتوں کو سخت خوفزدہ بنا دیا  
تھا اور انکی طاقت بہوں نے تسلیم کر لی تھی

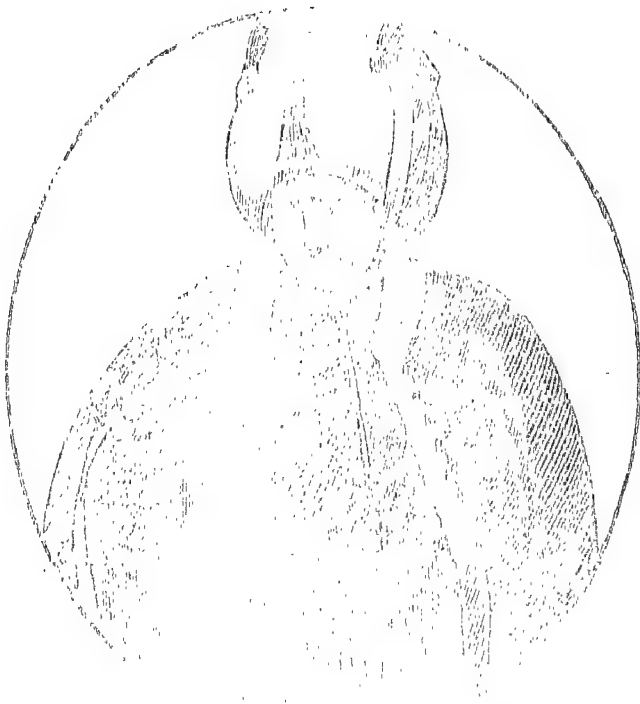
سلطان مذکور کے عہد میں حکومت عثمانیہ صلح لہندہ اور امن دوست رہی، تانہ فتوحات

کا دروازہ اس نیکل سلطان نے بالکل بند کر دیا تھا اور قریب جوار کی یورپین  
سلطنتوں سے دوستانہ برتاؤ قائم کر رکھا تھا لیکن قلمرو عثمانی جب قدر مختلف الجنس اور  
متنوع المذہب متفاوت الخیال رعایا پر شامل تھا انکی وجہ سے وہ کبھی اندرونی جھگڑوں  
سے غالی نہیں رہ سکتا تھا اس لئے اسکا چند داخلی مقصدوں کا ذنگل بنانا مخصوص  
اس کی امن پسندی کو دیکھ کر ترکی سپاہ اور اپنی فوج اسے بزدل بادشاہ تصور کرتی  
لگی اور اس کے بیٹوں نے بغاوت پر کمر بستہ ہو کر اس کے آخری حشر عرس اسے سخت وق کیا۔  
اسکی صورت یہ ہوئی کہ جب سلطان کو اپنے بیٹوں کی طرف سے سرکشی کا خوف پیدا  
ہوا تو اس نے سبب رکوں کو مختلف صوبوں کی گورنری پر مامور کر کے ایک دوسرے  
سے دور پھینک دیا شہزادہ قرقود کو ایک دور کے صوبہ کا حاکم بنایا، شہزادہ احمد  
کو آرمینیا کی صوبہ داری سپرد کی۔ شہزادہ سلیمان جو سب سے جرم میں چھوٹا تھا۔  
علا بزون کا والی مقرر کیا گیا، اور شہزادہ سلیم کے فرزند شہزادہ سلیمان کو جو بائزید کا  
پوتا تھا ملک کریتیا کے شہر کتھ کی حکومت پر مامور کیا حکم دیا گیا کہ اس نے یہ عہدہ  
اس لئے قبول نہیں کیا کہ اسے دارالسلطنت سے اس قدر دور دراز قاصد پر جانا پسند نہ آیا  
اور داد اسے کسی نذر دیکھ کے ملک کا طلب گار ہوا، خوف شکایت کچھ روکد کے بعد اسی  
معتدہ احمد دین کی حکومت لگائی۔ شہزادہ سلیمان بائزید دوم نے یہ انتظام  
کیا تھا مگر ایسے بعد جب وہ سرے شہزادوں کو معلوم ہوا کہ انکو کس لئے دور دراز  
ولایتوں میں مامور کر دیا گیا ہے اور شہزادہ سلیم کو دربار ہی میں رکھا ہے تو انہوں نے  
بغاوت برپا کر دی سلطان نے فوجیں بھیج کر اگرچہ انکی سرکوبی کر دی لیکن اوپر سلطان  
سلیم نے بغاوت برپا کر دی اور اپنی فوج کو اپنا طرفدار بنا کر سلطنت کیلئے اٹھ پیر نکال  
سلطان نے اسکو اپنے تازیانی سے شکست دیکر نکال دیا جہاں وہ بادشاہ بن بیٹھا تھا۔  
اور سلیم عہدہ ہو کر گیا کہ بھاگ گیا، پھر اپنی چوری سپاہ کے کہنے سننے سے سلطان نے  
سلیم کی خطا صاف کر کے اسے دوبارہ طلب کیا اور معتدہ کی حکومت بدستور عطا کی  
سلیم کریمیا سے واپس آ رہا تھا کہ اپنی چوری سپاہی اس سے جا ملے اور اسے سلطان بنا کر

قسطنطنیہ میں لے آئے۔ سلطان بائزید دوم بیٹے کا مقابلہ نہ کر سکا اور چارناچا کرنت  
 وناج سلیم کو حاکم کر کے خود خیال عبادت گزینی و یقینہ کو چلا گیا۔ سلطان سلیم نے  
 بزرگ باپ کو تخت وناج لے لینے کے بعد بڑی تعلیم و فکریم سے رخصت کیا۔ دوتک  
 پایادہ جلو میں چلتا رہا، مگر فیض العیال سلطان اپنے منزل مقصود تک پہنچنے سے پہلے  
 ہی راستہ میں دنیا سے رخصت کر گیا، ایک قول یہ ہے کہ اسے زہر دیا گیا تھا۔ والد  
 اعظم بہر حال شاہ میں سلطان بائزید خواں دوم سلطان وارفانی سے کو حق بول دیا۔  
 اور اس کی لاش قسطنطنیہ میں لا کر ایک خاص مقبرہ میں دفن کرائی۔ سلطان مذکور  
 اپنی ولیعهدی کے منصب پر شہزادہ احمد کو منتخب و امود کیا تھا لیکن بی بی چوری پاہ  
 جو فادگر کی بی بی و شائق تھی۔ شیردل سلطان سلیم کی فرماندائی کی خواہاں ہوئی اور  
 اسی کی بات مانی پڑی۔ سلطان بائزید دوم کے زمانہ میں توسیع فتوحات کا سلسلہ  
 بالکل بند رہا صرف اندرونی شورشوں کی آفت میں اس کا وقت کٹا ورنہ وہ جنگ جہل  
 سے بالکل کنارہ کش رہتا پسند کرتا تھا، اس کے عہد میں یورپ کی حکومتوں نے دولت  
 عثمانیہ سے سفارتی تعلقات پیدا کئے۔ ایوان سوم زار روس نے سب سے پہلے اپنا  
 سفیر دربار ترکی میں بہت سے تحائف کے ساتھ ارسال کر کے روسی تاجروں کے کو  
 بعض حقوق حاصل کئے، پولینڈ کی حکومت سے دوستانہ تعلقات قائم ہوئے اور  
 سن ۱۵۰۰ء میں معاہدہ اتحاد نکھایا جس کی تجدید دوبارہ ۱۵۰۳ء میں ہوئی مگر یہ اتحاد کئی  
 سال نہ رہ سکا کہ مملکت بغداد کے لئے دونوں میں رقابت ترقی ملی اور اس کا انجام یہ  
 ہوا کہ آخر کار ترکوں نے وہ بغداد پر قطعی قبضہ کر لیا۔ پھر تو حکومت عثمانیہ کی بوری اور  
 بڑی قوت کی اعادہ حاصل کرنے کیلئے پوپ اسکندر ششم بوجی، شاہ نابولی ڈیوک  
 میلانو، اور جمہوریہ فلورنس نے اس سے عہدہ افراط اتحاد کا ڈھنگ ڈال لیا، اور  
 ترکوں کو بناؤ کے بہت سے قلعے فتح کر لینے کا موقع مل گیا۔ اگر سلطان بائزید بیٹھتی  
 شور و شہی کی بلا میں نہ پھنس جاتا تو شاید وہ ہندوئیہ کی جمہوری حکومت کو سراسر فتح کر  
 دم لیتا لیکن یہ جمہوری اسے صلح پر رضامند نہ لگی۔ اور ہندوئیہ کا ملک اس کے







Miss Mary Ann Smith, 1844.

## ساتویں فصل

آل عثمان میں خلافت اسلامی کے منتقل ہونے کے  
وقت سے حقیقی محمد پاشا کی وفات تک  
کے حالات

۹۲۲ ————— ۹۸۶ھ

## سلطان سلیم اول ملقب بہ پیاور

۹۱۸ ————— ۹۲۴ھ

اس ۶ سال کی عمر میں خان حکومت اس وقت تک میں لی جبکہ ملک کی اندرونی  
حالت سخت ابتر ہو رہی تھی کیونکہ سلطان احمد اول کا بڑا بیٹا کیوجہ سے مدعی تخت و  
ساج تھا اور باپ کے وقت میں بھی ولیعهد منتخب ہو چکا تھا اسلئے اس نے اپنے بیٹے  
امیر علاء الدین کی زیرکمان ایک بھاری فوج سے سلطان سلیم پر چڑھائی کر دی اسی  
اثناء میں سلطان مرحوم کے جو بیٹے شہر برقعہ میں سکونت رکھتے تھے انہوں نے  
قطنہ طنبہ آکر سلطان سلیم سے بیعت کی۔ اور اپنے برقعہ میں رہنے کی اجازت  
طلب کی جبکہ سلطان سلیم نے بخوشی منظور کر لیا، مگر چونکہ اس کے بھائی سلطان احمد کے

دعوے سے بڑھ رہے تھے اس لئے وہ ڈرا کہ مبادا یہ شہزادے بھی احمد سے  
 ملجائیں اور انا طویا کے مغز لوگ سلطان احمد کی طرف مائل بھی ہو چکے تھے، غرض کہ  
 ایک عظیم الشان اندرونی بغاوت کا مواد تیار ہو رہا تھا اور سلطان سلیم کو سخت خوف  
 دامنگیر تھا کہ اسکا نتیجہ اچھا نہ نکلیگا، بہر حال اُسے اس بغاوت کو دور کرنے کیلئے یہ تدبیر  
 سوچی کہ اپنے تمام بہائی بندوں کو جو بروصہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے بالکل قتل کرا دیا  
 جب اتنے زیادہ تعداد کے افراد خاندان سلطنت قتل کر دیئے گئے تو سلیم کے بھائی  
 شہزادہ قورقود نے خوف جان سے سلطان کے دربار میں حاضر ہو کر اپنے تمام حقوق  
 اور دعووں سے دست برداری داخل کر دی۔ مگر اسپر بھی بعض خود غرضوں نے  
 اسکو قتل کر کے دم لیا۔ سلطان احمد کو بھائیوں کے اس طرح قتل ہونے کی اطلاع  
 ملی تو وہ بھی خوف سے سہم گیا اور چکا دار السلطنت کی طرف چلا آیا تاکہ تاجدار بھائی  
 سے رحم اور معافی کا خواہاں ہو۔ مگر سلطان نے اُسندہ مفسدہ پردازی کے خوف سے  
 اُسپر ذرا بھی رحم نہ کیا اور قتل کرا دیا، شہزادہ احمد مذکور کے دو بیٹے اپنے باپ کی قتل  
 ہو جانے کے بعد قلمرو عثمانیہ سے نکل بھاگے اور ایک شہزادہ مراد نامی شاہ ایران  
 اسماعیل صفوی کے پاس اور دوسرا شہزادہ علاؤ الدین نامی ملک اشرف قانصوہ  
 غوری حاکم مصر کے پاس جا کر پناہ گزین ہوئے اور جب سلطان سلیم نے ان مفرو  
 شہزادوں کو ان دونوں بادشاہوں سے طلب کیا تو یہ انکار کر گئے اور اسی وجہ سے  
 سلطان سلیم نے ان دونوں بادشاہوں پر نو جنگی کر دی +

## جنگ ایران (۱۵۲۰ء)

شاہ اسماعیل صفوی بانی خاندان صفویہ شاہ ایران اور نہایت اولوالعزم حکمران  
 تھا، وہ ممالک عثمانیہ کے ان مقامات میں جو سرحد ایران سے متصل تھے ہمیشہ فسادات  
 کی ریشہ دوانیاں کرتا رہتا ہی وجہ سے سلطان سلیم خاں اول کو اُسکی سرکوبی ضروری  
 معلوم ہوئی اور اسی اثنا میں اُسے یہ بھی خبر ملی کہ شاہ اسماعیل کے مقرر کئے ہوئے وزیر

درویشوں کی تحریک سے بہت سی عثمانی رعایا مذہب شیعہ اثنا عشری کی پابند بھی ہو گئی ہے تو اس نے حکم دیا کہ ایسے تبدیل مذہب کرنے والوں کی خفیہ مردم شماری کی جائے چنانچہ معلوم ہوا کہ چالیس ہزار یا اس کے قریب لوگوں نے تبدیل مذہب کر لیا ہے اسلئے سلطان سلیم کو آنکھیں نگرانی کئے جانے کا خیال ہو گیا تاکہ مبادا حکومت عثمانیہ کے کسی غیر سلطنت سے جنگ آزما ہونے کی حالت میں وہ لوگ سرکشی اور بغاوت پر تیار ہو جائیں ان انتظامات سے فارغ ہو کر سلطان نے شہر ایڈریا نوبل میں ایک مجلس منعقد فرمائی اور تمام وزیر و امیر اس میں جمع ہوئے، اس مجلس نے بہت کچھ غور و بحث کے بعد شاہ اسماعیل پر اعلان جنگ کرنے کی تجویز پاس کی اور سلطان ایڈریا نوبل سے سے ٹھکر مسطنطنیہ کو چلا اور وہاں چند روز قیام کر کے اپنے فرزند شہزادہ سلطان سلیم کو اپنا نائب متعین کیا اور خود شہر اسکدار میں آکر جنگی تیاریوں میں مصروف ہوا، اجتماع فوج کے بعد سلطان سلیم نے سنہ ۱۵۱۴ء میں ایران کا رخ کیا اور عظیم الشان عثمانی لشکر اس کے جلو میں تھا، راستہ میں ترکی سپاہیوں نے ایک ایرانی جاسوس کو گرفتار کر کے خدمت سلطانی میں پیش کیا اور سلطان نے اسکو آزادی دلا کر اسی کے ہاتھوں شاہ اسماعیل کو اعلان جنگ کا خط ارسال کیا، پھر عثمانی سپاہ شہر بستر کو چ و مقام کرتی ہوئی سیواس میں جا پہنچی تو سلطان نے لشکر کا جائزہ لیا اور معلوم ہوا کہ ایک لاکھ چالیس ہزار سپاہی ہیں جن میں سے چالیس ہزار سپاہی سیواس اور قیصریہ کے مابین حصہ ملک کی حفاظت پر متعین کر دیئے گئے اور ایک لاکھ کی جمعیت سے سلطان نے حدود ایران میں قدم رکھا، جو خاں "دیار بکر" کے حاکم نے کردستان کے علاقہ پرتاخت و تاراج کرنے کے بعد ملک ایران کے اندرونی حصہ میں واپس ہونے اختیار کر لی اور شاہ اسماعیل بھی ترکوں کے منہ چڑھنے سے جان بچانے لگا۔ نہ اسنے سلطان کے دوپے درپے جانیوالے خطوط کا کوئی جواب دیا۔ ترکی لشکر بڑھتے بڑھتے ملک فارس کے ریگستانوں میں جا پہنچا۔ تو عثمانی سپاہیوں کو سخت وحشت و امنگیر ہوئی وہ باہم اس جنگ کے لاجمل ہونے اور مفت مشقت سفر برداشت کرتے

رہنے پر چوبہ یگوئیاں کرتے رہے، سلطان کو فوج کی سرگوشیوں پر اطلاع ہوئی تو وہ انکی سرکشی سے ڈرا اور چند زبان درازہ گوں کو انھیں سے گرفتار کر کے قتل کر دیا تاکہ دوسروں پر رعب بھا جائے اور پھر حکم دیا کہ شہر تبریز کی طرف پیش قدمی کی جائے، کوچ ہوا اور شہر آجان کے نزدیک کیمپ ڈالا گیا تو پھر فوج نے یہاں تک اپنے خیموں اکٹھا کر لئے اور سلطانی خمر کا ہر بند و قین فیر کر لئے، سلطان نے یہ رنگ دیکھا تو فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر مع تمام وزیروں اور امیروں کے فوج کے سامنے جا کھڑا ہوا اور بلند آواز سے کہنے لگا، جبکو آرام و راحت کی تمنا ہے میں اُسے حکم دیتا ہوں کہ وہ ایسی واپس چلا جائے اور جو مرد میدان ہے وہ میرے ساتھ آئے، ورنہ اگر تم سب کا ارادہ واپسی وطن کا ہے تو بس اللہ جاؤ۔ میں اکیلے دشمن کے مقابلہ پر جاتا ہوں، سلطان کی اس تقریر نے بہت سا چھا اثر دیکھا اور تمام باغی افواج نے اکابر کے تسلیم غم کر کے اطاعت کا اشارہ کیا۔

چند روز میں شاہ اسماعیل کا جواب بھی آ گیا جو سلطان کے تین خطوں کا جواب تھا اور اس کے ساتھ ایک سپاہی لے آیا جس میں کسی قسم کی جھوٹ دواختی، سلطان نے اس خط کے جواب کا جواب بھی شاہ اسماعیل کے پاس و ناز و لباس کا ایک جوتا بھجوایا کہ اسے پہن کر گھر میں بیٹھ رہو۔ گویا مقابلہ میرا کئے کیلئے آکسایا آخر الامر شاہ اسماعیل میدان میں آیا اور ترکی سپاہ کے ہراول سے جسکی کمان پر شہسوار زادہ علی بک، اور علی بک بن میخاں وغیرہ افسر مامور تھے۔ ایرانی فوج کی ٹڈ بھڑ ہوئی پھر دونوں فوجیں صحرا سے چال دیران میں ایک دوسرے کے مقابل آئیں۔ ترکوں نے اپنی طرف پر فوج کی صفیں قائم کیں۔ تو چنانہ بالکل پیچھے اور بار بار داری کے جانوروں کی آڑ میں رکھا تاکہ دشمن کی نظر اُسپر نہ پڑ سکے، یوں تو دونوں سپاہ برابر تھیں لیکن ترکوں کا مقابلہ تازہ دم ایرانیوں سے یہ تصور کیا جائے تو معصوم ہو سکتا ہے کہ دو ماہ سے زائد جنگ سفر نے انکو کس قدر خستہ و مایوس بنا دیا ہوگا، سلطان نے حکیم مع وزیروں کے پشت سپاہ پر ایک بلند ٹیلہ کے اوپر کھڑا ہوا فوجی احکام نافذ کر رہا تھا اور سارا میدان جنگ اُسکے

پیش نظر تھا، ایرانی فوج میں سواروں کے سوا بالکل نہ تھی اور اکثر لوگ زرہ پوش تھے اور شاہ کے ساتھ بکثرت امرا اور مشائخ بھی شریک جنگ ہوئے تھے مگر ایرانیوں کے پاس آتشہار اسلحہ کا پتا تک نہ تھا شاہ اسماعیل نے اپنی فوج دو حصوں پر بانٹ دی ایک حصہ کی کمان اپنے ہاتھوں میں لی تھی اور دوسرے حصہ پر اپنے نامور سپہ سالاروں کو افسر متعین کیا تھا۔ پھر وہ اپنی جمیعت کے ساتھ عثمانی سپاہ کے بائیں بازو پر حملہ آور ہوا بعد ہر روٹیکلیا کی سپاہ تھی اور انہیں مار کر پیچھے ہٹا دیا۔ بہت سے ترک سپاہی ایرانیوں کی تلواروں کے ٹکار ہوئے۔ اور حسن پاشا اس بازو کا افسر بھی مقتول ہو گیا، ایرانی سپاہ کا دوسرا گروہ عثمانی سپاہ کے دائیں بازو پر حملہ آور ہوا مگر یہ فوج خوب جگر غنیم کے مقابل ڈٹی رہی اور دشمن کو سید نقصان پہنچا کر پسپا ہی نہیں کیا بلکہ اس کے قلب پر بھی حملہ کر دیا اور بے شمار ایرانیوں کو تہ تیغ کر ڈالا، ایرانی اس حملہ کی تاب نہ لاسکے اور پیٹھ دی گئے۔ عثمانی ظفر یاب سپاہ نے شاہ اسماعیل کے کیمپ پر قبضہ کر لیا، مال و خزانہ، خیمہ و خرگاہ، اور جملہ سامان رسد، اور شاہ صفوی کی بیگمات سب ترکوں کے قبضہ میں آ گئیں، اس میدان میں چودہ ایرانی امیر مقتول ہوئے اور عثمانیوں کی طرف بھی اسی قدر سردار کام آئے، عام فوج کی کوئی گنتی نہ تھی کہ طرفین سے کس قدر لوگ مقتول و مجروح ہوئے، فتح یابی کے دوسرے دن عثمانی سپاہ نے شہر تبریز میں قدم رکھا اور اس پر قابض ہو گئے، سلطان کا ارادہ تھا کہ جاڑے کا موسم شہر آذربائیجان میں بسر کرے گا اور دوسرے سال پھر شاہ اسماعیل کے تعاقب میں مصروف ہونے کے لئے آئیگا۔ تاکہ صفوی حکومت کی بنیاد منہدم کر کے دم لے اس لئے وہ آٹھ دن سے زیادہ تبریز میں نہیں رہا۔ اسی اثناء میں آئے اس شہر کے مشہور مقامات کی سیر بھی کر لی، یہاں کی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھائی اور اپنا خطبہ سنکر یہاں سے رجعت کی ٹھیرادی، مشتاق قرہ باشی، اگر افران فوج کا جوا کہ کیا اور جو لوگ قابل سزا تھے اسے انکو سزا اور باقیوں کو جزا دیکر دارالسلطنت کا ارادہ کیا اس میدان میں شاہ اسماعیل صفوی کا ستارہ اقبال ایسا ڈوبا کہ پھر کبھی

طلوع نہ کر سکا +

سلطان سلیم ملک فارس سے واپس جاتے ہوئے یہاں کے بہت سی ہوشیار کاریگر اور دستکار اپنے ساتھ لیتا گیا اور نفیس تحائف اور سامان آرائش کی بے شمار مقدار مال غنیمت میں حاصل کر لی جسکی قیمت کا تخمینہ مشکل ہے منجملہ اس کے صرف ایک تخت شاہی تھا جسپر حکمرانان فارس ایام جشن و دربار کے موقعوں پر نشست کیا کرتے تھے اور یہ تخت سرتا سر جو اہرات سے مرتفع تھا بیان کیا جاتا ہے کہ جب تک وہ تخت اسکی سزاس کے عجائب خانہ میں رکھا ہوا ہے۔ اور کوئی اس کی قیمت کا اندازہ نہیں کر سکتا +

ایران کی طرف سے جو غلبہ تھی وہ بنگالی تو بلاد ذی القدریہ کے امیر علاؤ الدین بک کی نمبر لینے کا ارادہ ہوا کیونکہ وہ بھی جاویدجا بہت شورشیں برپا کرتا رہتا تھا ، سنان پاشا وزیر عظم کو کافی تعداد فوج دیکر اس ملک کی جانب ارسال کیا گیا۔ اور علی بک شہسوار آل ذی القدریہ کے ایک امیر کو بھی اس سپاہ کے ساتھ کر دیا گیا۔ کوہستان طور نہ کے دامن میں عثمانی اور ذی القدری فوجوں کا مقابلہ ہوا اور آخر الذکر نے شکست اٹھائی۔ علاؤ الدین بک اور اس کی اولاد سب قتل کر دی گئی اور ان کا ملک جو صوبہ محض کہلاتا ہے ۹۱۱ء میں عثمانی قلمرو کے ساتھ شامل کر لیا گیا +

## ممالک کردستان کی فتح

کردستان کا علاقہ سرحد ایران پر واقع ہونے سے وہاں کے تمام امیر شاہ ایران کے ساتھ ملے ہوئے تھے اور اسی کا دم بھرتے رہتے۔ سلطان نے محاربہ ایران کے زمانہ میں جب وہ آمانیہ کے صوبہ میں تھا اسکا ایک قلعہ کلخ نامی فتح کر لیا تھا اور اب ذی القدریہ کے ملک کو فتح کرنے کے بعد دوبارہ اس علاقہ پر توجہ کی مگر یہ پہاڑی ملک دشوار گزار استقدر تھا کہ چند روز میں باسانی اسکا فتح ہونا غیر ممکن تھا اس لئے بقیلی محمد پاشا کی ماتحتی میں ایک فوج اسکی فتح پر مامور کیا اور پھر

اس خیال سے کہ تنہا پاشا سے مذکور یہاں کچھ نہ بنا سیکے گا۔ مولیٰ ادریس بتلیسی کو جو خاص کردی نسل کا شخص تھا اُس کی امداد پر متعین فرمایا۔ مولیٰ ادریس نے اپنی ذمہ کی خدمت بہت اخلاص کے ساتھ ادا کی اور دھونس دہڑکے دے دلا کر کئی ایک امیروں کو سلطانی متابعت پر بھی کر لیا لیکن شاہ اسماعیل کو یہ خبر ملی۔ تو اُسکی چھاتی پر سانپ لوٹ گیا اور اُس نے یہی اندرونی چال بازیوں سے کردستان کے علاقہ میں شورش برپا کرادی اور اپنی طرف سے مدد دیکر محمد پاشا کو ناکام رکھا، سلطان نے جب دیکھا کہ پاشا سے مذکور کی فوج سے مجبور ہے تو اُسے تازہ ملک بھیج دی اور آخوالا مر شاہ اسماعیل کے مقرر کردہ امیر کردستان اسٹا جلو محمد خاں کے بھائی کی فوج میں عثمانی سپاہ سے شہر قوچ حصار کے نزدیک مقابل ہوئیں اور سخت خونریزی کے بعد شاہ اسماعیل کی فوج برباد ہو کر فرار ہوئی۔ اور قرقہ خاں جو فوج ایران کا افسر تھا مقتول ہو گیا امرائے کردستان نے دیکھا کہ ہم سلطنت عثمانیہ کے ساتھ دوا می مقابلہ نہیں مول لے سکتے اور ہمارا مددگار خود اُس کے ہاتھوں کچل گیا ہے تو انہوں نے دولت علیہ کا غاشیہ اطاعت دوش جان پر اٹھالیا اور محمد پاشا کی فوجی جنگی قابلیت اور مولیٰ ادریس کی تدبیر ملکداری نے مل ملا کر اس عظیم الشان اور ناقابل فتح علاقہ کو سلطانی مقبوضات کا جزو بنا دیا۔ کردستان پر فتح حاصل ہو گئی تو سلطان نے چند دوسری افسروں کو تہوڑی تہوڑی فوج دیکر ملک ایران کے بعض علاقوں کی فتح پر مامور کر دیا اور خود آستانہ کی طرف واپس چلا۔ ادھر چنپہی دنوں میں بقیلی محمد پاشا نے دیار بکر وغیرہ کے صوبہ پر اور خسرو پاشا نے خرخوٹ کے علاقہ پر تسلط کر لیا۔

سلطان سکیم نے واپسی دار السلطنت کے بعد سب سے پہلا جو کام کیا وہ فوجی حالت کی تحقیقات تھیں اور نظام سپاہ کی تبدیلی۔ کیونکہ جنگ ایران کے اشار میں سپاہیوں کی شورہ پشتی دیکھ کر آئندہ اسکا مناسب انتظام کرنا لازمی ہو گیا تھا۔ اسنوینی چری سپاہ کے بہت سے افسروں کو بدل دیا اور سلطانی



محل کے قادموں میں سے جن لوگوں کی عقیدتندی پر پورا بھروسہ تھا انکو بی جہی سپاہ کا افسر مقرر فرمایا، پھر ان فوجوں کی ایک اعلیٰ جنگی مجلس قرار دی جسکا نام یوان آغا رکھا اور ہر ایک رسالہ کے چند جنگی ممبر منتخب کئے گئے جو فوجی امور میں بہارت رکھنے کیلئے مشہور تھے۔ سلطان سلیم نے صرف برسی فوجوں ہی کی درستی پر بس نہیں کیا بلکہ بحری قوت کو بھی اُسی کے ساتھ اس قدر بڑھایا کہ اسوقت کی دو یورپین بحری قوتوں بنیقہ اور اسپین کی مجموعی طاقت سے اکیلی طرح کی بحری طاقت منگولے سکتی تھی، کپتان جعفر بک جو ایک تجربہ کار بحری افسر تھا اس کا زنا جہاز سازی کی توسیع پر مامور ہوا جو قاسم پاشا کے گھاٹ پر واقع ہے اور بہت سے بڑے بڑے جنگی اور بار برداری کے جہازات نئے تیار کئے گئے۔

سلطان کے دار الخلافت میں واپس آنے کے کچھ ہی عرصہ بعد شاد قہرنگری اٹالیا، اور، اسپین وغیرہ یورپین ممالک کے بادشاہوں نے اپنے اپنے سفیر دربار عثمانیہ میں قیمتی تحائف اور دوستانہ خطوط کے ساتھ ارسال کر کے سلطان سے صلح و امن قائم رکھنے کی درخواست کی اور چونکہ سلطان کو شاہ اسماعیل اور قانصوہ غوری، کی سرکوبی کے لئے کسی قدر فرصت مطلوب تھی اس لئے اُس نے ان حکمرانوں کی درخواست کو خوشی مان لی اور سفرائے دول مذکورہ کو نہایت اعزاز و تسکیم کے ساتھ واپس کیا۔

۹۵

## مصر پر عثمانیوں کا قبضہ

۹۲۲ ————— ۹۲۳

چرکسی خاندان کے بادشاہ جو مصر پر حکمران تھے انکے اور دولت علیہ کے باہرین ناچاقی پیدا ہونے کے اسباب اس سے پہلے بیان ہو چکے ہیں اور یہ بھی ذکر ہو چکا ہے کہ حکمران ٹیونس اور علماء کرام کی کوششوں سے انکے باہم صلح و صفائی نہ ہو سکی

تو غالباً سخت خوزیری ظہور میں آئی، مگر جبکہ سلطان سلیم نے حکومت ذی القدریہ کا خاتمہ کر دیا جو مصر اور ترکی کے باہرین حد فاصل آزاد علاقہ اور شر و فساد کا مخزن تھا تو ملک شریف فرمائند اسے مصر کو اس امر سے نہایت تردد پیدا ہوا اور اس نے سلطان سلیم سے کہا بھیجا کہ اس سرحدی علاقہ کا بدستور آزاد رکھنا ضروری ہے ورنہ نتیجہ ٹھیک نہ ہوگا، سلطان ایسی گیدڑ بھیکوئیوں میں کب اسنے والا تھا آسنے ملک شریف کو نہایت سخت جواب دیا اور علاؤ الدولہ کا کٹا ہوا سر بھی آسنے پاس بھجوا دیا۔ جسکو دیکھ کر خوزیری نے حد سے زیادہ بیچ و تاب کھایا اور فوجی تیاریوں میں مصروف ہو گیا آسنے اسماعیل شاہ فوجی اور حسن آوزون کو بھی جو دولت علیہ کے مائتھوں چوٹ کھا چکے تھے ابھار کر اپنے ساتھ بلالیا اور اس طرح ہر طرف سے سلطنت عثمانیہ کو مشکلات میں ڈالنے کا سامان کر لیا سلطان سلیم کا قصد تو پہلے ہی سے یہ تھا کہ مصر کو جس طرح اپنے فوجی کرنا چاہتے ہیں۔ اب ان خبروں کے موصول ہونے کے بعد وہ بالکل تیار ہو کر فوجی تیاریاں مکمل کرنے لگا لیکن دور اندیشی کی راہ سے بظاہر ایران پر حملہ کرنے کا ارادہ بتایا کرتا حالانکہ دل میں مصر کی خبر لینے کا مصمم قصد جاگزیں تھا، سلطان نے وزیر اعظم سنان پاشا کو چالیس ہزار چیدہ فوج دیکر بطور جہاؤل قیصریہ کی سرحد کو روانہ کیا اور اس کے بعد خود بنفس نفیس ڈیڑھ لاکھ سپاہیوں کی قیادت سے مصر کو ایک سو توپخانوں اور بہت کچھ سامان حرب و شربہ کے دارالخلافہ سے روانہ کیا۔ سلطان نے پہلے مولیٰ راہزین قاضی عسکر رویدلیا اور قرہ جہا پاشا دو مشہور باریوں کو بطور سفیر ملک شریف کی طرف روانہ کر دیا تاکہ وہ اسکی حالت اور فوجی طاقت کا بخوبی اندازہ کر لیں، اور اپنے بعد ایڈریا نول کی حکومت اپنے فرزند امیر سلیمان کو اور آستانہ علیہ کی نیابت وزیر پیری پاشا کو سپرد کر کے انہیں حفاظت امن کی نگرانیہ کر دی، علاوہ انکو رتھو دیکر ان کی سپاہ سیکھ سلطان نے کپتان جعفر بک کی سرکردگی میں ایک سو زبردستہ شہرہ جنگی جہازوں کو شہر آستانہ پر کیے طرف بھیج دیا تاکہ وہ

سلطان شریف خوزیری سلطان سلیم کی فوجی تیاریوں کی خبر پا کر حیرت منہ ہو گیا کہ خبر

یہ بھی پر حملہ آوری کی تیاریاں ہیں اور جب عثمانی بیڑہ جہازات اسکندریہ کے سامنے  
آگیا تو اسکو اور بھی یقین ہو گیا کہ بس بھی سے جنگ ٹھنکی۔ اسلئے اس نے بہت جلد اپنی  
فوج کو تیار کر کے عظیم الشان جمعیت کے ساتھ شہر حلب کا رخ کیا اور ہر طرف ترکی سپاہ  
کی خبر لائے کیلئے جاسوس اور دید بان چھوڑ دئے گئے، شاہ اسماعیل صفوی اور امیر  
اوزان حسن کو بھی لکھا کہ اب وقت امداد ہے تم اپنی اپنی سمتوں سے دولت عثمانیہ پر  
دباؤ ڈالو۔ جب غوری حلیہ میں پہنچا تو سلطان سلیم کے دونوں سفیر اسکے دربار میں  
حاضر ہوئے لیکن اس نے انکو قید کر لیا اور چند روز زندان کی ہوا کھلا کر پھر آزادی دیدی  
اور انکو رخصتی بنا کر واپس کیا، ان سفیروں کو واپسی میں سلطانی لشکر بوجاق درہ کی  
قریب ملا اور سلطان نے اُن سے تمام حالات معلوم کر کے اپنی سپاہ کو جنوب کی سمت  
رخ کر لینے کا حکم دیا کیونکہ وہ پہلے شاہ اسماعیل کی خبر لیا جانتا تھا اور اسکے بعد مصر پر حملہ  
کر لینا عازم تھا مگر اب پہلے مصر پر حملہ کرنے کی پختہ رائے قائم کر لی اور عثمانی افواج قاہرہ  
یلتھار کرتی ہوئی مصر کی طرف بڑھیں، بہت وقت سلطانی لشکر شہر عینتاب پر پہنچا تو وہاں کے  
مصری حکام کو خبر ہو گئی کہ سلطان ان ہاں ہو کر متا بعد قبول کر لی اور سلطان نے اسے  
رہبر بنا کر قطع مسافت کو سفر ہونے سے شہر حلب کا رخ کیا۔ یہاں تک کہ ۲۶ رجب ۹۷۲ھ  
مصری سلطان ۲۴ رجب ۹۷۲ھ کو عینتاب پر پہنچے اور وہیں مرجع و ابقی کے میدان میں پہنچ گئے  
جو شہر حلب سے قریب ہے اور وہیں غوری کی افواج سے مقابلہ ہوا، نہایت شدید  
اور خونریز معرکہ کہ جسے بعد میں کربلائے خلیج پائی اور مصری سپاہ نے فاش ہریت اٹھائی۔  
نہایت شرف غوری اسی میدان میں مقتول ہوا اور بہت سے اسکے اُمراء بھی اسی میدان  
میں کاظم آئے سلطان سلیم نے غوری کا تمام مال و خزانہ اور اسباب حرب و ضرب  
غنیہ میں حاصل کیا اور پھر شہر حلب میں داخل ہو کر وہاں کے خزان و اموال پر بھی  
دست تصرف رکھا، یہی ایک میدان کی فتح رہی اس کے لئے کافی ہو گئی اور پھر معمولی  
لہو سے چند دنوں میں حمہ اور حمص کے شہر بھی لے لئے، اور دمشق تمام پر بھی نہایت  
آسانی سے قابو ہو گیا جسکے ساتھ ہی عرب اور دروز کے جہد شیوخ قبائل سے وہ سب

سلطان کی متابعت میں داخل ہو گئے \*۔

سلطان سلیم نے چار مہینے کے قریب ملک شام میں قیام رکھا اور وہاں کی تھکات سے فارغ ہوا تو پھر جنوبی سمت ملک مصر پر پیش قدمی شروع کر دی۔ راستہ میں بیت المقدس اور غزہ کو فتح کرتا ہوا اور یہاں کے والی جانبر و غزالی کو ساتھ لیتا ہوا حدود مصر کی طرف جا رہا تھا کہ اسے جنگی کونسل کر کے ان سے مشورہ لینے کا خیال آیا۔ مجلس مرتب ہوئی اور تمام وزیروں اور سپہ سالاروں نے ایک زبان ہو کر فتح مصر کی ضرورت پر زور دیا، چنانچہ افواج کا ہرہ کو آگے بڑھایا گیا اور دمشق کے صحرائیں پہنچ کر یہ خبر ملی کہ قانصوہ غوری کے بعد مصر کے تخت پر طومان بائے نے جلوس کیا ہے اور وہ ترکی سپاہ سے دوچار ہونے کیلئے افواج تیار کر رہا ہے تاکہ عثمانیوں کو مصر کے علاقہ میں داخل ہونے سے روکے۔ سلطان نے اس سے کہلا بھیجا کہ کیوں سرکشی کرتا ہے اگر ترکی اطاعت مان لے تو بدستور حاکم مصر قائم رہے گا اور صرف سلطان کی دستخط اپنے ملک میں رائج کرنے پر حکومت و عزت کے ساتھ زندگی بسر کرے گا۔ طومان بائے نے سلطان پر یہاں کو منظور نہیں کیا۔ ۱۰۹۲ ہجری ۱۶۸۱ء کو کونچ اپنی افواج کے ایڈانہ نامی ایک مقام میں عثمانی لشکر کے مقابل آیا، جنگ چھڑ گئی اور طومان بائے کی سپاہ نے بہت کچھ جوہر جرات دکھائے لیکن فتح و ظفر نے ترکوں کا ساتھ دیا اور اقبال عثمانی طومان بائے کی ہزیمت کا موجب ہوا۔ طومان بائے کی ذاتی شجاعت اور اس کے سپاہ کی ہمت میں کوئی کلام نہیں کیا جاسکتا لیکن تشہار سلطانی کی نے اس کو ناکام رکھا اس جنگ میں مصری سپاہی سنان پاشا ترکی وزیر اعظم کو گرفتار کر لینگے تھے مگر طومان بائے نے برکت الچ کے مقام میں قتل کر دیا اور بھی کئی ترکی افسر قتل ہوئے، سلطان سلیم نے مرصم سنان پاشا کی جگہ تونس پاشا کو صدر اعظم کے عہدہ پر مقرر کیا اور عثمانی سپاہ ہزیمت یافتہ طومان بائے کی تلاش میں سرگرم ہوئی جسے آخر کار کوئی نہ کر سکا کیونکہ وہ دوبارہ اپنی ہزیمت خوردہ سپاہ کو جمع کر کے عثمانی فوج پر حملہ آور ہوا تھا، اس حملہ میں طومان کی شجاعت دیکھ کر کوئی کی عقل دنگ ہو گئی تھی اور دمشق جب بدستور آئے تو یہاں کی طرف

بھاگتا جا رہا تھا تو چند عربوں نے راہ میں اسے پکڑ لیا اور سلطان کے دربار میں حاضر کر دیا سلطان نے پہلے تو اسکو زندان میں بھجوا دیا اور پھر تیس سے زائد کے دربار میں بلایا اور اس سے مملکت مصر کے متعلق بہت سے مفید سوالات کئے، سلطان کا ارادہ تھا کہ طوئان کو آزادی عطا کر دی جائے مگر دربار عثمانیہ کے امرا اور وزراء نے اس امر کے آئندہ خطر کا ستارچ سوچھا کہ طوئان کو سولی دلا دی، طوئان کو شہر قاہرہ کے باب زیدیکہ پر سولی دی گئی اور علی بہت ابن شاہسوار اس کے سولی دینے کی نگرانی پر مامور ہوا ہوا تھا کہ طوئان نے اس کے باب کو چند روز قبل اسی مقام پر برسرا دکھینچا تھا۔ طوئان کے مرتضیٰ کے ساتھ ہی چرکس لوگوں یا تہجی ممالیک کے خاندان حکومت کا قاتل ہو گیا جو ۱۳۵۹ سال تک مصر پر فرمانروا رہا تھا اور سلطان سلیم نے تیری یکس جو شہر حلب پر پنجاب غوری حاکم مقرر تھا مصر کا والی مامور فرمایا اور اسے پاشا کا مرتضیٰ تعین عطا کیا، کیونکہ تیری یکس مملکت مصر کے حالات اور وہاں کی رعایا کے مزاج سے بخوبی آشنا تھا۔

طوئان بائیس کو قتل کرا دینے کے بعد سلطان سلیم قاہرہ میں داخل ہوا جو ملک مصر کا دارالسلطنت تھا اور اس سے پہلے وہ شہر اپنی افواج کے حوزہ روئے میں فروکش رہا تھا۔ اور وہاں سے پندرہ روز کیلئے شہر اسکندریہ کو ہاکر جعفر یکس کو اسکندریہ کا حاکم بنا آیا اور ایک محفل تھا کہ جہازات کا جنگی بیڑہ سواہل مصر کی حفاظت کیلئے حوض یکس کے پاس باقی رکھا کہ دوبارہ تباہ ہو کر واپس آیا اور کد مست مصر کا نظام و قانون مرتب کرنے میں مصروف ہوا۔

سلطان سلیم کو مملکت مصر کے بارہ میں کئی طرح کے اندیشے تھے، اولیٰ غاصبی شہنشاہ کے حملہ کا خیال۔ دوم اندرونی بغاوت پٹھانوں کی کا خطرہ، اور سوم خود عثمانی امراء اور دیان مصر کی سرکشی اور خود غرضی کا تردد، اس لئے اس نے اس ملک پر مگرانی کرنا ایک ایسا خاص نظام و قانون مرتب کیا جو بظاہر تینوں مذکورہ بالا اندیشوں کے وقوع میں آنے سے محفوظ رکھ سکے اور کافی تعداد کی عثمانی سپاہ بھی وہاں متعین فرمائی

تشریح اس نظام کی یہ ہے کہ سلطان سلیم نے مذکورہ بالا اخیر کی بجائے پاشا کا لقب عطا فرما کر مصر کا گورنر جنرل بنادیا اور اس کے بعد ملک مصر میں تین علیحدہ علیحدہ محکمے یوں قائم کئے۔ پہلی قوت پاشا کی تھی جو سلطانی احکام حکام اور عیالت تک پہنچانے کا ذریعہ تھا اور ان کے اجزاکا نگران، دوم طاقت فوجی۔ کیونکہ اس نے قاہرہ اور تمام بڑے شہروں میں چھ ہزار سوار اور اسی قدر پیدل فوج بندو قوں سے مسلح مامور کر کے اپنے ایک نامی سپہ سالار خیر الدین پاشا کو افسر مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ کنبی قلعہ سے باہر نہ نکلے خواہ کیسا ہی واقعہ کیوں نہ پیش آئے، ان فوجی دستوں کا فرض منصبی یہ رکھا گیا تھا کہ ملک میں امن وامان اور حفاظت نظام قائم رکھنے کیلئے کوشش کریں، کسی فوجی دشمن کے حملے سے اسے بچائیں اور شرارت وصول کرنے میں مدد دیں، یہ فوجی فریقے حسب ذیل تھے، متفرقہ، چاوشیہ، شہر سوار، تفریقہ، یعنی چوری، اور غریب، ہر ایک رسالہ اور پلٹن پر ایک ایک افسر آغا کے لقب سے ملقب مامور تھا اور اس کے ماتحت افسر کتیا، باش، اختیار، دفتر دار، خازن دار، اور روزنامی، ہوا کرتے تھے۔ ان مختلف افسروں کی تعینات سے پاشا کی مجلس شہری مرتب کی جاتی تھی جیسا کہ نام دیوان تھا اور پاشا بغیر اس مجلس کی منظوری کے کوئی حکم نافذ نہیں کر سکتا تھا، اس مجلس کے ممبروں کو اختیار تھا کہ جب وہ پاشا کو خلاف اصول چلتے دیکھیں تو اسے کام سے معطل کر دیں یا اسکی معزولی کی خواہش کریں، اور تیسری قوت، جالیک کی قائم کی جو اگلی دو مصری حکومتوں کے باقی ماندہ افراد تھے اور چونکہ وہ حقیقت وہ پاشا اور سپہ سالار کے دونوں گروہوں سے مخالفت رکھتے تھے اس لئے گویا وہ دونوں فریقوں کی قوت کا پیکر برابر رکھنے میں کام لیتے تھے اور ان تینوں متضاد قوتوں کی چٹیک نے سب کے متحہ ہو کر سلطان سے قیود کر سکا خطروہ بالکل دور کر دیا تھا، اور سلطان نے ملک مصر کو سات حصوں پر تقسیم کیا۔ ہر حصہ کا نام صحتقیہ اور اس کے حاکم کا لقب صحتقی متصرف یا جسکو بکت بھی کہا جاتا تھا۔ اور وہ دیوان مصر کے حکم سے متعین

ہوتا تھا اور امرائے مالیک کے زمرہ سے انتخاب کیا جاتا تھا۔ غوث کا اس تدبیر سے حکومت عثمانیہ نے مصر میں فساد و شورش پر پابا ہونے کا افسوس کر کے اسے اپنے دائمی قبضہ میں رکھنے کا سامان کر لیا۔

سلطان ابھی یہ انتظامات کر ہی رہا تھا کہ اس کے پاس دار الخلافہ سے بعجلت تمام طلبی کا پیام آیا اور وہ سلسلہ میں قانصہ غیری کے بیٹے اور خلیفہ محمد متوکل علی اللہ عباسی اٹھارویں خلیفہ کو مع چند امانات نبویہ کے (جو اب تک قسطنطنیہ میں موجود ہیں) ایک مصر سے روانہ ہو گیا۔ اسکے پاس مصر کے خزانوں سے بہت کچھ نفیس سامان اور مال و دولت بھی اس کے ہاتھ لگا تھا۔ جب سلطان سلیم شہر حلب کے نزدیک پہنچا تو صدر اعظم پیری پاشا اس سے ملا اور خبر کی کہ صفوی خاندان کے حکمرانان ایران حدود عثمانیہ پر فوجیں فراہم کر رہے ہیں۔ سلطان نے یہ خبر سن کر سرعت کے ساتھ صدر اعظم کو مع افواج ایرانیوں کے مقابلہ پر روانہ کر دیا مگر صدر اعظم کو ایرانی سرحدوں سے عبور کرنے کے بعد پتا ملا کہ شاہ اسماعیل خراسان کی طرف پسپا ہو گیا ہے اور اس نے تعاقب کو ناپسند کی کہ چند روز ایرانی علاقہ میں رہنے کے بعد عثمانی مالک میں رجعت کی۔

## اسلامی خلافت کا سلطانین آل عثمان کے

### پاس منتقل ہونا۔

۹۲۲ھ - قدیم الایام سے زرخیزی اور سیر حاصل ہونے میں مشہور ملک مصر کا دولت عثمانیہ علیہ سکے ہاتھ آنا بہت سے فوائد کا موجب ہوا اور اس سے قومی اور ملکی عظیم الشان منافع حاصل ہوئے۔ سلطان سلیم کی خوش قسمتی سے جب وہ مصر میں تھا تو ابی البرکات شریف مکہ کا بیٹا وہاں آیا اور نہایت مسرت کے ساتھ اس نے حرمین شریفین کی کنجیاں سلطان کو تفویض کر کے اپنے باپ شریف مکہ

کی طرف سے اُسے فتح مصر کی مبارکباد دی، اسکے بعد سے جبکہ مسجدوں میں سلطان کے نام کے خطبے پڑھے جاتے تھے انہیں حامی دین خادم الحرمین الشریفین کے لقب کا اور بھی اضافہ ہو گیا اور جب وہ قسطنطنیہ کو واپس آتے ہوئے مصر سے متوکل علی الدار آخری عباسی خلیفہ کو ہمراہ لایا تو اُس نے عہدہ خلافت بھی سلطان سلیم کو دیدیا اور اسی وقت سے اسلامی خلافت کا شاندار رتبہ سلاطین آل عثمان کے قابو میں منتقل ہو گیا، اور مصر ہی کے زمانہ قیام میں امیر خیر الدین باربروسا مشہور مسلمان بحری فاتح نے سلطنت عثمانیہ کی الحاحت مانکر ملک تبرک کو بھی عثمانی مملکت کا جزو بنا دیا۔

اس عظیم المرتبت سلطان پر چراکسہ کی حکومت برباد کر دینے کا جو اعتراض کیا جاتا ہے وہ اس لئے قابل وقت نہیں کہ دولت علیہ نے اپنے بچاؤ اور حفاظت خود اختیار کے واسطے مجبوراً مملکت مصر پر حملہ کیا تھا نہ ہی خواہ مخواہ فاتح بننے کیلئے نہیں چڑھ دوڑا تھا چنانچہ اُس نے مصر کے خزانے سے کوئی بہت بڑی دولت نہیں کالی۔ اور نہ چراکسہ کو بالکل معدوم کر گیا بلکہ انکو ملک کے عہدہ دار سے حکومت پر مامور رکھا۔ اور صرف چھ ہزار ترک سپاہ اس ملک میں متعین کی تاکہ امن و امان بحال رکھا جائے، ہاں یہ ضرور ہے کہ فاتح ہونے کی حیثیت سے اُسے بعض نامہ تجائف اور امانات متبرکہ نبویہ پرتنا بکر لیا اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہو سکتا، علاوہ بریں یہ کتنا بڑا فیاضانہ کام اُس کے ہاتھوں سے ہوا کہ اُس نے باوجود علماء کے فتوے دینے کے قدیم اوقاف پر ہاتھ نہیں ڈالا بلکہ اور اُس میں اضافہ ہی کر گیا، غرض کہ مقتل توارخ کے مطالعہ سے ہلکا سپر اعتراض کرنے کی ذرا بھی گنجائش نہیں ملتی مگر یہ کہ بہت دہری سے کام لیا جائے تو یہ اوریات ہو گی۔

اس عظیم الشان سلطان کے آخری عہد میں تو قات کی سرزمین میں ایک شخص شیخ جمال نامی مدعی مہدویت ہوا اور سلطانی فوجوں نے اُس کی قوت توڑ کر منتشر کر دی جو بیس ہزار جمعیت سے زائد ہو گئی تھی۔ پھر بھی مملکت اناطولیا میں اس کے پیروؤں کی ایک جماعت باقی رہ گئی جسے جلالیہ کہتے ہیں، اور ایک دوسرے شخص نے



شہزاد مراد ابن سلطان احمد ہونے کا دعویٰ کیا۔ وہ بھی ترکی سپاہ کے انھوں پر مال ہو گیا۔

بیت المقدس کا متبرک مقام امرائے ہمالیک فرمانروایان مصر کے قابو سے نکل کر عثمانی قبضہ میں چلا گیا تو دول فرنگ نے عیسائی زائرین کے دھار جانے کیواسطے سلطان سلیم سے بھی اجازت لینے کا سامان کیا اور اسپین کا سفیر قیتی تحائف لیکر دربار عثمانی میں حاضر ہوا تو سلطان نے قدیم شرائط پر جو مصر سے ملے پائے تھے یہ درخواست منظور کر لی اور وہ شرط یہ تھی کہ سالانہ کوئی مقدار کس کی دول فرنگ سے وصول کر لی جاتی تھی۔

سلطان سلیم خاں کی یہ بڑی آرزو تھی کہ سلطنت صفویہ کا نشان مٹا دے۔ تاکہ اس کے شرارت و مفسدہ پروازی سے بالکل نجات مل جاوے۔ مگر وزیروں نے انھیں روک کر اسے الگ رکھ کر جزیرہ رودس کی فتح کو بھرتہ دیا، سلطان ان سے کہتا تھا۔ کہ لوٹ کر سے چوروں کا ایک جزیرہ چھین لینے کے بجائے مجھ کو وسیع اور زرخیز ممالک کی فتح کا خیال اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور اب میرا وقت دار بقا کی طرف جہلنے کا قریب آ گیا ہے میں وہ ایک جہاں لشکر جلو میں لیکر شہر ایڈریا نپول کو جانے کے لئے قسطنطنیہ سے روانہ ہوا اور راستہ ہی میں وفات پائی، خدا مغفرت کرے یہ سلطان بڑا عالی حوصلہ، بلند ہمت، بخشنہ، دور اندیش، قوی دل، صاحب علم صاحب قدرت، اور ارادہ کا پختہ تھا، دل میں جو کچھ ٹھکان لیتا اسے انجام دیکر رہتا، اس نے اپنے اوضاع و احوال سے ثابت کر دیا تھا کہ قرون اولیٰ کے مجاہد سپہ سالاران موئی بن نصیر اور عبدالرحمن الغفقی جو کہ دول ہی میں لائے ہوئے چلے گئے ہیں اسے پوری کر لوں گا یعنی بحر اسیف منسوب کو اسلامی مقبوضات میں داخل کر کے تمام متفرق مسلمان حکمرانوں کو اتحاد و ارتباط باہمی کی مضبوط رستہوں سے جکڑ دینا اور اگر خداوند کریم اس کی اس مبارک آرزو کو پورا کرے تو اس کا موقع دینا تو غالباً اس نے ایسا کر کے دکھا دیا ہوگا۔ سلطان سلیم نے مغربی دنیا اور ترکی، فارسی، اور عربی زبانوں میں عظیم

لکھ سکتا تھا، اُس کا یہ بھی خیال تھا کہ جو امیض متوسط کو ایک نہر کے ذریعے سے جو خاکدانوں  
توں میں ہو کر نکالی جائیگی ملاوٹ سے یعنی نہر سوئز جو آب تیار ہوتی ہے اس کے ہندوستان  
کا شائق تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ترکی جنگی جہازات کے بیڑے ہندوستان کے غلیہ  
خاندان کے حکمرانوں پر حملہ آور ہونے کیلئے پہنچنے کا خواہاں تھا تاکہ تیمورنگ کے ترکوں  
سے جو سلوک کیا ہے اُس کا بدلہ اُن کی ذریت سے لے سکے۔

## (۱۰) السلطان الغازی سلیمان خان قانونی

۵۹۶۲

۹۲۶

اس عظیم الشان سلطان اور جلیل القدر حکمران کی ولادت سنہ ۵۹۶۲ء میں ہوئی تھی، اور  
اس کے بعد میں دولت عثمانیہ عروج و کمال کے بلند ترین زینوں پر پہنچ گئی تھی۔ جس وقت  
سلطان سلیم نے دنیا سے رحلت کی۔ یہ شہزادہ ولایت خاں و خان میں برسر حکومت  
تھا۔ وزراء اور ارکان سلطنت نے سلطان کی وفات مخفی رکھ کر اس کو خفیہ طور پر  
اور یہ دار السلطنت میں آگیا تو ارکان مملکت اور سپہ سالاران فوج نے پرشکوہ  
استقبال کر کے مبارکباد و تخت و تاج عرض کی اور یہی چوری قہج معمولی انعام کی خواہاں  
ہوئی، تخت نشینی اور عہد میں لینے کا اور بارہ چکا تو اتم پر ہی کا اور بارہ منقہ پر اور بارہ  
بزرگوار باپ کی لاش منگو کر بڑے شان و شوکت کے ساتھ دفن کی پھر اس کے عہد  
پر ایک عظیم الشان جامع مسجد بنائی گئی۔ مگر یہ عہد تو ایسا تھا کہ سلطانانہ کی سرپرستی پر ہی  
مستند تھا۔

سلطان سلیمان خان نے تخت سلطنت عثمانیہ پر قدم رکھتے ہی سپہ سالار  
ایسے قوانین تیار کرنے پر توجہ دئی کہ اس کی جو حکومت کی فتح و دنیا کو مستحکم کیا اور اس  
کے ساتھ بڑی سپاہ کی تربیت اور بحر اسود اور بحر مدیترہ کے جنگی بیڑوں کی تعمیر کیا  
جس پر یہ طرز خیال رکھا۔

ہاتھ شام کے گورنر جانیر وغرالی کو سلطان سلیم خان کی خبر و فائیت معلوم ہوئی۔ تو اس نے اپنی مسند انکرونوں کے بر لایکا اچھا موقع بھکر فساد برپا کر دیا اور دمشق کے قلعہ پر قابض ہو کر ابھی متعدد مقامات پر تسلط کر دیا، پھر اس نے خیر بک پاشا کو بومصر پر حاکم تھا خطوط بھیج کر اپنا شریک بنانا چاہا اور لکھا کہ تھے سلطان کے جلوس سے سلطنت کا نظم و نسق خلل پذیر ہو رہا ہے ایسے وقت میں جو کچھ کرنا ہے کہ لو خیر بک نے اسکو تو کچھ فریب آمیز جواب لکھ دیا اور اس کے خطوط مع اپنے عرض کے بارگاہ سلطانی میں ارسال کر دیے۔ سلطان سلیم خان مکہ حرام غرالی کی شرارت معلوم کر کے سخت غضبناک ہوا اور فوراً وزیر فرہاد پاشا کو معقول تعداد جہاز فوج کی دیکر اسکی سرکوبی پر مامور کیا جو بالآخر شام میں مقتول ہوا اور اسکا سردار اختلاف میں لایا گیا۔ سلطان نے غرالی کی جگہ اباس پاشا کو ملک شام کا گورنر مقرر کیا۔ اور فرہاد پاشا کو حکم ملا کہ اب شاہ اسماعیل کی خبر پتہ کیلئے مشرقی حدود مملکت کا رخ کرے کیونکہ شاہ مذکورہ مذکور مملکت عثمانیہ کے حدود پر چھاپے مار کر عثمانی رعایا کو تنگ و برباد کر رہا تھا۔

اسی اثنا میں سلطان محمد ص نے ایک متدللچی شاہ ہنگری کے پاس بعض معاملات پر گفتگو کر کے انکا مناسب تصفیہ کرنے کے لئے ارسال کیا تھا مگر شامت زدہ شاہ ہنگری نے سلطانی سیفر کو قتل کر دیا اور سلطان اسکی گوشمالی کیلئے آمادہ ہو گیا۔ روسلیا کی سپاہ کو تیار رہنے کا حکم ملا اور ایک بھاری فوج وزیر احمد پاشا کے زیر تہمتی بطور ہراول روانہ کر کے خود بنفس نفیس باقی سپاہ کو جلو میں لئے ہوئے ایڈریا فیل سے نکھر ہنگری کے جانب چلا، سپہ سالاریابی بک کو ملک کرواسیا پر حملہ کرنے اور خسرو بک محافظ سمندر کو بلگرڈ کا محاصرہ کرنے کے احکام دیئے گئے۔ اور محمد بک ابن میخا کو ٹرنسولینا کے سو بہر تاخت لانے کا اشارہ ہوا، اسکے بعد احمد پاشا نے قلعہ بکوردوس اور پیری پاشا صدر عظم نے قلعہ زیتنی کو فتح کر کے سرم کا خطہ بزرگ شہر مملکت عثمانیہ میں شامل کر لیا اور خود سلطان بذات خاص بلگرڈ کے محاصرہ میں شریک ہوا۔ دو مہینہ کے حصار کے بعد سرنگوں کے ذریعہ سے اس مستحکم قلعہ کی دیواریں ڈھکڑھکڑ ۹۲۰ میں سلطانی سپاہ شہر میں داخل ہو گئی

اور سلطان نے اُس کے ایک بڑے گرجا میں نماز جمعہ پڑھی جو بعد کو مسجد بنایا گیا۔ انہر  
بلگرئہ سنگری والوں کا سب سے مستحکم مقام تھا جو عثمانی فوجوں کو دریا سے ڈنیوب  
سے اُس طرف بڑھنے سے مانع آتا تھا، سلطان نے اس شہر کو فتح کر لیا تو شاہان یوڈ  
کو اسکی خبر سال کی اور اُسے سمندر کی صفحہ سے ملا دیا جو پھر بعد میں ولایت بوسنیا  
کا تابع ہو گیا۔ اور اسی عرصہ میں عثمانی فوجوں نے ہنگری کے قلعہ جات، اسلافش،  
توئک، ایق، اور ابرشودہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ اور ان امور سے فراغت پا کر سلطان  
سلیمان خان مظفر و منصور دار الخلافہ عثمانیہ میں واپس آیا۔ جب سلطان استنبول  
میں واپس آ گیا ہے تو بنادوق، اور راگوزا، کی جمہوری حکومتوں نے اپنے سفیر ارسال  
کر کے سلطان کو مبارکباد دی اور وسیلی زار روس نے مبارکباد کے ساتھ یہ دینا  
بھی کی کہ دونوں سلطنتوں کے مابین ایک معاہدہ امداد باہمی تحریر ہونا چاہئے تاکہ بوقت  
ضرورت ایک کو دوسری سے مدد ملے مگر سلطان نے اس درخواست کو مسترد کر دیا۔  
۱۵۲۸ء میں سلطنت عثمانیہ اور بنادوق کی جمہوری حکومت کے مابین ایک تجارتی معاہدہ  
تحریر ہوا جس میں اگلے عہد ناموں کی تائید کے علاوہ اس قدر مزید امور بھی تھے کہ جمہوریہ مذکور  
کے سفیر مقیم آستانہ کو ہر تیسرے سال تبدیل کر دیا جائیگا، اور وہ سفیر اپنی رعایا کے  
حق ترکہ کی سماعت کر سکیگا، اور جب اُس کی رعایا کے خلاف ترکی محکموں میں کوئی  
معاملہ پیش ہوگا تو وہ اپنا ایک ترجمان سماعت روداد کے لئے ارسال کیا کرے گا اور  
جو رقم سالانہ اس جمہوری حکومت کی طرف سے دولت علیہ کو دی جاتی ہے اُس میں سے  
دس ہزار ڈوکت جزیرہ قبرص کا خرچ اور پانچ سو ڈوکت جزیرہ ذنٹ کے خرچ میں محسوب  
و متصور ہونگے۔ اس معاہدہ کو یوں بہت بڑی اہمیت حاصل ہوئی کہ دولت علیہ کے  
قلمرو میں غیر ملکی لوگوں کو خصوصیتیں عطا ہونے کی بنیاد اسی سے قائم ہوئی۔  
۱۵۲۸ء میں سلطان کو اطلاع ملی کہ جزیرہ رودوس، بحری رہزنیوں نے عثمانی  
تجارتی جہازات پر حملو کر کے بہت سخت نقصانات پہنچائے ہیں اور کئی ایک جہاز  
گرفتار بھی کر لئے تو اُسکو سخت رنج ہوا اور اسکے علاوہ مصر کے فتح ہو جانے کے بعد اس جزیرہ

کی اہمیت یوں آدھی بڑھ گئی تھی کہ ترکی غلاقہات بحری کے قریب ہی مخالف اور دشمن  
 نہ کو تھل کے جنگی بیڑوں کی ایسی خطرناک جہازیں پناہ کا باقی رکھنا خلاف اصول تھا۔  
 سلطان نے سلطان روم کی سلطنتوں کو اپنے اندرونی جھگڑوں میں پھنسا ہوا دیکھ کر  
 مدینہ کو شہنشاہت سمجھا اور ترکی جنگی بیڑوں کو اس پر حملہ آوری کا حکم دیا۔ کیونکہ ان دنوں افس  
 حکمران آپس میں کٹ مڑ رہے تھے، یوپیہ روپیہ تو قہر سے آئرش میں مصروف  
 تھا جو جرنی بائسنسندہ اور مذہب پروٹسٹنٹ کا بانی تھا اور ہنگری میں اندرونی شورشیں  
 مچا رہا تھا۔

### فتح جزیرہ روڈس ۱۴۹۲ء

سلطان کی جنگی تیاریوں کی خبر پھیلی تو جزیرہ روڈس کے ماٹوں کا افسر ویلی  
 ڈویل آدم انجام بد سے خائف ہوا اور اس نے سلطان کو پیام بھیجا کہ وہ حسب معمول  
 اداسے خراج کے لئے تیار ہے، مگر دل میں یہ کھوٹے تھے کہ سلطان کچھ دن اس طرح  
 صبر کرے تو یورپ کی مدد ملے گی پھر سرکشی دکھائیگا، سلطان نے جواب میں کہا ابھیجا کہ  
 اپنا سب مال و اسباب اور جو لوگ تمہارے ساتھ رہنا چاہیں انکو لیکر جزیرہ سے نکل جاؤ  
 تو کیا مضائقہ ہے اور جب یہ بات اس نے منظور نہ کی تو ترکی بیڑہ ۱۴۹۲ء میں خلیج گلیپولی  
 سے روانہ ہوا جس میں ۳۰۰ جنگی اور ۴۰۰ باربرداری کے چھوٹے بڑے جہازات تھے  
 معاشرہ کی قلعہ شکن توپیں اور دیگر سامان حرب و ضرب خوب کثرت سے فراہم کر لیا تھا  
 اور دس ہزار جنگجو تہ تیغ فوج زیر کمان وزیر دوم داماد مصطفیٰ پاشا کے سپرد ارسال  
 ہوئی تھی، بیڑہ کی کمان سپہان بیلان مصطفیٰ پاشا کے ہاتھوں میں تھی۔ اس بیڑہ کی  
 روانگی کے بعد خود سلطان بنفس نفیس بھاری فوجی جمعیت لیکر خشکی کے راستے سے  
 بندرگاہ مرمیریس کی طرف چلا جو جزیرہ روڈس کے مقابل واقع ہے تاکہ وہاں سے حملہ آور  
 فوج کو مدد سے سکے۔ ترکی بیڑہ جزیرہ کے ساحل پر پہنچ گیا اور اس کے سامنے گشت لگانے  
 میں روانہ ہوا، جو وقت ترکی جہازات مقام جمہانچہ کے پاس سے سرعت گزر رہے تھے

محافظان جزیرہ نے انہیں گولہ باری بھی کی لیکن کوئی ضرر نہیں پہنچا کیونکہ وہ ساحل ہی بہت قریب تھے اور جزیرہ والوں کو اس طرف متوجہ پا کر باقی جہازوں نے بندرگاہ اور کونو رو پر فوجیں اور برامان محاصرہ وغیرہ اتار دیا اور ترکی سپہ سالار نے شہر روڈس کے محاصرہ کے لئے فوجوں کو ترتیب دینا شروع کر دیا۔ مصطفیٰ پاشا محاصرہ کی تیاریاں کر رہی رہا تھا کہ بندرگاہ میں روس کے ساحل پر سلطانی سپاہ کا نشان ہو میں لہراتا ہوا نظر آیا اور کہستان پہاڑ کے نیچے جہازوں کو دیکھ کر سلطان کے سپاہ جزیرہ تک تشریف لائیکسا سامان کیا۔ سلطان نے جزیرہ میں آکر ٹائٹل کے قلعہ کی مضبوطی اور آراستگی کا معائنہ کیا تو بذات خاص محاصرہ کی تجویزیں کیں اور جنگی و تری دونوں سمت سے اس قدر سخت گھیراؤ لاکھا اہل قلعہ گھبرا اٹھے۔ پھر بھی انہوں نے بے حد جرات کے ساتھ مدافعت کی۔ اور باوجود اس کے کہ سلطان نئی نئی تدبیروں سے محاصرہ کو سخت کرنا جاتا تھا مسات چینی ٹکناٹھوں نے اپنی مدافعت کا پہلو کر دیا۔ قلعہ شکن توپوں نے بار بار ان کے سورج و بارے ڈاؤن کیے اور انہوں نے رات کی ہمت میں دوبارہ درست کر لئے لیکن آخر خیال کر کے کہ سلطان بغیر فتح حاصل کیے نہیں نہوگا اور روپ سے مدد نہ آتی ہے اور نہ کل تو انہوں نے سلطان سے امن طلب کیا اور قلعہ سپرد کر دینے پر راضی ہو گئے، ترکوں کے جہازات اور افواج نے حملہ کرنا بند کر دیا اور عورتیں پاشا بیچی چوری سپاہ کا افسر ان سے غیر اذیت تسلیم طے کرنے کو گیا، پھر اسی اثناء میں قلعہ والوں نے دیکھا کہ چند یورپ کے جہازات انکی امداد کو آگئے ہیں تو وہ قوی دل ہو کر اپنے ادب بجاؤ کرنے کی صلاح پر کار بند ہو گئے، ترکوں نے یہ حالت دیکھی تو پہلے سے بھی زیادہ سختی کے ساتھ محاصرہ اور هجوم شروع کر دیا اور قلعہ والوں کو اپنے منصوبے خاک میں ملانے کا یقین ہو چلا جس سے وہ بید نقصان اٹھانے کے بعد طالب امان ہوئے اور خود بخود افسر لاری آدم سلطانی خیمہ میں شرائط کرنیکو حاضر ہوا۔ منجملہ شرائط کے ایک شرط یہ تھی کہ تمام ٹائٹ امیر صرف اپنا خاص اسباب اور اپنے متعلقین کو لیکر جزیرہ چھوڑ دے

معاہدہ صلح تحریر ہونے کے بعد سلطان نے تمام قلعوں پر قبضہ کر لیا، اور ہفتم صفر ۱۵۲۹ء کو سلطانی فوجیں انہیں داخل ہوئیں، ناسٹوں نے جزیرہ مالٹا کا رخ کیا۔ اور سلطان نے اہل جزیرہ کو ادائے فرائض مذہبی کی پوری آزادی عطا کر کے وہاں امن و امان قائم فرمایا۔

فتح روڈس کا شکلہ ہو جانے کے بعد سلطان نے ترکی بیڑوں کے چھوٹے چھوٹے ہتھے قریب کے جزائر پر ارسال کئے اور چند دنوں کے عرصہ میں کپتان قمر محمد نے ہلکے اور انچھڑتی دو جزیرے فتح کر لئے جو روڈس کے ساتھ بالکل متصل تھے اور اسکے بعد استانبول اور تھنائی تو نامی دو جزیرے بلا جنگ و جدال عثمانی متابعت کیلئے رہتی ہو گئے۔ پھر سلطان سلیمان خان بڑے ترک و احتشام کیساتھ فتح و ظفر کا پرچم اڑاتا ہوا دار الخلافہ قسطنطنیہ کو واپس گیا۔

سلطان نے اپنے روڈس کی طرف روانہ ہونے سے قبل فرما دیا تھا کہ صوبہ اناطولیہ کی عثمانی سرحدات ملحقہ ایران پر اسلئے مامور کیا تھا کہ شاہ اسماعیل کے اچانک حملوں کی مدافعت کیجاسکے، پاشا نے مامور نے اپنی خدمت نہایت لیاقت و خوبی سے انجام دینے کے علاوہ علی بک بلادوزی القدرہ کے امیر کو بھی مغلوب بنالیا، اور اُسے مع اُس کے گھرانے والوں اور بچوں کے دار فنا کا رہ سپہنہا کر سلطنت عثمانیہ کو اُس کے شر و فساد سے مامون بنادیا، سلطان سلیمان خان کو پاشا نے موصوف کی حسن خدمت گزاری پر پند آئی اور اُس نے وزیر فرما دیا تھا کہ مراتب بہت بڑا دے جس پر اور درباری امیروں کو رشک آگیا اور انہوں نے بعد میں سلطان کے کان بھر کر اُسے فرما دیا تھا کہ طرف سے اس قدر بدظن بنایا کہ آخر سلطان نے اُس کے قتل کا حکم دیدیا اور یہ نکمہ حلال و غیراندریش وزیر اس طرح اپنے خدمات کے جائز صلحوں سے محروم رہا۔ پھر سلطان سلیمان نے حاکم مصر کو تاکید کی حکم بھیجا کہ اسکندریہ کے کارخانہ جہاز سازی میں کافی تعداد کے جنگی جہاز بنوا کر آتنا زبردست بیڑہ تیار کرے جو بحر احمر کے سوا اہل کی بخوبی حفاظت کر سکے۔

فتح روڈس کے زمانہ میں سلطان کو آدھ ہرے روف دیکھ کر لوٹس دوم شاہ  
ہنگری نے یہ موقع غنیمت شمار کیا اور روڈیاس کے ترکی حدود پر غارتگری آغاز کر دی  
گرگینیولی اور سمندرہ کی ترکی اقواج نے اسکی بروقت روک تھام کی۔ لیکن سلطان نے  
روڈس سے واپسی کے بعد شاہ ہنگری کو اس شرارت کا مزہ چکھانا چاہا اور ۱۵۲۹ء  
میں زیرکمان صدر اعظم ابراہیم پاشا کے تین لاکھ جوار عثمانی سپاہ براہ خشکی روانہ کی  
جسکو علاوہ ۸۰۰ جہازات پر سامان جنگ اور رسد کے ذخائر و ریاضے ڈینیوب  
کی طرف سے ارسال کئے اور ان انتظامات کے بعد خود بنفس نفیس بھی ہنگری کی  
طرف چلا، اور نہر صا وہ کو ایک پل کے ذریعہ سے عبور کر کے صوبہ ترم میں پہنچ گیا۔  
وزیر اعظم ابراہیم مع سپاہ کے حکمت ہنگری کی حدود میں پہلے ہی داخل ہو چکا تھا اور  
راجہ، اراوین، ابلوق، ارک، گراگوریچ، پچو دیک، برقا ص، اور ارداد وغیرہ  
بہت سے مقامات یکے بعد دیگرے فتح کرتا ہوا صحرائے ہماچ نہ ~~.....~~  
میں ہنگری کی ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ مقابل ہوا جسکی کمان خود لوٹس دوم شاہ ہنگری  
کر رہا تھا، جانیئین کی سپاہ نے مقابل میں آتے ہی ایک دوسرے پر حملہ کر دیا اور  
جنگ چھڑ گئی۔ مین گری کا رزار کے اثنائیں سلطان سلیمان خان بھی عثمانی فوج کے  
ساتھ جا کر مل گیا اور ترکوں کی فطری شجاعت میں سلطان کی آمد سے ایک تازہ جان بگئی  
خامکر انکی حوصلہ افزا تقریر نے چشم زدن میں لڑائی کا رنگ پلٹ دیا۔ کہاں تو ترک  
سپاہی معمولی طور پر لڑ رہے تھے اور اب اس کی جگہ انکی جانستنا تلواروں نے اٹھ  
دین کے سروتن کا بے محابا فیصلہ شروع کر دیا اور چند گھنٹوں ہی کے بعد ہنگری کی فوج  
مع اپنے حمایتیوں کی جماعت کے میدان جنگ سے بھاگ نکلی، لوٹس دوم حالت فرار  
میں گھوڑے کا پاؤں گرٹھ میں جا پڑنے سے اس زور کے ساتھ گیا کہ فوراً مر گیا اور  
بیس ہزار سے زیادہ اس کی فوج کے سپاہی لڑائی میں کام آئے چنانچہ چند روز ہی  
کے عرصہ میں سلطان نے قلعہ اور شہر بوڈاپسٹ پائے تخت ہنگری پر بلا جنگ قبضہ  
کر لیا اور پھر اس ملک کے جنوبی علاقوں کی رہی رہی جنگی مضبوطیوں اور قلعوں کو



فتح و منہدم کرنے کے بعد بہت کچھ ہتھیار قید اور مال و خزانہ لئے ہوئے آستانہ  
علیہ کی طرف لوٹ گیا ۔

سلطان سلیمان خاں نے اسی دوم کے فوت ہونے کے بعد ہنگری کے  
تحت حکومت پر جان زاپولی نامی ایک دیہ کے مہر خاندان شاہی کو نگران بنادیا  
تھا مگر سلطان کی واپسی کے بعد فرطی نیند شاہ آسٹریا جو ملک ہنگری کا اپنا موروثی  
حق تصور کرتا تھا اس ملک کو اپنے قابو میں لانے کی واسطے آمادہ ہوا اور ہنگری کو بہت  
سے باشندے بھی اس کی جانب راہل ہو گئے ۔ اسکے علاوہ فرطی نیند کو اپنے  
بھائی شرلگان شاہ جرمنی کی قوت پر بہت بڑا اعتماد تھا جو اندلوں پر سپہیں حدود  
کا موثر اور صاحب اثر حکمران تھا بہر حال اس نے ہنگری کے دار السلطنت "شہر بوڈین"  
پر فوج کشی کر دی اور سپر قایض ہو گیا ، جان زاپولی جان بچا کر بھاگا اور سلطان کی خدمت  
میں اپنے بھائی کا حال کہلا کر اس سے امداد کی درخواست کی ۔ سلطان بھی اپنی اہمیت  
کے خیال سے سخت غضبناک ہوا کیونکہ جان کو ہنگری کا تاج اسی نے عطا کیا تھا ۔  
لہذا وہ آسٹریا کے دار السلطنت "شہر وائنہ" پر فوج کشی کیلئے تیار ہو گیا کیونکہ اسے  
شہر "بوڈین" کا آسٹریا کے فوجدار میں ہونا کسی طرح گوارا نہ تھا اور اس اصول سیاست  
کے بھی خلاف تھا ۔ چنانچہ اس نے جس عثمانی فوج نے ظفر مروج مملکت آسٹریا پر حملہ آور  
ہونے کے لئے روانہ ہوئی اور جان زاپولی بھی مع دیگر امرائے ملک ہنگری کے  
زیر سایہ علم عثمانی شاہی ہو گیا ، سلطان نے سلیمان سے پہلے شہر بوڈین کا محاصرہ کیا اور  
وہاں کے آسٹریائی محافظ سپاہ سے اپنے آپ میں طاقتور ہوا فوج سے نہ پا کر دار السلطنت  
لی اور ہر شرط کی کڑائی جان بخشی کیجائے تو وہ شہر حوالہ کر دیں گے ۔ سلطان نے یہ درخواست  
قبول کر لی اور آسٹریائی سپاہ کو قلعہ بوڈین سے نکال کر ترکی سپاہ سے  
اس میں داخل کیا ، آسٹریا کے سپاہی جنگی جان بخشی کر کے اپنے ملک کو جاننے کی آزادی  
مہیں عطا ہوئی یعنی قلعہ سے نکلے وقت ترک سپاہیوں کی ہتک حرمت کے ترکہ  
ہوئے اور ترکوں نے اس امر کو بخشنے میں داخل سمجھ کر سب کو تیغ کر دیا ، پھر

سلطان نے جان ناپولی کو تخت ہنگری پر بٹھا کر اس سے سالانہ خراج ادا کرتے رہنے کا اقرار لیا اور اس طرح ملک ہنگری سلطنت عثمانیہ کے قلمرو میں ضم کر لی گئی اور تین ہزار عثمانی سپاہ زیرِ کمان قاسم پاشا کے شہر مذکور کی محافظت پر مامور ہو گیا۔

### محاصرہ وائنا

سلطان سلیمان خان کو محض شہر ”بوڈین“ کی واپسی سے تسکین نہ ہوئی بلکہ اس نے فرڈی نینڈ اور شرنگان دونوں کو عثمانی قوت کا نمونہ دکھانے کے غرض سے محاصرہ ”وائنا“ کا منصوبہ ارادہ کر لیا اور فرڈی نینڈ سلطان کے ارادوں سے واقف ہو کر اپنی فوجی قوت فراہم کرنے لگا اس نے اپنے بھائی شرنگان سے بھی ارادہ طلب کی تھی۔ جب عثمانی سپاہ شہر اسٹراخون کے نزدیک پہنچ گئی اور فرڈی نینڈ نے دیکھا کہ اس کے پاس کافی قوت نہیں ہے تو وہ ”دیوانہ“ کو چھوڑ کر اندرون ملک پیچھے ہٹ گیا۔ اور سلطان نے ”وائنا“ پر ۲۰ دسمبر ۱۵۲۶ء کی تاریخ میں محاصرہ ڈال دیا جہاں صرف بیس ہزار آسٹریائی فوج تھی اور وہ کسی طرح ایک لاکھ بیس ہزار ترک سپاہ کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی جو چار سو توپوں کے ساتھ اسپرٹلہ اور ہوئی کیونکہ آسٹریائی فوجیں کل ایک سو توپیں تھیں۔ پھر بھی ترک حملہ آور تھے اور آسٹریا والوں کو اپنا بچاؤ نہ کرنا تھا اس لیے وہ کسی قدر مقابلہ کرتے رہے اور دس مہرے جاگیر کے امین ہوئے جنہیں فتح و ظفر ہمیشہ ترکوں کی سالہتی رہی۔ سلطان سلیمان خان نے دیکھا کہ دشمن رطائی سے جان بچاتا ہے اور موسم سرما کا قرب زیادہ دیر تک جنگ کو جاری رکھنے کی اجازت نہیں دیتا تو وہ واپسی آستانہ کی تدبیر سوچنے لگا اور اچھی تسبیہ اپنے ارادہ کا اعلان نہیں کیا تھا کہ آسٹریا والوں کے قاصد صلح کی گفتگو کر سکتے تھے اور

اس ملک ہنگری کا ایک شہر گران اور ڈینڈب دونوں دریاؤں کے سنگم پر واقع ہے اسپرٹلہ ایک تہ دراز تک اپنا قبضہ رکھا مگر آخری زمانہ میں ”یوحنا نوبی“ شاہ پولینڈ اور ”شائل“ حکمران لویرینچ اسو ترکوں سے واپس لیا۔ یہاں بہت سے مصدقہ پیش ہیں، اہل پوربک نزدیک اس شہر کا نام ”مصر“ ہے اور قدیمی نام

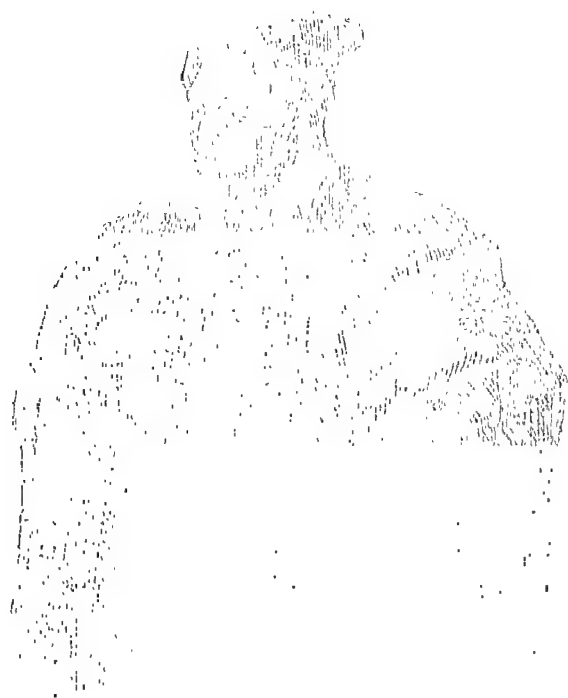


ہوئی تھی، اسی واسطے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم بارہوی خاندان کے بہادروں کا مختصر حال بھی اسی سلطان کے زمانہ کے ضمن میں درج کر دیں کیونکہ ان مردان کا رنے اپنے فتوحات کے ذریعہ سے اسلام کی شان و شوکت بڑھائی اور اپنا نام تاریخ کے صفحات پر نمایاں فرمایا ہے۔

## آل خیر الدین، انکا اصل نسب، اور اُن کے واقعات

اس گھرانے کا اصلی وطن صوبہ اناکولیا کے صحرائے آج میں تھا، آل خیر الدین کا والد عسکر سلطانی دجنگیان پہلے آچکا ہے، میں بھرتی تھا جو جزیرہ مدلی فتح ہونیکے بعد وہاں کی واقعات سے پہلے کے ذیل میں رہا اور پھر وہیں سکونت اختیار کر لی، اس کے چار بیٹے ہوئے جنکو نام: آقا، اور ورج، خضر، اور ایاس، تھے۔ جب یہ چاروں لڑکے سن چھ برس کے ہوئے تو انہیں سے ایک لڑکا جسکا نام اسماعیل تھا تجارت میں مصروف ہو گیا اور باقی تین بھائی بھجری جنگوں میں شرکت کرنے لگے، خضر، کا سفر سلطان رانیہ کے محل سے ہوا اور سلاطینک کی طرف ہوا کرتا تھا اور ورج، اور ایاس، یہ دونوں بھائی ملک مصر و باد یہ تمام کی طرف نکل جایا کرتے، ان دونوں کو رستہ میں ایکبار جزیرہ ردوئس کے بھری رہزمنوں سے مقابلہ کرنا پڑا اور سخت زخمی لڑائیاں واقع ہوئیں جنہیں ایاس تو قتل ہو گیا اور ورج کو ٹائٹوں نے گرفتار کر لیا، سلطان بایزید کے فرزند شہزادہ قورقود کو جو صوبہ قرمان پر حکم تھا اس واقعہ کی اطلاع ملی تو اس نے سلطان بایزید کو اطلاع دے کر ورج کو رہائی دلوائی اور بہادر ورج اعدائے انتقام پلٹے پر تیار ہو گیا، اس نے شہزادہ قورقود سے اپنا خیال ظاہر کر کے اس سے (۳۶) توپوں کا ایک جہاز حاصل کیا اور دانگی کا عازم ہوا۔ انہوں نے ردوئس کے لوٹروں سے بھرا بیض مندر میں جہازوں کی آمد رفت مشکل کر دی تھی اور جہاز رانوں کی بغیر آلات جنگ لئے ہوئے نہیں چلا کرتے تھے، اور ورج قرمان سے روانہ ہو کر جزیرہ جبرہ کے نزدیک اپنے بھائی خضر سے ملا اور

دونوں ملکہ امیر محمد حفصی سلطان ٹیونس کے پاس گئے اور اس سے درخواست کی کہ وہ انکو طق الوادی کا قلعہ دیدے جسے یہ اپنا مرکزی مقام بنائینگے، اور اس عنایت کے معاوضہ میں اسے بیرونی دشمنوں کے حملہ سے محفوظ بنائیں گے اور جو کچھ مال قیمت لائینگے اُس میں سے بھی اُسے حصہ دینگے۔ غرض کہ جب انتظام ہو چکا تو اور ورج اور خضر نے سواحل یورپ پر تاخت و تاراج شروع کر دی اور چند روز بعد انکا تیسرا بھائی اسحاق بھی تجارت چھوڑ کر اُن سے آملا۔ تو اب انکے جہازوں کی تعداد وافر ہو گئی اور دریائی تجارت گری میں انہوں نے وہ شہریت حاصل کی کہ بڑے بڑے بحری جنگ کے کاروبار ان سے دبے لگے۔ پھر ان لوگوں نے شمالی افریقہ کے شہر جیبلہ، الجزائر، شرشیل، تلسان، ادربجایہ، پرتابوکر کے اپنی حکومت قائم کر لی۔ اسی اثنا میں اہل اسپین نے تلسان والوں سے سازش کر کے ان لوگوں سے ایک سخت لڑائی لڑی جس میں چھ ماہ تک یہ سب بھائی تلسان میں محصور رہے۔ اور اس جنگ میں اور ورج اور اسحاق دونوں بھائی شہید ہو گئے۔ جنگ کے بعد اکیلا خضر اُن شہروں کا مالک اور مستقل حکمران ہو گیا اور اس نے سواحل یورپ پر اپنی ناموری حاصل کی کہ یورپ والے اس کے نام سے تھرانے لگے یہی خضر اپنے برادر زادہ امیر محمد الدین کے ساتھ سلطان سلیم کی خدمت میں بقیام قسطنطنیہ حاضر ہو کر اسکی تبعیت میں شامل ہو گیا خواہ اُن پڑا تھا۔ اور سلطان مذکور نے اسکی بہت کچھ خاطر مدارات کر کے اُسے دو کمل جنگی جہازات، خدمت ہند، پارچہ، تلوار مرصع، اور بیکریک الجزائر کا عہدہ مرحمت فرمایا تھا جس کے بعد وہ غزوہ ہبلات کے ساتھ شادان و فرحان اپنے ملک میں واپس گیا اور اسپین والوں سے لڑ کر انہیں شہر الجزائر سے نکال باہر کر دیا اور تمام قلعے واپس لیتے ہوئے اسپین نے چودہ سال سے زائد قیام کے عرصہ میں وہاں تعمیر کئے تھے، اسکے بعد اس نے اسپین کے اس جنگی بیڑہ کو بھی شکست دی جو الجزائر کو دوبارہ فتح کرنے کیلئے آیا تھا اور اس بیڑہ کے بہت سے جہازات بچھن لئے جسکی بابت یورپین مورخوں نے اپنی تاریخ میں کہا ہے کہ اسپین کو اس جنگ میں اتنے بے شمار نقصانات پہنچے جتنا خسرو اندازہ ناممکن ہے۔



*[Handwritten signature]*



اور اب بابر دوس کو اس قدر قوت ہو گئی تھی کہ وہ ستر ہزار مسلمانوں کو اہل اسپین کو  
مظالم سے نجات دلانے میں کامیاب ہوا +

بابر دوس نے جس وقت اپنی بحری لڑائیوں کے واقعات سلطان سلیمان کے  
حضور میں عرض کئے ہیں تو سلطان کی یہ کیفیت تھی کہ وہ جھوم جھوم جاتا تھا اور آخر میں  
اس نے بابر دوس پر نوازش خسروانہ فرما کر اسے حکم دیا کہ فرانس کے بیڑوں سے  
کوئی تعرض نہ کرے کیونکہ وہ دولت عثمانیہ کے دوست ہیں مگر امیر البحر انڈیا یا مڈجھنڈیا  
کی جہوری حکومت کا بیڑہ لیکر دوست علیہ کے بحری مقبوضات پر بارشادہ شارل پنجم  
شاہ جو مئی حملے کر رہا ہے پوری طرح سزا دے۔ بابر دوس نے ان احکام کی نہایت  
خوبی کے ساتھ تعمیل کی، اس نے انڈیا کے بیڑہ ہی کو شکست نہیں دی بلکہ شہر جنو  
پر آتشباری کر کے اسے بہت ضرر پہنچایا اور بہت کچھ مال غنیمت حاصل کیا۔  
اس میں بابر دوس حسب الطلب سلطان کے پھر استقبال آیا اور امیر البحر انڈیا کے بارہ  
میں مشورہ کرنے کا خیال کیا، سلطان اسی وقت ایران سے فتح یاب ہو کر آیا تھا اور  
بعد اপর قابو پا کر وہاں سے یہ شمار اموال غنیمت ساتھ لایا تھا، سلطان نے اس مرتبہ  
بابر دوس کو عثمانی بیڑہ جہازات کا اعلیٰ افسر مقرر فرمایا اور اسے خیر الدین کے معزز  
لقب سے ممتاز بنا کر بہت عظیم الشان جنگی بیڑہ عطا کیا اور حکم دیا کہ اسپین اور  
اطلی کے سوا اہل پرچہ اور ہو۔ خیر الدین بابر دوس نے اس مرتبہ جزائر بلاریک  
ریگیو، اسرارو، وغیرہ تمام ساحل کے نزدیک واقع ہونے والے جزیروں پر چھاپے  
مار کر فتوحات نمایاں حاصل کیں۔ اور بہت کچھ مال غنیمت حاصل کیا +

اسی سال ٹیونس کے باشندوں نے سلطان سلیمان خان قانونی سے استدعا  
کی کہ وہ انہیں شاہان بنی حفص کے ظلم و ستم سے نجات دلائے جو آندون ٹیونس  
کے فرانزواتھے اور سلطان مدوح نے خیر الدین پاشا بابر دوس کو ترکی بیڑہ کے  
ساتھ وہاں جانے کا حکم عطا کیا۔ ٹیونس کی حالت آندون یہ تھی کہ حکومت اسپین نے  
سلطان سلیمان خان کو جنگ ایران میں الجھا ہوا دیکھ کر بیس ہزار فوج اور ایک جنگی بیڑہ



ٹیونس کی طرف روانہ کر دیا تاکہ مولیٰ احسن کو جو اسپین والوں سے پناہ کا طلبہ ہوا تھا مدد دی جائے اور اسے دوبارہ ٹیونس کی حکومت و ولایت دی جائے چنانچہ مولیٰ احسن اس ملکی فوج کی اعانت سے اپنی کرزوں کا میاں بھی ہو گیا اور اس نے ملکی الوادی کے قلعہ پر قابو کر لیا اگرچہ اس کے لئے اسے متعدد سخت لڑائیاں لڑانی پڑی تھیں لیکن چونکہ شاہ شامل پنجم اس حملہ کی کمان خود کرتا تھا اس لئے کامیابی اس کو حاصل ہوئی تاکہ تھوڑی ہی فوج حفاظت شہر پر مامور کر کے واپس گیا تو خیر الدین کے نائبہ تفرقہ بندی نے پھر ٹیونس شہر پر قبضہ کر لیا اور اسپین کی قبائل سپاہ کو قتل کر ڈالا اور خیر الدین پاشا و لوں کے حالات کا علم حاصل کر کے بعد ازاں بیڑہ موصل ابنہ الرکیطہ فرسٹ لیا اور لوں سے ۳۰۰۰ میں آستانہ طبر کو واپس آیا اس مرتبہ اس کے ساتھ باقی ماندہ بحر فوج کے سوا شہر ٹیونس کے پناہ گیرین کی بھی ایک فوجی ہمارت تھی جو کونس شہر و بجا میں چھوڑا اور شامل پنجم نے بار بار خیر الدین پاشا کو فوجی اعتراف کر کے شہر ٹیونس پر حملہ کیا جسکو فتح کر کے مولیٰ احسن تو خیر الدین پاشا پر نکلن بنا دیا اور اسپین کی فوج نے شہر میں قتل نام ہوا کر سبقت شہر پر فوجی ہمارت کے چھوڑ دیے اور لوں کو قتل کر ڈالا اور شامل (۳۰۰) حفاظت سپاہ چھوڑنے کے بعد ٹیونس سے واپس گیا خیر الدین پاشا شہر و بجا میں اپنے ایک نائبہ فسر کے زیر کمان پندرہ ہزاروں کا مختصر بیڑہ چھوڑ گیا تھا۔ جب اس واقعہ کو شامل پنجم کی آمد معلوم ہوئی تو اس نے حسب ہدایت خیر الدین پاشا اپنے نائبہ ہزاروں کے نام و سپاہیوں کو اس کے پاس بھیجا تاکہ نزدیک واقع تھا غرق کر دیا اور خود بیڑہ بندیاں کر کے مراغت ویر آبادہ پہنچا خیر الدین پاشا واپس آیا تو اس نے ان غرق شدہ جہازوں کو کھانکر شہر ابنہ الرکیطہ جہازوں میں شامل کر دیا اور بہت سے بحری ٹو اکوٹنگس جہاز اسے بھی اپنے ساتھ لیکر (۲۰۰) جنگی جہازوں کے سمیت کوچ کر دیا جب وہ بندرگاہ بندرہ کے نزدیک پہنچا ہے تو اس کے کھان میں پانچ جہازات جنگ ٹیونس سے واپس آتے ہوئے لنگرن میں تھے اور خیر الدین نے انکو بھی چھین کر اپنے بیڑہ میں شامل کر لیا۔ پھر اپنی فوج جزیرہ میں آ رہا

اور بہت کچھ مال غنیمت کیلئے اسیران جنگ لیکر آستانہ کو واپس گیا۔ سلطان نے اُسکی  
 واپسی پر بہت مسرت ظاہر کی اور اُس کے واسطے (۱۸۰) جہازوں کا ایک جنگی بیڑہ مع  
 بحری افواج کے جنکا افسر سردار لطفی پاشا تھا مسکندریہ میں ایتانیا کی بندرگاہوں کی طرف  
 روانہ کیا اور حکم دیا کہ بندرگاہ اتونیا پہنچیں گے۔ بعد ازاں خود سلطان منشی کے رستہ سے  
 قوج خضر معین کو ہمراہ لے کر اتونیا پہنچ گیا جہاں مذکورہ بالا بیڑہ پہلے ہی پہنچ  
 چکا تھا، اور سلطان نے ایک چھوٹے بیڑہ مذکورہ کا دیرکمان لطفی پاشا کے ایٹا کیا کے سواہل  
 پر ٹوٹ مار کر پکڑا اور خیر الدین پاشا کو اس بات پر مامور کیا کہ وہ مسرت سے آئی ہوئی  
 بار برداری کی کشتیوں پر عثمانی افواج کا سامان رسید شہر اتونیا تک پہنچاتا رہے۔  
 اسی سال ہندقیہ والوں نے اُن چھوٹے کو ٹوڑ ڈالا جو سلطان بایزید کے عہد سے  
 آئے اور دولت عثمانیہ کے ماہین چلے آتے تھے اور وہ اسپین اور اٹلی کی حکومتوں  
 سے لگے، پھر ان تینوں حکومتوں سے ایک متحد جنگی بیڑہ زیسکان امیر البحر اٹریاڈ کی  
 جزیرہ کو فوکی طرف روانہ کیا، اور یہ بیڑہ اُس عثمانی بیڑہ سے رستہ میں ملا جو علی چلی  
 کیا ماتحتی میں شہر اتونیا کو جارہا تھا، دلی مقدمہ کے بیڑہ نے ترکی بیڑے پر جو تعداد کے لحاظ  
 سے اُسکے ایک چوتھائی کے برابر تھی نہ رہا جو کا حکم کر دیا اور جنگ ہونے لگی ترکوں نے  
 اس سحر کو میں اپنی قوت اور کمزوری کا اکتال خیال نہیں کیا۔ بلکہ وہ اپنے تمام اور عجات  
 کو قائم رکھنے پُشیل گئے۔ لیکن چونکہ بیڑہ کے بہت سے جہازات اس جنگ میں لاف  
 ہوئے اور ہزاروں دلیروں کا سچا پیوں نے شریعت شہادت نوش کیا۔ تاہم پہل  
 نے دلی مقدمہ کے بیڑہ کو ہرابت دی اور اُسکو بڑا سخت نقصان پہنچایا۔ اٹریاڈ  
 زخمی ہوا اور اُس نے کورفیس پناہ لی۔ سلطان کو اس واقعہ کی خبر ملی تو اُس نے  
 فوراً دلی مذکورہ پر اعلان جنگ کر دیا اور اس تعداد مکمل ہو جانے کے بعد خیر الدین  
 پاشا کا بیڑہ بحر ارجن میں اُن کی طرف چلا تاکہ ہندقیہ والوں سے جنہوں نے عثمانی بیڑہ پر  
 دست درازی کی ہے انتقام لیا جائے۔ اس بیڑہ میں چالیس جہازات تھے۔ اور  
 خیر الدین پاشا نے اپنے بیڑہ کے ساتھ تارہ، نقشہ، انا پولی، اور کستلی تارہ پر

قبضہ کر لیا اور وہاں کا انتظام حکومت درست کر کے وہیں کے باشندوں کی حکومت قائم رکھی پھر انہر ایک سالانہ خراج کی رقم متعین کر دی اور اس امر سے فارغ ہو کر مظفر و منصور موسم سرما بسر کرنے کے لئے آستانہ علیہ میں واپس آ گیا ۴

بہار کا موسم آتے ہی خیرالدین پاشا کی طبیعت میں اُمنگ پیدا ہوئی اور وہ اپنے ساتھ ہر کے جہازات لیکر فتوحات کے عزم سے چلنے پر آمادہ ہو گیا، سلطان نے دیکھا کہ خیرالدین کا بیڑہ زیادہ قوی نہیں ہے تو اس نے حکم دیا کہ چالیس ترکی جہازات اور بھی اسکو عطا ہوں اور اسی کے ساتھ کئی ایک کارآزا بحری افسر مع تین ہزاری بیجری سپاہیوں کے بھی خیرالدین کے ساتھ کئے گئے اور ۹ محرم ۹۲۵ھ کو یہ اسلامی بیڑہ بحر سفید کی جانب روانہ ہو گیا۔ جب یہ بیڑہ جزائر اشکوتوز میں پہنچا تو بحری لوٹیر ونگی کشتیوں سے اسکی ٹھیکر ہوئی اور خیرالدین پاشا نے اسکو ہزلیت دیکر (۳۸۰۰ آدمی گرفتار کر لئے جو عثمانی جہازرانوں کے ساتھ کر دیئے گئے، اسی اثنا میں ایک دوسرا ترکی بیڑہ نوٹھے جہازوں کا استنبول سے آور آ گیا۔ اور صلاح بابک عثمانی امیر البحر کا ماتحت بیڑہ بھی خیرالدین کے بیڑہ سے آ ملا جسکے بیس جہازات تھے۔ اس طرح پر خیرالدین پاشا کا ماتحت سلطانی بیڑہ بہت طاقتور بن گیا اور خیرالدین پاشا نے اسکا جائزہ لیکر (۱۷۰) کئی کشتیوں کو خارج کر کے آستانہ علیہ کی طرف واپس کر دیا ۵

اسکے بعد خیرالدین پاشا نے جزیرہ اشکوتوز سے نکل کر جزائر آرکی پیلگو (جمعہ اجزاء یونان) کی طرف رخ کیا اور وہاں کا انتظام درست کر کے صالح بابک کو ان کی حفاظت پر مامور کیا اور بعد ازاں اپنا بیڑہ بنادقہ کے مقبوضہ جزائر کی طرف بڑھایا چنانچہ تھوڑے ہی عرصہ میں اندیرہ، اسٹنڈیل، اور شیرہ وغیرہ متعدد جزائر فتح کر کے انکو عثمانی حلقہ اطاعت میں شامل کر دیا اور زمان بعد جزیرہ کریسٹ پر حملہ کرتے کی تیاری کی لیکن چونکہ یہاں کے شہر نہایت مستحکم اور انکی فتح دیر طلب تھی اسلئے محض معمولی حملوں کے بعد جو کچھ مال غنیمت ملا وہ آستانہ علیہ کی طرف روانہ کر دیا اور خود جزائر کرپ، کاشوت، اور استانبول لیا، کی طرف جا کر کچھ دنوں پچھلے رہنے کے بعد خبر کار

استانکوئی میں قرار لیا۔ اور وہاں اپنے ساتھ کے جہازوں کا جائزہ لیکر انہیں ضروری مرمت اور صفائی کا تکلیف کیا، اور سپاہیوں اور سامان رسد سے تمام جہازات بھر لئے کیونکہ آنا طویلیا سے تازہ مکمل اور ذخائر آگئے تھے ۴

## کوزفر کا مشہور بحری اقلہ

سلطانی بیڑہ استانکوئی سے روانہ ہو کر اغریہ پور سے صلح بک کے بیڑہ کو گستاخ لیتا ہوا ضروری سامان خوراک وغیرہ باز کرنے اور بھاری بار برداری کے جہازات چھپچھوڑ دینے کے بعد جزائر سیوہ کی طرف چلا اور متون میں پہنچکر وہاں لشکر انداز ہوا۔ متون ہی میں خیر الدین پاشا کو اس بات کی خبر لگی کہ دول متحدہ کا بیڑہ پر وزیر پرمحاصرہ ڈالے ہے اور اہل قلعہ کو سخت تنگ کر رکھا ہے چنانچہ خیر الدین پاشا نے صلح بک کو ان کے مختصر بیڑہ کے ساتھ غنیم کی خبر لانے پر مامور کیا، صلح بک کے جہازات جزیرہ زانطہ کے قریب پہنچے تو اس نے دشمنوں کے چند جہازوں کو ساحل جزیرہ کی طرف بڑھتے دیکھا، پھر جب اسکا گزر جزیرہ باکسو کے قریب ہوا تو دشمن عثمانی نشانہ کو ہوا میں فراٹے لیتے دیکھکر پرہیزہ کا محاصرہ چھوڑ بھاگے اور انہوں نے کورفو میں جا کر قیام کیا۔ خیر الدین پاشا نے ان امور پر آگاہی حاصل کر لی تو شہر صلیح سے ضرورت کے موافق میٹھا پانی جہازوں پر بار کر لیا اور کھانا تو نیا کو آگیا جہاں سے کچھ فوجیں غنیم کی پراتا رہیں اور خود غنیم پر عثمانی سطوت کا اظہار کرتا ہوا بندر گاہ پرہیزہ کی سمت پہنچا پرہیزہ ویزہ میں صلح بک کے بیڑہ سے ملکر وہاں کے قلعہ کو مستحکم کیا اور اس میں جنگی ذخائر اور محافظ سپاہ بقد رکھائے تعینات کر کے دشمنوں کے بیڑہ کی حالت دریافت کر رہے ہیں۔ مصروف ہوا جو نتائج کورفو میں مجتمع تھا، جب خیر الدین پاشا کو غنیم کی قوت کا اندازہ ہو چکا تو اس نے جانچیں سلطان کی خدمت میں عرض کر دیں اور حکیم ہادی ۱۳۳۵ھ کو غنیم کا متحدہ بیڑہ زیر کان امیر البحر اندریا ڈوریا کے پرہیزہ کی طرف بڑھا اس نے جزیرہ سینٹ اور میں جو ترکی بیڑہ کے بجائے قیام سے چار میل کے فاصلہ پر

تھا نگر ڈالے۔ غنیم کا متحدہ بیڑہ حسب ذیل جہازات سے مرکب تھا۔ شہنشاہ  
 شاکر لکان کے (۵۲) جہازات اور اہل ہند قصبہ کے (۷۰) جہازات جو زیرِ کمان  
 امیر البحر کا پلو کے تھے۔ پوپ رومیہ کے (۳۰) جہازات۔ بحری قزاقان مالٹا کے  
 (۱۰) جہازات۔ اسپین کے (۸۰) جہازات، اور ان کے علاوہ دوسری بحری  
 حکومتوں کے بھی چند جہازات شامل تھے۔ اور ان کے مقابلہ پر عثمانی بیڑہ میں صرف (۱۴)  
 چھوٹی بڑی کشتیاں اور جہازات تھے جو خیر الدین پاشا کے زیرِ کمان اتنے عظیم الشان  
 بیڑہ کا مقابلہ کرنے پر تیار تھا خیر الدین پاشا نے اپنے ماتحت افسروں کو جمع کر کے اُن کے  
 جنگ کے متعلق صلاح دریافت کی، اُن افسروں میں زیادہ سریر آوردہ اشخاص۔ مراد  
 رئیس، طور خود، کوزلجہ، اور صلح رئیس، تھے۔ جنگی رائے یہ قرار پائی کہ بلاتال دشمن  
 سے مقابلہ کرنا چاہئے۔ رات کے وقت دشمن نے اپنی کچھ فوج جزیرہ پر ویزہ کی  
 خشکی پر اتارنی چاہی اور اس کا رروالی کو مکمل کرنے کی غرض سے عثمانی بیڑہ کو اپنی طرف  
 متوجہ رکھنے کیلئے اُسپر آتشباری کی دھمکی دی لیکن بہادرِ ترک اس قدر ہوشیاری سے تیار  
 تھے کہ غنیم کو اپنی آرزو میں کامیابی نہیں ہوئی۔ پھر اسکے دودن بعد دشمن نے اپنی  
 چند جنگی کشتیاں گالی وضع کی بھیجیں جنہوں نے آبنائے پر ویزہ کے سامنے پیش قدمی  
 کرتے ہوئے عثمانی بیڑہ پر گولہ باری شروع کر دی، ترکوں کو ایسی شوخیاں دیکھ کر ہوش  
 اُگیا اور انکی آنکھوں میں خون اُتر آیا، خیر الدین پاشا نے فوج کو بے تاب اور مشتاق  
 جنگ دیکھ کر نثارۂ جنگ بجائے جائیکا حکم دیا اور ترکی بیڑہ در نصرت اللہ فوجِ قریب  
 پڑھکر بلالی نشان ہوا میں اڑاتا ہوا بندرگاہ سے کھلے سمندر میں نکل آیا اور آٹھ میل کے  
 فاصلہ پر صغ ہندی کر کے استعادہ ہو گیا، رات بعد خیر الدین پاشا نے اُن ہلکی اور  
 تیز حرکت کرنیوالی کشتیوں کو جو غنیم کی توپوں کی زد میں آگئی تھیں غنیم پر حملہ کرنے کا  
 حکم دیا اور ہدایت کی کہ اپنے سامنے کی جانب لگی چوٹی تین تین توپوں سے گولہ باری  
 کرتی ہوئی تھیں، اگرچہ دشمن نہایت دور کی آگ برسار رہا تھا لیکن اُن چالیس کشتیوں  
 میں سے جنکو حملہ کا حکم ملا تھا ایک جتھے غنیم کے بیڑہ کے وسط میں داخل ہو گیا۔ اور

اپنی تیز دم توپوں کی امداد سے اسکے جہازات منتشر کر دینے میں کامیاب ہو گیا۔ دشمنوں کے پراگندہ جہازات چند منٹ کے وقفہ میں بحالت تباہ لپٹا ہوئے اور رات کی تاریکی نے انکے عیب کو اپنے دامن میں چھپا لیا جس سے وہ بھاگنے کا بھی موقع پا گئے مگر ساتھ ہی عثمانی جہازات تعاقب میں لگے رہے چنانچہ دوسرے دن علی الصبح ترکی بیڑہ نے جزیرہ ایماٹور کے پیچھے سے چکر کاٹ کر دوبارہ دشمن کے جہازوں سے بندرگاہ اینجیر میں مقابلہ کیا، غلیم کو ہوا کے سکون نے بھاگنے کا موقع نہ دیا تو وہ مجبوراً مقابلہ پر آیا اور اپنے جہازوں کی اس طرح صف بندی کی کہ بڑے بڑے غالوں اور کارک وضع کے جہازات آگے کی صف میں رکھے۔ اور سریع الحركت چھوٹی کشتیاں پچھلی صف میں تاکہ وہ عندالموقع چکر کھا کر ترکی بیڑہ کی پشت پر حملہ کر سکیں امیر البحر انڈریا ڈور نے یہ صف آرائی اُنڈوں کی بحری جنگ کے اصول پر بہت عمدہ کی تھی اور اسی سبب سے وہ دیر تک ترکی بیڑہ کا بہت کامیاب مقابلہ کرتا رہا مگر چونکہ غالوں اور کارک کشتیوں کی حالت بہت دہیمی تھی اس لئے انکی بھاری توپوں کی مار دوڑ تک نہیں کام دیتی تھی اور ترکی بیڑہ کے تیز رفتار غراب دشمن کی توپوں سے کہیں زیادہ فاصلہ تک بھٹا نشانہ بازی کر رہے تھے، امیر البحر انڈریا ڈور سخت حیرت زدہ رہ گیا کہ اب کیا کرے اور اس نے اہل بندقیہ کے امیر البحر سے مشورہ کر کے یہ جنگی چال چلی کہ غالی وضع کی کشتیاں آگے بڑھادیں تاکہ کارک کشتیوں کو چوڑی تھیں صدمہ نہ پہنچے۔

خیرالدین پاشا کی نکتہ رس طبیعت اس موقع پر کہاں چوک سکتی تھی اس نے فوراً اپنے بیڑہ کا ایک حصہ بڑھا کر غلیم کی آگے بڑھی ہوئی کشتیوں پر حملہ کر دیا اور انڈریا ڈور اور اسکا ساتھی دونوں اس حملہ کے خطرناک انجام سے خائف ہو کر اپنے غالی اور غراب نما جہازوں کے پیچھے جا چھپے لیکن انہوں نے اب یہ قصد کیا کہ ترکی بیڑہ کو کارک اور غالی کشتیوں کے وسط میں گھریں تاکہ دونوں سمت سے انپر دباؤ ڈال کر تباہ کر ڈالیں خیرالدین نے بلا کی تیزی سے انڈریا ڈور کا یہ منصوبہ پورا نہ ہونے دیا

اور اپنے بیڑہ کے دونوں بازوؤں کو بڑا کر غنیم پر دو طرف سے حملہ کر دیا پھر خود بذات خاص جس بیڑہ کی کمان پر تھا اُسے آگے کی سمت سے بڑا لگیا، تین سمت کا زبردست حملہ دشمن کو پرانڈہ کر دینے کے لئے کافی تھا چنانچہ تھوڑی ہی دیر میں غنیم پسپا ہو چلا اور خیر الدین نے اُس کے بڑے جہازوں اور چھوٹی محفوظ کشتیوں کے بیچ میں اپنا بیڑہ داخل کر کے اُسکی گالوں اور کارک کشتیوں کو اپنے پیچھے ڈال دیا، امیر البحر اندریا ڈکے خیال میں بھی یہ بات نہیں آتی تھی کہ خیر الدین اُسکو اس قدر مجبور بنا دیگا چنانچہ وہ اب فتح سے مایوس ہو گیا اور بہت جلد اپنے تیز رفتار غرابوں کو بچا کر تمام بڑے جہازات ترکوں کے لئے چھوڑا تاہو امیدان جنگ سے بھاگ گیا۔ ترکوں نے دشمنوں کے بڑے جہازوں کو تھوڑی ہی دیر میں ہتھیا لیا۔ بہت سے بکڑے اور کچھ ڈوب دئے اور جو انہیں بچ گئے تھے وہ خیر الدین پاشا نے جلوا دئے +

اس بھری جنگ میں امیر البحر خیر الدین پاشا نے جو اصول حملہ آوری اور فہم کا اختیار کیا تھا۔ وہ حقیقت متحدہ بیڑہ پر فتیابی کا موجب وہی ہوا ورنہ اس قدر کم تعداد کے اور مختصر عثمانی جہازات عظیم الشان متحدہ دول یورپ کے بیڑہ پر ہرگز غالب نہیں آسکتے تھے، اسی لئے مورخین نے خیر الدین پاشا کی مہارت اور کارگزاری کی بجا تعریف کی ہے اور اس فتیابی کو اُس کی بے شمار بحری فتوحات کے ضمن میں شامل کیا ہے جنکی وجہ سے وہ مستحق تعریف ہوا۔ ترکوں نے اس جنگ کا نام کورفوز اور اہل یورپ نے جنگ پیرہ ویزہ رکھا ہے +

خیر الدین پاشا کی صف آرائی جو اُس نے اس معرکہ میں کی آئندہ قوموں کے لئے ایک مفید سبق بن گئی۔ اور انگلیز امیر البحر نے اپنی بحری لڑائیوں میں اسی نظام پر عمل کر کے کامیابی اور سرخروئی حاصل کی۔ ایڈمرل روڈنی، اور نلسن وغیرہ کی متحدہ بحری فتوحات کا راز اسی طریقہ جنگ کی پیروی میں مخفی تھا سلطان سلیمان خاں نے ان فتوحات کے بعد خیر الدین پاشا کو غازی کے ممتاز لقب سے بھی سرفراز فرمایا +

دول متحدہ کے بیڑہ کو شکست ہوئی تو اس کے افسروں نے روسیما ہی  
 مٹانے کے لئے اپنے ملکوں کو واپس جانے سے پہلے کوئی بخودی فتح حاصل کرنے کا  
 ارادہ کیا اور صوبہ ہرنیکو نیا کے ایک مختصر قلعہ نوہ نامی پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا  
 یہاں کا حاکم تاب مقاومت نہ لایا اور اسنے قلعہ غنیم کو سپرد کر دیا چنانچہ اہل یورپ  
 نے جلع دل کے پھپھولے یوں پھوڑے کہ اطاعت مان لینے والی مسلمان فوج  
 کو ایک سرے سے قتل کر دیا اور سلطان نے یہ خبر پا کر فوراً خسرو پاشا حاکم رومیلیا  
 کو دشمنوں کی سرکوبی کا حکم دیا جس نے ۱۵۳۹ء کے موسم بہار میں ”رمنوہ“ پر فوج کشی کر کے  
 دشمنوں کو دغاں سے نکال دیا اور اسی کے ساتھ نادقہ کا ایک نیا قلعہ نیرو نامی بھی  
 فتح کر لیا جسکی واپسی کے لئے قلعہ زارہ کے بندقیہ ولے جنرل نے بہت سرامار اگر  
 ناکام رہا۔

۱۵۳۹ء میں اسپین اور ایٹالیا کی حکومتوں نے متفق ہو کر ایک جنگی بیڑہ  
 ایک سو جنگی اور اسی قدر بار برداری کے جہازوں کا مع عظیم الشان بڑی سپاہ  
 کے شمالی افریقہ کی مملکت الجزائر کو فتح کرنے کے ارادے سے ارسال کیا اور الجزائر  
 کے حکمران بائی خا دم جن آغا نے اس سپاہ کا بہت کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا  
 اور غنیم کا بیڑہ طوفانی ہواؤں کی جھپیٹ میں آکر برباد ہو گیا اس کی دہائی سے  
 زائد کشتیاں غرق ہو گئیں اور کچھ ریت پر چڑھ گئیں چند باقی ماندہ جہازات اور بڑی  
 فوج جو باقی رہی تھی ترکی بیڑہ کی آمد آمد سنکر اس بدحواسی کے عالم میں بھاگی کہ بہت  
 کچھ جنگی ذخائر اور سامان رسد چھوڑ گئی جو سب خیر الدین پاشا کے ہاتھ لگا۔ ترکی بحری  
 فتوحات نے بندقیہ والوں کا اس قدر نقصان کیا تھا کہ انکی تمام تجارت خاک میں مل گئی  
 تھی اور وہ اب جان سے تنگ آگئے تھے آخر انہوں نے دار السلطنت قسطنطنیہ میں  
 اپنے سفیروں کو بھیج کر درخواست صلح کی اور شرائط ذیل پر مصالحت ہو گئی کہ جس قدر  
 جہاز ترکوں نے فتح کر لئے ہیں وہ سب مع آن اہل بندقیہ کی املاکوں کے جو جزیرہ  
 نماے موریہ میں واقع ہیں اور مقامات بنیکشہ، اور زانا پولی، بھی دولت عثمانیہ کے



قبضہ میں رہینگے اور تین لاکھ پونڈ نقد تادان جنگ اس سے علاوہ ادا کیا جائیگا +  
 ۱۶۴۵ء سے ۱۶۵۰ء تک سلطان سلیمان خان کو مملکت ہنگری پر دو بار  
 فوج کشی کرنے کا اتفاق ہوا اور فرڈی نینڈ شاہ آسٹریا اور اسکے بھائی شربکان شہنشاہ  
 جرمنی کی سرکوبی کرنی پڑی ہنگری پر فوج کشی کر کے اس کے اندرونی مقامات میں  
 بغاوت کے شعلے بھڑکا دیئے تھے اور آخر میں سلطان سلیمان نے ہنگری کا ملک  
 سلطنت عثمانیہ میں منضم کر لیا، اور وہاں ایک مشہور مدبر خلیل آفندی کو حاکم بنایا۔  
 جس نے اپنی خوبی انتظام سے اسکا نظم و نسق درست کر کے آئندہ دشمنوں کی دل  
 اس میں نہ بھگنے دی +

پھر ۱۶۵۰ء میں شاربکان حکمران جرمنی نے فرانس پر حملہ کیا تو شاہ فرانس نے  
 حکومت عثمانیہ سے امداد مانگی اور خیر الدین پاشا بابر دوس ایک سو جنگی جہازوں  
 کا بیڑہ لیکر فرانسیسی بیڑہ کی اعانت کے لئے گیا۔ فرانسیسی بیڑہ کا امیر البحر ڈیوک  
 انفیان صرف چالیس جنگی جہازوں سے وینس اور اسپین کے سواحل پر حملہ آور  
 ہونا چاہتا تھا چنانچہ خیر الدین پاشا نے اسکو امداد دیکر بہت سے ساحلی مقامات فتح  
 کر دیئے اور پھر موسم سرما بسر کرنے کی واسطے دونوں بیڑے بندرگاہ طولون میں  
 واپس آئے جہاں خیر الدین پاشا فرانسیسی افسران جہازات کو بات بات پر ملاقات  
 کیا کرتا تھا اور انکو جہازوں کی عدم خبر گیری پر برابھلاکتا جس سے وہ دل میں  
 برا مانتے تھے لیکن ڈیوک انفیان ان باتوں کو ایک شفیق استاد کی ہدایت  
 تصور کر کے اُسپر کاربند ہو جاتا چنانچہ اسی انداز سے اُس نے بہت سی باتیں سیکھ  
 لیں اور بعد میں فرانسیسی بیڑہ کے اندر معقول اصلاحات نافذ کر سکا۔ مگر فرانس  
 والے اپنی حکومت پر اس لئے ناراض ہو چلے کہ اُس نے مسلمانوں سے کیوں مدد  
 لی ہے تو شاہ فرانس نے خیر الدین پاشا کو (۸۰۰۰۰۰) کروڑوں سفر خرچ دیکر  
 شکوہ گزاری کے ساتھ واپس کر دیا۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ خیر الدین پاشا  
 لنگر گاہ طولون میں باوجود اسکے کہ وہاں ہر طرح حالت امن تھی اپنے جہازوں کو

شب و روز تیار اور ہر طرح درست رکھتا تھا، یہ امر حکومت فرانس کی بدگمانی کا موجب ہوا۔ اس لئے اس نے بہت جلد ترکی بیڑہ کو واپس کر دیا۔

خیرالدین پاشا کی یہ آخری بحری جنگ تھی اور اس کے بعد وہ مرض الموت میں گرفتار ہوا اور باوجود بہت کچھ علاج و تیمارداری ہونے کے آخر ۱۵۳۰ء میں ان کی اجل کو لبیک کہہ گیا، آج اس کی قبر بشکلتاش کے نزدیک زیارت گاہ عام ہے، اس نامور جہازران کا نام تاریخ کے صفحات پر آب زر سے لکھا گیا جس نے ترکی بحری تواریخ کی رفعت و عظمت کا پھر یہاں فضا سے عالم اُڑا کر بہت سے نامی امیر البحر اپنے شاگردوں میں سے بنائے۔ خیرالدین پاشا کی رحلت کے بعد ترکی بیڑوں کی عام فہری کپتان محمد پاشا الطویل کو ملی اور اس کے بعد سنان پاشا ۱۵۳۵ء میں عثمانی اول امیر البحر منتخب ہوئے جو رستم پاشا صدر اعظم کا بھائی تھا، اس نے طرابلس الغرب کو اسپین والوں کے قبضہ سے چھین کر ترکی مقبوضات میں شامل کیا۔ سنان پاشا نے ۱۵۳۵ء میں وفات پائی اور وہ شہر اسکدریہ میں دفن کیا گیا۔ سنان پاشا کے بعد عثمانی بیڑہ جہازات کی کمان پیاہ پاشا کو ملی جو خیرالدین پاشا کا ایک شاگرد تھا۔ خیرالدین پاشا نے علما ایسے کہ وہ ایک بے نظیر بحری افسر تھا بہت سے کارآمد شاگرد بھی بنادئے تھے جو اس کے بعد ترکی بحری قوت کو کامیابی کے ساتھ سنبھالے رہے اور یہ اس کی سب سے بڑی تعریف کے قابل کارروائی تصور کی جاتی ہے ان شاگردوں میں سب سے مشہور اشخاص طور غوجہ، صلح رئیس، پیاہ پاشا، سید علی رئیس اور اولوچ علی، وغیرہ وہ شیروں اور صاحب تدبیر لوگ تھے جنہوں نے ترکی بیڑہ کی نوی عرصہ دراز تک بخوبی قائم رکھی اور ان کی کارگزاریاں اپنے موقع پر بیان کی جائیگی۔

## بحر ہند میں ترکوں کی لڑائیاں

جن دونوں دولت عثمانیہ بحر بیض متوسط میں دول متفقہ کے ساتھ سرگرم کارزار تھی انہی دنوں پرتگالی جہازران جنوبی افریقہ میں راس امید کا پہا

لگانے کے بعد ہندوستان کے سواحل کی تلاش کر رہے تھے اور انہوں نے بہت سے مقامات کا پتہ لگا کر وہاں اپنی رسائی پیدا کر لی تھی جہاں سے وہ تجارتی پیداواریں اپنے ملک اور دیگر ممالک یورپ میں لے آیا کرتے تھے۔ اس سے پہلے چین اور ہندوستان کا مال تجارت بحراہم کے راستے سے آئنا سے سویز تک آتا تھا اور وہاں سے ہندوستان تک خشکی میں مال کے قافلے چل کر اسکندریہ سے بحراہم میں چلنے والے ترکی جہازوں پر سوار ہو جاتے۔ پرتگالیوں نے اس سلسلہ کو منقطع کر ڈالا اور اس طرح ترکی فوائد تجارت کو سخت نقصان پہنچا جسکو دیکھ کر سلطان سلیمان نے مشہور وزیر اور وزیر خدام سلیمان پاشا حاکم مصر کو قطعی احکام بھیجے کہ بحراہم کے ترکی بیڑوں کو تیار کر کے سواحل ہندوستان کی طرف روانہ کرے اور پرتگال والوں سے سمجھ لے تاکہ ترکی تجارت کا راستہ بے خطر اور صاف ہو جائے۔ نیز سلطان نے قسطنطنیہ کا ایک ماہر بحری افسر سلیمان رئیس نامی والی مصر کی امداد کے لئے بھیج دیا اور ان دنوں ہندو افسروں نے باہمی صلاح سے بندرگاہ سویز کے بیڑہ کو خوب آراستہ اور کارآمد بنا کر تیار کر لیا۔

اسی اثنا میں ہندوستان کے بادشاہ ہمایوں نے وہاں کی طوائف الملوک کی بظرف کرنے کے لئے کرباندھی اور بہادر شاہ والی گجرات پر حملہ آور ہوا، بہادر شاہ نے سلطان سلیمان سے امداد مانگی اور یہ امر سلطان کو اپنی مراد حاصل کرنے کا دوسرا اور کارآمد وسیلہ معلوم ہوا، پانچ اُس نے سلیمان پاشا کو بندرگاہ سویز سے بحالت روانہ ہونیکا حکم دیا۔ سلیمان پاشا اسی جہازوں کا بیڑہ اور بیس ہزار سپاہ لیکر ۹۲۵ھ میں عدن پہنچا۔ اور وہاں کے امیر عامر بن داؤد کو امان عطا کر کے اپنے جہاز پر طلب کیا لیکن پھر اُس سے دغا کر گیا اور اُسے جہاز کے سنبول پر مشولی دیدی۔ اسکے بعد عدن پر بلا جنگ و جدل قابض ہو کر ہر گرام بیکہ نامی ایک ترک فوجی افسر کو مع کسی قدر سپاہیوں کے وہاں بغرض حفاظت چھوڑتا ہوا خود سواحل گجرات کی طرف گیا، چند روز بعد منزلی مقصود پر پہنچ لیا تو اسے معلوم ہوا کہ بہادر شاہ سے شاہنشاہ ہمایوں سے صلح کر لی ہے

اور اب وہ طالب امداد نہیں، پرتگال والوں کے بیڑہ نے مہرات کے کئی ایک حامی شہروں پر تسلط کر رکھا تھا، مکہ سے "اورنگزب" کے دو قلعے سلیمان پاشا نے ملک محمود بادشاہین بہادر شاہ کی شرکت میں فتح کر لئے اور تیسرے قلعہ "دیو" کا تری اور جنگی دونوں سمت سے محاصرہ کر لیا۔ پرتگالی افسرانہوں نے جو اس قلعہ کا محافظ تھا بڑی دلیری سے مقابل ہوا اور سلیمان پاشا سمجھ گیا کہ یہاں جلد فال نہیں مل سکتی، چونکہ اس کے پاس سامان رسد وغیرہ کم گیا تھا اس نے ملک محمود سے سامان رسد طلب کیا اور محمود والی وطن کی شہرگزشت کا تصور کر کے سلیمان پاشا سے علیحدہ ہو کر پرتگال والوں سے مل گیا۔ اب سلیمان پاشا کو بحر اس کے کوئی چارہ نہ ملا کہ وہ حصار توڑ کر فوراً واپس جائے چنانچہ جب وہ پلٹتے ہوئے عدن کے غریب پہونچا تو ریاست شہر کے حاکم نے خود بخود آگے ترکی متابعت قبول کر لی، پھر وہ ساحل ملین کو فتح کرتا ہوا مصطفیٰ ابن سبکی مر پاشا کو وہاں کا حاکم بنا کر خلیج سونزیں واپس آ گیا۔

طریقہ سے قبضہ کیا تھا اور جب وہ ملک مصر کو واپس چلا گیا تو امیر عامر داؤد کے  
 رشتہ داروں نے پرتگال والوں سے ملکر ترکی سپاہ اور فسر کو قتل کر کے عدن پر دوبارہ  
 تسلط کر لیا۔ سلطان نے یہ خبر پائی تو کچھ عدن پر دوبارہ قبضہ کرنے اور کچھ اگلے مدعا میں  
 پوری کامیابی حاصل کرنے کے خیال سے ۱۵۵۷ء میں بارہ گز محاصرے سے ایک دو سرا  
 جنگی بیڑہ زیرِ کمان پیرتی رئیس کے روانہ کیا جس میں ۳۰ جہازات تھے۔ اس کپتان نے  
 ملک عدن کو واپس لیکر شہر مسقط اور ہرمز اور درآخت نامی دو جزیروں کو بھی فتح  
 کر لیا جو فلج فارس کے وہ نہ پر واقع ہیں اور بوقت ضرورت پناہ لینے کیلئے مفید تھے  
 پھر وہ بصرہ کی طرف روانہ ہوا جہاں اسے اطلاع ملی کہ پرتگال والوں کا بیڑہ اس سے  
 جنگ کر نیکو آ رہا ہے چونکہ پیرتی پاشا کے جہازوں پر مکمل سامان جنگ نہ تھا اس لئے وہ  
 اپنے ساتھ کے جہازات بصرہ میں چھوڑ کر صرف دو جہازوں سمیت مصر کو واپس چلا گیا،  
 اور سلطان نے مراد بک کو مصری بیڑہ جہازات کا کپتان مقرر کر دیا جس نے بصرہ کی  
 طرف جا کر وہاں محمول تعداد جنگی کشتیوں کی بغرض حفاظت متعین کر دی اور خود (۱۵۵۸ء)  
 جہازوں کو لیکر آبنائے ہرمز کی طرف گیا جہاں اس سے اوپر پرتگال والوں سے جنگ  
 ہوئی مگر فتح پرتگالیوں کو حاصل ہوئی اور مراد بک بہت سخت نقصان اٹھا کر شہر بصرہ میں  
 واپس چلا گیا۔ سلطان نے یہ اطلاع پائی تو اس نے اس مرتبہ مشہور جہازدان اور بہت  
 دان عالم سید علی رئیس کو مصری بیڑوں کا چیف مقرر فرمایا۔ یہ کپتان بحر ہند اور  
 اس کے خواص سے خوب واقف تھا اور اس نے بحر ہند کے بیان میں ایک خاص  
 کتاب محیط نامی لکھی ہے جو بہت اعلیٰ درجہ کی تالیف ہے اس نے خیر الدین پاشا مرحوم  
 کی صحبت میں بہر بحر جنگ کے تجربے حاصل کئے تھے، غرض کہ جب وہ بصرہ میں پہنچا تو  
 اس نے وہاں کے بیڑوں کو مرتبہ اولیٰ کر سننے کے بعد جزیرہ ہرمز کو گیا اور پرتگال  
 والوں سے معرکہ آرائی کی، اگرچہ سید علی پاشا کے جہازوں سے غنیمت کے جہاز تعداد میں تین  
 حصہ دائرہ قوی تھے لیکن اس نے دشمن کو بڑی طرح شکست دی اور ان کے بیشمار جہازوں  
 کو غرق کر دیا۔ سید علی پاشا عروس فتح و ظفر سے ہمکنار ہو کر واپس کا عازم ہوا تھا کہ یکایک

طوفان کی بلالیں پھنس گیا اور اس کی بہت سی کشتیاں ڈوب گئیں کچھ متفرق ہو گئیں اور بعض سواہل ہند پر جا پڑیں، باقی ماندہ جہازوں کے افسر بجزند کے طوفان خیزی سے خائف ہو کر گجرات کے ساحل پر خشکی میں اتر پڑے اور سید علی پاشا نے اپنے جہازات ملک احمد والی گجرات کو دیکر خود خشکی کے راستہ میں اپنے تئیں سہراہیوں کے ملک ہند اور ایران کی باد پیمانی کرتا ہوا ملک عثمانیہ میں چلا آیا۔ اس سفر میں جسی تکالیف کا سامنا ہوا ان کے حالات سید علی پاشا نے اپنے سفر نامہ مرآۃ الملوک میں تحریر کئے ہیں جو اس نے واپسی کے بعد لکھا تھا۔ پھر اس کے بعد ترکی بیڑے پر بیسے بحر ہند میں جا کر پرتگال والوں سے معرکہ آرا ہوتے رہے یہاں تک کہ انکی شوکت توڑ دی ورنہ اسوقت میں پرتگال کی جہاز رانی تمام دنیا میں فروغی ہو۔

## جنگ ایران

۹۵۵ھ میں قاص میرزا شاہ ہمایوں صفوی فرمانرواے ایران کا بھائی سلطان کی خدمت میں پناہ لینے کیواسطے حاضر ہوا اور اپنے بھائی کے مظالم سے فریادی بنا جس نے اس کے شرعی حقوق سے اس کو محروم کر دیا تھا۔ سلطان سلیمان کو ایران پر چڑھائی کرنے کیواسطے بہانہ ہی ڈھونڈتا تھا اسے اس سے اچھا موقع آدیکھا چاہئے تھا بس وہ فوراً تیاری کر کے ایران پر چڑھ دیا اور برابر قیام ہوتا ہوا شہر تبریز تک چلا گیا۔ پھر وہاں سے واپسی میں شہر آوان کو واپس لیا۔ جس پر ایرانیوں نے عرصہ ہوا قبضہ کر لیا تھا۔ اور چونکہ گرجستان کے باشندے وقتاً فوقتاً دولت عثمانیہ سے جھگڑتے رہتے تھے۔ اس لئے لگے لگے انھوں نے وزیر دوم قرہ احمد پاشا کی اتھنی میں کافی فوج دیکر اس ملک کو بھی کامل طور سے فتح کر لیا اور سلطنت عثمانیہ کے ساتھ ملا لیا، جب عثمانی سپاہ ملک ایران کی سرحد سے باہر نکل آئی تو شاہ ہمایوں صفوی جو پہلے مرتبہ مقابلہ پر آنے سے دم چڑا گیا تھا اب پیش قدمی شروع کر کے عثمانی صوبجات موش، غادر، لوز، اور اخلات وغیرہ پر چھاپے مارنے لگا۔ سلطان نے اس امر کی اطلاع پا کر فوراً عثمانی افواج قاہرہ

وزیر کمان وزیر اعظم رستم پاشا کے ایران کی طرف ارسال کر دیں مگر یہ وزیر سلطان کا  
 داماد تھا اور چاہتا تھا کہ اسکا سالار شہزادہ بایزید تخت سلطنت پر متمکن ہو اور شہزادہ مصطفیٰ  
 جو ایک لائق اور دلیر حکمران تھا تاج سے محروم کر دیا جائے چنانچہ یہ موقع اس نے غنیمت  
 سمجھا اور سلطان کو لکھا کہ آپکا فرزند مصطفیٰ فوج کو اپنے ساتھ ملا کر تخت سلطنت پر  
 قابض ہونے کی تیاری کر رہے ہیں اور ہر بایزید کی مان نے بھی سلطان کے کان بھڑکا  
 اور اُسے ایسا پھر کا یا کہ وہ میدان جنگ میں جانے کا ارادہ ظاہر کر کے دار الخلافہ  
 سے چل پڑا اور جب قرمان کے صوبہ میں پہنچا جہاں شہزادہ مصطفیٰ حاکم تھا تو وہ باپ کی  
 قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا اور سلطان نے اُسے فد اگر فدا کر کے قتل کر دیا۔ چنانچہ سلطان  
 سلیمان پر اس واقعہ کے باعث موصیٰ نے بہت کچھ لعن طعن کیا ہے لیکن ہم اُسے معذور  
 تصور کرتے ہیں کیونکہ انسانی کمزوریاں عقلیہ سے عقلیہ آدمی کو کبھی باولا بنا دیتی ہیں۔ بہر  
 حال شہزادہ مصطفیٰ کی موت پر مدبران ملک سخت افسوس کیا اور اس کے خصال عیث  
 کی یاد نے تمام درباری امیروں کو غمگین کر دیا۔ یہی چری فوج بگڑ بیٹھی اور اُس نے  
 ننگ حرام وزیر رستم پاشا کو قتل کر دینے کا مطالبہ کیا، چنانچہ سلطان کو اُسے معزول کر دینے  
 کے سوا کوئی چارہ نہ نظر آیا اور بجائے اُس کے قرہ احمد پاشا وزیر اعظم متعین ہوا پھر  
 ۹۶۵ھ میں سلطان نے ایران پر پیش قدمی کر کے بہت سے شہر اور قلعے فتح کر لئے  
 اور تمام ملک خراب و برباد کرنا قتل عام مچاتا تبریز تک پہنچ گیا، اس شہر کا بھی وہی حشر مچا  
 جو آرمینا مات کا ہوا تھا اور اس کے بعد شہر مراغہ پر حملہ کیا گیا جہاں سے ایرانی سپاہ کو  
 شکست فاش دیکر بہت کچھ مال غنیمت اور تاجدار ایران کے مرصع تاج حاصل کئے  
 اور ان کے نشان و طبل وغیرہ کو بھی لوٹ لیا، اسی اثنا میں شاہ کبھاسپ کا معذرت  
 نامہ طلب صلح میں آگیا اور سلطان نے اس کی خطا سے درگزر کر کے ایرانی حاجیوں کو  
 نذر و بدل کو بہت سی رعایتیں عطا فرمانے کے بعد ۹۶۵ھ میں معاہدہ صلح لکھ دیا اور  
 موسم سرما بسر کرنے کیلئے شہر آرمینا میں پلٹ آیا پھر جاڑے گزر گئے تو دار الخلافہ قسطنطنیہ  
 میں آگیا۔ جو معاہدہ اس مرتبہ سلطان نے کیا یہ پہلا معاہدہ تھا جو حکومت عثمانیہ اور دولت

ایران کے مابین سمجھا گیا۔

## سلطان کا شاہ فرانس کو مدد دینا

فرسیتیں اول شاہ فرانس کی شاہ اسپین اور شاہ ہنشاہ جرمنی سے عداوت ہو گئی تو اس سے سلطان سلیمان سے بار وکر امداد مانگی اور سلطان نے جنگ ایران ہی کے اثناء میں کپتان طور خود کو جسے اہل یورپ مسیحی کہتے ہیں ایک طاقتور بیڑہ دیکر فرانس کی امداد پر روانہ کیا اور ۱۵۷۶ء میں وہ آستانہ علیہ سے روانہ ہو کر کپتان پوآلان فرانسیسی بیڑہ کے کمانیر سے ملا پھر اس نے اسپین پر حملہ کر کے اس کے کئی ایک ساحلی قلعہ فتح کولے اور فرانس والوں کو سپرد کر دیے۔ اسی جنگ و جدل کے مابین تور خود نے قلعہ بیٹیا سے فتح کر کے اس سے جو قلعہ کے صوبہ میں واقع اندلس اسپین کا مقبوضہ تھا سات ہزار کے قریب مسلمانوں کو قید سے رہائی دلائی اور خود امدادی کاروائی نمایاں کرنا لیکن اس سے اور فرانسیسی بیڑہ کے افسر سے کچھ آن پین ہو گئی اس لئے وہ آستانہ علیہ کو چھٹا آیا۔ جہاں سلطان نے اس سے بیکربک الجزائر کا ملوڑ عہدہ عطا کیا۔

طور خود کے واپس آ جانے کے بعد فرانس والے پھرتے یا رویا ور رہ گئے اور قریب تھا کہ ان کے تمام مفتوحہ مقامات دوبارہ دشمنوں کے قبضہ میں چلے جائیں تو پھر شاہ فرانس نے سلطان سے امداد کی درخواست کی، آندون سنان پاشا اول امیر البحر بیڑہ جہازات عثمانیہ کا انتقال ہو چکا تھا اور پہلے اس کے پیالہ پاشا کا تقرر ہوا تھا۔ سلطان نے پیالہ پاشا کو ۱۵۶۱ء میں ساٹھ غراب اور قلیون وضع کے جہازات ساتھ لیکر فرانس والوں کی مدد پر چلنے کا حکم دیا اور طور خود کو بھی بغرض مشورہ ہمراہ لینے کا ایما کیا چنانچہ یہ دونوں افسر فرانس کی طرف چلے گئے۔ اسپین کے امیر البحر ایڈریاڈ کے بیڑہ نے ترکی بیڑہ کو آتے دیکھا اور جان بچا کر بھاگ نکلا کیونکہ اسو خیال آیا کہ کہیں پرہ دینہ کی جنگ کی طرح پھر ترکوں کے ہاتھ سے پٹ نہ جائے یہو



ایٹالیا پر ترکی بیڑہ نے متعدد چھاپے مار کر بہت کچھ اموال غنیمت حاصل کر بنے کے بعد فرانسیسی بیڑہ سے ملنے کے لئے سفر کیا اور پھر دونوں بیڑوں نے ملکر اسپین کے اکثر ساحلی مقامات فتح کئے جو فرانس کے قبضہ میں دیدہ گئے آخر کار ایٹالیا کے ایک قلعہ قالیبا نامی کے محاصرہ میں ترکی اور فرانسیسی قوتیں کچھ نا چاقی ہو گئی جسکی وجہ سے پیاپہ پاشا کو محاصرہ چھوڑ کر اپنا بیڑہ دارالخلافہ استنبول کی طرف واپس لیجانا ضروری معلوم ہوا پھر اس نے سال ۱۷۶۶ء میں جزائر بالیار پر چڑھائی کر کے وہاں کے قلعے منہدم کر ڈالے اور بشیار مال غنیمت حاصل کر کے منظر منصور آستانہ علیہ کو واپس آیا ۔

## جربہ کی مشہور جنگ

سال ۱۷۶۶ء میں پیاپہ پاشا (۸۸) جنگی جہازوں کا بیڑہ لیکر دارالخلافہ سے روانہ ہوا اور دریائے سینا منجھ میں ایک ایٹالین کشتی کو گرفتار کر کے اس کے مسافروں سے دریافت حال کیا تو معلوم ہوا کہ سواحل مملکت الجزائر میں ترکی بیڑہ جہازات کی قوت کا اضافہ ہوتے دیکھ کر جزیرہ مالٹا کے رہنے والوں کو خوف پیدا ہوا اور انہوں نے دول یورپ سے امداد مانگی تھی چنانچہ بہت کچھ صلاح و مشورہ کے بعد دول یورپ نے انکو مدد دینا منظور کر لیا ہے اور انکا امداد ہے کہ ترکوں پر بحری حملہ کر کے انکی قوت برباد کر دی جائے پیاپہ پاشا نے یہ خبر فوراً پیشگاہ سلطانی میں ارسال کی اور سلطان نے در علوج واقعہ پیش از وقوع باید کرد، پر عمل کر کے پہلے بارہ جہازات پیاپہ پاشا کے بیڑہ سے شریک ہو نیکی واسطے بھیج دیئے اور پھر جزیرہ جہازوں کی تیاری اور قیام جہازات کی مرمت کا حکم دیکر پیاپہ پاشا کو ہدایت کی کہ سواحل ارکٹو میں دشمنوں کی جس دھرت کا پتہ لگانے میں سرگرم رہے اور اس طرف سے عثمانی قلعوں کو ہدایت مستحکم کر رکھے۔ پیاپہ پاشا نے احکام سلطانی کی بہت جلدی کے ساتھ تعمیل کی اور جب موسم سرما میں آستانہ علیہ کو واپس آیا تو چند ہی روز بعد طرابلس الغرب کے حاکم اور غزو پاشا سے یہ اطلاع بھیجی کہ عثمانی بیڑہ جہازات کی واپسی کے بعد سے دول متحدہ کے بیڑے جزیرہ جربہ میں آ کر

جمع ہو رہے ہیں اور وہاں سے طرابلس الغرب پر حملہ آور ہونے کی تیاریاں ہوتی نظر آتی ہیں چنانچہ غالباً موسم بہار شروع ہوتے ہی غنیمت حاکم کر دیگا۔ سلطانی احکام پالہ پاشا کو بحری تیاری کے متعلق ملگئے تو اس نے شب و روز استنبول، اور کلیسولی کے کارخانہ جہاز سازی میں تیاری جہازات کی نگرانی شروع کر دی اور چند ہی دنوں کے عرصہ میں ۱۲ جہازات مرتب کر لئے، پھر آٹھویں جب ۱۶۱۱ء کو وہ اس بیڑہ کو لیکر بطریق عجلت سفر کرتا ہوا طرابلس الغرب کی سمت چلا، جب یہ بیڑا جزائر قیون کے نزدیک پہنچا تو اسے طورغود کی مرسلہ ایک کشتی ملی جو ضروری ڈاک لادہی تھی اور پالہ پاشا آن اخباری مطلع ہو کر اور تیزی کے ساتھ سرگرم سفر ہوا، اثنائے سفر میں جزیرہ متون کے نزدیک ترکی بیڑہ کے ہرادل جہازوں نے جنگا افسر اور ورج علی تھا ایک غنیمت جنگی جہاز گرفتار کیا اور اس کے قیدیوں سے طورغود کی مرسلہ خبریں بالکل صحیح ثابت ہوئیں، پھر پالہ پاشا کو دو مختصر بیڑے مصطفیٰ ایک حاکم مدلیل اور قوراد علی احمد بک حاکم روڈس کے بھی اسی سمندر میں مل گئے لہذا ساتھ لئے ہوئے وہ آگے بڑھا، چار دن بعد طرابلس کے نزدیک ایک جزیرہ غوزہ نامی میں الحاقیام ہوا۔ اور اسیروں سے بار دیگر حالات دریافت کرنے سے پتا چلا کہ دول متحدہ کا بیڑا جبرہ کے سمندر میں لنگر زن ہے اور اس میں ۳۶ گالون کی وضع کی اور اسی قدر کارک کی وضع کی اور ۳۵ گالی وضع کی کشتیاں ہیں اور سب چھوٹی بڑی کشتیاں اور جہازات ملا کر دوسو کے قریب جہازات غنیمت کے بیڑہ میں ہیں۔ پالہ پاشا نے یہاں سے اپنا دستہ بدلدیا اور پہلے خلیج سفاقس کی جانب چلا جہاں کرکنہ کے مختصر جزیروں کے سامنے لنگر زن ہوا اور دوسرے دن صبح کو وہاں سے کوچ کر کے ایک دن بعد یوم ثنائی کی شام کو جبرہ کے مقابل جا پہنچا۔ وہ جزیرہ مذکور سے بارہ میل کے فاصلہ پر جنگی ہیٹ بنا کر آگے بڑھ رہا تھا کہ غنیمت کا بیڑا اگلے سمندر میں صاف بستہ نظر آیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ امیر البحر اندریاؤ ترکی بیڑہ کی خبر پا کہ آٹھ میل آگے بڑھ چکے صاف بستہ ہو گیا تھا، مورخین یورپ کہتے ہیں کہ اس واقعہ میں اندریاؤ کے زیر کان دوسو جہازات تھے اور وہ جینیوا، فلورنس، سسلی، مالٹا، اور اسپین کی حکومتوں کے جہازات سے ملکر مرتب ہوا تھا جسکے علاو

جنرل ٹیون الوار کی ماتحتی میں آدھ ہزار پیدل فوج بھی تھی اور ان دونوں نے دول فرکوڑ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم اس فوج تمام شمالی افریقہ کے سوا حل کو ملک مصر تک فتح کر لیں گے اور جزیرہ جربہ میں پورے پانچ مہینے ان لوگوں کے مضبوطی کے ساتھ مدد پہ ہندی میں صرف کر کے اسے بیک مضبوط بنالیا تھا۔ ۱۸ شعبان ۱۰۶۶ھ کو بوقت فجر ترکی بیڑہ بہار جملہ کرنے کیلئے بڑا اور جیسے ہی دونوں بیڑے ایک دوسرے کو نظر آنے لگے جابین سے صف بندی ہونے لگی، عثمانی جہازوں نے اپنی تیز دم توپوں پر تپتی رکھ دی اور غنیم کے بیڑے سے جہازوں کو تباہ کر ڈالا پھر جب غنیم کے بڑے غانون جہاز بیکار ہو کر آتشباری سے مرگ گئے تو ترکوں نے موقع غنیمت جانکر اپنی تیز رفتار کشتیوں کا ایک حصہ آگے بڑا کے دشمن کے جہازوں کو دو حصوں میں منتشر کر ڈالا اور اس طرح غنیم کے چودہ جہاز جربہ کے لنگر گاہ میں جا گئے اور انڈریاڈ کا ماتحت بڑا حصہ کھلے سمندر کی طرف رو بھزار لایا۔ پیالہ پاشا غنیم کو کہاں دم لینے دیتا تھا اسنے مٹا ایک حصہ اپنے بیڑہ کا جربہ کے سامنے چھوڑ کر بھاگتے ہوئے بیڑہ کا تعاقب کیا۔ ۱۰ اور ۱۲ غلیون اور ۲۰، شانیہ قسم کے جہازات گرفتار کر لئے مگر ان جہازوں میں سے بڑا حصہ بوجہ گولہ باری سے بیکار ہو جانے کے غرق ہو گئے، امیر البحر انڈریاڈ نے شمار قیدیوں کو ترکوں کے ہاتھ میں چھوڑ کر ایسا بھاگا کہ پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھا، اسیران جنگ میں بہت سے یورپ کے امیر زادے اور شہزادے تھے جنکو انڈریاڈ بہت کچھ سز باغ دکھا کر اپنے ساتھ لایا تھا۔ غنیم کا بیڑہ اس طرح برباد کر کے پیالہ پاشا نے جربہ پر حملہ کیا اور خشکی کی جنگ چھیڑ دی، جنرل ٹیون لوہار آٹھ دن سے زیادہ ترکوں کا مقابلہ نہ کر سکا اور پوری طرح شکست اٹھا کر بھاگا لیکن راہ فرار بھی بند تھی چنانچہ وہ مع تمام امراء یورپ کے ترکوں کی قیدی میں آگیا، عثمانی افواج نے اس فوج عظیم کا مژدہ سلطان کی خدمت میں ارسال کیا اور خود بہت جلد جزائر جربہ اور طرابلس اور سفاقس کی جنگی قلعہ بندی کی کہ اسے آستانہ علیہ کی طرف داپھی کی ٹھیرادی اس جنگ میں مورخوں پاشا نے خشکی کے اندر دم نمایاں کارگزاری دکھائی تھی کہ دوست و دشمن ہر شخص اسکی جرات و بہالت کی داد دے بغیر نہ رہ سکا اور پیالہ پاشا نے اس کی

قابل قدر مرع و عزت کر کے اُسے طرابلس وغیرہ کی حفاظت کے متعلق ضروری ہدایتیں  
کیں پھر وہ دارالحکومت کی طرف چلا گیا \*

۲ محرم ۱۰۷۷ھ کو یہ ظفر یاب بیڑہ شہر اسلامبول کے سامنے پہنچا اور سلطان اسوقت  
دریا کے کنارہ ایک محل میں بیٹھا ہوا جہازوں کی آمد کا نظارہ دیکھ رہا تھا تمام اراکین  
سلطنت اور حامد ملکت اس کے پاس موجود تھے۔ اور سفراء مہاکسروپ بھی حاضر  
تھے ترکی بیڑے فتح و ظفر کے جھنڈے اڑائے ہوئے سہانی چال سے آہلے شلخ  
زرتیں میں خراماں خراماں آ رہے تھے جکے پیچھے دشمنوں سے چھینے ہوئے جہازات مال  
غنیمت سے بھرے ہوئے بندھے تھے، پیالہ پاشا نے اسپین کا نشان فرج اذہار کو  
وسط جہاز میں لٹکا رکھا تھا جس سے علامت عزت و ملال ظاہر ہو رہی تھی اور اسیران جنگ  
کو جہاز کے پچھلے حصے میں ایک نمایاں مقام پر کھڑا کیا گیا تھا، جسوقت عثمانی بیڑہ اس طرح  
آ رہا تھا تو شاہ جرمی کے سفیر نے اٹھکر سلطان سلیمان کو فتح کی مبارکباد دی اور سلطان  
نے اس کو خفیف کرنے کیواسطے فرمایا، اگر انسان یہ سوچا لے کہ اس عظیم الشان توفیق  
کو وہ محض عنایت ایزدی سے حاصل کر سکا ہے تو پھر اُسے فخر و غرور کی کوئی حاجت نہیں  
رہتی۔ \*

فتح ترک سپاہ کے بٹاش چہرے شاد و تیز کے آئینہ نمایاں ہیں  
اپنا عکس ڈال رہے تھے اور تمام مخلوق آنکھ دیکھ کر مسرت سے باغ باغ ہوئی جاتی  
تھی جلوس گزر چکا تو امرے جہازات سلطانی دربار میں حاضر ہوئے اور سلطان نے  
سب کو علی قدر مراتب انعامات سے سرفراز کیا۔ اور پیالہ پاشا کو خاندان شاہی کی  
ایک شہزادی سے بیاہ دیا گیا جو بے نظیر عزت غنی \*

### جزیرہ مالٹا کا محاصرہ

دولت عظیمہ نے دیکھا کہ جزیرہ مالٹا کے نائٹ اور سینٹ یوحنا کے گروہ والے  
بابر ترکی جہازات کو ستاتے رہتے ہیں اور اس کی عیا کر دق کرنے سے باز نہیں

آتے تو اس کے موسم سرما میں دیرکمان پایا پاشا فتح آپ عثمانی بیڑا میں کثیر تعداد کے بحری اور برتری سپاہیوں کے اس جزیرہ کی فتح کے لئے ارسال کیا، برقی فوج کی کمان پر چڑھا وزیر مصطفیٰ پاشا متین کیا گیا تھا اور طور خود ہمسہ کو بھی اس حملہ میں شرکت کا فرمان ارسال کیا گیا، چنانچہ اس کے آخر ماہ شعبان میں ترکی بیڑے جزیرہ مال میں پہنچ گئے پہلے عثمانی سپاہ جزیرہ شریکو میں آتری اور دریا کے قریب ایک جگہ میں جسکا نام بستان ایک ہے اپنی کب قافلہ کے جزیرہ مال پر بڑھا شروع کیا، پہلے ٹائٹل کے کوی تھا تو انہیں کی لیکن جب عثمانی سپاہ کے مورچوں کے نزدیک پہنچ گئی تو ٹائٹل کی کیوری (سال) اُس جگہ آدھوں اور کسی قدر تھا بلکہ بعد شکست اٹھا کر بھاگی، ٹائٹل کے نو سو سواروں نے اس طرح ہزیمت اٹھائی اور اپنے بہت سے مقتول و مجروح میدان جنگ میں چھوڑ کر تو انکو پٹ لگا کر ٹیلے میدان میں بہاؤ ترکوں سے جنگ کرنا مانا سب انہیں اس لئے وہ قلعہ بند ہو گئے۔ ترکوں نے اس کے بعد شہر پر حصار ڈال دیا اور ٹائٹل کے دو قلعوں پر چو نہایت مستحکم تھے اپنے قلعوں کا تمام نہور رکھا، یہ دونوں قلعے سینٹ مشیل اور سینٹ انجلو نامی بہت پائدار اور غیر الفتح تھے اور ان پر تیر و دم توپیں چڑھی تھیں لہذا ترکی سپاہ کے تمام حملے ناکام رہے۔ طور خود پاشا کی رائے تھی کہ پہلے شہر فتح کر لیا جائے پھر قلعوں سے بھی بچھ لینگے۔ مگر سردار غلی برقی فوج کے کمانڈر نے اس رائے کو نہیں مانا اور باہمی اختلاف رائے کو جو سے حملہ اور ہجوم میں کسی قدر افراط تعریف ہونے لگی، طور خود پاشا ایک ہجوم میں سخت زخمی ہو گیا تھا اور آخر اسی زخم کے عدم سے فوت بھی ہو گیا جس کے بعد ترکی افواج اور بیڑوں نے فتح مال کو دوسرے وقت کے لئے ملوث کر دیا اور ناکام دلوں سے واپس چلے گئے جب یہ لوگ متنبہل پہنچ گئے تو اس کے چند ہی روز بعد وزیر غلام علی پاشا نے دیاسے رحلت کی اور بجائے اس کے مسعود ارشد دوم وزیر غلام علی محمد پاشا کو تعویض ہوئی۔ جو نہایت مشہور

میر تھا۔

پھر مقررہ مقرر ایک زمانہ سے دولت عثمانیہ کے زیر سایہ آزادی کی زندگی بسر کرنا

تھا اور اہل جزیرہ وہاں کی حکومت کا انتظام ترکوں سے متفقہ ارادے ہو کر کیا کرتے تھے لیکن انہی دنوں سلطان کو اطلاع ملی کہ جزیرہ میں اندرونی بغاوت پیدا ہو چکی ہے اور یہاں پر خود مختار حکومت کا مطالبہ کرانے کی تیاری کر رہے ہیں لہذا انہیں نے مناسب سمجھا کہ یہ جزیرہ بالکل دولت علیہ کا ماتحت بنا لیا جائے اور سلطان نے اس میں پتالیم پاشا کو ایک مختصر بیڑہ کے ساتھ وہاں بھیجا گیا اور اس نے بلا جھنگ و جدل بہت جلد تمام انتظامات درست کر دیے۔ پھر منظر منصورہ اس آیا۔ اسی سال دولت علیہ اور ہنگری کے مابین پھر کچھ کشمکش پیدا ہو گئی۔ اور سلطان نے وزیر نظام کی ماتحتی میں تسی ہزار جرار سپاہ روانہ کر کے بعد میں خود بھی آکر ہر کام کیا اور بلغراد کے پاس وزیر کی سابقہ سپاہ سے جا ملا جہاں مشورہ سے پہلے قلعہ اکرئی پر ہجوم کرنے کی صلاح قرار پائی مگر پھر اس خیال سے کہ جنرل ڈینیسیو نے سربوں کو عثمانی سپاہ کے ایک کام کو آگے بڑھنے سے روکے رہیگا سلطان کو مناسب معلوم ہوا کہ اول قلعہ سکندار فتح کر کے اس پر قبضہ کر لیا جائے جہاں یہ جنرل رہا کرتا ہے تو پھر دوسری طرف جھک کر لے کی تدبیر ہو لہذا سکندار میں قلعہ سکندار کا محاصرہ کر لیا گیا جو نہایت مشکل کام تھا۔ مگر ماہ جنوری ہی میں سلطان کو شہر پیری کی خبر ملی کہ کبریٰ اور لاغری لاشوں ہو گئی اور صرف فخرس نے آئے۔ انگریز چنانچہ وہ اسی سال ۱۷۷۴ء میں اپنے فرزند سلیم کے ماتحت و تاج کی وصیت کر کے دنیا سے پہلے چلا گیا اور پھر پاشا نے اس خیال سے کہ سلطان کی وفات کا اظہار قہر کو بے دل کر دیا یہ خبر غلط تھی اور پھر شہزادہ سلیم کو پیام قلعہ بھیج دیا۔ اور رئیس الاطباء کو ہدایت کی کہ وہ سلطان کی لاش کو نمی کر ڈالے تاکہ وہ بگڑنے نہ پائے، شہزادہ سلیم ان دنوں کو ناہیہ کا حاکم تھا۔ وفات پر اس کی اطلاع ملنے ہی چھپکے سے دارالافتاء میں چلا پہنچا۔ اور وہاں تخت پر بیٹھ کر بیعت وغیرہ سے اطمینان کر لیا تو پھر سکندار میں آیا جہاں عثمانی سپاہ برسر جنگ تھی اور وہاں سے باپ کی لاش آتشاد علیہ لیا کر سپرد خاک کی۔

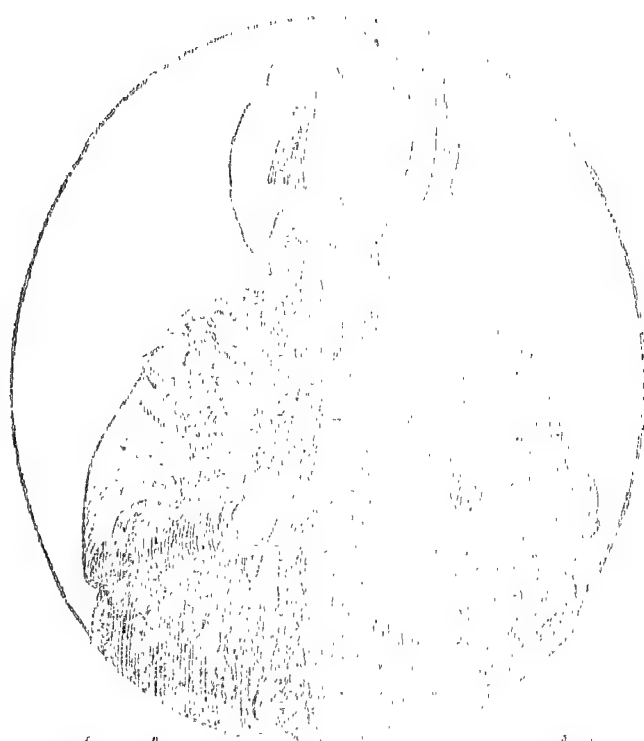
سلطان سلیمان شاہ مرحوم نہایت پیدار و ناز عالی حوصلہ، جبری، خوشنور و دیر

اور صاحب عزم حکمران تھا، اس نے دولت عثمانیہ کے نظم و نسق کے لئے ایسے شائستہ قوانین تیار کئے جو نہ اس سے پہلے تھے اور نہ بعد میں ہوئے، اس نے قلمرو عثمانیہ کو کئی صوبوں پر تقسیم فرما کر ہر صوبہ میں فوجی چھاونیاں اور حکومت کے علیحدہ علیحدہ دفتر قائم کئے، مالی آمد و خرچ کا حساب مرتبہ کرایا اور نظام سلطنت کو وہ شایان شان ترقی دی جو نہ انچھریں بے نظیر مائی گئی اسی لئے اسے مورخین نے قانونی کامعزز لقب عطا کیا ہے۔ اس سلطان کی طبیعت بھی آبادی ملک، اشاعت علوم، اور مفید خلائق کاموں سے خاص افس رکھتی تھی۔ اس نے ۳۳۰ھ میں روم و نبی صلعم کو از سر نو بنوایا، اور ۹۶۵ھ میں ایک خوبصورت سنگ مرمر کا مہر خانہ کہہ میں ارسال کیا جو اب تک موجود ہے۔ بہر حال اس کے اوصاف بے حدود بے شمار ہیں جنگی گنہائش اس مختصر کتاب میں نہیں ہو سکتی اور بالاختصار یہ کہہ دینا کافی ہے کہ وہ شامان آل عثمان میں سب سے مشہور اور زبردست بادشاہ گزرا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون \*

## (۱۱) سلطان سلیم خان دوم \*

۹۶۴ ————— ۹۸۲ھ

سلطان سلیمان خان قانونی نے قلعہ اسکدار کے سامنے وفات پائی اور وزیر اعظم مقوللی محمد پاشا نے یہ خبر اپنے ایک معتمد حسن چادیش کی معرفت شہزادہ سلیم خان حاکم کوتاہیہ کے پاس ارسال کی تو وہ فوراً استانہ علیہ میں جا پہنچا اور وہ برج الاول ۹۶۴ھ کو اپنے اجداد کے تخت پر جلوس فرما ہو گیا۔ سب سے پہلے شیخ الاسلام ابو البخت آفندی اور اسکندریہ پاشا نائب سلطان نے اس کے ہاتھوں پر بیعت کی اور بعد ازاں جملہ وزراء و امرا اور ارکان سلطنت سے بیعت لی گئی، پھر سلطان سلیم خان دوم نے اپنے اجداد کی ضرر سچوں پر حاضری دی اور ان امور سے فرغت کر کے بلگرید کی طرف چلا جہاں ترکی فوج موسم سرما بسر کرنے کیلئے پڑی تھی اور وہاں وزیر اعظم، فوج، اور باقی امراء نے



Създадено от: [illegible]  
[illegible]





اس سے بیعت کی \*

یعنی چری سپاہ حسب عادت انعام جلوس کی خواہاں ہوئی تو سلطان سلیم دوم نے انکار کر دیا، اس پر وہ لوگ بگڑ بیٹھے اور نہایت نامناسب حرکتیں کرنے لگے، وزیر اعظم اور دیگر و درانے سمجھایا بھی کہ صبر کرو، دار الخلافت میں پہنچ کر تمہیں حسب معمول عطیات سلطانی دلوادئے جائینگے مگر کجنت اور شمع چشم بینی چری کب مانتے تھے انہوں نے و دران کی سخت توہین ہی نہیں کی بلکہ وزیر دوم پر تو پاشا کو قتل بھی کر ڈالا، آخر وزیر اعظم نے سلطان سے عرض کی کہ یہ فتنہ کسی طرح مٹائے چنانچہ سلطان سلیم خان دوم نے اُن سے خود وعدہ کیا کہ آستانہ علیہ پہنچ کر انعامات ملیں گے تب وہ خاموش ہوئے مگر شک واپسی دار الخلافت کے بعد اشرار کو سزائیں دی گئیں۔ اور جب کچھ پاشا پاشا سواحل ایتالیا سے مظفر و منصور واپس آگیا تو خزانہ سلطنت معمور ہونے پر یہی چری سپاہ کو انعام تقسیم ہوا ورنہ اس سے پہلے خزانہ خالی تھا اور اسی لئے انعام کے عطا کرنے میں تاخیر کیا گیا تھا \*

سلطان سلیم خان دوم دار الخلافت میں آگیا تو شاہ آسٹریا نے اس کے پاس ایک خاص سفارت بھیج کر مبارکباد جلوس کہلا بھیجی اور معاہدہ دوستی کی تحریک کی چنانچہ اوائل رمضان ۱۰۱۸ء میں اس مضمون کا عہد نامہ تحریر ہوا کہ شاہ آسٹریا (۳۰۰۰) ڈیوک سالانہ حسب دستور سابق خرچ ادا کرتا رہے گا اور سابقہ روابط برقرار رہیں گے جس کے ساتھ ہی حکومت آسٹریا حکام ٹرنسکوینیا اور افلاق کو دولت علیہ کا ماتحت تصور کرے گی اس کے ماسوا شاہ پولینڈ سے بھی معاہدہ صلح کی تجدید ہوئی جس میں باب عالی نے پولینڈ کو بغداد کا حلیف مان لیا تھا۔ یہ تمام کارروائیاں عقول علی صدر پاشا وزیر اعظم کی مخلصانہ تدبیر سے انجام پائیں جو سلطنت کی اندرونی خرابی کو درست کرنے کے لئے مہلت کا خواہاں تھا ورنہ اگر خدائے مستہ کسی سے جنگ پیش آجاتی تو تمام بھرم بگڑ جاتا۔ ان معاہدات سے فراغت حاصل کر کے آستانہ علیہ میں سلطانی حکم سے فتح کا جشن منایا گیا، اور تمام سلاطین ایشیا اور شاہان یورپ کے سفیر مبارکباد جلوس عرض کریں گے

واسطے دربار عثمانی میں حاضر ہوئے جنہیں ملہا سپ شاہ صفوی تاجدار ایران کا سفیر بھی شامل تھا۔ سلطان سلیم دوم کے تحت نشین ہوتے ہی بصرہ کے عربچے اس سے بغاوت کر دی اور اپنے ایک شیخ ابن علیان کی ماتحتی میں شورش برکرا بندھی چنانچہ اسکندر بابک بکربک دیا بیک کی ماتحتی میں کافی قہقہہ اڑا اور اس بغاوت کو فرو کرنے کیلئے ارسال ہوئی اور چنانچہ ایک شہر علیحدہ اور اور فاک فوجیں لیکر بھیجی راستہ سے دریائے فرات میں ہو کر انکی سرکوبی کیلئے روانہ ہوا۔ چنانچہ بابک کے ساتھ پانچ سو پانچ جہازات اور کشتیاں تھیں، غرض کہ کچھ ایک خونریز معرکوں کے بعد ترکوں نے اہل عرب کو زیر بنالیا اور ابن علیان نے خزانہ بصرہ (۱۵۰۰۰) دینار سالانہ داخل کرتے رہنے کی قرارداد پر ششماہ میں امان حاصل کر لی، پھر دوسرے سال عثمانی افواج سنان پاشا حاکم مصر کی ماتحتی میں ملکاتین کی فتح کا کملہ، وہاں کی بغاوت کا خاتمہ، اور پرنگالی قبضہ کیلئے والوں کو وہاں سے بدر کرنے کیلئے روانہ ہوئیں۔ جنہوں نے نمایاں کامیابی حاصل کی اور شہر صناع کو فتح کر لیا، تین کا سلطان شریف مطہر بن یحییٰ حکومت عثمانیہ کا ماتحت بن گیا اور سنان پاشا نے اپنے ایک ماتحت نصر عثمان پاشا نامی کو وہاں کا گورنر مقرر کرنے کے بعد مصر کی جانب متبادلت کی۔

ان واقعات کے بعد سلطان سلیم دوم اپنے دو جنگی بیٹے، یانیہ اور طرابلس کی شورشیں شکست دینے کیلئے روانہ فرمائے جو اپنی خدمات بخوبی ادا کرنے کے بعد واپس آ گئے اور ان کے پیالہ پاشا کو بحری کمان سے معزول کر کے بجایے اس کے مؤذن زادہ علی پاشا کو متعین کیا گیا جو شہید کے نام سے مشہور ہے، اسی زمانہ میں حکومت فرانس دولت علیہ کے ساتھ پیگمین بڑھانے اور اس کے قلمرو میں رسوخ پیدا کرنے کے درپے ہو رہی تھی اور آخر کار ششماہ میں اس نے سلطان سلیم خاں دوم سے ان تمام معاہدوں کی تصدیق حاصل کر لی جو سلطان سلیمان مرحوم کے عہد سے پہلے آئے تھے۔ بلکہ انہیں بعض مفید طلبیں اضافہ بھی کر لئے مثلاً دربار عثمانی میں فرانسیسی یا ایتھیا سفیر رکھنے کے علاوہ ان باتوں کا اضافہ ہوا کہ ہر ایک فرانسیسی رعایا کا کوئی شخص اس کے خاکہ

معاف کر دیا گیا، فرانس کو یہ حق ملا کہ اس کی رعایا کا کوئی شخص سلطنت عثمانیہ کی علاقہ میں بحالت غلامی نہ رہ سکی جائیگا۔ اور ہو تو آزاد کر دیا جائیگا۔ فرانس کے جہازات و دولت علیہ کے ماتحت مقامات کے بحری قزاقوں کی دست برد سے محفوظ رہینگے اور اگر کہیں ایسا واقعہ ہو کہ فرانسیسی جہاز ان کے قابو میں آجائے تو اسے واپس دلائے گا سوا ان لوٹیروں کو سزا بھی دی جائیگی، اور اگر وہ دولت علیہ کے ساحلی مقاموں میں فرانسیسی جہازوں پر کوئی آفت نازل ہو تو عثمانی جہازات پر ان کی مدد کرنا فرض ہوگا اور جتنے حقوق بدقیہ والوں کو حاصل ہوئے ہیں ان سب میں فرانس شامل ہو جائیگا۔ اس سررشتہ اتحاد میں مزید استحکام پیدا کرنے کیلئے یہ تجویز ہوئی کہ ہنری و دوکا لو شاہ فرانس کا بھائی، پوپائیہ کا حکمران بنایا گیا اور آسٹریا اور روس کے مقابلہ میں ترکی و فرانس کا مددگار رہنا تسلیم کیا گیا، اس معاہدہ کی تکمیل سے پوپائیہ کا ملک سلطنت عثمانیہ کے زیر حمایت آ گیا اور فرانس نے بحرا میں متوسط میں اپنی تجارت کو فروغ دینے کے علاوہ ترکی قلمرو کے ان علاقوں میں جہاں عیسائی آبادی زائد تھی۔ مذہبی مشن بھی کرنا اپنا اقتدار اور اثر محیط کرنا شروع کر دیا تاہم ملک شام میں فرانسیسی اثر بہت ترقی کر گیا۔ مگر سچ تو یہ ہے کہ ان امتیازات ہی نے حکومت عثمانیہ کی قوت و شوکت توڑ دی کیونکہ ان باتوں نے ترکی عیسائی رعایا کے تعلقات اپنے ہم مذہب اور قوی شوکت دول یورپ کے ساتھ بڑا دھڑکھڑایا اور وہ یورپ نے اسے دن اپنی کالوں اور سفیروں کی معرفت حکومت کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا ڈھنگ ڈال دیا جسے لئے وہ انصاف خواہی، رفع مظالم، عدل گسٹری اور وحشت و تعصب مٹانے کے فرضی ناموں اور بے معنی لفظوں میں دیرپہ مشغولیت کو عموماً اور حکومت عثمانیہ کو خصوصاً ہی بھروسہ کیا تا کہ شروع کر دیا اور تاکہ کسی پہلو میں نہیں لینے دیتی ہیں، یہی حقوق ہیں جنکی بنا پر دولت علیہ کے مشرقی مقبوضات کی عیسائی رعایا کا ہر ایک فرقہ کسی نہ کسی یورپین حکومت کے واسطے دولت سے وابستہ ہو کر سرکشی دکھاتا اور آزادی طلب کرنے کیلئے لٹ لپٹ پھرتا رہا ہے اور دول یورپ ان عیسائیوں کو

اپنی کارگزاری کا ذریعہ بنا رہی ہیں بالخصوص مذہبی مشنوں نے اور بھی مقم ڈال رکھا ہے کیونکہ جیسا کہ ہر بلا مواد ان میکرو بوں کے ذریعہ سے فکر و طرح کے جسم میں پھیلایا جاتا ہے وہ سخت حضرت رمان اور ہملک ہے لاجول دلا قرۃ الا باللہ - حکومت کی غفلت نے اس خرابی کو اور بھی بڑا رکھا ہے جو خفیہ فتنہ انگیزیوں کی معقول سرکوبی نہیں کرتی اور اسکا مستقل بیان اپنے موقع پر کیا جائیگا +

### جزیرہ قبرص کی فتح

یہ جزیرہ بنادقہ کے زیر اثر تھا اور یہاں کے رہنے والے اکثر اوقات خلاف معاہدہ سلطنت عثمانیہ کے جنگی اور تجارتی جہازوں پر حملے کر بیٹھتے تھے علاوہ ازیں شہزادگی اور حکومت کو تاہم کے زمانہ میں سلطان سلیم دوم کو ان لوگوں سے استغاثہ کیلئے بھی تھیں کہ وہ تخت سلطنت پر بیٹھتے ہی سب سے پہلے ان لوگوں کی خبر لینے والا تھا مگر دوسری الجھنیں ملنے آئیں اور اسی اثنا میں اہل قبرص جہاد اور دست درازیاں بھی کر بیٹھے جو بقول کسی "مسند نازہ" اک اور تازیانہ ہوا سلطان سلیم کے بہت جلد انکی سرکوبی پر آمادہ ہو جائیگا باعث جنگیں اور اس نے ۱۵۱۷ء فیچہ سلمہ کو شیخ الاسلام ابو السعد آفندی سے فوج کشی کا فتوے لیکر ۱۳۶۷ ہجریوں کا عثمانی بیڑہ کپتان اعظم مودن زادہ علی پاشا کے زیر کمان روانہ کر دیا جس پر ناٹولیا فوج کا پیشرو حصہ، اکثر حکام ولایات کی فوجیں، اور بنی چری سپاہ کے پانچ ہزار جوان سوار تھے - بنی چری فوج کی کمان سردار وزیر لالا مصطفیٰ پاشا کے ہاتھوں میں تھی، اور وزیر سوم پاشا پاشا جنگی جہازوں کے ساتھ جزیرہ کا محاصرہ کرنے پر مامور کیا گیا تھا تاکہ یورپ سے کسی قسم کی امداد اہل جزیرہ کو نہ ملنے دے، یہ فوجیں اور جہازات قبرص کے بندر گاہ طوزنہ میں پہنچ گئیں تو عثمانی سپاہ نے جنگی پہ قدم رکھا اور افسروں کی اسے قرار پائی کہ سب سے پہلے نیکوسیا کا قلعہ محاصرہ میں لیا جائے "عنہہ" کیونکہ یہ جزیرہ کا صدر مقام تھا چنانچہ چند روز محاصرہ کے بعد اسے بروڈی شہر فتح کر لیا اور یہاں کے

اکثر باشندوں کو قتل کر دیا گیا تو دوسرے قلعہ کر تیرہ *Sanctuary* کے لوگوں نے خوف زدہ ہو کر خود بخود بلا جنگ اطاعت مان لی جس کے بعد قلعہ اخوتہ کا محاصرہ کیا گیا اور یہ قلعہ جزیرہ میں سب سے بڑھ کر مستحکم تھا *Sanctuary* مگر ترکوں نے اس قدر سخت محاصرہ کیا کہ قلعہ والے گھبرا گئے اور پستے باوجود زیادہ و زاری کوئی مدد نہیں آئی اور آخر ایک زمانہ انتظار دیکھ کر انہوں نے یہاں بجا کر اطاعت مان لی، تنکی افواج نے ماخوتہ میں داخل ہو کر بہت کچھ مال غنیمت حاصل کیا اور بہت سے ہل جزیرہ ترکی فتح کے بعد وہاں سے اور لوگوں کو چلے گئے، اگو بعد پتالہ پاشا نے ایک مختصر بیڑہ بندر گاہ طوزلہ میں لنگر انداز ہونے والے بہاری جہازوں کی لگائی پر مامور کر دیا اور خود اپنے بیڑہ پر فلک شام کے علاقہ حلب کی فوجیں جو فلک کے لئے آئی تھیں، ان کے فلک میں واپس کرنے پہلا گیا، پھر ساحل شام سے واپس ہو کر جزیرہ قبرص کا مال غنیمت اور زائد سپاہ لئے ہوئے موسم سرما بسر کرنے کو قسطنطنیہ پہنچا گیا۔ کپتان علی پاشا بھی چالیس جہازوں کا ایک بیڑہ عرب احمدی حاکم رتوس کی کمان میں حفاظت جزیرہ پر مامور کر کے دارالخلافت کو واپس گیا۔ سردار مصطفیٰ پاشا کو مع بری فوجوں کے جزیرہ کے باقی قلعہ جات کی فتح پر مامور کر گیا، جب علی پاشا روانہ ہو چکا اور ترکی فوج نے رہے یہہ شہروں کے محاصرے اور فتوحات، ہسکرانڈو، توبہ قیہ، کار پینے والا حاکم قبرص، براگاڈینو اپنے ارغوانی رنگ کے لباس میں اپنے قلعے سے نکل کر دوسرے قلعے پاشا سے ترکی کسپ میں ملنے آیا اور یہاں اس کے کہ گفتگو سے اس طرح میں نئی اور باخبر کرتا سخت زبانی سے کام لینے لگا۔ سردار کو سخت ادنامات سب الفاظ کے تو اسے غصہ آ گیا اور جس طرح براگاڈینو نے پہلے مسلمان اسپران جنگ کو سیرجی کے ساتھ قتل کیا دیا تھا وہی یہی اس نے پھر عیسائی جنگی قیدیوں کی جہازوں سے لگا کر ہیرا لگاتے ہوئے قسطنطنیہ کو بھیج دیا اور ان کے بعد ساکاڈینو کی بھی گردن مار دی۔ اس طرح اس طرح کے قتل و غارت گاہیں ہو گئی۔

## جنگ انیہ سختی معروف بہ جنگ لاپلانٹو۔

۱۷۷۰ء کے موسم بہار میں (۱۷۷۰) ترکی جہازوں کا جنگی بیڑہ خلیج قسطنطنیہ سے نکلا، اس بیڑہ کا افسر علی کپتان علی پاشا تھا اور دوم افسر سردار پرتو پاشا اور اسپر افواج قبرص کے لئے سامان جنگ اور ذخیرہ رسد بارتھا، چنانچہ اس بیڑہ نے وہ جملہ سامان قبرص پہنچایا تو وہاں سے بندرگاہ مرمریس میں واپس آیا۔ جو جزیرہ رودس کے سامنے واقع ہے کیونکہ یہ نمبر مشہور تھی کہ دشمن ان اطراف میں قبرص والوں کی اعانت کے لئے آگیا ہے یا آئیوا لاپے، پھر جزیرہ قبرص کی فتح کا ہر طرح کھلم بھولا قیہ بیڑہ جزیرہ کریٹ کی طرف گیا اور اس کے رستہ میں الجزائر کے حاکم او تو بیج علی پاشا کا بیڑہ بیس جہازوں کا بھی اس سے ملا اور یہ مجموعی جنگی طاقت سو اہل البانیا کی طرف جا کر کورفو اور کفالتوینا "Cephallonia" پر حملہ آور ہوئی جو اہل ہندقیہ کی الماک میں داخل تھے۔ عثمانی بیڑہ نے ان دونوں جزیروں کو تباہ کرنے کے بعد اولکون "Gonos" اور بار "Mentes" دونوں شہروں پر بھی قبضہ کر لیا اور کچھ دنوں امن و امان قائم کرنے کیلئے ان اطراف میں نظیر کر جب کہیں دشمنوں کے جہازات کا پتہ نہ پایا تو خلیج انیہ سختی میں آکر قیام کیا، اب جہازوں کا موسم آگیا تھا اور جنگ کا خطرہ نہ تھا اس لئے بعض بحری سپاہی اور سینی جہازوں سے اتر کر خشکی میں اپنے وطنوں کو چلی گئی جسکی وجہ سے بیڑہ کی فوجی قوت اور بعض جہازات بھی کم اور ناقص ہو گئے۔

بنیاد قریبی امداد پر وہل متحدہ کا جنگی بیڑہ انہی دنوں مسینی کے بندرگاہ میں آکر لنگر زن ہو چکا تھا اور اس میں حسرت فیل جہازات تھے۔ اسپین کا بیڑہ (۱۷) جہازات کا بائوختی امیر البحر ڈیون جان کے۔ پوپ کا بیڑہ (۱۲) جہازوں کا ایریکمان امیر البحر مارک النوان کے۔ کسٹلی کا بیڑہ (۱۰) جہازوں کا زیر

کمان امیر البحر جان ڈوکورڈ کے۔ خاص اصل بندیہ کا بیڑہ (۱۰۸) جہازوں کا  
 ماتحتی امیر البحر ویتیز کے۔ تابوکی کا بیڑہ (۳۲) جہازوں کا، آلتا کا بیڑہ (۶)  
 جہازوں کا۔ فرانسیسی بیڑہ تین جہازوں کا۔ جنگی مجموعی تعداد (۲۳۰) جہاز  
 تھی اور اس بیڑہ کا اعلیٰ کمان افسر ایڈمرل ڈیون جان اسپین کا امیر البحر تھا  
 بندیہ والوں کے جہازوں میں چھ جہاز غالی وضع کے تھے جنہر بہت بڑے قطر  
 کی بھاری توپیں چڑھی تھیں، اور اسپین کے جہاز اگرچہ زبردست اور مستحکم تھے پھر  
 بھی ان کے پاس بندیہ والوں کے ایسے معاونات نہیں تھے۔

، بہادی الاولیٰ نے جب غنیم کا یہ بیڑہ خلیج انیہ بخیتی کے روبرو پایا  
 ہوا تو عثمانی اعلیٰ کمان افسر موزن زادہ علی پاشا نے اپنے ماتحت پر توپا شاسرا  
 اولوچ علی پاشا حاکم الجزائر، جعفر پاشا حاکم شیمولی، اور خیر الدین پاشا زادہ  
 حسن پاشا بحری افسروں اور تقریباً پندرہ حکام ولایات ساحلی کی ایک مجلس منعقد  
 کی اور بہت کچھ بحث و مباحثہ کے بعد یہ رائے قرار پائی کہ اونکو خلیج کے اندر ہی  
 نہ کہ جنگ کرنی چاہئے تاکہ قلعوں کی گولہ باری جہازوں کے آلات اور افواج  
 کی کمی پوری کر سکے، مگر کپتان موزن زادہ نے یہ رائے نہیں مانی اور باوجود  
 اس کے کہ پہلے وہ کسی مشہور بحری جنگ میں افسر کی حیثیت سے نہیں شریک  
 ہوا تھا اپنی دلیری ظاہر کرنے کیلئے کار آزمودہ افسروں کی رائے سے کلیتہً  
 غیر متفق ہو گیا۔ ماتحت افسروں نے اس کے کمانڈر انچیف ہونے کے لحاظ سے  
 چار ناجاہ اسکا حکم مان لیا اور سلامتی کا پہلو ترک کر کے خطرہ میں پڑنا گوارا کیا  
 جب بیڑہ مقابلہ کے لئے نکلنے لگا تو اولوچ علی پاشا نے موزن زادہ پاشا سے  
 پھر کہا کہ خیر اگر آپ کو میدان ہی میں چلکر لڑنا ہے تو بہتر ہوگا کہ خشکی سے دور  
 کھینے سمندر میں چلکر صف بندی کیجئے۔ یہ صلاح بھی بہت مفید تھی کیونکہ بادبانی  
 جہازوں کو پھر نے چلنے کیلئے وسیع میدان میں کہ سائی ہوئی ہے مگر کپتان موزن  
 زادہ اس بات کو ماننے سے بھی انکار کر گیا۔ بہر حال ماہ مذکورہ کی دسویں تاریخ



کستان اعظم نے بیڑہ کو طلیج سے باہر نکلنے کا حکم دیا اور زوال سے پہلے ہی پہلے تمام  
بیڑہ باہر آگیا، دول متحدہ کے بیڑے اس وقت طلیج پاٹر آس کے اندر دنی رخ میں  
کھڑے تھے جو ملکات موریا کے عثمانی حصہ میں جزیرہ کارولاری کے پاس واقع ہے  
عثمانیوں نے رات بوج الوقت طریقہ پر اپنے جہازوں کو صف بستہ کر لیا تو دول متحدہ  
کے بیڑے بھی تیار ہو کر مقابل میں آگئے اور جانبین کے افسر دلہائے اپنے  
سپاہیوں کے دل بڑھانے شروع کر دیئے اور دونوں طرف سے جہازوں کو  
تبدیل آگے بڑھایا جانے لگا یہاں تک کہ ایک دوسرے کی زد میں آ جانے کو  
بہر متحدہ بیڑہ کے سوا سے جس جانب ایڈمرل آواز دے کہ جہازات تھے دو جہاز  
باہر آگئے جھیر ایڈمرل و سپر اور ایڈمرل کو تو سوا تھے یہ دونوں ایک بیڑہ کے  
افسر تھے اور انہوں نے عثمانی بھری افسروں سے مقابلہ طلب کیا۔ چنانچہ عثمانی بیڑہ  
نے بھی جواب شک کی ہتھی دیا اور یہ تو پاشا اور کستان علی پاشا اپنے جہازات وسط  
سے نکال کر آگے مقابلہ میں آئے تاکہ دشمن کو اپنی شوکت دکھائیں مگر یہ ایک نامناسب  
حرکت تھی اس لئے ڈیون جان نے دوسری چال چلی تاکہ ترکی کمانیر کی جسارت کا  
خراب اثر ترک جائے اور وہ چال یہ تھی کہ اس نے اپنے ساتھ کی چھ ماعون  
کشتیاں قلب غارت سے نکال کر دوسرے جہازوں کے آگے کر دیں، یہ وہ  
کشتیاں تھیں جن کی شکل پہلی جہلیں اور تمام دوسرے جہازات انکی آٹھیں رہ کر  
بھولی حملہ کر سکتے تھے، عثمانی کمان افسر اس جنگی کارروائی سے بالکل غافل رہا لیکن  
مولوچ علی پاشا بات کو مانتا گیا اور اس نے موڈن زادہ سے کہلا بلایا کہ ماعون  
جہازات کو چھوڑ غنیمت کے دوانوں بازوؤں کی کشمکشوں پر حملہ کا حکم دیکھئے۔ موڈن  
زادہ کے سر پر چھوڑا گیا بلکہ وہ ایسا سوار تھا کہ وہ اس تجربہ کار مائت کی کوئی  
صلاح بھی ماننے پر تیار نہ ہوا۔ اور اس لئے جہازیں کپڑا بھیجا کہ روانہ تیں اس  
آیت کو کہ جو گوارا کر سکتا ہوں کہ لوگ عثمانی بیڑہ کو دشمن کے سامنے سے بھاگنے والا  
نہیں رہے بہر حال موڈن زادہ کی غلطی سے مشرت کا باعث بنی ہوئی وہ ماعون

کشتیاں غنیم کے لئے موجوں کا کام دیتی رہیں اور عثمانی جہازوں کی گولہ باری سے دشمن کو بہت کم نقصان پہنچا تاہم دشمن کی شدید آتشباری کو جھیل کر عثمانی جہازات آگے بڑھ گئے اور دشمن پر دونوں بازوؤں کی سمت سے دباؤ ڈالا کہ کپتان علی پاشا جہازات غنیم کی صف جنگ توڑ کر اس سے قلب میں گھس گیا اور امیر البحر جان کے جہاز پر حملہ آور ہوا، پھر جان کے ماتحت ایروں کی دو کشتیاں اپنے امیر البحر کو بچانے کی داسطے بڑھیں تو کپتان علی پاشا کے بھی دو جہاز آگے بڑھ آئے۔ اور اس وقت ان جہازوں میں ایسی گھسان کی لڑائی ہو رہی تھی کہ دیکھنے والوں کا رہرہ آب ہوا جاتا تھا۔ دو ٹھنڈے کال ایسی ہی لڑائی ہوتی رہی جسکے آثار میں کپتان علی پاشا مقتول ہو گیا اور مارکوٹس زائدہ اپنا اقیانوسی کالم لیکر اس کے جہاز پر قابض ہو گیا تو اسے ترکی کمانیر کی لاش ملی اور اسے کپتان کا سر کاٹ کر مقتول پر لٹکا دیا۔

عثمانی جنگ آور سپہا اپنے افسر کاٹھا ہوا سر رکھ کر بچاؤ میں ہو گئی اور اسکا دھنا بازو بالکل ہزیمت پا گیا۔ عثمانی بیڑہ کا بایاں بازو جسکی کمان اوکوچ علی پاشا کر رہا تھا وہ دشمنوں پر آفت ٹپا رہا تھا اس نے جان اندر یا ڈکے جہازوں کو پرانڈ کر کے لٹا اور بدقیہ والوں کے پیارہ جہاز گر قمار بھی کر لئے تھے اور آیت مرل جان ڈو کوڑو امیر البحر سپین کا سر اپنے ہاتھوں کاٹا اور اس کے سر ہراسی کالم کو بالکل برباد کر ڈالا تھا۔ رہا اہل بدقیہ کا وہ فرقہ جو ترکی ویشہ بازو کا مقابلہ کر رہا تھا وہ بھی بہت کچھ نقصان اٹھا چکا تھا اور اسکا افسر امیر البحر بارباریگو مقتول ہو گیا تھا۔ ترکی بیڑہ میں سب سے زیادہ نقصان ان جہازوں کو پہنچا جو داسطے بازو کے قلب میں تھے +

اوکوچ علی پاشا نے داسطے بازو کی بربادی اور کمان افسر موزن زادہ کی شہادت سے ترکی بیڑہ کی بربادی کا معائنہ کیا تو اس نے فوراً اپنے ساتھ کے چالیس جہازوں کا جھرمٹ بنا کر دشمن سے چھینی ہوئی کشتیاں وسط میں کر لیں اور غنیم کی جنگی صف کو توڑا تو ہوا صاف معرکہ سے نکلتا چلا گیا اور وہ باقی جہازات جو داسطے بازو سے نہ گئے تھے ان کے افسر و اہل و عیال کو ہرگز نہ لیا کر ریت میں

دھنسا دیا تاکہ غنیمت انکو گرفتار نہ کر سکے۔ اس جنگ میں ترکوں کے دوسو جنگی جہاز تلف ہوئے جنہیں سے ۱۹۲۵ غرق ہو گئے اور باقی غنیمت کے ساتھ لگے جنگو دول متحدہ کے بیڑوں نے باہم تقسیم کر لیا، (۲۰۰۰۰) عثمانی سپاہ ضائع ہوئی جنہیں سپاہی اور افسر سب شامل تھے۔ یورپ کے موبین نے اس عظیم اوشان بحری معرکہ کی مفصل کیفیت درج کی ہے اور ان کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ یورپ کے متحدہ بیڑوں نے (۱۵) غالی جہازوں اور آٹھ ہزار سپاہیوں اور افسروں کا نقصان برداشت کیا جنہیں بیشتر یورپ کے امیر اور شہزادے تھے۔ اور اسپین کے مورخ ڈیون کو یزدون نے بھی جو خود اس جنگ میں شریک تھا قریب قریب یہی حالات لکھے ہیں جو ہم نے بیان کئے ہیں۔ یہ حال خاتمہ جنگ کے بعد جب دول متحدہ کے بیڑے اپنے حاکم کو واپس گئے تو انہوں نے مشہور کر دیا کہ اب ترکی بحری قوت کا سر اٹھانا غیر ممکن ہے اور آئندہ سمند میں ہمارا ہی راج رہے گا۔

ادھر ترکوں کی سرگزشت سنئے کہ اولوچ علی میدان رزم سے نکل کر ترکی بیڑہ کی پرانہ کشتیوں کو جمع کرنا اور ان کی محافظ کشتیوں کو ساتھ لیتا انہی کشتیوں کے بیڑہ سے آستانہ علیہ کی طرف روانہ ہوا۔ غنیمت کے پندرہ جہاز بھی مع اسیران جنگ کے اس کے ساتھ تھے جب وہ دارالخلافت میں پہنچا تو سلطان سلیم نے اس کی شجاعت کی قدردانی کی اور اس کو پستان پاشا کے معزز عہدہ پر متنازع کر کے قانچ علی پاشا کا لقب عنایت کیا۔ ان دنوں پیاہ پاشا بھی بقیہ حیات تھا چنانچہ سلطان نے ان دونوں آزمودہ کار افسروں کو حکم دیا کہ جہتہ جہتہ ممکن ہو ترکی بیڑہ کی سابقہ عظمت و قوت قائم کر لیا۔ سامان کریں، اور ان دونوں نے کمال مستعدی کے ساتھ چند ماہ کے عرصہ میں دوسو جنگی کشتیاں اور آٹھ جہاز غالی وضع کے تیار کر لئے پھر جہازوں پر بھاری اور بڑے قطر کی توپیں چڑھا کر انکو سابقہ جہازوں، بلکہ دول متحدہ کے جہازوں سے بھی کئی درجہ زائد طاقتور کر دیا۔

موبین نے ان تیار ہونے والے کشتیوں کا ذکر نہایت تفصیل سے کیا ہے۔ یہ کشتیاں پہلے پہل دوسو مورخ جنگ لاپلاٹو کے حالات میں لکھتا ہے کہ یورپ کی دول متحدہ نے اس جنگ کے

بعد خیال کر لیا کہ اب ترکی بحری قوت کا سنبھلنا محال ہے اسی واسطے انہوں نے اپنی فتح کے لشکر یہ میں گرجے اور نیسے بنائے شروع کیے اور سارا موسم سرما اسی طرح کی کاموں یا عیش و عشرت منانے میں بسر کر دیا لیکن ترکوں نے ایام سرما کی چند روزہ مہلت کو استفادہ قیمتی فوائد حاصل کئے کہ آئندہ بہار میں انکا قوی شوکت بیڑہ سابق سے بھی کئی درجہ زبردست بن گیا کیونکہ عثمانی بیڑے نے اب تک کسی جنگ میں ایسا شدید نقصان نہیں برداشت کیا تھا جس قدر لاپلاٹوٹ کے معرکہ میں اسے پہنچا لہذا ترکوں کو اپنی قوت کی تکافی کا یہ خیال تھا اور جب انہوں نے دیکھا کہ موجودہ کارخانجات کی عمارت زیادہ اور بڑے جہازوں کی تیاری کیلئے کافی نہیں ہو سکتی تو مقام خاص باغچہ کی وسیع اور جتنی قیمتاً خرید کر کارخانہ کو وسیع کیا اور صد ہا جہازات اور کشتیاں ایک ساتھ تعمیر اور مرمت کرنے لگے، اسکے علاوہ کئی ایک گدام بھی تیار کر کے جنہیں سامان جنگ بحری کا فراوان ذخیرہ ہر وقت بھرا ہے، آخر کار ان کوششوں نے یہ نتیجہ پیدا کیا کہ سترہویں صدی کے موسم بہار میں قلعہ علی پاشا کے زیرِ مکان (۱۵۰) ترکی جہازوں کا عثمانی بیڑہ دول یوردپ کو اپنی شوکت و شان دکھاتا ہوا بحر ابيض متوسط میں کل پٹا اور انکو ونگ بنا دیا جب یہ نیا بیڑہ جزیرہ موریا کے قریب ناوآرین کی کھاڑی میں پہنچا تو بناوٹ کے جہازات اس کی شکل دیکھتے ہی بھاگ نکلے، قلعہ علی پاشا نے بھاگتے ہوئے غنیمت کا تعاقب نہیں کیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اسکی بحری فوج ہنوز غیر قواعد و ان ہے اور اسکا اناہفت میں شکست مول لینا ہے۔ وہ قلعہ مذکور میں فوجی مشق کرائے لگا۔ اور ہندوستان والوں کا بیڑہ اسپین کے بیڑہ سے ملکر لڑنے آیا بھی تو ترکی امپریلور نے قلعہ کے اندر محصور ہو کر جنگ کرنا بہتر خیال کیا جہاں دشمنی کے قلعوں سے بھی کافی مدد مل سکتی تھی اور غنیمت یہ حالت دیکھ کر واپس ہلائی۔ قلعہ علی پاشا نے تمام موسم سرما فوج کو قلعہ جنگ بحری کی تعلیم اور مشق میں مصروف رکھا اور دوسرے موسم بہار تک اسکو ہر طرح قابل جنگ بنالیا، علاوہ اسکے اتنے وٹمنے میں اسٹیل ہول کے کارخانہ اسے جہاز سازی نے اور بھی بہت عظیم الشان جنگی جہازات اور سرحدی المیر کشتیاں بنا ڈالیں جنکے اضافہ

نے ترکی بیڑوں کی طاقت دو چندان کر دی ۔

۱۸۹۱ء کے موسم بہار میں عثمانی بیڑہ جہازات نے ۲۵۰ جنگی کشتیوں اور جہازوں اور (۱۲) ماحول جہازوں کے ساتھ قلعہ علی پاشا اور پیا آہ پاشا کی زیر نگرانی وافر بحری سفید میں پہنچ کر ساحل ایتھنیا پر نہایت پر زور حملے کا شروع کر دیا ، یہ بہترین اطراف عالم میں گونجتی ہوئی ان دول یورپ کے ہی گوش و دوہوش جس کے جنگی بیڑے محاصرہ لاپلاٹھ میں شریک تھے لیکن انہوں نے ذرا بھی حس و حرکت نہیں کی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اب ترکوں کے مقابلہ پر جانا زخمی شیر کا سامنا کرنے سے کم نہیں عثمانی امیر البحر نے دیکھا کہ ایسا کو سامنے نہ آئے گا اور وہ سائنس تک نہیں لیتے تو اس نے بناؤ کے ساحلی قلعوں پر زراعت آغا دیکھ دی اور ایک دو تین کیا بیسیوں مقامات منہدم اور ہمارے کر ڈالے ، آخر بناؤ کی جمہوری حکومت ڈری مانکر صلح کی طالب ہوئی اور طرفین میں حسب ذیل معاہدہ تحریر ہو گیا :-

۱۔ بناؤ کی جمہوری حکومت تین لاکھ پونڈ تاوان جنگ تین سال کی معاہدہ میں ادا کریگی ۔

(۲) سایاٹو کا قلعہ مع تمام توپوں کے جمہوریہ بناؤ کو واپس کیا جائیگا ۔

(۳) جمہوریہ مذکورہ جزیرہ زانتہ پر قبضہ رکھنے کا جو معمول پہلے جمہورک سالانہ عثمانی حکومت کو دیتی تھی وہ اب ہمارے سوڈوک تکس بڑا دیا جائیگا ۔

(۴) یہ جمہوری حکومت آئندہ بھی سلطان سلیمان کے عہد کی ان تمام شرائط پر عملدرآمد کریگی جو اس نے قبول کر لی تھیں ۔

(۵) جمہوریہ مذکورہ قبرص کے متعلق جو سالانہ خرچ ادا کیا کرتی تھی اب اس سے معاوضہ کی جائیگی ۔

(۶) ایتھنیا اور ڈالاسیا کے جہازات میں جو آئندہ مالک ہیں وہ جانشین کی طرف سے اپنی قدیم حالت پر باقی رکھو جائیں گے ۔

(۷) زمانہ جنگ میں وہ دونوں حکومتیں نے ایک دوسرے سے مالک کے جن جہازات

جہازوں اور اموال کو ضبط کر لیا ہے انکی واپسی اور تاوان ادا کرنا چاہئے جو جہازوں کے مالکوں کا حق ہے + (دبیر)

اس معاہدہ کے تحریر ہو جانے پر بندقیہ کی جمہوری حکومت نے فوراً تین لاکھ پونڈ نقد تاوان جنگ کے ترکی بیڑہ کو نذر کئے اور سالانہ خراج گزاری منظور کر لی تو یہ عقد بیڑہ آستانہ علیہ کو واپس آیا یاوریہ آخری جنگ تھی جو مشہور ترک امیر البحر پالہ پاشا کی حیات میں واقع ہوئی پھر وہ اس کے چند روز بعد ۱۵۵۷ء میں دارفانی سے رحلت کر گیا اور اپنے ہی ہوائے ہوئے مقبرہ میں جو مسجد پالہ پاشا واقع محلہ قاسم پاشا میں ہے دفن کیا گیا +

یورپین مورخ کرتسی اس آخری جنگ بناوٹہ کی نسبت نہایت جل بھگریوں لکھتا ہے "مصدقہ دول یورپ نے بناوٹہ کی بیڑہ گرم کر کے صرف ایک محرکہ لاپلاٹھ کاڑکوں سے جیتا تھا وہ آخر میں یہ رنگ لایا کہ ترکوں نے تمام بحر متوسط ابیض پر قبضہ کر لیا اور بناوٹہ کی حکومت محو کر ڈالی حالانکہ لاپلاٹھ میں ترکوں نے صرف شکست کھائی تھی اور ان کی اہلک کا کوئی حصہ نہیں چھینا گیا تھا" دول یورپ نے معاہدہ مذکورہ کی خبر سنی تو انہوں نے کہا کہ ترکوں نے لاپلاٹھ کا معاوضہ لیلیا، پھر اسپین نے ذاتی طور پر کچھ کر دکھانے کا خیال کیا اور اسکا امیر البحر ڈیون جان اپنے بیڑہ کو سنبھال کر ٹیونس پر حملہ آور ہوا اور کئی ایک شہر اور قلعے دہاں کے فتح کر لئے دولت علیہ کو اس امر کی اطلاع ملی تو سلطان نے فوراً تیامی کا حکم دیا اور اسکو واپس لینے کا سامان کیا جانے لگا ۱۵۵۸ء کا موسم سرما ختم ہونے سے پہلے ترکی بیڑہ ہر طرح تیار ہو گیا۔ نیز اسی اثنا میں بغداد کے حاکم نے سرکشی ظاہر کی اور خراج کا بھیجنا بند کر دیا چنانچہ برنی افواج نے سخت جنگ و جدل کے بعد اسکا خاتمہ کر دیا اور سلطان نے اس کے گرفتار ہو کر حاضر دربار کئے جانے پر گردن مارنے کا حکم دیا تاکہ دوسرے سرکشوں کو عبرت حاصل ہو +

ٹیونس کا عثمانی صوبہ بنالیا جانا، - خیر الدین پاشا باربروس اور سلطان حسن مغربی

کے مابین جو لڑائیاں واقع ہوئیں اُنکا ذکر کچھ ابواب میں آچکا ہے اور بیان ہو چکا کہ شہر لکھان شاہ اسپین نے سلطان حسن کو امداد دیکر اپنے آبائی ملک پر قابض بنا دیا تھا اور اس امداد کے معاوضہ میں اسپین نے کچھ اراضی ٹیونس کی خود بھی لے لی تھی، چنانچہ خلق الوادی کے رہگزر پر اسپین والوں نے ایک مستحکم قلعہ بنا لیا تھا اور وہاں اپنی پارہزار محافظ سپاہ رکھا کرتے تھے۔ کچھ مدت کے بعد سلطان حسن فوت ہو گیا اور اُسکا فرزند سلطان حمید تخت نشین ہوا۔ جو ظلم و ستم میں اپنے باپ سے بھی بڑھا ہوا تھا، ٹیونس کی رعایا اس کے ہاتھوں تنگ آ پہلی تو اس نے اندرونی طور پر قلعہ علی پاشا سے جو اندول الجزائر پر حکمران تھا امداد طلب کی اور اس نے سلطنت عثمانیہ سے اجازت اور کمک حاصل کر کے ٹیونس کو فتح کرنے کے بعد جعفر پاشا کو وہاں کا حاکم بنادیا جس کے پاس کافی تعداد کی محافظ سپاہ چھوڑی گئی مگر خلق الوادی کا قلعہ اسپین ہی کے قابو میں رہا اور ضروری تھا کہ یہ کائنات کی بوقت غلبہ کرتا چنانچہ ۱۵۸۱ء میں امیر البحر ڈیون جوآن کے آتے ہی جو دہ ۱۵ جہازوں کے بیڑہ سے آکر ٹیونس پر محاصرہ ہوا تھا جعفر پاشا کو کسی قوت کے باعث شہر قیران کی طرف ہٹ جانا پڑا اور سلطان حمید نے دوبارہ تخت حکومت ٹیونس پر بیٹھ کر وہاں کے باشندوں سے انتقام کشی شروع کر دی، اسپین والوں نے دیکھا کہ سلطان حمید ان کے شرائط بھی توڑنے پر آمادہ ہے تو انہوں نے اس کے بھائی سلطان محمد کو جو کسلی کے ایک مقام میتینی نامی میں مقید تھا طلب کر لیا اور بجائے سلطان حمید کے اسے تخت پر بٹھا دیا۔ سلطان محمد نے بھائی کو قید کر کے بعد اس کے مددگاروں کا جتھا توڑ دیا اور اسپین سے ایک معاہدہ کر لیا جس میں اپنی ماتحتی کا اقرار لکھ دیا تھا اور اس بات کو مان لیا تھا کہ آٹھ ہزار اسپین کی سپاہ ان کے ملک میں بغیر حمایت رہ سکیگی، سلطان سلیم کو اس کے کارناموں کی خبر ملی تو اس نے ٹیونس کا صوبہ فتح کر کے سلطنت عثمانیہ کے ساتھ منضم کر لینے کا مصمم ارادہ کر لیا اور وزیرستان پاشا کو بری فوج کا افسر تعین کر کے ۲۳ محرم ۹۸۲ھ کو ترکی بیڑہ استنبول سے روانہ کیا۔ یہ بیڑہ (۶۶۰) جنگی کشتیوں (۱۵) معاون جہازوں اور (۱۵) غلیون



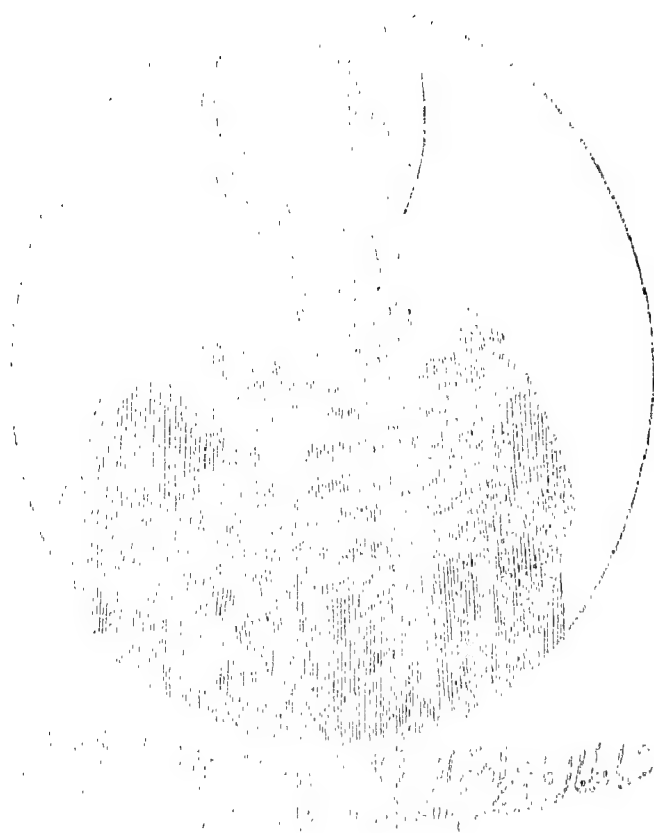
جہازوں سے مرکب تھا اور قلعہ علی پاشا اسکا کمانیر بنایا گیا تھا۔ عثمانی بیڑہ نے  
ٹیونس کے سمندروں میں جانے سے پہلے راستہ میں متعدد قلعے اٹلی اور سسلی کے  
بھی مسمار کر دیئے کیونکہ ان دونوں حکومتوں نے ترکی کے دشمنوں کا ساتھ دیا تھا۔  
عثمانی بیڑے کی اس جہاز جہانہ کار روائی سے تمام دول پورپ کے کان کھڑے  
ہو گئے اور وہ اپنی اپنی جگہ ممانعت کا سامان کرنے میں مصروف ہو گئیں۔ سلطان  
پاشا دہنہ بائیں غیر حکومتوں کے علاقوں پر حملے کرتا ہے دہرک ٹیونس تک چلا گیا  
اور عثمانی فوجیں خشکی میں مٹا دیں۔ سب سے پہلے قلعہ حلق الوادی کا محاصرہ کیا  
جو (۳۶) دن کے سخت محاصرہ کے بعد قابو میں آسکا۔ ترکی سپاہ نے قلعہ کی محفظہ  
فرج کے چھ ہزار سپاہی قتل اور دو ہزار سپاہی گرفتار کر لئے۔ پانچ سو توپیں مع  
بے شمار سامان جنگ کے مال غنیمت میں ہاتھ آئیں، مگر ترکی کمانڈر نے خیال کیا  
کہ اس قلعہ کا باقی رکھنا ہی بڑی غلطی ہے لہذا اس نے کئی ایک سرنگیں لگا کر اسے  
بالکل اڑا دیا اور پھر دوسرے موبچوں کو یکے بعد دیگرے فتح کرتا شہر ٹیونس میں  
داخل ہو گیا، فتح اور داخلہ شہر کے بعد اس نے امن عام کی منادی پھر وادی۔ تاکہ  
رعایا مطمئن ہو کر اپنے کاربار میں مصروف ہو جائے، اور سلطانی سکے و خطبہ جاری  
کر دیا۔ پھر ایک ترک افسر کو وہاں کا حاکم بنا دیا اور اس کے ساتھ کافی تعداد کی  
فوج رکھی۔ ملک کے نظم و نسق اور حکومت کے مناسب قوانین تیار کرنے سے  
فراغت پائی تو ستان پاشا ٹیونس کو طرابلس الغرب وغیرہ کی طرح ایک ترکی صوبہ بنا کر  
مال غنیمت اور اسیران جنگ ساتھ لئے ہوئے آستانہ علیہ کو چلا اور وہاں پہنچ کر  
انعامات سلطانی سے سرفراز ہوا۔

سلطان سلیم خاں دوم نے ۹۲۰ھ میں (۵۲) سال دنیا سے رحلت کی،  
موت کا باعث یہ ہوا کہ اس نے ایک نہایت خوبصورت اور علیٰ درجہ کا نفیس  
تاج بنوایا تھا ایک دن اس میں شہل رہا تھا کہ قدم پھسل گیا اور اس زور سے سنگین فرش  
پر گر کہ تمام بدن چور چور گیا، اسی ضرب کے صدمہ سے اس نے وفات پائی۔ انا للہ



دانا الیہ راجعون۔ سلطان سلیم دوم نے اپنے فرزند کبر سلطان مراد خاں سوم کے لٹو تاج و تخت کی وصیت کی تھی۔ سلطان سلیم دوم بڑا جوان و شجاع، تیز فہم، اور صلاح دوست تھا، اس نے حرمین شریفین کی امدادی رقموں میں اضافہ فرمایا، تعمیرات کا شوق اسکو بہت تھا، قصبہ چکچہ میں ایک عظیم الشان پل بنوایا، جامع مسجد ایا صوفیا کی مرمت کرائی اور اس میں متعدد مکانات نئے بنوائے۔ ورنہ جب سے یہہ عمارت بنی تھی کہی اس کی مرمت کی نوبت ہی نہیں آئی تھی اس کی تخت نشینی کے وقت سلطنت کی حالت گرا بڑھتی لیکن وزیر اعظم صغولی محمد پاشا کی مدد پرانہ اور جنگی لیاقتوں نے بہت جلد تمام خرابیوں کو مٹا دیا اور حکومت کی قوت و شوکت اس قدر بڑادی کہ اس کے تمام دشمن ہیبت سے ہڈاٹنے لگے۔ اسی سلطان کے عہد میں قازان کے باشندوں نے اپنے سفیر کی معرفت سلطان سے عرض کی تھی کہ دریا سے ٹن جو بحر اسود میں گر تہے ایک تہر کے ذریعہ سے دریا سے والگائیں ملا دیا جائے تو اس بحری راستہ سے ترکی فوجیں بلا قازان میں بہت جلد اور آسانی آجائیں گی نیز اس سے تجارت کا بہت بڑا فائدہ ہوگا ورنہ خوف ہے کہ کسی دن روسی حکومت اس ملک کو اپنے قابو میں نہ لے لے، سلطان نے بھی یہ صلاح مان لی تھی اور قاسم بک چرکسی حاکم صوبہ کفہ کو مع کافی قہداد کی فوجوں اور جہازی بیڑہ کے اس کام کی انجام دہی پر مامور کیا تھا مگر جب ایک تہائی مسافت کے قریب نہر تیار ہو گئی تو خان کریمیا کو یہ خوف پیدا ہوا کہ مبادا اس نہر کی تیاری سے اس کے ملک کو کوئی خطر پہنچے اور اس نے فتنہ انگیزی شروع کر دی، ترکی سپاہ کو اس ملک کی سخت سردی کا خوف دلا کر اس بات پر آمادہ کر دیا کہ وہ سرکش کر کے کام چھوڑ بیٹھی، اور دولت علیہ نے اپنی کثیر رقم سے جو اس وقت تک صرف ہوئی تھی اٹھ دہو کر فوجیں اس بلالیں اور اس طرح ایک عظیم الشان منہد کام ہونے سے رہ گیا۔





# آٹھویں فصل

صقولی محمد پاشا کی وفات سے سلطان احمد اول کی  
وفات تک کے حالات

۹۸۶ ————— ۸۱۲۶

(۱۲) سلطان الغازی مراد خان سوم ابن سلطان

سلیم خان دوم

۹۸۲ ————— ۸۱۰۰۳

سلطان سلیم خان دوم کی وفات کے وقت سلطان مراد شہر مغنیسیا میں حاکم تھا، وزیر اعظم نے گیارہ دن تک سلطان کی خبر مرگ مخفی رکھی اور جب سلطان مراد خان سوم آستانہ علیہ میں آکر تخت نشین ہو گیا تو اس وقت یہ خبر پھوٹنے پائی، سلطان مراد سوم کی عمر اس وقت بیس سال کی تھی، اس نے تخت نشینی اور بیعت لینے کے مراسم سے فراغت پائی تو اپنے مرحوم باپ کی لاش نہایت تزک و احتشام کے ساتھ دفن کی اور اس سے فارغ ہو کر نئی چری سپاہ کا انعام تقسیم کر دیا جسکی مقدار ایک لاکھ دس ہزار پونڈ ہوتی تھی اور اس طرح اس نے ان بیچینیوں کا امداد کر دیا جو ایسے موقع پر تاخیر تقسیم انعام سے پیش آیا کرتی تھیں +

جنگ ادی اسبیل

۱۵۸۵ء میں یعنی سلطان مراد سوم کے جلوس سے دو سال بعد جانک پستلیان شاہ پرتگال نے مملکت فاس (مراکش) پر ایک زبردست حملہ کی تیاری کی۔ اور سلطان فاس شریف عبدالملک کا چچا شریف محمد متوکل شاہ پرتگال کا مددگار تھا جسے اپنے متعدد جہازوں کو اس کی فوج کے لاسے کیلئے متعین کر دیا تھا۔ شریف عبدالملک نے یہ حالت دیکھ کر سلطنت عثمانیہ سے کمک طلب کی اور سلطان مراد سوم نے اجازت کے حاکم رمضان پاشا کو شریف عبدالملک کی امداد کا حکم بھیجا اور لکھا کہ پہلے تو جنگ ٹالنے اور صلح کر دینے کی کوشش کرے اور اس طرح کام نہ چلے تو پھر شریف عبدالملک کو معقول امداد دے چنانچہ رمضان باک نے پہلے صلح کر دینے پر زور دیا اور جب یہ تدبیر نہ چلی تو شریف عبدالملک کی سپاہ سے شریک ہو کر شاہ پرتگال اور اس کے جنبہ دار شریف محمد متوکل کی متحدہ فوج پر حملہ کر دیا۔ سخت جنگ و جدل کے بعد اسکو ہزیمت دی شاہ پرتگال اسی واقعہ میں مارا گیا اور پرتگال کی تمام طاقت اسی ایک لڑائی نے برباد کر دی فتح کے بعد شریف عبدالملک نے سلطان کو شکر گزاری کا خط لکھا اور دولاکھ پونڈ قیمت کا ہدیہ ارسال کر کے اپنی اراکندی کا اظہار کیا اور ۱۵۸۳ء میں پولینڈ کا حکمران ہنری دی والو جو شاہ فرانس کا بھائی اور بلا د آنجو کا ڈیوک تھا۔ اپنے ملک کو چلا گیا۔ اور حکومت پولینڈ کیلئے کسی نئے حاکم کا انتخاب ضروری ہوا تو سلطنت عثمانیہ نے اہل ملک کو حکم دیا کہ ٹرنسکوینیا کے حاکم ایٹن باٹوری کو اپنا حاکم منتخب کرو اور انہوں نے اس کی تعمیل کی جس سے پولینڈ کا ملک سلطنت عثمانیہ کے زیر حاکمیت آ گیا اور اس کے بعد شاہ جرمنی نے سلطان سے آٹھ سال کے کیلئے التوا سے جنگ کا معاہدہ کیا اور اس عہد نامہ میں پولینڈ کو ترکی کے زیر اثر تسلیم کر لیا۔ وزیر اعظم صقولی محمد پاشا دول یورپ اور سلطنت عثمانیہ کے مابین صلح رکھنے کا خواہاں رہتا تھا اس لئے اس نے سلطنت فرانس اور ہندقیہ کے کونسلی امتیازات میں از سر نو اضافے کر دیئے اور ازبکستان، بلخ، انکستان (الزنج) کے ملکی تاجروں کو یہ نصاب اعزاز دیا گیا کہ ان کے جہازات اسواصل دولت علیہ میں برلش

نشان اڑا سکیں گے ورنہ پہلے بندیہ والوں کے جہازات کے علاوہ اور ہر ایک ملک کے جہازات صرف فرانسیسی جھنڈا اڑاتے ہوئے مملکت ترکی میں آسکتے تھے +

## ملک ایران پر حملہ

شاہ طہماسب صفوی کی وفات کے بعد ایران کے شاہی خاندان میں خانہ جنگی شروع ہو گئی اور خسرو پاشا صوبہ دار ارض روم نے سلطان کو ان حالات سے مطلع کر کے لکھا کہ یہ موقع ایران پر حملہ کرنے کیلئے بہت موزوں ہے چنانچہ سلطان نے لالا مصطفیٰ پاشا فتح قبرص اور سپہ سالار افواج شرق (ایشیا) کی ماتحتی میں ایران پر ایک زبردست فوج روانہ کر دی جو ارض روم پہنچ کر ایرانی حدود پر بڑا اور قلعہ جلدیر کے نزدیک ایرانی سپاہ سے دست و گریبان ہو گیا۔ لالا مصطفیٰ پاشا نے ایرانی سپہ سالار طوقان خان کو مہری طرح شکست دیکر گرجستان کا علاقہ فتح کر لیا اور فلستان میں داخل ہو کر جعفر پاشا کو وہاں کے قلعہ کا محافظ متعین کیا۔ پھر ۱۰۸۷ھ میں اہل ایران نے چار جدید آرمی کو تیار کر کے ترکوں سے مفتوحہ ممالک واپس لینے چاہے اور عثمان پاشا اور تیمور ترکی سپہ سالار نے انکو ہزیمت دیکر ناکام واپس کیا۔ اسی سال لالا مصطفیٰ پاشا کا تقرر صدر اعظم کے عہدہ پر ہوا کیونکہ صفوی محمد پاشا جسے پندرہ سال سند و دارت کو اپنے وجود سے مشرف کھک سلطنت اور قوم کی مخلصانہ خدمتیں کی تھیں اور اپنا نیک نام شہر و دام کی فہرست میں درج کرا دیا تھا اسی سال مقتول ہو گیا اور اس کے قتل ہونیکا حال ہم آئندہ تحریر کریں گے مگر نئے وزیر اعظم کو زیادہ دنوں تک اس عہدہ سے متعین اٹھانے کا موقع نہیں ملا کیونکہ جنگ ایران کی بعض سخت فطیوں کے جرم میں اسے معزول کر دیا گیا اور بجائے اس کے سیاوش پاشا وزیر اعظم مقرر کیا گیا، پھر سلطان نے فراد پاشا کو نئی فوج دیکر جنگ ایران کیلئے روانہ کیا لیکن چونکہ اب تخت ایران پر شاہ عباس صفوی جلوس کر چکا تھا اور یہ بیدار مغر حاکم ملک کے تمام تقاضوں دور کرنے کی فکر میں مصروف

تھا لہذا اس نے دولت علیہ سے صلح کر لی اور شرائط صلح یہ طے پائیں کہ آذربائیجان، شروان، لورستان، اور تبریز، کے علاقے حکومت عثمانیہ کو دیدئے جائیں گے۔ اور شاہ عباس کا بھتیجا حیدر مرزا بطوریغال عثمانی ذریعہ میں حاضر ہو گیا۔ چنانچہ ۱۵۷۷ء میں یہ معاہدہ مکمل ہو کر لکھ دیا گیا اور فرما دیا تھا شہزادہ حیدر مرزا کو ساتھ لئے ہوئے مظفر و منصور آستانہ علیہ میں واپس آ گیا۔

## مذکورہ بالا مدت میں بحری قوت کے حالات

پچھلے چودہ سال کے عرصہ میں ہندو کی حکومت متعدد لڑائیاں لڑتے لڑتے بیکار ہو کر ہو گئی تھی اور اس کی بے شمار نوآبادیاں ترکی قبضہ میں چل گئی تھیں اس کو نصرت بی بی ازبک پادری، والی مثل اس کے حسب حال تھی اور وہ دولت علیہ کے ساتھ معاہدات کی پابندی رکھنے پر مسکوک رہی، اسپین فرانس اور انگلستان سے مصروف جنگ تھا اور شہر میں اس نے اپنا مشہور جنگی بیڑہ ارمادہ نامی جس میں (۱۵۰) زبردست جنگی جہازات تھے مذکورہ بالا دونوں حکومتوں کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا لیکن انگریزی بیڑہ نے اس بیڑہ کی درجیاں اڑا ڈالیں اور اسے ایسا براؤ کیا کہ ایک جہاز بھی سالم بچکر نہ آیا۔ اسپین نے اس جنگ میں تیس ہزار سے زائد بحری جنگ آزمائہ فوج اور اپنی ساری بحری قوت تلف کر دی تھی اس لئے اس میں انسانوں دم داعیہ نہ تھا کہ بحر ابیض متوسط میں ترکی کے نہ چڑھنے کی ہمت کر سکتا۔ اٹلی کی حکومت اور پوپ رومیہ اپنی اندرونی لڑائیوں میں ایسے الجھے تھے کہ ان کے بیڑے بے حس و حرکت پڑے رہے، ان اسباب سے ترکی بیڑہ بحر ابیض متوسط میں ہلا مزاحمت احمدی ہر طرف گشت لگانے میں مصروف رہا اور اسے کوئی جنگ نہیں پیش آئی، اس کی طاقت ہر طرح مکمل اور روز افزوں ترقی کرتی گئی۔ انگلستان کی ملکہ الزبتھ نے جنگ ارمادہ سے پہلے ترکی بیڑہ سے امداد بھی مانگی تھی۔ تاکہ اسپین سے بحری جنگ کر سکے اور جرمنی مودخ ہسپانیہ و ہالینڈوں کو لاطینی زبان

کے خط اپنی تاریخ میں سب سے شائع کئے ہیں جو ملکہ مدوحہ نے سلطان آل عثمان کو ارسال کئے تھے اور ان میں امداد کی درخواست تھی۔ پہلا خط وزیر اعظم صفوی پاشا کا نام ۱۵ نومبر ۱۶۵۷ء کا لکھا ہوا ہے، دوسرا خط ۷ نومبر ۱۶۵۷ء کا لکھا ہوا خاص فریڈ کے ہاتھوں سلطان کی خدمت میں آیا تھا، تیسرا مکتوب ۳ جون ۱۶۵۷ء کا لکھا ہے جس میں انگریزی رعایا کے قیدیوں کو رہا کرنے کی استدعا ہے۔ اور چوتھا خط مورخہ ۱۷ اپریل ۱۶۵۷ء انگریزی بیڑوں کی خبر فوجیانی پر مشتمل ہے جو جنگ ارادہ میں اہل اسپین پر حمل ہوئی تھی۔ دولت عثمانیہ نے انگلش سفیر سے امداد کا پختہ وعدہ کر لیا تھا مگر جنگ ایران کی الجھن میں اس سے یہ وعدہ وفانہ ہو سکا، تاہم انگریزوں نے اس مشہور جنگ کی بابت جو نظریں اور مرئیے لکھے ہیں انہیں ایک ترکی بیڑہ کا انگریزی بیڑوں کی امداد کیلئے آنا بیان کیا ہے چنانچہ ان کے لحاظ سے ہم بھی بلاشبہ کہہ سکتے ہیں کہ سلطنت عثمانیہ کا ماتحت ایک بحری افسر سنان رئیس نامی چند ترکی جہازوں کے بیڑہ کیساتھ انگلش جینیل میں امیر البحر ڈریک، اور امیر البحر رینی کا شریک رہا تھا اور اس نے اپنے پندرہ جہازوں کے بیڑہ سے مملکت فاس پر حملہ آور ہونے والے پرتگالیوں کو پسپا کیا تھا، اس زمانہ کے مورخین نے لکھا ہے کہ پرتگالی حکومت نے فاس کے سمندریں اپنے کئی جہاز ضائع کئے تھے اور انہوں نے ترکوں کی بحری جنگ میں قابلیت اور دلیری تسلیم کی ہے۔ ممالک بربر کے سوا اعلیٰ میں متعدد جہازی بیڑے رہا کرتے تھے جنہیں سے ایک رئیس سنان کا بیڑہ بھی تھا اور ابھی تھوڑے دنوں پہلے تک ان کا نام سنا گیا ہے مگر اب انکو الجزائر کے بحری لوٹیروں کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے جنکے حالات ناظرین تواریخ سے مخفی نہ ہونگے۔ پروفیسر راتک انگریز مورخ کہتے ہیں کہ انگریزوں کی بحری ترقی کا زمانہ لکھ ازبچہ کے زمانہ سے شروع ہوا اور اسی وقت سے وہ ترکوں پر برتری حاصل کر چکے۔ اس سے قبل تمام دنیا میں ترکی بحری قوتیں بے مثل تھیں، واقعی یہ ہے کہ اس مورخ نے نہایت سچی بات کہی کیونکہ ترکوں کی بحری شہرت اور رسالت اور انکی وریائی جنگ میں ترقی اور



یہاں پہلے مدتوں بڑھتی رہتی یہاں تک کہ ملکہ الزبتھ کا زمانہ آیا اور وجوہ مذکورہ بالا سے ترکی بحری قوت عرصہ دراز تک بے توجہی کے عالم میں پڑی رہی کیونکہ اب بحرین متوسط میں اُسکا کوئی رقیب نہیں رہ گیا تھا اور بیکاریِ یسستی کی ماں ہے یہ مثل اپنا اثر دکھائی۔ جہازوں کی آراستگی اور بحری فوج کی استعداد میں رفتہ رفتہ فرق آتا گیا یہاں تک کہ ایک وہ زمانہ آ گیا جبکہ ترکی جہازات شاذ و نادر ہی اپنے دارالصناعت سے باہر نکلتے تھے بلکہ اس کے دولِ یورپ روز افزوں ترقی کر رہی تھیں اور اُن کی جہازات افریقہ اور امریکہ اور سواحلِ ہند کی تلاش میں خطرناک دریائی سفر طے کرتے اور نوآبادیاں بناتے رہتے تھے، نوآبادیوں کی کثرت اور تارکِ الوطن اہلِ یورپ کا اُن میں جا کر آباد ہونا وسائل آمد و رفت میں ترقی کر چکا محسوس ہوا اور یورپ میں جہاز سازی اور جہاز رانی کا فن ایک وسیع علم بن گیا جس کے مفید نتائج آج ہمارے پیش نظر ہیں \*

### صقولی محمد پاشا صدر اعظم کا قتل ہونا:-

جنگِ ایران سے تقریباً ایک سال بعد یعنی ۱۸۰۸ء میں ایک پاگل اور مجذوب شخص نے صدر اعظم صقولی محمد پاشا کو خنجر کے زخم سے شہید کر ڈالا۔ یہ وزیر نہایت مدبر اور صاحبِ عزم تھا اُسکی رائے مناسب اور خلوص نیت نے حکومت عثمانیہ کو اس قدر قویٰ بجانبِ بنا دیا تھا کہ تمام دشمنوں کے دل اُس کے خیال سے لرز جاتے تھے جزیرہ قبرص کی فتح، جنگِ لاپلانٹو کے بعد ترکی جنگی بیڑہ کا سنبھال لینا، اور سلطان سلیمان خان کے بعد سے اب تک نظامِ حکومت کا درست رکھنا، یہ تمام باتیں اُس کی اعلیٰ سیاستی اور فوجی (جنگی) لیاقت کا اظہار کرتی ہیں۔ وہ اپنی ملک اور قوم کا سچا خیر خواہ، مصلحت اندیش اور بڑا بااثر شخص تھا اور یہی وجہ ہے کہ بعض مورخین اُس کے قتل کو چند خود غرض ارکانِ سلطنت کی سازش کا نتیجہ قرار دیتے ہیں اور اگر حقیقت ایسا تھا تو یہ نہایت کمبختی کی بات تھی کیونکہ صقولی محمد پاشا نے جس سلطنت کو مالی، ملکی، فوجی اور سرکاری بیرونی اور اندرونی قوتوں اور نجیوں کی ترقی سے مالا مال چھوڑا تھا

وہ اُس کی وفات کے چند ہی روز بعد خرابیوں اور فسادات کا دنگل بگٹی ترک  
مورخین بجا لکھتے ہیں کہ صقولی محمد پاشا کی موت نے سلطنت عثمانیہ کا ایک عظیم الشان  
رکن منہدم کر ڈالا کیونکہ اُس کے بعد جس قدر وزیر اعظم مقرر ہوئے وہ سب باہمی چشموں  
اور ناچاقیوں کی وجہ سے سلطنت کو نقصان پہنچاتے رہے چونکہ ترک مورخوں نے اس  
صدر اعظم کی موت کو عثمانی تاریخ کا سب سے بڑا مصیبت خیز واقع قرار دیا ہے اسلئے  
ہم کو بھی انکی پیروی کرنی مناسب معلوم ہوئی۔

جنگ ایران میں طوالت پیدا ہونے اور وزراء نے سلطنت کی باہمی چشموں نے  
ملکی انتظامات میں خلل و فساد پیدا کرنا شروع کر دیا اور ملک میں بھیجی کے آثار عیاں ہوئے  
فوج کی زیادتی نے مالی حالت نازک بنا دی اور سپاہ کی تنخواہ اور مصارف رسد  
میں کمی پڑنے لگی جسکی وجہ سے وزیروں کی ناقص رائے چلن سار سنگھ میں کھوٹ ڈالنے  
پر مائل ہوئی اور اس طرح بازار والوں اور محکمہ رسد سانی کے افسروں میں جھگڑا ہو پڑا  
فوج کے بعض حصے سرکشی پر آمادہ ہو گئے اور حکومت انکی گوشمالی نہ کر سکی تو اور بھی خرابی  
بڑھی۔

ایک نہایت اہم بات یہ بھی پیش آئی کہ صقولی محمد پاشا کی موت کے بعد وزراء نے  
سلطنت کا عزل و نصب اس قدر کثرت اور سرعت سے ہوا جسکی فطیر کسی ملک کی  
تاریخ میں نہیں مل سکتی چنانچہ وزیر مذکور کے بعد ۱۸۷۷ء میں احمد پاشا، پھر ۱۸۷۸ء میں  
سنان پاشا، زان بعد ۱۸۷۹ء میں سیاوش پاشا، بعد ۱۸۸۰ء میں عثمان پاشا،  
۱۸۸۱ء میں حازم مسیح پاشا، ۱۸۸۲ء میں دوبارہ سیاوش پاشا، ۱۸۸۳ء میں  
دوبارہ سنان پاشا، ۱۸۸۴ء میں فراد پاشا، ۱۸۸۵ء میں سہ بارہ سیاوش پاشا،  
اور ۱۸۸۶ء میں سہ بارہ سنان پاشا کا صدر اعظم کے عہدہ پر تقرر ہوا۔

اسی زمانہ میں ۱۸۷۸ء میں قلع علی پاشا دلیر و آرمودہ کا سبزی افسر نے رحلت کی اور  
استنبول میں اپنی مسجد کے اندر مدفون ہوا، اُس کی جگہ کپتان ابراہیم پاشا کو دی گئی اور  
اسی سنہ میں یمنی چری سپاہ نے سرکشی کر کے محمد پاشا ہتھم کسال اور محمود آفسندی

دفتر دار کو قتل کر دیا اور مجلس راے سلطانی پر حملہ کر کے سخت شرارتیں اور گستاخیاں کیں، اس سرکشی کی وجہ تنخواہوں میں کھوٹے سکوں کا ملنا تھا مگر باوجود اس کی باقی فوج نے جو زیر اطاعت تھی یہی چری سپاہ کو پسپا کیا اور قریب دو ہزار سپاہیوں کے انہیں سے سزا دی کیلئے گرفتار کر لئے گئے جو سرغنہ تھے، شاہ پولینڈ کو سلطنت عثمانیہ کی ان اندرونی خرابیوں کی اطلاع ملی تو وہ اطراف مملکت پر چھاپے مارنے لگا اور سلطان نے خان کریمیا کو اسکی سرکوبی کا حکم دیا اسی سال سرزمین مغرب کے اولوچ حسن پاشا مشہور بحری افسر آستانہ میں آیا جسکو عثمانی بیڑہ کی کمان سپرد کی گئی اور وہ بیڑہ کو تیار کر کے سواحل بربر کی طرف لیگیا پھر وہاں سے واپسی کے بعد ۱۹۹۹ء میں اُس نے دارفانی سے رحلت کی اور قلعہ علی پاشا کے مقبرہ میں مدفون ہوا، اولوچ حسن پاشا کے بعد ترکی بیڑہ کی کمان شکارہ زادہ شان پاشا کو ملی اور وہ بیڑہ کو لیکر حب معمول خلیج انہ بختی کی طرف گیا تاکہ یورپ کی بحری حکومتوں کی جہازات کی حرکت پر نظر کرتا رہے۔ پھر جب ہنگری والوں نے دولت علیہ کے حدود پر شور و شر مچایا تو سلطان نے صدر اعظم شان پاشا کو اولوچ فہرہ کے ساتھ ادھر روانہ کیا اور اُس نے ۱۸۰۰ء میں اہل ہنگری کو شہر بودین کے اطراف سے پسپا کر دیا اور متعدد لڑائیوں کے بعد جنگ تفصیلی ذکر باعث طوالت ہے انہر کامل فتح حاصل کی اور اُن کیلئے کئی ایک قلعے چھین لئے۔ پھر ۱۸۰۱ء میں منجائیل افلاق کے حاکم نے سرکشی پر آمادہ ہو کر ترکی فوجوں کو دریائے ڈنیوب کے اس پار تک بٹھادیا اور دوبارہ حملہ کر کے جو رہو فو کے نزدیک بار دیگر شکست دی اور نیکو پولی کا شہر ترکوں سے چھین گیا۔

## جنگ آسٹریا

یہی چری سپاہ کی سرکشی کا بڑا انجام مملکت کے نظام میں ابتری پڑنا تھا اسلئے ودرائے دولت نے یہ خیال کیا کہ اس جوشی فوج کو جنگ میں مصروف کر دیں تاکہ انتظام سلطنت سے جو وسیع اور خالی میدان ہاتھ آئے۔ چنانچہ حسن پاشا حاکم بلاد

بوشناق کو ملک آسٹریا پر حملہ کر چکا حکم دیا گیا جسکے حکمران نے اہل ہنگری کو امدادی  
 بھی، لیکن حسن پاشا جب مملکت کو آسیا میں داخل ہوا تو آسٹریا والوں کی کیننگاہ میں  
 پھنس گیا اور وہ مع اپنی اکثر فوج کے مقتول ہو گیا، بقیۃ السیف ترکی سپاہ نے  
 واپس آکر یہ خبر پہنچائی تو وزیروں میں اب یہ کچھڑی پکنے لگی کہ کیا کرنا چاہئے؟ آیا انتقام  
 کی تیاری کیجائے یا جنگ میں پھنسنے کی خرابیوں سے الگ رہنا بہتر ہے۔ کثرت رس  
 کا بدلہ مخالفت جنگ کی طرف جھکا ہوا تھا اور شیخ سعد الدین آفندی ترکی سلطان کے  
 اُشاو نے یہ حکم امتناع جنگ کو قوت دینی چاہی کہ میں ایک تاریخ حکومت عثمانیہ کی ترتیب  
 کر رہا ہوں اور اب تک اس میں یہ واقعہ درج کر چکا ہوں کہ اس زمانہ میں سلطان کے  
 ایک خادم نے شاہ ایران کے بھتیجے کو پکڑ کر دربار سلطانی میں حاضر کیا ہے اور  
 شاہ آسٹریا نے دو سال کا پیشگی خراج دربار سلطانی میں بھیج دیا ہے " مگر سن پاشا  
 وزیر اعظم کو یہ خیال تھا کہ فراد پاشا فتح ایران کی بازی لیکر اس سے زائد عزت و  
 مرتبت حاصل کر چکا ہے۔ اور میں اگر آسٹریا کی فتح سے ناموری نہ حاصل کروں تو  
 اس سے چھیننا پڑیگا اس لئے وہ بول پڑا اگر خباب آپ اس قدر واقعات کے بعد یہ  
 بھی تو لکھ سکتے ہیں کہ۔ اور سلطان کے دوسرے خادم نے شاہ آسٹریا کو دستگیر  
 کر کے حاضر دربار کیا، غرض کہ اس نے اپنی بات و رسد کی اور جنگ کی تیاری کرنے  
 لگا۔ گو موسم خلاف تھا اور سردی خوب زور دکھا رہی تھی تاہم اس نے فوجوں کو روانہ  
 کر دیا اور شہر بلگرڈ پر جا کر دم لیا۔ اور آسٹریا سے جو لڑائی اس مرتبہ چھڑی اس نے  
 بہت طول کھینچی اور ایران کی جنگ سے اس کی مدد کہیں زیادہ بڑھ گئی۔ یہاں تک کہ  
 اس جنگ کا خاتمہ سلطان احمد اول کے عہدِ شہانہ میں ہوا جب کہ زید وہ ترک  
 یہ کلامہ مستور سنو " کا معاہدہ تحریر کیا گیا۔

ہم نے یہ تمہیدی حالات اس لئے بیان کر دیئے تاکہ معلوم ہو سکے کہ سلطان  
 مراد سوم کے عہد میں اس جنگ نے کیا نتائج پیدا کئے۔

سن ۱۰۱۵ میں سلطان مراد سوم نے بعمر ۵۵ سال دنیا سے رحلت کی، اور چونکہ

وہ بڑا عشرت و دوست واقع ہوا تھا اور عورتوں پر بیحد دلدادہ تھا اس لئے اس نے ایک سو پندرہ بیٹے اپنی یادگار چھوڑے تھے وہ بعض علوم اور شعر گوئی میں بھی مشغول رہتا تھا عربی، فارسی، اور ترکی میں اس کی بلیغ نظمیں بہت عمدہ ہیں، تصوف کی طرف زیادہ رغبت تھی اور علماء و دانشمندی کی صحبت کا شوق رکھتا تھا، اور اس کا عہد حکومت عثمانیہ کے قوانین اور نظم و نسق میں خلل آنیکا دیا جا سکتا ہے۔



## (۱۳) سلطان محمد خان سوم ابن سلطان مراد خاں سوم

۱۰۰۳ ————— ۱۰۱۲ھ

سلطان مراد خاں سوم نے وفات پائی تو اس کا فرزند سلطان محمد خاں سوم مغنیسیا کا حاکم اور وہیں موجود تھا، خبر مرگ پدر سنکر آستانہ علیہ میں آیا۔ اور بلا منازعت اُسے تخت نشین ہو گیا، اس وقت اس کی عمر ۲۹ سال کی تھی، بیعت اور جلوس کے دربار سے فارس ہوئے ہی سرب سے پہلے اُس نے اپنے بھائیوں کو جنگی تعداد انیس ہزار قتل کر دیا اور اپنے باپ کی دس حاملہ بیویوں کو دریا برد کر دیا اس کے بعد محل سرائے سلطانی کے ملازموں اور عہدہ داروں پر ہاتھ صاف کیا اور انکو برباد و تفرق کر ڈالا، ان امور سے اس کا مقصد فتنہ و فساد کی بجھکنی تھا اور اس کی عقل یا اس کے مقرب لوگوں کی دانشمندی کی پروا نہ تھی امر سے معلوم ہو سکتی ہے۔ سلطان محمد سوم نے وزیروں کو بھی تبدیل کر دیا۔ فرما دیا شاہ صدر اعظم بنایا گیا، اور سنان پاشا امیر البحر کو معزول کر کے بجائے اس کے خلیل پاشا کا تعین ہوا۔

آسٹریا کی لڑائیاں۔

جن وجوہ سے دولت علیہ اور حکومت آسٹریا کے مابین سلسلہ جنگ آغاز ہوا انکا



18140122 18140122 18140122 18140122  
18140122 18140122 18140122 18140122



بیان پہلے ہو چکا ہے، اور جب حکومت عثمانیہ نے منجائیل بک حاکم افلاق، اور  
 سمونڈ حاکم ٹرمینوینا کی سرکشی حد سے بڑھتی دیکھی تو زیر کمان نشان پاشا وزیر  
 اعظم کے ایک جہاز فوج مامور فرمائی اور نشان پاشا کے فرزند محمد پاشا کو بنگری  
 کی افواج کا سپہ سالار مقرر کیا تاکہ وہ آسٹریا والوں کی پیش قدمی روکتا رہے۔ لیکن  
 ان تمام تیاریوں سے کوئی نفع نہیں حاصل ہوا اور منجائیل فوج پر فتح حاصل کرتا  
 آگے بڑھتا چلا آیا، اُس نے بکرتش میں *Bismarck* اور ترگووشتہ  
 ”*Trugovisht*“ کے دونوں قلعے ویاں کی محافظ سپاہ کو تہ تیغ کرنے کو  
 بھیج دیا۔ اگرچہ ترکوں نے ان قلعوں کی آراستگی اور استحکام میں حد سے زیادہ  
 اہتمام کیا تھا لیکن وہ کسی طرح انکو بچا نہ سکے، پھر جب ترکی فوج ان قلعوں سے واپس  
 آ رہی تھی تو راستہ میں افلاق کی ایک فوج نے سکین گاہ قائم کر کے اُسے اچانک  
 گھیر لیا اور بالکل تباہ کر ڈالا، دوسری طرف جو فوج آسٹریا والوں کے مقابلہ اور انکو  
 روکنے کیلئے گئی تھی اپنے افسروں کی ناقابلیت کے باعث وہ بھی مغلوب ہو گئی اور  
 آسٹریا والوں نے قلعہ آسٹراگون پر قبضہ کر لیا۔ عثمانی افواج کو اس قدر سخت  
 ہزیمتیں لاحق ہوئیں تو ارکان سلطنت کے کان کھڑے ہو گئے اور انہوں نے خیال  
 کیا کہ ایک صدی سے زائد عرصہ تک ذول یورپ کو ہزیمتوں پر ہزیمتیں دینے والی  
 بہادر قوم آج اُن سے اس قدر زکیں اٹھا چکی ہے۔ اور آئندہ ہی یہ صورت قائم  
 رہی تو دشمنوں کے دل بڑھ جائینگے اور سارا رعب و داب خاک میں بجا بیگا، پس نشان  
 پاشا صدر اعظم نے مع شیخ الاسلام سعد الدین آفندی کے سلطان سے باصرہ کہا کہ  
 اب حضور میدان جنگ میں تشریف لیجیے ورنہ رو بہ صفت اعدا کے حوصلے  
 بلند ہو جائینگے اور دولت علیہ کی شیر دل سپاہ پست و برباد ہو جائیگی، سلطان  
 نے اُنکی درخواست مان لی اور تیاریاں ہونے لگیں لیکن آغاز سفر سے پہلے ہی  
 نشان پاشا فوت ہو گیا اور اُس کی جگہ ابراہیم پاشا صدر اعظم مقرر ہوا جو فرما دیا  
 کہ قتل کی سازش میں بدنام ہو چکا تھا اور لوگ اسے اچھی نگاہوں سے نہیں دیکھتے



تھے، بھر حال سلطان مع فوج کے آستانہ علیہ سے روانہ ہو کر بلگرڈ میں پہنچ گیا۔ تو سب سے پہلے قلعہ اگری پر ”سید محمد علی“ پر محاصرہ کیا گیا اور بیس دن کی عرصہ میں اسے فتح بھی کر لیا۔ شاہ آسٹریا اور حاکم ٹرنسولونیا نے سنا کہ خود عثمانی سلطان میدان جنگ میں آگیا ہے اور فوج کی کمان کر رہا ہے تو وہ بھی اپنی فوجیں جمع کر کے خود میدان میں نکل پڑے اور عثمانی افواج کی پیش قدمی روکنے کیلئے بڑھے۔ دونوں جانب فوجیں بمقام خراج آؤہ ”سید محمد علی“ کے سامنے ہیں مقابل ہوئیں اور تمام دن سخت زور سے جنگ ہوتی رہی متفقہ یورپ کی فوج مورچوں کے اندر سے اسوقت تک نہیں نکلی جب تک اس نے ترکی سپاہ کو غافل نہیں پایا اور موقع ملتے ہی یکایک اس طرح ترکوں پر ٹوٹ پڑی کہ انکے بڑھے ہوئے داہنے بازو کو دبا کر قلب سپاہ کو چیرتی اور متفرق کرتی سلطانی خیمہ کی طرف آگئی اور غنیم کا سواروں کا دستہ قریب تھا کہ اس پر حملہ آور بھی ہو جائے لیکن شاہی باڈی گارڈ نے بڑھ کر انکو روکا اور امرائے دربار اس بلا کو ٹالنے کی فکر کرنے لگے تاکہ سلطان کو خطرہ سے نجات دلا سکیں، شیخ الاسلام سید ابن آفندی نے سلطان اور امراء کو صبر و استقلال کی تاکید کرنی شروع کی اور ایسی مؤثر تقریر فرمائی جس سے سب کے دل جوش جرات سے لبریز ہو گئے اور وہ دشمنوں پر ایک ساتھ ٹوٹ پڑے، ایک وجہ یہ بھی تھی کہ غنیم فتح کے غرور میں اپنی ترتیب ترک بھاگتے ہوؤں کا تعاقب کرنے لگا تھا اور چٹالہ زادہ سنان پاشا ہراول سپاہ کا افسر کینگاہ میں بیٹھا ہوا موقع کا منتظر تھا چنانچہ جب غنیم کی سپاہ سلطانی جمیعت اور کین میں میٹھی ہوئی فوج کے وسط میں آگئی تو جانبین سے ایکبارگی اس پر مار پڑنے لگی اور دم کے دم میں فوج کا پانسہ ترکوں کی طرف پلٹ گیا منظر دیکھ کر غنیم کی فوج کا بڑا حصہ میدان میں کھینٹ رہا اور باقی ماندہ جو ہر حصہ ملا بھاگ کر نکل گیا، شاہ آسٹریا اور اس کے ساتھی حاکم ٹرنسولونیا کا پتا بھی نہ لگا کہ کہاں گئے اور عثمانی سپاہ نے بیشمار مال و دولت اور سامان غنیمت و غنیمت لے لیا ایک کھلا شمشیر اور

غنیم کی میدان میں کھیت رہیں اور سلطان نے فتح و فیروز می کے بعد دلیر و شیر دل امر کو انعام و اکرام دیا اور بھاگنے والوں کو فوجی خدمت سے معزول کیا، خلاصہ یہ ہے کہ اس ایک سہی فتح نے سلطنت کی آکھڑی ہوا پھر باندھ دی اور وہی شوکت و صولت جو سلطان سلیمان خان قانونی کے عہد میں آئے حاصل ہوئی تھی بار و رعود کراچی اگر سلطان اس فتح کے بعد ہی دار الخلافہ کو واپس نہ چلا جاتا اور مزمعہ سراحد و مملکت میں بسر کر کے اوائل بہار میں پھر آسٹریا پر فوج کشی کر دیتا تو غالباً وہ شہر دیا نا پر تسلط کر سکتا لیکن اس بے وقت کی واپسی نے آسٹریا کو دوبارہ سنبھالنے لینے کی جہلت دیدی اور وہ مذکورہ بالا نہایت کے نقصانات کی تلافی کر سکی ۔

سلطان محمد خاں سوم دار الخلافہ میں واپس آ گیا تو اسکی والدہ کی وصالت سے ابراہیم پاشا نے دوبارہ صدر اعظم کا عہدہ حاصل کرنے میں کامیابی پائی مگر وہ تھا بڑا کینہہ نش اور خود غرض اسنے نے موقللی کے فرزند حسن پاشا کو افواج ہنگری کی سپہ سالاری سے معزول کر کے الگ کر دیا۔ اور ساطوری محمد پاشا کو سپہ سالار اعظم کا خلیفہ عہدہ دیدیا جس میں ذرا بھی جنگی لیاقت نہ تھی چنانچہ جب انس نے غنیم کے ایک مستحکم قلعہ یانی کا محاصرہ کیا اور اس سے کوئی تدبیر حصول فتح کی نہ بن پڑی تو صوبہ ٹرنسولینیا کی طرف چلا گیا اور شہر دارات " ~~ترنسیولینیا~~ " کو محاصرہ میں لے لیا تاکہ اس طرح غنیم پر اپنا رعب قائم کر سکے، مگر بھی وہ آسٹریا کی حدود سے تمام فوجیں ہٹا کر اس شہر کے محاصرہ کی تیاریاں کر ہی رہا تھا کہ اہل آسٹریا پیش قدمی کرتے ہوئے شہر کو پہنچ کر حملہ آور ہو گئے اور یہاں کی ترکی محافظ سپاہ کو سخت تنگ کرنے لگے، گوتزکوں نے بڑی جان بازی کر کے غنیم کو پسپا کرنے میں کامیابی حاصل کی لیکن انکی بہت سی فوج اور کئی ایک سردار جنگ میں کام آئے اور ابھی وہ بارسلطانی ان خرابیوں کی زحمت کو تدبیر ہی سوچ رہا تھا کہ یکایک اسے دوسری المناک خبر ملی کہ میخائیل نے حافظ احمد پاشا اور اسکی ہمراہی فوج کو جو شہر ٹیکو پولی پر متعین تھی قتل کر ڈالا، اور سلطان نے ساطوری محمد پاشا کی ناقابلیت کیوجہ سے اسے قتل کر دیا کیونکہ یہ سب خرابیاں اسی کی غفلت

سے پیدا ہوئی تھیں +

## قیشہ کی مشہور جنگ :-

سابقہ ذکر معاملات کے پیش آئے پر صدر اعظم ابراہیم پاشا مجبور ہوا کہ وہ فوج کی کمان اپنے ہاتھوں میں لے اور دشمنوں کی سرکوبی کرے، اس میں شک نہیں کہ یہ وزیر بڑا کینہ مزاج، رنج و غرض تھا لیکن اسی کے ساتھ اسمیں دلیری، لیاقت، اوّل اقتدار کا بھی اتمام دہ تھا کہ اس کے مخالفین اس سے دبے رہتے تھے۔ بہر حال شہزادہ میں وہ افواج کا بہرہ کے ساتھ آسٹریا پہلے آورڈنیزہ "Austria" کا قلعہ فتح کر لیا جو سب سے مستحکم مقام تھا، اس کے علاوہ کوربچہ محمود پاشا سرعسکر دریائے ڈینیوب نے آگے بڑھ کر میخائیل بک کو ایسی ہزیمت فاش دی جس نے پانچ سال سے دولتِ علیہ کی فوجوں کو تنگ کر رکھا تھا +

چونکہ قیصر کی فتح سے آسٹریا کو سخت نقصان لاحق ہوا تھا اس واسطے آسٹریا کو فوجی نینڈ پیچاس ہزار سپاہ کی جمعیت سے اس مقام کو واپس لینے کیلئے اٹھا اور تریاکی حسن پاشا نے جو اس قلعہ کا محافظ قرار دیا گیا تھا بڑی خوبی سے اُسے دشمن کو حملے سے محفوظ رکھا، اسی شمار میں صدر اعظم ابراہیم پاشا فوت ہو گیا اور اس کی جگہ شیخ حسن پاشا کو ملی جسے جنگی معاملات سے کوئی واقفیت نہ تھی اور کبھی اس نے میدان جنگ میں قدم تک نہ رکھا تھا اسلئے ابھی وہ دشمنوں کی خبریں سنکھانے میں مصروف تھا کہ غنیم نے اسطوینی بلگاریا میں ترکوں کو پسپا کر لیا لیکن جب وہ دوبارہ قلعہ کیتزہ کا محاصرہ کرنے کو بڑھے تو تریاکی حسن پاشا جو ترکی تباہی کا ایک ذی عزت اور نامور ہیرو ہے صرف اپنی چار ہزار سپاہ کے ساتھ آسٹریا کو فوجی نینڈ کی پچاس ہزار زبردست فوج کے دہریے اڑا ڈالے اور اس کے جنگی ذخائر، خیرہ و خرگاہ، اور توپیں وغیرہ سب چھین لیں یہ فتح ترکی مالک میں اس قدر مشہور ہوئی کہ جا بجا اسپر اٹھا رسترت کے جلسے کئے گئے۔ اور سلطان نے تریاکی حسن پاشا کو انعام و اکرام دیکر عہدہ وزارت پر ممتاز کیا، شیخ حسن پاشا

وزارت سے علیحدہ ہونے کے بعد اپنی کمی پوری کرنے پر مائل ہوا اور وہ بھی اسلونی بلگریڈ کو دشمنوں سے واپس لیکر سرحدی حاصل کر سکا جسکی وجہ سے سلطان نے اس کو صوبہ بوسنیا کا حاکم متعین کر دیا لیکن چونکہ اس کے اور دوسرے ترکی افسروں کے مابین کسی قدر اختلاف پڑ گیا تھا لہذا غنیم نے یہ موقع اپنی قوت از سر نو درست کر لینے اور بعض از دست رفتہ مقاموں کے واپس لینے کیلئے غنیمت سمجھ کر کچھ کامیابی حاصل کر لی۔

۱۸۳۱ء میں شاہ عباس صفوی فرمانرواے ایران نے دولت عثمانیہ کا آسٹریا کے ساتھ جنگ میں الجھا ہوا دیکھ کر اس معاہدہ کی کوئی پرداہ نہیں کی جو اس نے فریاد پاشا سے کیا تھا اور اعلان جنگ کر کے تبریز کو زنجیر قرآن علی پاشا سے چھین لیا۔ اور پھر صوبہ روان پر حملہ آور ہوا۔ ابھی یہ آفت برپا ہی تھی کہ سلطان محمد خان سوم دنیا سے رحلت کر گیا جسکی عمر سنوڑ (۳۷) سال سے زائد نہ تھی۔ یہ سلطان بڑا صاحب عزم عالی حوصلہ، با اقبال، عدل پسند، علماء اور نیک لوگوں کا دوست دار تھا، علوم و دستکاریوں کو ترقی دینے پر اس کی توجہ بہت مائل تھی، اگر جنگ آسٹریا کی طوالت اسے پریشان نہ کرتی تو وہ ملکی اصلاح و قلعہ کے لئے بہت کچھ کوشش کر سکتا تھا۔ خاصکر صوبہ اناطولیا کی اندرونی شورش جو قرہ باغی احمد بن پاشا نامی دو مفسدہ پر داز حقیقی بہائیوں کی ذات سے برپا ہوئی تھی سخت وقت میں ڈالنے والی رہی یہ دونوں بغداد کے حاکم تھے اور فرقہ بھلائیہ سے تعلق رکھتے تھے شاہ عباس نے انکو بڑا کامادہ فساد کر دیا اور دولت علیہ ایک عرصہ تک انکی سرکوبی میں مصروف رہی، پھر بی چری سپاہ کی سرکشی، خزانہ کی تباہ حالت، یا ایسی ہی اور باقیرتوں کی موجب رہیں اس سلطان کے زمانہ میں ترکی بحری قوت کی حالت اچھی نہ رہی اور اس کے بیڑے زیر کمان کپتان قباد زادہ مصطفیٰ پاشا کے سلطان محمد تک، بحر ابیض متوسط پر پاناسلط بخوبی قائم کئے رہے۔ اس سلطان نے مملکت فرانسیس کے جہازوں کو ترکی سمندر میں آزادانہ آمد رفت رکھنے کی اجازت دیا تھی جس پر

انگلستان کی رقابت چش میں آئی اور ان سے بھی کوشش کر کے فرانس کے برابر جہاز رانی کے حقوق حاصل کر لئے +

## (۱۲۳) سلطان احمد خان اول ابن سلطان

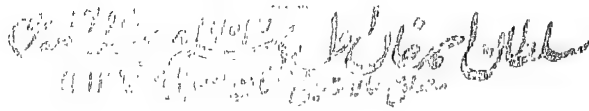
محمد سوم

۱۰۱۲ — ۱۰۲۶ ع

چودہ سال کی عمر میں اپنے والد کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا سلاطین آل عثمان میں اس قدر کم عمری میں کسی نے بھی خزانہ حکومت ہاتھ میں نہیں لی اس کی تخت نشینی کے وقت حکومت کی حالت سخت خطرناک تھی ایک طرف آسٹریا سے اور دوسری طرف ایران کی زبردست حکومت سے جنگ پھڑی ہوئی تھی اور تیسری سمت اندرونی فسادوں کی بم انگ پھوٹ رہی تھی اور اس نے سب سے پہلے وزراء کے مشورہ سے جنگی تیاریوں کو مکمل کیا جو اس کے والد نے ناتمام چھوڑی تھیں +

### یقینہ حالات جنگ آسٹریا :-

جب فوجی تیاریاں مکمل ہو چکیں تو لالا محمد پاشا کو صدر اعظم کے عہدہ پر مقرر کیا بنا کر اُسے افواج آسٹریا کا سپہ سالار اعظم مقرر کیا، یہ سپہ سالار آٹھ سال جنگ آسٹریا سے اُسی علاقہ کی فوجوں میں شریک رہ کر وہاں کے تمام حالات کا پہ راولد اوقف کا د بگیا تھا اور جنگی مہارت اور دیرینہ میں مسلم الثبوت اور بے نظیر شخص پایا گیا تھا، وہ افواج قاہرہ کو لیکر حدود آسٹریا پر گیا تو سب سے پہلے سرحدی قلعہ جات کی محاذ سپاہ میں اضافہ کیا اور پھر پیش قدمی کر کے قلعہ آسٹراگون پر قبضہ کر لیا جس پر مصر بھی ہوا





غنیم نے اسی سے چھینا تھا اس لئے لالا محمد پاشا اس کا میابی سے بیحد مسرور ہوا۔ پھر وہ اور آگے بڑھنے کا عزم رکھتا ہی تھا کہ افلاق، بغداد، اور ٹرنسلوینیا کی تینوں ریاستوں نے اُس کے پاس تحریک صلح کے پیام کئے اور وہ بھی پرنس بوسکی دجو میخائیل بک کی ہزیمت یا بی کے بعد ٹرنسلوینیا کا حاکم منتخب ہوا تھا کی دیکھا مانکر ٹرنسلوینیا کی طرف بڑا تاکہ آسٹریا کی فوجوں کو وہاں کے قلعہ جات سے نکال دے چنانچہ اُس نے ہنگری کا مشہور قلعہ ایواز سے کھڑے ہو کر جو بہت بڑا قلعہ تھا فتح کر لیا۔ اس دعوست صلح کی اصلی علت یہ تھی کہ مذکورہ بالا تینوں یورپین ریاستیں ایک عرصہ سے حکومت عثمانیہ کے ساتھ محض آسٹریا کی خیر خواہی کے لئے لڑ رہی تھیں اور بار بار ہزیمتیں اٹھانیسے بالکل بربادی کے قریب آگئی تھیں علاوہ بریں مملکت کیسٹیا کی سمت سے تاتاری فوجیں انکو ہمال کر رہی تھیں اور یہ دونوں طرف کی زبردست کرنے سے عاجز تھے :

یہ تینوں ریاستیں جو آسٹریا کی زبردست قوت بازو رہی تھیں اُس سے علیحدہ ہو کر دولت عثمانیہ سے صلح کر چکیں تو آسٹریا کو بھی لالا محمد پاشا سے صلح کا پیام دینا ضروری معلوم ہوا اور مذاب اُس کی خیر نہیں تھی، لیکن پاشائے موصوف کا اسی اثنا میں انتقال ہو گیا اور بجائے اُس کے قوچی مراد پاشا سرعسکر کے منصب پر تعین ہوا یہ سپہ سالار بھی دس سال سے اسی طرف مصروف جنگ رہتا آیا تھا اور حالات گزشتہ اور موجودہ سے پوری طرح واقف تھا اُسے صلح کا مان لینا مناسب معلوم ہوا تاکہ کسی طرح یہ خونریز جنگ ختم ہو جائے اور دولت علیہ کو دوسری اصلاحات میں مہمک ہو سکا موقع ملے۔ اُس نے علی پاشا محافظ قلعہ بودین، اور وہاں کے قاضی دجل آخدی کو سفیر صلح بنا کر روانہ کر دیا جو آسٹری کی کشنران مصالحت کے ساتھ مقام اسٹاٹروک سے ملاقی ہوئے جو دریائے ڈینیوب کے کنارے اور شہر اسٹراگوں اور کامروں کے مابین واقع ہے۔ اور یہیں ۱۵۱۵ء میں معاہدہ صلح کی شرطیں طے ہو کر عہد نامہ تحریر ہو گیا :



اس جنگ میں دولت عثمانیہ کو پندرہ سال تک مبتلا رہنا پڑا اور شہر ہائے یاقوت، اسٹراگون، اسطونی بلگرڈ، اور بشتہ، کو واپس لینے کے علاوہ اس نے تین نئے ضلعے اکری، قیزہ، اور ایوا بھی فتح کر لئے۔

اب جنگ میں جو خاص سرزمین آسٹریا پر ہوتی رہی جنگ اور فریقوں کے وسائل فوجی میں بڑا فرق تھا ترکوں کو دور دراز فاصلہ طے کر کے یہاں آنا پڑا تھا۔ اور سامان جنگ، ذخائر رسد، اور تازہ ملکوں کے لئے انکوائستانہ علیہ سے آنیکا انتظار رہتا تھا۔ بخلاف اس کے غنیم اپنے ملک ہی میں تھا اور ہر وقت اس کی ضرورت باسانی مل جاتی تھیں۔ دولت علیہ کو اس میں جو کچھ کامیابی ہوئی بغا ہر اسے حسن اتفاق کے سوا کچھ اور نہیں کہہ سکتی مگر حقیقت یہ ہے کہ جو شان و شوکت اور رعب و اب اس سلطنت کو سلطان سلیمان خان مرحوم کے سنی سالہ عہد حکومت میں نصیب ہوا اب اسکا کوئی وجود نہیں رہ گیا تھا اور پندرہ سال تک آسٹریا سے لڑتے رہنے میں اسکو بہت کچھ مادی اور اندرونی نقصانات بھی لاحق ہوئے منجملہ ان کے چند باتیں یہ ہیں کہ آسٹریا سے جو تیس ہزار پونڈ خرچ ملتا تھا وہ ایک غیر معین رقم ہزارہ کی صورت میں تبدیل ہو گیا، پھر اس طویل جنگ کے دوران میں اناطولیا کے اندرونی بغاوتیں فرقہ جلالیہ کی سرکشیاں اور ینگیری سپاہ کی شورشیں سخت ضرر رسان بنیں جنگ آخری نتیجہ یہ نکلا کہ ایران سے جنگ چھڑ گئی، طرفین کے فوجی اور مالی نقصانات بھی ہیشمار تھے اور ترکوں کو تاوان جنگ میں صرف دو لاکھ پونڈ یکشت وصول ہوئے، اور سب سے بڑی خرابی یہ ہوئی کہ ازروے معاہدہ ترکوں کیلئے شاہنشاہ آسٹریا کو قرآن یا شاہ کے لقب سے یاد کرنا غیر جائز قرار پایا بلکہ وہ اسے قیصر و مہ کہنے کی پابند بنائے گئے۔ اس جنگ کے بعد ہنگری کا ملک کچھ تو علی طور سے دولت عثمانیہ کا مقبوضہ بن گیا اور کسی قدر اس کے زیر حمایت رہا۔

## جنگ ایران

سابقہ بیانات سے منکشف ہو چکا ہے کہ شاہ ایران نے دولت علیہ کو آسٹریا کی

ساتھ سرگرم پیکار دیکھ کر عہد شکنی کر دی تھی اور پیشقدمی کر کے تبریز پر تسلط کر لیا تھا۔ جو از روئے معاہدہ ترکی حکومت کو ملچکا تھا۔ سلطان احمد اول نے سخت نشینی کے بعد شغلاہ زادہ سنان پاشا کو عہدہ امیر البحر سے الگ کر کے ایشیائے ترکی کا عام سپہ سالار مقرر فرمایا اور تازہ فوجیں اس کے ہمراہ کر کے ایران یوں کی پیشقدمی روکنے کا حکم دیا، مگر یہ سپہ سالار قلعہ دالوں کو غنیمت کے محاصرہ سے واکزار نہ کر سکا پھر وہ مجبور ہو کر کردستان کے علاقہ میں واپس آگیا جبکہ اس کی حالت نہایت ردی تھی کیونکہ اس کے ماتحت فوجی افسروں نے اس کے احکام ماننے سے انکار کر دیا تھا حالانکہ وہ بچید صائب رائے رکھتا تھا کہ علاقہ قزوین باغ میں جو میدان جنگ سے نزدیک ہے موسم سرما بسر کر کے بہار آتے ہی فوراً غنیمت پر حملہ کر دیا جائے، پھر دوسرے سال وہ تبریز کو فتح کر نیکی لہو روانہ ہوا تو اسکی فوج کا ہر اول جیسے صفہ پاشا حاکم ارض روم افسر تھا شہر سلماں کے نزدیک شاہ عباس کی فوج سے بھڑ گیا اور دونوں میں جنگ چھڑ گئی، ابھی عثمانی سپاہ بہت پیچھے تھی اس لئے ہر اول کی مختصر جماعت کمک نہ ملنے کے باعث ہزیمت اٹھانے پر مجبور ہوئی اور اسکا افسر مارا گیا، اس شکست نے باقی ترکی فوج کے بھی اوسان خطا کر دیے اور خاص کر کردستان کے امیر اس سے الگ ہو گئے، سنان پاشا تھوڑی بہت باقی ماندہ سپاہ کو غنیمت سے مقابلہ کرنے کے قابل نہ پا کر شہروان کی طرف پسا ہو گیا پھر وہاں سے دیار بکر کو چلا گیا جہاں اپنی ناکامی کی کوفت میں بیمار ہو کر فوت ہو گیا، اس طرح مشرقی حدود عثمانیہ پر کوئی محاذ سپاہ باقی نہ رہی اور ایران یوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ انہوں نے شروان اور شامخ وغیرہ علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ مشرقی عثمانی قلمرو میں اسکی فوج کا اس طرح شکست اٹھانا دولت علیہ کیلئے نہایت مہلک امر تھا اور اسی سے اس کی مادی اور اساسی کمزوری پر استدلال کیا جاسکتا ہے، فوجی سرداروں کا سپہ سالار عظم کے احکام نہ ماننا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ سلطنت عثمانیہ کی باقاعدہ فوج جو عساکر سپاہیہ کہلاتی اور برسوں سے جاگیروں کی آمدنی کھاتی رہی تھی اندوں نہایت بد اخلاق ہو گئی تھی اور اسی وجہ سے تمام فوج کے

اخلاق و قدرت پر بڑا اثر پڑا تھا، دولت علیہ نے اس مجبوری کا علاج یہ کیا کہ نئی بڑی قاعدہ فوج بھرتی کی اور یہ دوسری آفت ثابت ہوئی کیونکہ یہ نئے سپاہی صوبہ اناطولیا میں جلالیہ مذہب کے سرشتہ تھے کیونکہ جب وہ فوج سے نکال دئے جاتے تو جاسیہ فرقہ سے جاتے اور لوٹ مار مچا کر اندرون ملک کے امن و امان کو غارت کر دیتے تھے \* ایک زمانہ تک حکومت کی توجہ جنگ آسٹریا کی طرف رہی اور مملکت کے انتظام کا خیال نہ آیا اور ہر سے معاہدہ صلح کے بعد پیچھا چھوٹتا تھا کہ صدر اعظم قیوچی مراد پاشا بذات خاص افواج قاہرہ لیکر فرقہ جلالیہ کی خبر لینے نکلا۔ اور ابن جانولاد، ابن قلندر، قرہ سیمہ اور اوزون حسن، وغیرہ جو اس فرقہ کے شیوخ تھے سب کو انکی شرارتوں کے مزے چکھا کر منطفہ و منصورہ دار الخلافہ میں واپس آ گیا۔ جس دن وہ پلٹ کر آستانہ علیہ میں آیا ہے اسکا دل بڑا دھوم دھمی سے بھرا ہوا اور سلطان نے اسے بڑے اعزاز و اکرام سے شرف باریابی عطا فرمایا، اس دانا وزیر نے تمام مملکت اناطولیا شہریوں کے وجود سے پاک بنا دی تھی اور ہزاروں ہمسفہ قتل کر کے انکے بکثرت قیدی اور اموال غنیمت ساتھ لایا تھا، پھر اسلحہ میں پاشا سے مذکور ایران سے جنگ کرنے کیلئے روانہ ہوا اور اہل ایران کو انکی سرکشی کا مزہ چکھانے میں کامیاب رہا، مگر عمر کی زیادتی اور ضعف پیری نے ایسی شدید زحماتیں برداشت کرنے سے اسے بیمار ڈال دیا اور اس کے حاسدوں میں سے نصوح پاشا حاکم دیار بکر نے اس موقع سے یہ فائدہ اٹھایا کہ اپنے معتمد لوگوں کو آستانہ علیہ میں بھیج کر جاویدا اپنی حسن کارگزاری کی تعریفوں کی راگ گانے کا حکم دیا تاکہ ان چال بازیوں سے سلطان کی نظر میں وقعت چل ہو اور آخر کار وہ اپنی مراد پا گیا یعنی مراد پاشا مذکور کی وفات کے بعد آستانہ علیہ میں مسند وزارت سنبھالی۔ \*

نصوح پاشا دل سے چاہتا تھا کہ کسی طرح دولت علیہ اور شاہ عباس کے مابین صلح ہو جائے اور انکی یہ خواہش بھی برآئی اور فرما د پاشا کے مقرر کردہ شروط پر دوبارہ صلح ہو گئی کہ شاہ ایران تبریز، روان، اور شروان، کے علاقے سلطنت عثمانیہ کو

واپس کر دے اور اسکے ماسوا سالانہ دوسو سو بھرتشی کپڑوں اور دوسری ایرانی پیداوار کے بطور خراج پیش کرتا رہی یہ صلح مکمل ہو گئی تو وہ ایک سال کا خراج لیکر آستانہ کو چلا آیا لیکن شاہ عباس کب وعدہ پر قائم رہنے والا تھا اُس نے نہ تو وقت مقررہ پر خراج بھیجا اور نہ سلطانی سفیر مقیم دربار ایران کا دو سال تک کچھ حال معلوم ہوا کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا، اُس نے نہ اپنی خبر بھیجی اور نہ ایرانی تاجدار کے منصوبوں سے کوئی اطلاع دی چنانچہ سلطان کو از سر نو ایران پر اعلان جنگ کرنا ضروری ہوا اور ۱۶۲۳ء میں او کو زحمۂ پاشا مع افواج کے روانہ کیا گیا جسکے بعد پھر خلیل پاشا نامی دوسرے افسر کو بھیجا گیا \*

### اس زمانہ میں بحری قوت کی حالت

سلطان احمد اول کے زمانہ میں حافظ پاشا اعلیٰ امیر البحر مقرر ہوا اور اُس نے ایک طرح پر سلطانی توجہ کو ترکی جنگی بیڑہ کی صلاح کی طرف مائل کر لیا جو ہستی کے حالت میں گر رہی تھی۔ جب بیڑہ کی درستی مکمل ہو چکی تو امیر البحر مذکور بلاد مصر کے بندر گاہ کنڈہ کی جانب روانہ ہوا تاکہ حسب معمول وہاں کا سالانہ خراج وصول کر لائے اور مصر کو جاتے ہوئے جزیرہ رودس میں چند جہازات چھوڑا گیا۔ ادھر وہ مصر کو چلا گیا تو یہاں رودس کی کشتیاں بحری لوٹیروں نے گزرتھاڑ کر لیں اور مع تمام سامانوں کے انہیں چھین لے گئے۔ حافظ پاشا استنبول میں واپس آیا تو اُس پر مذکورہ بالا غلطی کے باعث سلطان کا عتاب نازل ہونا یقینی امر تھا چنانچہ اُسے معزول کر کے خلیل پاشا قیصری ۱۶۲۷ء میں اس عہدہ پر مامور ہوا جسے کپتان نے بحری قوت میں کوئی نئی اصلاح نہیں کی کیونکہ سلطان کی توجہ اب اس طرف بالکل نہ تھی لیکن اس زمانہ میں بحری بیڑے سواہل بلاد عثمانیہ پر سخت آفتیں ڈھارہے تھے اس لئے تمام ولایتوں کے حکام بارگاہ سلطانی میں فریادیں ہوئے اور ترکی بیڑہ بحر اسود میں جا کر لیٹرون کی ایک جماعت کو برباد کرنے میں کامیاب بھی ہوا جو کاسکوں کی قوم سے تھے اور سخت آفت برپا کی تھی اور اسکے بعد وہ پھر استنبول میں واپس آ گیا۔ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ اس سفر

میں ترکی بیڑہ کو بڑی مشکلات کا سامنا ہوا اس کے جہازات بھاری اور سست رفتار تھے اور لیٹروں کی کشتیاں ہلکی اور سریع السیر۔ اسی وجہ سے وہ تمام عثمانی ساحلی بستیوں پر چھاپے مارا کرتے اور بنائے باسفرس تک بے دھڑک چلے آتے تھے۔ انہی دنوں یورپ کی حکومتوں نے فن جہاز سازی میں خوب ترقی کرنی تھی اور انہوں نے اپنی جہازوں کی شکل اور وضع بدل کر ان پر گراں ڈیل توپیں چڑھائی تھیں خاکسرا سپین اور انگلستان کی بحری قوت میں بڑا اضافہ ہو گیا تھا، اسپین نے ۱۶۰۰ء میں ایک عظیم الشان جہاز فلپ نامی بنوایا جس کے تین دسجے تھے اور اس پر ۶۴ توپیں چڑھی تھیں۔ اور انگلستان نے برٹش نامی ایک بڑا جنگی جہاز ۱۶۱۰ء میں بنوایا جس کا طول ۱۱۴ فٹ اور عرض ۴۴ فٹ تھا اور اس پر ۶۸ توپیں چڑھی تھیں، پھر اسکے کچھ عرصہ بعد دوسری سلطنت ہائے یورپ نے بھی اپنی بحری قوت درست کرنے میں مذکورہ بالا دونوں سلطنتوں کی پیروی کی اور اب جنگی جہازوں کے نام بھی بدل گئے تھے۔ کیونکہ پہلے غالی، غلیون، مرغاب، اور، ثنائیہ، ناموں کی جگہ اب انکو قزویت، قرقاٹہ، اور، قباق، کہا جاتا تھا۔

سلطان احمد خان اول نے ۱۶۰۰ء میں وفات پائی، وہ چودہواں عثمانی حکمران تھا چودہ سال کی عمر میں تخت نشین ہو کر چودہ سال حکومت کی، اسکے مزاج میں نیکی کا احساس غالب تھا، علماء، فضلاء اور سادات کے ساتھ ہمیشہ ارا دت رکھتا اور بسلوک تمام پیش آتا شوق خدمت حرمین اس قدر بڑا ہوا تھا کہ بیت اللہ تمام پر سونا چڑھا دینے کا ارادہ کیا مگر مفتی محمد بن سعد الدین نے اس امر سے باز رکھا تو اس نے خانہ کعبہ کیلئے تین کمر پٹیاں چاندی کی سونے سے لٹکا جہنی کی ہوئی بنوائیں تاکہ بیت اللہ کی عمارت منہدم ہونے سے محفوظ رہے اور بیت اللہ شریف اور حجرہ نبوی صلعم دونوں پر زور کار پڑے اور غلاف چڑھا دئے، منے کے نزدیک مسجد بیت بنوائی اور شہر مکہ میں بہت سی عمارتوں کا اضافہ کیا، مصر کے دیہات، خدام حرمین الشریفین کیلئے بکثرت وقف کئے اور ۱۶۰۲ء میں دو ہیرے جنگی قیمت اسی ہزار پونڈ تھی حجرہ نبوی صلعم کیلئے بطور نذرانہ سالانہ کئی تیر چھوٹے ہیرے کی جالیوں کو بدل کر چاندی کی جالیاں لگوائیں جن پر سونا چڑھا

تھا اور قدیم جالیاں بطور تبرک منگوا لیں تاکہ وہ اس کی قبر پر رکھی جائیں۔ ۱۶۷۲ء  
میں وفات سے پیشتر احمد پاشا حاکم مصر کو یہ حکم دیا کہ مصری آمدنی کا کچھ حصہ حرم نبوی  
کی تعمیر و مرمت کیلئے ارسال کر دے، مالک عثمانیہ میں تنباکو کی کاشت اسی سلطان  
کے عہد سے شروع ہوئی جسے اہل دلائند لائے تھے اور شہنائے میں انہوں نے اسکی  
کاشت آغاز کی تھی، اسکی باقی ماندہ یادگاریں توپ خانہ کی عمارت اور خود اسکی ایک  
چھ مناروں والی مسجد ہے جو قسطنطنیہ کی تمام مسجدوں سے زیادہ حسین ہے، اسی کی  
عہد میں ہنری چہارم شاہ فرانس نے بائی مصطفیٰ پاشا حاکم ٹونس، اور بائی سلیمان پاشا  
حاکم الجزائر کی شکایت کی تھی کہ یہ دونوں حاکم بحری قزاقی کے حامی ہیں اور انگریزی  
جہازوں کے ساتھ ملکر فرانسیسی اور بنادقہ کے جہازوں پر حملہ کیا کرتے ہیں، اور سلطان  
ممدوح نے دو شانہ تعلقات کی بنیاد پر اس غلط اور بے اہل شکایت کو قبول  
کر کے ان دونوں حاکموں کو معزول کر دیا اور انکی جگہ دوسرے حکام کا تقرر کر دیا  
حالانکہ اگر سلطان تحقیقات سے کام لیتا تو اسے معلوم ہو سکتا تھا کہ فرانس کے تاجدار  
نے محض ان دونوں ملکوں کی بحری قوت مٹانے کیلئے جو انہیں دونوں دلیہ حکام کے  
دم سے قائم تھی یہ بے اہل شکایت پہنچائی اور آخر اپنے ارادہ میں کامیاب ہو گیا۔ اس  
سلطان کا ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ اس نے وراثت سلطنت کا اصول اور قانون  
مرتب کیا جسکے لئے پہلے کوئی مناسب طریقہ نہ تھا۔

## نویں فصل<sup>(۹)</sup>

سلطان احمد اول کی وفات کے کوپیریلی محمد پاشا کی وزارت تک  
کے حالات

۱۰۶۶ھ

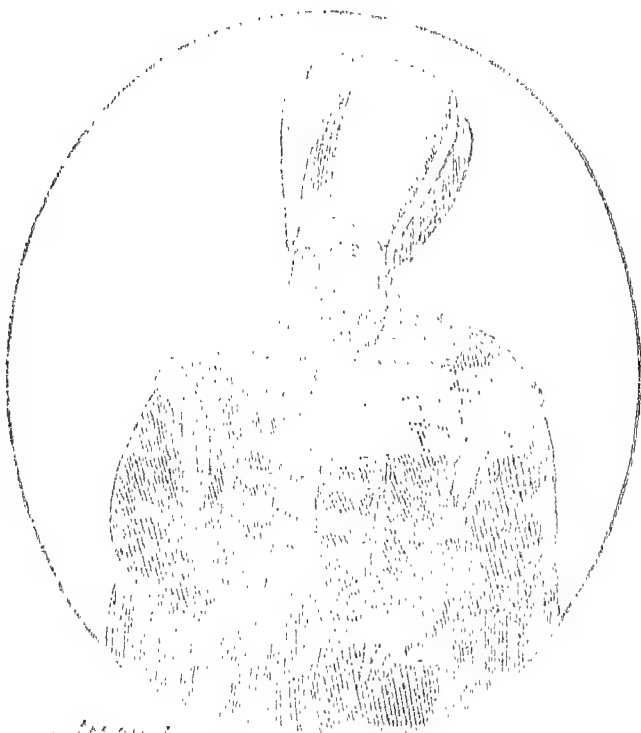
۱۰۶۶ھ

### (۱۵) سلطان مصطفیٰ اول ابن سلطان محمد خان

۱۰۶۷ھ

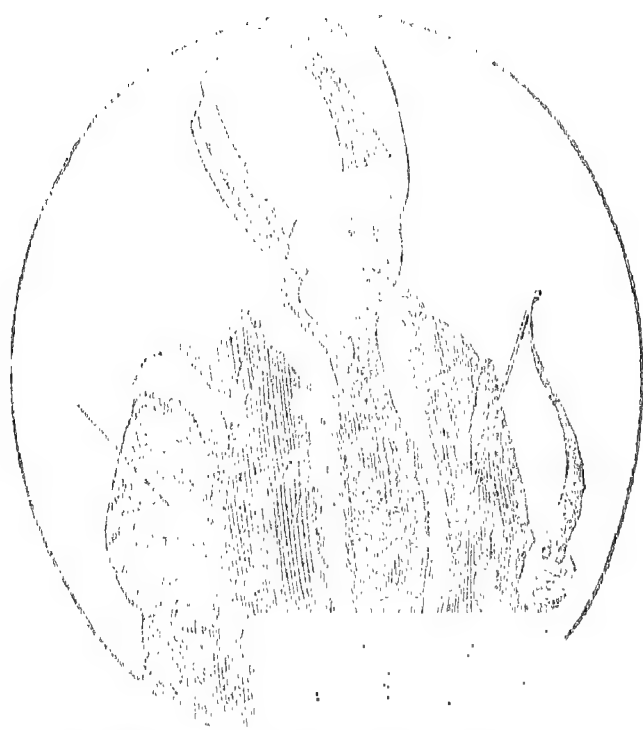
۱۰۶۷ھ

سلطان احمد اول کی وفات کے بعد وزیروں نے حسب وصیت سلطان مصطفیٰ سے بیعت سلطنت کی جسکی عمر بیس سال سے زائد نہ تھی مگر چونکہ اُس نے اتنا زمانہ حرم میں نظر بند رہنے کی حالت میں گزارا تھا۔ اس واسطے اُسکو ملکی اور مالی معاملات حکومت کی ذرا بھی خبر نہ تھی، اور وہ ذرا بھی حکمرانی کی قابلیت سے بہرہ ور نہ تھا، تخت پر بیٹھتے ہی یہودہ بچپن کی حرکتیں آغاز کریں اور خزانہ کو اڑانا شروع کیا، وزیروں اور ارکان سلطنت نے یہ حال دیکھ کر اس خوف سے کہ مبادا اندر زنی خلل پیدا ہو چلے اسکی معزولی کا خیال ظاہر کیا اور تین ماہ دس یوم کے بعد مصطفیٰ آغا کو تہال شہر لے آئے اسکو قید کر کے حرم سرا کے اندر ایک علیحدہ مکان میں نظر بند کر دیا، اسی دن شیخ الاسلام نے سلطان مصطفیٰ کی معزولی کا فتوے صادر کر دیا تھا جسکے بعد سلطان احمد متوفی کے بڑے بیٹے سے بیعت خلافت کی گئی ۴



© 1914 by The High School  
of the University of Chicago





САНКТ-ПЕТЕРБУРГСКАЯ  
УНИВЕРСИТЕТСКАЯ

# (۱۶) سلطان عثمان خان دوم ابن سلطان احمد خان اول

۱۰۲۶ ————— ۵۱۰۳۲

تخت نشینی کے وقت اسکی عمر اپنے سابق تاجدار سے بھی کم یعنی تیرہ سال سی زائد نہ تھی، مگر شجاعت اور عالی حوصلگی کی علامتیں اُسی وقت سے اسکے بصرہ میں نمایاں ہو رہی تھیں، اسکی تخت نشینی کے بعد ہی حکومت عثمانیہ نے تمام ممالک یورپ میں سفیروں کو بھیج کر فرانس اور دیگر دول یورپ سے صلح کے معاہدے کئے اور بوسنیا کا شہنشاہ جو سنی سے جو جھگڑا پڑا ہوا تھا اُسے مصالحت کرا کے طے کر دیا اس سلطان کی تخت نشینی کے پہلے ہی سال میں کپتان چلی علی پاشا ترکوں کے بیڑوں کو بحرا بیض میں گشت لگا کر واپس لایا اور چھ کشتیاں بحری قزاقوں کی مع دوسو مختلف الجنس قیدیوں اور بہت کچھ سامان و اموال غنیمت کے بھی ساتھ لایا چنانچہ وہ سلطانی عنایت کا مستحق بنا اور خلعت و انعام سے سرفراز کیا گیا \*

۱۰۲۶ء میں ایرانیوں کی چھیڑ چھاڑ اور سرکشیوں سے وقی آکر دولت علیہ نے خلیل پاشا صدر اعظم کی ماتحتی میں ایک جرّار فوج روانہ کی اور اس مرتبہ ترکی سپاہ نے شاہ عباس صفوی کو سخت ہزیمت دیکر وہ تمام مقامات چھین لئے جو پچھلی بد نظمی کے عرصہ میں ہاتھ سے نکل گئے تھے اور شاہ عباس نے نصوح پاشا کے معاہدہ کی بنیاد پر دوبارہ صلح کی درخواست کی۔ سلطان عثمان دوم کا خیال تھا کہ سلطنت و عزت کا قیام تلواریں کے سایہ میں رہتا ہے اس لئے وہ کمال استعدادی کے ساتھ بحری اور برسی فوجی قوتوں کے اصلاح و تنظیم میں مصروف ہو گیا اور اسکو خوب ترقی دتی کہ برابر جنگ اور فتوحات کا سلسلہ قائم رکھی \*

اتفاقات زمانہ نے اُس کی اس بارہ میں خوب مدد کی کیونکہ ٹرنیٹو نیا اگلران

اس امر کا خواہش مند تھا کہ آسٹریا کے علاقوں کو اپنے ملک میں بذریعہ فتح شامل کرے  
 سلطان عثمان دوم کو اس کا یہ ارادہ معلوم ہوا تو اس نے اور بھی اشتعال دیا نہ صرف  
 ذہانی طور سے بلکہ فوجی مدد دیکر اس کی پشت گرم کی، پھر سلطان نے صوبہ پولینڈ کی فتح  
 کا ارادہ کیا اور اس کے لئے فوجی تیاریاں مکمل کر لیں تو استنبول سے نکلنے کو قبل  
 اپنے بھائی شہزادہ محمد خاں کو قتل کر دیا تاکہ بعد میں وہ سرکشی نہ کرے مفتی کو اختیار  
 گھٹا دئے پہلے مفتی کو عہدہ داران مملکت کے عزل و نصب کے اختیارات حاصل تھے  
 اب اس کے پاس صرف فتوے دینے کا کام رہ گیا، سلطان کی یہ کارروائی اس  
 خوف پر مبنی تھی کہ مبادا جس طرح مفتی نے اس سے اگلے حکمران کو فتویٰ دیکر تاج تخت  
 سے الگ کر دیا ہے میرے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک نہ کرے مگر بقول کسی کہ ”تدبیر کند  
 بندہ تقدیر زند خندہ“ جس امر کی اس نے پیش بندی کی تھی آخر کار وہی اس کے  
 سامنے آیا چنانچہ آگے چل کر اس کا ذکر آئیگا۔ ان انتظامات سے خارج ہو کر وہ تین لاکھ  
 جو آف فوج ہمراہ لیکر پولینڈ کی طرف چلا، خان کریمیا ”جانبک کرائی“ اور  
 ”بلن گاہر“ حکمران ٹرنیسیلویا یہ دونوں بھی ریکاب سلطانی میں آکر شریک ہوئے  
 اور یہ فوج باقاعدہ مارچ کرتی ہوئی شہر شوکریم۔ یا۔ خوتین ”Chocim“  
 کے قریب پہنچ گئی تو پولینڈ کی فوج سے ٹکھیر ہوئی، پولینڈ کی سپاہ دہاں سے نامور  
 جزل ولنا کے زیرِ کمان تھی اور قلعہ بند ہو کر لڑتی رہی تھی اسلئے ترکوں کے حملے بالکل  
 بے سود ہوتے رہے جس میں زیادہ تر ناکامی کیوجہ بنی چری فوج کی سرکشی تھی کیونکہ  
 یہ لوگ جنگ کرنے سے باز آنے کی خواہش رکھتے تھے، سلطان نے یہ حالت دیکھ کر  
 خود ہی جنگ بند کر دینے کا قصد کیا تھا کہ اتفاقاً دوسری جانب سے بھی سپہ سالار کی  
 موت نے پیغام صلح کی تحریک کرادی اور گو اس فوج کشی سے عثمانیوں کو کچھ فائدہ  
 نہیں حاصل ہوا تاہم وہ عزت کے ساتھ گھر کو لوٹ آئے۔ ۱۶۷۲ء میں سلطان عثمان  
 دوم دار الخلافہ میں ایس آگیا، اور اسی سال وہاں اس قدر سخت سردی پڑی کہ آبائی  
 باسفرس برف کے طرح منجمد ہو گئی اور لوگ اُسی برف پر پیادہ یا قسطنطنیہ سے آئی

تک آمد رفت کیا کرتے تھے \*

سلطان نے پولینڈ سے واپسی کے بعد دفتر دار مصطفیٰ پاشا کو جنگی بیڑہ کا امیر البحر مقرر کیا اور ملک شام و مصر کی طرف جانیکا ارادہ کیا لیکن خبر یہ آگئی کہ وہ حج کا عازم جمہوریت پر چری فوج نے سخت غل و شور مچایا اور مفتی کو دق کر کے اس سے یہ فتوے لکھوایا کہ سلاطین کو حج سے معافی دیجئی ہے۔ پھر وہ فتویٰ بعض معتبر آدمیوں کے ذریعہ سے سلطان کے پاس بھجوا دیا اور سلطان اُسے دیکھ کر شدت غیظ سے کانپنے لگا، اُس نے کہا کہ میں ہرگز اس بات کو نہ مانوں گا اور بد معاش بنی چری فوجوں کو آئیکے کردار کا مزہ چکھا دوں گا، جب بنی چری سپاہ نے یہ خبر سنی تو وہ آویسہ بہیم ہوئے اور ایک افسر نے سلطان عثمان کو معزول کر کے بجائے اُسکے اگلے سلطان مصطفیٰ کا تخت پر بٹھانا تجویز کیا باقی سپاہ اس کی ہم خیال ہوئی اور سب نے سلطانی محل پر حملہ کر دیا اور سلطان مصطفیٰ کو قید سے رہا کر کے اُس سے بیعت کر لی۔ علماء نے مصطفیٰ کو مسلوب العقل ہونے کی وجہ سے ناقابل حکومت قرار دیا تو بنی چریوں نے اُن پر بھی ہاتھ صاف کیا اور آخر اُس نے بھی بیعت کر لی، سلطان عثمان دوم نے یہ حالت دیکھ کر عداوت کے ساتھ بنی چری سپاہ کو رضی بنانا چاہا مگر وہ شیطان کب مانتے تھے انہوں نے اس سلطان کو گرفتار کر کے نہایت امانت کے ساتھ پایادو اپنے آگے آگے فوجی بارک تک بھگایا اور آخر اُسے وہاں قید کر دیا۔ یہ سن کر کافور ہے پھر اسکو قلعہ یدری قلہ میں لینگے اور وہاں داؤد پاشا کے حکم سے جو اندنوں صدر اعظم مقرر ہوا تھا اُسے قتل کر دیا۔ بنی چریوں کی ہڑ بونگ خوب زور شور پر تھی اور اس زمانہ میں تمام بد معاشوں اور لوٹیروں کی خوب بن آئی تھی، مخلوق خدا قتل و غارت کیجاتی اور شاہی خزانوں کو سخت بے دردی سے لوٹ لیا جاتا تھا، اسکے بعد ایک اور جماعت نے سلطان عثمان دوم کے خزان کا بدلہ لینے پر کمر باندھی اور انہوں نے داؤد پاشا کو مع ان تمام لوگوں کے جو اس بے گناہ تاجدار کے قاتل تھے نابود کر ڈالا \*

## شاہ عباس کا بغداد پر قبضہ کر لینا :-

مذکورہ بالا گڑ بڑ کے دوران میں شاہ عباس کو ترکی قلمرو پر حملہ کر کے اکثر شہروں اور علاقوں کا فتح کر لینا آسان ہو گیا اور انہی دنوں بغداد کی حکومت وزیر یوسف پاشا کو تفویض ہوئی تھی اتفاق سے اسکی اور ایک بڑے فوجی افسر بکر آغا صوباشی کی باہم ناجاتی ہو گئی جسکے باعث دونوں میں جنگ ہو پڑی اور بکر آغا نے یوسف پاشا کو محاصرہ میں لیکر اسکا قلعہ فتح کر لیا اور اسے قتل کر دیا پھر وہ بے خطر بغداد پر تھایض ہو گیا اور سلطنت کی زار حالت نے اسے مزید سرکشی کا موقع دیا آخر سلطان نے حافظ احمد پاشا حاکم دیار بکر کی ماتحتی میں ایک فوج اسکی سرکوبی پر مامور کی اور بکر آغا کو یہ اطلاع ملی تو اس نے اپنی قوت کمزور پاکر شاہ عباس کو لکھا کہ آئے اور بغداد پر قبضہ کر لے شاہ عباس نے اپنے ایک سپہ سالار کے ساتھ تین سو سپاہیوں کی جماعت قلعہ پر تسلط کرنے کے لئے ارسال کر دی اور بکر آغا کو فرقہ قزلباش کا ایک عمامہ بطور تحفہ بھی ارسال کیا۔ گمراہیانی وفد کی آمد سے پہلے ہی حافظ احمد پاشا بغداد پہنچ گیا اور شہر کو محاصرہ میں لے لیا، بکر آغا نے انجام بد کے خوف سے حافظ احمد پاشا کو ایک خط لکھا جس میں خوشنویسی کی تھی کہ اگر اسے شہر گلاس کا حاکم بنا دیا جائے تو وہ شہر ابھی خالی کر دے گا اور اس بات کا بھی ذمہ دار رہے گا کہ ایرانیوں کو ان حدود پر حملہ نہ کرنے دے، حافظ احمد پاشا نے اس خیال سے کہ شاید یہ دغا بازی کرے اس کی بات نہیں مانی اور جنگ قائم رکھی شہر بے حد مستحکم اور محفوظ تھا، جسکے علاوہ ایرانی کمک برابر چلی آتی تھی اسلئے حافظ احمد پاشا کو دیر تک مقابلہ کرنا مشکل معلوم ہوا کیونکہ سلطنت کا حال ابتر تھا، اسی اثنا میں ایرانی سفیر نے حافظ پاشا سے کہلا بھیجا کہ بکر آغا شاہ ایران کی اطاعت میں داخل ہو چکا ہے اس لئے اگر تم یہ چاہتے ہو کہ دونوں سلطنتوں میں دوستی قائم رہے تو یہاں سے ہٹ جاؤ ورنہ اچھا نہ ہوگا۔ حافظ پاشا کو اس پیام سے سخت غصہ آیا اور اس نے سفیر ایران کو برا بھلا کہہ کر واپس کر دیا، مگر اسی کے ساتھ موجودہ مشکلات پر بھی نظر کرنا

ضروری تھا لہذا اُس نے درپردہ بکر آغا کو دغا دینی چاہی تاکہ اس وقت بات نالکر آئندہ سمجھ لینے کا موقع رہے چنانچہ اُس نے بکر آغا کو کچھ بھیجا کہ تم بغداد کے حاکم تقرر کئے جاتے ہو اور خود حصار اٹھا کر وہاں سے واپس چلا گیا۔ بکر آغا صوباشی نے دیکھا کہ جس لئے میں نے شاہ عباس سے امداد چاہی تھی وہ تو یونہی حاصل ہو گئی اسلئے اُس نے ایرانی وفد کے لوگوں کو قتل کر ڈالا اور اُنکے سر شہر پناہ کے نگروں پر لٹکوا دیے اور وہ عمامہ جو شاہ عباس نے اُسے ارسال کیا تھا پیروں تلے مل دکر پھاڑ دیا۔ شاہ عباس نے یہ حالات سنے تو وہ مع افواج بغداد پر چڑھ آیا اور مدت تک لڑائیاں کرنے کے بعد بزرگ شمشیر فتح پانے سے مایوس ہو گیا تو دھوکا کرنے پر آمادہ ہوا اُس نے محمد بن بکر صوباشی کو جو بکر صوباشی کا سوتیلہ بھائی تھا سبز بارغ دکھا کر اُس سے قلعہ کے دروازے رات کے وقت کھلوائے اور شہر میں گھسکر قتل عام مچا دیا پھر بکر صوباشی کو گرفتار کر کے ایک لہے کے پنجرے میں بند کرایا اور وہ پنجرہ ایک گندہک اور لفظ سے بھرے ہوئے صندوق میں ڈال کر بلوا دیا، اس کے تین ماہ بعد مکہ حرام محمد بن بکر صوباشی کو بھی قتل کر دیا۔ اس طرح بغداد ایرانیوں کے قابو میں آ گیا۔

## اباطہ پاشا کی سرکشی

سلطان عثمان دوم کے مقتول ہونے کی خبر قلمرو عثمانیہ میں شائع ہوئی تو ارض روم کے حاکم اباطہ پاشا نے انکی انتقام کشی کے لئے مکر باندھی اور تقریباً تیس ہزار سپاہ جمع کر کے قسطنطنیہ کی طرف بڑھا۔ راستہ میں جب قدر عثمانی فوجیں اُس کے منہ پر ٹھہتی تھیں سب کو مار تا کاٹتا سیو اس میں آ گیا اور اس علاقہ کے کئی ایک امیر کو اپنا ہم خیال بنا کر لوٹ مار مچاتا استنبول میں بزرگ شمشیر گھس جانیکی صدا لگتا چلاتا تھا اُس نے مشہور کر رکھا تھا کہ جتنی فوجیں مقتول سلطان کے قتل میں شریک تھیں جتناک انکی قراوقہی گوشتالی نہ کر لوں گا جھیر آرام و راحت حرام ہے۔ سلطنت عثمانیہ کو اباطہ کی بے جا و است سے سخت خوف پیدا ہو گیا اور اُسے یہ فکر ہوئی کہ اسکا عروج بڑھنا ٹھیک

نہیں۔ وزیروں اور ارکان مملکت نے بہت کچھ زور مارے کہ اباظہ کی پیشقدمی کو کس  
لیکن وہ ناکام رہے اور سلطان نے تین ماہ کے عرصہ میں چار وزیروں کو نالائقی کے  
الزام میں سند وزارت سے الگ کر دیا۔ شاہ روس نے دولت عثمانیہ کے دربار میں ایک  
سفیر ارسال کر کے اس سے مدد مانگی تھی تاکہ مشترکہ قوت سے پولینڈ کو مغلوب کیا جائے  
مگر ملک کی اندرونی خرابی نے اس بات کی منظوری کا موقع نہیں دیا، آخر کار ارکان  
مملکت اور سپہ سالاران افواج نے اس قابل افسوس حالت کو دیکھ کر اپنے فعل پر مذمت  
اٹھائی کہ انہوں نے بشیر دل سلطان عثمان خاں کو کیوں قتل کیا، اور وہ دوبارہ  
سلطان مصطفیٰ کو معزول بنانے پر آمادہ ہوئے۔ سلطان مصطفیٰ ان کے اس عزم  
سے آگاہ ہوا تو اس نے خود ہی تخت سے کنارہ کشی گوارا کی اور ایک سال دو ماہ  
بار دیگر حکومت کرنے کے بعد اپنے بھتیجے سلطان مراد چہارم سے بیعت کر لی۔ سلطان  
مصطفیٰ نظر بند رہنے کی حالت میں بعد ۶۷۲ سال فوت ہو گیا۔

## (۱) سلطان مراد خان چہارم پسر سلطان احمد خان اول

۱۰۳۲ ————— ۱۰۴۹ھ

### جنگ ایران اور اباظہ پاشا کی بغاوت

یہ سلطان چودہ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا اور جب اُسے معلوم ہوا کہ صدر  
عظم مکاش پاشا نے اُسے فتح بغداد کی خبر سے آگاہ نہیں کیا ہے تو اُسے بددیانت  
سمجھ کر عہدہ وزارت سے معزول بنا دیا اور بجائے اُس کے چرکس محمد پاشا مسند  
وزارت پر متمکن کیا گیا، اس وزیر نے سب سے پہلے اباظہ پاشا کی بغاوت مٹانے

پر توجہ کی اور ایک جڑا سپاہ لیکر بڑا۔ متعدد میدان داریوں کے بعد اس وزیر نے  
 اباطہ پاشا کی جمعیت توڑنے میں کامیابی حاصل کی اور اُس کے بہت سے ہمراہی  
 افسروں کو ہن دیکر اپنے ساتھ لایا۔ آخر میں اباطہ پاشا نے بھی عفو سلطانی کی درخواست  
 کی اور وہ معافی پا کر بدستور ارض روم کا صوبہ دار بکلیربک مقرر ہوا۔ پھر وزیر چوکس  
 محمد پاشا نے قسطنطنیہ واپس آکر بغداد کے واپس لینے کیلئے فوجی تیاریاں کرنی آغاز  
 کی تھیں کہ یکایک وہ فوت ہو گیا اور اس کے بعد صدر اعظم کا عہدہ حافظ احمد پاشا صوبہ دار  
 دیار بکر کو عطا ہوا جس نے تیاری مکمل کر کے بیس ہزار سپاہ کے ساتھ بغداد پر محاصرہ قائم  
 کیا مگر محاصرہ کا زمانہ زیادہ ہوا تو فوج گھبرا اٹھی اور حافظ پاشا پر آوازے کئے شروع  
 کئے جو یہ دعویٰ کر کے چلا تھا کہ بغداد کی کنیاں میرے ہاتھ میں ہیں جاتے ہی اسے فتح  
 کر لوں گا۔ پھر سپاہ کے ماتحت افسروں نے متفق ہو کر اُسے بغداد سے باہر ایک قلعہ میں  
 قید کر دیا اور بجائے اُس کے مراد بک کو سپہ سالار بنایا اس شخص سے بھی کوئی صورت  
 فتح کی نہ بن پڑی تو دوبارہ حافظ پاشا کو افسری پر واپس لائے اور تیسری دفعہ پھر  
 اُس کے قتل پر آمادہ ہوئے لیکن یہ آفت اس طرح ٹلی کہ حافظ پاشا نے انکو کسی طرح  
 واپسی پر رضامند بنایا اور اپنے ساتھ کی تو پیپ وغیرہ وہیں زیر زمین دفن کر کے واپس  
 چلا تھا کہ اسی اثناء میں شاہ عباس نے ایک ملکی فوج بغداد پر روانہ کی اور وہ فوج  
 حافظ پاشا کے تعاقب میں چلی۔ راہ میں حافظ پاشا نے پلٹ کر تعاقب کرنے والی ایرانی  
 سپاہ کو برباد کر ڈالا۔ اور پھر مراد بک کو جو سپاہی فوج کے ترکہ کا بانی تھا قتل کر دیا،  
 اور ان امور کے بعد موصل میں آکر مقیم ہوئے جہاں اُسے یہ سلطانی حکم ملا کہ حلب کو جاؤ  
 اور وہاں اُسے کمک ارسال ہوگی۔ اور اس حکم کے کچھ ہی عرصہ بعد اُس کی معزولی کا  
 فرمان آگیا چنانچہ اب خلیل پاشا صدر اعظم بنایا گیا۔

حافظ پاشا کے سپاہ ہونے کے بعد ایرانیوں نے پیش قدمی کر کے قلعہ آنتوخہ پر قبضہ  
 اور شہر قارص کا محاصرہ کر لیا تھا۔ خلیل پاشا مقام توقات میں جو فوجی کیمپ تھا آگیا۔ تو  
 اُس نے اباطہ پاشا والی ارض روم کو قلعہ آنتوخہ کے واپس لینے پر مامور کیا اور باہمی



ابانطہ پاشا روانگی کی تیاریاں کر ہی رہا تھا کہ وزیر اعظم کا دوسرا حکم دوسرے افسر کی  
 تعمین کی بابت آگیا جس سے ابانطہ کو سخت بظنی پیدا ہو گئی اور اُس نے حسین پاشا  
 دوسرے افسر کو مع اسکے ماتحتوں کے وہو کہ سے قتل کرنے کے بعد سرکشی کی راہ سے  
 اپنے تئیں ارض و م میں قلعہ بند کر لیا، صدر اعظم خلیل پاشا نے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ لیکن  
 اُس کے پاس سامان رسد کی کمی ہو چکی تھی اس لئے وہ بے نیل مرام واپس گیا۔ خلیل پاشا  
 اس واقعہ کے چند ہی روز بعد فوت ہو گیا اور بجائے اُس کے خسرو پاشا صدر اعظم کی عہدہ  
 پر متعین ہوا جو بنی جری سپاہ کا مشہور سپہ سالار اور بڑا مدبر اور صاحبِ عب و ادب شخص تھا  
 اس نے فوجی ترتیب میں عہدگی پیدا کر لی اور سرکشوں کو سزائے کامل دی، پھر شریف مکہ  
 اور والیمین اور حاکم مصر کی باہمی عداوت ٹاکر ڈیڑھ لاکھ سپاہ کے ساتھ بغداد کا محاصرہ  
 کرنے کو بڑا۔ قبل اسکے کہ یہ بغداد پہنچے راستہ ہی سے اس نے ایک کالم فوج جعفر پاشا  
 بگلر بک قارص کی ماتحتی میں ویکٹر اس ایرانی سپاہ کو دیکر دیتی کیلئے ارسال کی جو ابانطہ پاشا  
 کی کمک پر جا رہی تھی اور جعفر پاشا نے اس فوج کو ہزیمت دینے کے علاوہ ابانطہ پاشا  
 کو بھی سیدھا بتا لیا۔ ششماہ کے آغاز میں خسرو پاشا نے بغداد کا محاصرہ کر لیا مگر جب اسی  
 فتح نہ حاصل ہوئی تو موصل میں واپس آکر وہاں بعض فوجی فرقوں کی دعوت کی۔ دعوت  
 کیا تھی عداوت تھی کیونکہ جب وہ سپاہی کھانا کھا رہے تھے تو ایک دوسرا فوجی کالم کینگا  
 سے نکلا کر انپر ٹوٹ پڑا اور سب کو قتل کر ڈالا کیونکہ انہی سپاہیوں نے شہر چھلایا اور سرکشی کر کے  
 بغداد کے محاصرہ میں ناکامی سے دوچار رہنا یا تھا۔ اسکے بعد خسرو پاشا نے سلطان سے  
 نئی کمک مانگو اور بغداد کے محاصرہ کا ارادہ کیا اور متعدد لڑائیاں لڑتا رہا، آخر اسی ارادہ  
 میں شاہ عباس صفوی (۱۵۷۸ء) سال حکمرانی کر کے فوت ہوا اور اُس کے پوتے شاہ صفی  
 نے جو بجائے شاہ عباس تخت نشین ہوا تھا چالیس ہزار ایرانی سپاہ کی جمیعت ریشل قلعہ  
 باہمی سپہ سالار کی کمان میں دیکر حدود ایران کی محافظت پر مامور کی، خسرو پاشا نے  
 اس فوج کو قلعہ مہربان کے روبرو سخت ٹکرا دیکر اس جنگ میں تیس ہزار ایرانی سپاہ  
 کو قتل کیا اور ریشل خان مع اپنے چند ساتھیوں کے امان مانگا کر چک گیا لیکن یہ بیخبر پاشا

نے اُسے بھی قتل کر ڈالا۔ شاہ صفین عثمانی افواج کی سطوت سے پرانہ ہو کر بھاگ نکلا اور خسرو پاشا نہاد، ہمدان، اور، ورگزین، پر شکستہ میں حملہ آور ہوا۔ شہر اصفہان پر حملہ کرنے کوڑھ ہی رہا تھا کہ اُسے سلاطینی فرمان بغداد کے معاہدہ کرینکا ملا، چنانچہ وہ دارالملک ایران سے قطع نظر کر کے اُدھر روانہ ہونے کی تیاریوں میں مصروف ہوا اور ابھی کوچ نہیں کرنے پایا تھا کہ اُسکی معزولی اور حافظ احمد پاشا سابق صدر اعظم کی بجالی کا حکم سننے میں آگیا۔

### اس زمانہ کی بحری قوت و حالات

معارفہ ایران کے اثناء میں ترکی کا رخانہ جہاز سازی اُسی قدیم وضع کی کشتیاں اور جہازات بناتا رہا جو اب تیسرا زمانہ کی وجہ سے غیر مفید ہو گئے تھے کیونکہ یورپ کی بحری حکومتوں نے جہاز سازی اور ملائگی کے فن میں بہت کچھ ترقی کر لی تھی اور مزید بریں عثمانی جہازوں کے علاج ایک عرصہ سے آجائے باسفرس میں پڑے رہنے کے باعث اپنی مشق قائم نہ رکھ سکے اس پر بھی طرہ یہ ہوا کہ جو مختصر بیڑے ٹیونس، الجزائر اور طرابلس الغرب کی حکومتوں میں رہا کرتے تھے اور بوقت ضرورت انکی شرکت سے عثمانی بیڑوں کو قوت حاصل ہوتی تھی، انکو فرانس، انگلستان، اور ہندو کی حکومتوں نے بار بار بحری ٹوٹ مار کے ایک کایا اور امانتہ کا الزام دیکر پکارا دیا تھا اور اُنکے کارکن لوگ بھی بحری جنگ سے کنارہ کشی کر کے تجارت وغیرہ میں مصروف ہو گئے تھے۔ ان اسباب نے عثمانی حکومت کی بحری قوت کو مستور و مینادی کیس اس کا نام ہی نام رہ گیا تھا، دولِ یورپ عثمانی بیڑوں کے اس وجود معطل کو کسی دیکھنا گوارا نہیں کرتی تھیں اور گو انکے جہازوں پر چند اُنہی کے کشتیاں بندہ بحری خزانہ اور ٹوٹ مار کرتے لیکن بار الزام سبب مسلمانوں کے نو مر ڈالا جاتا تھا کہ کسی طرح سے یہی جہازات بہی ترکوں کے پاس نہ رہیں۔ مگر عہد مذکورہ بالائیں دولتِ علیہ کی کسی قدر آنکھیں کھلیں اور اُسے معلوم ہوا کہ انکی بحری قوت، مخالفوں کے متوازیں باطلی ناچیز نہ رہی

ہے تو اُس نے بھی اپنے بحری افسروں کو جدید شاہ راہ پر چلنے، جہازوں کی درستی،  
 افواج بحری کی مصلح اور کاروانی کی تعلیم پر مائل کیا۔ بہر حال عثمانی بیڑہ بھی یورپین  
 وضع پر آراستہ ہو چلا، اُس میں خاص خاص کپتانوں اور ملاحوں کا تقرر کیا گیا اور ہر  
 جہاز کے اندر ایک مطبخ اُس کے تمام ملازموں کا مشترک کر دیا گیا ورنہ پہلے جداگانہ  
 فرقوں کے الگ الگ بادبچی خانے ہوتے تھے اور ہر شخص خود ہی اپنا کھانا پکاتا یا  
 چند آدمی ملکر ایک جائزہ انتظام کر لیا کرتے تھے، اب ترکی بحری قوت کی ایک نئی صورت  
 بن گئی تھی، حکومت نے کئی در سے فن جہاز رانی اور جنگ دریائی کی تعلیم کے لئے قائم  
 کروئے، اور اسکا الگ ایک محکمہ کھلایا جسکے سر رشتے اور دفاتر سب دیگر صیغوں سے  
 جدا گانہ تھے اور موجودہ زمانہ کے لحاظ سے اُس میں ہر طرح کی مصلح اور ترقی ہو گئی تھی  
 چنانچہ جب ۱۲۳۰ھ میں عثمانی بیڑہ بحرا سودیں کا سبک بحری لیڈر ونکی سرکوبی کے لٹو  
 بھیجا گیا تو اُن قزاقوں نے دو سو پچاس شیکہ وضع کی کشتیوں سے اُس پر حملہ کیا،  
 ترکی بیڑہ میں صرف پچاس کشتیاں زیرِ کمان کپتان رحیب پاشا کے تھیں اور وہ  
 بھی ہوا کے سکون کے باعث پوری طرح جنگی حرکات پر قادر نہ تھیں یہی سبب تھا کہ  
 قوزاق لیڈرے ترکی جہازوں پر چڑھ آئے تھے اور قریب تھا کہ چند جہاز چھین لیں  
 مگر اسی اثناء میں باد مراد چلنے لگی اور ترکی جہازوں نے جنگی داؤں بیچ سے کام لیکر  
 لیڈروں کی تمام کشتیاں تباہ کر ڈالیں صرف پندرہ کشتیاں بچ کر نکل بھاگیں ورنہ اکثر  
 غرق اور چند اسیر کر لی گئیں۔ پھر جب ۱۲۳۵ھ میں رحیب پاشا مذکور بنی چوری سپاہ  
 کے فتنہ میں مقتول ہو گیا تو چنانچہ حسن چلبی پاشا ترکی بیڑہ کا امیر البحر مقرر ہوا اور حقیقت  
 یہ بیڑہ کو بحرا سفین کی گشت سے واپس لایا تو اُسے سے معزول کر کے اُس کی جگہ جان پلا  
 زادہ مصطفیٰ پاشا متعین کیا گیا اور وہ ۱۲۳۵ھ میں اسپین کے جنگی بیڑہ سے لشکر  
 اُسپر فتیاب ہوا اور ایک جہاز اہل اسپین کا گرفتار کر لایا، اُس کے بعد امیر البحر کا عہد  
 قرہ مصطفیٰ پاشا کمان کش کو ملا جو ۱۲۳۵ھ میں وزیر اعظم ہو کر جنگ ایران میں سلطان  
 کے ہمراہ رہا تھا اور اُسکا حال آگے چلکر یہاں ہو گا، پھر اس کے بعد ۱۲۳۵ھ میں ولی حسین

پاشا امیر البحر متعین ہوا اور اس نے قوزاق لیٹروں کی شرارت کا مزہ اُنکو چکھا دیا اور انہیں بالکل برباد کر کے منظر و منصور آستانہ علیہ میں واپس آیا ۔

## بڑی بڑی بغاوتوں کا حال

خسر و پاشا کی عہدہ وزارت سے معزولی کا حال فوجیں مشہور ہوا تو تمام سپاہ نے بغاوت کر دی اور چلنا شروع کیا کہ ہم خسر و پاشا کے سوا کسی کی ماتحتی نہ کریں گے، سپاہ نے سلطانی قاصد پر حملہ کر کے اُسے مار ڈالا چاہا تھا مگر خسر و پاشا خود ہی فساد بڑھنے کے خیال سے بیچ میں آ پڑا اور یہ کہہ کر سب کو ٹھنڈا کیا کہ بھائی! احکام سلطانی کے سنو، ہیکو سر تسلیم خم کرنا چاہئے وہ آقا ہیں اور ہم سب اُن کے خادم، پھر وہ توقات ہی میں مقیم ہو رہا اور سلطان نے فوج کو دار الخلافہ میں طلب کر لیا۔ جب سپاہ واپس پہنچی تو تمام شہر میں ایکساں تھوہنگامہ برپا کر دیا، اس آتش فساد کی چنگاریاں آستانہ علیہ سے اُڑ کر تمام برائے فاضول، قرآن اور سیواس میں پھیل گئیں اور ہر سمت سے شورشوں کا زور ہوا جس سے سلطان اور ارکان مملکت کی جان آفت میں پڑ گئی۔ رجب پاشا جو امیر البحر کے عہدہ سے معزول کر دیا گیا تھا اندرونی طور پر شورش کو بڑھانے میں سعی تھا، سپاہی فرقہ کی فوج نے سلطانی محل پر حملہ کر کے اُسے برباد کر دینے کا ارادہ کیا، سلطان بذات خاص دیچہ میں کھڑا ہو کر اُنکو دھونس دہڑکے دیتا رہا مگر وہاں کون سنتا تھا یا غیوں نے زور باندھ رکھا تھا اور وہ کہتے تھے کہ صدر اعظم حافظ پاشا شیخ الاسلام بچھی آفندی، دفتر دار مصطفیٰ پاشا، اور دیگر چودہ ارکان دربار کو اُنکے سپرد کیا جائے تو وہ واپس جائینگے۔ حافظ احمد پاشا وزیر نے یہ حالت ملاحظہ کی تو اس نے سلطان سے عرض کیا جانم خداے تو۔ میں اپنے تئیں اُنکے حوالہ کرتا ہوں یہ کہہ کر فوج کو سامنے کیا؟ وہ اُن سے دریافت کیا کہ آخر تم کیا چاہتے ہو۔ مگر شریعہ باغیوں نے وزیر کو زبان تیغ سے جواب دیا اور اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور رجب پاشا کو صدر اعظم منتخب کر لیا بچھی آفندی تو روپوش ہو گیا اور بجائے اُس کے حسین آفندی شیخ الاسلام

مقرر ہوا، سلطان مراد اس آفت سے بچنا نہیں ہوا اور اُس نے استقلال کیسے اپنے سختی قائم رکھی، رجب پاشا کو قتل کر کے بندگان خدا کو اُس کے فساد سے نجات دلائی مگر آتش فساد ہنوز مشتعل تھی جبکی تحریک کا بانی خسرو پاشا کہا جاتا تھا اور وہ تو قاتل میں بیٹھا تھا۔ مصطفیٰ پاشا دفتر دار اور بی چری سپاہ کا آغا حسین اور سلطانی مصاحبوں میں سے موسیٰ اور علی وغیرہ کئی ایک سرآمد شخص اس شور و شر میں مقتول ہوئے، سلطان نے دیکھا کہ اب ذاتی قوت سے کام کرنا بہتر ہوگا اس لئے اُس نے محمد پاشا ازناؤدی کو وزیر اعظم کے منصب پر مامور کیا جس نے مفسد سرخاؤں کو جن جن قتل کر ڈالا اور بی چری سپاہ اُس کے رعب میں آکر لپٹا ہر سکون کی طرف بھٹل ہو گئی۔ پھر سکندہ میں اس وزیر نے صوبہ اناضول، صاردوغاں، قرمان، اور عرش، وغیرہ مقامات کو بھی فتنہ و فساد سے پاک کیا، اور رجب ان آفتوں سے نجات لگائی تو دولت علیہ نے اشرف مکہ کی باہمی نزاع کو دور کر کے وہاں کی رعایا کو آفت سے بچھڑایا۔

سکندہ میں وزیر اعظم محمد پاشا نے مملکت مشرق کا عزم کیا اور خلیل پاشا نے قلعہ وان کو ایرانیوں سے واگزار کر لیا، پھر حیب صدر اعظم شہر حلب میں پہنچا تو اُس نے علی بابا ابن المعنی امیر کوہستان لبنان سے جو تیس برس سے برابر بغاوت کرتا آتا تھا اور دولت علیہ دوسری آفتوں میں مبتلا ہونے کے باعث اُس کی طرف توجہ نہیں کرتی تھی۔ معرکہ آرا ہوا کئی ایک سخت لڑائیوں کے بعد آخر سلطانی سپاہ نے میدان صفد میں امیر مذکور کی فوجوں کو شکست فاش دی اور اُسے گرفتار کر کے وبار سلطانی میں ارسال کر دیا گیا لیکن سلطان نے اُسے معافی دیکر پھر اُس کے وطن کی طرف واپس کر دیا۔ وزیر مذکور نے فخر الدین امیر قیلدوروز سے بھی جنگ کر کے اُسے اُسکی بغاوت کا مزہ چکھایا اور مع اُس کے دو بیٹوں کے قید کر کے وبار خلافت میں ارسال کیا سلطان نے اُس کے ساتھ بھی عنایت فرمائی اور اُسے عزت سے اپنے یہاں رکھا، اسی اثنا میں اُس کے کسی عزیز نے فخر الدین ہی کی تحریک سے

شہزاد اور بیٹا دولت برپا کی تو سلطان نے اسکو قتل کر دیا اور سلسلہ میں یہ حکم نافذ کیا کہ  
 کوہ لبنان اور کوہ دروز کو متعدد حصوں میں تقسیم کر کے وہاں ایک عثمانی حاکم مقرر کیا جائے  
 جو براہ راست آستانہ علیہ کا تابع رہے تاکہ شاہد اس طرح آئندہ فسادات کی جرأت جاوے  
 ابھی ایشیا میں ان مہموں کا خاتمہ نہیں ہوا تھا کہ یورپ کی طرف سے یڈ سلاس ہفتم  
 شاہ پولینڈ حدود مملکت عثمانیہ پر حملہ آور ہو گیا اور اس سے کئی ایک قلعے فتح کر لئے ،  
 سلطان یہ خبر پا کر روانگی کی تیاریاں کرنے لگا تاکہ شاہ پولینڈ کی خوب گوشمالی کر دے  
 اور وہ ہینوز ایڈریا نپول ہی میں تھا کہ ابائلہ پاشا نے پہلے ہی سے اپنی قوت فراہم کر کے  
 تاتاریوں کی ایک عظیم الشان جمیعت کے ساتھ اس پر حملہ کر دیا اور تمام پولینڈی قوت منتشر  
 کر ڈالی ۔ ہزاروں سپاہی غنیمت کے گزرتا کر اپنے جس سے شاہ پولینڈ نے مجبور ہو کر  
 ویرہست صلح کی اور ایک گراں رقم تاتاریوں کی دیکر اپنی جان بچائی ۔ اس فتح سے  
 فارغ ہو کر سلطان مراد چہارم آستانہ علیہ میں آگیا اور مدت کی پریشانیوں کے بعد چند روز  
 انتظام مملکت میں صرف کرنے پر آمادہ ہو گیا ۔

### سلطانی سفر آذربائیجان کے طرف اور شہر وان کی فتح

دولت علیہ اور ایران کے مابین سلسلہ جنگ ایک عرصہ سے جاری چلا آتا تھا ۔  
 اور گو شاہ عباس کی موت یا دوسری عارضی اسباب نے اسے چند عرصہ کے لئے کبھی کبھی  
 ملتوی بنایا تھا تاہم وہ بالکل منقطع نہیں ہوا اس لئے سلسلہ میں سلطان مراد چہارم  
 نے یہ ارادہ کیا کہ بنفس نفیس فوج کی کمان کرتا ہوا بغداد کو ایرانیوں سے واپس لے  
 اور انکو پسپا کر کے تمام ترکی مقبوضات اپنے چنگل سے داگزار کر دے چنانچہ وہ بیرام پاشا  
 کو بمافکہ دار خلافت مقرر کر کے مع افواج قاہرہ سرحد ایران کی طرف روانہ ہو گیا ۔  
 راستہ میں بہت سے جلالی اہل درجن کی نسبتہ دوران جنگ میں بے اعتدالی کرینکا  
 ثبوت ملا تھا ، کی سبکدوشی کرتا شہر روان کو فتح کر لینے کے لئے چلا اور بغداد کی فتح ملتوی  
 رہنے دی ۔

سلطان کا ارادہ تھا کہ موسم سرما حدود ایران ہی میں بسر کریگا لیکن مرض فقرس نے اسے آستانہ علیہ واپس آنے پر مجبور کر دیا اور وہ مرتضیٰ پاشا کو شہر روان کی نفلت پر چھوڑ کر اور وہاں کے حاکم امیر کوئن کو جو دولت علیہ کا فاشیہ پیدار بیگیا تھا ساتھ لیکر آستانہ علیہ میں دارالخلافہ میں واپس آگیا، اوہر موسم سرما آتے ہی شاہ ایران نے اپنی فوجیں جمع کر کے شہر روان کا محاصرہ کر لیا اور بعد اسکے کہ مرتضیٰ پاشا سخت زخمی ہوا شاہ ایران اس قلعہ پر قابض ہو گیا، مرتضیٰ پاشا اسی زخم کاری کے صدمہ سے فوت ہو گیا، اور چونکہ اس وقت صدر اعظم محمد پاشا مع افواج قاہرہ کے ارض روم میں موجود تھا لیکن اُس نے قصداً مرتضیٰ پاشا کو کمک نہیں پہنچائی جیسا کہ بعد میں تحقیقات سے ثابت ہوا اسلئے صدر اعظم مذکور کی معزولی اور بیرام پاشا کی اس عہد پر ماموری عمل میں آئی، اور اسلئے میں بیرام پاشا مسند صدارت پر متمکن ہوا۔

## بغداد کی واپسی

چونکہ بغداد ایک ضروری مقام تھا اور اسکا دولت علیہ کے ماتھے ہی میں رہنا لازم تھا اس لئے سلطان نے عزم کر لیا تھا کہ اسے ضرور واپس لینا ہے صرف شہر روان کی فتح نے پہلی مرتبہ اسیں القاء ڈال دیا تھا اب مسئلہ میں پھر اُس پر حملہ کرنے کی تیاریاں کی گئیں اور سلطان نے ایک لاکھ جوار سپاہ ہمراہ لیکر مع شیخ الاسلام سیدی آفندی اور کیتان قرہ مصطفیٰ پاشا کے سرزمین عراق کی طرف رخ کیا۔ راستہ میں شیخ کامل نامی ایک شخص کو جو چوہدری موعود ہونے کا مدعی تھا اس کی پرکھ داری کی سزا دی گئی یعنی علماء کے فتوے لیکر اسے قتل کر دیا گیا تاکہ بندگان خدا گمراہ نہوں۔ جو وقت سلطان شہر ہوسل میں پہنچا ہے تو شاہ جہان بادشاہ ہندوستان کے قاصد اسے ملے اور سلطان کو اطلاع دی کہ انکا تاجدار عنقریب قندھار کی طرف سے مملکت ایران پر حملہ کرنے والا ہے، انہی دنوں وزیر اعظم پیر علی شاہ فوت ہو گیا۔ اور اس کی جگہ لیا نے محمد پاشا صدر اعظم مقرر ہوا۔

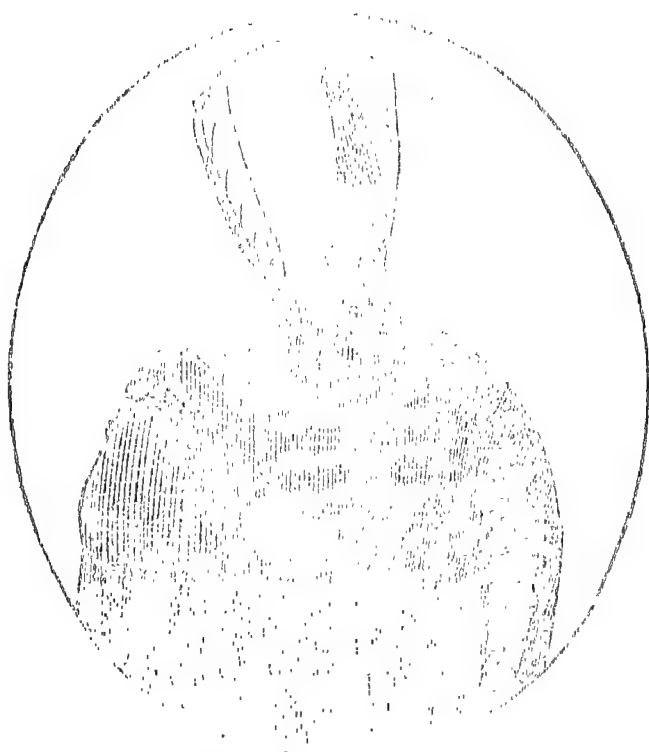
سلطان ایرانی سرحدوں کے قریب پہنچ گیا تو مملکت انطاکیہ کی فوجیں بھی  
 اُس کے ساتھ آئیں اور اب سلطانی سپاہ کی تعداد تین لاکھ ہو گئی۔ اس عظیم تعداد  
 کے جنگ آوروں نے شہر بغداد کا محاصرہ کر لیا اور چاروں طرف سے نہایت  
 سنگین محاصرہ ڈالا کہ شہر والے گھبرا اٹھے، شاہ ایران کو سلطان کی آمد کی اطلاع ملی  
 تو وہ بھی اپنی فوجیں سمیٹ کر تھریز سے چل پڑا اور دریائے دجلہ کے کنارے پر پہنچ کر  
 کی سپاہ مقابل ہوئی جس میں سخت خونی میزبانی ہوئی کے بعد آخرش ایرانیوں کو  
 شکست فاش اٹھانی پڑی اور دوبارہ شہر بغداد کا محاصرہ کیا گیا عثمانی سپاہ  
 کی قلعہ شکن توپوں نے تمام برج منہدم کر ڈالے جنگی تعداد دوسو کے قریب تھی،  
 اور ماہر انجینئروں نے ایک آہنی ٹرنگ تیار کر کے پھر اُس میں بارود بھر کر اُسے  
 اڑایا تو شہر پناہ کا بہت بڑا حصہ ایک دم میں منہدم ہو گیا۔ اہل بغداد اس آفت  
 سے گھبرا اٹھے اور شاہ ایران سے کمک کے فریاد دی ہوئے ورنہ انہوں نے  
 غنیم کی اطاعت مان لینے کا دھڑکا دیا۔ شاہ ایران میں خود ہی تاب مقاومت نہ تھی  
 وہ مجبوراً صلح کا خواہاں ہوا جسے سلطان نے نامنتظر کر دیا اور محاصرہ کو پہلے ہی  
 زیادہ سخت کر کے رات دن متواتر حملوں کا حکم دیا، انہی حملوں میں ترکی صدر  
 اعظم بھی کام آگیا، اور چالیس دن کی سخت کوشش کے بعد بکتاش خان حاکم  
 شہر نے امن مانگ کر شہر بغداد سلطان کے حوالہ کر دیا، چنانچہ (۱۰) شعبان سنہ ۱۰۸۰  
 یوم جمعہ کو موکب سلطانی شہر بغداد میں داخل ہوا۔ اور ترکوں نے قتل عام مچا کر  
 بیس ہزار ایرانیوں کو تیغ کر ڈالا اور اُن کے بہت سے سرداروں کو گرفتار  
 کر لیا۔ سلطان مراد چہارم نقس کی بیماری سے بہت پریشان ہو گیا تھا اس لئے  
 وہ قنہ مصطفیٰ پاشا جدید وزیر اعظم کو جنگ و صلح کے اختیارات عطا فرما کر اموال  
 غنیمت اور جنگی قیدیوں کو لئے ہوئے دارالخلافہ کی طرف واپس آیا۔ سلطان  
 کی واپسی کا شہر قسطنطنیہ میں نہایت دھوم دھام سے جشن منایا اور بڑی شوکت  
 کے ساتھ سلطانی موکب داخل شہر ہوا، پچاس سرداران ایران اپنے پورے لباس کے



ساتھ زنجیروں میں جکڑے ہوئے سلطانی جلو میں چل رہے تھے اور سلطان اپنے ہاتھوں میں آلات جنگ کا ایک گٹھ جو سپر جیتے کی کھال چڑھی تھی اسی طرح لٹے تھا جس طرح اسکندر اعظم فتح بابل کے وقت اپنے ہاتھ میں رکھتا تھا۔ سلطان کے شہر بغداد سے واپس آ جانے کے بعد شاہ ایران نے وزیر اعظم قزوین قاسم پاشا سے صلح کی شریک کی اور کہلا بھیجا کہ شہر بغداد حکومت عثمانیہ کے پاس رکھا جائے اور شہر روان حکومت ایران کو واپس دیکر معاہدہ صلح تجویز کر لیا جائے۔ چنانچہ وزیر مذکور نے شرائط پر سلطان کا استعجاب کر کے معاہدہ میں معاہدہ صلح کی تکمیل کر دی۔ معاہدہ مذکور کے بعد سلطان کا مرض بڑھ گیا اور اسی عارضہ میں اُس نے برتاؤ دیا، سوال مسئلہ اور دنیا سے فانی سے واپس کی طرف رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ سلطان بڑا دیرگس۔ دانشمند، شجاع، قوی ہمت، صاحب غم، اور بڑا طاقتور تھا، قوی سے قوی پہلوانوں کی مجال کیا تھی کہ اس سے جھگڑا کرے۔ وہ مائیکس اسی واسطے موشین نے اسے اسکندر زمانہ کا انجیل دیا ہے۔ جبکہ دایہ کا یہ عالم تھا کہ چودہ سال کی عمر میں عمان حکومت بچھڑی تھی اور اس وقت سے سلطنت کی انتظامی مشین کا کوئی پرزہ ٹھیک نہ تھا لیکن اس نے تمام موالات کو سدھار لیا، غصہ دانا اور باشعور کا طبع کر ڈالا، بنی چری سپاہ کے سرکشوں کو برباد کیا، جنہوں نے اسے اس کے بھائی سلطان عثمان دوم کو قتل کیا تھا، اس سلطان کو دولہا شہنشاہ کا جو رابا بنی تھی کہا گیا ہے کہ یہ کہ اس نے سلطنت کو تباہی کے غار کے کنارے سے کھینچ کر اسے دوبارہ قوی اور مستحکم بنایا اور بہت سی نئی فتوحات حاصل کیں، حکومت کی مالی حالت انتہائی سنبھال دی کہ خزانے متور رہنے لگے اور بہت سے عادلانہ اور مناسب مالی قوانین نافذ کیے۔





Handwritten text in a cursive script, likely a signature or inscription, located below the circular emblem.

## (۱۸) سلطان ابراہیم خان ابن سلطان احمد خان

۱۰۵۸ھ

۱۰۳۹

سلطان مراد چہارم کی رحلت کے بعد تخت سلطنت کا بجز سلطان ابراہیم خان کے اور کوئی ایسا وارث نہیں رہ گیا تھا جو آل عثمان سے ہو، اس لئے وہی تخت نشین ہوا، جلوس کی وقت اس کی عمر ۲۵ سال کی تھی و بارجلوس اور بیعت سے فراغت کر کے اسے حسب معمول فوجوں کو انعام تقسیم کئے اور حسب یہ ابتدائی کارروائیاں ہو چکیں تو سلطان نے ترقی نسل کے خیال سے عورتوں کی صحبت میں نہ یا وہ وقت گزارنا شروع کیا کیونکہ آل عثمان کا اب صرف وہی اکیلا یا دو کار رہ گیا تھا مگر بعد میں ترقی نسل کا مصالحت آمیز خیال رہنچ کر ہو گیا اور عیاشی کا رنگ جم گیا یہاں تک کہ وہ حرم سرا سے باہر بھی نہیں آتا تھا، کثرت عیاشی کا اس کی صحت پر بھی اثر پڑا سخت لاغری اور دل کی کمزوری نے اسے استودر مغلوب بنایا کہ محل کی عورتیں اس سے جو چاہتی تھیں منوالدی تھیں، بیگمات حرم کی اسے اور سلطنت میں دخل پانے لگی اور انہی کی سفارش سے حسین آفندی خواجہ چچئی نامی ایک شخص فوج کا قاضی مقرر ہو گیا اور وہ کار بار مملکت پر ناواقف و خلیہ لگا، مگر صدر اعظم قرہ مصطفیٰ پاشا بڑا قابل اور مدبر شخص تھا وہ ایسے ناکارہ لوگوں کو کب چنے دیتا تھا اسے کوشش کر کے یہ سب خرایاں بہت جلد دور کر دیں، اور پھر اسے حرم میں سکون کا مسئلہ بھی اسی نے سلجھا یا ورنہ انتظام سلطنت خلیہ پذیر ہو جاتا تھا، سلطان ابراہیم کی والدہ ماہ بیکر سلطنت ایک عالی دماغ اور لائق عورت تھی اس نے وزیر قرہ مصطفیٰ پاشا کو تمام مملکت میں قابل قدر مدد دی اور دول یورپ سے معاہدات کی تجدید کی گئی، آسٹریا اور ہنگری کی حدود کا جھگڑا بخوبی سلجھا کر اگس کیا گیا جس میں طرفین رضا مند رہے، ٹینیسنیا اور راگوڑہ کی مملکتوں سے خزانہ کی رقم وصول کی گئی، ایران و روس کے سفیر شائف لیکر حاضر دربار ہوئے۔ اس زمانہ تک حکومت عثمانیہ میں تباہی کا استعمال منع تھا اور علمائے فتوے دیکر اسے حرام قرار دیا تھا کیونکہ اسکے نقصانات ظاہر ہو چکے تھے، وزیر مذکور نے

بڑی سختی کے ساتھ اس کی روک تھام فرمائی اور قبا کو پینے والوں کے لئے ٹالوانی  
سزائیں مقرر کیں اسی واسطے قسطنطنیہ کے محلہ قلعہ میں افیون اور ناس کی فروخت  
میں ترقی ہو گئی کیونکہ اسکی مانعیت نہ تھی اور لوگ کسی نہ کسی نشہ یا مخدر چیز کا استعمال کرنے  
کی خواہش رکھتے تھے۔ لہذا یہ میں اس نے ان بدعاشوں کو سزا دی جنہوں نے  
بروسہ کا گرجا گھر جلا دیا تھا اور ولایت بغداد کے رہزن عرب قبیلوں کی سرکوبی پر ایک  
فوج مامور کی جس سے ان اطراف میں امن و امان قائم ہو گیا +

### اس زمانہ میں بحری قوت کے حالات

اسلئے کہ میں سیاوش پاشا کپتان کے عہدہ پر مامور ہوا تو وہ بیڑہ کے ساتھ قلعہ  
اذاق کو واپس لینے کیلئے چلا یہ قلعہ بحیرہ اذوق کے شمال میں واقع تھا اور سپر سلطان  
مراد چارم کے عہد میں قوزاق بحری لیڈروں نے قبضہ کر لیا تھا، مگر یہ کپتان اپنی بہم سے  
نا کام واپس آنے کے باعث معزول کر دیا گیا اور اسی کوفت میں وہ مر بھی گیا، اس کے  
بعد اوزون بیاتہ پاشا امیر البحر مقرر ہوا اور اس نے قلعہ اذوق کو واپس لینے میں کامیابی  
حاصل کرنے کے علاوہ قوزاق فرقہ کو ان اطراف سے قلع قمع کر کے بالکل کال دیا، پھر  
منظفہ و منصور آستانہ علیہ میں واپس آیا۔ اسلئے کہ موسم بہار میں اس نے دوبارہ  
بحر ابیض میں گشت لگایا اور اس مرتبہ ایک فرنگی بحری قوا کا جہاز گرفتار کیا مگر اس  
مرتبہ وہ آستانہ علیہ میں واپس آیا تو کسی تہمت میں مبتلا ہو کر قتل کر دیا گیا اور بعد ازاں امیر البحر  
کے منصب پر ابوبکر پاشا حاکم روڈس کا تقرر ہوا اور وہ اسلئے کہ موسم بہار میں بحر  
ابیض متوسط کا گشت لگانے کیلئے نکلا تو واپسی کے وقت بقضائے آہی فوت ہو گیا،  
ابوبکر پاشا کے بعد یہ عہدہ یوسف پاشا فاتح خانہ کو ملا۔ خانہ جزیرہ کریت کا ایک شہر ہے  
وزیر اعظم قمر مصطفیٰ پاشا اسلئے کہ میں اس قصور پر معزول بنا دیا گیا کہ خوانہ کی  
حالت خراب ہو گئی تھی اور جسکی حقیقتی وجہ محرم سر میں بیشمار لوٹریاں بھر جانے سے مصاف  
کی زیادتی تھی۔ مصطفیٰ پاشا کے بعد سلطان زادہ محمد پاشا وزیر اعظم متعین ہوا جو یوسف پاشا

امیر البحر کے ساتھ اختلاف آپ نے کے باعث معزول کر دیا گیا، پھر صلاح پاشا وزیر اعظم ہوا لیکن وہ چند ہی دنوں کے بعد معزول ہو گیا، اور اب ہزارہ اسحاق پاشا کو مسند وزارت ملی، یہ وزیر شہنشاہ میں مقرر ہوا تھا اور چونکہ نہایت کینہ خصلت اور رشوت خوار تھا اس لئے فوج نے بغاوت کر کے اسے قتل کر ڈالا +

## آغاز جنگ جزیرہ کریٹ

سشہزادہ میں دولت عثمانیہ نے یہ دیکھ کر کہ بحرابیض متوسط کے سوا حل کا بہت بڑا حصہ اور خاص کر سواحل افریقیہ کا بیشتر حصہ اس کے قابو میں آ گیا اور اس اٹاک کی خطرات و حاشات کیلئے جزیرہ کریٹ پر قبضہ کرنا ہی ضروری ہے اس لئے وہ اس کی فکریں اور موقع کی منتظر رہتی تھی۔ جزیرہ کریٹ کا جغرافیائی موقع دولت علیہ کے ساحلی مقامات کی حفاظت کیلئے حد سے زائد ضروری اور کارآمد تھا۔ چنانچہ شکستہ میں جبکہ جرمنی اور دیگر ممالک یورپ مذہب پرٹسٹنٹ کے شائع ہونے سے باہم مصروف جنگ و جدل تھے اتفاقاً جزیرہ مالٹا کے لیٹروں کی چند کشتیوں نے ایک عثمانی تجارتی جہاز کو گرفتار کر لیا جس پر حاجی لوگ سوار تھے اور سنبٹل آقا دارالسعادت کا آفا دعا کم شہر، بھی اسی جہاز میں تھا، ان لیٹروں نے جزیرہ کریٹ میں جا کر مال غنیمت کو باہم تقسیم کیا اور حاکم کریٹ کو بھی لوٹ میں سے حصہ دیا تاکہ وہ انکی امداد کر سکے چنانچہ کچھ دنوں ان لیٹروں نے جزیرہ کریٹ میں قیام کر کے پھر اپنے ملک یعنی جزیرہ مالٹا جانے کا ارادہ کیا اور ترکی جہاز کو بھی اپنے ساتھ لے گئے۔ سلطان کو اس امر کی اطلاع ملی تو اسے سخت غصہ آیا اور اس نے فوراً تمام کارخانہ جہاز سازی کو حکم دیا کہ بہت جلد نئے جہازوں کی تعمیر اور پرانے جہازوں کی مرمت کر کے عثمانی بیڑہ کو مکمل اور طاقتور بنائیں، اور صوبہ جات میں فوجی تیاریاں ہونے کا حکم دیا، کپتان یوسف پاشا کو اس بیڑہ کا کمان افسر اور بڑی سپاہ کا بھی سپہ سالار متعین کر کے سشہزادہ میں دو (۱۵) جنگی جہازوں کا بیڑہ جزیرہ کریٹ کی فتح کیلئے روانہ کیا جس پر ایک لاکھ پچاس ہزار مین بارود، پچاس ہزار گولے، اور پچاس بڑی محاصرہ کی توپیں اور بہت سے

جنگ اور محاصرہ کے دیگر آلات بار تھے \*

یہ بیڑہ ڈارڈنلز سے باہر نکلے دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ نوے جہاز بندر گاہ سلاطینک کو پہلے تاکہ وہاں کی جمع شدہ فوجوں کو سوار کر لائیں اور ساتھ چار ہزار بند گاہ چشمہ کی طرف دوڑ ہوئے کہ وہاں سے فوجوں کو لائیں، اسکے علاوہ پچاس تجارتی جہاز نکریا پر لے گئے جنہر سامان رسد اور آلات حرب بار کئے گئے تھے، چنانچہ اس شان و شوکت کے ساتھ یہ بیڑہ نادرین کے سمند میں پہنچا اور وہاں سے میٹھا پانی اور طرابلس الغرب کے آٹھ جہازوں کا بیڑہ ہاتھ کی عبد الرحمن پاشا حاکم مملکت مذکورہ ساتھ ایک پہلے مالٹا کی طرف رخ کیا اور پھر کمان انفرن نے سب ہاتھ انفرن کو وہ فرمان سلطانی سنار کہ میں کریٹ پر حملہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا ان سب کو منزل مقصود کی طرف چلنے کی ہدایت کی۔ اور بیڑہ نے جزیرہ مذکور میں پہنچ کر ایک مقام میں جہان نام گرا موہ ہے فوجوں کو خشکی پر اتار دیا اسکے بعد یہ بیڑہ شہر خانیہ کے نزدیک پہنچا اور اس سے چار میل کے فاصلہ پر جزیرہ ایا تو دور کی " صحرہ کہ وہاں کے اور کریٹ کے ساحل کے مابین لنگر زن ہو گیا، بیڑہ سو سے پہلے کو چپک حسن پاشا رومیلیا کا بھگہ بک اپنی فوجیں لیکر نکلا اور اسی کے ساتھ مراد آغا تختہ دے مینی چریاں بھی اپنی ماتحت فوج کو لے ہوئے اترا جنہوں نے خشکی میں آکر اپنا کیمپ قائم اور دریا سے باطلانیہ کے ساحل پر جہم کئے، بیڑہ نے جزیرہ تہیوڈوس کے دونوں قلعوں پر تسلط کر لیا، اور فوجوں نے شہر خانیہ کا ہر چہرہ جانب سے محاصرہ کر کے پچاس دن کے بعد سے فتح کر لیا، شہر در ۲۹ جولائی ۱۸۰۷ء کو فتح ہوا تھا اسکی فتح سے چودہ دن بعد بنقدیقہ والوں کا بیڑہ یہ خبر پا کر ادھر آیا کہ ترکوں نے جزیرہ کریٹ پر حملہ کر دیا ہے اور قلعہ خانیہ کے راستہ سے گزرتا ہوا بندر گاہ سلاطینک میں چلا گیا جو اسی جزیرہ کا ایک مقام ہے۔ یہ بیڑہ بنقدیقہ کے علی امیر البحر یا تو فیوہ موروزونی کے ساتھ صحرہ کہ کی ماتحتی میں تھا اور وہ جزیرہ کریٹ کے سمندریوں میں رہنے والے جہازوں کو اکٹھا کرتا ہوا ترک بیڑہ کے مقابلہ میں آیا تھا۔ اگرچہ بنقدیقہ نے اس کو فتح پر دوں یورپ سے امداد بھی طلب کی لیکن اس نے اس کے ساتھ نہ گیا بلکہ جو بیڑہ تھا اسے سمندر میں ڈوبنے دیا اور فرانس نے

درپردہ کچھ مالی تدوین کی تاکہ ترکوں سے معاہدات کی خلاف ورزی کے جرم میں معتبوب نہ بن سکیں۔ دوسرے دن صبح کو ترکی امیر البحر نے بندیہ کے بیڑہ پر حملہ کر نیکا قصد کیا لیکن ایک سخت طوفانی ہوا مانع آئی اور اس طوفان نے بناوۃ کو بیڑہ کو سخت ضرر پہنچا کر اسے ایسا بیکار بنا دیا کہ وہ بلا جنگ و جدل خود بخود بھاگ نکلا۔ راستہ میں غنیم کے بیڑہ سے کو تین عثمانی جہازات لٹکے اور زور شور کی لڑائی کے بعد بناوۃ ایک جہاز پر ٹلے گئے اور دو جہاز بھاگ کر بیڑہ سے آئے، کپتان پاشا کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو وہ بسرعت تمام بناوۃ کے تعاقب میں چلا مگر غنیم نکل گیا تھا اور اس کے ہاتھ نہ آ سکا، پھر اس نے قانیہ میں واپس گرواں کے قلعہ کی مرمت اور درستی سے فراغت حاصل کی اور وہاں سامان جنگ اور کافی ذخیرہ رسد رکھ کر ایک افسر کو مع کسی قدر فوج کے حفاظت قلعہ پر مامور بنایا اور خود مع باقی افواج اور بیڑہ کے آستانہ علیہ کو واپس گیا جہاں سلطانی حکم ملا کہ حسین پاشا سابق کپتان کو مع تازہ ملکی سپاہ کے جزیرہ کریٹ لیجائے تاکہ وہاں محافظت کے کام پر متعین رہے اور اسی حکم کی تعمیل کر کے بیڑہ جہازات دوبارہ ایام عید الفطر کے قریب آستانہ علیہ میں آیا تو سلطان نے حکم دیا کہ کپتان یوسف پاشا فوراً قلعہ کینڈیا پر حملہ کرنے کیلئے روانہ ہو مگر چونکہ کچھ جہازات مرمت طلب تھے اور جہازوں کا موسم بھی نزدیک آ گیا تھا اسلئے امیر البحر مذکور نے معذرت کی اور کہا کہ آئندہ موسم بہار میں حملہ کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔ سلطان اسی بات پر اس کپتان سے ناراض ہو گیا اور اس کی بنواری نے مزید لگائی بھجائی کر کے غضب سلطانی اس قدر بڑھ دیا کہ آخر اس جوان ہمت کپتان کے قتل کا حکم صادر ہو گیا اور وہ مع کئی ایک دوسرے لوگوں کے مار ڈالا گیا۔ یوسف پاشا کی جگہ وزیر موسیٰ پاشا امیر البحر مقرر ہوا اور موسم بہار آنے پر وہ جزیرہ کریٹ کی طرف چلا، جزیرہ انچیوز کے قریب بحر قزاقوں کی کشتیوں سے اسکا مقابلہ ہوا اور اس سے چار کشتیاں کے جہاز ضبط کر لئے اس لئے جنگ چھڑ گئی اور پاشا سے ناکور اسی لڑائی میں مقتول ہو گیا اور بجائے اس کے دفتر دار موسیٰ پاشا ترک کی بیڑہ کا کمانڈر انچیف مقرر ہو کر سلطانی حکم کے مطابق رومیلیا اور اناطولیا کی فوجیں



سبحانہ پیش گئے۔ راستہ سے جزیرہ کریٹ تک پہنچانے پر مامور کیا گیا۔ اس کو اس سفر میں دشمنوں اور بحری طیاروں کے جہازات نے سخت وق کیا اور جب وہ انکو ہریت دینے میں ناکام رہا تو سلطان نے اُسے معزول فرما کر فضلی پاشا داماد کو عہدہ امیر بحری عطا کیا جسے کریٹ کو ملکی فوجیں اور سامان رسد پہنچانا شروع کیا، مگر ایک مرتبہ ہستہ میں بنادقہ کے بیڑہ سے اسے جنگ کرنی پڑی جو کوئی قابل ذکر نہ تھی چنانچہ واپسی آستان کے بعد یہ بھی معزول کیا گیا اور بجائے اسکے محمد پاشا عازم زادہ شہنشاہ میں عثمانی بیڑوں کا کمان افسر مقرر ہوا۔

جزیرہ کریٹ کی جنگی اور تجارتی اہمیت بناوۃ کو اس بات پر آمادہ کر رہی تھی کہ وہ اس کی فتح پس سلطنت عثمانیہ سے معارضہ کرتے رہیں، اسی واسطے وہ ترکوں کی کوششیں ناکام بنانے میں ہر طرح جدوجہد سے کام لیتے رہے اور ترکی بیڑوں کو ستانے میں سرگرم رہے یہاں تک کہ شہنشاہ میں انہوں نے اپنے امیر البحر طوماس موزورونی کو چوبیس جہازوں کے ایک جنگی بیڑہ کے ساتھ جو قلیوں وضع کئے تھے آبنائے ڈارڈنلز کی طرف ارسال کیا تاکہ وہ ترکی حکومت کی اُن لکلی کاروائیوں کا انداد کر دے جو دولت عثمانیہ کریٹ کی فوجوں کے لئے استعمال میں لاتی ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا جنرل نے جزیرہ بونچہ ایلہ کے قلعہ "Cenedar" پر قبضہ کر لیا جو آبنائے ڈارڈنلز کے بالکل دامنہ پر واقع ہے، اور محمد پاشا ترکی بیڑہ کو لیکر آبنائے سے نہ نکل سکا کیونکہ اسپر بزدلی کا غلبہ ہو گیا تھا۔ سلطان کو یہ خبر ملی تو اس نے پاشا کو مذکورہ قلعہ کا حکم دیا اور بجائے اُس کے ویت احمد پاشا کو امیر البحر کا عہدہ عطا کیا اسی اثنا میں دولت علیہ نے ایک جنگی بیڑہ پانچ جہازوں کا ماتحتی حسین پاشا مع برافواج کے اور بھی روانہ کر دیا تھا جسے تھوڑے ہی عرصہ میں جنرل طوماس مذکور کئے جزیرہ بونچہ ایلہ پر قبضہ کر لیا اور جزیرہ قلعہ بھی چھین لیا۔ بندقیہ والوں کا بیڑہ بڑی طرح شکست کھانے والا اور واپس چلی جانے کی طرف چلا گیا جہاں ویت احمد پاشا کے بیڑہ نے اُسے سخت جنگ کے بعد بالکل نابود کر ڈالا اور پھر بلا خوف و خطر شہر خانیہ کی محاصرو کر نیوالی

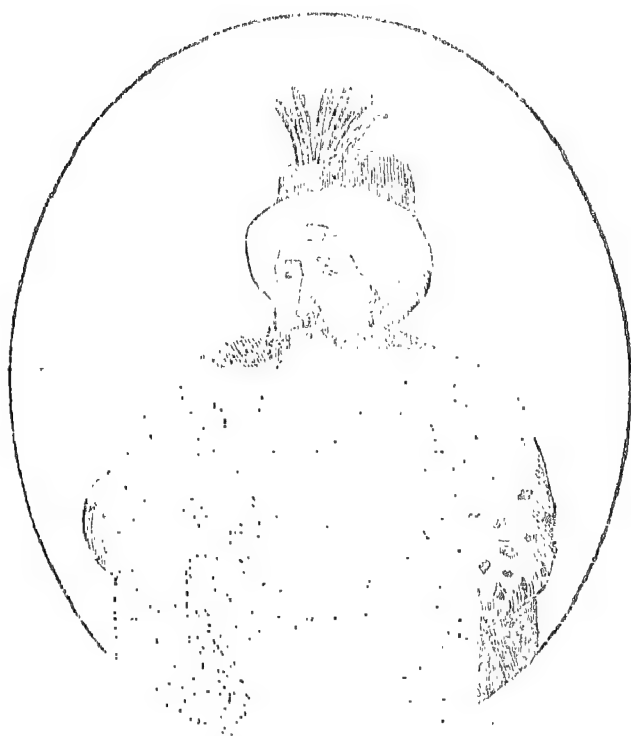
سپاہ کو فوجی کمک اور سامان رسد پہنچانے میں کامیابی حاصل کی اور ملک پہنچنے ہی یہ شہر فتح ہو گیا۔ سلسلہ میں جزیرہ کریٹ کے دو تین شہر ترکوں نے فتح کر لئے تو بندقیہ والوں نے اس رشتہ میں بلکہ جزیرہ نما سے موریہ کے بندر گاہوں، قسوں، تیراس، اور قورون، میں آگ لگا دی اور اس طرح اپنے دل کی ہلکائی سے بعض موزین کا بیان ہے کہ سلطان کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اس نے جوش میں آکر حکم دینا چاہا کہ ترکی قلعہ کی تمام عیسائی رعایا قتل کر دی جائے مگر اسعد و آدہ علی حمید آفندی شیخ الاسلام نے اسے زبردستی ایسے لغو ارادہ سے باز رکھا۔ واللہ اعلم۔

بنادقہ کے بیڑہ میں سے جو ایک آدہ جہاز باقی بچ گیا تھا وہ بہرہ رخواستی جزیرہ کریٹ کے بندر گاہ "سودہ" میں پہنچ کر وہاں کے جہازوں سے لٹیا اور پھول لگا کر نے قلعہ "سودہ" کو سامان رسد اور ملکی فوجیں پہنچانا شروع کیا اس واسطے کہ اس سے یہ قلعہ فتح کرتے میں دیر واقع ہوئی، اسی اثنا میں سردار محمد پاشا فوت ہو گیا۔ اور اس کے جانشین ولی حسین پاشا نے جسکا تقرر سلسلہ میں ہوا تھا مصلحتاً قلعہ سودہ کا محاصرہ توڑ کر دوسرے قلعہ مرسمو، نامی کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن اندولہ ترکی فوجی محکمہ کی حالت خاص دارالسلطنت اور اس کے اطراف میں شور و شر بہت ہوئے کے باعث سخت اتر ہو رہی تھی اس لئے حسین پاشا کو کمک اور ذخائر جنگ و رسد کی طرف سے بڑی پریشانی لاحق ہوئی۔

دارالخلافت میں جو فتنے برپا تھے ان میں کسی طرح کی ہی نہیں ہوتی تھی، صدر اعظم صلیح پاشا انہی آفتوں کے مابین پھنس کر مقتول ہو گیا اور آتش و زلزلہ کے رومیت پر گرجا برا پہنچ گئے کیونکہ وہاں کا حاکم ابراہیم پاشا نہایت مست اور کورل شخص تھا۔ سلطان ابراہیم ہر روز کسی نہ کسی وزیر یا رکن سلطنت کو قتل کر دیتے تھے احکام صادر کیا کرتا تھا تاکہ شاعر اس طرح فساد کو فرو کر سکے مگر یہ بات آدہ بھی متعال نائرہ فساد کی موجب ہوتی تھی، وزیر احمد پاشا جو صلح پاشا کے بعد صدر اعظم بنایا گیا تھا وہ بھی قتل کر دیا گیا، سلطان کی والدہ بھی ہر طرح کو شمشیر سے چھکی مگر کچھ نفع نہ ہوا

فلسطینیہ میں بد امنی کی زیادتی ہی ہوتی گئی۔ اور فی الحقیقت اسکے سرچشمہ بینی چری  
 سپاہ کے افسر تھے اس واسطے سلطان نے اپنی ایک بیٹی صدر اعظم کے ساتھ منسوب کی تو  
 اس کی برات کی رات میں اُن افسروں کو ہلاک کر نیکا منصوبہ باندھا کیونکہ وہ لوگ  
 سلطان کے کاموں پر نکتہ چینی کرتے رہتے تھے اور ہمیشہ کار بار حکومت میں جادو میجا  
 مداخلت سے باز نہیں آتے تھے بینی چری فوج کے افسروں کو کسی طرح اس بات کی خبر  
 مل گئی اور پھر کیا تھا، دیوانہ را ہوئے بس است، انہوں نے متفق ہو کر سلطان  
 ابراہیم کو معزول کر دینے کی تجویز کر لی، بعض علماء بھی اُن کے ساتھ مل گئے اور بینی  
 چری اور سپاہی فوجوں کو آمادہ بغاوت بنا کر اپنا مدعا حاصل کر لیا یعنی سلطان  
 ابراہیم کو معزول کر کے اس کے فرزند اکبر محمد خان چہارم کو تخت نشین کر دیا اور سلطان  
 ابراہیم قید کر دیا گیا۔ ابھی نئے سلطان کی تخت نشینی کو دو ہی چار دن گزرے تھے  
 کہ سپاہی فوج کے لوگ اس کی کم عمری کو بہ سے اُسے ناپسند کرنے لگے اور  
 دوبارہ سلطان ابراہیم کو تخت پر لانے کا مشورہ کرنے لگے، یہ حالت دیکھ کر معزول  
 بنانے والی جماعت کے سرغنہ اول کو فکر لاحق ہوئی کہ سلطان ابراہیم تخت پر بیٹھا تو  
 ہماری بھی خیر نہیں رہے گی، ایسے انہوں نے قرہ علی جلہ کو اپنے ساتھ قید خانہ میں لیجا کر سلطان  
 ابراہیم کا گلہ بگھڑا دیا۔ اس طرح مشورہ رہیں اس کا ناتمام ہو گیا۔ یہ سلطان چنگ  
 سے رغبت نہیں رکھتا تھا لیکن اسی کے ساتھ حکومت کی عزت و مرتبت کا اسے بہت  
 کچھ خیال رہتا تھا۔





Handwritten text in a script, likely Georgian, located below the portrait. The text is written in two lines and appears to be a signature or a title.

# دسویں فصل

کو پریلی محمد پاشا کی وزارت سے معاہدہ قر تو قچہ تک کے  
حالات

۱۱۱۰ھ

۱۰۶۶

## (۱۹) سلطان محمد خان چہارم ابن سلطان ابراہیم خان

۱۰۹۹ھ

۱۰۵۸

یہ سلطان سات برس کی عمر میں تخت نشین ہوا اور یہی اپنے سب بہائیوں  
میں بڑا تھا، رسوم تخت نشینی سے فراغت پا کر اور انعامات تقسیم کرنے کے بعد  
وزیروں کے مشورہ سے اس نے عنان حکومت قبضہ میں لی، سب سے پہلے قتبہ انگیز  
سرخاؤں اپنی جنگی خواہ اور اس کے ساتھیوں کے قتل کر نیکا حکم صادر کیا اور ان کے  
املاک کی ضبطی کا فرمان دیا اور اس کی دولت، دولین پوڑ نکلی۔ تاہم باوجود ان امور  
کے فوجی سپاہیوں کی سرکشی اور انکا افسروں کے احکام نہ ماننا سخت بد امنی کا موجب  
ہو رہا تھا۔ وزیر اعظم ہونی محمد پاشا نے باغی سپاہیوں میں سے تین سو کے قریب  
سرخاؤں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا مگر کچھ قلعہ نہ ہوا آخر سلطان نے اسے معزول کر کے  
قرہ مراد آغا یعنی چوری فوج کے سپہ سالار اعظم کو وزارت کے عہدہ پر مامور کیا اور  
اصغری چوری فوج کے افسروں کی ایک نئی کونسل بنا کر انتظام سلطنت پر مگر باز بھی

لیکن اس کو بھی اپنی کمزوری محسوس ہو گئی اور وہ استعفیٰ دیکر بودین کی حکومت پر چلا گیا، اور صدر اعظم کا عہدہ منسلک میں ملک احمد پاشا کو تفویض ہوا۔ وزیروں کی تواتر تبدیلیاں بھی قیام اسن و نظام میں سودمند نہ ہو سکیں اور فساد بدستور قائم رہا آج بنی چوری شورش کرتے تھے تو کل سپاہی لوگوں کی باری آتی تھی اور پرسوں رعایا آفت برپا کرتی تھی یہ حالت دیکھ کر ملکہ ماہ یکر سلطانہ سلطان محمد چہارم کی دادی جو بڑی لائق اور مدبر عورت اور چار بادشاہوں کا عہد حکومت دیکھ چکی ہونے کے باعث بیحد تجربہ کار ہو گئی تھی اور ملک میں دخل دینے پر تیار ہوئی۔ اس نے سلطنت کی اہتر حالت بہت کچھ سنبھال لی تھی لیکن بدینیت اور انقلاب پسند خود غرض اراکین نے اسے قتل کر دیا اور اسی کے ساتھ بکثرت بنی چوری سپاہ کے افسروں کو بھی قتل کر دیا، پھر بعض ارباب ملک بھی قتل کئے گئے اور شیخ الاسلام کا عہدہ سابق شیخ الاسلام ابی سعید آندی کو ملا، بعد ازاں صدر اعظم کی معزولی اور کورچی محمد پاشا کی اس عہدہ پر بحالی ہوئی اور چند روز بعد یہ بھی مستند وزارت سے الگ کر دیا گیا جس کے بعد سلطانہ میں طرح طرحی احمد پاشا وزیر اعظم مستقر ہوئے۔

### مذکورہ بالا آیام میں بحری قوت کی کیفیت:-

ترکی حکومت کے انحطال اور بد نظمی نے بناوٹہ کو خوب اچھا موقع دیدیا۔ اور انہوں نے فوراً ایک نہروست بیڑہ آبنائے ڈارڈنلز کو دھکی دینے کیلئے ارسال کر دیا۔ اس بیڑہ سے ترکی بیڑہ نے متعدد لڑائیاں کیں جن کا مفصل حال آگے چل کر لکھا جائیگا مگر ابتدا میں حکومت عثمانیہ نے یہ دیکھا کہ غنیم کے جہازات نہروست اور بیڑے میں جنگی مقابلہ میں پیشتر عثمانی جنگی جہازوں کی حیثیت ایک کشتی سے زیادہ نہیں ہو سکتی اس لئے اس نے حکم دیا کہ کارخانجات جہاز سازی میں بہت جلد غلیبون کی وضع سے بیڑے جنگی جہازات تیار کئے جائیں تاکہ عثمانی بیڑہ بھی کافی طور پر قوی ہو جائے۔ زمانہ معونی محمد پاشا کی وزارت کا تھا، کام بڑی سرگرمی سے آگے نہ بڑھ سکا اور کچھ عرصہ

نے ولایات مغرب یعنی طرابلس الغرب، ٹیونس، اور الجزائر کے صوبوں کو بھی مالی امداد بھیج کر حکم دیا کہ وہ اپنے بیڑوں کو درست اور تیار رکھیں تاکہ آئندہ موسم بہار آتے ہی کریٹش کو فتح کرنے کی تیاریاں ہو سکیں۔ آخر شہنشاہ میں عثمانی بیڑہ زیر کمان و نیک آسمان پاشا کے کریٹش کی سمت چلنے کو تیار ہوا۔ بنا دقہ نے یہ خبر پائی تو آنکا بیڑہ آہناے ڈاؤنر کی نکاس پر کفر نامی ایک مقام میں آڈنا۔ اور ترکی بیڑہ نے آہناے سے نکلتے وقت اسکا مقابلہ کیا، اس موقع پر سخت جنگ پیش آئی مگر ترکی بیڑہ دشمنوں کا محاصرہ توڑ کر کھٹے سمندر میں صاف نکل گیا جہاں دونوں بیڑوں میں بار دیگر جنگ ہوئی اور جب دونوں فریق ایک دوسرے کے قریب پہنچے تو یوں نہیں بے اصول طور پر جانیں سے توپوں کے فیر ہونے لگے جسکے بعد بنا دقہ کا بیڑہ ایروز "سہ سہ سہ سہ" کی طرف ہٹا گیا اور ترکی بیڑہ قلعہ کوچہ "سہ سہ سہ سہ" کے نیچے لنگرن رہا۔ دوسرے دن صبح کو بنا دقہ کے بیڑہ نے سہ بارہ حملہ کیا اور یہ حملہ ناگہانی طور پر کیا گیا تھا اس لئے سب ترکی جہاز تیار نہ تھے اور صرف کپتان ہی اپنے چند جہازوں کے ساتھ دشمن کا حملہ روکنے کیلئے بڑا مین معرکہ کارزار میں غنیم کا ایک جہاز کپتان کو جہاز پر سیدہ باندھ کر چلا۔ اور اس سے بھڑ گیا۔ ترکی سپاہیوں نے غنیم کو روک لیا اور اس کے جہاز میں گھس پڑے جہاں قتل عام چا دیا ابھی بہادر ترکی سپاہیوں نے غنیم کی سپاہ کا پوری طرح خاتمہ نہیں کر پایا تھا کہ بنا دقہ کے کسی طرح نے اپنے جہاز کے بارود کا میگزین آزاد دیا اور وہ جہاز بارہ بارہ ہڑ کر پھڑ گیا جسکے سہ سے کپتان پاشا کے ساتھ کی ایک کشتی ڈوب گئی۔ کپتان پاشا تو اس طرف مصروفہ جنگ رہا اور اُدھر غنیم نے پانچ عثمانی جہاز پکڑ لئے جنکو لیکر وہ بھاگنے لگا اور ترکی فوج بوجہ نا تجربہ کاری اپنے جہازوں کو بچانہ سکھ، خلاصہ یہ ہے کہ بنا دقہ نے اس جنگ میں اپنے دو بڑے غلیوں جہاز ضائع کئے تھے جسکو بگڑے ترکی جہاز چار اور قسم غلیوں اور ایک غراب گرفتار کر لئے اور جو ترکی غراب دیر یا در ہو گئے۔ یہ طاقی غنیم پکڑی تو کپتان پاشا باقی ماندہ جہازوں کے ساتھ بحریہ کریٹش کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور



رستہ میں تمام عثمانی جزائر کو دیکھتا بھالتا چار ہاتھاکہ جزیرہ رودس میں اُسے ٹیونس  
 کا جنگی بیڑہ ملا جس میں دس غلیون اور اسی قدر غرابہ تھے اور زل بعد ۱۸۵۰ کشتیاں  
 سامان رسید لیکر اسکندریہ سے آگئیں وہ سب ایک ساتھ ملکر کریٹ کو روانہ ہوئے اور  
 وہاں کے سب سالار کو تازہ لکھا اور سامان جنگ آلات و حربہ پہنچانے میں کامیاب  
 ہوئے جبوقت ترکی بیڑہ کریٹ ہی میں تھا کہ وینٹ احمد پاشا یقضاے الہی دریا میں گر کر  
 ڈوب گیا اور شاہدہ میں بقی محمد پاشا اُس کی جگہ نامور ہو کر ترکی بیڑہ کو استنبول سے  
 کریٹ لیپلا۔ مگر یہ بھی دستہ ہمیں قوت ہو گیا۔ اور اُس کی جگہ حیدر آغا زادہ محمد پاشا  
 کو بحری افسری ملی جو بیڑہ کو استنبول لایا اور فانیہ تک جانے میں کامیاب  
 ہو سکا، اُس نے واپسی کے وقت بیڑہ کو ۱۱ رستہ کے قریب انگلینڈ کے سامان  
 و سدا و آلات جنگی پر اتارنا شروع کیا تھا کہ یکایک کینڈیا کی سمت سے بنادق کا  
 بیڑہ آتے دیکھ کر بزدلی کے ساتھ بھاگ نکلا اور جزیرہ ملکی میں پناہ لینے کا عزم ہوا،  
 اسی واسطے سلطان نے اُسے معزول کر کے سنہ ۱۱۸۰ میں حسام بیک زادہ علی پاشا کو  
 امیر البحر کا عہدہ دیا۔ اور انہی دنوں بحر آرک کی پہلی گولہ میں ترکی بیڑہ نے مالٹا والوں کا ایک  
 جہاز گرفتار کیا جو آستانہ علیہ میں آکر جہاز سازی کے کارخانہ والوں کی نظر سے گزرا تو وہ  
 اُسکی ساخت اور مضبوطی کو دیکھ کر متحیر ہو گئے کیونکہ آستانہ بڑا ترکی بیڑہ میں کوئی جہاز نہ تھا  
 اسکے علاوہ اسپرنتر تو ہیں چڑھی تھیں، چنانچہ اب اسی جہاز کو نمونہ قرار دیکر ویسے جہاز  
 بنانے کا خیال ہوا کیونکہ دشمنوں کے تمام جہازات اسی طرح کے ہوا کرتے تھے، اُس زمانہ  
 میں دولت عثمانیہ کی توجہ بحری قوت کی طرف نہیں بلکہ تھی وہ اندرونی فسادوں کا شکار  
 بنی تھی اور یورپ کی بحری حکومتوں نے جہاز سازی کے فن میں بہت ترقی کر لی تھی یہی  
 باعث تھا کہ سنہ ۱۱۸۰ میں جب ترکی بیڑہ کو حکم ملا کہ وہ کریٹ والوں کے پاس سے ملے  
 سامان رسید لیجائے تو ایسے ڈار و تازہ سے باہر آتے ہی جی چوری پیچھے وہ دشمنوں  
 (بنادق) کے بیڑہ کی صورت دیکھتے ہی بگڑ بیٹھتی اور انہیں لے کر ہاتھ دشمنوں سے جہاز ہوتا  
 عثمانی جہازوں سے کہیں زیادہ زبردست اور مستحکم ہیں ایسی حالت میں ہم ان سے

کیا خاک مقابلہ کرینگے۔ مفت جان دینے کا حاصل کیا ہے۔ اس کے بعد جب غنیمت کا بیڑہ آبنائے سے چلا گیا تب کہیں ترکی جہازوں کو کریٹ والوں کی ٹمک کر سکنے کا موقع ملا۔ یعنی چری فوج کا غنیمت پر حملہ کرنے سے باز آ جانا اور سابق الذکر غلیوں جہاز کی گرفتاری ان دونوں معاملات نے دولت علیہ کو بحری قوت کی دستی پرائل کر دیا اور نئی وضع کے قوی اور مستحکم جہازات بنانے کا حکم دارالصناعیت کے افسروں کو ملا جنہوں نے بڑی محنت سے جہازوں کے موسم میں کئی ایک جدید عظیم الشان جہاز بنا کر پانی میں اتار دیئے چنانچہ ملتانہ میں تیس بڑے غلیوں، تیس غراب، اور چھ ماعون جہازوں کا بیڑہ پوری طرح تیار ہو کر احمد پاشا بکربک اناطولیا کے زیرِ کمان وائی کے لئے ہتیا کیا گیا۔ اور اس بیڑہ کی آراستگی دیکھ کر آستانہ علیہ میں محل بشکلاش کے سامنے خوب دھوم دھام کا جلسہ کیا گیا۔

## نقشہ کی بحری جنگ

مذکورہ بالا بیڑہ مسلح ہو کر آبنائے ڈارڈنلز سے نکال کر جزیرہ ساقیہ صحریہ کی آبنائے میں پہنچا تو دوسرے علاقوں کے حاکموں کے بیڑے بھی اُس میں شامل ہو گئے اور اب وہ جزیرہ کریٹ کی طرف چلا۔ راستہ میں جزیرہ نقشہ "Sakarya" کے نزدیک غنیمت کا بیڑہ ملا جو جزیرہ ٹائے میں "Sakarya" اور پولیسکنڈرو "Sakarya" کے مابین رگڑ رہی کھڑا تھا، یہ بیڑہ ساٹھ غلیوں جہازوں سے مرکب تھا جانیبن سے رطائی کی ٹھن گئی اور صبح سے شام تک صرف دور کی گولہ باری ہوتی رہی جو نہایت سخت تھی اور دونوں طرف اپنا ضرر پہنچانے میں ایکساں رہی۔ شام ہونے پر حسام بک زادہ علی پاشا جزیرہ نقشہ کے گھاٹ میں اُس چلا آیا اور راستہ ہر کر کے اپنی ضرر رسید کشتیوں کی مرصفت اور شیریں پانی کی فراہمی کا انتظام کرتا رہا صبح کو اُس نے بندرگاہ سے باہر قدم رکھا تو غلطی یہ کی کہ بیڑہ کو باقاعدہ نہیں بڑھایا بلکہ بے ترتیبی کے ساتھ نکلا اور غنیمت کے بیڑہ نے گولہ باری

شروع کر دی۔ پکتان پاشا نے فوراً اپنے بیڑہ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایکس کی کمان پر  
 ماتھے میں رکھی اور دوسرے حصے پر ترسانہ عاقرہ کے کتھہ اکو افسر بنایا پھر دونوں حصوں کو  
 غنیم کے دونوں بازوؤں پر حملہ کر دیا، لڑائی کی تیزی بڑھ گئی اور جانبداروں کے جہازات بالکل  
 نزدیک آچے، خرابی یہ تھی کہ ترکی تلخ اب وہ طرح نہیں رہتے تھے جو بار بردس پاشا یا  
 پیا آ پاشا کے ساتھ مدتوں شریک جنگ رہے تھے۔ آٹھ آٹھ تھے بلکہ بجائے ان کے آوارہ گرد  
 اور ناجذبہ کار لوگوں کی بڑی ہونے لگی تھی جنکو کبھی معرکہ کارزار میں شامل ہونیکا اتفاق نہیں ہوا  
 تھا اسی لئے جب پکتان پاشا نے غنیم پر حملہ کیا تو صرف دس جہاز اس کے پیچھے اور  
 باقی کشتیاں پسپا ہو کر دور سے جنگ کی سیر دیکھنے میں مصروف ہو گئیں۔ پکتان پاشا  
 غنیم کے نزدیک اور اس کی شدید آتشباری میں اپنے تئیں اس طرح تنہا اور بے بس پا کر  
 ایسا بدحواس ہوا کہ سب کڑا دھڑا ہوا لگا لگا کر ایکس اکو افسر کا نام پوچھ لیا اور غلو تھا  
 اس نے پکتان کی کشتی اپنے جہاز سے ہاتھ لی اور اسے غنیم کی آتشباری سے نکال لایا،  
 بزدل کتھہ اسے دارالمنافعت کے جہازوں کے ساتھ لے گیا۔ اس طرح شریک جنگ ہی نہیں کی تھی اور  
 بی چریوں کے جہازات جو پکتان پاشا کے ساتھ ہوا گئے تھے دور کھڑے سیر دیکھ رہے  
 تھے پکتان پاشا یہ نیکل حرکت دیکھ کر سوچنے لگا کہ کتھہ اور اس نے فوراً ایکس حرام نی چھی  
 افسروں کو حکم دیا کہ اگر تم شریک جنگ نہ ہو گے تو سخت سزا پاؤ گے۔ جو قاتل کشتیوں پر سوار  
 ہو کر یہ حکم نافذ ان جہازوں کی طرف لیجا رہے تھے انکو بد معاش بی چریوں سے پتہ چل گیا  
 سیدھی کر کے دھچکا لگے خبردار جو ادھر آئے، پہلے ایسے اچھے نہیں کہ جنگ نہ ہو کر جان دیں۔  
 جسے لڑنا ہے وہ لڑنا ہی آخرا میں منکر عالم کے کا انہماک یہ ہوا کہ دس جہازوں میں سے جو  
 غنیم کا مقابلہ کرتے تھے زیادہ تر بیکار ہو گئے اور پیل پیل کتھہ بھی جو بد بخت اور غنیم نے حملہ  
 کر کے افسر کے چلے پایا پیل اور افسروں کو تہ تیغ کر ڈالا۔ وزیر غنیم کا بھو یا بھو بڑا فیروں جہان  
 بالکل جنگل خاک ہو گیا اور اپنے ساتھ دوسرا قلعہ دار جہان پاشا بھی ساتھ لے کر ہوا پیل گیا  
 ایکس لوگوں کی جان بچانے کی کوششوں پر حملہ آور نہیں ہوئی اور ترکی بیڑہ کی اس بزدلی سے غنیم  
 نے فائدہ اٹھاتے ہوئے کوئی حقیقت باقی نہیں چھوڑا اس نے بیکار جہازوں کو گھیر کر انکی تمام فوج

قتل کر ڈالی یا اسیر کر لی، یہی چریوں کے دو جہاز بھاگ کر خشکی پر چڑھ گئے اور ان کو سپاہی  
اُتر کر بھاگ نکلی لیکن غنیم نے ان جہازوں کو توڑ دیا اور مفرد سپاہیوں کا تعاقب کر کے  
انکو ایک کر کے قتل کر دیا۔

پاکستان پاشا نے دیکھا کہ ایسی سقیم حالت سے غنیم کے مقابلہ پر ڈٹنا رہنا عبث ہے  
تو وہ بھی باقی جہازوں کا جھڑپ کر کے جزیرہ روڈس کی طرف بھاگ گیا جہاں اس نے  
کورٹ مارشل کر کے نمک حرام اور نافرمان افسروں کو سخت سزائیں دیں تختہ دار  
دارالصناعہ کی ہڈی کا یہ انجام ہوا کہ اس کے درجے توڑ کر وہ جہاز کی ڈانڈ پھرانے  
والوں کے ساتھ کام کرنے کیلئے مقرر ہوا اور اس کی وارڈ بھی موڈوادیگی ہو اندونوں  
انگلے درجہ کی امانت شہر ہوتی تھی اور اس کے بعد اس نے تمام واقعات کی مفصل رپورٹ  
دربار سلطانی میں ارسال کر کے بیڑہ کو جزیرہ کریٹ پہنچنے کا حکم دیا اور اہل کریٹ کو تازہ  
لک سامان جنگ اور ذخیرہ رسد وغیرہ پہنچا کر آستانہ علیہ میں واپس آ گیا۔

اوائل ماہ جمادی الاولیٰ ۱۲۸۷ھ میں پاکستان علی پاشا نے پھر عثمانی بیڑہ کو کریٹ  
والوں کے لٹو سامان رسد اور آلات جنگ سپہنچا کرنے کی غرض سے تیار کیا اور جب وہ  
چناق قلعہ کے روپہ پہنچا تو بنا وقتہ کے بیڑہ کو راستہ روکے دیکھنا پڑ گیا پھر رات کی  
تاریکی میں آٹھ جہاز سامان رسد کے بغیر اسکے کوشش کو آگاہی حاصل ہو نکال لی گیا اور  
خود خشکی کے راستہ جزیرہ ڈالی جا پہنچا وہاں سے جہازات مذکورہ بالا بر سوار ہو کر  
کریٹ کی جانب چلا لیکن راستہ میں اسے جزیرہ ٹینو "صوتی" کی فتح کا خیال  
آیا اور کچھ فوجیں خشکی پر اتار بھی دیں کہ چاکا کب ملے گا انے اس کے جہازوں کو پرانہ  
کر ڈالا اور بھی اس نے جہازوں کی قوت سے نہیں کر پائی تھی کہ غنیم کے حملہ سے اسے سخت  
نقصان پہنچا یا آخر اس سے تمام جہازوں سے نکل کر جزیرہ کریٹ پہنچا اور سامان رسد  
پہنچانے میں کامیابی حاصل کر لی لیکن یہ جہازات اس آستانہ علیہ میں واپس آئے اور ان حالات  
کی مفصل رپورٹ پیش کیا گیا تو اس کو اطلاع ہوئی کہ اس کے لٹو سامان رسد پہنچا ہے اور وہ  
پہنچا ہے اس کے چکر میں دربار سلطانی پاشا اور اہل جزیرہ کو اطلاع دی گئی۔

جزیرہ کریٹ کا منہج کیا اور وہاں کے ایک قلعہ سلنہ نامی کو بزدل شمشیر فتح کیا لیکن سردار حسین پاشا سپہ سارا افواج کریٹ نے دربار سلطانی میں شکایت لکھی کہ چرکس درویش محمد پاشا نے جو قلعہ فتح کیا ہے وہ پہلے میری اطاعت مانکر خراج گزار بن گیا تھا اور پاشا نے مذکورہ حملہ سے بحریکا نقصان کے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اسکے بعد کپتان نکو جزیرہ روڈس چلا آیا اور وہاں غنیم کے بیڑہ نے اُسے آگھر لیکر غنیم کے مقابلہ میں نہ آ سکا بلکہ قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہا اور ایک عرصہ تک محصور رہا۔ سلطان کو یہ خبریں ملیں تو اُس نے اسکو امیر البحری بننے سے محضول کر دیا اور بجائے اُس کے چاندیش زادہ محمد پاشا امیر البحری متعین ہوا جس نے جزیرہ کریٹ کو سرد وغیرہ پہنچائی اور اس کی دایبہ کے بعد امیر البحری کا عہدہ وزیر مراد پاشا بکربک بودینہ کو ملا جس نے بڑی توجہ کے ساتھ بحری قوت درست کی، متعدد بڑے بڑے غلیون جہاز بنوائے، بحری فوج کو خوب قواعد سکھلائی اور بہت سی دوسری وضع کی جنگی کشتیاں بھی تیار کرالیں۔ بحری بحکمہ میں جس قدر نظمی ہوگئی تھی وہ سب دور کی اور حال کے تغیر کے صدیوں میں جنگی بیڑہ تیار کرنے کے احکام ارسال کئے چنانچہ چند ہی ماہ کے عرصہ میں محمد آغا حاکم طرابلس اپنا بیڑہ جس میں سات غلیون جہاز تھے ایک آستانہ میں آگیا، یہ شخص بڑا تجربہ کار بحری افسر تھا اور اپنے ساتھ کپتان کوچک قوت نامی ایک دوسرے بحری افسر کو بھی لایا جو بڑا ماہر شخص تھا امیر البحر نے ان دونوں کو اپنی بحری کونسل کا راز ممبر بنا کر ان سے تحسینات بحری میں صلاح لینے شروع کی اور سلطان نے طرابلس الغرب کے افسروں اور سپاہیوں کو بہت کچھ انعامات اور خلعتوں سے نوازا امیر البحر نے عثمانی بیڑہ کو کئی حصوں میں تقسیم کر کے ہر ایک حصہ کا ایک خاص اور ذمہ دار افسر مقرر کیا اور تمام موسم سرما قدامت جنگ کی مشق اور چاند ماری کی مہارت میں بسر کیا۔

خوابی یہ تھی کہ اندولوں اندرونی شورشوں کے باعث سلطنت ترکی کی مالی حالت بہت خراب ہو گئی تھی غزائے خالی تھے اور وزیروں کو سخت تردد تھا کہ وہ کیا کر چنانچہ صدر اعظم طرغچی احمد پاشا نے جدید ٹیکس لگانے اور مصارف میں تخفیف کرنیکا بندوبست

شرع کیا مگر ان پر غلہ درآمد ہوتے ہی عام شکایت پیدا ہونے لگی، یعنی چری فوج نے بغاوت ظاہر کی اور ہر طرف ہنگامے مچنے لگے، اسی اثنا میں پشکہ کا مشہور بحری واقعہ پیش آگیا جو حسب ذیل تھا:-

## پشکہ کی بحری جنگ

۱۶۶۲ء کے ماہ جمادی الثانی کی اکیسویں تاریخ سلطان فرمان کپتان مراد بک کے نام صادر ہوا کہ وہ عثمانی بیڑہ کو ہمد کاب لیکر کریٹ کی ترکی فوجوں کو رسد اور سامان جنگ پہنچائے چنانچہ وہ ساحل آستانہ علیہ سے روانہ ہوا اور جب آبنائے ڈارڈنلز سے عبور کر رہا تھا تو خلیج پشکہ کے ساحل پر "Beşik" میں اہل ہندقیہ کا بیڑہ جسکے ۲۷ غلیون جہاز تھے استنادہ پایا کپتان پاشا یہ حالت مشاہدہ کر کے وہیں آبنائے میں ٹھٹک گیا اور جب ٹیونس کے چار غلیون اور دوسرے بک لوگوں کو جہازات بھی اس سے آملے تو سب جہازوں کا جائزہ لیکر دشمن پر حملہ کی تیاری کرنے لگا۔ اس نے حسب ذیل معنوف جنگ مرتب کیں جن جہازوں پر صوبوں کی فوجیں سوار تھیں انہیں مع بک لوگوں کے جہازوں کے واسطے بازو پر رکھا۔ طرابلس الغرب اور عثمانی بیڑہ کے غلیون جہازوں کو بالیں بازو میں مقرر کیا، اور یہی چری سپاہ کے ماحون اور غراب نما جہازوں کو قلب میں رکھا، پھر اس ترتیب کے ساتھ بناوۃ کو بیڑہ پر حملہ آور ہوا جو اپنی سابقہ فتوحات کے گہنڈ میں اب تک بالکل بے حس و حرکت کھڑا تھا اور اسوقت ہوشیار ہوا جبکہ عثمانی جہازوں نے چاروں جانب سے اسی گھیر لیا۔ اب تو بناوۃ کے ہوش گم ہو گئے اور ہاتھ پیر سنسنا اٹھے۔ کپتان پاشا کے امین قاسم پاشا بی کے غلیون نے بناوۃ کے ایک غلیون پر سب سے پہلے حملہ کر کے اسے گرفتار کر لیا اور طرابلس کے غازیوں نے ایک دوسرا غلیون غنیمت کا پکڑ لیا، اسکے بعد ایک عثمانی ماحون جہاز غنیمت کے تیسرے غلیون پر حملہ آور ہوا اور اسے گرفتار کرنے کے قریب تھا کہ ہندقیہ کی سپاہ نے اسے جہاز کا میگزین اڑا دیا اور حماز

پھٹکر پارہ پارہ ہو گیا۔ ترکی ملاہوں نے جہانکب بن پڑاؤ بٹے ہوئے دشمنوں کو  
نکا کر گرفتار کر لیا۔ پھر اس کے بعد غنیم کے چھتے غلیوں میں بھی آگ لگ اٹھی۔ اسی اثناء  
میں اسکندریہ کے کپتان محمد بک کی ماتحتی میں جو فرقہ تھا اس نے بھی غنیم کا پانچواں غلیوں  
گرفتار کر لیا اور جب ترکی سپاہ اُس پر چڑھ گئی تو غنیم کے کسی سپاہی نے جہاز کا میگزین  
اڑا دیا جس سے وہ پھٹ کر ڈوب گیا اور اپنے ساتھ محمد کپتان کا جہاز بھی لے ڈوبا۔  
باقی ترکی جہازوں نے دونوں جانب کے ڈوبنے والوں کو بچایا، پھر ترکوں نے  
تین جہاز غنیم کے اور گرفتار کر لیئے اور یہ حالت دیکھ کر بندقیہ کا امیر البحر بھاگ نکلا جس کا  
تعماق عثمانی بیڑہ نے جزیرہ ایبروڑ تک کیا۔ اس جنگ میں بندوق کے آٹھ غلیوں  
ضائع ہوئے جنہیں سے تین تو جل گئے اور پانچ ترکوں نے سالم گرفتار کر لئے جن کا  
تمام سامان جنگ اور سپاہ بھی اُنکے قابو میں آگئی اس پر ان جنگ میں امیر البحر جنرل  
نیقو کا بیٹا اور اُس کا پرانیویٹ سکریٹری بھی شامل تھے چھ آٹھ سو قیدی ترکوں نے  
گرفتار کر لئے۔ اور بیچرل نیقو دوران جنگ میں مارا گیا اس کے بعد ترکی بیڑہ نے  
جزیرہ بوغچہ آٹم میں آکر اپنے مقتولین کو دفن کیا، اور امیر البحر نے کتھڑا قرہ کوڑھو آندی  
کو اس جنگ کی رپورٹ لیکر دربار سلطانی میں ارسال کیا جس میں تازہ کمک اور  
ذخائر کی بھی درخواست کی گئی تھی، جس وقت یہ قاعدہ دربار سلطانی میں پہنچا ہے سلطان  
نے اسے پیش ہر خلعت عطا فرما کر فوراً حکم دیا کہ کپتان پاشا کی مطلوبہ چیزیں بھی ارسال  
کی جائیں اور سب تمام سامان رسد وغیرہ آگیا تو کپتان پاشا نے جزیرہ ساقر کی طرف  
کو بچ گیا اور وہاں اُس کو گیارہ غلیوں پر ایسے لڑنے کے بیڑہ کے آئے، اور یہاں سے  
وہ آخر توبہ کر گیا۔ اسی زمانہ میں حکومت عثمانیہ کو اطلاع ملی کہ جزیرہ بندقیہ پہنچے اپنے  
بیڑہ کی شکست کا حال سن کر ۱۸۰۸ء خالی اور ۱۸۰۹ء غلیوں جہاز اور بھی آسکی تو توبہ  
کے لئے ارسال کیے ہیں اور وہ بیڑہ چھ ایبروڑ کے کپتان کیلئے روانہ کیا گیا۔ اور جزیرہ  
وہ جزیرہ ساقر سے جزیرہ اسکندریہ کی طرف گیا سپر بناؤ وہ کوا قیہ تھا اور تھوڑی سی  
فرج وہاں پہنچی میرا تار کی گئی جس نے یہاں سے جزیرہ بندقیہ کو مارا جس کے بعد وہاں سے

کی اور بہت کچھ مال غنیمت حاصل کر لائی \*  
 کپتان پاشا کو خبر ملی کہ غنیم کا بیڑہ جزیرہ وکر منگ " " میں موجود ہے تو وہ فوراً انکی طرف روانہ ہوا اور دوسرے دن جزیرہ کو چمک و کر منگ " " صاف ہو گیا۔ تاکہ وہاں کے نزدیک اسپر حملہ کر دیا، لیکن دشمن کے جہازات خوب چمکتے ہوئے رہے تھے اس واسطے دوسری سے گولہ باری ہوتی رہی اور ہوا کی مخالفت ترکوں کو دشمن سے قریب ہونے سے روکتی رہی، دن بھر کی گولہ باری کے بعد شام کو عثمانی بیڑہ اپنے نیل مرام جزیرہ ساق کو چلا گیا اور کپتان پاشا نے وہاں غلیون اور بڑے بڑے جہازوں کو دوسرے کے گھاٹے میں چھوڑ کر چپاس غلیون جہازوں کو سواہل روئسیلیا کی حفاظت پر مامور کیا اور اپنے میں انہی غلیونوں کے ساتھ جزیرہ اغریون کی طرف چلا کر کچھ سوسہ تک جمیں الجھائے اور ان کے اطراف میں غنیم کی جستجو کی اور جب کوئی نہ ملا تو کتریش گیا اور وہاں کے عثمانی سردار سے ملتا ہوا جزیرہ روڈس اور از میرد سونا کو دیکھتا چلا گیا اور از میر میں حیدر کی ناکہ ادا کرتا ہوا وہیں سے ہکت لوگوں کو انکے ملک کی طرف واپس کر کے تھوڑا سا تہ علیہ میں چلا آیا۔ اسیران جنگ اور اموال غنیمت کی بڑی تعداد سلطان دربار میں پیش کی جسکی وجہ سے انعام و خلعت سے سرفراز کیا گیا۔ پھر اس نے سلطان سے گزارش کی کہ جنگی بیڑوں کی سپاہ کو اس مرتبہ موسم سرما کی ٹھنڈی نہ پہناوے اور یہ ذرا دست منظور ہوگئی تو اس نے فوج کو قواعد کی مشق کوئی شروع کی اور بیڑہ میں نہایت عظیم الشان خوبیاں پیدا کر دیں اب ترکی بیڑہ کے طالع اور اس کی بکری فوج ایسی کاروان لگتی کہ اسے بعد میں کوئی ایک ماہ تک نہ دیکھ سکے۔

### کوزلی بحری جنگ

دولت علیہ کہ معلوم ہوا کہ شاہ قہر کا بیڑہ آستانہ سے ڈارڈنلے کے اطراف میں آگیا ہے تو اس نے کپتان مصطفیٰ پاشا اور لوڈوکیا کو جو صراف پاشا کے بعد امیر البحر مقرر ہوا



تھا۔ ترکی بیڑہ کو غنیم کے مقابلہ پر لیجانے کا حکم دیا اور وہ ماہ شعبان کے اوائل میں آناؤ سے باہر گیا، کپتان پاشا نے بناوۃ کا بیڑہ جزیرہ کوز کے روبرو لنگر زن دیکھ کر اسکے اگلے غلیوں جہازوں پر حملہ کر لیا اور وہ کیا لیکن ہوا کی کمی نے اسے مدد نہ دی اور پانی کی روانی ترکی جہازوں کو دکیل کر ساحل روئیلیا کی سمت ہٹا لی گئی اس لئے جاتین سے گولہ باری کا تبادلہ ہونے لگا اور وقت زوال آفتاب سے غروب کے وقت تک برابر طرفین گولہ باری کرتے رہے جس سے دونوں جانب ایکساں ضرر پہنچا اور تمام سطح سمندر ٹوٹے ہوئے جہازوں کے تختوں سے بھر گئی ترکوں نے اس جنگ میں ایسی بے نظیر پامردی دکھائی کہ غنیم اسکا لوٹ مان گیا اور انہوں نے بناوۃ کے دو غلیوں جہاز غرق کر دیے جسکے مقابلہ میں بناوۃ نے نو عثمانی کشتیاں تلف کیں اسکے بعد کپتان پاشا اپنا بیڑہ جزیرہ ساقز کو لگیا اور بناوۃ جزیرہ میلو کو چلے گئے۔ پھر کپتان پاشا کو خبر ملی کہ بناوۃ نے جزیرہ نقشہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اور وہ اپنا بیڑہ لے کر اس کے سر پہنچ گیا، مگر غنیم اس کے دہرے سے بلا جنگ جہل پسپا ہو کر بھاگ نکلا، مورین نے ترکی کپتان کی اس ویلیری کی بہت تعریف کی ہے اور لکھا ہے کہ اس واقعہ سے ترکوں کی سابقہ ناکامی کی عمدہ تلافی ہو گئی۔

۶۷۰ھ میں حسین پاشا سپہ سالار افواج کریٹ کی رپورٹ دربار سلطان میں آئی جس میں وہاں کی فوجوں کی حالت دار کا انظہار اور انکی کمی تعداد دکھا کر لکھا تھا کہ شہر کینڈیا کا فتح کرنا اس قلیل فوج سے ناممکن ہے بلکہ احتمال ہے کہ باقی مفتوحہ مقاموں پر سے بھی قبضہ اٹھ جائے اور اگر دولت علیہ کو اسی سال جزیرہ کا باقی حصہ فتح کر لینا کی سعی منظور نہیں تو مناسب ہوگا کہ مفتوحہ مقام بھی دشمنوں کو واپس دیدے جائیں۔ اور یہاں کی فوج واپس بلا لیا جائے۔ یہ رپورٹ پڑھ کر وزیروں نے ایک خاص مجلس مشورہ منعقد کی اور سوچا جانے لگا کہ کیا کرنا چاہئے تاکہ آخری مناسب تدبیر عملد آدہ ہو سکے۔ ادھر یہ سوچا جارہا تھا اور دوسری جانب بناوۃ کو یورپ سے مدد مل گئی جسکے باعث انکے جنگی جہازات ستر کے قریب پہنچ گئے اور سب اعلا درجہ کے تھے اس لئے انہوں نے

آبنائے ڈارڈنلےز کا ٹاکہ روک لیا اور ترکی بیڑہ کا کلنا غیر ممکن بنا دیا۔ مگر اسی اثناء میں بناوقہ کی بیڑہ کا ایک کپتان مع تیس آوسپاہیوں کے ٹوٹ کر آستانہ علیہ میں چلا آیا اور اس نے مذہب اسلام قبول کر لیا۔ مصطفیٰ پاشا چال پاش آبنائے کے محاذ پر آئے اُس کی کارروائی سے واقف ہو کر سلطان سے سفارش کر دی کہ اس بحری فوج میں عہدہ دیا جائے چنانچہ وہ قلیون کا کپتان اور دارالصناعۃ کانگران بنایا گیا پھر انہی دنوں کپتان مصطفیٰ پاشا پر بڑا تجربہ کار اور لائق بحری افسر متناظر بحری کے عہدہ سے اگلا کمانڈ دیا گیا اور یہ ایسی غلطی تھی جس کا خیا زہ بعد میں بہت بڑا اٹھا پڑا اور نہ اس تجربہ کار شخص نے ترکی بحری حالت کو درست رکھنے میں کمال کر دکھایا تھا اور مصارف بحری کا کوئی حساب یا صلاح ایسا نہ تھا جو اسکے واقفیت سے ثابت ہو اُس کی جگہ سلطان نے میں عالیجی زادہ مصطفیٰ پاشا کو دیگی لیکن وہ ایک عجیب شہادت نفس اور صدد چہ کا آرام لینا تھا ایسی غلطی کہ خدمت اُس نے منظور نہیں کی تو یہ مصر کا حاکم مقرر کر کے جو کس کنگان پاشا کو امیر البحر کے خلیفہ عہدہ پر مامور کیا گیا +

### چٹاق قلعہ کا بحری واقعہ

پہلے کپتان کنگان پاشا کوئی اعلیٰ درجہ کا بحری افسر اور مشہور ولیہ شخص تھا وہ کسی بیچ اس منصب کی قابلیت ہی نہیں رکھتا تھا ہاں صرف مغز القاب کی طرح نے اسی یہ منصب قبول کر لینے کی ترغیب دلائی اور جب وہ امیر البحر ہو گیا تو اُس نے ترکی بیڑہ کی خراب حالت پر کچھ بھی توجہ نہیں کی کیونکہ اُسے خوف تھا کہ اگر زیادہ مصارف کی دینا است کر گیا تو نالائق بنا کر نکال دیا جائیگا، بہر حال اُس نے بیڑہ کی حالت جیسی تھی رہنے دی اور جب سلطان نے وہ سات قلیون، سات ماعون، اور پینتالیس غراب جہازوں کا نامکمل بیڑہ لیکر حیر کافی تعداد کی قواعد دان فوج بھی نہ تھی آبنائے ڈارڈنلےز میں پہنچا اور اناطولیا کے قلعوں کے سامنے لنگر زن ہوا

تو بناؤد کے جہازوں کی منتظم حالت اور ان کی تیاری دیکھ کر ڈر کے مارو سہم گیا ،  
اُس نے اُبنائے کے محافظ خانہ میں ایک جنگلی مجلس منعقد کی اور ساتھی افسروں سے  
صلاح پوچھی تو سب کی رائے یہی ہوئی کہ عثمانی بیڑہ کی حالت ہرگز اس قابل نہیں  
کہ وہ غنیم سے جنگ کر سکو اور بالفرض ہم لڑے تو بجز اسکے کہ سخت نقصانات اٹھائیں  
کوئی صورت مفید نہیں مل سکتی ، پھر ان تمام باتوں کو ایک قرارداد کی صورت میں تحریر  
کیا گیا اور کپتان نے جملہ افسروں کو حکم دیا کہ وہ اس میموریل پر دستخط کر دیں تاکہ اُسے  
آگے بڑھایا جائے مگر سب اس امر سے منکر ہو گئے اور کہنے لگے یہ کپتان کا کام ہے کہ  
وہ رپورٹ کرے یا نہ کرے ہمارا کام مفید صلاح دینا تھا وہ ہم نے کر دیا اس کے  
بعد کچھ سپاہیوں نے اپنی تنخواہ کا مطالبہ کیا اور کپتان نے جنگ کے بعد تنخواہ دینے  
کا وعدہ کیا تو وہ بہم ہو کر نوکری چھوڑ بیٹھے اس سے اور بھی بیڑہ کی حالت ابتر ہو گئی ،  
کپتان نے اس کی کوئی پردہ نہ کی اور باوجود اس کے کہ یہی سبھی سپاہ بھی بیدل  
اور جنگ سے روکتی تھی وہ دشمن پر حملہ کرنے کیلئے تیار ہو گیا اور چوتھی تاریخ ماہ رمضان  
سال ۱۰۸۷ھ کی حملہ کے لئے مقرر کی ، باقی فوج بھی یہ حکم سن کر نافرمانی پر آمادہ ہوئی اور  
اُس نے کہا کہ اس قدر کمزوری کے باوجود ہم لڑ کر اپنی جان نہیں دے سکتی بہت  
سے لوگ پھر جہازوں کو چھوڑ کر چلے گئے اور بیڑہ کی حالت حد درجہ ابتر ہو گئی۔ کپتان  
پاشا اول تو ناخبر بہ کا رہا دوسرے اسپرکچہ ایسی شامت سوار تھی کہ وہ خواہ مخواہ دشمن پر  
حملہ کرنے کے لئے اصرار ہی کرتا گیا اور یہی یہی نا کافی فوج ہی کو لڑانے کیلئے بڑھایا  
سو اتفاق دیکھو کہ جب وہ حملہ کے لئے جہازوں کو حرکت دیکھا تو یکایک جنوب  
مغربی ہوائ نے زور باندھا اور جہازوں کی صفیں درہم و برہم کر دیں اور غنیم کی گولہ باری  
شروع ہو گئی اور اُس نے زور شور سے عثمانی جہازوں پر حملہ کر دیا جس سے ترکی بیڑہ  
اس قدر منتشر اور بے ترتیب ہو گیا کہ اس کے جہازات خود ہی ایک دوسرے سے  
ٹکرائے لگے پانی کی موجیں ، غنیم کے حملے ، اور ہوا کی مخالفت ، ان سب باتوں نے  
مل ملا کر عثمانی سپاہ کو بجز قرار اور کسی امر پر قرار نہ لینے دیا کچھ لوگ ساحل کی طرف

بھاگ گئے تاکہ خشکی میں اتر کر جان بچائیں اور بعض جہازوں نے حملہ کی کارروائی کر دی  
 کپتان نے ان جہازوں کے افسروں کو جنگ کی ترغیب دینی کیلئے چند ہتھیار دیا  
 تو وہ بھی غنیمت کی آتش باری کو جھیل کر منزل مقصود تک نہ جاسکیں اور آب اس کے ساتھ کے  
 جہازوں میں بھی ابتری پڑ گئی ہوا کے تھپڑوں نے قریب قریب چھوٹی کشتیوں کو تمام  
 حصہ برباد کر دیا اور کپتان پاشا مع دوسرے چند جہازوں کے کسی طرح بھاگ کر اناطولیا کی  
 بحری قلعہ کی پناہ میں پہنچ گیا۔ قلعہ کی محافظ سپاہ نے دیکھا کہ دشمن بڑھتا آ رہا ہے اور کپتان پاشا  
 کے جہازوں نے اس کی شہت کو روک کر دشمن پر گولہ باری کر کے کامیاب ہو گئے۔ اس وقت نہیں  
 رہنے دیا تو وہ کپتان پاشا سے جدا آگے بڑھ جانے کا خواہش مند ہوا اور بندل کپتان  
 ڈر کے مارے آگے جانے سے منکر ہو گیا۔ آخر غنیم کے جہاز بالکل نزدیک آئے اور اس  
 دس ترکی غراب گرفتار کر لئے، عبدالرحمن پاشا، اور جرجیک کتھایان دارالمنافعت اور  
 میرام بک اور بہت بک کے جہاز چھین لئے اور ان کے علاوہ سات غلیوں جہازوں  
 کو بھی کپڑ لیا۔ پندرہ غراب، دو ماعون، اور بیس غالی وضع کے جہاز دشمنوں نے جلا ڈالے  
 غرض کہ اس افسوسناک جنگ میں ترکوں کے نقصانات کا اندازہ تقریباً شش جہازوں کا  
 کیا گیا ہے اور عثمانی بیڑ میں صرف بک لوگوں کی چند کشتیاں، اور بارہ غالی وضع کے  
 جنگی جہازات کے سوا کچھ باقی نہیں بچا۔ بناوٹہ کا فتح بڑہ عثمانی بیڑہ کو اس طرح مسمار کر کے  
 جزیرہ بوغیہ اطہ کی طرف بچا گیا اور انیس دن کے محاصرہ کے بعد اسے فتح کر لیا، پھر اس  
 جزیرہ لیموس کو بزدل شیر لیکر اس کے ساتھ ہی جزیرہ ایروز پر بھی قبضہ کر لیا، اس جنگ  
 کے بعد کپتان کنان پاشا کو اسکی حماقت کی بادشاہ میں حکم سلطانی قتل کر دیا گیا اور اب  
 بجائے اس کے سید احمد پاشا کپتان مقرر ہوا مگر بب وہ آبنائے چناق قلعہ کی نقطہ  
 پر مامور ہوا تو اس کی عدم لیاقت ظاہر ہو گئی اس لئے وہ بھی پہلے معزول اور پھر قتل  
 کر دیا گیا اور کتھایان میں ملو ہال محمد پاشا کو امیر البحر کا عہدہ ملا +

بناوٹہ نے مذکورہ بالا جزائر پر قابو حاصل کر لینے کے باعث ترکی بیڑوں کی  
 ناک میں دم کر دیا تھا اور دارالخلافہ کو بھی دھکی دیا کرتے تھے اس واسطے سلطان اور

وزراء ملکیت سب کو اس بات کی فکر لاحق تھی کہ کسی طرح غنیم کو دروازہ پر سے  
 ہٹایا جائے چنانچہ جب عثمانی باقیماندہ بیڑہ جزیرہ کریٹ کی فوجوں کو ملک اور رسد سانی  
 کے کام سے فارغ ہو کر پلٹا تو سلطان نے تمام تر توجہ اس کی درستی پر مائل کی اور موسم  
 سرما کے چار مہینوں میں ساٹھ جنگی جہاز تیار کر لئے گئے۔ آئندہ موسم بہار کا آغاز ہوتے  
 ہی (۳۶) غالی اور غراب، اور چار شاہیہ جہازوں کا ایک بیڑہ باغی کپتان طوپال  
 پاشا بناؤ۔ قہ کے بیڑہ جہازات کو شکست دینے کے لیے ارسال کیا گیا اور وہ ساقر اور  
 روڈس کے پاس سے ہوتا ہوا جزیرہ انجیرلی "صحرایہ" کے نزدیک دو  
 اہل آلتا کے جہازوں سے مزاحم ہوا جو مصر سے آنیوالے جہازات رسد کی تاک میں  
 وہاں ٹھہرے تھے، عثمانی بیڑہ نے بالٹا دال کا ایک غلیون جہاز غرق کر دیا اور دوسرا  
 بھاگ کر نکل گیا لیکن اس کے بہت سے سوار ترکی سپاہ نے گرفتار کر لئے۔ پھر اس بیڑہ  
 نے جزیرہ روڈس کے نزدیک ہی چند غنیم کی کشتیاں پکڑ لیں۔ ابھی ترکی بیڑہ ان ہی  
 کارروائیوں میں مصروف تھا کہ دوسری جانب جزیرہ ساقر کے نزدیک بناؤ قہ کے  
 بیڑہ نے ظاہر ہو کر مصر سے آتے ہوئے (۱۸) رسد سانی کے جہاز گرفتار کر لئے اور  
 انکا تمام سامان ٹوٹ لیا۔ پھر اس نے جزائر مغرب سے آنیوالے آٹھ غلیون جہازوں کا  
 بیڑہ بھی تباہ کر دیا، یہ خبریں دار الخلافہ میں پہنچیں تو وہاں عام ناراضی پھیل گئی اور اب  
 ترکوں کی بحری وقعت کے عود سے لوگوں کو ڈر و س ہو گئی۔ سلطان اور وزراء کو یہی سنتے  
 فکر انگیز تھی، کپتان پاشا طوپال محمد کی یہ حالت بھی کہ اس نے بناؤ قہ کا زبردست بیڑہ  
 دیکھ کر بندرگاہ روڈس سے قدم ہٹانے کی بھی جرات نہیں کی، جزیرہ کریٹ سے متواتر  
 وہاں کی فوج کے فاقوں مرنے اور سامان جنگ سے لاچار ہونے کی خبریں آرہی تھیں  
 آخر حکومت عثمانیہ نے دارالصناعت کو ایک دوسرا نیا بیڑہ تیار کرینا حکم دیا جس میں تین  
 غلیون، دس ماحون، اور تین غالی جہازات ہوں اور جب یہ بیڑہ مکمل ہو کر آتے جنگ  
 وغیرہ سے آرامتہ کر دیا گیا تو اسے جوف میں تھیں انکی افسری کے لئے بنی چری سپاہ کا ایک  
 افسر قاسم آغا نامی منتخب کیا گیا اور شمس پاشا دوائس، ایڈمرل، وکیل کپتان پاشا کی کمان

میں یہ بڑا آستانہ علیہ سے روانہ ہوا

## کوپرلی محمد پاشا کی وزارت

اس زمانہ میں دولت عثمانیہ کی حالت اس قدر بتر ہو رہی تھی کہ خزانہ خالی ہو گیا تھا، بری فوجیں فرقہ بندی اور تفرقہ کی بلا میں مبتلا ہو کر بیکار ہو گئی تھیں، بحری قوت بنیاد قوت کے ہاتھوں برباد ہو چکی تھی، بحر جمع الجزائر کیوںات کے دس نہایت ضروری اور قابل قدر جزیرے اس کے ہاتھ سے نکل گئے تھے اور بنادقہ کا بیڑہ آبنائے ڈارڈنل کے تاکہ پر کھڑا پائے تخت کو دھکی دے رہا تھا۔ اور باوجود ان سب باتوں کے حکومت تھی کہ غفلت کی گہری نیند میں ڈوب رہی تھی اور ایک خلل مٹاتی تھی تو دوسرا خلل پیدا ہو جاتے ایک انتظام کی جگہ میں بد انتظامیاں پھوٹ پڑتیں آخر خداوند قادر و دہلال کو مخلوق کی حالت زار پر رحم آگیا اور اس نے اپنا ایک خاص بندہ ان تمام آشوب کا اندازہ کرنے کیلئے مامور فرمایا وہ بندہ خدا فاضل وزیر کوپرلی محمد پاشا تھا جسکی دانشمندی، قوت انتظام، عالی حوصلگی، جرات، دور اندیشی، اور مزید یہ ہم اس کی سالہا سال کی عجز و کاردی نے دولت عثمانیہ کی ڈھوٹی ہونی گشتی ایک دم میں سلطانی اور سند وزارت کو اپنی قدم سے شرف بخشی تھی حکومت کے ہر صیفہ میں اصلاح و انتظام کی روح پھونک دی، یونہی اس سے لگے وزیر یہی تدبیر ملکداری میں کچھ کم نہیں رہے لیکن بات یہ تھی کہ کوپرلی محمد پاشا دل سے اصلاح اور صلاح مخلوق کا خواہاں تھا اس لئے اس کی ہر ایک بات پڑاؤ میں ہوتی تھی اور جو حال وہ پیدا تھا چل جاتی تھی، اور جو لائق اور نیک دل وزیر نے چند ہی دنوں میں ترکی حکومت کی ایسی کایا پائی کہ جہان سے ضعف و ضعیف کے اسے لڑت دہشت سے مالا مال کر دیا، فوجیں بدستور چرات و شجاعت دکھانے لگیں، غنائے مہم اور غنائے خدا مسر ہو گئی، یہاں تک کہ سلطنت عثمانیہ سنہ تاخیر زندگی اور سنئے دور میں قدم رکھا

## ”قوبرون“ کی بحری جنگ

جبکہ حکومت عثمانیہ کی سیاسی اور انتظامی حالت سخت محذوش ہو رہی تھی اور بناؤدہ کا بیڑہ ڈارڈنلز کا محاصرہ کئے ہوئے ترکی بیڑہ کو اُس سے نکلنے نہیں دیتا تھا، اسوقت صدر اعظم محمد پاشا کو یہ بات سخت شرمناک معلوم ہوئی کہ ترکی سلطنت اعداء سے یوں دبی رہے اور وہ کچھ نہ کرے۔ لہذا اُس نے فوج کی کمان خود اپنے ہاتھوں میں لیکر آبنائے کی طرف بھیج کیا اور قلندہ سلطانیہ کو جو دنا نہ آبنائے پر واقع ہے اپنا مرکز قرار دیکر رومیلیہ کے سواحل پر صفوفانی کے مقام میں اور اناطولیہ کے ساحل پر مقام کفر میں متقدم استحکامات تیار کرانے کے بعد انپر بحاری توپیں چڑھا دیں اور اس طرح ہلکے اطراف میں جسقدر بناؤدہ کے جہازات لنگرزن تھے انکو یہاں سے نکال باہر کرنے میں کامیاب ہوا اگر ابھی بناؤدہ کا بیڑا دس میل کے فاصلہ پر دریا میں مقام کفر کے سامنے استادہ تھا اور وزیر اعظم کو اُسے بھگانے کا خیال دہنگی تھا اس لئے وہ بحری جنگ پر آمادہ ہو گیا اور تمام انتظامات مکمل کر کے اسپر حملہ کر دیا، ایک عرصہ تک دونوں بیڑوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں کہیں ترکی بیڑہ غنیم کو پس پا کر دیتا اور گاہے غنیم کا بیڑہ بھی بیڑہ کو پس پنا ہونے پر مجبور بنا دیتا۔ دونوں طرف کے جہازوں نے وہ وہ جو ہرجرات دکھائے کہ دوست دشمن سب آفرین کہنے لگے۔ آخر میں عثمانی بیڑہ کا ایک ماحون جہاز غرق ہو گیا جو لپٹے ہی ساتھ کے دوسرے ہمشکل جہاز کی ٹکر سے سرفروغ ہوا تھا اور تیسرا ماحون جہاز بناؤدہ نے گرفتار کر لیا، اپنی چری فوج اس حالت کو مشاہدہ کر کے میدان سے بھاگ نکلی اور اپنے غراب جہازوں کو رزنگاہ سے نکال لیگی تہیں غراب اور دس ماحون جہازوں کا ایک ساتھ میدان سے نکل جانا معمولی امر نہ تھا، وزیر اعظم نے ہزاروں دہونس و ہر کے دئے مگر نامرد ہزیرت اٹھانے والوں کے قدم نہیں ٹسکے، صدر اعظم نے دیکھا کہ اب جو کچھ ہو گیا اُس کی تلافی مشکل ہے باقی جہازوں کی حفاظت مقدم رکھنی چاہئے اس لئے وہ خشکی کے استحکامات جو اناطولیہ کے ساحل پر

تھے زیادہ کرنے میں مصروف ہو گیا تاکہ غنیمت کو باقی جہازوں پر دسترس نہ ملے۔ اور ہر  
 بناوۃ نے ترکوں کی شکست کا حال دیکھا تو انہوں نے گولہ باری تیز کر دی اور تین  
 شبانہ روز عثمانی بیڑہ کے لشکر زن جہازوں اور قلعوں پر گولے برساتے رہے، ترکوں  
 نے بھی زور شور کی گولہ باری سے انہیں جواب دیا اور برابر مقابلہ میں ڈٹے رہے،  
 مگر جب غنیمت کو گولہ باری سے کچھ نہ حاصل ہوا تو امیر البحر دوطماس موچینوف،  
 قومنوں کے گھاٹ میں استادہ تھا گرنا کر لینے کو بڑا، وزیر اعظم یہ کیفیت دیکھ کر  
 سخت پریشان ہوا کیونکہ اس کے جہازات نکتے ہو چکے تھے اور جنگ اور فوج نے  
 ناکامی کی تھی، تاہم اس نے اپنے حواس برجا رکھو اور جنگی کے مورچوں میں  
 جو توپچی تھے انکو بہت بندانی اور انعامات کی توقع دلانی شروع کی تاکہ وہ غنیمت کے  
 جہازوں کو توپوں کی زد پر رکھ لیں، چنانچہ ایک توپچی بیسکانام قرہ محمد تھا آگے بڑھا اور  
 اس نے اپنی توپ کو بناوۃ کے ایڈمرل کے جہاز کی طرف سیدہ میں لگا کر شست  
 درست کی اور ایسا بے خطا گولہ رسید کیا کہ اس جہاز کے میگزین میں گرا، العظمتہ اللہ  
 میگزین کا اڑنا تھا کہ ایک قیامت خیز وہہسکا کے کی صدا آئی اور ایڈمرل کا جہاز پاؤ پاؤ  
 ہو کر ہوا میں اڑ گیا۔ ایڈمرل طامس چیننگو اور اس کے ساتھ کے ایک ہزار سپاہی  
 سب ہلاک ہو گئے اور جو جہازات اس کے قریب تھے وہ بھی باطل بیکار ہو کر رہ گئے،  
 بس پھر تو بناوۃ کا بیڑا سرسبکی کے عالم میں پیچھے ہٹا اور ترکوں نے گولہ باری کا تار  
 باندھ دیا جسے کہ تھوڑی ہی دیر میں غنیمت کے کچی اور جہاز بھی کچھ کر ڈالے۔ ایڈمرل طامس  
 چیننگو بناوۃ کا نہایت نامور بحری افسر تھا اس نے ترکوں کو پندرہ سال سے تنگ  
 کر رکھا تھا اور اکثر لڑائیاں فتح کر کے عثمانی بحری قوتت پامال کر چکا تھا، وہ امیر البحر  
 فرانسسکو موروزونی کا نہایت قریبی رشتہ دار تھا جس نے شہر خانیہ پر ترکی قبضہ میں  
 آ جانے کے بعد حملہ کیا تھا۔ اور طامس لنگڑا ایڈمرل مشہور تھا، اس کے قتل ہوتے ہی  
 بناوۃ کے بحری افسروں کے پچھلے چھوٹ گئے اور وہ بھاگ کر جزیرہ بونچہ آلہ میں



پناہ گزین ہو گئے۔ بہانے ہوئے غنیم اپنے چھ غلیوں جہاز بھی چھوڑ گیا جس پر عثمانی بہادر سپاہیوں نے قبضہ کر لیا وزیر اعظم نے اس غیر متوقع فتح پر فدا کا ہزار ہزار شکرا ادا کیا صادق الخدرت لوگوں کو افحاشات سے سرفراز کیا اور ٹکڑوں کو سخت سزائیں دیں، اور قرقمچہ تپہ بھی کو نہایت گراں بہا خلعت عطا کیا، پھر اس نے اپنے جہانداروں کی مرست اور نئے جہازات کی تیاری کا حکم دیا تاکہ دوسرا بیڑا تیار کر کے غنیم کا تعیال کر سکے۔ چونکہ عثمانی بیڑہ کا بڑا حصہ طوپال محمد پاشا کے ساتھ آہٹائے سے باہر تھا اور اب وہ بھی مع جزائر مغرب کے بیڑوں کے آگیا۔ نیز ٹیونس، اور الجزائر کے بیڑے حاضر ہو گئے اور طوپال محمد پاشا نے اپنی مجبوری کا حذر پیش کیا تو وزیر اعظم نے اسی معافی دیکر خلعت سے سرفراز کیا اور تازہ دم فوجیں عطا کر کے جزیرہ بوغیہ اطہ کی فتح پر مامور فرمایا جس نے سخت جنگ کے بعد بناؤدقہ کو دھان سے نکال دیا اور اس کے قلعوں کو درست کر کے غنیم کے جہازات آہٹائے کے پاس سے دور تک ہٹا دئے، پھر جزیرہ بوغیہ اطہ میں کافی تعداد کی محافظ سپاہ چھوڑ کر سہراب پاشا کو انکا افسر بنایا اور وزیر کی خدمت میں واپس آیا، دوبارہ وزیر اعظم نے اس کو پانچ ہزار سپاہ اور ایک یا بیڑہ دیکر جزیرہ یعنی سے غنیم کو نکالنے پر مامور کیا اور دوبارہ کے محاصرہ کے بعد طوپال محمد پاشا اسکو بھی فتح کرنے میں کامیاب ہوا۔ بناؤدقہ کو آہٹائے کے ٹکڑوں سے ہٹا کر اور ترکی بیڑہ کا دستہ صاف بنا کر وزیر اعظم کو پہلی محمد پاشا کے ساتھ مدینہ آستانہ علیہ کو واپس آیا اور سلطان کی عنایتوں کا سزاوار ہوا۔ اسی سال میں جزیرہ یعنی فتح ہوئے کے بعد طوپال محمد پاشا مجددہ امیر البحر سے معزول کر کے جزیرہ سافز کا محافظ مقرر ہوا مگر چونکہ سلطان اس کی طرف سے خوش نہ تھا اس لئے آخر وہ بنوولی کے جرم میں قتل کر دیا گیا۔ طوپال محمد پاشا کے بعد پادشہ نادر محمد پاشا عثمانی بیڑہ کی کمان افسری پر متعین ہوا تھا لیکن یہ چند ہی روز بعد ولی حسین پاشا کے آستانہ علیہ واپس آئے پر اس جہد سے الگ کر دیا گیا اور ولی حسین پاشا کو امیر البحر کا منصب ملیا جو ایک سال تک اس منصب پر رہ کر بالآخر دشمنوں کی سازش سے قتل کر دیا گیا اور پھر بجائو کے

اُس کا باپ کتھا علی پاشا ستھم میں عثمانی بیڑوں کا کمان افسر بنایا گیا اور کتھا علی پاشا کے بعد یہ جگہ حسام بن علی زادہ پاشا کو ملی۔

## ابا تلہ حسن پاشا کی بغاوت

ستھم میں جبکہ حکومت عثمانیہ بناؤ تو آبنائے ڈارڈنلز سے نکالنے کیلئے بحری جنگ میں مہمک تھی ابا تلہ حسن پاشا نے جو فوج سپاہی کا ایک افسر تھا اناطولیہ میں سخت بغاوت برپا کر دی اور تقریباً پندرہ معزول شدہ پاشا بھی اُس کے ساتھ لگے سپاہی فوج کی ایک بڑی دست جماعت بھی وزیر کو پرلی محمد پاشا کے مواخذہ سے بھاگ کر اُس کی ترکیب ہو گئی، اور ابا تلہ حسن نے حکومت عثمانیہ سے وزیر کو پرلی محمد پاشا کی معزولی اور اُسے سزا دینے کا مطالبہ کیا اور کہا کہ طیارہ زادہ احمد پاشا کو وزیر بنایا جائے کیونکہ یہ شخص اُس کو جھٹے کا آدمی تھا، باغیوں کا جتھا ہر روز اس قدر بڑھتا گیا کہ سلطان اور وزراء کی ملکیت سب اُس کے رعب میں آچلی اور سلطان نے مرتضیٰ پاشا والی دیار بکر کی سپہ سالاری میں ایک جہاز فوج اُن لوگوں کی سرکوبی کے لئے مامور کر کے وزیر غلام کو ملکیت ٹرینٹونیا سے اپنے پاس مقام ایڈریا ذیل میں بلایا تاکہ اُس سے باغیوں کے بارہ میں گفتگو فرمائے، اب کنگان پاشا بروصہ کا حاکم بھی باغیوں کی جماعت میں مل گیا تھا اور انکی قوت بہت بڑھ گئی تھی مگر سلطانی سپاہ نے بڑی جرات دکھا کر انکو سخت نقصان کے ساتھ قونیا کی جانب پس کیا۔ علاوہ بریں شیخ الاسلام نے متواتر نصیحت آمیز فتوے باغیوں کو اس ذلیل حرکت سے باز آنے کے لئے ارسال کئے، جھکو دیکھ کر بکثرت نکمراہ راہ راست پر آ گئے۔ اور سلطانی فوج کی پناہ میں داخل ہوئی باغیوں کا زور ٹوٹ گیا تو ابا تلہ حسن سرغہ نے ہی مرتضیٰ پاشا کے پاس اطاعت کا پیام بھیجا اور اپنی اور اپنی ساتھیوں کی جان بخشی کے وعدہ پر اطاعت ماننے کو تیار ہو گیا +

مرتضیٰ پاشا نے شہر حلب میں اس شرط کو منظور کرنے کے بعد ابا تلہ حسن پاشا کو اپنی قابو میں کر لیا اور پھر اُس نے عہد شکنی کر کے تمام باغیوں کو مع اُس کے قتل کر دیا کیونکہ یہ

کبھی ہمیشہ بغاوت کیا کرتا تھا۔ جب سولہ برس میں اباطہ حسن پاشا کا قتلہ ہمیشہ کے لئے فیصلہ کر دیا گیا تو سلطان نے اسماعیل پاشا کو جو استنبول میں اسکا نائب مقرر تھا آواز دیا کہ باقی ماندہ سرکشوں کی سزا دی پر مامور کیا اور خود شہر بروصہ میں آ رہا۔ اسماعیل پاشا نے بڑی خوبی کے ساتھ چند ہی روز کے عرصہ میں فرقہ جلالیہ کے تمام باغیوں کا خاتمہ کر دیا اور سلطنت کو ان کے وجود سے پاک بنا ڈالا +

### دولت علیہ کی شمالی سرحدوں کی لڑائیاں :-

اسی سال یعنی ۱۵۶۹ء میں ہنگری میں شاہ پولینڈ اور شارل گسٹاف شاہ سویڈن کے مابین سخت لڑائیاں ہو رہی تھیں، شاہ سویڈن نے حکومت عثمانیہ سے درخواست کی کہ وہ جنگ پولینڈ میں اس کے مددگار بنے اور اس ملک کو براہ راست اپنے قبضہ میں کر لے مگر سلطان نے اس بات کو منظور نہیں کیا، اور اس کے بعد سلطان کو یہ اطلاع ملی کہ راکوئی حاکم ٹرنیسلونیا اور قسطنطنیہ اول امیر افلاق دونوں شاہ سویڈن کے ساتھ ملکر پولینڈ والوں سے جنگ کرنا کو آمادہ ہو گئے ہیں تو سلطان نے ان دونوں امیروں کو معزول کر نیک حکم دیا اور محنت بک +

مگر راکوئی نے حکم نہ ملوانی سے سرتابی کر کے بغاوت کر دی اور ترکی سپاہ کو لپٹا سرحدوں کے نزدیک ہزیمت پہنچی دی جس کے بعد کپتان کو سہ علی پاشا ترکی افواج کا سپہ سالار بنایا گیا اور اس نے پیش قدمی کر کے راکوئی امیر ٹرنیسلو کو اس کے بیٹے کے ساتھ ملکر مغلوب کر لیا پھر اٹانوس برکی کو ملک سے اڑا دیا اور اٹانوس کا قریبی متین کر کو بعد میں شہر ٹریگوویشہ کو جو آندوں افلاق کا دارالصدر تھا برباد کر ڈالا اور تقریباً بیس ارب تیاں نئی بسائیں، اور چونکہ یہ لڑائیاں حکومت ہنگری کی سرحدوں پر ہوئی تھیں اس لئے ان سے بعد سلطنت آسٹریا کو بھی کچھ صدمات پہنچے اور اسکی سرحدیں لینین کچھہ خلل آگیا۔ آسٹریا نے اپنے سفیر کی معرفت سلطنت عثمانیہ سے اس معاملہ میں مناسب فیصلہ کی درخواست کی تو حکومت عثمانیہ نے اس کو اسے مسترد کر دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اپنا تمام زور پیش قدمی اور

قلعہ دارات منہلہ سے حکومت عثمانیہ کے ہاتھوں سے واپس لے لیا تھا۔ ان واقعات کے ایک سال بعد حکومت سینیہ نے صوبہ ٹرنیٹو نیا پر ایک نیا حاکم باقی میخائیل نامی مقرر کیا جو وہیں کا ایک ذمی رتبہ امیر تھا اور یہ آخری قوال تھا جسکو دولت علیہ نے اپنی معرفت مملکت ٹرنیٹو نیا کا حاکم بنایا۔ اس شخص نے برابر میں سال حکومت کی اور محاصرہ دیانا کے بعد اسکا بیٹا اس ملک کا حاکم ہوا۔ نیز یہی اثنا ریں سلطنت عثمانیہ کو چند ایسے کاغذات ملے جن سے معلوم ہوا کہ جزیرہ کریٹ کو ترکی قبضہ میں داخل ہونے سے پہلے کیواسطے حکومت فرانس نے بنادوق کو درپردہ آلات جنگ سے مدد دی تھی، یہ کاغذات سیوی لہی فرانسیسی سفیرستانہ علیہ کے پاس آئے تھے اور وزیر اعظم کو پرلی محمد پاشا کے ہاتھ لگ گئے، چنانچہ اسی بنا پر حکومت علیہ نے سنیہ میں سفیر فرانس کے بیٹے کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور ایک سال محبوس رکھا پھر وزیر کو پرلی محمد پاشا (۶۷) ربیع الاول ۱۱۱۷ میں بھام ایڈریا فیل بجر اسی سال فوت ہو گیا۔ یہ فاضل وزیر بڑا مدبر اور تجویہ کار سیاسی تھا اور سب سے بڑی خوبی جو اس میں پائی گئی وہ صدق نیت اور خلوص کی بے مثل صفت تھی، اس کے زمانہ میں حکومت کی داخلی اور خارجی حالت بہت سدہر گئی اور متعدد لڑائیاں بھی فتح ہوئیں، اسکے بعد سلطان نے اس کے فرزند فاضل محمد پاشا کو وزیر بنایا جس کی عمر میں سال سے زائد نہ تھی مگر باریقت اور معاملہ فہمی کے لحاظ سے وہ اپنے باپ کا مثل تھا علاوہ انہیں کو پرلی محمد پاشا نے اس کو ایک عرصہ تک اپنے ساتھ کام کرنے کے اصول خوب سکھائے تھے اور مرتے وقت اسے تمام نشیب و فراز کی وصیت کر دی تھی جس سے اسکو ایک بنا بنایا راستہ مل گیا اور اسی پر چلکر اس نے بھی ناموری حاصل کی۔

### جنگ آسٹریا۔ فتح ایوار۔ اور جنگ سان گوتار۔

آسٹریا نے بہت کچھ حد سے باہر قدم نکالے تھے اور مملکت ٹرنیٹو نیا کے معاملات میں دخل دینا شروع کر دیا تھا جبکہ جو حکومت نے باقی میخائیل کو اس ملک کا حکمران بنادیا

تو آسٹریا نے اس کی مخالفت میں اپنی طرف سے ایک امیر کیا "Komeny" نامی منتخب کر کے اس ملک پر حکمرانی کیلئے ارسال کیا۔ یہ حالت دیکھ کر عسکر کو سہ علی پاشا اسپر حملہ آور ہوا اور کو میاٹوس کو قتل کرنے کے بعد آسٹروی سپاہ کو حکومت ٹرنسولونیا کے علاقہ سے نکال دیا، پھر اس نے حکومت علیہ سے درخواست کی کہ وہ ملک آسٹریا کی سرحد کا وہ قلعہ جو امپراطور لیو پولڈ دوم نے بنوایا ہے اور جس کا نام زہ دیوار ہے منہدم کرنے کی تحریک فرمائے اور حکومت آسٹریا اور بناوہ کی جمہوری حکومت کے معروضات صلح پر ہرگز توجہ نہ دے گی۔ دولت علیہ نے حکومت آسٹریا سے قلعہ مذکور کے منہدم کر دینے کا مطالبہ کیا اور اس نے تعمیل حکم میں تامل کیا تو اوہر سے اعلان جنگ دیدیا گیا۔ چنانچہ ستمبر ۱۸۰۵ء میں آسٹریا پر فوج کشی شروع ہو گئی اور سلطان نے ایڈریانوپل میں اگر وزیر اعظم احمد پاشا کو سپہ سالار اعظم کے منصب پر متعین فرمایا پھر ایک لاکھ بیس ہزار سپاہ اس کی ماتحتی میں دیکر اسے آسٹریا کی سمت روانہ کیا۔ احمد پاشا اور سک بودین، اور، اسٹراگون کے رستہ سے پیش قدمی کرتا ہوا قلعہ ایوار "Graz" پر پہنچ گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ ترکوں نے پہلے ہی ستمبر میں یہ قلعہ ایک مرتبہ فتح کر لیا تھا۔ لیکن بعد میں یہ پھر آسٹریا کو واپس مل گیا۔ ابھی عثمانی سپاہ اس قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئی کہ اُنکے پاس ایک عظیم الشان لمبی فوج زیر ماتحتی خان احمد کرے حاکم کریمیا کے فرزند کے آگئی جسکی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی اور اسمیں صرف بیس ہزار کے قریب قزاق فرقہ کے سپاہی تھے چنانچہ ایک ماہ کا دل شہر کا سخت محصور کرنے کے بعد یہ شہر مطیع ہو گیا اور ستمبر ۱۸۰۵ء میں وزیر اعظم احمد پاشا فاتحانہ حیثیت سے اسمیں داخل ہوا۔ اسکے بعد وزیر مذکور نے دریائے ڈینیوب پر پل بند ہوا کر اسے عبور کیا اور اسٹراگون کی سمت سے دریائے پار جاکر آسٹروی سپاہ سے مقابل ہوا جو باقی جبرل موتیکو کو لی "Gomel" اس سے جنگ کرنے کو آئی تھی۔ عثمانی سپاہ نے اس فوج کو نہایت بُری طرح ہزیمت دی۔ اسی ہزار صدمت جنگی قیدی گرفتار کئے اور مال غنیمت تو اس کثرت سے ہاتھ لگا جاکا شمار شکل ہے شاہنشاہ آسٹریا یہ دردناک خبر سن کر سن ہو گیا اور اب اس کو دوسری مصیبت یہ پیش آئی کہ عثمانی سپاہ اس کے دو صوبوں



فوراً ترکی صدر اعظم کو پیام صلح بھیجا اور کہا کہ معاہدہ زید قہ توروک کے شرائط پر صلح کر لیجے  
 اور اس کے علاوہ تیس ہزار پونڈ سالانہ خراج بھی لینا قبول فرمائے۔ صدر اعظم نے اس پیام  
 کو ایک عرصہ تک کھٹائی میں ڈال رکھنا مناسب تصور کیا اور قلعہ یانق کی طرف اُسے منسوخ  
 کرنے کی نیت سے پیشقدمی کر دی، ابھی عثمانی سپاہ دریائے دابت سے *Reas*  
 سے عبور کر رہی تھی کہ آسٹری فوج زیر کان سپہ سالار اعظم جنرل موتیگو کوئی کے اس  
 سے مقابل ہوئی اور پورے ایک دن کی سخت خونریز جنگ کے بعد *شش* اہ میں ترکوں  
 نے آسٹری سپہ سالار کو ہزیمت دی، یہ لڑائی نہایت سخت تھی اور ترکوں کے  
 دس ہزار جوان اس میں کام آئے، آسٹرین فوج کے ساتھ اس جنگ میں کونٹ کو لین  
 فرانسیسی جنرل بھی مع چھ ہزار فرانسیسی سپاہ کے شریک تھا اور فرانس والوں کی یہ لڑائی  
 آخراً اُنکے اور ترکوں کے مابین عداوت پڑنے کی باعث ہوئی جسکا ذکر آگے چلے  
 آئیگا۔ اس جنگ کا نام سینٹ گونار کی جنگ کے ساتھ مشہور ہوا کیونکہ یہ لڑائی اسی نام کو  
 ایک کینسہ کے نزدیک ہوئی تھی۔ ترکی صدر اعظم نے فہیم کو ہزیمت دینے کے بعد اپنی  
 باقی ماندہ سپاہ قصبہ واسوار *حیدر آباد* میں فراہم کی جہاں دونوں حکومتوں  
 کے مابین شرائط صلح طے پائے اور *شش* میں معاہدہ تحریر کیا گیا جسکا حاصل یہ تھا کہ  
 آئندہ حکومت آسٹریا کو بھی ٹرنسولونیا کے اندرونی معاملات میں دخل نہ دیگی اور ایانی میں قبائل  
 کوٹاں کا حکمران تسلیم کرے گی، زہ زینوار کا قلعہ منہدم کر دیا جائیگا اور پھر اُسے کبھی تعمیر نہ کیا  
 جائیگا۔ اور وہاں جو نو فوج تان وان جنگ دیا جائیگا، علاوہ اس کے کہ ایوار، اور نووگراد  
 کے دونوں قلعوں حکومت عثمانیہ کے قبضہ میں رہیں گے۔ مملکت ہنگری کے چار صوبے بھی دولت  
 عثمانیہ کے پاس رہنے دئے جائیں گے اور اب سے پیشتر جانیین میں جتنے معاہدے ہو چکے  
 ہیں آئندہ ان سبہوں کی پابندی لازم سمجھی جائیگی ۴

فتح کینڈیا اور ایک چھوٹی سی بحری لڑائی

۱۵۰۰ سے اب تک یعنی ۵۰ سال تک ہر سال کامل ہجریہ کو ریٹ پر قبضہ کر لیا گیا

کوشش جاری ہوئی گزر گئے تھے اور باوجود اس کے دولت علیہ کو اندرونی کمزوریوں کے باعث اسے پوری طرح فتح کرنیکا آج تک موقع نہیں حاصل ہوا تھا، بحری قوت کی بربادی، اور اناطولیا اور یورپ کے علاقوں میں بغاوتوں کا زور اسے کریٹ کی طرف کامل توجہ کرنے سے روکتا ہی گیا لیکن جب اس طرف سے ایک طبع اطمینان ہویا تو دولت علیہ نے کریٹ کی خبر لی، وہاں کی جنگ اور سپاہ کا افسر بدلا گیا اور عثمانیہ میں عسکرت احمد پاشا کو سپہ سالار افواج کریٹ بنایا گیا جیسے پوری کوشش سو کام لینے کا حکم ملا اور تازہ کمک اور سامان رسد کا ذخیرہ اُسے پہنچایا جانے لگا۔ کپتان علی پاشا ابن حسام الدین بک کو حکم ملا کہ جنگی بیڑہ لیکر بحری بیض متوسط میں نکلے مگر جبکہ وہ رستہ ہی میں فوت ہو گیا تو اس کی جگہ کپتان عبدالقادر پاشا کو ملی یہ سردار بھی چند روز سے زائد اپنے عہدہ پر نہیں رہا، اور اب قرہ علی پاشا حاکم دیار بکر بحری افسری کے منصب پر مقرر کیا گیا، سلطنت عثمانیہ نے حکومت ٹرینسلوانیا کا انتظام مکمل کر دیا تو اس کی نیت کریٹ کی فتح کا نکلہ کرنے پر مائل ہوئی اور فوجیں بھی روانگی شروع کر دی گئی، صدر اعظم احمد پاشا کریٹ کی افواج کا سپہ سالار بنایا گیا اور عثمانیہ میں وہ اس طرف روانہ ہوا، اور عثمانی بیڑے ہی باتحتی کپتان مصطفیٰ پاشا روانہ کئے گئے، وزیر اعظم نے کریٹ پہنچکر قلعہ کینڈیا کے فتح کی تدبیریں کیں اور اسی اثنا میں مصری بیڑہ جو عثمانی بیڑہ کی شرکت کر لئے آتا تھا رستہ میں بنا دقہ کے بیڑہ سے دوچار ہو گیا اور جانین سے جنگ ہو پڑی مصری بیڑہ ہزیمت پا کر بھاگ نکلا اور بنا دقہ نے اس کے کمان افسر رمضان بک کو گرفتار کر لیا۔ ادھر صدر اعظم نے کینڈیا کا محاصرہ سخت کیا تو بنا دقہ دول یورپ سے فریادی ہوئے اور دول نے انکو امداد دینے کا وعدہ بھی کر لیا دوسری جانب سلطان نے یہ دیچہ کہ ترکوں کو بحیرہ کریٹ میں پوری کامیابی نہیں ہوتی تو وہ ہندس نفیس دلاں جلنے کیلئے آمادہ ہو گیا اور یہ خبر افواج کریٹ نے سنی تو انکو سخت غیرت دامگیر ہوئی کہ سلطان کو ایک جزوی معاملہ کیلئے اتنی زحمت دیجائے۔ وہ نہایت مستعدی کے ساتھ سرگرم جنگ ہو گئے، دلاں آستانہ عالیہ میں بنا دقہ، فانس اور آسٹریا کے سفیروں سے



عزم سلطانی ملتوی کرانے کیلئے زور لگانا شروع کیا تاکہ اسی اثنا میں وہ کینڈیا والوں کو مدد پہنچا سکیں، چنانچہ سلطان نے افواج کریت کے سپہ سالار صدر اعظم کو تاکیدی احکام ارسال کئے کہ جس طرح ممکن ہو کینڈیا کو جلد تر فتح کر لے۔ بیسٹنہ میں سلطان کا ارادہ جو یہ کریت جانے کا نیکر بناؤ کہ نے ایک جنگی بیڑہ جمع الجزائر یونان کے سمندر میں ارسال کر دیا تاکہ وہ ترکی حکومت کو اس طرف ابھالے چنانچہ اس بیڑہ کا ترکی بیڑہ سے تو مقابلہ نہیں ہوا لیکن مصری بیڑہ اسکی زد میں آگیا اسکے علاوہ جبکہ بناؤ کہ کا بیڑہ ان اطراف میں پہنچا۔ تو طرابلس الغرب کے چھ جنگی جہازوں کا بیڑہ جو کسنڈرہ اور سلانیٹ کے سمندروں میں ان دونوں مقامات کی حفاظت کیلئے گشت کر رہا تھا اس سے دو چار ہو گیا، بناؤ کہ کے بیڑہ میں تین غلیون اور سترہ قوطہ جہازات اور کشتیاں تھیں اور اس کی کمان جنرل جو روجی کر رہا تھا طرابلس کے بیڑہ سے اور اس سے جنگ شروع ہوئی تو کیتان قبلان مصطفیٰ پاشا جو اسی وقت بحرا بیض میں ترکی بیڑہ لیکر آیا تھا طرابلس والوں کی کمک پر اپہنچا عثمانی بیڑہ میں پچیس مختلف قد و قامت اور قسم کے جہازات تھے، بناؤ کہ عثمانی بیڑہ کی صورت دیکھتے ہی بہاگ چلے مگر ترکی کیتان نے انکی واپسی کا راستہ مسدود کر دیا اور چند گھنٹوں کی جارحانہ کارروائی کے بعد بناؤ کہ کے دو غلیون جہاز چھین لئے، اور باقی جہازات کل گئی، گرفتار شدہ غنیم کے جہازوں میں ایک سو چار مسلمان جنگی اسیر بھی تھے جنکو ترکی بیڑہ نے رہائی بخشی ترکی موغین نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ بناؤ کہ کا امیر البحر بھی اس جنگ میں مقتول ہو گیا تھا مگر یورپ کے موغین اس سے منکر ہیں۔ اس جنگ کے بعد ایک اور بحری جنگ قلعہ کینڈیا کے سامنے ہی بناؤ کہ اور ترکوں کے بیڑہ میں ہوئی، ترکی بیڑہ میں صرف بارہ کشتیاں تھیں جو بزرگ کینڈیا کی نگاہداشت پر رہاں تھیں، اس جنگ میں ترکی بیڑہ نے شکست کھائی، لہذا واقعات نے صدر اعظم کو پر پٹی احمد پاشا کے حوصلوں کو ذرا بھی پست نہیں ہونے دیا بلکہ وہ بدستور شدت کے ساتھ شہر اور قلعہ پر حملے کرتا رہا، ایک خوابی یہ تھی کہ دریا کی سمت جو شہر کا محاصرہ ٹوٹ گیا تھا۔ اس لئے محصورین کو ایک سو پین بیڑے لئے امداد پہنچا دی، یہ چھ ہزار فرانسیسی فوج تھی جن میں کثرت وہاں کے معزز لوگ شریک ہو اور یہ لوگ کھانگتی

ڈیوک دی نوائیل دو *Maillebois* اہل کینڈیا کی امداد کو منسلک میں آئے تھے پھر چند روز بعد پوپ روم، اٹلی، اور، ڈیلاسیا، والوں کی طرف سے بھی چند جہاز تازہ مکمل اور سامان رسد لیکر پہنچ گئے جس سے محصورین کا بازو قوی ہو گیا، ترکوں کا حوصلہ شہر والوں کو کمک ملتے رہنے سے پست ہونے کی جگہ اور بڑھ گیا تھا، اور اب وہ بڑے زور شور سے حملے کیا کرتے تھے، شہر سپاہ اور فصیلیں بڑی بڑی سرنگوں کے ذریعہ سے اٹھا ڈالی تھیں اور محصورین کی محافظ سپاہ کو تباہ کر دیا تھا، غرض کہ جب شہر کی محافظ سپاہ میں صرف چار ہزار شخص باقی رہ گئے تو وہ ان کے بدقتی افسر جنرل موروزینی نے قوت مدافعت پر کاروائی اختیار کر لی اور یکم جمادی الاولیٰ سنہ ۱۱۰۰ھ کو وزیر اعظم کو پیرلی احمد پاشا فاتحانہ طعناقی سے شہر کینڈیا میں داخل ہوا۔ اور جنرل موروزینی نے بحیثیت نائب جمہوریہ بندقیہ ہونیکے جزیرہ کریٹ کو ماسواتین بندرگا بھی، یعنی کرابوسہ، *Coma buaa* "سودا" *Suda* اور اسپینا لونگہ، *Sipina longa* کے ترکوں کو سپرد کر دیا۔ اور شرائط تسلیم جانی میں پہلے ہی طے ہو گئی تھیں۔ وزیر اعظم نے اس فتح کا مشورہ خاص اپنے قلم سے لکھ کر دربار سلطانی میں ارسال کیا اور کینڈیا کے قلعوں کی فکرت و رنجت درست کرانے کے بعد وہاں کے انتظام حکومت وغیرہ سے فارغ ہو کر استنبول واپس آ گیا اور سلطانی انعام و ہربانی سے سرفراز ہوا۔

جنگ کریٹ کے اثنا میں فرانس کی حکومت بلاد مغرب یعنی ٹیونس، الجزائر، اور طرابلس الغرب، کے بیڑوں سے جنگ کرنے کی واسطے اپنے جنگی بیڑے، با تاختی ایڈمرل بیوفور، *Beaufort*، ایڈمرل ڈیوکسن *Duguesne*، ایڈمرل ڈوسٹری *D. Estree* اور ایڈمرل ٹورویل *Touville* وغیرہ کے متواتر بھیجتے رہے اور اسکا دعویٰ یہ تھا کہ ان ملکوں کے بیڑے فرانسیسی جہازوں پر چھاپے مارا کرتے ہیں، پھر آخر میں فرانس کے حکمران لوئی چہارم نے ایک فوجی فہم الجزائر کے سواہل پر چھلکی نامی ایک مقام کو فرانسیسی قبضہ میں لے لینی کی نیت سے ارسال کیا تو حکومت عثمانیہ یہ خبر یا کہ سخت غضبناک ہوئی یہاں تک کہ جب قدر فرانسیسی ماجر سلطنت

عثمانیہ کے بند گاہوں میں موجود تھے وہ اپنی حکومت کے اس طرز عمل سے بید خوف زدہ ہو کر اُسے نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگے اور اُنہارنار شاہ اندی کرنے لگے ،

مذکورہ بالا سبب اور نیز اس سبب سے کہ فرانس نے بنا دقہ کو مدد دی تھی دولت علیہ فرانس سے ناراض ہو گئی تو مسیو کو لیر و زیر فرانس اس خفگی کو دور اور پھر سابقہ دوستی قائم کرنے کیلئے کوشاں ہوا اور اُس نے اپنے سفیر مقیم آستانہ کو جبکا نام مسیو دی لاہی تھا تعلقات کی کشش دور کرنے میں کوشاں ہو نیکا حکم دیا ۔ مگر جب سفیر مذکور نے وزیر اعظم کو پرلی احمد پاشا سے اس بارہ میں گفتگو چھیڑی تو اُس نے سفیر کو ڈانٹ بتا کر خاموش کر دیا ۔ اور جب اس سفیر کے بنائے کوئی بات نہ بنی تو شاہ فرانس نے ایک دوسرا سفیر مار کوئس دی توائل نامی *Monsieur de Toulon* مطابق مسئلہ میں ارسال کیا جسکے ساتھ چار جنگی جہاز لگا

ایک بیڑہ بھی تھا تاکہ شاہ اس طرح حکومت عثمانیہ پر اپنا رعب جمل سکے ، اور اُس نے اپنے نئی سفیر کو یہ بھی حکم دیا کہ اگر سلطان تیری بات کو منظور نہ کریں تو سفارت اور فرانسسی رعایا میں سے جو لوگ یہاں آنے کو تیار ہوں سب کو انہی جہازوں پر سوار کر کے لے آنا ۔ وزیر اعظم نے اس سفیر کی درخواست پر یہی کوئی توجہ نہیں کی اور قریب تھا کہ دونوں حکومتوں پر جنگ ٹھن جائے لیکن مار کوئس دی توائل نے کو لیر و زیر اعظم حکومت فرانس کی ہدایت کے مطابق ایسی نرمی اور خوشامد سے کام لیا کہ آخر اُس نے سلطان کو رضامند بنا کر دونوں گونینٹوں کے مابین دوستانہ تعلقات از سر نو قائم کرادیے ۔ اور *۱۸۲۰*ء میں کامیابی کے ساتھ معاہدہ تحریر کرایا ۔

## جنگ پولینڈ اور معاہدہ بوجاش :-

*۱۸۰۶*ء میں قوزاق کے دو گروہ جنہیں سے ایک کا نام صاری قاش اور دوسرا کا نام زایور وگ مشہور تھا آپس میں سرگرم جنگ ہو پڑے ، اول الذکر فرقہ علاقہ اوقرین میں رہتا تھا ، اور دوسرا گروہ اُس علاقہ میں سکونت رکھتا تھا جو شہر *Odessa* اور دنا نہ دریا کے بائیں ہے ، ان دونوں گروہوں کے لوگوں نے خان کریمیا

سے امداد طلب کی اور آخر کار صارتی قماش فرقہ سلطنت عثمانیہ کی جانب میں داخل ہو گیا جس سے قلمرو عثمانیہ کی وسعت بڑھ گئی اور علاقہ مذکورہ اُس کے زیر اثر آ گیا، پولینڈ کے حاکم میخائیل نے اس بات کو دیکھ کر غوی کیا کہ اوکراین "ہندہ ہند" کا صوبہ اُس کے ملک کا ایک حصہ ہے اور مذکورہ بالا قوزاق فرقہ کا حاکم ڈورو زینسکو *Doroshenko* مفسد لوگوں کا سرغنہ ہے چنانچہ اُس نے قوزاق کے اس گروہ پر فوج کشی کر دی اور حکومت عثمانیہ کو یہ بات ناگوار گذری کیونکہ اس میں اُسکی حق تلفی والا نت تھی، چنانچہ اُس نے ہی ۱۸۳۱ء میں پولینڈ پر ہلان جنگ کر دیا اور بہ نفس نفیس فوجی کمان کرتا ہوا ایسا قحی کے علاقہ سے دریاے ڈینیوب کو عبور کر کے مملکت ہستان اپنی پولینڈ میں داخل ہو گیا سلطان خوتین "Chakrim" کے رستہ سے گیا تھا اور اُس نے سب سے پہلے قلعہ قانیچہ "Cannicie" پر محاصرہ ڈال کر اُسے فتح کیا پھر پوڈولیا کے علاقہ میں گھسکر ایبو "Lemleag" اور لوہن "Lelale" نامی دو شہر پر قبضہ کر لیا جو اس صوبہ کے مشہور مقام تھے اور اُس زمانہ کی عادت کے موافق ترک سپاہ نے ہر طرف لوٹ مار شروع کر دی پھر تو شاہ پولینڈ کو صلح کی درخواست کر نیکی سوا کوئی چارہ نہ تھا چنانچہ اُس نے ان شرائط پر صلح کی درخواست کی، اوکراین کا علاقہ صارتی قماش قوزاق کو دیدیا جائیگا اور پوڈولیا کا صوبہ حکومت عثمانیہ کو اور اُس کے ماسودہ والہ کے بیس ہزار پونڈ سالانہ خراج نذر ہوتا رہیگا۔ اور سلطان نے یہ شرائط منظور کر کے جو جاکش "Seyid" کا معاہدہ لکھ دیا۔ پھر سلطان ایڈریا نوپل کو واپس آ گیا اور سلیم کرائے خان کر لیا کہ اُس کے ملک کی طرف واپس جانے کی اجازت دی جو ان دنوں میں سلطان کے ہمرکاب رہا تھا۔ میخائیل کے مرنے کے بعد پولینڈ کی حکومت ہندو انتخاب ہنری سویمسکی کو ملی اور اُس نے شرائط صلح پر عمل درآمد نہیں کیا تو دولت علیہ نے دوبارہ پولینڈ پر فوج کشی کر دی، اس مرتبہ جنگ کی حالت یہ تھی کہ کبھی ترک فتیاب ہوتے تھے اور گلہ پولینڈ والے غالب رہتے ۱۸۳۱ء تک برابر سلسلہ جنگ و جدل جاری رہا جس میں کبھی خوتین، اور قانیچہ کے شہر اور پوڈولیا اور اوکراین کے صوبے تاتاریا

اور عثمانی ترکوں کے قابو میں آجاتے اور گاہے پولیٹرو والے انکو واپس لے لیتے پھر آخر کار  
۱۸۳۸ء میں سلیم کر آئے خان کریمیا نے متوسط بنکر صلح کرادی اور بوجاش کے معاہدہ  
کو ادا سے خراج کی شرط نکال کر اسے نو تازہ کرادیا ۱۸

۱۸۳۸ء میں وزیر اعظم احمد فاضل پاشا نے ۴۷ سال کی عمر میں دنیا سے رحلت  
کی۔ یہ لائق اور مخلص وزیر پندرہ سال تک اپنے بزرگ باپ کے بعد نہایت عمدگی سے  
ادولت علیہ کی خدمت میں انجام دیتا رہا تھا اور استقر ہر دلعزیز بن گیا تھا کہ اسکی وفات پر سلطان  
اور ارکان دولت کو حیرت و حیرت و حیرت یہ ہے کہ اس سے تودہ خصال وزیر نے اپنے  
عہد میں دولت عثمانیہ کی غیر مردہ حالت اسے نو بہ سن ہمال دی تھی اور سیاست ملک میں تمام  
دولت یورپ سے بازاری لیگیا تھا۔ وفات سے چند ہی روز قبل سلطان نے اسے پولیٹرو  
اور اسٹریا کی جنگ پر جانیوالی فوجوں کی کمان کرنے کا حکم دیا تھا جنکے اسباب بعد میں  
بیان ہونگے، اس نامور وزیر کے بعد وزارت کا منصب اس کے بہنوئی قرہ مصطفیٰ  
پاشا کو دیا گیا مگر یہ شخص غلا وہ اسکے کہ اپنے لائق سلف کا ہم کچ نہ تھا بڑا نامعقول اور  
حکومت کیلئے باعث ہر بادی نکلا کیونکہ اس نے ہر دیانتی کر کے عہدوں اور معاہدوں  
کی تجارت کرنی شروع کر دی، اس کی بی نظمی سے تاتاریوں نے بغاوت برپا کر دی اور  
صوبہ اوکرتین میں آتش جنگ مشتعل ہو گئی، تاتاریوں نے یہ دیکھ کر کہ وہ تنہا دولت عثمانیہ  
سے کبھی مقابلہ نہیں کر سکتے حکومت روس سے امداد مانگی اور روسی حکومت جو توں  
سے دولت عثمانیہ کی ترقی پر غار کھائے بیٹھی تھی اور دلیں حسد کی آگ سے جل رہی تھی۔  
موقع پاتے ہی ۱۸۳۸ء میں ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ تاتاریوں کی مدد و معاون بنی  
اور قلعہ چھبرین "Rus" کو فتح کر لیا جسکا انجام یہ ہوا کہ روس حکومت عثمانیہ  
اور تاتاریوں کے مابین جنگ چھڑ گئی اور بہت عرصہ تک قائم رہ کر معاہدہ راڈرن پر ختم ہوئی  
جسکا ذکر آگے چلے آئیگا۔

ولایات مغرب کے بحری قزاقوں و فرانس کی جنگ۔

فرانس کے جہاز اٹھ اور ولایات مغرب کے بحری قزاقوں کے مابین یونٹو ہمیشہ ہی چھیر چھڑ

چلی جاتی تھی مگر سالہ میں ایک فرانسیسی جنگی بیڑہ ایڈمرل ڈوکسن "Duguesne" کی کمان میں جزیرہ ساقز کے گھاٹ میں آیا جہاں طرابلس الغرب کے غلیون جہازوں کی مرمت جاری تھی فرانسیسی بیڑہ میں آٹھ غلیون جہاز تھے جو شہر ساقز پر گولہ باری کرنے لگا اور طرابلس الغرب کے جہازوں کو جلا دینا چاہا، یہ ناگہانی دست درازی عثمانی بیڑہ جہازات کے عام افسر کپتان قرہ ابراہیم پاشا کے سامنے کیگئی جو تیس شانیہ کشتیوں کا بیڑہ لئے ہوئے دلاں موجود تھا، اور اُس نے دیکھا کہ فرانس والوں کی گولہ باری سے طرابلس الغرب کے بیڑہ کو بیک وقت نقصان پہنچا۔ تیسرے جب یہ خبر دار الحکومت قسطنطنیہ میں پہنچی تو حکومت عثمانیہ نے مارکوس گلیورگ کو سفیر فرانس کو سخت ڈانٹ بتائی اور کہا کہ ابھی تک اور تمام فرانسیسی رہا یا کو حدود مملکت سے نکال باہر کر دیا جائیگا۔ ورنہ اس نقصان کا ہرجانہ دینے اور شہریروں کی سزا دی کا انتظام کرو۔ سفیر مذکور کے ہوش گم ہو گئے اور اُسے یہ کہتے ہی بنا کہ واقعی یہ حرکت معاہدات کے بالکل خلاف ہے اور اُس نے عذر کیا کہ غالباً فرانسیسی بیڑہ کی یہ جہارت حکومت فرانس کی لاعلمی کی حالت میں ہوئی جو گورنٹ عثمانیہ مجبور اس قدر مہلت عطا کرے کہ میں اپنی حکومت سے اسکی بابت دریافت کروں۔ بہر حال اسکو چند دنوں کی مہلت دی گئی اور اُس نے جواب لنگوایا جس میں ظاہر کیا گیا تھا کہ حکومت فرانس اس بے اعتدالی سے محض ناواقف ہے اور وہ عنقریب شہریروں کو انکی کراچی کی سزا دیگی جسکے ساتھ ہی دولت علیہ سے بہت کچھ عذرت کیگئی تھی اور سفیر مذکور نے وزیروں کو تحائف دیکر سلطان کی خدمت میں اپنی سفارش کرائی تب جا کر اُس کی خطا معاف ہوئی اور سلطان نے اُسے حاضری دربار کا موقع عطا کیا۔ اس واقعہ سے سمجھ میں آ سکتا ہے کہ فرانس کے دلیس الجزائر کے بحری قزاقوں کی طرف سے کس قدر آتش عداوت بھڑک رہی تھی اور اگر اُسے دولت علیہ کا خوف نہ ہوتا تو غالباً وہ انکو پس کر رکھ دیتا +

یوڈب کا فاضل مورخ کرتبی اپنی تاریخ میں سوہویں صدی عیسوی کے آخری زمانہ میں مالک مغرب کی حکومتوں کے جہازی بیڑوں کی نسبت جو البحر اتر، ٹیونس، اور ٹیونوئی

کے تابع تھے حسب ذیل حالات تحریر کرتا ہے: "اندون یہ بیڑے بہت زبردست طاقت رکھتے تھے اور ان کا فرض تھا کہ بوقت جنگ دولت غلبہ کو اپنے جنگی بیڑوں کے ایک معقول حصہ سے امداد دیں اور یہ حکومتیں ہر سال دولت علیہ اور اس کے وزیروں کو پیش بہانہ بھی ارسال کیا کرتی تھیں جسکے مقابلہ میں حکومت عثمانیہ انکو سامان جنگ اور آلات جہاز سازہ عطا کیا کرتی مملکت الجزائر کے جہازات و بحری قزاقوں کے جہازوں میں سب سے زائد قوی تھے اور وہ نہ صرف عیسائی ممالک کے اُن سواحل پر چھاپے مارا کرتے جو بحوالہ بیض وسط کے کناروں پر واقع ہیں بلکہ آبنائے جبل الطارق کو جو بحر کے جنوبی اور شمالی سواحل اسپین، الجزائر و ڈیترہ، اور انگلستان کے سمندر کے مغربی ساحل پر بھی حملے کرتے تھے، انہوں نے متعدد برسوں تک جزیرہ آئر لینڈ کو اپنا تاراج گاہ بنا رکھا تھا اور نہایت جرأت و جسارت کے ساتھ انکو لوٹ مار کا سلسلہ جزائر آئس لینڈ اور اسکاٹس نیویا تک ممتد ہوتا چلا جاتا تھا، الجزائر کے بحری قزاقوں کی لوٹ مار بحوالہ بیض متوسط کے سواحل پر بالکل ویسی ہی ہوتی تھی جس طرح ایک نارتھڈی نے اطلانتک اڈشن میں آفت برپا کر رکھی تھی، حیرت کی بات یہ ہے کہ الجزائر کے قزاقوں کی کشتیاں باوجود نہایت چھوٹی اور تیز رفتا ہونے کے ایک ایک کشتی تین، اور چار سو تک جنگ آوروں کو اپنے اوپر سوار کر سکتی تھی اور چالیس سے پچاس تک توپیں ان پر چڑھی رہتی تھیں، اور جن عیسائی قیدیوں سے وہ ان کشتیوں پر ڈانڈ چلانے کا کام لیا کرتے تھے انکی تعداد دس ہزار سے میں ہزار تک اندازہ کی گئی ہے، الجزائر والوں کے مقابلہ میں ٹیونس اور ٹریپولی کی بحری قوت بہت کم تھی، سنہ ۱۵۷۵ء میں ایڈمرل بلاک ایک انگلش جنگی بیڑہ کو لئے ہوئے شہر الجزائر کے سامنے آیا اور وہاں کے حاکم سے انگریز قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا تو اس نے بلاچون وچرا تمام انگلش قیدی چھوڑ دئے مگر ٹیونس والوں نے اس بات کو سیدھی طرح منظور نہیں کیا حالانکہ انکی بحری قوت بہ نسبت الجزائر والوں کے بہت کم تھی، آخر انگلش ایڈمرل نے اُن تمام جہازوں کو جلا دیا جو ٹیونس کے قلعہ کے دروازہ لنگرزن تھے جسکے بعد قلعہ کے روبرو لنگرزن تھے جسکے بعد قلعہ پر گولہ باری کی۔ تب جا کر ٹیونس کے لوگوں نے انگریزی رعایا کے قیدی آزاد کئے، الجزائر کے قزاقوں پر مختلف اوقات

یہ ایڈمرل ڈیوڈ ریڈ لینڈی اور ایڈمرل بوریو فرانسسی نے اپنے اپنے بیڑوں کے ساتھ بغرض انتقام کشتی حملے کئے مگر اہل الجزائر نے نہایت جرات سے انکا مقابلہ کیا اور اپنی قوت قائم رکھ کر اسوقت تک بحری لوٹ مار میں نام آور رہے جبکہ آخر کار انگریزی بیڑہ نے دیرین لارڈ ایکسموٹھ کے انکو برباد کر ڈالا۔

## چھین کی جنگ

جب ۱۸۰۹ء میں دولت علیہ پر واضح ہو گیا کہ صاری قاش کے تاتاری قبیلہ کا رئیس محض تھالی کا بیگن ہے، اور باوجود اس کے کہ دولت علیہ نے اُسے پولینڈ کی حکومت سے آزادی دلا کر اسپر احسان کیا تھا لیکن اب اُس نے محسن کشتی پر کمر باندھی اور روسی حکومت سے ساز باز کر کے اپنا پائے تخت شہر چھین اُسے حوالہ کر دیا اس لئے سلطان نے خفا ہو کر خان کریمیا اور سرعمر شیطان ابراہیم پاشا کو افواج قاہرہ کے اُس کی سرکوبی پر مامور فرمایا، لیکن یہ دونوں شکست کھا کر پسا ہو آئے، پھر سلطان بذات خاص اس سمت کو چلا اور صدر اعظم کو بطور ہراول روانہ کیا جس نے شہر چھین پر پہنچ کر تاتاریوں اور روس کے متحدہ افواج کو شکست دی اور شہر چھین پر قبضہ کر کے شہر سلسٹرہ پر حملہ آور ہوا جہاں سخت خونریز لڑائی گرنی پڑی اور آخر میں صدر اعظم نے یہاں بھی فتح حاصل کی مگر چونکہ یہ شہر حدود مملکت عثمانیہ سے بہت دور تھا اس لئے اسپر قبضہ رکھنا بے سود سمجھا گیا کہ جنگی استحکامات منہدم کرنے کے بعد ۱۸۱۰ء میں واپس چلا گیا۔ سلطان نے ان فتوحات کو کافی نہیں سمجھا اور قصد کر لیا تھا کہ روسیوں کو قرارداد فی سزا دینی ضروری ہے تاکہ آئندہ وہ کسی عثمانی تحت حاکم کو بغاوت کی حالت میں مدد نہ دیکیں لیکن روسی سفیر طلب صلح کے لئے حاضر دربار ہو گئے اور سلطان نے ارکان سلطنت سے مشورہ کرنے کے بعد اس شرط پر صلح کر لی کہ جانبین کے حدود مملکت اس حالت پر باقی رہیں جسے جنگ سے پہلے تھے، اس معاہدہ کا نام معاہدہ رڈزین *معاهدة رادزین* ہے اور یہ ۱۸۱۲ء مطابق ۱۲۸۱ھ میں خان کریمیا کی کوشش سے ہوا تھا،



## آسٹریا کی لڑائیاں ۱۰۹۳ء سے ۱۱۱۰ء تک - اور

### شہر ویانا کا محاصرہ

یہ صدر اعظم مرزوقی قرہ مصطفیٰ پاشا اگرچہ فاضل احمد پاشا مرحوم کے ساتھ ہر طرح کی تعلیم و تربیت پاتا رہا تھا اور مدتوں اس کی زیر نگرانی سلطنت عثمانیہ کی مختلف خدمتوں میں بھی انجام دیکھا تھا۔ مگر اسکا غرور اور اس کی خود دہائی اور نادانی اکثر کاموں میں اسے ناکام کنہو کی موجب ہوا کرتی تھی، اسی کے ساتھ وہ حد درجہ کا فضول خرچ تھا کہ یہی رویہ اس کے ہاتھ میں قرار نہ لیتا اسی وجہ سے وہ رشوت اور تحائف لینے کی علت میں مبتلا تھا، دول یورپ کے سفیروں سے اسقدر نامناسب برتاؤ کرتا کہ معمولی آدمیوں سے بھی ویسا برتاؤ نہ کیا جاتا اس لئے خارجی تعلقات میں سخت ابتری پیدا ہو گئی اور حکومت عثمانیہ کی دول یورپ کے ساتھ جو دوستی تھی اس میں بہت کچھ فرق آگیا، آدھریورپین ممالک میں شاہ آسٹریا لیوپولڈ اول نے تیس سالہ جنگ کے بعد ملک ہنگری کو بھی اپنے قلمرو میں شامل ہی کر لیا اور بکثرت وہاں کے امیروں اور نامی آدمیوں کو قتل کر ڈالا، لیوپولڈ کا یہ قبضہ بالکل فاسدانہ تھا اور اس پر طرہ یہ ہوا کہ اس نے ایمان ملک کے ساتھ اس طرح کا برا سلوک کیا کہ انکو قتل اور جلا وطن کرنے پر کمر باندھ لی تو یہ حالت دیکھ کر ملک ہنگری میں عام بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی اور ہنگری کا ایک نوجوان امیر جسکا نام "ایمرک میکلی" *Imre Miklosi* ہے *Imre Miklosi* نے اس کے ساتھ بغاوت کی اور اس کی حکومت سے رہائی حاصل کر نیکی سعی کرے، اس نے حکومت آسٹریا سے چند زور شور کے معرکے کرنے کے بعد اپنے قاصد و بار عثمانی میں ارسال کر کے اس سے بھی مدد مانگی اور رٹینا وینا کا حاکم آیا فی پٹی اس کے ساتھ شریک ہو گیا۔ چونکہ دولت علیہ اور آسٹریا کے مابین جو معاہدہ ولیستوار کا ہوا تھا اس کی مدت بھی قریباً اختتام تھی اس لئے دولت عثمانیہ کو اعلان جنگ کا موقع مل گیا اور بودین کا حاکم اوزون ابراہیم پاشا آسٹریا پر حملہ آور ہوئے والی افواج کا سپہ سالار تھرو

کیا گیا، خلاصہ یہ ہے کہ امرک ٹوکلے، حاکم ٹرینسلوانیا، اور مذکورہ بالا ترکی سپہ سالار تینوں نے  
مگر سرحد آسٹریا میں پیش قدمی شروع کر دی اور وہاں کے شہروں پر حملے کر کے آسٹروی سپاہ  
سے لڑنا شروع کیا، یہ کارروائی ۱۶۲۰ء میں آفانہ ہوئی تھی اور اس حملہ میں سلطنت عثمانیہ نے  
امرک ٹوکلے، مذکورہ کو وسط ممالک ہنگری یا صوبہ وٹس کا حکم بھی مقرر کر دیا تھا۔ اسکے کچھ عرصہ  
بعد وزیر اعظم قرہ مصطفیٰ پاشا مع افواج عثمانیہ کے بلگرڈ کو گیا اور وہاں سے ویدا و ڈونوب  
عبور کرتا ہوا دریا سے رات تک جا پہنچا جہاں اس نے ایک جنگی کونسل قرار دیکر لڑائی کے  
بارہ میں دیگر افسروں سے مشورہ کیا، اوزون ابراہیم پاشا کی رائے تھی کہ حدود آسٹریا سے  
آگے بڑھ کر لڑنا ٹھیک نہ ہو گا اس لئے ہمیں سرحدی علاقہ ہی پر تاخت و تاراج کرنا زیادہ سہل  
ہے مگر وزیر اعظم نے اس رائے کا مستحب سے مخالفت کر کے شہر دینا دار السلطنت آسٹریا  
پر حملہ کرنا ضروری قرار دیا اور ابراہیم پاشا کو جھڑک کر خاموش کر دیا، خلاصہ یہ ہے کہ آخر  
وہ شہر ویانا کی طرف بڑھا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔ (۱۶۰۹ء) جب ۱۶۰۹ء کو دینا کا محاصرہ آفانہ  
ہوا اور دو ماہ تک برابر قائم رہا جس کے عرصہ میں ترکوں نے شہر مذکور کے تمام آگے کی سمت  
والے قلعوں پر قبضہ کر لیا اور گولہ باری اور سرنگوں کی مدد سے شہر کی فیصل منہدم کر ڈالی  
قریب تہا کہ چند روز کے عرصہ میں وہ شہر کو بھی فتح کر لے کہ یکایک پولینڈ کا بادشاہ ہنری چوتھی  
مع سیکس اور یوکرینا کے منتخب لوگوں کے اہل ویانا کی مدد پر آگیا یہ ملک پوپ روم  
کی تحریک سے آئی تھی اور دینی جوش سے سرشار اس نے آتے ہی تہی سپاہ پر نہایت زور  
شور کا حملہ کیا۔ رمضان کا مہینا تھا اکثر ترک سپاہی روزہ دار تھے جدید ملک کے پر جوش  
جیسا یوں کا حملہ انہوں نے بہت کچھ روکا لیکن کتبک، آخر انکی قوتیں مضحمل ہو چکیں اور دن بھر  
دشمنوں سے سخت مقابلہ کرتے رہنے کے بعد شام کے قریب وہ پسپا ہو چلے، ترکی سامان جنگ  
اور ذخیرہ رسد، اور توپوں وغیرہ حملہ سامان چھوٹ گیا اور وزیر اعظم مع مشورہ سپاہ کو کھال  
تباہ قلعہ یافت میں پہنچا جہاں اپنی پرانند سپاہ کو جمع کرنے میں مصروف ہوا، ابراہیم پاشا  
جس نے پہلے ہی اس امر کی مخالفت کی تھی کہ ویانا پر حملہ کرنا ناممکن سبب سپہ ابہ وزیر اعظم  
لے اپنا تمام حصہ اسی پر بھاڑا اور اس بدنام شکست کا تمام الزام اسی بھارہ کی گردن پر ڈال دیا

جس کے باعث وہ بحکم سلطان مراد چہارم قتل کر دیا گیا اور مراد خان کراے حکم کر گیا ہی اپنے  
عہدہ سے معزول کر دیا گیا۔ ہنری سو بیسکی نے یورپ میں اس واقعہ کے بعد عالمی دین عیسوی  
کا لقب حاصل کیا کیونکہ اس نے شہر ویانا کو اسلامی تسلط سے بچا یا تھا جو آندول، ماکسبورگ اور پ  
کی کنجی شمار کیا جاتا تھا اور اگر ترکوں نے اس پر قبضہ کر لیا ہوتا تو اٹلی، فرانس، اور جرمنی کے ممالک  
بھی انکی زد سے ہمکنار ہو جاتے،

وزیر قرہ مصطفیٰ شکست کی خفت مٹانے کیلئے واپسی میں تمام ہتھیوں اور آبار و مقاموں  
کو منہدم کرتا، جلالتا، بھونکتا اور کوٹ مار کرتا بودین اور وٹال سے بلگرید پہنچا، سلطان اس نہایت  
سے اتنا رنجیدہ ہوا تھا کہ وہ تمام راحت و آرام بھول گیا مگر پہر بھی وزیر اعظم سے اس نے کوئی مطالبہ  
نہیں کیا بلکہ اسے بوقت ملاقات مرصع تلمار عطا کی اور اس کے رتبہ میں بھی اضافہ فرمایا۔ مگر جبکہ  
فتح محمد دشمن نے ترکی قوت کے تقاب میں بڑھ کر قلعہ اسٹراگون پر قبضہ کر لیا اور وہاں کا محافظ  
ترکی افسر خضر پاشا دشمن کے روکنے میں مقتول ہو گیا اور اسکی ہمراہی فوج بھی جوش حرارت دکھا کر  
میدان ہی میں کھیت رہی یہ خبر سلطان مراد چہارم کو ملی تو اسے وزیر اعظم کی بدایاقتی کا پورے یقین  
ہو گیا اور اس نے غضبناک ہو کر اسے قتل کر دیا، جسکے بعد مستند وزارت شہنشاہ میں قرہ  
ابن اہتم پاشا کو تفویض ہوئی۔

## دولت عثمانیہ کو دشمنوں کا اتفاق اور ترکی افواج کا

### شکست اٹھانا :-

مذکورہ بالا شکست کے بعد جو ترکی سپاہ نے بمقام ویانا اٹھائی، سلطنت عثمانیہ کے  
یورپین اعداء نے ایک کر کے اسپر حملوں کی تیاریاں کر دیں، اس اتفاق میں ہنر و تدبیر  
پولینڈ، پوپ، ہالہ کے ماسپ، روس، قوزاق، اور ٹو سکانا، وغیرہ بآہستہ بآہستہ  
ملکا ایک دل اور یکہ دست بن گئے اور اس اتحاد کا نام اتحاد مقدس *Sainte Alliance*  
رکھا گیا، اور ان سب لوگوں کی ایکلی اور بے یار و مددگار سلطنت عثمانیہ پر چڑائی تھی، اعداء

کی فوجیں ہر سمت سے ترکی حدود پر آمند آئیں تو صدر اعظم قرہ ابراہیم پاشا نے اس کے انجام بد سے بچنے کیلئے یہی مناسب سمجھا کہ خود دار الخلافت سے باہر نہ جائے اور جنگی تیار یوں کا اہتمام بالکل اپنے ہی ہاتھ میں رکھے، اُسے تکفور علی مصطفیٰ پاشا کو فوج ہنگری کا سپہ سالار مقرر کر کے سلیم کر اسے خان کریمیا کو پولینڈ پر حملہ آور ہو سکا حکم بھیجا اور قائم مقام سلیمان پاشا کو بھی اُس کے ہمراہ رہنے کا حکم دیا، بناوۃ جنہوں نے جزیرہ نماے موریا پر حملہ کیا تھا اُنکی کمک تمام کیلئے تحلیل پاشا کا تقرر محل میں لایا گیا، ابھی گورنمنٹ عثمانیہ ابھی انتظامات میں مصروف تھی کہ دوسری طرف آسٹریا کے مشہور سپہ سالار ڈیوک لورین نے *Due de Rohan* دیکھاڈ اور ویچرین کے شہروں سے ترکی افواج کو ہٹا لکر صوبہ ویچرین اور پشتہ پر قبضہ کر لیا پھر اُس نے شہر بودین کا محاصرہ کیا جسکا محافظ قرہ محمد پاشا جنگ میں مقتول ہوا اور دوسرا افسر شیطان ابراہیم پاشا غنیمت کو پسپا کرنے اور اُس سے قلعہ بودین کو واپس لینے میں کامیاب ہوا اس حسن کارگزاری کے صلہ میں شیطان ابراہیم پاشا کو سر عسکر بنا دیا گیا اور تکفور علی مصطفیٰ پاشا سے یہ عہدہ چھین لیا گیا، پھر سن ۱۶۹۷ء میں شیطان ابراہیم پاشا سر عسکر کے ہاتھوں دشمن نے قلعہ ویچرین سے بھی رک اٹھائی اور یہ قلعہ دوبارہ ترکوں نے فتح کر لیا خرابی چڑھی کہ اندونوں ترکی سپاہ متعدد سمتوں میں متفرق ہو رہی تھی اس واسطے شیطان ابراہیم پاشا کی کارروائیاں کوئی فائدہ نہ دیکھیں، اور آسٹری سپاہ نے مملکت ہنگری پر حملہ کر کے اُسے پامال کرنا شروع کیا، تو کئی ایک نے مدافعت میں کستی کی اس لئے وہ معتوب ہو کر عہدہ امارت سے معزول اور مجبور کیا گیا، پھر سپہ سالار ابراہیم پاشا بلگرڈ کے مقام میں حکم سلطانی قتل کیا گیا اور بجائے اُس کے سلیمان پاشا صدر اعظم کے عہدہ پر مامور ہوا۔ پولینڈ میں جنگی انتظامات اور کامیابیوں کا فوج حاصل کیا اور سن ۱۶۹۸ء میں وولہا کے اندرونی انتظامات سے فارغ ہو کر ملک ہنگری کی طرف رخ کیا جہاں ڈیوک لورین مع اپنی فوجوں کے وچل ہو کر بودین کا محاصرہ کرتے تھا اور پرنس اچین دی ساؤدو بھی اُس کے ساتھ تھا۔ ان دونوں نے شہر بودین کا نہایت سخت محاصرہ کر رکھا تھا اور مصدورین کی حالت نازک تھی، صدر اعظم یہ وقت اُنکو کمک نہ دیکھا اور قبل اس کے کہ وہ بودین تک پہنچے

و قسطنطنیہ نے اسپر قبضہ پایا تھا، بودین کا محافظ عبدی پاشا اور چار ہزار ترک سپاہی بڑی بہادری کے ساتھ دشمنوں سے لڑ کر مارے گئے اور غنیم کو اس قدر سخت نقصان پہنچا یا کہ بودین کی فتح اُسے بہت گراں پڑی۔ صدر اعظم نے یہ خبر سنی تو اب بودین جانا ملتوی کر کے اُس قریب وجوہ کی فوج کو سیملنے میں مصروف ہوا اور ساٹھ ہزار کی جمعیت بہم پہنچا کر ستر توپوں کے ساتھ غنیم کی متفقہ افواج کے ساتھ میدان ہرجا اور آسکسین سریشوال مشرق کو سرکھ آرا ہوا اسمیں شک نہیں کہ اس میدان میں ترکوں نے خوب داد شجاعت دی لیکن غنیم کی بے شمار سپاہ کا بوجہ اُن سے نہ سنبھل سکا اور آخر بہت سی جانیں ضائع کر کے وہ بھاگ نکلے۔ غنیم کی متفقہ قوت نے ترکوں کو اس شکست دینے کے بعد تمام حکمت ٹرینٹو نیما پر تسلط حاصل کر لیا اور اب اس علاقہ سے ترکی حمایت کا سایہ بالکل اٹھ گیا۔

### مذکورہ بالا مدت میں بحری لڑائیوں کی حالات

جسوقت بنا دہ نے گورنٹ عثمانیہ سے قرار و صلح کی مخالفت کر کے دول یورپ کے ساتھ اتحاد مقدس میں شرکت کر لی تو انہوں نے جنرل مورڈوینی کی اتھتی میں ایک فوج اور جنگی بیڑہ ویکہ ترکی علاقہ پر قبضہ کرنے کے لئے ارسال کیا، جس نے جزیرہ نماے موریا کے قلعہ ماڈرو پہنچ کر روزہ محاصرہ کے بعد تسلط کر لیا، ترکی حکومت کی فوجیں آسٹریا سے سرگرم کارزار تھیں اور اٹلی کے ساتھ متحد ہونے والی حکومتوں کا مقابلہ کر رہی تھیں اس لئے کچھ تو سابقہ ہزیمتوں کی کمزوری اور کچھ موجودہ مصروفیت نے دولت علیہ کو بنا دہ سے تعارض کر نیکا موقع نہیں دیا اور وہ انکو معاہدات سابقہ سے خلاف ورزی کرنے کی کچھ سزا نہیں دے سکی۔ آخر سب بنا دہ کی شرارت سے جس سے بڑھ گئی تو جمہور انکو مست عثمانیہ نے قسطنطنیہ صلیف پاشا کو ۱۹۵۷ء میں تو کی بیڑہ کا کمانہ اور اسے جنگی تیاری کا حکم دیا۔ دولت علیہ نے اسی زمانہ میں دس بڑے جہازات اور قسم غلیون تیار کر لئے تھے جنہیں سے وہ جہازوں کا طول (۲۵) ذراع یعنی (۱۱) فٹہ اور باقی آٹھ جہازوں کا طول (۲۵) ذراع

تھا، ان جہازوں کی تیاری سے ترکی بیڑہ میں شہیم سے مقابلہ کرنے کی کافی طاقت پیدا ہو گئی تھی، یہ بیڑہ دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ایک حصہ کی افسری ابراہیم پاشا کو ملی اور دوسرے حصہ کا کمانیر یا با حسن پاشا مقرر ہوا، جو دونوں ان جہازوں کی تیاری کے نگران رہے تھے، پھر بان ہر دو افسروں کو حسب ضرورت سپاہی، اور ملاح اور ماتحت افسر دئے گئے تاکہ بیڑہ کو آراستہ اور مکمل بنا سکیں اور جب یہ بیڑہ خوب عسکری کے ساتھ آراستہ اور مستحکم ہو گیا تو اسکی روانگی عمل میں آئی،

۱۶۹۷ء میں قلمرو عثمانیہ کے چند متحمل شخصوں نے حکومت سے درخواست کی کہ انہیں انگریزی کشتی افسر مقرر کیا جائے اور وہ اس اعزاز کے مقابلہ میں اپنے پاس سے ایک ایک بڑا جنگی جہاز بنا کر عثمانی بیڑہ میں شریک کرینگے۔ سلطنت نے انکی عرض منظور کر لی تو ان لوگوں نے کئی ایک عظیم الشان جنگی جہازات بنوائے اور حکومت کو ہواڑی ہی عرصہ میں ایک طاقتور بیڑہ مفت مل گیا جس میں ساٹھ بڑے جنگی جہاز تھے اگرچہ ان دولت مندوں میں سے بعض شخصوں کو دوران تعمیر جہازات میں سخت مالی مشکلات کا بھی سامنا ہوا لیکن انہوں نے جس طرح ہوسکا اپنی خواہش پوری کی کہ انی اور قرض و ام سے کام چلا لیا، اور وہ لوگ پہلے ہی سے شہریت چھوڑ کر کام کرنے لگے، باقی دولت مند متروض ہو گئے، بہر حال یہ جہازات مکمل اور مستحکم ہو چکے تو کپتان مصباحی نے پاشا بیڑہ کو ساتھ لیکر جزائر آئر کی میلنگو کا گشت کرنے کی نیت سے روانہ ہوا، موسم بہار آغاز ہو چکا تھا اور ہوا موافق تھی تا بیڑہ دانہ چاق، قلندر اور جزیرہ ساقز کے فو قیہ مستحکم قلعوں کی دیکھ بھال اور انکی آراستگی کا انتظام کرتا ہوا جزیرہ روڈس کی طرف بڑھا کہ ان مصری جہازوں سے مل گیا جو سامان رسد لیکر آ رہے تھے کیونکہ کپتان پاشا کو خوف تھا کہ باہر دینا دقت کا بیڑہ مصری جہازوں کو ضرر پہنچا سکے، اسکیا یہ کمان بالکل جانتا تھا کیونکہ جب وہ واپس پہنچے جزیرہ ساقز کے متصل پہنچا تو وہاں ہندو کے بیڑہ کا ایک حصہ جزیرہ ساقز پہنچ چکا تھا اور اس کی کمان کپتان بادلو کے ہاتھ میں تھی جو بحری قزاقوں کا بڑا نامور فرد تھا، لیکر اپنے کپتان بادلو نے ترکی بیڑہ کی صورت دیکھی تو وہ غرق وریا سے تھیر ہو گیا کیونکہ ایک مدت سے وہ ہندو کا گشت

لگاتا تھا اور کبھی اُس نے اتنا بڑا ترکی بیڑہ نہیں دیکھا تھا ابھی وہ اسی حیرت میں مبتلا تھا کہ ترکی بیڑہ کے جہاز اُس پر حملہ کرنے کیلئے بڑھے اور کپتان پادلو لوک دم بہاگ نکلا۔ ترکی بیڑہ کے دو افسر عبدالقادر پاشا، "ماچا" اور سلیمان پاشا نے اُس کا تعاقب بھی کیا مگر چونکہ انہوں نے پوری چستی سے کام نہیں لیا تھا اس واسطے وہ غنیم کے بیڑہ کو نہ پاسکے جو ہوا کے معلق اور ذرا آدھونے کے باعث صاف ٹھگ گیا، چنانچہ کپتان پاشا نے ان دونوں افسروں کو کاہلی کے جرم میں کورٹ مارشل کر کے سزا دی۔ پھر ترکی بیڑہ سواحل موریہ کی طرف گیا جہاں بنا دقہ نے اہل ملک کی اعانت سے موڈن اور قروآن کے دو قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا اور عبدالقادر پاشا سابق امیر البحر باقی ماندہ بیڑہ کو ساتھ لیکر استنبول کو چلا گیا،

سنہ ۱۷۹۷ء میں ترکی بیڑہ کا کمان افسر مصری زادہ ابراہیم پاشا مقرر ہوا جو پہلے طرابلس الغرب کے بیڑہ میں ایک غلیون جہاز کا "ربان" تھا خدا پر ہجکا تھا اور بحری اور جنگی امور میں نہایت ہوشیار اور لائق شخص مانا جاتا تھا، کپتان مقرر ہونے کے بعد سلطان نے اسکو وزارت کے عہدہ پر مامور کیا، اس نے دارالصناعت کے آلات جہانہ سلائی کی ایجاد میں بہت کچھ اپنی قابلیت کا اظہار کیا جسکی وجہ سے اسکی شہرت بہت ہوئی اور حقیقت یہ ہے کہ اس شخص کو بحری افسری پر مامور کرنا وہ حق بقدر انجشیدن "کا مصداق تھا، بنا دقہ سے دولت علیہ نے کوئی روک ٹوک نہ کی تو انکی قوت و شوکت بہت بڑھ گئی اور بحریہ البحر اُریزان میں انکا خوب سکہ جما انہوں نے اناپولی اور آتہ کے دو قلعوں پر آدھری قبضہ کر لیا، مگر قلعہ اغریوز کے مقابلہ میں انکو ہزیمت اُٹھانی پڑی اور نہ صرف ہزیمت بلکہ نقصانات بھی بے اندازہ تھے،

مصاحب مصطفیٰ پاشا جو بحری افسری سے الگ ہو کر آبنائے دارڈنیلز کے قلعہ سیدجر کا محافظ مستعین ہوا تھا سنہ ۱۷۹۸ء میں فوت ہو گیا تو اُس کی جگہ اسماعیل پاشا سردار افواج مقرر کیا گیا، اور اس سردار نے بنا دقہ سے جنگ کر کے وہ سب قلعے دوبارہ واپس لینے چاہے جن پر بنا دقہ پچھلے دنوں قابض ہو گئے تھے، نیز اسی سال کپتان مصری زادہ عثمانی بیڑہ کو لیکر بحر سفید میں گشت لگاتا پھرا، مگر چونکہ بہری جنگوں میں عثمانی سپاہ کو متواتر







سید علی بن ابی طالب علیه السلام  
متوفی سال ۴۰ هجری قمری

ہزیمتیں مل چکی تھیں اس لئے ملک میں ہر طرف بد انتظامی اور بے چینی نمودار ہو چلی اور سلطان نے ان خرابیوں کی جڑ صدر اعظم سلیمان پاشا کی ذات کو قصور کر کے اُسے معزول کر دیا تاکہ شاید اس سے کسی قدر سکون پیدا ہو جائے اور عہدہ وزارت سیاوش پاشا کو دیا گیا جسے سپاہ نے اپنی خوشی سے انتخاب کیا تھا اور کوپرلی زادہ فاضل مصطفیٰ پاشا کو قائم مقامی کا عہدہ ملا۔ سلطان نے دیکھا کہ یہ تدبیریں بھی بے سود ہوئیں اور ملک کی انتظامی حالت روز بروز بدتر ہوتی جاتی ہے تو وہ ایسی آفتناک زندگی سے پریشان ہو کر تخت سلطنت سے اتر گیا اور گوشہ نشینی کی زندگی پسند کر لی، اور بعض روایتیں اس بات کو ظاہر کرتی ہیں کہ فوج والوں نے اُسے تخت سے اُتار دیا۔ بہر حال کسی صورت سے بھی ہو وہ تخت سے الگ ہو گیا اور چند سالہ میں اُسکا بھائی سلیمان دوم تخت نشین کیا گیا۔ سلطان محمد شہزادہ تخت سے الگ ہونے کے بعد صرف پانچ سال زندہ رہا اور اسکے بعد فوت ہو گیا۔ سلطان بڑا نیک دل، صاحب کرم، اور انصاف دوست تھا اسے شکار کا شوق حد سے بڑھا ہوا تھا، ابھی نے لوگوں نے اُسے حیات کے لقب سے ملقب کر دیا اور وہ اکثر اوقات شہر ایڈریانوپل میں قیام رکھتا جہاں جنگلوں کی بہتات ہے۔

## (۲۰) سلطان سلیمان خان دوم ابن سلطان

### ابراہیم خان

۱۰۹۹ ————— ۱۱۰۲ھ

### بد انتظامی اور فسادات کی زیادتی

اس سلطان سے اسکے بھائی کے بعد ۴۷ سال کی عمر میں بیعت خلافت کی گئی اور اس نے تخت پر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے یہ حکم دیا کہ فوج اور دیگر عہدہ داروں کو

معمولی انعام فوراً تقسیم کر دیا جائے، کیونکہ اس نے خیال کیا کہ شاید یہ امر فوج کی بغاوت  
 شادینے کا موجب ہو، آندوں حکومت عثمانیہ کو دو سخت آفتوں کا سامنا تھا، بیرونی دنیا  
 میں آسٹریا اور بناؤتہ سے جنگ چھڑ رہی تھی اور اندرونی عالم میں بنی چری فوج کی شوثر  
 نے دار الخلافہ میں بد امنی پھیلانے کی تھی، بد نہاد بنی چری سپاہیوں کی گستاخی اور  
 شرارت کا یہ حال تھا کہ وہ خواہ مخواہ امور مملکت میں دخل دیتے اور جس عہدہ دار کو چاہتو  
 برقرار رکھتے اور جسے چاہتے معزول بنا دیتے، قائم مقام فاضل مصطفیٰ پاشا جو آتش فساد  
 فرو کرنے میں تہ دل سے کوشاں تھا بنی چریوں نے اسے دار الخلافہ سے کالنے کی یہ  
 تدبیر کی کہ اسکو آبنائے باسفرس اور ڈارڈنلز کا محافظ مقرر کر دیا، و باغ زادہ محمد آفندی  
 شیخ الاسلام کو شہر بند کر دیا، کیونکہ عثمانی پاشا کو صوبہ رومیلیا کا سرعمر بنایا اور صدر عظم  
 سیادش پاشا کو قتل کر کے اسکا گھر لوٹ لیا اور حبیب سیادش پاشا کے بعد اسماعیل پاشا  
 مرعشی وزیر عظم مقرر ہوا تو اسکی کوششوں سے باسندگان شہر نے مسلح ہو کر بنی چریوں  
 کو قتل کیا اور چند عرصہ کیلئے نظام ہراں کبختوں کی شرارت رک گئی کیونکہ فتنہ و فساد کی پوری  
 بیگانی اب یہی نہیں ہوئی تھی، اسی اثنا میں عثمانی بیڑہ استنبول میں واپس آکر آبنائے  
 میں داخل ہوا اور سلطان نے اس کے افسروں کو خلعت و انعام عطا فرمایا، پھر کپتان پاشا  
 کو اغریہ پر کا محافظ مقرر کر کے امیر البحر کی کاہنہ کپتان قلا علی احمد پاشا کو دیا گیا جو بیڑہ کو  
 جزیرہ اغریہ پر کی طرف لیگیا اور پھر واپس آئے واپس آیا۔ ترکی سلطنت کی اندرونی بد نظمیوں  
 اور شوثریوں سے آسٹریا نے خوب فائدہ اٹھایا متفقہ یورپ کی افواج صلیبیہ جو بیڑا بلند کر کے  
 پے در پے ترکی علاقوں کو فتح کرتی بیڑہ بھی چلی آتی تھیں۔ آسٹریا والوں نے قلعہ چات  
 اگری، ایوار استونی بلگریڈ، اور وارڈین، کو فتح کر لیا تھا پھر وہ معمولی جنگ سے بھر  
 بلگریڈ میں بھی داخل ہو گئے تھے، صدر عظم نے یہ حالت دیکھ کر اہل آسٹریا سے صلح کر لینے  
 چاہی مگر غرور و فتح سے آسٹریا کا دماغ استہد پلایا تھا کہ وہ صلح پر راضی نہ ہوئی، اور  
 صدر عظم اسماعیل پاشا معزول ہو کر اس کی جگہ کنڈور کا خلی مصطفیٰ پاشا کو ملی، پھر اس کا  
 جانشین حبیب رجب پاشا ہوا، یہ انداز بھی اپنی ناقابلیت اور سلطنت کی کھنڈوں کی کشت

اسٹریٹ کی پیش قدمی نہ روک سکے جسے قلعہ جات سمندہ نیش، اور وڈین، پر تسلط کر لیا  
 گا، ازاں بعد اس کی فوجیں اسکوت، اور شہر کوئی، کی سمت سے صوفیا کی جانب پیش  
 اور بناوٹہ نے ایجنٹز پر قبضہ کر لیا جو یونان کا علاقہ تھا۔ نیز بناوٹہ کا قابو بوسینیا کے  
 علاقوں بناوٹہ اور ایڈورنیک پر تسلط کر لیا۔ یہ حالات ترکی سلطنت کی مزید کمزوری  
 اور وزراء سے دولت کی بددلیاقتی کے نتائج تھے اور سلطان ان باتوں سے بے حد متاثر ہوا  
 تھا آخر اس نے شہر ایڈورنیا میں دیوان کا اجلاس کر کے مشورہ کیا کہ کیا کیا جائے اور  
 اب رائے قرار پائی کہ کوپریلی زادہ مصطفیٰ پاشا کو وزیر بنایا جائے جو اپنے دادا اور  
 آپ کے وقت سے سیاسی اور جنگی مہارت کا وارث چلا آتا ہے، اور یہی وجہ تھی کہ  
 اس فاضل وزیر نے دولت عثمانیہ کو تباہی کے غار میں گرنے سے بچایا۔

## کوپریلی چٹل مصطفیٰ پاشا کی کامیابی

اس وزیر نے مسند صدارت پر جلوہ فرما ہوتے ہی اپنی موروثی لیاقت اور کاروائی  
 سے کام لیکر سب سے پہلا کام یہ کیا کہ سپاہ کی چڑھی ہوئی تنخواہیں بیباق کر دیں اور عہد داران  
 سلطنت کو بھی ان کے مشاہرے دیکر اندرونی نظام کو درست کرنا شروع کیا اور جب اس طرف  
 کے تمام کمین کاٹنے درست کر چکا تو ایک جوار فوج تیار کی اور خود اس کی کمان کرتا ہوا شہر  
 کوئی کی طرف بڑھا اور وہاں سے آسٹریا کی افواج کو مارتا نکالتا، نیش، وڈین، سمندہ،  
 اور، بلگرڈ، ان سب شہروں کو ان سے واپس لیتا ہوا اہل آسٹریا کو دریا سے ڈنوب تک  
 کے دوسرے جانب تک پہنچا کر دیا، وزیر اعظم تو اس طرف متصرف تھا اور دوسری جانب  
 روسی حکومت نے سلیم کرائے خان کی ریا پر چڑائی کر دی مگر خان نہ کھڑے روسیوں اور  
 کوخانہ سے اور کیو کے قریب سخت جنگ کے بعد ہزیمت دی، چو کس احمد پاشا جو ترکی  
 کے ساتھ مملکت ٹینیٹوینا کی طرف ارسال کیا گیا تھا اس نے بھی اپنی ماتحت افواج سے  
 آسٹریا سپاہ کو روک دی اور توپہ خلیل پاشا حاکم جزیرہ نماے موریا نے وہاں کی روسی  
 عیسائی رعایا کو جسے کیتھولک

مذہب رکھنے والے بنادق کی حکومت سے سخت متنفر ہو رہے تھے۔ اپنے ساتھ ہلاک  
 اٹو نیو اور چند دوسرے مقامات کو بنادق سے واپس لیلیا، یہی تواتر عثمانی سپاہ کی کامیابی  
 کی خبریں تمام ترکی عساکر کے دل میں ایک نئی روح جرات پہونکدینے کی باعث ہوئیں اور  
 پھر تو کسی محکمہ میں انکے قدم پیچھے نہیں ہٹے، سلطنت میں سلطان سلیمان خان دوم بمقام  
 ایڈریا فوہل، بنگورایہ عالم بقاء ہوا اور اپنی خوش نصیبی کا یہ ثبوت دیکھا کہ اگلے وزیر وکی  
 ناقابلیت سے حکومت عثمانیہ اہل یورپ کی نگاہ میں جس قدر سبک ہو گئی تھی وہ تمام خفت  
 دور کر کے از سر نو اُس میں قوت و شوکت پیدا کر دی۔ یہ سلطان نہاد پرہیزگار اور نیک  
 تھا اور اسکے چند روزہ عہد حکومت میں مملکت عثمانیہ کی بگڑی ہوئی حالت بالکل ستر  
 گئی تھی۔

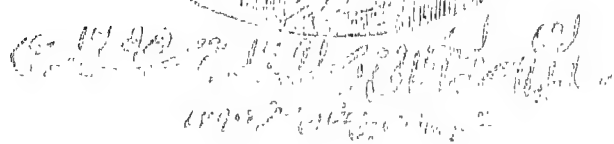
## (۲۱) سلطان احمد خان دوم ابن سلطان

### ابراہیم خان

۱۱۰۲ ————— ۱۱۰۶ م

### جنگ صلمان کیماں اور کوپرلی مصطفیٰ پاشا کی شہادت

یہ سلطان ۵۰ سال کی عمر میں تخت آل عثمان پر جلوس فرما ہوا اور مقام ایڈریا  
 فوہل میں رسوم تخت نشینی ادا ہو چکیں تو اس نے وزیر اعظم مصطفیٰ کوپرلی کو بحال رکھو اور  
 براہ سلطنت کو بھی اپنی حالت پر قائم رکھو کا فرمان صادر کیا، صدر اعظم اندون آسٹریا کا  
 لے بنادق کا ام۔ اور بندقیہ کی جہوز، حکومت کا ذکر اس تاریخ میں بکثرت آیا ہے  
 اس لئے یہ بتا دینا مناسب ہو گا کہ عرب مورخین کے نزدیک یہ نام ”دینس“ کی  
 جہوزی حکومت کا ہے + مترجم





راج سے مقابلہ کرنے کیلئے پیش قدمی کر رہا تھا، چنانچہ وہ بلگرڈ سے نکل کر دریائے ساوا کو  
 سرحد کرنے کے بعد غنیم کی سپاہ سے مقابل ہوا جو شہر دارا دین سے باقاعی جنرل لوسنسی ہاؤ  
 آرہی تھی، جانیئین کا سامنا سالان کمین "Kamen" نامی ایک مقام  
 میں ہوا اور ترکی سپاہ نے غنیم پر شدت تمام حملہ کر دیا، فریقین خوب زور شور سے لڑ رہے  
 تھے اور ترکوں نے دشمنوں کے قدم اکھاڑ دئے تھے اب وہ بڑے غنیم کے قلب فوج پر حملہ  
 کر رہے تھے اور فتح و ظفر کے سروں پر سایہ فگن ہو رہی تھی کہ یکایک وزیر اعظم مصطفیٰ  
 کو پہلی دشمنوں کی ایک گولی آگئے سے شہید ہو کر گرا، وزیر کی خبر مرگ کا پھیلنا تھا کہ ترکی سپاہ  
 کے اوسان بگڑ گئے اور جیتا ہوا میدان اُنکے ہاتھوں سے نکل گیا، وہ بدحواس ہو کر بھاگنے پر  
 تیار ہو گئی تھی مگر وزیروں نے بہت جلد اپنے جرمہ میں سے خیل پاشا دوم وزیر کو سپہ سالار  
 بنا کر فوج کو سنبھال لیا اور بڑی باقاعدگی کے ساتھ اُسے بلگرڈ کی طرف ہٹلائے، آسٹریا  
 والوں نے اس جنگ میں ترکوں سے زیادہ نہیں تو اُنکے برابر ضرور نقصان اٹھایا جو سپرطہ  
 یہ ہوا کہ میدان جنگ سے چھ گھنٹوں کی مسافت پر دریائے ڈینیوب میں اُنکے بہت سے  
 جہازات کا بیڑہ لنگر زن تھا جسے ترکی بیڑہ نے حملہ آور ہو کر بالکل جلا دیا، سلطان کو وزیر  
 اعظم کے شہید ہونے کی خبر ملی تو وہ بہت غول ہوا اور اب اس نے عربی جی علی پاشا کو وزیر  
 اعظم مقرر فرمایا اور خلیل پاشا سپہ سالار اعظم مقرر ہوا، دولت علیہ نے اس شکست سے  
 ہمت نہیں ہاری اور وہ پھر از سر نو فوجی تیاری کر کے دشمنوں کے مقابلہ کیلئے مستعد ہو گئی  
 بناوۃ (اہل و عیال) نے ہزار زور لگایا کہ ترکوں کو کسی طرح کرپٹ سے نکال دیں مگر  
 وہ اس بارہ میں مطلق کامیاب نہیں ہو سکے، اور ترکوں کی متواتر فتوحات نے بناوۃ کے  
 حوصلے پست کر دیئے یہاں تک کہ بذقیہ کے کپتان نے جب اپنے ملک سے کوئی مدد آتی  
 نہ دیکھی تو اُس نے انہیں شرائط پر جو کیڈیا کے حوالہ کرنے میں کی گئی تھیں سن کر حیرت و  
 "عظیم الشان" کا قلعہ بھی ترکی وزیر علی پاشا محافظ خانہ کے حوالہ کر دیا،  
 یہ قلعہ جزیرہ کرپٹ کا بہت اہم مقام تھا اور اسکی فتح سے کرپٹ میں آئندہ دشمنوں کی قوت  
 بے اثر ہو سکے گا اندیشہ مٹ گیا۔ چنانچہ اسی وجہ سے دولت علیہ نے اس کپتان کو اس کے



آستانہ علیہ میں آنے کے بعد بہت بھاری خدمت عطا فرما کر ضروری سامان جنگ بھی حوالہ کیا اور اسکی بہت کچھ عزت افزائی فرمائی اگرچہ اس واقعہ کے بعد بھی ویسے رندقیہ والوں کا ایک جنگی بیڑہ مع بڑی فوج کے کریٹیں آکر دو ماہ تک شہر خانیہ کو گھیرے رہا لیکن خانیہ کے شیر دل محافظ نے اہل بندقیہ کو بڑی طرح شکست دیکر ہنگا دیا اور انکی سب قوہیں اور سامان جنگ جسے وہ چھوڑ گئے تھے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ ان واقعات کے بعد دولت علیہ نے اپنے جنگی بیڑے بحر اسود اور دوسرے ترکی سمندر میں چند ضروری باتوں کے لئے دو سال کئے اور سائنہ صہ میں کپتان یوسف پاشا جو سال گذشتہ میں میر البحر مقرر ہوا تھا باقی غیلوں جہازوں کو لیکر بحر ابيض متوسط کا معمولی گشت لگانے کیلئے جا کر بحیرہ ریت واپس آیا۔ سلطان نے ایڈریا نوبل ہی میں فراہمی افواج کا حکم دیدیا اور بقی مصطفیٰ پاشا سپہ سالار متعین ہوا جسے اوستہجی کی طرف قصد کیا۔ اور سلطان نے سلیم کرائے خان کریمیا کو بھی لکھا کہ آسٹریا والوں سے جنگ کرنے کیلئے افواج عثمانی کے ساتھ آکر شریک ہو، کیونکہ غنیم اسوقت مملکت ٹرینسلوینیا میں آفت برپا کر رہا تھا، آسٹریا کے جنرل نے افواج عثمانی کی آمد کی خبر سنی تو وہ شہر بلگرید کا محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گیا اور خان کریمیا اس کے تعاقب میں بڑھتا ہوا طمسوار، اور کیولہ، کے دو قلعوں پر قابض ہو گیا جو آسٹریا کی مملکت میں واقع تھے، اس سلطان کے عہد میں ملک شام میں بھی ایک سخت بغاوت برپا ہوئی تھی جسکو ترکی سپاہ نے باکمر فرو کیا، اور دارالخلافت قسطنطنیہ میں سخت آگ لگی جو ایازمہ قیوچی کی سمت سے بڑھتی تھی، ان قیام اور آرت بازار تک پھیل گئی، اس آتش و دہلی میں بہت سے محلات، اور شہر بھاتیں، اور سلطان سلیمان خان کی مسجد وغیرہ جل گئیں۔

سائنہ صہ میں سلفانی سپاہ نے شہر وارڈین کا محاصرہ کیا، اور اسی سال بوسینیا کی ترکی سپاہ نے بنا دقہ سے گتہ کا قلعہ واپس لیا اور انکی فوج کو برباد و منتشر کر کے بوسینیا کے علاقہ سے نکال دیا۔ اور تاتاری فوجوں نے مملکت ٹرینسلوینیا میں اہل آسٹریا کو برباد کر دیا،

بنا دقہ کی حکومت تنہا تو ترکوں سے کہیں لڑا نہیں سکتی تھی بلکہ پوپ روم یا دوسری

یورپین حکومتوں کی پشت گری سے وہ سلطنت عثمانیہ کے منہ چڑا کر لی، مگر کبھی ایسا موقع بھی ہوتا کہ پوپ پ والے اپنی ہی آپا دہلی میں گرفتار ہو کر اُسے کچھ امداد نہ دیکھتے تو وہ خاموش بیٹھی رہتی، اب پوپ دوم نے اُسے امداد دی اور مالک کے راہبوں نے اپنا بیڑہ بھیج دیا تو وہ پھر جزیرہ ساقز پر چڑھ آئی اور اللہ میں اس پر اپنی فوجیں اتار دیں، سلطان نے بھی یہ خبر پا کر فراہمی افواج کا حکم دیا اور ترکی بیڑہ کی آراستگی کا فرمان صادر کیا، تمام موسم سرما اسی تیاری میں بسر ہوا اور ترکی دارالصلوات نے متعدد نئے جہازات بھی بنوائے، بیڑہ تیار ہو گیا تو چند بحری افسروں نے کپتان یوسف پاشا کی شکایت کر دی کہ جس وقت بناوۃ کا متفقہ بیڑہ جزیرہ ساقز میں پہنچا ہے کپتان مذکور عثمانی بیڑہ لے ہوئے وہیں قرب وجوار میں موجود تھا اور اہل جزیرہ کو مدد سے سکھاتا تھا لیکن یہ عمداً چشم پوشی کر گیا، سلطان نے تحقیقات کی تو الزام مذکور کی قدر سچ نکلا اس واسطے کپتان مذکور معزول کر کے جزیرہ مذکور کی طرف جلا وطن کر دیا گیا اور وزیر عروجہ زاد حسین پاشا جو ڈارڈنلز کے قلعہ سد البحر کا محافظ تھا عثمانی بیڑہ نکال محافظ اور کپتان مقرر کیا گیا، اس جدید افسر نے بیڑہ کو نہایت توجہ کے ساتھ درست کرنا شروع کیا تھا کہ اسی اثنا میں سلطان احمد خان دوم کا بھی پیام اجل آن پہنچا اور وہ اللہ میں بمقام ایڈریا نپول دنیا سے رحلت کر گیا۔ اور اسکو اسی کی مسجد میں جو اس نے باغیہ قبوسے کے بازو دیں بنوائی تھی دفن کیا گیا،

# گیارھویں فصل (۱۱)

۱۱۰

۱۱۰

## ۱۱) سلطان مصطفیٰ خان دوم ابن سلطان

### محمد خان چہارم

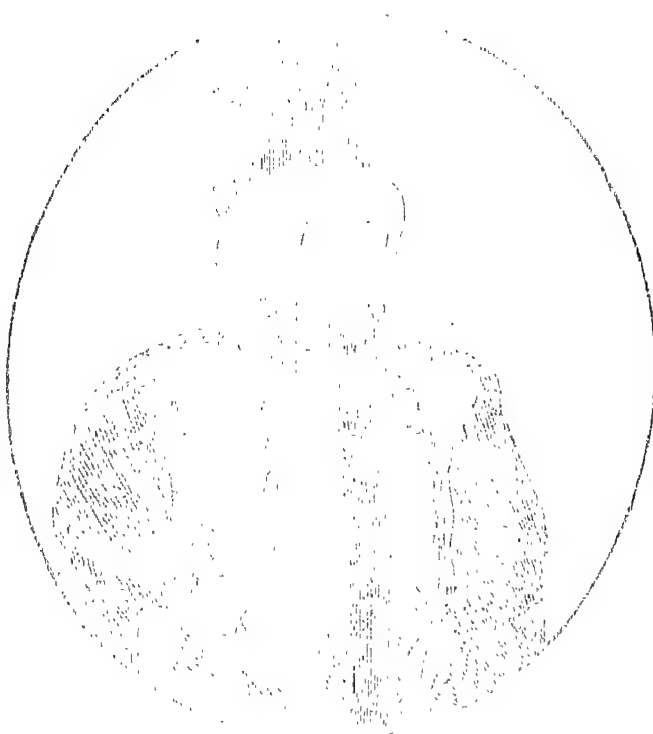
۱۱۱۵

۱۱۰۶

بائیس سال کی عمر میں سلطان احمد خان دوم کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا اور کے دوسرے ہی دن ایک سخت عمارت کا فرمان نافذ کیا جس میں تحریر تھا کہ میرے روستا میں کی عیش پسندی نے نظام مملکت میں جو کچھ خلل پیدا کر دیا ہے اس کے دفعیۃً مجھے بذات خاص ہرام کی نگرانی اور خود فوج کی کمان لینے کا خیال ہے، چنانچہ اس فراموشی اور بکری فوجوں کی دستی کا حکم صادر کیا اور اپنی چریوں نے اپنا معمولی انعام اس طلب کیا تو انکو غزانہ میں روپیہ نہ ہونے کے حذر پر چند روز صبر کر نیکار کیا گیا جس میں نے خلاف عادت منظور کر لیا اور پھر سلطان نے یہ دانشمندی کی کہ بیشتر اپنی چری کو اپنے ساتھ لیتا گیا تاکہ بہت جلد جزیرہ ساقر کو دوبار فتح کر لیا جائے،

### ساقر کی جنگ

سلطان مصطفیٰ دوم نے دانائی اور بیدار مغزی کے ساتھ دولت علیہ کے قدیم شرف سر فوج بال کرے اور دشمنوں سے تمام وہ مقامات واپس لے جو گزشتہ پچاس سال کے عرصہ میں انہوں نے دولت علیہ سے چھین لئے ہیں بحکم سلطانی ترکی برہہ جس میں



Copyright 1911 by the  
The National Book Company  
New York, N. Y.



میں غلیون اور چوبیس غراب جہاز تھے۔ مائتھی کپتان پاشا عموچہ زادہ حسین پاشا کی جہز  
 ساتھ حسین پاشا الجزائر کی نائب کپتان کے عہدہ پر مامور تھا۔ روانہ ہوا حسین پاشا الجزائر  
 وابل فرنگ میزہ تورنو کے نام سے یاد کرتے ہیں، عثمانی بیڑہ پر کافی تعداد کی سپاہ موجود  
 تھی اور وہ ہر طرح مسلح و آمادہ جنگ ہو کر جا رہا تھا۔ تیسرے دن بیڑہ نے کھلے سمندر میں  
 گھا اور جزیرہ قیون اٹھ « *مرکزہ مسلمہ* » بناوٹ کے بیڑہ سے دوپہ  
 ڈاہے بوجہ سکون ہوا کے چھوٹی کشتیاں کھینچ کر چلا رہی تھیں بناوٹ کے بیڑہ میں سپہ  
 رچھ ماحون جہاز تھے ترکی بیڑہ کے کمان افسر نے اپنی طرف کے سترہ غلیون جہاز  
 بناوٹ کے غلیون جہازوں پر حملہ کر بیکاک حکم دیا اور باقی چار غلیون جہازوں سے دشمن  
 ماحون جہازوں پر بڑھنے کا فرمان صادر کیا، کپتان پاشا عموچہ زادہ نے اپنی مائتھی  
 ریل کو ہدایت کر دی تھی کہ نہایت ہوشیاری کے ساتھ جنگ کرنا اور جنگی نظام و ترتیب  
 اتھ سے نہ جانے دینا۔ غرض کہ کپتان میزہ تورنو نے بناوٹ کے امیر البحر کا جہاز تار  
 اس طرح اپنے پہلو کی توپیں سرکیں کہ غنیم کے جہاز کی متعدد توپیں بیکار ہو گئیں اور ساتھ  
 اس کے جہاز کا ایک بڑا تختہ اڑ گیا جسے ایک سو سے زیادہ دشمنوں کو اپنی لیسٹیر  
 بے جان بنا دیا، ابھی غنیم کے سپاہی ابھی آفت کی پریشانی سے نہیں سنبھلے تھے  
 ایک دوسرے ترکی افسر عبدالفتاح نے اپنا جہاز بڑا کر غنیم کے جہاز پر نلفظ اور تار  
 کے آشگیر مادہ میں لت کئے ہوئے گولے پھینکنے شروع کر دیے جسے اس کے پچھلے  
 آگ لگ گئی اور دشمن اسے فرو کرنے میں مصروف ہو گئے بلکہ انکا ایک دوسرا جہاز  
 ایڈمرل کے جہاز کی مدد پر آگیا لیکن آگ کب فرو ہوتی تھی وہ بڑھتے بڑھتے میگن  
 جا لگی پھر کیا تھا، العظمتہ ایک ہیبتناک دھماکا ہوا، اور ایڈمرل کا جہاز مزاح دور  
 دن جہاز کے صاف ہوا میں اڑ گیا، ان جہازوں پر جبقتہ دشمن تھے اکثر تو ہلاک ہو گئے  
 باقی ماندہ پانی میں کود پڑے جن کو ترک سپاہیوں نے ایک ایک کر کے چن لیا اور  
 رہا کیا۔ عبدالقادر پاشا زادہ جو غنیم کے ماحون جہازوں پر حملہ آور ہوا تھا اس نے  
 بڑی چرب دستی سے کام لیکر پہلے دشمن کی توپیں بیکار کر دیں اور پھر جانبین سے

گولہ باری کا تبادلہ ہونے لگا، توپوں سے جو دھواں نکلتا تھا اس نے تمام روی آسمان پر ابر کی طرح چہا کر اندھیرا کر دیا جس میں فیر کی صدا گرج اور ریک کا اڑنا چمک کا منظر دکھایا تھا تاریکی میں جہازوں کا نظر آنا مشکل ہو گیا تھا اور یونہیں بے ہول طور پر گولے سرکے جاتے تھے، آخر کار غنیم کو میدان جنگ چھوڑنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ ملا اور وہ پھر سے غروب آفتاب تک جنگ کرنے کے بعد وہ بھاگ نکلا دشمن کے متعدد غلیون جہاز شکست اور غرق ہو گئے جنگے مقابلہ میں عثمانی بیڑہ کا بہت کم نقصان ہوا تھا، یہ فتح ترکی فوج کی حوصلہ افزائی میں بہت کام آئی اب اس کی ہمت بڑھ گئی تھی اور وہ دشمن پر ٹوٹ پڑنے کیلئے بے چین تھی، کپتان پاشا اس جنگ سے فارغ ہو کر ساحل اناطولیا کی طرف ہٹ آیا اور وہاں جہازوں کی مرمت وغیرہ سے فراغت حاصل کر کے دوبارہ ۴ رجب سنہ مذکورہ میں دشمن کو پوری طرح تباہ کرنے کی نیت سے پھر اگے بڑھا۔ چنانچہ جب ترکی بیڑہ جزیرہ ساقز کے نزدیک پہنچا تو بنا دقہ کے چھبیس غلیون اس سے مقابلہ کرنے کیلئے نکلاٹ سے باہر نکلے، جنگ شروع ہونے سے قبل ترکی امیر البحر نے اپنا بیڑہ اس طرح مرتب کیا کہ وائس ایڈمرل کو پچھ، جہازوں کے ساتھ خلیج ساقز کے ابتدائی مخرج پر متعین کر دیا جہاں ہوا کا زود تھا۔ اور باقی جہازوں کو اپنے تحت میں لیکر خلیج کے دوسرے مخرج پر جہاں کم ہوا ہتی رک رہا، دشمن کا بیڑہ خلیج مذکور سے نکلتے ہی دوطرف سے سخت گولہ باری میں پھنسیا اور اسے معلوم ہو گیا کہ ایسے جدید نظام جنگ کا زبردست حملہ دکرنا اس کی قوت سے خارج ہے اس لئے اس نے بیکار شدہ جہازوں کو بندرگاہ میں دیکل دینے کے بعد باقی چودہ غلیون کا رآمد اپنے ساتھ لے اور لڑنا بھرتا بھاگ نکلا، مگر ترکی بیڑہ انکو کب نہ مت جانے دیتا تھا اس نے تعاقب کیا اور گولہ باری سے ذرا ہی جہالت نہ دی، آتشچی زادہ محمد نامی ایک افسر کے جہاز نے غنیم کے ایک جہاز کا میگزین تارک کر ایسا گولہ رسید کیا کہ وہ فوراً اڑ گیا اور جہاز کے ٹکڑے بکھر گئے یہ سب کچھ توپوں کا بیڑہ جہاز تھا اور اس نے غنیم کے دوسرے جہازوں کو بھی صدمہ پہنچایا ہے۔ پہلی لڑائی میں چار ترکی غلیون جہاز بھ

غنیم کے ماحول جہازوں کی خبر لینے پر مامور ہوئے تھے انہوں نے جہاز جہاز کا کاروائی کی

اور بناد کے جہازوں کو بیکار بنا کر انہیں بڑی آسانی سے گرفتار کر لیا، بناوٹہ نے اس جنگ میں بے اندازہ نقصانات اٹھائے اور انکے بقیہ الیف جہازات بھاگ کر گل گئے، اس کے بعد ترکی امیر البحر کا جہاز نشان فتح اڑاتا ہوا بندر گاہ ساقز میں داخل ہوا جہاں سو ایک بناوٹہ کا بیکار شدہ ماحون جہاز اور گرفتار کیا اس پر سولہ تاسے کی توپیں اور چھ ہاور توپیں لیں جنکے علاوہ پانچ ہزار ہندو قیں بکثرت گولی بارود، اور ۲۸ سپاہی ملے پھر عثمانی بیڑہ نے قلعہ اور بندر گاہ ساقز پر تسلط کیا جہاں اسکو غنیم کے چار بار برداری کے جہاز اور چار بڑے غلیوں جنگی جہاز سامان جنگ و رسد سے بھرے ہوئے آ رہی دستیاب ہوئے، ترکی فوجیں ہمارو ک ٹوک قلعہ میں داخل ہو گئیں اور وہاں بھی سولہ توپیں، اسٹی ہزار گولے اور بیشمار تھیلے بارود کے اسے دستیاب ہوئے جو بناوٹہ یہاں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ یہ جنگ اس طرح فتح و ظفر کے ساتھ ختم ہو چکی اور کپتان محمد چہ زادہ قلعہ ساقز آباد ورتی اور وہاں کافی سپاہ بغرض حفاظت متعین کر لیا کہ تمام کر کے آستانہ علیہ میں واپس آیا اور سلطان نے اس کو خلعت فاخرہ عطا فرما کر قائم مقام کے معزز منصب پر سرفراز کر دیا، پھر کپتان میزہ مور فوحسین پاشا الجزائر کی امیر البحر کا منصب دیا گیا جس نے اپنی خدا داد بحری لیاقت اور تجربہ کاری کا بہت اچھا ثبوت دیا یعنی تھوڑی ہی مدت میں بہت سے جنگی جہاز نئی وضع کے بنوائے اور بحری سپاہ اور ملاحوں کو بہت اعلیٰ درجہ کا قواعد دان بنا کر ترکی بحری قوت پھر مکمل کر لی۔

## آسٹریا کی لڑائیاں اور زائٹما کی شکست

سلطان محمد زکریا کو بالائی بحری فتیابی کے بعد خود سلطان مصطفیٰ خان دوم نے اردوی سلطانی کو ہر کام لیکر مشغول کر دیا اور ڈنیوب عبور کیا اور ہانچہ میں پہنچ کر صحرائے طمشوار میں اپنا کیمپ قائم کیا۔ اس حملہ میں سلطان مدوح نے قلعہ لیپوہ "Lepo" کو فتح کیا۔ تمام اس جنگی ذخیرہ کے جو داناں موجود تھا چھین لیا، پھر لیگس صوبہ کی خونیہ لڑائی ہوئی اس سے فتح کی اور اس کے لڑائی میں آسٹریا کا کمانڈر جیٹل وٹرائٹ جو اسٹول



ہوا کیونکہ سلطان سپاہ نے اسکی فوج کو شکست دیکر اسے گرفتار کر لیا تھا اور پھر حکم سلطانی اسکی گردن مار دی گئی۔ ان فتوحات کے بعد سلطان مصطفیٰ خان بلگریڈ میں واپس چلا آیا۔ ساکھ جاتوں کا موسم دہاں بسر کر کے موسم بہار آتے ہی پھر دشمن پر جا پڑے۔ مگر کچھ ضرورتیں ایسی آپڑیں کہ سلطان کو آستانہ علیہ جاننا لازمی ہو گیا اور اس نے فوجوں کو بلگریڈ ہی میں ہی دیا۔ آسٹریا والوں کا دل ابھی شرارت سے آسودہ نہیں ہوا تھا کیونکہ مذکورہ بالا فتوحات سے اسکی پوری سرکوبی نہیں ہو سکتی تھی اس لئے وہ سلطان کے واپس ہوتے ہی پھر آمادہ سرکشی ہو گئے اور ششماہ میں بار دیگر حدودِ ملک عثمانیہ پر حملہ آور ہو کر انہوں نے طشوار کا محاصرہ کر لیا، سلطان کو اس امر کی اطلاع ملی تو وہ یہی فوراً آستانہ سے چل پڑا اور میدان جنگ میں آتے ہی دشمنوں کو قلعہ طشوار کے گرد سے ہٹا دیا، اس کے بعد سلطان نے آسٹریا والوں کی ایک عظیم الشان سپاہ کو جو اسی اطراف کی کسی پہاڑی گھاٹی میں شہر اولاش کے نزدیک منتحب ساکن فریڈرک کے زیرِ کمان ٹھہری ہوئی تھی مغلوب بنا کر اسے منتشر کر دیا۔ ان متواتر فتوحات سے عثمانی سپاہ کے حصے استعد بڑھ گئے کہ وہ دشمنوں کو خیال میں بھی نہ لاتی تھی اور ہر وقت نشہ بوش جرات سے سرشار رہتی تھی۔

اب سلطان ان کامیابیوں کے بعد قلعہ طشوار کی حفاظت دپائنداری کا مکمل انتظام کر کے ایڈمیا نپول کو واپس چلا آیا اور حدود پر بکثرت مستحکم قلعے تعمیر کئے جانے کا فرمان دیا، خارجی دشمنوں کی قرار و آہی گو شمالی ہو چکے تھے سلطان کو چند روز تک دم لینے کی ہمت ملی تو وہ چھ تن ملکی اور مالی انتظام پر جھک پڑا اور فوجی و مالی حالت سدھارنے میں بخوبی کامیاب ہوا جن دنوں سلطان مصطفیٰ آسٹریا سے سرگرم جنگ تھا، انہی دنوں روس والوں نے مشالہ میں شہر ازاں کو محاصرہ کر لیا تھا اور خان کریمیا نے عثمانی محافظ سپاہ کے ساتھ ملکر انہیں شکست بھی دی تھی اسی ہزار سے زائد روسی سپاہ کاٹ کر ریکیہ کی گھر ششماہ میں دوبارہ پیٹر اعظم شہنشاہ روس نے ساٹھ ہزار فوج سے اس قلعہ پر چڑھائی کی، چونکہ حکومت عثمانیہ کو اندازوں جزیرہ نماے موریہ، بوسنیہ، ہنگری، اور پولینڈ کے علاقوں میں لڑائیاں دبیش تھیں اس لئے وہ شہر ازاں کو کمک نہ پہنچا سکا اور پیٹر اعظم اس شہر پر

قابل ہو گیا چنانچہ اس نے اس شہر کو بحر اسود پر ایک مستحکم بوسہ بندرگاہ بنالیا جہاں قوزاق کے قابل اُسے پہنچنے سے روکتے تھے۔ سلطان خود بنفس نفیس فوج کی کمان کرتا ہوا آسٹریا سے جنگ کرنے چلا اور بلغاریہ میں پہنچکر اُسے دیوان کا جلسہ کیا تاکہ حملہ کی سمت تجویز کی جائے، اکثر ارکان کی یہ رائے ہوئی کہ فوج کو مشوار کی طرف بڑھایا جائے جدھر سے اگلے دو سالوں میں برابر فوج کشی ہوا کی ہے چنانچہ ترکی سپاہ دریائے ڈنیوب کو عبور کرتی ہوئی پانچوہ اور ویاں سے شہر زانٹا تک پہنچ گئی۔ یہ شہر دیناے ٹیس کے کنارہ پر واقع ہے، سلطان نے حکم دیا کہ دریائے مذکور پر پل بنا کر فوج کو پار اتارا جائے مگر جوت فوج پل پر ہو کر دریا کو عبور کر رہی تھی پکا ایک آسٹریا سپہ سالار پرنس یوہین دی ساؤ ترکی سپاہ پر حملہ آور ہو گیا۔ یہ سپہ سالار Eugene de Saxe نہایت مشہور آسٹریائی افسر اور آسٹریا کی سپاہ کا کمانڈر انچیف تھا ترکی سپاہ کو غنیم کی مافقت کرینا موقع ہی نہ مل سکا اس لئے اُسے شکست ہو گئی اور فوج دو حصوں میں بٹ گئی غنیم کا حملہ بڑی شدت و مد کے ساتھ ہوا تھا، اگرچہ بہادر ترک بڑی ثابت قدمی سے لڑے لیکن کیا ہو سکتا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سی عثمانی سپاہ کٹ کر رہ گئی جنہیں افسر اور نفر ہر قسم کے لوگ تھو۔ صدر اعظم الماس محمد پاشا، مصری زادہ ابراہیم پاشا حاکم اناطولیا جعفر پاشا محافظ مشوار، فضل پاشا حاکم اٹنہ، بالطہ زادہ محمد پاشا۔ افغے افواج نی چری دس کے قریب بکت لوگ اور پندرہ ہزار چیدہ ترکی سپاہ اس لڑائی میں غارت ہوئی جنہیں بے کچھ دشمنوں کی لڑائی میں اور کچھ دریائیں ڈوب کر ہلاک ہوئی تھی، خیریت یہ ہوئی کہ سلطان اب تک دریائے دوسرے ہی کنارہ پر تھا ورنہ وہ بھی دشمنوں کے ہاتھوں میں اسیر ہو جاتا۔ اس شکست سے حکومت علیہ کو نہایت سخت صدمہ پہنچا اور تمام وہ قلعے جو ملکات ہنگری میں ترکوں کے پاس تھے سب انکے ہاتھوں سے نکل گئے اور اس کے علاوہ آسٹریا والوں نے صوبہ جازینہ، بوکسینیا، غیرہ پر بھی تسلط کر لیا۔ سلطان مصطفیٰ دوم بڑی دقتوں سے باغیہ راندہ آرمیج کو باقاعدہ ہٹا کر دار الخلافہ میں واپس چلا آیا اور یہاں اس نے کوپہ پٹی کو فتح کر لیا اور تینوں پاشاؤں کو صدارت پر متمکن کیا۔

## معاہدہ قرلو قچہ :-

سال ۱۸۱۲ء - جدید صد - اعظم جو مشہور فرمان کو پریلی کا لائق میر تھا اور جس کے جدا علی کو پریلی اعظم محمد پاشا کے عہد سے اب تک کئی شخص عہدہ وزارت کی جلیل خدمات نہایت لیاقت و خلوص کے ساتھ ادا کر چکے تھے۔ عثمان انتظام ہاتھ میں لیتے ہی نظم و نسق مملکت میں مشغول ہو گیا اور چند دنوں کے عرصہ میں اپنی حالت کی ناجتنی میں کامیابی حاصل کر لی، خزانہ کا محور ہونا تمام شکلات کی کوئی تھا پھر تو ایسا سا تھ ہر ایک کام خود بخود بند ہو گیا، نئی فوجیں بھرتی ہوئیں اور صرف تین چار ماہ کے عرصہ میں پچاس ہزار سپاہی، اور چالیس ہزار سوار فوج علامہ توپخانوں کی متعدد پلٹنوں اور رسالوں کے تیار ہو گئی سلطان اس جہاز سپاہ کی کمان کرتا ہوا اہل کسٹریا سے سابقہ شکست کی گسٹر نکالنے چلا اور پرنس یوچین کو ترک دیکر صوبہ بوسنیہ سے باہر نکال دیا، جب پرنس یوچین ہزیمت اٹھا کر دریائے سادہ کے پار آ گیا تو سلطان کا ارادہ ہوا کہ اور آگے بڑھ کر جلد وہ علاقہ اہل آسٹریا سے چھین لے جو انہوں نے پہلے سالوں میں ترکوں سے فتح کر لئے ہیں۔ مگر شاہنشاہ آسٹریا کو ایک مدت دراز سے مصروف جنگ رہنے کے باعث مستعد پریشانی اور زیر ہادی لاحق ہو گئی تھی کہ وہ اب طلب صلح کیئے آماہ ہو گیا اور اس نے لوئس چارلیم شاہ فرانس کو متوسل بنا کر صلح کی سلسلہ جنجانی کر دی۔ مگر شاہ فرانس نے دولت علیہ پر یہ بھی زور ڈالا کہ وہ معاہدہ ایسویک کے عہدہ ۱۸۰۷ء میں شریک ہو جو لیٹیم ۱۸۰۹ء کو فرانس اور اسپین، ہالینڈ اور انگلستان کی حکومتوں کے مابین ہوا تھا اور جبکہ مدعا یہ تھا کہ اسپین کو اپنی از دست رفتہ اہلاک دوبارہ واپس لھائے دولت علیہ نے فرانس کی یہ استدعا اس لئے نامنظرد کی کہ یہ دول پورپ اس کے مقابلہ میں گروہ بندی سے کام لیا کرتی تھیں اور اسکا اقتدار مٹانی کے درپے رہتی تھیں۔ بہر حال ایک مدت کی خط و کتابت کے بعد حکومتوں نے آسٹریا، روسیا، بناوٹہ، اور پوینڈا نے دولت علیہ کے معاہدہ کو قچہ کی شرطیں قطعی طور پر تسلیم کیں اور سال ۱۸۱۲ء میں یہ صلح نامہ مکمل ہو گا جسکا نام معاہدہ قرلو قچہ "Treaty of Carlowitz" ہے۔

ہے۔ اسکی اہم شرطیں یہ تھیں۔ آسٹریا میں سال کی مدت تک ٹرکی سے کوئی جنگ نہ کریگی، صوبہ طمشوآر سے حدود سے ملنے والی سرحدیں محفوظ رہیں گی اور ملک ہنگری کا مفتوحہ حصہ آسٹریا کو ملے گا، اس اعتبار سے دونوں حکومتوں کی سرحدیں لین دریا سے ماروش، ٹینس، ڈینیوب، اور صاودہ، رہیں گے، اسی طرح حکومت پولینڈ سے بھی ایک معاہدہ التوائے جنگ کا ہو گیا۔ جسکی میعاد بھی بیس سال تھی جس میں شرط تھی کہ پولینڈ صوبہ بغداد اسکا مفتوحہ حصہ ٹرکی کو واپس دیگی اور قدیم حدود و علیٰ حالہا ہنگری، پولینڈ کو پوڈولیا، اوکراین، اور قالمینچہ، کے صوبے ویدر سے جائینگے اور جو خراج اُسے خان تاتار کو ادا کرنا پڑتا تھا وہ معاف ہو جائیگا، دولت عثمانیہ جزیرہ نما، موریہ اور صوبہ ڈولماتیا، وینس، دالوں کو دیدگی، اور آسٹریا وغیرہ یورپ کے ممالک دولت علیہ کی خراج گزاری سے آزاد ہو جائینگے چونکہ اس معاہدہ کی گفتگو جاری ہونے کے وقت روس کا ایچی اختیارات کامل نہیں رکھتا تھا اس لئے اس سے صرف تین سال کے لئے ایک التوائے جنگ کا معاہدہ ہوا جس میں یہ شرط تھی کہ روسی حکومت قلعہ ازاخ پر قابض ہونگی اور سلطانہ میں دونوں حکومتوں کے مابین پھر اس معاہدہ کی تجدید ہوئی جو عرصہ دراز تک قائم رہی یہاں تک کہ دونوں فریقوں میں دائمی صلح کا یہی معاہدہ سبب قرار پایا،

## مذکورہ بالا مدت کی بحری لڑائیاں

روسی حکومت نے سال ۱۸۵۷ء میں قلعہ ازاخ پر قبضہ کر لیا تو سلطانی حکم دارالصلت کے نام صادر ہوا کہ بہت جلد جنگی جہازات تیار کر کے ترکی بیڑہ کی قوت میں اضافہ کیا جاوے اور بحیرہ اسود، دریاے ڈینیوب، اور بحیرہ بیض متوسط تینوں جگہ کے لئے تین بیڑے الگ الگ تیار ہوں، کپتان میزہ مور تو حسین پاشا نے بڑی سرگرمی سے کام لیکر فرمان سلطانی کی تعمیل کردی اور طرابلس الغرب کا بیڑہ بھی عثمانی بیڑہ کی شرکت کیلئے آگیا جس میں پانچ فلیمن جہاز تھے، اسی اثنا میں خبر ملی کہ جزائر مغرب کے بیڑہ نے بنا دقہ (اہل و نیس)،

کے تین جنگی جہاز گرفتار کر لئے ہیں۔ غرہ کہ جب ترکی بیڑہ کی تیاریاں مکمل ہو چکیں تو انکی حسب ذیل رپورٹ مرتب ہوئی، بحر ابض متوسط کا بیڑہ بیس غلیون جہازوں کا چھ بحری افسروں کی ماتحتی میں جسکے ساتھ چند فرقاطہ اور شانہ وضع کی کشتیاں ہیں۔ بحیرہ اسود کا بیڑہ جدید اضافوں کے بعد بیس غالیونہ جہازوں سے مرتب ہوا ہے جو مقام سنیوب کے بحری کارخانہ میں تیار اور درست ہوئے ہیں اسکے ساتھ مقام روتجی کی بنی ہوئی پچیس کشتیاں، پندرہ قطیرہ اور پانچ غلیون جہاز بھی شامل کئے گئے ہیں۔ دریائے ڈنیوب کے بیڑہ میں تشریکہ وضع کی بارہ کشتیاں مقامات ونسکو پولی، اوسچی، سلسٹرو، اور، بلگرڈ، واقع ساحل دریائے ڈنیوب کی بنی ہوئی ہیں جسکے ساتھ اسماعیل، ایساچی، اور، قرین، کی بنی ہوئی چند کشتیاں ہیں۔

سے کل بیڑہ دس غالیونہ جہازوں (۳۳) فرقاطہ کشتیوں (۲۹) صندوقوں، اور ایک سو اوشتی اچتی کشتیوں سے مرکب ہوئے ہیں۔ ۱۵ مارچ ذی الحجہ ۱۲۸۵ھ کو عثمانی بیڑہ زیر کمان کپتان میزہ مورتو حسین پاشا کے آبنائے ڈارڈنلز کے باہر آیا اور بنا دقہ کے بیڑہ پر جو جزیرہ بونچر اطلہ کے پاس استدادہ تھا حملہ آور ہوا۔ بنا دقہ نے ہزیمت اٹھائی اور ترکوں نے ان کے تین جہاز پکڑ لئے پھر بنا دقہ کے دو غلیون جہاز اور بھی پکڑا دیئے، جبکہ بوقت جنگ صریح پہنچا تھا اور وہ انہیں ساحل کی طرف ریت پر چڑھا کر چھوڑ گئے، اب عثمانی بیڑہ بحر مجمع الجزائر یونان میں بلا مزاحمت گشت لگاتا پھرا اور موسم سرما میں آستانہ علیہ کو واپس آگیا۔ دو بارہ سالہ میں ترکی بیڑہ بحر ابض کا گشت اور معانیہ کرنے گیا تو اس نے بنا دقہ کے بیڑہ کو آبنائے چناق قلعه کے جہات عابریں اور مارین پر قابض پایا یہ حالت دیکھ کر کپتان پاشا سخت غضبناک ہوا اور اس نے اس دور شور کے ساتھ غنیم پر حملہ کیا کہ وہ بدحواس ہو کر بھاگ نکلا مگر کپتان پاشا نے اسکا تعاقب نہیں چھوڑا یہاں تک کہ جزیرہ ٹڈلی کو نزدیک راس زیتون نامی ایک راس پر اسے جا پکڑا اور دن بھر کی سخت گولہ باری سے غنیم کے اکثر جہازات برباد کر دیئے۔ رات نہ ہو باقی تو وہ خاتمہ ہی کر کے دم لیتا مگر بنا دقہ کی قسمت کچھ اچھی تھی کہ وہ تاریکی میں جان بچا کر بھاگ نکلے۔ ان فتوحات نے ترکی بحری قوت کو

سالہ کشتیاں سپلاٹ اپنے اوپر سے کھلی ہوئی ہوتی تھیں۔

رعب از سر نو تمام دنیا پر بٹھا دیا اور کپتان حسین پاشا کا نام آسمان شہرت پر آفتاب  
بند چمکا، یورپ کے نامی نامی لوگوں نے اس کی تعریف کی اور موصین یورپ نے عزت  
کے ساتھ مشہور بحری افسروں میں اس کا نام درج کیا، کپتان مذکور کی عمر نے قحط کی اور آخر  
وہ سالہ میں عالم فانی سے دار باقی کو سدھار گیا، اس کے بعد عبدالفتاح پاشا امیر البحر  
ہوا مگر وہ بھی ایک سال ہی زندہ رہ کر فوت ہو گیا زان بعد بحری افسری آج بھی محمد پاشا کو تفویض  
ہوئی اور اس نے بحیرہ اسود میں بیڑہ کی کمان بہت خوبی کے ساتھ کی۔

### اندرونی اصلاحیں

معاہدہ قرکوچہ کے مکمل ہو جانے کے بعد سلطان ایڈریانوپل سے آستانہ علیہ کو چلا  
آیا اور سفر لے دول یورپ کو درباہیں بلا کر اس نے مختلف معاملات پر گفتگو کی پھر وہ  
ملک کے اندرونی انتظامات پر مائل ہوا اور وزیر اعظم عموچہ زادہ حسین پاشا نے مدت  
دراز کی لڑائیوں سے ملکی نظم و نسق میں جو خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں انکے رفع دفع کرنے  
پر کمر باندھی، زائد محصولات اور ٹیکسوں کے بوجھ سے رعایا کو سبکدوش کیا اور معمولی  
خراج میں بھی حسب مصلحت کمی کر دی، مفسدوں اور شورش پسیلانے والوں کو جو فوج  
یا دوسرے محکموں میں بہت کثرت سے لگے ہوئے تھے ایک ایک کر کے نکالا اور انکے  
سرغنائوں کو قتل اور جلا وطن کیا، عام رعایا کو زراعت اور دھندلاری کی ترقی کا خیال دلایا  
کیونکہ ملکی ترقی اور خوشحالی کے سرچشمہ یہی ہیں، وزیر اعظم ابن صلاح میں مصروف ہی تھا کہ  
اس کے اور شیخ الاسلام فیض الد افندی کے مابین کچھ ناچاقی پیدا ہو گئی، فیض الد  
افندی سلطان مصطفیٰ خان دوم کا استاد تھا اور سلطان اس کے مشورہ پر عمل کیا کرتا تھا  
وزیر کو یہ سزا گوار ہوا کہ شیخ الاسلام کا منصب ملکی امور میں مداخلت کرنا نہیں ہے پھر  
وہ کیوں دخل در مصفوات دیتا ہے، کپتان میزہ مور او حسین پاشا اپنے ایام حیات میں ان  
دونوں عہدہ داران حکومت کا اختلاف رفع کرتا رہا تھا لیکن جب اس کا انتقال ہو گیا تو  
انکی ان بن کو ترقی ہوئی اور شیخ الاسلام کی خود رانی وزیر اعظم سے بہت بشت ہو سکی لہذا

اُس نے سلطان میں استعفا پیش کر کے اپنی جاگ میں تنہائی کی زندگی بسر کرنے کا ارادہ کیا لیکن وہ استعفا دینے کے سترہ دن بعد بقضائے الٰہی فوت ہو گیا جہاں سے اسکا لاشہ قسطنطنیہ میں لا کر اُس کے بنوائے ہوئے مشہور مدرسہ میں دفن کیا گیا +

## جنگ ایڈریانوپل

فدیر حسین پاشا نے استعفا دیدیا تو سلطان نے بجائے اُس کے دل طہان مصطفیٰ پاشا کو مسند وزارت پر متمکن فرمایا اور نئے وزیر نے بالکل شیخ الاسلام کی رائے پر عمل کرنا اپنا اصول قرار دے لیا، علاوہ ازیں اس وزیر کو طبعاً جنگ و جدل کا بہت شوق تھا اور اگرچہ وہ زمانہ دولت علیہ کو اندرونی انتظامات کی درستی اور ملک کی حالت سدھارنے کیلئے امن و امان کی زندگی بسر کر نیک حکم دیتا تھا تاہم اس نے خواہ مخواہ لڑائیوں میں مول لینے کا سامان کرنا شروع کیا جسکا انجام یہ ہوا کہ اندرونی حالت پھر بگڑ چلی اور بیرونی تعلقات میں بھی اس قدر کشیدگی پیدا ہو چلی کہ عنقریب دول یورپ سے پھر جنگ چھڑ جانے کا خوف دہانگیر ہوا، اب سلطان اور دیگر وزیروں کو دل طہان مصطفیٰ پاشا کی حکمت عملی کا نامنا سب ہونا ظاہر ہوا اور وہ پہلے معزول، پھر قتل کر دیا گیا مگر یہ وزیر چونکہ ایک مشہور ولیہ اور بہادر جنگجو افسر تھا اس لئے فوجی حلقہ میں اس کے قتل سے سخت ناراضی پھیل گئی جس سے کچھ شکائے بھی برپا ہوئے، دل طہان پاشا کے بعد صدارت عظمیٰ کا عہدہ دہلی محمد پاشا کو ملا جو صحنہ قرفوقچہ میں دولت علیہ کا سفیر یا اختیار تھا اور اسوجہ سے وہ ملکی و مالی انتظامات کے حوالے سے خوب واقف کار ہو گیا تھا اُس نے اپنی سرپرست اور معاون شیخ الاسلام کی مدد سے بہت جلد تمام خرابیاں رفع دفع کر لیں مگر چونکہ شیخ الاسلام کا خیال یہ تھا کہ سلطنت کے تمام کام اُنہی کے حسب منشاء اور اس سے ہوا کریں اور وزیر اعظم یہ چاہتا تھا کہ شیخ اپنے منصب کی حد سے آگے نہ بڑھیں اسلئے وہ اس تدبیر میں مصروف ہوا کہ کسی مناسب طریقہ سے شیخ کا دخل و معقولات ہوتا نہ کیا جاسکے، شیخ الاسلام بھی وزیر کے خیال لاشہ تار گیا اور اُس نے اندرونی طور پر

فوج کے سپاہیوں اور افسروں کو بھڑکا دیا اور فوج برسرِ شورش ہو کر آفت برپا کرنے لگی۔ اور آخر یہ فتنہ شیخ الاسلام کے قتل ہونے سے فرو ہوا، سلطان مصطفیٰ دوم اندولوں شہر ایڈریا پول میں مقیم تھا کیونکہ اسے یہی ٹکار کا بھید شوق تھا اسے خبر ملی کہ فوج اور ارکانِ سلطنت اسکو معزول کرنے کی فکر میں ہیں تو وہ اپنے بھائی سلطان احمد خان کے پاس گیا اور تمام واقعات سے آگاہ کر کے عہدِ سلطنت سپرد کر دیا جسکے بخیر خود گوشہ نشین ہو رہا۔ اور اس طرح و بیع الاول سال ۸۸۷ھ اس نے اپنا عہد حکومت ختم کر دیا جسکے ایک سو چالیس دن کے بعد وہ دنیا سے ہی چل بسا، سلطان مصطفیٰ دوم بڑا دلیر شخص تھا اسکو فاتح بننے کے شوق میں اپنے دادا سلطان سلیمان خان کی پیروی کرنا بہت پسند آتا تھا اس نے تین بڑی لڑائیوں میں بنفس نفیس فوج کی کمان کی تھی، اسی کے ساتھ وہ بڑا تیر فہم، رحمدل، منصف مزاج، اور علم دوست تھا۔ اس جنگ اور شورش کو واقعہ ایڈریا پول کے نام سے موسوم کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ سلطان اندولوں اسی شہر میں تھا اور مفسد استنبول سے دُعا کا ارادہ کر کے چلے گئے تھے۔

## (۲۲) سلطان احمد خان سوم ابن سلطان

### محمّد خان راج

۱۱۱۵ ————— ۱۱۲۱ھ

اپنے بھائی کے تخت سے کننا نہ کٹتا ہو جانے پر یہ سلطان تیس سال کی عمر میں آل عثمان کے اورنگزب پر ہوا جس نے ہوا ایک آواز حکمران (وزیر) فساد کی آگ کو ٹھوپ زور سے بھڑکتی رہی اور ملت نامہ حقوق تک شہر زبیر ہو کر شیخ الاسلام فیض احمد افندی کا بڑا بیٹا تھا ہوا اور اسکا باقی خاندان بھی یہی تھے جسکو ملکا وطن کیا گیا وہ باغیہ زبیر نے بہت سے گھر برباد کر دیئے اور لورٹہ سلطہ، ہالیقی احمد پاشا، چاکو لوپ کے آغا کی کتا، کریمیا جو وزیر عظم کو منصب



پرفائز ہو گیا تھا پھر اس کے بعد قزاق احمد پاشا نے وزیر اعظم اور شیخ الاسلام امام محمد  
افندی وغیرہ ارکان مملکت کو بھی معزول کر دیا کیونکہ سلطان اس خود سے کہ مبادا خود  
غرض مفسدوں کو مرکز سلطنت کے منزل کر گیا موقع لمبائے باغیوں کے ساتھ عہدہ  
تساہل برتا تھا مگر آخر کار سلطان نے وزیروں کی امداد سے مفسدہ پردازوں کے  
سرخاؤں کو گرفتار اور جلا وطن کر پایا اور اس وقت خود بخود تمام آفتیں مسدود ہو گئیں ۔

جبکہ آستانہ میں یہ ہنگامے برپا تھے اسی زمانہ میں حجاز کے بدویوں نے حاجیوں کے  
قافلہ قتل و غارت کرنے شروع کئے اور سلطان نے یہ خبر پا کر طرابلس ، شام ، بیروت  
کوہ جبلون ، اور بیت المقدس کی چھاؤنیوں سے ترکی سپاہ روانہ کی جس نے باغی اور شریر  
عربوں کو شکست کیغیر کردار کا مزہ چکھا کہ سرزمین عرب میں امن و امان قائم کیا ، مگر اس واقعہ  
میں دولت علیہ نے باوجود اس بات کا قطعی ثبوت لمبائے کے کہ شریف سعد امیر مکہ  
بدوں کے ساتھ فارتگری میں شریک تھا اسے بدستور اپنے عہدہ پر قائم رکھا ۔ یہ واقعہ  
سلامت کا ہے ۔

اسی عرصہ میں سلطان کو محسوس ہوا کہ روسی حکومت پراسود کے اطراف میں اپنا  
اقتدار بڑانے کی سرگرم کوشش کر رہی ہے تو اس نے مالک ایشیا کو خروس ، روس کے  
دو سے بچانے کیلئے ، باطوم ، بغداد چک ، اور طبرق میں مستحکم قلعہ جات تعمیر کرائے ،  
سلطان نے وزیر اعظم داماد احمد پاشا کو جو ایک لائق اور کاروان وزیر تھا معزول کر دیا ،  
کیونکہ اس سے اور اوزون سلیمان آغا آغاے دارالسعادت سے کچھ ناموافقت پیدا  
ہو گئی تھی ، یہ وزیر بڑا لائق اور منتظم تھا اس نے اپنے زمانہ میں دارالصناعت کا بہت  
عہدہ انتظام کیا اور اس کے علاوہ بکثرت مدارس اور نئے کارخانے بھی کھولے ۔ اسکے  
بعد قلائی قزاق احمد پاشا وزیر مقرر ہوا مگر وہ بھی زیادہ دنوں تک اس عہدہ پر قائم نہیں رہا ۔

### اس عہد کے بحری حالات

سلطان احمد خان سوم نے عنان حکومت ہاتھ میں لیکر اصلاح نظم و نسق کو خیال

سے وزارت میں تبدیلی کی تو آجی محمد پاشا کو بھی امیر البحری سے معزل کر کے صرف  
 غلیون جہازوں کا کپتان رہنودیا کیونکہ اس نے بھری قوت کا عمدہ انتظام نہیں کیا  
 تھا اس کے بعد امیر البحری کا منصب کو چاک عثمان پاشا کو ملا جس نے بڑی توجہ سے عثمانی  
 بحری طاقت منبہ کرنے کا اہتمام کیا اور متعدد بحری مدارس قائم کرنے کے علاوہ دارالعلم  
 استنبول کو بھی تمام نقائص سے پاک کر دیا۔ اس امیر البحر کے زمانہ میں جب قدرے  
 جہازات تیار ہوئے وہ بہترین قسم کے تھے اور پرانے جہازوں کی ہی مرمت کر کے  
 انہیں نیا بنالیا، جب بیڑہ ہر طرح پر مکمل ہو گیا تو کپتان پاشا اسے بحر اسود کی طرف لیجلا  
 کیونکہ حکومت عثمانیہ کو روسی گورنٹ کے ارادوں کی خبر مل گئی تھی کہ وہ بحیرہ اسود کو اپنا بحری  
 مرکز بنانے کی فکر میں ہے اور اندنوں جبکہ دول یورپ اسپین میں حقوق وراثت ثابت  
 کرنے کیلئے مصروف جنگ ہیں روس کو لڑائی چھیڑنے کا اچھا موقع ہے لیکن روسی  
 گورنٹ حکومت عثمانیہ کے چوکے ہوئے دیکر خاموش رہ گئی اور بحیرہ اسود کی طرف بڑھنے  
 کی کارروائی جو قوت کر دی، حکومت عثمانیہ نے کپتان پاشا کو حکم دیا تھا کہ مقام اقدی  
 بدون میں ایک استحکم قلعہ بحیرہ اسود کے ساحل پر تیار کرے جو روسی حملوں کی مزاحمت  
 کے لائق ہو، یہ قلعہ تعمیر ہی ہو رہا تھا کہ ایک طوفانی ہوا کے زور نے ترکی بیڑہ کی ٹو  
 کشتیاں تلف کر دیں اور جب کپتان پاشا نے استنبول کو واپس آیا تو غفلت کے الزام  
 میں اسے جہد امیر البحری سے سزا دی گئی کہ بحیرہ اسود کا حاکم بنا دیا گیا، اب امیر البحری  
 کا منصب بطبع ہی قہر پاشا کو ملا مگر یہ زیادہ دنوں تک قائم نہیں رہا بلکہ احمد پاشا کی جگہ  
 وزیر اعظم ہو گیا اور بحیرہ اسود کے بیڑہ کو کپتان فرنگ عبدالرحمن پاشا کو تفویض ہوئی  
 جو حکم سلطان قلعہ اقدی پر دونوں کشتیاں کے ساتھ دے گا اور بحیرہ اسود کی طرف  
 روانہ ہوگا اور بحیرہ اسود کا ترکی بیڑہ اس وقت تک نہیں گھڑے گا اور بحیرہ اسود کے بیڑہ کو  
 ترکہ تھا کپتان پاشا نے اس کو بحیرہ اسود کے بیڑہ سے جدا کر دیا اور بحیرہ اسود میں نہ گورہ بالا  
 قلعہ تیار کر کے اسے بحیرہ اسود کے ساحل پر تیار کر دیا۔ اس کے بعد اس وقت عثمانیہ نے ایک  
 دوسرا جنگی بیڑہ نو غلیون جہازوں کا بحیرہ اسود کے ساحل پر تیار کیا جس کی تفصیل کے لئے ارسال

کیا جس نے بحری قزاقوں کی کشتیوں سے مقابلہ کر کے انکو برباد کر ڈالا اور ان کے تین غلیوں جہاز اور دو مختصر کشتیاں چھین کر آستانہ علیہ کو پلٹے آیا، فرنگ احمد پاشا آستانہ علیہ میں آگیا تو اس کی واپسی کے کچھ ہی دنوں بعد دارالصناعۃ کے لکڑی کے گرام میں لگ لگ گئی اور یہ امر فرنگ احمد پاشا کی غفلت کا نتیجہ شمار کیا گیا چنانچہ کورٹ مارشل ہونے پر انکو سزائے قتل دی گئی اور وہ مشہور بحری سپہ سالار پاتہ پاشا کے مقبرہ میں مدفون ہوا، فرنگ احمد پاشا کے بعد امیر البحر کا منصب دلی پاشا کے ہاتھ میں پہنچا اور یہ جدید افسر موسوم سرگرنے کے بعد آغاز موسم بہار ۱۱۷۷ھ میں چھ غلیوں جہازوں کا بیڑہ لیکر بحر ابض متوسط کی نگرانی کی لئے روانہ ہوا۔ اسی عرصہ میں خان کریسیا کی عرضداشت آئے سے معلوم ہوا کہ حکومت برصغیر عہد شکنی پر آمادہ ہے اور عثمانی قلعہ کے علاقوں پر حملہ کرنا چاہتی ہے، اس لئے سلطان نے کپتان دلی پاشا کو مع بیڑہ اٹے جہازات بحیرہ اسود کی طرف جا کر قلعہ آوزی کو ملک بنو کا حکم فرمایا اور وہ (۱۷) کشتیوں، چار غلیوں جہازوں کا بیڑہ لیکر آؤہر گیا اور اپنی خدمت بوجہ احسن ادا کرنے کے بعد واپس آیا تو انعامات سلطانی سے سرفراز ہوا۔ پھر سلطان نے حکم دیا کہ بحیرہ اسود کے سواحل پر بہ تمام کوٹلی اغزی، چھ بڑے جہم کے (۵۲) سے لیکر (۵۵) ذراع تک طول والے غلیوں جہاز تیار ہوں قلعہ آفندی ساکن بوستینیا کو جہاز سازی کا کام سپرد ہوا اور یہ شرط قرار پائی کہ جب وہ ایک جہاز تیار کر دے تو دارالصناعۃ سے اس کو چالیس ہزار قرش کی رقم دی جائے، اسی طرح ہر جہاز کی تیاری پر قیمت ملتی رہے۔ اسی عرصہ میں چند خود غرض بدخواہوں نے دلی پاشا کی شکایتیں کر کے اسے قتل کرا دیا اور بجائے اس کے کپتان ابراہیم پاشا امیر البحر مقرر ہوئے جو ۱۱۷۸ھ میں ترکی بیڑہ لیکر بحر ابض متوسط میں گشت لگا کر واپس آیا اور واپسی کے بعد حسب معمول سلطان نے اس کو مع اس کے ماتحت افسروں کے خلعت و انعام عطا کیا، زان بعد دوسرے سال بھی یہی امیر البحر گشت پر گیا اور خریف کو موسم میں واپس آیا مگر اس کی واپسی کے بعد ایک غصہ غلطی یہ ہوئی کہ کسی جہاز میں سے بارود کا انبار لکڑی کے گدین میں داخل کرنا فراموش ہو گیا، اور قضا و قدر سے اس جہاز میں آگ لگ اُٹھی، بارود کا آٹا ناکھا کہ جہان کے پرزے پرزے بکھر گئے اس کے سپاہی اکثر تو مرنے لگے اور

باقی سخت زخمی ہوئے دارالصناعت کی عمارت، اور ان تمام مکافوں کو بھی بہت نقصان پہنچا جو قنار اور بالطہ اکملہ کے نزدیک واقع تھے۔ اس وقت تک ترکی بحری کارخانہ میں جہازوں کی ”مخاطیف“ انگلستان سے منگوائے جاتے تھے مگر اسی اثنا میں ایک گولہ ساندہ کاریگر نے معلوم کیا کہ مخاطیف کا بنانا بہت آسان ہے اور افسروں کو اس خیال سے آگاہ کیا جنہوں نے براہ قدر دانی اسکو بہت دلا کر ایک نمونہ تیار کرنے کا حکم دیا اور جب اس نے نمونہ بنا دیا تو پھر بہت سے کاریگروں کو یہ کام سکھایا گیا تاکہ اب آئندہ اس چیز کی کافی مقدار خود ہی تیار کر لیا جا کرے، کپتان حاجی ابراہیم پاشا بیڑہ کو سفر سے واپس لانے پر مصر کا حاکم مقرر ہو گیا اور اس کے بعد امیر البحر کا منصب محمد پاشا ابن کو سچ علی پاشا ساکن اغریہ کو ملا، اور اسی سال یعنی ۱۱۱۱ھ میں نائب امیر البحر جانم خواجہ حاجی محمد پاشا نو غلیون جہازوں کا بیڑہ لیکر بحار فیض متوسط کی نگرانی کو گیا اور اسی گشت کے مابین اس کے بیڑہ نے جزیرہ مالک کے قزاقوں کا ایک بڑا غلیون جہاز گرفتار کر لیا۔ چہر (۴) قبیل چڑچڑ تھیں، اور جب یہ بیڑہ قسطنطنیہ کو آیا تو اسکے ساتھ سات غلیون جہاز اور ایک کشتی تھی جنکو اس بیڑہ نے بحری قزاقوں سے چھینا تھا، اور اسی کپتان جانم خواجہ نے دو اور جہاز بھی گرفتار کیے جنہیں ایک بناوٹہ کا تھا اور دوسرا تانہ والوں کا یہ دونوں جہاز براہ بحر قزاقی کیا کرتے تھے اور عثمانی تاجروں کے جہازوں کو تباہ کرتے تھے۔

— پیٹر اعظم - شارل دوہارڈیم، اور، بالطہ بھی محمد پاشا

### حالات جنگ پر ویت

سلطان احمد ثالث کے تخت نشین ہونے کا زمانہ وہ زمانہ تھا جبکہ یورپ کی دو سلطنتیں سوئیڈن، اور روس باہم جنگ میں مصروف تھیں، شارل دوہارڈیم شاہ سوئیڈن جبکہ ترکی مورخ تیمور پاشا، واپس سننے لگتے ہیں اپنی جہازیں سپاہ کے ساتھ روسی افواج کو شکست دیتا اس کے فلوپس بڑھتا چلا جاتا تھا، اس کے بعد میدان جنگ

ناروئے معدومہ میں روسی فوج کو سخت ہزیمت دیکر سیکسٹونی اہل پولینڈ کی  
متفقہ قوت بھی توڑ دی اور برگ اور، وارسلو، کے شہروں پر قابو کر کے اپنی ایک  
فوجی افسر اسٹانلاس لیزنسکی کے حکم سے *سلوواکیہ* نامی کوہستان  
پولینڈ کا حاکم بنا کر خود وہاں کے سابق بادشاہ آگسٹ دوم کا تقاب کیا۔ یہاں تک کہ  
وہ سیکسٹون پر حملہ آور ہوا اور اس سے پولینڈ کے استحقاق کا بازو عوی لکھا کر صلح کر لی  
روسی حکومت معاہدہ قرار دیا کہ روسی بھرہ آفاق اور حدود آذی اور بندر کے  
اطراف میں بہت سے قلعہ جات بنوائی ہی تھی جس سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وہ دولت  
علیہ کو نقصان پہنچانے کی تیاریاں کر رہی ہے مگر حکومت عثمانیہ اس نئے دشمن کی حرکتوں  
سے غافل بیٹھی تھی کیونکہ ترک اس کو خیز دشمن کو حقیر سمجھ رہے تھے اور اس کی طرف سوا کل  
بلے پروا تھے، پھر جب پیٹر اعظم شاہ عثمانیہ روس اور شارل دوازدم شاہ سویڈن میں  
جنگ شروع ہوئی تو دولت عثمانیہ نے اس خیالی سے کہ شارل کے ہاتھوں اس نئے غنیم کا  
سر کھوانا بہتر ہوگا اندرونی طعنے پھانسیا سکے روس سے جنگ کرتے رہنے کی ترغیب دیتی رہی اور  
یہی وعدہ کیا کہ خان کریمیا کو اس کی مدد کا حکم دیگی مگر اس وقت جبکہ شارل کی فوجیں روس کے  
اندرونی علاقہ میں داخل ہوئی۔ سلطان تو شارل کے ساتھ ایک خفیہ عہد نامہ صلح آوری  
اور دریافت میں شریک نہ ہونے کا کرنے پر تیار تھا لیکن وزیر اعظم پورلی علی پاشا جسکو حکومت  
عثمانیہ اور دولت روس کے مابین صلح نامہ کے شرائط و فاکر نکا بہت خیال تھا اس امر سے  
مانع آیا اور اس نے دوران جنگ میں الگ تھلک پہنچنے کی حکمت عملی پر چھوہنا مناسب تصور  
کیا۔ پھر جب پیٹر اعظم نے میدان پلادہ " *ہیراتسک* " میں شارل کی فوج کو  
ٹنگست فاش دی تو شارل بھاگ کر سلطنت عثمانیہ کے علاقہ میں چلا آیا اور یوسف پاشا نے  
سلطان سے عرض عرض کر کے اسکو شہر بندر میں رہنے کی اجازت دلا دی۔ روسی سواروں  
کی فوج جو شارل کا تقاب کرتی آتی تھی آذی اور بغداد کی سمت سے سلطنت عثمانیہ کے  
حدود پہنچی دست درازی کی مزگ کیا اپنی، اور اس سے پہلے ہی روسی حکومت نے فرقہ  
توزاق کو اپنا ٹھکانہ بنا کر سلطانی حدود کے مقابل جنگی استحقاقات قائم کرنے سے ایک

طرح کی دہکی دے رکھی تھی۔ تو سلطان کو روس سے جنگ چھڑنے کا جلد شرعی لائحہ آگیا اور اس نے روسی سفیر کو قلعہ ایسی قلعہ میں قید کر دیا، اسوقت یہ قاعدہ جاری تھا کہ سلطنت عثمانیہ جس ملک سے جنگ کرنا چاہے وہاں سے ترکی رعایا اور تاجروں کو بغیر میت واپس بلاسنے کیواسطے اس ملک کا سفیر بطور پرغال گرفتار کر لیا جاتا تھا۔ اس کارروائی کے بعد دولت علیہ نے پیر اعظم کو اعلان جنگ دیدیا اور ۱۲۲۲ھ میں ترکی صدر اعظم بالطہ جی محمد پاشا ایک لاکھ سے زائد جہاز سپاہ کی کمان کرتا ہوا دریا سے ڈنیوب کی سمت بڑا ۱۲۲۳ھ کے اوائل میں اس نے آبنائے ایستاقچی کو عبور کر کے صحرائے قاتال میں جانکلا جہاں اسے خبر ملی کہ چالیس ہزار روسی سپاہ بغداد کے حدود پر پہنچا چکی ہے۔ اس لئے عثمانی فوج نے بڑھکر قریہ قاقچی کے نزدیک دریا سے پر دست کے کنارہ جو دولت تھی وہاں روسی فوج کا ہر طرف سے محاصرہ کر لیا پیر اعظم نے اپنی سپاہ کے ترکوں کے پنجہ میں بنے طرح پھنسا مارا، رسد اور جنگی ذخیرہ بھی ختم ہو چکا تھا اور دشمن کی زبردست سپاہ ہر جانب سے گھیرے ہوئے تھی اب اس سے بجز صلح کوئی تدبیر نہ بن آئی، پیر اعظم کی بیوی کھیتراں جو بڑی چالاک عورت تھی اسوقت اس کے بہت کام آئی ورنہ روسیوں کو ترکوں کے سامنے بلا شرط ہتھیار ڈال دینے کے سوا کوئی پارہ نہ تھا یا فاقوں مرکز جان دیتے دیکھتے ان نے اپنے تمام قیمتی زیوروں اور دوسرے سرداران فوج کی بیویوں کے زیورات جمع کر کے کسی قدر نقد کے وزیر اعظم بالطہ جی محمد پاشا کے پاس بطور نذرانہ پیش کیا اور اس سے صلح کی درخواست کی، کہینہ خصلت وزیر نے باوجود شارل دوازدم کے وکیل کی نصیحت کے صلح مان لی اور یہ شرط کی کہ روس قلعہ اوزاق کو جس تمام قلعوں اور سامان جنگ کے ترکوں کے حوالہ کر دیں اور اپنے تمام وہ سب قلعے منہدم کر دیں جو انہوں نے حدود مملکت عثمانیہ پر بنائے ہیں، آئندہ کبھی قوزاق لوگوں کے معاملہ میں دخل نہ دیں اور شارل دوازدم کو اس کے ملک میں واپس بلاسنے کے بعد نہ تنائیں، معاہدہ صلح لکھنیا اور روسی فوج کو محاصرے چھوڑ کر واپس چلا آیا۔ اگرچہ یہ صلح نہایت عورت کی تسلیع اور ترکوں کے واسطے بہت اچھی تھی لیکن ملک حرام دیر سے رشوت کھا کر روسیوں کو

نپ جانیکا موقع دیا اور اپنی قوم و حکومت سے یہ سلوک کیا کہ اس کے ایک قوی دشمن کو باوجود موقع ملنے کے کھل نہ ڈالا بلکہ سلامت چھوڑ دیا تاکہ وہ ہمیشہ اس کے ملک و قوم کو ستاتا رہے ورنہ اس موقع پر روسیوں کو کھل دیا جاتا تو آئندہ انکو سر اٹھانیکا موقع نہ ملتا۔ اور یہ معاہدہ صلح نامہ فلکزن سے صلح نامہ کچھ کے نام سے موسوم ہوا، شارل دوازہم شاہ سویڈن نے یہ خبر پائی تو اس نے سر پیٹ لیا اور اس نے نہایت غضبناک ہو کر سلطان کے وزیر اعظم کی کونہ کی کاتام حال کھلا بھیجا پھر خان کریمیا نے جو اس جنگ میں تنگی افواج کے ساتھ تھا اس کی تصدیق کی اور ان اقوال کی مزید تصدیق یوں بھی ہو گئی کہ روسی قائم مقام نے معاہدہ کی بعض شرطیں پوری کرنے میں لیت و حل سے کام لینا شروع کیا چنانچہ سلطان نے باطلہ جی محمد پاشا کو وزارت سے برطرف کر کے اسے جزیرہ لیبی کی طرف جلا وطن کر دیا اور اسکی جگہ علی یوسف پاشا کو وزیر اعظم بنایا لیکن یہ وزیر بھی باطلہ جی کے معاہدہ کا حامی تھا اس لئے چند روز بعد اسے بھی معزول کر کے اسکی جگہ سلیمان پاشا کا تقرر ہوا اور خود سلطان روس سے جنگ کرنے کیلئے آمادہ ہوا چنانچہ وہ موسم سرما میں ایڈریا نپل چلا گیا، سلیمان پاشا صدر اعظم بھی جنگ کا حامی نہ نکلا تو اسے بھی معزول کیا گیا اور اسکی جگہ کپتان خواجہ ابراہیم پاشا کو مستلزم میں وزیر اعظم کا منصب ملا۔ ترکوں نے معاہدہ فلکزن کے بعد قلعہ آفاق پر بلا جنگ و جدل قبضہ کر ہی لیا تھا اور اب ترکی روسی سرحد پر زبردست عثمانی سپہا تیار تھی کیونکہ سلطان پیش قدمی کا قلعی ارادہ کر چکا تھا لیکن انگلستان اور آئینڈ کی حکومتیں جبکہ اس جنگ میں اپنی تجارت کی بربادی نظر آتی تھی خواہ مخواہ وسط میں پڑ کر نیچ بچاؤ کے لئے لگیں جبکہ انجام یہ ہوا کہ ایڈریا نپل کا معاہدہ شہنشاہ میں منعقد ہو گیا۔ اس معاہدہ کی اہم شرط یہ تھی کہ روسی قبضہ بحیرہ اسود سے بالکل اٹھا دیا جائے یہاں تک کہ اسکا کوئی بندر گاہ اس بحیرہ میں نہ رہے اور نہ اس کی بکری قوت یہاں پر چا سکے۔ دوسری شرط یہ تھی کہ بحیرہ اسود کا قبضہ چھوڑنے کے سوا وہ میں اس کو اس خراج سے سوا فائدہ نہ دیا جائے جو وہ ہر سال خان کریمیا کو دیتا رہتا ہے، اس زمانہ میں سلیمان پاشا سابق امیر العیون کو ترکی بیڑہ بہانہ کی کہان سے معزول کر کے اس کے بعد خواجہ بہانہ پاشا امیر العیون

مقرر ہوا اور خواجہ ابرہیم پاشا سے بوجہ سیاسی معاملات میں نالائق ثابت ہونے کے بعد وزارت لیلیا گیا اور داماد علی پاشا اس کے بعد وزیر بنایا گیا اور شارل دو آردیم شاہ سویٹن جو چھ سال تک دولت عثمانیہ سے امداد حاصل کرنے کیلئے ترکی علاقہ میں پڑا تھا اپنی آرزوں کا یوں خون ہوتے دیکھ کر وہ بھی اپنے وطن کو واپس چلا گیا +

### اس زمانہ میں بحری قوت کا کیا حال تھا :-

امیر البحر میرزا محمد توحسین پاشا نے ترکی بحری قوت میں جس قدر ترمیم و اصلاح اور مفید اضافے کئے تھے ان کا نتیجہ ایسا اچھا نکلا کہ ترکی بحری قوت پچاس ساٹھ سال کمزوری میں مبتلا بہنو کے بعد از سر نو عروج شباب پر آگئی اور اعدائے دولت اُس کے بیڑہ سے خوف کھانے لگے۔ جامع خواجہ محمد پاشا ۱۲۱۶ھ میں کپتان عام مقرر ہوا تو بحری افسروں اور سپاہیوں نے اس کی عام خوشی منائی کیونکہ یہ پہلا افسر تھا جو بحری سپاہ میں سے ترقی کرتا ہوا امیر البحر کے منصب پر فائز ہوا تھا، چونکہ سلطان کو اپنے از دست رفتہ بحری مقاموں کے دوبارہ واپس لینے کا بہت کچھ خیال تھا اور سب سے زیادہ جزیرہ موریہ کے واپس لینے کی فکر دیگر تھی جسے معاہدہ قرنوفیہ کے مطابق بنا دہنے اپنے تسلط میں لیلیا تھا۔

مذکورہ بالا بری لڑائیوں کے اثرات میں دولت علیہ ہمیشہ بحری قوت کے اضافہ، جہازوں کی تیاری اور بحری سپاہ کی مشق قواعد وغیرہ پر کافی توجہ کرتی تھی اس عرصہ میں عثمانی دارالصناعت نے تین برسے غلیوں جہاز تیار کئے اور جب انکو پانی میں تیرانے کا وقت آیا تو بڑی دھوم کے ساتھ جلسہ کیا گیا جس میں خود سلطان بھی شریک تھا اور اُس نے صدر اعظم اور کپتان پاشا کو خلعت گرا نایہ عطا کئے، پھر دولت علیہ نے آٹھ جہازوں کا ایک جنگی بیڑہ مجمع الجوزہ یونان کو بنا دہ کے مسترد سے بھانے کیلئے ارسال کیا اور اسی بیڑہ نے ابن مانیات کا پورٹیکسٹ (دفر قاطع) جہاز گرفتار کر لیا جس پر ساٹھ آدمی تھے اور یہ کجخت ڈاکو جو بنقدیہ (رویش) کا باشندہ تھا مدت سے بحر آرک کی پیلنگوں میں ترکی تجارتی جہازوں کو تاراج تھا اس کی گرفتاری سے دہاں بہت کچھ امن و امان ہو گیا کپتان پاشا نے اس سفر سے واپسی



کے بعد پہلے ہی ہلکی تیز رفتار کشتیاں بنوائیں تاکہ شہر آذاق کو واپس لینے کیلئے جو بیڑہ  
چاہیو والا ہے وہ کشتیاں اُس کے ہمراہ نہیں اور پیام رسائی کا کام دیسکیں۔ ۱۲۳۳ میں  
ترکی بیڑہ ہر طرح کی ہتھیاروں سے روانہ ہوا تو اُس میں حسب ذیل جہازات تھے۔ امیر البحر کے قطبہ  
جہازات (۲۲) غلیون جہازات (۲۵) فرقاطہ جہازات (۱۶) بار برداری کی ہلکی کشتیاں  
(۱۲۰) قانچہ پاشا اور بریکسٹ وغیرہ اقسام کی ایک سو وینت کشتیاں و جملہ (۳۶۰) کشتیاں  
اور جہازات تھے جنہیں تیس ہزار جنگ آفریں سپاہی تھے۔ محمد پاشا کے زیرِ کمان شہر آذاق کو  
روس کے قبضہ میں داخل ہونے کے بعد پہلے ہی کہ ساجی الخاں نے اس کے مقابلے میں قلعہ  
تکوں کو اپنے ہتھیاروں سے تباہ کر دیا اور شہر کی روٹوں کو تباہ کر دیا اور صرف آٹھ غلیون  
جہازات کا بیڑہ ہوا جس نے نہایت کمزور طریقے سے سال کو دیا گیا جس کی کمان خواجہ ابوالہسین پاشا  
کر رہا تھا۔

### جزیرہ صومریا پر کمر قبضہ

جزیرہ صومریا سیاسی اور تجارتی دونوں پیشوں سے ترکی حکومت کا ایک ضروری  
مقام تھا اور اس کا نقصان سے نگہبان حکومت عثمانی کا باعین شہر رہا تھا اس لئے سلطان کو بغیر  
اس کے کہ وہ دوبارہ اس ملک کو واپس نہ لے کسی پہلو پر نہیں آسکتا تھا آخر کار ۱۲۳۳ میں  
تیس غلیون اور پچاس شراپہ جہازوں کا آٹھ بیڑہ امیر البحر باقم خواجہ محمد پاشا کی کمان میں  
اس طرف روانہ کیا گیا اور بری سپاہ کی سپہ سالاری وزیر اعظم علاء علی پاشا کو دی گئی جس وقت  
بیڑہ سلاویکس پہنچا تو امیر البحر نے وزیر اعظم سے جزیرہ صومریا پر قبضہ کرنے کے ارادے  
کرنے کی اجازت طلب کی اور وزیر نے اس کی درخواست منظور کر لی تو چاروں جانب سے  
محاصرہ کر کے چند ہی روز میں یہ جزیرہ فتح کر لیا اور اس پر بیڑہ صومریا پر قبضہ کر لیا اور  
مقتدر قبضہ چلا آتا تھا اور اب تک باوجود اس کے کہ اس کی زبان پرانے نہیں  
تھی مگر اس نے اس کی فتح کو نہایت بے پروائی سے دیکھا اور عثمانی سپاہ کا  
موجودہ بیڑہ کو بری سپاہ سے بڑھ کر شہر آذاق کی کامیابی کو زیادہ دیکھ کر اس کی

سمت سے مدد پہنچائی اس لئے آٹھ دن کے عرصہ میں اسپر ہی تسلط ہو گیا ناں بعد ترکی فوج  
یکے بعد دیگرے شہر سے متون، قون، اور، کرودس، ~~صحنہ سنہ ۱۵۷۰~~ وغیرہ  
بہت جلد فتح کر لئے اور بیڑہ نے جزیرہ چوقہ ~~صحنہ سنہ ۱۵۷۰~~ پر تسلط کر لیا، پہنچے ڈیڑھ  
پہنچے کے عرصہ میں تمام جزیرہ موریا پھر ترکی قبضہ میں آ گیا اور اس کے اس پاس کے جزیروں  
پر بھی ترکی نشان اڑنے لگا حکومت علیہ نے اس مرتبہ وہاں باقاعدہ حکومت قائم  
کر دی اور بہارست اس حکام کے ساتھ ہر ایک جگہ قلعہ بند کر لی تاکہ آئندہ بناؤ کہ اس طرف  
آنے کی جرات نہ ہو۔ اسی برس سے فرخستہ ہوئی تو سلطان نے وزیر محمد پاشا محافلہ قلعہ خانہ  
اور از میرلی علی پاشا محافلہ قلعہ کینہ یا کو یہ حکم دیا کہ جزیرہ کریٹ کے تین باقی ماندہ قلعے بھی غارت  
سے چھین لو اور انہوں نے بخوبی اس فرمان کی تعمیل کر دی یعنی قلعہ جات سودہ، اسپر لوگ،  
اوکو کو پوزہ جو اب تک بناؤ قلعہ کے ڈاٹھوں میں ہونے کے باعث بحری قزاقوں کی جاؤ پناہ  
تھے فتح کر لئے اور اس طرح جزیرہ کریٹ باطلی دولت علیہ کے قابو میں آ گیا، اور ان طرف  
میں بحری ٹوٹ مار کا خطرہ موقوف ہو گیا، تہ کی بیڑہ ان فتوحات کے بعد مظفر و منصور آستانہ  
علیہ میں واپس آیا اور صدر اعظم سلطان کی زیارت کے ارادہ سے ایڈریا فیل کی طرف  
روانہ ہوا۔

### جنگ اسپر یاہ مواصرہ کورفو، اور جنگ ادرین

وزیر اعظم شہنشاہ علی پاشا جزیرہ موریا کو فتح کر کے واپس آ گیا تو سلطان کی قدیم سچی  
کے بعد اس نے ملک کے اندر وہاں نظم و نسق کی ترقی کر دی پہلے سولہ ہی رہا گیا  
جنگی بیڑہ جزیرہ کورفو کی فتح کیلئے بھی آراستہ کر دیا تھا، اسی اثنا میں یورپ کی وہ لڑائی  
بھی ختم ہو گئی جو اسپین میں بادشاہت لگائی باہر سے پہنچی تھی، اور شاہ ہسپانیہ چرمنی پاپس  
ششم نے شاہ فرانس کو شہر چارٹراں میں کچھ سالہ صلح کر کے واپس آ کر کینہ اور کورفو کے قلعوں  
کر لیا تو پاپس کی مہم جوئی کا شہر کورفو کے قلعہ میں داخل ہوا، اور کورفو کے قلعہ میں  
کہ معاہدہ قزوچہ کے مطابق آچھا کر لیا تھی وہ اپنے اپنے ملکوں میں واپس آئے اور کورفو کے قلعے

شاہنشاہ جرمی وینس والوں کی امداد پر آمادہ ہو گیا اور اُس نے گورنمنٹ عثمانیہ کو پیام بھیجا کہ وہ اپنا ایک اختیار سفیر حدود ہنگری پر بھیج دے تاکہ اُس سے وینس والوں کے بارے میں گفتگو کی جائے اور تم جنگ کو روکو اور جزیرہ موریا وینس والوں کے حوالہ کر دو اور اگر تم ان باتوں کو منظور نہیں کرتے ہو تو اسی پیام کو اعلان جنگ تصور کرنا چاہئے۔ شاہنشاہ جرمی کا قاصد بربر عثمانی میں حاضر ہوا تو سلطان نے تمام وزیروں اور عیان مملکت سے صلاح کی کہ اس پیام کا کیا جواب دینا چاہئے؟ سب نے باتفاق رائے یہی کہا کہ شاہنشاہ جرمی کا اعلان جنگ تسلیم کر لینا چاہئے مگر اُس کی خواہشیں ناقابل منظور ہیں بس اسی وقت سے سلطان نے جنگی تیاریوں کا حکم دیدیا۔ تاکہ آسٹریا سے بھی وہ مقامات اگلاو لئے جائیں جو اُس نے معاہدہ کر تو قچہ کے رو سے لئے ہیں۔ جنگی بیڑہ توکیل کلنٹ سے درست ہی تھا اسکا جائزہ لیکر سلطان کو بخیر سرت ہوئی اور ۱۲۵۰ھ میں کپتان ابراہیم پاشا دریائے ڈنیوب کا بیڑہ ساتھ لیکر روانہ ہوا جس میں پندرہ غاللیہ، ۲۵۵ فرقاطہ، دسٹ قانچہ باش کشتیاں اور آٹھ ابرلیق کشتیاں تھیں، اسکے بعد دولت علیہ نے آسٹریا کو اعلان جنگ دیدیا اور عثمانی سپاہ نے قلعہ وارا دین پر پیش قدمی آغاز کر دی جانبین کی فوجوں میں ہلکی ہلکی لڑائیاں ہونے لگیں یہاں تک کہ عثمانی سپاہ شہر قرقوچہ پہنچ گئی۔ ۱۲۵۰ھ میں اس سے آگے بڑھ کر وارا دین کے نزدیک جا پہنچی۔ وزیر اعظم اس فوج کی کمان کر رہا تھا۔ وارا دین کے نزدیک پرنس یوجین آسٹروی جنرل مع جوار فوج کے ناگہاں ترکی سپاہ پر اڑا جو کہیں گھات میں لگا تھا، ترک خافل چلے جا رہے تھے اور گو وہ پہنچ کر لڑنے لگے لیکن جنگی نظام اور صف بندی مشکل نہ ہونے سے انکو غنیم کے سامنے بہر حال دیکر لڑنا پڑ گیا تھا، لڑائی نہایت زور پر تھی اور دونوں فوجیں بالکل گٹھ کر لڑ رہی تھیں کہ وزیر اعظم علی پاشا شہید ہو کر گرا اور اُسی کے ساتھ چند دوسرے نامی افسر بھی مارے گئے جن سے ترکی سپاہ کے قدم اکھڑ گئے اور وہ بلگرید کی طرف پیا ہو گئی، آسٹروی سپاہ پیش قدمی کرتی شہر طشوار پہنچا اور ہوئی اور اُس کے محافظ مصطفیٰ پاشا کو ہزیمت دیکر اسپر قبضہ کر لیا، اس کے بعد وہ ۱۲۵۰ھ میں صوبہ بغداد کا بڑا حصہ فتح کر کے بلگرید پر چڑھ آئی، بلگرید کا محافظ خلیل پاشا شہید علی پاشا کے بعد وزیر

اعظم بنادیا گیا تھا وہ بھی غنیم کے سامنے نہ ٹھم سکا اور آسٹریا والوں نے بلگرڈ کا شہر بھی فتح کر لیا۔

## جنگ ایبروز، اور بساروفچہ کا معاہدہ ۱۸۵۰ء

جب شہر بلگرڈ ترکوں کے ہاتھ سے نکل گیا تو عثمانی بیڑہ آستانہ علیہ سے روانہ ہو کر آبنائے گلیتسولی میں آیا اور وہاں اُسے یہ خبر ملی کہ بناؤد کا بیڑا جیسے دس ہزار سے زائد آسٹروی فوج ہے آبنائے ڈارڈنلز پر قبضہ کرنے کیلئے آ رہا ہے اور اُس نے جزیرہ ایبروز کے گرد چکر لگایا ہے تاکہ وہاں اپنی فوجیں اتار سکے، کپتان پاشا نے فوراً ایک حصہ بیڑہ کے جہازوں کا دشمن کی خبر لانے کیلئے روانہ کیا، ان جہازوں نے دوسرے دن صبح کے وقت دشمن کے جہازوں کو دیکھا تو فوراً آگے بڑھ کر انپر گولہ باری شروع کر دی، غنیم تاب تھا و موت نہ لایا اور بھاگ نکلا ترکی جہازوں نے قناب کر کے دوسرے اُسے پھوٹو کا اور گولہ باری کر کے ہر دفعہ ہزیمت دی، اب عثمانی سپاہ کا حوصلہ استقدر بڑھ گیا تھا کہ انہوں نے اپنی کئی اور اصل بیڑہ سے علیحدگی کی کچھ پرواہ نہیں کی بلکہ مزید تعاقب کر کے اناپولی (واقع یونان) کے نزدیک تیسری مرتبہ پھر غنیم کو جا گھیرا اور اُسپر نہایت زور شور سے حملہ آور ہوئے اس دفعہ بھی بناؤد کا بیڑا تاب مقاومت نہ لاسکا اور سخت نقصان اٹھا کہ جزیرہ کورفو کی طرف بھاگ گیا ان لڑائیوں میں کپتان اعظم جانم خواجہ سے کچھ ایسی غلطیاں ہوئیں کہ وہ معزول کر کے قلعہ یدتی قلہ میں قید کر دیا گیا اور وزیر حاجی ابراہیم پاشا کپتان پاشا کے عہدہ پر مامور ہوا۔ اسی سال ترکی بیڑہ نے دریائے ڈنیوب میں مقام تیمور قبو کے نزدیک آسٹریا کے جنگی بیڑہ کو سخت جنگ کے بعد شکست دی اور اُس کے ۱۶ جہاز چھین لئے اور پھر وہ عثمانی فوجیں جو علاقہ ٹریسٹوینا کی طرف گئی تھیں ایڈریا فوئل کو واپس چلی آئیں، خلیل پاشا بلگرڈ میں ہزیمت اٹھانے کے باعث عہدہ وزارت سے معزول کیا گیا اور اب داماد ابراہیم پاشا سند صدارت پر متمکن ہوا جس کے وزیر ہوتے ہی گفتگوئے صلح آغا ہو گئی کیونکہ بحر آرک کی سیلیگو میں بناؤد کے بیڑہ کی تین بار کی شکست نے انکے ہوش درست کر دیئے تھے اور ان کے

حایتیوں کا بیوش بہی ٹھنڈا پڑ گیا تھا اسی واسطے سلطان نے اس میں صلح کے اہلچل پہنچا اور صلح سندھو کے شہر لپسا پہنچے۔ یہ سندھو دریا *Paradise* ہے گنگا اور شرانٹھ سے ہونے کے بعد معاہدہ صلح لکھنیا گیا جسکی ضروری شرطیں یہ تھیں:-

۱۔ مشہور اور بلکہ پیش کے علاقے اور کچھ سستہ ملکات تر دیا اور علاقے کا شہر اوتا تک آسٹریا کو دیا جائیگا۔ بند قید واسے ملکاتہ الہا کے قلعوں پر جو انکے پاس ہیں قابض ہینگے اور جزیرہ ہوتا سے تمام جزائر بحر آرکٹک پہنچنے کی سہ عثمانی سلطنت کے قابو میں دیدئے جائینگے، یہ معاہدہ ہو چکا تو روسی تاجدار پشیرا عظم نے بھی گوشہ نشین کر کے ٹکڑے بنائے، قتل و غارتگریاں اور ایڈریا نپل کے معاہدوں میں اپنے مفید مطلب کے بموجب تبدیل کر لی جسکا حال آگے بیان ہوگا اور اس کے علاوہ سے معلوم ہو سیکے گا کہ مروجہ کہ تو پر ملی پاشا کے بعد ترکی حکومت کے جس قدر وزیر عظم مقرر ہوئے وہ ہرگز اس عہدہ کی پوری قابلیت نہیں رکھتے تھے۔

۲۔ سلطان نے اس حکومت میں سے ارادہ کیا کہ بشارت و فوج سے معاہدہ میں اپنے مفید مطلب کچھ آسانیاں اور زمینیں کرانے سے بڑا کچھ تیار کرے اور عظیم بذات خاص پیرس کو گیا اور اسکا مقصد یہی تھا کہ فرانس کو وہاں سے غلبہ سے ہرگز نہ دے کہ اسکا اپنا کام کھائے۔ حکومت عثمانی نے روسی فریب کا حال معلوم کیا تو وہ بھی ہرگز نہ ہو گئی اور اس نے بھی اپنا سفیر پیرس کو روانہ کیا، عثمانی سفیر کا نام محمد آفریدی چلی تھا اور اسے حکم دیا گیا تھا کہ تمام حالات کی پوست کنندہ اطلاع دربار سلطانی میں اور سال کرے اور حکومت فرانس سے گفتگو کرے۔ روسی ارادوں کو کامیاب نہ ہونے سے انکو بدست فرانس نے ترکی سفیر سے بڑا اعلیٰ درجہ کا سلوک کیا اور اس سے کہنا کہ دولت علیہ کو ضروری روس سے لڑا کہ اس حکومت کی وسعت و رازداری کو برکھنا چاہیے، وہ نہ یہ کجخت ملک سوئٹین کو برباد کرے کہ ہنگامہ غیر مذکور شدہ امور خوفناک سے کہ وہ نہ اور شہریار و دول باہم متحد ہوں اگر حکومت عثمانیہ روس سے لڑے گی تو نتیجہ ہر گز ہنگامہ مذکور کی تحریک قبول نہیں کی اور دولت اسکی خدمتیں کوئی فائدہ نہ پہنچا سکیں۔ اس وقت اس وقت میں ترکی بیڑوں کے اعلیٰ کپتان آواز سلیمان پاشا نے دیکھا کہ روسی ارادوں کی آمد سلطنت کے بعد قیام چاہیے تھا پاشا حکم جزیرہ



سے مقابلہ کی تدبیر کرنے لگا لیکن چونکہ شاہ فہماسپ کے پاس اسوقت اس قدر قوت نہ تھی کہ وہ غنیم کو نقصان پہنچا سکے اس لئے افغانوں کو مشرقی ایران پر بے غل و غش قابض رہنے کا خوب موقع مل گیا اور ملک کا اس قدر وسیع حصہ ہاتھ سے نکل جانے پر دولت صفویہ کا تمام عروج خاک میں مل گیا، سلطنت عثمانیہ نے یہ حالت دیکھی تو ایران کے فتنل حالات سے خود بھی کچھ فائدہ اٹھانا چاہا اور فوجیں بھیج کر علاقہ جات گرجستان، اور کردستان کو فتح کر لیا اور وزیر حسن پاشا والی بغداد اور کوپریلی زادہ عبداللہ پاشا حاکم شہر وان نے بھی پیش قدمی کر کے آسانی تمام علاقہ جات کرمانشاہ، اردلان، اودو خوئے، پر تسلط جما لیا، افغانوں اور ترکوں کو ایرانی علاقوں پر اس طرح تصرف کرتے دیکھ کر پیر اعظم شاہ روس نے بھی سلطنت صفویہ کا کچھ حصہ غنیمت میں حاصل کرنا چاہا اور وہ کوہستان قوقاز سے جو دھن کی جانب اس کے اور مملکت ایران کے مابین حد فاصل تھا ترک طاغستان، قلعہ جات در بند، اور مغربی باکو پر قبضہ کر کے شاہ فہماسپ سے ایک معاہدہ کر لیا کہ اگر وہ روس کو بحیرہ خزر، گیلان، مازندران، اور استراباد کے علاقے حوالہ کر دے تو روسی سپاہ افغانیوں کو مشرقی ایران سے خارج کر دیگی۔ مگر یہ معاہدہ ترکی حکومت کو ناگوار تھا اس لئے قریب تھا کہ روس اور ترکی میں باہم جنگ چھڑ جائے لیکن پیر اعظم بخوبی جانتا تھا کہ وہ عثمانی سپاہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور جنگ چھڑ گئی تو نہایت مشکل بلکہ یوں کہئے کہ بربادی کا سامنا ہو جائیگا اس لئے اس نے مسیو ڈیو بوس سے معاہدہ کر لیا اور فرانس سے جو آستانہ علیہ میں متعین تھا دعویت کی کہ بیچ میں پڑ کر اس کی اور وہ عثمانیہ کی مصالحت کر دے اور سفیر مذکور اس بات میں کامیاب ہوا چنانچہ ۱۱۳۹ھ میں ایک معاہدہ روس اور ترکی کے مابین اس معاہدہ کا ہو گیا کہ دونوں سلطنتیں ایران کے ان علاقوں پر قابض رہیں جو ان کا مشترک علاقہ ہے یعنی کہ وہ اس کے دشمن کی کو دشمن نہ کریں۔ اس طرح انکا جھگڑا فیصل ہو گیا اور ایران کی جان بچ گئی، مگر ۱۱۷۱ھ میں پیر اعظم کی وفات سے بعد اس کی بیوی ملکہ کویتراش نے اس پر یا سید ساتھ ایک نیا معاہدہ کر لیا تو حکومت عثمانیہ کو ضروری معلوم ہوا کہ وہ اپنے مشرقی حدود کے ان قلعوں کو زیادہ مستحکم بنائے جو گزشتہ معاہدہ کی تقسیم سے

خاص ہو گئے تھے اس لئے بحکم سلطانی ترکی سپاہ وزیر عظم آبرہیم پاشا کے زیرِ کمان پیش قدمی کر کے تین سال میں صوبہ جات ہمدان، روان، تبریز، اردبیل، لورستان، قزو، باغ، مراغہ، اور گنجدہ اور آرمینیہ وغیرہ کو فتح کرنے میں کامیاب ہو گئی، ترکی موزین کہتے ہیں کہ گویہ فتوحات بکثرت تھیں لیکن ان سے دولت عثمانیہ کے اعزاز و شوکت میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ بلکہ الٹی شورشیں اور پریشانیاں بڑھ گئیں جنکا نتیجہ حد سے زیادہ ضرر رساں نکلا۔ کیونکہ ایرانیوں نے اپنے ملک کے اس طرح حصے بخرے ہوئے پسند نہ کیا۔ جس سے انکی نامردی اور ہزدلی کا ثبوت ملتا تھا پس وہ متفق ہو کر ترکوں کی روک تھام کے لئے بڑھے اور چونکہ انکے پاس آتشبار اسلحہ کی کمی تھی اس لئے باوجود شجاعت و مہرنگی دکھانے کے وہ ناکام ہی رہے۔ اسکے بعد شاہ اشرف اصفہانی اور شاہ لہماسپ ساسانی کے آپس میں چل پڑی اور شاہ اشرف نے اللہ علیہ میں سلطنت عثمانیہ کے ساتھ یہ قرار واد کر لی کہ مفتوحہ ایرانی علاقہ جات ترکی کے پاس رہیں مگر سلطنت سنیہ اُسے شاہ ایران تسلیم کر لے۔

شاہ اشرف مر گیا تو اب شاہ لہماسپ کے لئے میدان خالی ہوا اور اُس نے دوبارہ اپنے ماتھے سے نکلی ہوئی الماک واپس لینے کا ارادہ کیا، وہ (۵۵۴) ہزار سپاہ کے ساتھ اردبیل پر حملہ آور ہوا مگر ناکام خراسان کی طرف پسا ہو گیا، پھر اُس نے افغانیوں کی خبر لینی چاہی اور انکو اصفہان سے نکال کر یہ شہر فتح کر لیا، جب وہ آبائی دار السلطنت پر تابض ہو چکا تو اُسے فوجوں کی فراہمی میں بڑی آسانی ہو گئی اور بہت جلد بہرہ پہنچا کر اُس نے تبریز کی طرف پیش قدمی کر دی اس حملہ کے آغاز میں اُس نے سلطان میں ایک سفارت و رہا عثمانی کی جانب سے انکی اور پیام دیا کہ سلطان اُس کے تمام مقاصد علاقہ جات واپس دیدے کیونکہ اب ایرانی سلطنت کا وارث جائز دی ہے اور اُس کو ہرگز گوارا نہیں ہو سکتا کہ ایرانی علاقے دوسروں کے قابو میں رہیں۔ سلطان احمد خان سوم کی صلح پسند طبیعت کا مقتضا یہی بھی تھا کہ اس ترضیہ کو باسانی اور مناسب طریقہ سے فیصلہ کر دیا جائے چنانچہ اُس نے مشورہ کیلئے وزیروں کی مجلس مرتب کی اور ابھی مشورہ



تمام نہیں ہوا تھا کہ ایرانی سپاہ کے حدود و پنجان سے آگے بڑھ آئیگی خبر مل گئی۔ سلطان نے فوراً تجاویز مصالحت کو رد کیا اور مقابلہ کی تیاری کر دی مگر نوؤز ترکی فوجیں روانہ نہیں ہوئی تھیں کہ متواتر ایرانیوں کے تبریز، ہمدان، اور کرمان شاہ، پر تسلط کر لینے کی اطلاع آئی اور یہی جری سپاہ نے وزیر اعظم داماد ابراہیم پاشا کو غفلت اور خیانت سے متنبہ کر کے سرکشی آغاز کر دی، بارتون خلیل نامی ایک ینگیری افسر مع بیس اپنے ہم مرتبہ ساتھیوں کے اپنی ماتحت فوجوں کو لئے ہوئے بازاروں کو ٹوٹا کھسوتا سرے سلطانی تک آگیا اور اُس نے سلطان سے منجانب افواج نی جری وزیر اعظم اور اُس کے طرفداروں کے قتل کا پیام دیا۔ یہ لوگ وزیر اعظم اور اُس کے داماد مصطفیٰ پاشا امیر البحر مشہور بہ قیماق، یا، آتلیجی، اور دوسرے داماد کتوا محمد پاشا ان تینوں کو قتل کرنا چاہتے تھے چنانچہ آخر نی جری سپاہی سرے سلطانی میں گھس گئے اور ان تینوں کو قتل کر کے اُنکے لاشے دریا میں بہا دیئے۔ شیخ الاسلام عبدالعزیز قندی اسی فساد کے دوران میں معزول کر کے جلا وطن کر دیا گیا۔ مگر فساد ابھی فرو نہیں ہوا یہاں تک کہ سلطان احمد خان سوم کو تخت سے اتار کر اُس کے بھتیجے محمود خاں دل کو اُس کی جگہ پندرہویں ربیع الاول ۱۰۳۸ھ کو سلطان بنایا گیا۔ سلطان احمد سوم معزولی کے بعد کئی سال تک بقیہ حیات رہا اور آخر کار ۱۰۳۹ھ میں رہگراے عالم بقا ہوا۔ یہ سلطان نہایت نیکدل، اور حق پسند تھا، اس کے زمانہ میں بہت سی نئی مفید باتیں جاری ہوئیں، سب سے پہلے مملکت عثمانیہ میں مطبع کا وجود ایسی کے عہد میں ہوا اور شہر اسکی دار میں پہلا مطبع قائم کیا گیا۔ اسکی صورت یہ ہوئی کہ چلی محمد آفندی سفیر مقرر ہو کر پیرس دارالملک فرانس کو گیا اور وہاں اُس نے مطبع کے فوائد ملاحظہ کئے تو اُس کے بیٹے محمد سعید آفندی نے جو باپ کے ساتھ تھا قلم عثمانیہ میں ہی مطابع کا اجرا ضروری تصور کر کے فن طبع کی معلومات بہم پہنچائی دیشخص سلطان عثمان خان سوم کے عہد میں درجہ وزارت پر بھی ممتاز ہوا تھا، پھر سفیر مذکور قسطنطنیہ میں واپس آیا تو اُس نے اجراے مطبع کی بابت ابراہیم آفندی مجری سے ۱۰۳۹ھ میں گفتگو کر کے بشرکت باہمی سلطنت سے اجازت حاصل کی اور پہلا پریس قائم کیا چند علماء کتابوں کی تصحیح اور





نگرانی پر مامور ہوئے اور سب سے پہلے صحاح جوہری وغیرہ کتب تالیف اور ادب کا ترجمہ شائع کیا گیا، کتابوں کی اشاعت سے قوم میں وسعت معلومات کی ترقی ہوئی اور سلف کا کارناموں کی افلاح نے عام روشندل مانع اور تمدن یورپ کی پیردی کا جوش پہلایا بہت سے لائق مدبر اور امور سیاست کے ماہر افراد ہوئی ہی مدت میں پیدا ہو گئے، ملیح کو عام ہر دل عزیز حاصل ہوئی تو شیخ الاسلام عبداللہ آفندی ساکن کی شہر سے اس کے جواز کا فتویٰ لیا گیا اور پھر یہ کام ترقی کرنے لگا کیونکہ اس ذریعہ سے اشاعت علوم میں مدد ملتی تھی۔ اسکے علاوہ وزیر اعظم داماد ابراہیم پاشا نے بھی اندرونی مصلحوں کے ضمن میں متعدد کارخانے پارچہ بانی، کاغذ سازی، وغیرہ کے قائم کئے تھے، اور بہت سی مدرسے اور کتب خانے شہر میں کھول دیے تھے، اس نے آگ بھجوانے کا عملہ مقرر کیا تھا، اور آبائی باسقرس کے کناروں پر بہت سی سیرگاہیں اور خوشامکانات بھی تعمیر کئے تھے، اس سلطان کے عہد میں کئی ایک مشہور ترک شاعر اور انشا پرداز بھی پیدا ہوئے جنہوں نے قوم کی فطری زندگی کو بارونق اور پُر لطف بنایا۔

## (۲۴) سلطان محمود خان اول ابن سلطان مصطفیٰ خان دوم

۱۱۶۸ھ

۱۱۶۳ھ

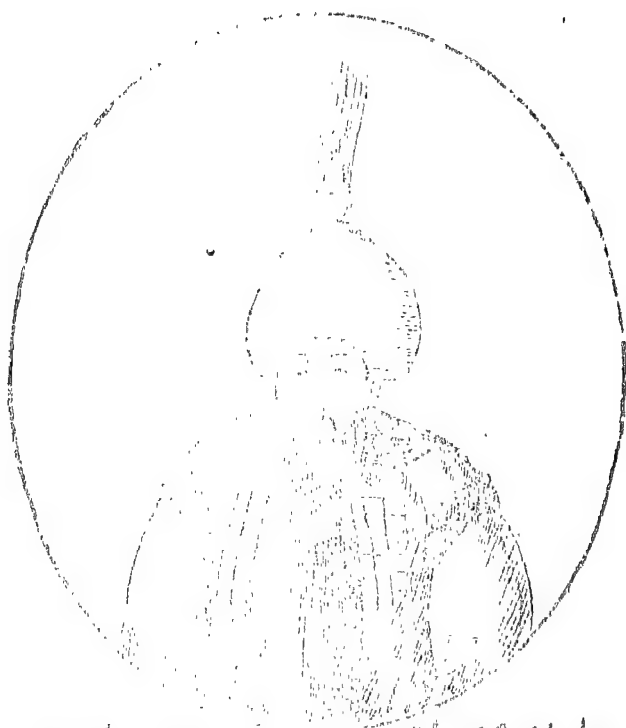
اپنے چچا کی معزوفی کے بعد ۳۵ سال کی عمر میں تخت سلطنت پر جلوس فرمایا۔ جبکہ نئی چوری سپاہ کی اندرونی شورش اور جنگ ایران کے بیرونی نقصانات سے سلطنت کی حالت سخت اتر چکی تھی، اس سلطان نے اسے نشان حکومت ہاتھ میں لیتے ہی طوپال نشان پاشا کو وزیر اعظم اور چاہین محمد پاشا کو ابراہیم پاشا کے عہدہ پر مامور کیا، اور نئے وزیر نے بڑی سستہ دیکھی کہ ماکہ تو کیا پندرہ ہزار باغی، وفدا اور افراد کو قتل و غارت گری کی

سزائیں دیکر اندرونی شرش کا خاتمہ کر لیا اور اندرونِ مملکت میں امن و امان قائم ہو گیا۔ تو ضروری انتظامات کی نگہانی کی جانے لگی۔

## جنگ ایران

دخلی انتظامات سے بہت جلد فرغت حاصل کر کے سلطان نے جنگی اہتمام پر توجہ فرمائی اور ایران کے حدود پر فوجیں روانہ کی جانے لگیں، احمد پاشا حاکم بغداد ایرانیوں سے مقابلہ کرنے کیلئے بڑا اور جہوقت شاہ طہا سب مقام ہمدان کو واپس لینے کیلئے پیش قدمی کر رہا تھا صحراے قوریجان میں ترکی افواج اُس کی سדרاہ ہوئیں طرفین سے سخت لڑائی ہوئی دونوں گروہوں کے بہادروں نے جوش جہرات دکھانے میں کوئی کمی نہیں کی لیکن قتل و ظفر ترکی سپاہ کے حصہ میں رہی اور شاہ طہا سب ہزیمت اٹھا کر بھاگ گیا۔ اسکے بعد علی پاشا نے تبریز اور آرمینہ کو دوبارہ فتح کر لیا۔ آخر ۱۰۲۴ھ میں شاہ طہا سب اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر صلح کا طلبکار ہوا اور سرعسکر احمد پاشا ترکی نے بطور خود یہ شرط کر کے کہ تبریز، اور ہمدان، کے صوبے دولت ایران کو دیکر، روان اور شرعان کے صوبے دولت علیہ عثمانیہ کے ماتحت رکھو جائینگے صلح مان لی، سلطان کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو اسے سخت غصہ آیا کہ سرعسکر نے استقدر خود رائی کیوں کی حالانکہ اُس کے امکان میں تھا کہ مغلوب ایران پر اس سے زائد نفع اٹھائے اور وہ خود اپنے مفتوحہ ممالک بھی دے بیٹھتا۔ اسی نامہ فنی میں سلطان نے سرعسکر مذکور اور باقی وزیروں کو بھی معزول کر دیا اور حکیم اولیٰ علی پاشا صدر اعظم اور جمدی پاشا کو وزیر بھرنایا گیا۔ جمدی پاشا تہڑی ہی مدت کے بعد فوت ہو گیا تو وزیر بیکو کا عہدہ پھر جانم خواجہ محمد پاشا کو ملا جو زمانہ سابق میں یہ خدمت بہت عمدگی سے ادا کر چکا تھا، آخر ایران میں وہ اس کا ایک امیر زادہ قلی جو بعد میں نادر شاہ افشار اور دنیا کا مشہور قلی تھا، تاجدار ہوا بہت دور دور پرانہ تھا اُس نے شاہ طہا سب کی جگہ شاہ عباس سوم کو تخت نشین کر کے اور خود اسکا وکیل بن کر انکسار عراق پر حملہ کر دیا اور شہر بغداد کا محاصرہ کر لیا سلطنت عثمانیہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اُس نے لنگے وزیر طوبال عثمان پاشا کو سپہ سالار





*[Handwritten signature]*

بنکر ایک زبردست فوج کے ساتھ روانہ کیا جسے جاتے ہی نادر قلی کو شکست فاش  
 دی نادر قلی نے غمی ہو کر ہمدان کی طرف ۱۲۶ھ میں پسپا ہو گیا مگر اس نے دوبارہ اسی  
 سال میں پھر اپنی جمعیت فراہم کر کے طوپال عثمانی پاشا پر حملہ کیا، سرعہ نہ کورانہوں بیمار  
 تھا اور ضعف و علالت کے باعث صاحب فراش اس نے اپنے آپ کو فوج کی کمان  
 کرنے کے لائق نہ پایا تو ایک ماتحت افسر کو اپنا نائب بنا کر فہیم کے مقابلہ پر روانہ کیا، یہ نائب  
 نادر قلی کے مقابلہ پر ثابت قدمی نہ دکھا سکا اور ہزیمت اٹھا کر بھاگا۔ سرعہ طوپال عثمانی  
 پاشا اسی معرکہ میں کام آگیا اور تمام ترکی سپاہ برباد و منتشر ہو گئی دوسرے سال دولت  
 علیہ نے ایک اور فوج کو پرلی زادہ عبداللہ پاشا کی ماتحتی میں نادر قلی کا مقابلہ کرنے کے  
 لئے ارسال کی اور اس نے بھی شکست کھائی روان کے نزدیک جانیں کا مقابلہ ہوا تھا  
 اور یہ جنگ ارپہ چالی کے نام سے نامزد ہوئی اور سرعہ کو پرلی زادہ مذکور میدان جنگ میں  
 کام آیا جس سے ۱۲۷ھ میں ایران کے چلہ مفتوحہ مقامات دولت علیہ کے ماتحت سے  
 نکل گئے، اور نادر شاہ نے سخت ایران پر جلوس کر کے اپنی حکومت قائم کر لی۔ دولت علیہ  
 نے اس سے صلح کر لینا مناسب تصور کیا، چنانچہ ۱۲۷ھ میں بمقام بغلس اس شرط پر کہ  
 سلطان مراد خاں چہارم کے عہد میں جو حدود و دونوں ملکوں کے مقرر تھے وہی اب بھی  
 قائم رہیں گے جانیں نے معاہدہ صلح لکھ دیا۔

## جنگ روس اور معاہدہ بلگرید۔

دولت عثمانیہ پر یہ بات ظاہر ہو گئی تھی کہ ایران اور پولینڈ کی بابت روسی حکومت کی  
 نیت بخیر نہیں ہے تو اسی اثنا میں اگسٹ دوم شاہ پولینڈ فوت ہو گیا اور اسکا سابق حکمران  
 استہانسلاس۔ لوئس پانزدہم شاہ فرانس کی بیٹی سے منسوب تھا اس لئے حکومت فرانس  
 نے امرائے پولینڈ پر زور ڈال کر ۱۲۷۷ھ میں پھر استہانسلاس کو بدستور واپس لکھا حکمران  
 منتخب کر دیا مگر روس اور آرمینیا نے اپنے اتفاق رائے سے اگسٹ سوم کو جو  
 سکونیہ کا امیر تھا پولینڈ کا بادشاہ منتخب کیا اور انہوں نے خاص ملکی باشندوں کی اٹو



کا کچھ بھی لحاظ نہیں کیا، روسی ملکہ اپنی انیوں نے اس مسئلہ میں کچھ ایسی مغرورانہ روش اختیار کی کہ فرانس کو سخت بڑا معلوم ہوا اور اس نے روس و آسٹریا دونوں حکومتوں کو اعلان جنگ دیدیا اسی کے ساتھ اس نے اپنے سفیر دربار عثمانیہ مارکوٹس دی ویلینوف "Malkenev" کو یہ کہلا بھیجا کہ جہاں تک ممکن ہو دولت عثمانیہ کو بھی اس جنگ میں فرانس کا شریک و ہمد بنادو۔ سفیر مذکور نے دولت علیہ کو استعمال دلانا شروع کیا اور اس سے ظاہر کیا کہ روس کی بڑھتی ہوئی قوت سلطنت عثمانیہ کے حق میں مضر ہے اور بعد میں جا کر اسکا بڑا اثر ظاہر ہوا چونکہ وزیر اعظم حکیم اوغلی علی پاشا بھی روسی سیاست کا یہ بہید بخوبی جانتا تھا اس لئے اس نے ہی سلطان کو روس سے جنگ کرنے پر آمادہ کر لیا۔ اور باب عالی نے تیاری کا حکم صادر کر دیا۔ آسٹریا نے دیکھا کہ فرانس ٹرکی کو ابھار کر مجھے پسواڈ ایگا تو وہ خوف سے دیگر فرانس کو رضا مند بنانے کو لئے تیار ہو گئی اور سلطان مطابق شرائط میں بمقام دیانائس سے ایک مفید مطلب صلحنامہ کر کے اسے تو الگ تھلگ کر دیا اور خود روس کے ساتھ ساز کر کے دولت عثمانیہ کے مقابلہ کا سامان کرنا شروع کیا، روس نے کچھ آسٹریا کے بھڑوں میں آکر اور کسی قدر اپنی خباثت سے چھپر چھاڑنا شروع کر دی اور سلطان میں جبکہ جنگ ایران کا آخری وقت تھا۔ قبلان کرانے خان کریمیا کی فوجوں کو طاغستان اور قبا رطلاے کے علاقہ میں ہر کہ صوبہ شروان میں ترکوں کی مدد پر جانے سے روک دیا۔ روس کا دعویٰ یہ تھا کہ مذکورہ بالا علاقے روسی الماک میں شامل ہیں اور کوئی غیر سلطنت اپنی سپاہ کو بغیر شاہ روس کی رضا حاصل کئے نہیں گزار سکتی۔ سلطنت ترکی نے اس پر اعتراض کیا تو روسی سفیر استنبول میں نیپل یان نے اٹلی سیدری ویلیس ملا کر اپنی حکومت کا دعویٰ صحیح ٹھیرانے کی کوشش کی مگر حکومت عثمانیہ نے اس کی باتوں پر توجہ نہ کر کے فوجی تیاری کا حکم دیا اسی عرصہ میں ایران سے صلح ہو گئی اور سلطان محمد پاشا عثمانی وزیر اعظم مقرر کیا گیا، تو روسی حکومت نے فیلڈ مارشل توئچ کی ماتحتی میں ایک سب زبردست فوج ترکی حدود پر بھیج دی جس میں سے ایک کالم قلعہ آفاق پر محاصرہ ڈالنے کیلئے بڑا ہوا دوسرا کالم خاکسارے اور تپو میں داخل ہو کر قلعہ

کر لیا پر حملہ کی دہمکی دینے لگا، اور تیسرے کالم نے کیلیبرن کے قلعہ پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ مکمل ہوا۔  
 اب تو دولت عثمانیہ نے ہلاتا تیل روس کے مقابل میں اعلان جنگ کر کے جدید صدر اعظم کو  
 اردوے عثمانی کا سپہ سالار بنا کر بابا قلاغ کی جانب روانہ کیا، حکومت آسٹریا اب تک  
 اٹالی کے واسطے تیار نہ تھی اور تنہا دوسری قوت ترکوں کی روک تھام کیلئے ناکافی لہذا اسے  
 یہ چال چلی کہ اپنے سفیر مسیو پلمان کو جو استنبول میں رہتا تھا حکومت عثمانیہ کے ساتھ  
 گفتگوئے انداد جنگ چھیڑ دینے کی ہدایت کر دی تاکہ اس طرح ترکی فوج کشی کچھ دنوں تک  
 رکی رہے اور میں جنگ کیلئے لیس ہو جاؤں۔ سفیر نے صدر اعظم سے بابا قلاغ کے کمپ ہی  
 میں مل کر اپنی گفتگو کا ڈھنگ ڈال دیا اور ایک بیٹے تک اسے الجھائے رہا، اس عرصہ میں  
 آسٹریا نے اپنی قوت مکمل کر کے نیش اور شہر کوئی کے قلعوں پر چڑھائی کر دی اور صوبہ بوہ  
 میں بھی کچھ فوج بڑھادی، ترکی افواج بھی یہ حالت دیکھ کر بڑھیں اور صدر اعظم حکیم اوغلی  
 علی پاشا صوبہ بوہینیا سے آسٹریا والوں کو ہزیمت پر ہزیمت دیتا رہا۔ ۱۸۵۷ء سے ۱۸۵۸ء  
 تک کے عرصہ میں بالکل باہر کر آیا نیز اسی اثنا میں کوپریلی حافظ احمد پاشا نے نیش، اور  
 شہر کوئی کو آسٹروی سپاہ سے چھین کر بلگرید کی جانب بفتح و پیروزی معاودت کی اور  
 دیدین کے سرحد عوض محمد پاشا دونوں مذکورہ بالا ترکی سپہ سالاروں کی کمک سے  
 آسٹریا کی تیسری فوج کو شکست دی جو دیدین پر پیش قدمی کر رہی تھی، ترکوں نے قلعہ  
 ایزابیت کے سامنے دریائے ڈنیوب میں آسٹریا کے ساتھ جنگی جہاز جلا دئے اور  
 پھر عساکر عثمانیہ دریائے مذکور سے اتر کر علاقہ پانچوہ، ہادیہ *Hadid* اور  
 صوبہ طمشوار پر بھی قابض ہو گئے اور آسٹروی سپاہ کی جہلہ توپیں اور سامان جنگ چھین لیا  
 صدر اعظم مین محمد پاشا نے اور سوہ *Souh* "فتح الاسلام" قلعہ اطہ،  
 اور سمندزہ، کو ۱۸۵۸ء میں علی التواتر ایک دوسرے کے بعد آسٹریا سے چھین لیا۔ اب تو  
 آسٹریا کے ہوش ٹھکانے ہو گئے اور اسے ترکی سے بگاڑ کر نیکاً خوب مزہ مل گیا چنانچہ اس نے  
 ہارمان کر صلح کی درخواست کی اور ۱۸۵۸ء میں فرانس، ہالینڈ، اور، سویڈن، کے  
 سفیروں نے متوسط بنکر صلح کی تحریک ماننے پر زور دینا شروع کیا، ادھر یہ گفتگو ہو ہی

رہی تھی کہ عثمانی سپاہ نے کرو سکا " ۱۷۷۵ء کے میدان جنگ میں کونٹ والیس " ۱۷۷۵ء " آسٹری سپہ سالار کو ۱۷۷۵ء میں فاش ہزیمت دیکر استوار کا محاصرہ کر لیا، اور اگر صدر اعظم اس لڑائی میں تھوڑی احتیاط سے ہی کام لیتا تو وہ دشمن کی تمام سپاہ کو بڑی بے بسی کے ساتھ محاصرہ میں ڈال کر گرفتار یا فنا کر سکتا تھا دوسری جانب اسی سال میں ترکی سپاہ نے دریائے پربت کے کنارہ پر اور خاکناے اور قبو میں روسی فوجوں کو سخت زکلیں دیں، اور ترکی جنگی بیڑہ نے بحیرہ اسود میں زیر کمان کپتان سلیمان پاشا کے بحیرہ آفاق کاروسی بیڑہ برباد کر ڈالا۔ غرض کہ ایسی نمایاں فتوحات کا جلد جلد حال ہونا، یورپ کی پاورس کے سخت خوف زدہ ہو جانے کا موجب ہوا اور اسی وجہ سے ۱۷۷۵ء کے آخر میں معاہدہ بلگرید کی تحریر سے حکومت عثمانیہ نے بہت کچھ فائدہ حاصل کی یعنی آسٹریا نے شہر بلگرید سے دست برداری کے علاوہ تمام وہ علاقہ جات اور ممالک جو دریائے ساوا اور ڈینیوب کے داہنے کنارہ پر واقع تھے، اور بحیرہ اسود کے کنارے روسیوں کے قبضہ دلا یا گیا تھا بحیرہ اسود اور اس صوبہ کے جسکو آسٹریا نے افلاق کہا جاتا تھا ترکوں کو واپس دئے، اور سلطنت عثمانیہ نے پانچوہ اور طمشوار کے مفتوحہ علاقے آسٹریا کو واکزار کر دئے۔ اور (۱۷۷۵) سال تک بائین میں صلح قائم رکھنے کی قرارداد ہو گئی، اور ہر روسی حکومت سے یہ طے پایا کہ ملکہ روس انا ایوانا نے قلعہ آناق کو منہدم کر دینا منظور کیا اور بحیرہ اسود، اور آناق میں اپنا کوئی جنگی یا تجارتی جہاز نہ لانے سے دست برداری داخل کی اسی کے ساتھ تمام مفتوحہ مقامات ترکی کو سپرد کر دئے، اور یہ اقرار کیا کہ آئندہ بحیرہ اسود یا بحیرہ آناق میں روسی مال تجارت و غیر ممالک کے جہازوں پر بار ہو کر آیا کرے گا۔ جب یہ صلح مکمل ہو کر معاہدات لکھ دیئے گئے تو حکومت عثمانیہ نے روسی حکومت کے برخلاف مملکت سوئیڈن کے ساتھ ایک مخالفت کا اعلان کیا جس میں حملہ اور ملافت دونوں حالتوں میں ایک دوسرے کی شرکت و مساعدت کا اقرار تھا اور یہ بیان مسیو ویلنیو سفیر فرانس کی وساطت سے کیا گیا تھا۔ اسی طرح حکومت آسٹریا کے ساتھ معاہدہ تجارت کی تجدید کی گئی۔ اور ۱۷۷۵ء میں فلورنس کی حکومت سے معاہدہ تجارتی

کی تجدید کر کے اسے کچھ نئی آسانیاں عطا کیں۔ پھر ۱۵۵۷ء مطابق سلطنت میں  
شارل ششم شاہنشاہ آسٹریا و جرمنی فوت ہو گیا تو اس کی جگہ اس کی بیٹی ماری تریزہ  
تخت نشین ہوئی اور فرانس نے چند یورپین حکومتوں کے ساتھ ساز باز کر کے اس ملک  
پر حملہ کر دیا تاکہ اسکی املاک باہمی طور پر سب میں بانٹ لی جائے اس حملہ کا باعث وہ عداوت  
ہی جو مدتوں سے دونوں ممالک کے حکمران خاندانوں کے سینہ میں دبی چلی آتی تھی۔ اور  
فرانس کو ہمیشہ آسٹریا کے کمزور رکھنے کی دھن لگی رہتی تھی، چنانچہ اسوجہ سے فرانس اور آسٹریا  
کے مابین وراثت کیلئے لڑائی ہو پڑی اور مدت دراز تک اسکا سلسلہ عمتد ہوتا گیا یہاں تک  
کہ آخر آسٹریا کی کامیابی پر اسکا خاتمہ ہوا۔

مذکورہ بالا جنگ کے اثرات میں فرانس اور اس کے طرفداروں نے دولت عثمانیہ  
کو بھی اپنا شریک بنانا چاہا اور کہا کہ تم آسٹریا سے لڑ کر ہنگری اور دیگر ملکوں پر جو سلطان  
سلیمان قانونی کے عہد میں ترکی املاک تھیں پھر فتح کر لو اور اسکا ایک مفید اثر یہ بھی ہوگا کہ  
آئندہ تم روسی سازشوں کو بے اثر بنا سکو گے مگر سلطان محمود خان نے اپنی صلح جو پالیسی  
بدلتے سے انکار کر دیا اور ہمیشہ آسٹریا کے ساتھ مصالحتہ برتاؤ قائم رکھا۔ حالانکہ اگر  
سلطان اسوقت دول یورپ کی صلاح مان جاتا تو اسے بہت بڑا نفع پہونچنے کی توقع  
ہی۔

## مذہب جعفری کی وجہ سے ایران کے ساتھ دوبارہ

### جنگ شروع ہوتا

۱۵۵۷ء - معاہدہ بلگرڈ کے بعد چار سال تک دولت علیہ کے قلمرو  
میں ہر طرف امن و امان رہا اس زمانہ میں اندرونی اصلاحات جاری تھیں اور بیرونی  
جنگوں کوئی خطرہ باقی نہ رہا کہ یکایک ایک نیا فتنہ برپا ہو گیا یعنی نادر شاہ افشار شاہ  
ایران نے مذہب جعفری کو حنفی، شافعی، مالکی، اور حنبلی پر پادفرقہ ڈالنے سے اہل سنت

واجباعت کے ساتھ ایک پانچواں فرقہ بنانے کی نیت کر کے حرم نبوی صلعم میں اسکا  
 یہی ایک خاص مصلے قائم کرنا چاہا اور اس غرض سے ایک پندرہ سو گت سفارت و ہجرت  
 عثمانی میں ارسال کی تاکہ سلطان سے اسکی منظوری حاصل کر کے اپنا ارادہ پورا کر سکے اور  
 یہاں سے اسکو کوئی قطعی جواب اثبات یا نفی میں نہیں ملا تو وہ جھٹلا کر مسئلہ ہمیں  
 اچانک صوبہ عراق پر حملہ آور ہو گیا اور شہر بغداد کا محاصرہ کر کے مقام کرکوک کو فتح  
 بھی کر لیا پھر وہ موصل کی طرف بڑا دولت منیہ نے متواتر تین معزول شدہ وزیروں  
 شہید احمد پاشا، یکن محمد پاشا، اور حکیم اوغلی علی پاشا کو سپہ سالار فوج بنا کر آدرشاہ  
 کے مقابلہ میں ارسال کیا اور تین سال تک برابر لڑائیاں ہوتی رہیں جس کے بعد فوج  
 عثمانیہ نے کرکوک کو ایرانی سپاہ سے واپس لے لیا اور یکن محمد پاشا نے شہر روان کے  
 نزدیک آدرشاہ کو اسقدر تنگ کیا کہ وہ پریشان ہو گیا مگر اتفاق دیکھی کہ سپہ سالار مذکور  
 اسی شامیں تب محرقہ کا نکار ہو کر فوت ہو گیا اور افسر کی موت نے فوج میں ایسا خلل  
 ڈالا کہ وہ مسئلہ میں شکست اٹھا کر پسا ہو گئی۔ آدرشاہ فوجیاب ہو کر ارض روم کی  
 طرف ہٹا آیا اور اس نے دولت علیہ سے صوبہ جات دان، بغداد، موصل، اور، بصرہ،  
 کو طلب کر کے صلح کر لینی چاہی، ترکی حکومت نے اسے تو کوئی جواب نہیں دیا اور خود  
 صوبجات رو میلدا اور اناتولیا کی فوجیں فراہم کر کے شروان، دغستان، قوق، اور قیٹان  
 کے خونین سے لگ بھگ ننگائی۔ آدرشاہ یہ تیاریاں دیکھ کر خائف ہوا اور اس نے اپنا اگلا  
 مطالبہ ترک کر دیا پھر کچھ ہلکی سی شرطیں پیش کر کے صلح چاہی چنانچہ سلطان مراد چہارم کی  
 شرائط پر جانبتین نے فیصلہ کر لیا اور سال ۱۰۹۵ھ میں معاہدہ صلح لکھ دیا \*

## مذکورہ بالا عہد کی بحری حالت :-

سلطان محمود خان اول نے تخت سلطنت پر بیٹھتے ہی دارالصناعۃ عثمانیہ کو حکم دیا  
 کہ عثمانی بیڑہ کی تقویت کا سامان کیا جائے اور اس طرح انبار ملی وضع کے تین جنگی جہاز  
 بحکم سلطان بنائے جانے لگے اور سلطان نے یہ بھی حکم دیا کہ ترکی بیڑہ کے جہاز خاص خاص

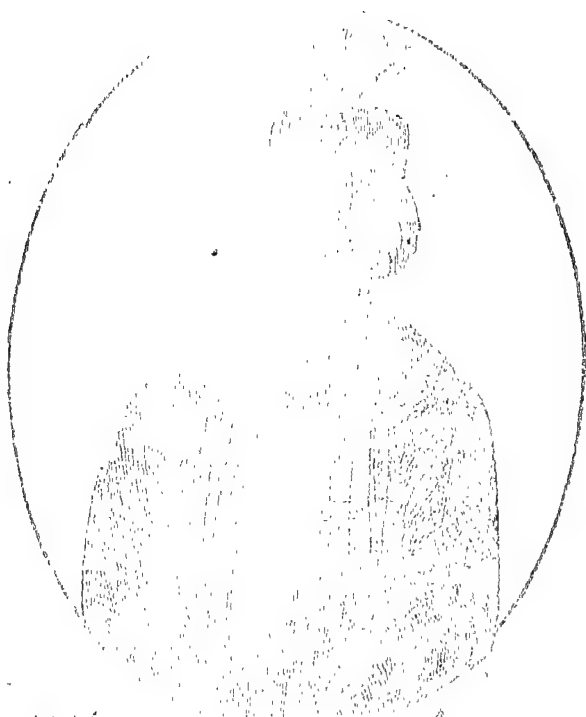
ناموں سے موسوم کئے جائیں ورنہ اب سے پہلے ہر ایک جہاز اپنے افسر کے نام سے مشہور ہوتا تھا مگر اس حکم کے مطابق ۱۱۶۲ھ کے تیار شدہ غلیون جہاز کا نام پر بحری دکھا گیا اور جو جہاز ۱۱۶۳ھ میں بنا تھا اسے ناصر بحری کے اسم سے موسوم کیا گیا۔ زال بعد جو جہاز دارالصناعت میں بنتا اسکا خاص نام رکھ دیا جاتا اور یہ قاعدہ اب تک جاری ہے جن دنوں دولت علیہ اور دولت ایران کے مابین آخری لڑائی ہوئی ہے اندوں ترکی بیڑہ کسی کمان پر چار کپتان ایک دوسرے کے بدستور ہوئے۔ اول شاہسوار زادہ مصطفیٰ پاشا اس کے بعد راتب احمد پاشا، پھر صاری مصطفیٰ پاشا، اور اس کے بعد صوفان میز محمود پاشا کو کپتان کے عہدے ملے ۱۱۶۲ھ میں دولت علیہ کا بیڑہ صوفان میز محمود پاشا کی کمان میں بحر ابض متوسط کا گشت لگانے نکلا مگر اس کپتان کا راستہ میں انتقال ہو گیا تو بجائے اسکے طورق محمد پاشا کپتان عام مقرر ہوا جس نے بحری قزاقوں سے سخت جنگ کی اور انکے قبضہ سے بکثرت مسلمان اسیروں کو رہائی دلائی، یہ بحری قزاق مالک ایلایا میں پناہ لینے کو جا رہے تھے کہ راستہ میں عثمانی بیڑہ نے انکو جا گھیرا اور تباہ کر دیا۔ طورق محمد پاشا بیڑہ کو استنبول میں واپس لانے کے بعد معزول کر دیا گیا اور اب اسکی جگہ ملک محمد پاشا کپتان عام متعین ہوا یہ کپتان دوبار بیڑہ کو بحر ابض متوسط میں لگیا اور گشت لگا کر بحیریت واپس لایا ۱۱۶۳ھ میں دولت علیہ کو فرقہ واریہ کی بغاوت فرو کرنے کے واسطے بحری اور بری دونوں قسم کی فوجی قوت سے کام لینا پڑا اور اس کے بعد والے سال میں کر دون نے بغاوت برپا کی جو ارکان دولت کے حسن تدبیر سے بلا جہال و قتال فرو ہو گئی، اگر دون میں سکون ہو گیا تو اشراف کہ مکر کے مابین ایک اختلاف پھوٹ پڑا جسکی علت یہ تھی کہ جب محمد بن عبد اللہ بن سعید اپنے متوفی باپ محمد بن سعید کے بعد امیر کہ ہوا تو ۱۱۶۵ھ میں اس کے اور اسکی چچا مستود بن سعید کے مابین کچھ اختلاف پیدا ہو گیا اور یہ اختلاف اتنا بڑا کہ طرفین میں جنگ ہو چکی تھی۔ یہ ہے کہ بہت کچھ کشت و خون ہو چکے تھے ۱۱۶۵ھ میں اشراف نے محمد بن سعید کے دونوں کے ساتھ کراچی شونریزی تو موافق ہوا مگر اختلاف یہ رہا کہ باقی رہا مکی شہزاد

دربار سلطانی میں پیش ہوئی اور سلطان نے اُسے رفع دفع کر دیا۔

اسی سلطان کے عہد میں اکس لاشاہیل کا مشہور معاہدہ ہوا تھا جسے یورپ کی ترقی اور تمدن کا منگ بنیاد نصب کیا اور اسکی تجارت تمام دنیا میں پھیلنے لگی یورپ کی سرزمین شرفنا دسے پاک ہو کر امن و امان کا گھر بنی اور لوگوں کو خیال پیدا ہوا کہ اب یہ صلح دائمی صلح ہو گئی یورپ کے سکون سے دولت عثمانیہ کو بھی بہت کچھ نفع پہنچا کیونکہ سلطان اور وزیر اسے سلطنت کو رعایا کے امن و راحت کا سامان ہیا کرنے کی خوب ہمت ملی اور نو سال تک آرام و صلح امور مملکت کی کارروائی کیجاتی رہی جس سے ملک میں عام سرسبزی اور بحالی پیدا ہو چلی۔ اس کے بعد ایک دن جمعہ کو جبکہ سلطان محمود خان اول نماز سے فارغ ہو کر حرم سرا سے شاہی کی طرف سے پس آ رہا تھا وہ ناگہانی مرگ کا شکار ہوا۔ یعنی گھوڑے پر سواری کی حالت میں مجلس سرا سے شاہی کے پہا لک میں داخل ہوتے ہی جان بحق تسلیم ہو گیا۔ اسکی وفات ۱۶۷۵ء کے ماہ صفر میں واقع ہوئی تھی، اسے پچیس سال حکومت کی اور اسکا زمانہ تاریخ سلطین عثمانیہ کے بہترین ایام میں شمار ہوتا ہے کیونکہ سلطنت نہایت شان و شوکت پر تھی اور ملک آباد، رعایا شاد، اور خزانہ معمور تھے۔ چونکہ سلطان محمود خان اول کے سفیر بکثرت شہر بیرس کو جایا کرتے تھے اور وہاں مدبرین یورپ سے انکو ملنے جلنے کا اتفاق ہوتا تھا اس لئے اور نیز اس باعث سے کہ آستانہ علیہ میں تمام دول یورپ کے سفیر رہا کرتے تھے انکے میل جول سے بھی ارکان دولت عثمانیہ کو سیاسی معاملات میں بہت کچھ درک پیدا ہو گیا یہاں تک کہ ان لوگوں میں سے جو اشخاص منصب وزارت پر فائز ہوئے انکی پولیٹیکل چالیں غضب کی ہوتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ ترک یونین سلطان محمود اول کا زمانہ تاریخ عثمانیہ کے ممتاز ایام میں شمار کرتے ہیں جس میں پولیٹیکل سائنس اور امور مملکت کی معلومات نے خوب ترقی پائی سلطان موصوف نہایت مستقل مزاج اور عالی حوصلہ شخص تھا اسے تمدن و تہذیب کی ترقی سے خاص اُنس تھا، شہر قسطنطنیہ میں اسے چار عظیم الشان کتب خانے قائم کئے تھے اور ہر ایک کتب خانے کے ساتھ ایک عام درگاہ بھی کھول دی تھی وہ اپنے ہم عصر بادشاہوں کی نگاہ میں بہت کچھ عزت رکھتا تھا،







Portrait of a man with a mustache, wearing a suit and tie, looking slightly to the right.

اس کے عہد میں دارالسعادت کا آغا (حاکم شہر) حاجی بشیر آغا نہایت مشہور دانشمند اور معاملہ فہم شخص ہوا ہے جس سے سلطان ہر ایک امر میں مشورہ کیا کرتا تھا۔ سلطان محمود اول کی وفات کے بعد اسکا بھائی سلطان عثمان خان تخت سلطنت پر متمکن ہوا۔

## (۲۵) سلطان عثمان خان سوم ابن السلطان

### مصطفیٰ خان دوم

۱۱۶۱ھ

۱۱۶۸ھ

اس سلطان نے (۵۸) سال کی عمر میں تخت سلطنت پر جلوس کیا، رسم شمشیر بندی معمولی طور پر ادا ہو چکی تو دول پور پکے سفیر مبارکباد عرض کرنے کیلئے حاضر دربار ہوئے اس نے صرف تین سال حکومت کی اس عرصہ میں کوئی بیرونی جنگ یا اندرونی شورش نہیں ہوئی کیونکہ اس بادشاہ کو امن پسندی کا خیال غالب تھا، اس نے ملک کے اندرونی انتظام پر بہت بڑی توجہ فرمائی، اور سرائے سلطانی کے حاشیہ نشینوں میں سے بہت سے اس قسم کے لوگوں کو نکال دیا جو سازشوں اور بد امنی پھیلانے کیلئے مشہور تھے اس لئے سلطان عثمان ثالث کا عہد گہری سازشوں کے وجود سے پاک رہا، اسکو پابندی احکام شرع کا بڑا خیال تھا اس لئے کوئی خلاف شرع بات اسکی زمانہ میں نہوسکی، حرم کی بیگمات جو لباس فاخرہ کے ساتھ بازاروں اور سڑکوں پر نکلا کرتی تھیں انکو اس حرکت سے باز رکھا گیا۔ اسکی فکر اپنی کے دوسرے سال کنیہ بیت لحم میں لاتیینی اور رومیوں کے مابین کچھ فساد ہو پڑا جسکی وجہ سے چند بیرونی قوتوں کا سامنا ہو گیا مگر سلطان نے بڑی دانائی سے اسے رفع دفع کر دیا اور اس کنیہ کے میٹرو پولیٹ کو ملک بدر کر دیا جو شرارت کا بانی تھا۔

۱۱۶۹ھ میں اس نے وزارت میں تبدیلی کے سید محمد پاشا کو وزیر مقرر کیا۔ جو

پیرس سے واپسی کے وقت مصیوع کے آلات ہمارے لایا تھا اور اس نے استنبول میں مطبع قائم کیا مگر یہ وزیر کچھ مخفی اسباب کے باعث قتل کر دیا گیا اور بجائے اسکے کو سہ ماہر مصطفیٰ پاشا دوبارہ وزارت کے منصب پر سرفراز ہوا سلطان عثمان خان سوم نے اپنی تخت نشینی کے بعد پہلے سال میں بھی وزارت کا تئیر کیا تھا اور تین وزیر معزول کر دئے تھے جو کو سہ مصطفیٰ پاشا تکیم اوغلی علی پاشا اور نائلی عبداللہ پاشا نامی تھے پھر انکے بعد ایک اور وزیر بقی علی پاشا بھی معزول کیا گیا۔ اس کے ہمیں بحری افسر پرکپتان قرہ باغلی سلیمان پاشا متعین ہوا تھا اسی عرصہ میں ترکی صوبہ جات مغربی افریقہ کے جنگی بیڑوں اور حکومت نابولی (ایطالیا) کے جنگی بہادروں سے لڑائی ہو پڑی جسے سلطان مذکور نے دوستانہ طریقہ پر بند کر دیا۔ کردوں کے بعض قبیلوں نے شورش برپا کر کے قلعہ جات موش، تبلیس، ملاس، اور، مونستان، وغیرہ میں قلعہ بندی اختیار کر لی تھی جنگی سرکوبی کے لئے صوبہ ارض روم حاکم متعین کیا گیا اور اس نے انہیں سیدہ کر لیا۔ مینی جری سپاہیوں نے شہر بلگرید میں شورش برپا کر کے سب معمول قتل و غارت پر کمر باندھی اور کوپریلی زادہ احمد پاشا حاکم بلگرید شہر چھوڑنے پر تیار ہو گیا تو سلطان نے دوسری فوجیں بھیج کر مینی جریوں کی گوشمالی کی اور انہیں اطاعت ماننے پر مجبور کیا، اللہ عیسیٰ میں قرہ عثمان اوغلی کو قتل کی مزاد گنجی جسے صوبہ آیدین میں آفت برپا کر دی تھی اور اس کے مال و دولت کو ضبط کر لیا گیا، ان واقعات کے بعد صدر عظم کو سہ ماہر مصطفیٰ پاشا کی معزولی عمل میں آئی اور اسکی جگہ مشہور مدبر اور صاحب دارائے محمد راعب پاشا وزیر عظم بنایا گیا جو بڑا سیاسی شخص تھا اور بلگرید کا معاہدہ اسی نے تحریر کیا تھا کیونکہ انہوں نے وہ میرنشی کے عہدہ پر تھا اس معاہدہ کی ترتیب نے اسے یورپ والوں کی چالبازیوں سے خوب واقف بنادیا تھا اور اس سے ہی قبل ایرانی معاہدہ صلح کی گفتگو میں وہ دولت علیہ کا کشتور تھا بعد ازاں مصر کی حکومتوں پر چھکا تھا۔ غرض کہ اس وزیر باتدیر نے حکومت عثمانیہ کی نہایت قابل قدر خدمتیں کیں مگر حاکم الدولہ نے اسکو آخر میں سخت ضرر پہنچایا اپنی ابو قون احمد آغا آغا کے دارالسعادت کی نصیحت پر سلطان نے اسے معزول کر دیا

تو ۱۹ صفر ۱۱۸۷ کو خود سلطان عثمان خان سوم ہی مانگہاں اسیر پنج اہل ہو کر دنیا سے چل بسا ورنہ دشمن اس وزیر کے قتل کی تدبیر کر چکے تھے۔ سلطان مذکور صلح پسند ہو کر ان تھا اس نے اپنے زمانہ میں وہ مسجد مکمل کرائی جسکی تعمیر اسکے بہائی سلطان محمود خان نے آغاز کی تھی اور اس مسجد کا نام ”نور عثمانیہ“ رکھا۔ سلطان عثمان خان سوم کے ابتدائے عہد جلوس میں یورپ کی وہ مشہور اور خونریز جنگ شروع ہو چکی تھی جو ہفت سالہ جنگ کے نام سے موسوم ہے \*۔

## (۲۶) سلطان مصطفیٰ خان سوم ابن سلطان احمد سوم

۱۱۸۷

۱۱۸۷

۴۲ سال کی عمر میں تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور چونکہ اسکو انتظام مملکت میں خلل ہو نیکا پورا پورا علم تھا اس لئے وزیر اعظم قوچہ راغب پاشا کو جو نہایت کاروان شخص تھا عہدہ وزارت پر قائم رکھا۔ اس دانشمند وزیر نے بڑی محنت سے تمام نظم و نسق درست کیا اور ملک شام کے عرب قبائل کی بغاوت فرو کی جنہوں نے جاچوں کے قافلوں کا گزرنا مشکل کر رکھا تھا۔ سلطان مصطفیٰ خان سوم کو روسی حکومت کی بدلتی اور شرارت کا بھی پوری طرح علم تھا اور اس کی نیت تھی کہ اس سے جنگ کرے لیکن وزیر اعظم کی دانشمندی اسے روکتی رہی کیونکہ وزیر نے اس بات کو بخوبی سمجھ رکھا تھا کہ ترکی بنی چری سپاہ جس نے شورش اور سرکشی کرنا اور افسروں کے حکم کو نہ ماننا اپنا شیوہ بنا رکھا ہے ہرگز یورپ کی باقاعدہ اور فوٹن حرب و ضرب سے اہر افواج کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس لئے سلطان کو تو اس امر کی خبر نہیں ہوئی لیکن یہ ہکر اسے جنگ سے باز رکھتا ہوا کہ ذرا آپ تامل فرمادیں میں فوجی اور جنگی

نظام کو مکمل کرلوں تو آپ کو اُس سے کام لینے کا اختیار ہے، اس وزیر نے اپنی سیاسی مہارت سے ایک اہم کام یہ کیا کہ پروشیا کی نئی اور نوخیز یورپین سلطنت سے حکومت عثمانیہ کے ساتھ بوقت ضرورت روس و آسٹریا کے مقابل میں مدد و معاون رہنے کا معاہدہ کر لیا، اس وزیر کا خیال تھا کہ جس طرح ممکن ہو بحری اور بری تجارت کا دائرہ وسیع کرے اسی لئے اُس نے ایک رپورٹ تیار کی تھی جس میں دولت علیہ کو ایک خلیج کھدوا کر دریا سے وجہ کو آبائے باسفرس سے ملا دینے کا خیال دلایا تھا اور قندقی دریاؤں سے اس خلیج کو جہاز رانی کے قابل رکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ تاکہ اس طرح ترکی ولایات سے آستانہ علیہ میں سامان رسد اور خوراک کا لانا آسان ہو جائے اور اس سے تجارت کو بھی ترقی ہو۔ لیکن موت نے اُس کی یہ آرزو و لگی دل ہی میں رہی اور کئی سالوں میں اس لائق و فائق وزیر نے دنیا سے رحلت کی، یہ وزیر شاعری، زبان ذاتی، اور فلسفہ میں اپنے زمانہ کا ایک تھا موزین نے اسکی بہت کچھ تعریف لکھی ہے اور اسکی خیر خواہی غیر تندی اور علم و کمال کو بہت کچھ سراہا ہے ترکی مورخ و صنف آفندی اسکو بد صدد الوزاراء اور سلطان الشہداء اور انسان الکامل کے القاب سے یاد کرتا ہے، مشہور کتاب سفینۃ الاربغ ابی علامہ کی تصنیف ہے، اس وزیر کے بعد توفیقی حمزہ حامد پاشا صدر اعظم مقرر ہوا اور اُس کے بعد کوثر صطفیٰ باہر پاشا شہنشاہ میں وزیر اعظم بنایا گیا جو ایک سال تک اس عہدہ پر رہا اور زمان بعد شہنشاہ میں محسن زادہ محمد پاشا مسند وزارت پر متمکن ہوا۔

## مذکورہ میں بحری اعمال کی حالت

۱۱۳۰ھ میں عبدالکیم پاشا ترکی بیڑوں کا کمان فرتعین ہوا تو وہ حسب معمول سالانہ بحرا بیض متوسطہ کا گشت لگانے چلا اور جب وقت وہ جزیرہ استامکوی میں پہنچا تو ایک عجیب آفت ز واقعہ پیش آیا یعنی جمعہ کا دن تھا اور کپتان پاشا یا اُس کے چند ہمراہیوں کے علاوہ جو کسی عذر سے جہاز پر رہ گئے تھے باقی تمام سپاہی نماز جمعہ پڑھنے کے لئے شہر چلے گئے اور جہازوں کے عیسائی قیدیوں نے جو جہازات کے چلانے کی خدمت پر مامور

تھے باہم ملکر اپنی بیڑیاں توڑ ڈالیں اور کپتان پاشا کو اس کے معدودے چند ہل سیول سمیت قتل کر ڈالا، رہے ہے فوجی سپاہیوں نے انکا مقابلہ کیا تو وہ بھی کچھ قتل اور باقی گرفتار کر لئے پھر ان سب کو سیول اور ونجیروں سے جکڑ کر ڈال دینے کے بعد کپتان پاشا کا جہاز لیکر وہ سب قیدی جزیرہ آٹا کو پہاگ گئے یہ وحشتناک خبر آستانہ علیہ میں پہنچی تو سلطان محمد میں میراخور مصطفیٰ پاشا کپتان پاشا کے عہدے پر مامور کیا گیا لیکن وہ پانچ ماہ بعد معزول کیا گیا اور سلطان محمد میں اس کے بعد کتخدا احمد پاشا کپتان کے عہدہ پر متعین ہوا۔ زماں بعد یہ عہدہ سنک مصطفیٰ پاشا کو ملا جو ایک سال بعد فوت ہو گیا پھر دوبارہ قرہ باغلی سلیمان پاشا کپتان کے عہدہ پر سرفراز ہوا۔ وہ بھی سلطان محمد میں معزول کیا گیا اور اس کی جگہ طوسون محمد پاشا کو ملی۔ پھر سلطان محمد میں حسین حسنی پاشا قبوآن پاشا مقرر کیا گیا اور عثمانی بیڑہ کو لیکر بحر امیض میں گیا تاکہ ان بحری قزاقوں کی سرکوبی کرے جو اس سمندر میں لوٹ مار مچا کر مخلوق کو ستا رہے تھے پھر اسکے بعد وہ شخص آذربائیجان کے عہدہ پر مقرر ہوا جسکے بعد مصتام الدین پاشا قبوآن بنایا گیا +

## جنگ روس

پیٹر اعظم کے پوتے پیٹر سوم کی بیوی کیتھرائن دوم نے اپنے شوہر پیٹر سوم کو قتل کرنے کے بعد تخت روس پر بیوس کیا تو اسی زمانہ میں گسٹس دوم شاہ پولینڈ بھی فوت ہو گیا اور ملکہ کیتھرائن دوم نے یہ کوشش شروع کی کہ اس ملک کا اساسی قانون تبدیل کر کے وہاں اپنے معشوق اسٹروان ملاس بونیا نو سکی کو حکمران بنائے یہ حالت دیکھ کر پولینڈ کی خود مختاری قوی چاہنے والی جماعت نے ۱۸۹۱ء میں روس میں آئی اور اس نے انگلستان و فرانس سے مدد طلب کی مگر ان دونوں نے اسکی داد دی سیستہ چشم پوشی کی کہ کیتھرائن دوم کو اس سبک ارا دولی میں کایا یا جاوے جاسے دیا یعنی اسکی موت بونیا نو سکی کو زبردستی پولینڈ کا حکمران بنایا تو یہ جواز دیا گیا کہ اسکی موت بونیا نو سکی سے ہوئی تھی تاکہ اپنا ملک اسکو روک کر رکھ سکے اور اسکی موت سے اسکی

حکومت فرانس بھی دولت علیہ روس کے ساتھ اعلان جنگ کی بجائے اُبھار رہی تھی کیونکہ کیتھرائٹ دوم کا پولینڈ کے اندرونی معاملات میں دخل دینا فرانسیسی حکمت عملی کیلئے مضرت رساں تھا، وزیر اعظم محسن زادہ محمد پاشا تو یہ جانتا تھا کہ جنگ عثمانی روسی سرحد کے تمام قلعہ جات رسد اور جنگی ذخائر سے پوری طرح بھر کر مستحکم نہ کر لئے جائیں اسوقت تک جنگ کا ٹال لیجانا زیادہ مناسب ہے بلکہ ضروری لیکن دوسرے وزیروں نے اُس کی رائے پسند نہیں کی اور اس قدر گڑبڑ مچا کر یہ وزیر اعظم اپنے عہدہ سے معزول کیا گیا اور اُس کی جگہ سلجدار ماہر حمزہ پاشا کو صدر اعظم مقرر کیا گیا یہ وزیر روس سے جنگ نہ لیکھا شائع تھا اور اُس سال میں قلعہ دار وزارت ہاتھ میں آتے ہی اُس نے سب سے پہلا حکم یہ دیا کہ روسی سفیر اور پشتون کو گرفتار کر کے حسب معمول یہودی قلعہ کے قلعہ میں قید کر دیا جائے پھر حکومت علیہ نے کریم کرے خان کو حکم بھیجا کہ مخلصیت کا دروازہ کھولنے کی تدبیر کرے اور جنگ کی چھیڑ نکالے چنانچہ اُس نے روسی افواج کی چند خلاف معاہدہ حرکتوں پر استناد کر کے اڑانی پھینک دی کیونکہ انہیں دنوں قوزاق کا ایک قبیلہ پولینڈ کے چند پہاگنے والوں کا تعاقب کرتا ہوا شہر بلطہ میں داخل ہو گیا تھا اور اُس نے شہر پر قبضہ کر کے بہت سے باشندوں کو قتل کر ڈالا تھا خان کریمیا کو یہ موقع بہت غنیمت معلوم ہوا اور اُس نے ایک زبردست سپاہ کے ساتھ روسی علاقہ میں داخل ہو کر قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا پھر منظر و منصور و ہاں سے پچیس ہزار قیدیوں کو لیکر واپس آیا وہ دوسرے حملے کی بھی تیاری کر رہا تھا لیکن موت کے حملہ سے خود اسکو نجات نہ ملی اور اُس کی جگہ دولت کرے خان مسند مارت پر متمکن ہوا تو اُس نے اپنے سلف کا ارادہ یوراکیا یعنی روسی علاقہ پر چھاپہ مار کر بہت کچھ مال غنیمت اور اسیران جنگ ساتھ لایا اب تو روسی حکومت کے بھی کان کھڑے ہوئے اور اُس نے بھی ایک زبردست فوج سرحد کی حفاظت اور خان کریمیا کی گوشمالی کے لئے ارسال کی بس جنگ کا دروازہ کھلیا اور صدر اعظم سلجدار ماہر حمزہ پاشا بھی عثمانی افواج کو لیکر سرحد کی جانب روانہ ہو گیا اس مقام پر اتنا بیان کر دینا ضروری ہے کہ اس فوج کشی کے وقت دولت علیہ کی حالت

بچہ روی تھی، خزانہ بالکل خالی تھا، آج مدتوں سے مصروف جنگ رہنے کے باعث  
 ٹھکی ماندی تھی، جنگی بیڑہ بالکل کمزور ہو گیا تھا، ارکان دولت میں کوپرلی یا دیگر لائق  
 ذبیروں کے لیے کارکن افراد کا پتا بھی نہ تھا، غرضیکہ حکومت ہند نے اس وقت سے پیشتر  
 کبھی ایسے بُرے حال کے ساتھ لڑائی کا اقدام نہیں کیا تھا اور نہ کبھی اُس کی اندونی  
 حالت اس قدر بر ہوئی تھی، مزید بریں ایشیا کے اکثر علاقے صرف برے نام سلطان کے  
 تابع رہ گئے تھے، کوہ لبنان اور ملک شام کی حالت مستقل اور خود سر حکومتوں سے ملتی  
 جلتی تھی، ادیہاں سے حکومت کے خزانہ میں جو کچھ نام کے لئے تھوڑا سا خرچ آتا بھی  
 تھا، اس کا وصول کرنا کوہ کندن و کواہ براوردن کا مصداق تھا، اس کا سبب یہ تھا کہ حکومت  
 نے کبھی اس ملک کو علی طو پر اپنا ماتحت بنانے اور یہاں کا باضابطہ انتظام کرنے کی  
 جانب توجہ ہی نہیں مائل کی اُس کو لڑائیوں کی مصروفیت کبھی چھوڑتی تھی کہ ملکی نظم و  
 نسق پر توجہ کرے، پہلے نیکرام عہدہ دار خیانت اور رشوت خواری کے سوا کوئی بات  
 نہیں جانتے تھے۔ سلطان کو ان امور کی بخوبی واقفیت تھی اور وہ کبھی جنگ کینے  
 رضی نہ ہوتا لیکن شائق جنگ ارکان مملکت کی جماعت اُس پر غالب آتی اور وہ ملکی اور  
 مالی امور پر قابض ہو کر یہ کارروائی کر گزری۔ تاہم ایسی یقیم حالت کے ساتھ ہی صدر  
 اعظم نے قلعہ خوتین (شہر کونہم) کو دشمنوں کے حملے سے بچانے میں کامیابی حاصل کی جو  
 معجزہ کہنا بجا ہو گا۔ لیکن یہ مزید لڑائی چلاؤ گیا تھا تا کہ آخر سے لندن ہنگامہ کی ذرا بھی  
 ہجارت آپ کی ذرا سیٹیں نہ تھی اس لئے کچھ ایسی فطیلاں مرنے والی تھیں کہ سزا دل کر  
 دے گئے اور وزارت پر چھ ہزار روپے سالانہ کے وہ ذرا بھاری سبب باغی تھے، آزاد و مولانا پاشا  
 کو توفیق ہوئے جو ہنگامہ کے ساتھ دس ہزار روپے سالانہ کے سبب سے بچ گئے، اسی آغاز  
 میں روسی فوجوں نے دیباے ڈسٹر در عہدہ کچھ عرصہ کے لئے کوہند کے  
 شہر خوتین کا محاصرہ کر لیا، جنگوں میں ملنے والی پاشا نے اس کی مدد کی اور  
 فوجوں نے پس پا کر دیا۔ مزید اعظم نے اس کی مدد کی اور اس کا سر در بار  
 اور خیانت کی شکایت کی اس لئے وہ چند ہی روز قلعہ میں رہا اور اس کا سر در بار



سلطانی میں پہنچا گیا، جہاں سے مولہ وانی علی پاشا کے نام ۸۲۷ھ میں فرمان صادر  
 آیا، یہ افسر نہایت جوانمرد نیک نیت اور اپنے پیشرو سے کہیں زیادہ لائق و فائق تھا  
 مگر اسی کے ساتھ قسمت میں اسکا مساوی نکلا کیونکہ اسنے بڑی مستعدی اور سرگرمی سے  
 دریائے طورہ پر پل بند واکر اس سے عبور کرنے کا سامان کیا تھا کہ یکایک دریائیں  
 طعینا کے آثار نمایاں ہو چلے اور فوج نے اس خوف سے کہ مبادا پانی کا زہر پلون  
 کو توڑ دے جلد پار اتر جانے کیلئے اس پر سے گزرنا شروع کیا اور اس قدر ہجوم کیا کہ دونوں  
 پل الٹ گئے۔ پناہ بخدا پھر تو جس قدر فوج اُن پر پہنچ گئی تھی وہ سب دریائیں اسی اور بیشتر  
 لوگ ڈوب گئے کچھ ڈوبتے اچھلتے کنارہ پر آ گئے۔ سب سالار نے چھ ہزار سپاہ  
 دریائے دوسرے کنارہ پر پلون کی حفاظت کیلئے مامور کر رکھی تھی تاکہ دشمن انکو کاٹ  
 نہ دے وہ سب روسیوں کی تلواروں کی نذر ہو گئے اور ایک فرد بھی انہیں کاڑھ  
 نہ بچا سر عسکر نے یہ حالت پیش آنے پر قلعہ خوتین کو خالی کر دیا اور تمام سامان جنگ ان  
 سے نکال لیا جسکے بعد روسی سپاہ اس قلعہ پر تباہی قاتلہ ہو گئی۔ یہ خبر دہ بار عثمانی میں  
 پہنچی تو مولہ وانی علی پاشا کی معزولی کا حکم آ پہنچا، اور سر عسکر کا جہدہ عوض زادہ  
 خلیل پاشا کے نام ہوا، اور ہر روسی حکومت نے اپنے عام سپہ سالار مارشل گالین  
 مسنفہ ٹکھاسہ کو معزول کر کے اس کی جگہ دوسرا مارشل ماتروفسکی تعین کیا  
 یورپ کے علاقوں میں ترکی سپاہ کی بربادی کا حال تو یہ تھا جو اب تک تحریر ہوا۔ مگر  
 دوسری جانب ایشیائی سر زمین پر بھی روسی سپاہ چیرہ دست رہی اور اس نے  
 قبا رطائے ارگستان اور ارمنستان کا ایک بڑا حصہ ۸۳۲ھ میں فتح کر لیا +

## چشمہ کی بحری جنگ اور واقعہ قرتال کی شکست

قبل اس کے کہ حکومت علیہ روس پر فوج کشی کرے اپنے بہت سے ایجنٹ یونان  
 مرویا، جبل اسود، اور دیگر عثمانی علاقہ جات میں جہاں آرتھوڈوکس عیسائی رعایا بکثرت  
 تھے بیکار نہیں آتا وہ بغاوت و فساد کرنا شروع کیا تھا تاکہ دولت علیہ کو صرف خارجی

لڑائی ہی کا تردد نہ رہے بلکہ اندر دینی خلیفان کا زعم کاری ہی اس کو اس بات پر مجبور  
 بنائے کہ وہ ایک ہاتھ سے اپنی زخمی جسم کا مداوا کرے اور دوسرے ہاتھ سے بیرونی دشمن  
 کا دار و درجے، حیرت تو اس بات سے ہوتی ہے کہ روسی حکومت نے ترکی کے  
 مقابل میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے ہمیشہ سی چال چلی اور اسکا یہ گڑہ نہایت مفید و کارآمد  
 ثابت ہوا، روسی ایجنٹ ترکی عیسائی رعایا کو صرف دہانی تشویق و ترغیب دیو  
 پر بس نہیں کرتے تھے بلکہ نقد انعامات اور سامان جنگ کی امداد بھی بشمار دیا کرتے  
 جس سے شروع شروع میں تو انکو کامیابی ہو گئی لیکن جب وقت ترکی سپاہ نے ان  
 علاقوں میں پہنچ کر باغیوں کی سرکوبی کر دی تو یہ آفت خود بخود مٹ گئی تاہم حکومت علیہ  
 کو یہ وقت ضرور پیش آئی کہ اسے ان علاقوں میں ہر وقت کافی تعداد محافظ سپاہ کی  
 موجود رکھنی پڑی اور میدان جنگ کو کمک دینے میں دقت کا سامنا ہوا اور چونکہ روسی  
 حکومت سابقہ معاہدہ کی پابندی سے بحیرہ اسود کو اپنی بحری طاقت سے خالی کر چکی تھی  
 اور اب یہاں اسکا ایک ہی جنگی یا تجارتی جہاز موجود نہ تھا جو ترکی بیڑے کے مقابل آتا  
 اس لئے روس نے بحیرہ بالٹک سے ایک طاقتور جنگی بیڑہ عثمانی بیڑے سے جنگ اور  
 ہونے کے لئے روانہ کیا اور اسی کے ساتھ انگلستان، ہندقیہ، اور ہالینڈ سے چند جنگی  
 جہازات عاریت لیکر اپنے بیڑہ میں شریک کر لئے اور اس پر کام کرنے کیواسطے نئے افسر  
 اور طالع دوسری بحری حکومتوں سے ہجرت بیش قرار طلب کئے تھے۔ یہ بیڑہ آبنائے  
 جبل الطارق سے نکلا بحر ابیض متوسط میں آگیا، اسکی کمان ایڈمرل الگزڈر اور لوف کے  
 ہاتھ میں تھی۔ اس بیڑہ کا گزر پہلے جزیرہ موریا کے سواہل پر ہوا جہاں اسنے باغیوں  
 کو اسلحہ اور ذر نقد سے امداد دیکر ترکی حکومت سے جنگ کرنے پر آمادہ بنایا۔ باغی غرض  
 بابا اس اوغلی اور باغی Benmakہ دونوں نے خوب سر اٹھایا کہ تھا مگر دولت علیہ  
 نے خبر پاتے ہی محسن زادہ محمد پاشا کو سردار افواج موریا بنا کر نئی کمک کے ساتھ وہاں  
 ارسال کیا جس نے بڑی جلد و جہد اور نقصانات اٹھانے کے بعد آخر باغیوں کو گرفتار  
 کر پایا اور شررش فرو ہو گئی \*

حکومت فرانس کو یہ بات پسند نہیں تھی کہ ترکی حکومت روس سے مغلوب ہو کیونکہ صورت اس کے سیاسی فوائد کے لئے مضر تھی لہذا اس نے باب عالی سے اپنی خواہش اعانت ظاہر کی اور ساتھ ہی اسپین کو بھی اپنے ساتھ گانٹھ لیا، پھر جب روسی بیڑہ بحرابیض میں پہنچا تو فرانس کو اور بھی غلش پیدا ہوئی اور اس نے اپنا ایک نامور افسر ترکی انجینروں کو صلاح و درستی قلعہ جات میں مدد دینے کیلئے بھیجا جسکا نام ”بیرن“ ٹوٹ سکھلائے تھا۔ باب عالی نے اسپین و فرانس کی اعانت اسلئے منظور نہیں کی کہ یہ دونوں حکومتیں کچھ تجارتی امتیازات مانگ رہی تھیں، ترکی وزیروں کو صلح کی بہت خواہش تھی لہذا انہوں نے حکومت آسٹریا کو متوسط بنانا چاہا تاکہ کسی طرح صلح ہو جائے آندوں ترکی افواج میں ایک خرابی یہ بھی تھی کہ اس کے توپچی جو پہلے تمام یورپ میں فرو اور اعلیٰ درجہ کے ماہر قادر انداز مانتے جاتے تھے اب محض ناکارہ ہو گئے تھے اور اسکے ماسواہ اب تک زمانہ قدیم کے پتھر کے گولے ہی استعمال کیا کرتے تھے لیکن بیرن ٹوٹ فرانسیسی افسر نے بڑی کوشش کے بعد ترکی وزیروں کو آہنی گولوں کے استعمال پر راضی بنایا اور اس زمانہ کے مطابق لوہے کے گولے بنوانے شروع کئے،

۲۵ صفر ۱۲۸۵ھ کو عثمانی بیڑہ بماتحتی قیودان حسام الدین پاشا علیخ قسطنطنیہ سے روانہ ہوا، اس میں (۳۹) جہازات مختلف وضع اور قد و قامت کے تھے ترکی بیڑہ جزیرہ ساقر کے نزدیک پہنچ کر ساحل اناطولیا کے ایک مناسب مقام میں لنگر انداز ہوا اور پھر اپنی تیاری مکمل کر کے روسی بیڑہ سے معرکہ آرا ہوا جو ایڈمرل الگزڈر رادولوف کے زیرِ کمان تھا اور دس غلیوں، اور دس فرقاطہ جہازات اور چند چھوٹی کشتیوں سے مرکب تھا۔ ابتدا میں ترکی بیڑہ کے دوم کپتان دو اس ایڈمرل، حسین پاشا ابخراری نے بحری جنگ کے کرتب دکھا کر روسی بیڑہ کو نہیچ کر ڈالا اور ایسے دواؤں سے کئے کہ روسی ایڈمرل کے ہوش اڑ گئے۔ پاشا نے مذکورہ پیش بندی کی راہ سے ساحل اناطولیا کی خشکی پر بھی بہت سے مورچے بنوائے تھے تاکہ بوقت ضرورت انکے سایہ میں پناہ لیکر دشمن کا حملہ رد کیا جاسکے، عین گرمی کارزار میں حسین پاشا نے اپنا غلیوں جہاز

روسی ایڈمرل کے جہاز سے بھڑا دیا اور اسے اس قدر دبا یا کہ قریب تھا کہ اس پر قبضہ کر لے، روسی ایڈمرل سے اور کچھ تو بن نہ آیا وہ جھٹ پٹ اپنے جہاز کے میگزین بارود میں فٹیلہ ڈال کر خود دوسرے جہاز پر چلا گیا بارود کے ڈھیر میں آگ لگتے ہی روسی جہاز اڑا اور حسین پاشا کے بہت سے سپاہی کام آگئے خود حسین پاشا کو کئی ایک گہرے زخم لگے، کپتان پاشا حسام الدین یہ حالت دیکھ کر حسین پاشا کے قریب آ گیا اور اسے لئے ہوئے خشکی کی طرف چلا تا کہ اس کی مرہم پٹی کرے، کپتان پاشا چلا گیا اور روسی بیڑہ بھی جنگ موقوف کر کے ٹھیر گیا تو جعفر بک ناخدا نے ترکی بیڑہ کے افسروں سے کہا کہ بیڑہ کے جہازات چشمہ کے بندرگاہ میں لیچنا مناسب ہوگا اور اسی رائے پر عمل کیا گیا حسین پاشا کو اس امر کی اطلاع ملی تو وہ باوجود زخموں کی تکلیف دہی کے حسام الدین پاشا کمان افسر کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ یہ کیا غضب کرتے ہو بیڑہ کو ایسے تنگ بندرگاہ میں رکھنا جہاں کوئی جنگی حرکت نہیں کی جاسکتی بربادی کا موجب ہے خدا کے لئے جہازات کھلے سمندر میں رہنے دو، مگر کپتان پاشا نے اس کی رائے صائب پر عمل کرنے سے انکار کر دیا اور اسکا غیازہ خود ہی بہکتا جیسا کہ آئندہ بیان سے ظاہر ہوگا۔

روسی حکومت نے جن غیر ملکی بحری افسروں کو بطور اجیر اپنے بیڑہ پر تعینات کیا تھا ان میں تین انگریز افسر بھی تھے۔ ایک انگلش افسر جیکانام الفنسٹن تھا۔ ترکی بیڑہ کو بندرگاہ چشمہ میں داخل ہوتے دیکھ کر روسی امیر البحر سے کہنے لگا کہ فوراً بندرگاہ کا دھنہ محصور کر لو تا کہ غنیم کا خرچ بند ہو جائے اور پھر اسی انگریز افسر کے حسب ہدایت چند جہازوں کو مرتب کر کے اس کام کی انجام دہی کیلئے ارسال کر دیا گیا، غرض کہ ان جہازوں نے اپنے اپنے موقع پر استادہ ہو کر گولہ باری شروع کر دی۔

دوسرا انگریز افسر عام روسی بیڑہ کے توپچیوں کی نگرانی پر متعین ہوا، اور تیسرا انگریز افسر جیکانام داغدل تھا آتش گیر مادوں کے پہنکنے کے کام پر نگران بنایا گیا عثمانی بیڑہ سخت آفت میں پہنسا کہ ایک طرف غنیم کی گولہ باری اور دوسری طرف اس کے

آتشین مادوں کی پوجا پڑ ہو رہی تھی اور ترکی چار ذات بندرگاہ کی تنگی کے باعث کوئی  
 حصہ حرکت نہیں کر سکتے تھے۔ آخر تمام بیڑہ ہلکر خاک ہو گیا اور صرف دو فرقاطہ جہاز  
 چنبر چالیس چالیس توپیں چڑھی تھیں اور پانچ چھوٹی کشتیاں اس طوفان آتش سے  
 بچکر بندرگاہ کے باہر نکل گئے مگر وہ بھی بعد میں روہی بیڑہ نے پکڑ لئے بحر منی مورخ  
 شیخوزار اس جنگ کے حالات بیان کرتے ہیں کہ بعد کہتا ہے کہ روسیوں کی اس  
 بے نظیر کامیابی کے موجب مذکورہ بالا قیوں انگریز افسر ہوئے ورنہ وہ کہی ترکی بیڑہ  
 کو اس طرح تباہ نہیں کر سکتے تھے ۔

مکہ کی تہراتن سوم فرمانروائے روس کہ اس فتح کی خبر ملی تو وہ بیدار ہوئی  
 اور اس نے روسی امپریٹر کو یادگار اس لاثانی فتح کے شہسکی کا معزز لقب عطا  
 کیا۔ غرور فتح کا نشہ انگریز افسروں کے دماغ کو اس قدر گرا چکا تھا کہ انہوں نے روسی  
 ایڈمرل سے آہنا سے چناق قلعہ میں داخل ہو کر اسے استثناء علیہ پر قہر کی دینے کی  
 تحریک کر دی مگر روسی ایڈمرل ایسی جرأت کرنے سے پہلے کسی قدر دبا اور پھر  
 بڑا بھی تو مذہ کی کھا کر اٹھے بیروں واپس آیا۔ دولت عثمانیہ بیڑہ کی بربادی کا حال  
 سنکر سخت دل گرفتہ ہو گئی تھی اور اس نے براہ پیش بندی مولدانی علی پاشا  
 کو رو میلیا سے طلب کر کے افواج کے ساتھ آہنا سے ڈارڈنلے کے قلعوں کی تحصیل  
 پر مامور کر دیا تھا فرانسیسی افسر بیرن ٹوٹا بھی اس کے ساتھ تھا۔ پاشا سے مذکور  
 نے قلعوں کی حالت معائنہ کی تو انہیں بھی حیرت مرست طلب پایا اور روسی مرست کے  
 لئے ایک عرصہ درکار تھا اس لئے اس نے باہری رخ سے قلعوں اور بیچوں پر  
 سفیدی پھر کر ایسا بنا دیا کہ دیکھنے والا انکو مدینہ شہدہ تصور کرے اور بیرن ٹوٹا  
 کے حسب پاداشتہ دو جہاز ساحل اتنا کھولیا براہ و لیچ ہی دھنئے قلعہ ساحل رو میلیا  
 پر بند لئے تاکہ غنیمت آہنا سے کو جو کر کہنے سے باز نہ رکھا جاسکے، ان قلعوں پر تیز دم دو  
 ترکس مارکر نیوالی توپیں چڑھائی گئیں تھیں چنانچہ ایڈمرل اور قلعہ آہنا سے سو گز نا  
 چا لے تو ان کے قلعوں میں سے ایک قلعہ کی فوج پرتو نہ ہاں کہ اسے ان کے بیڑہ کو اس قدر

پہنچا کہ اسے بہاگتے ہی بن پڑی لیکن اس نے یہاں سے ناکام جانے کا بدلہ یوں نکال لیا کہ جزیرہ یعنی کوئٹہ کے اسے اپنی قبضہ میں کر لیا حسین پاشا البوزاری زعموں کو صحت یاب ہو گیا تو وہ پستانہ علیہ میں واپس آیا اور اس نے وزیر اعظم سے اجازت مانگی کہ مجھ کو جزیرہ یعنی کوئٹہ سے چھین لینے کا حکم دیا ہو۔ میں جنگی جہازات یا سپاہ کچھ بھی نہیں چاہتا صرف اتنی مدد دی جائے کہ کسی قدر اہل شہر کو میں اپنے ساتھ لینے کی پروا لگی پاؤں۔ وزیر اعظم نے مفت کرم و دشمن سمجھ کر بات مان لی اور حسین پاشا نے چار ہزار اہل شہر کو اپنے زیر نشان فراہم کر کے انہیں بندو قوں سے مسلح کر دیا پھر سرعت تمام انگو لیکر جزیرہ مذکورہ کی طرف چلا۔ فرانسیسی سفیر نے یہ خبر پائی تو اس نے وزیر اعظم سے کہا کہ حسین پاشا کی جھوٹانہ حرکت بالکل رائیگاں جا چکی، آپ اپنی سپاہ ناحق تلف کراتے ہیں۔ وزیر اعظم نے اسے جواب دیا کہ بیشک حسین پاشا کی کارروائی محض اصول جنگ کے خلاف ہے مگر وہ کامیاب ہو تو انہیں چھ خوشتر، اور ناکام رہے تو کم از کم چار ہزار شہر کے خورہ پشتوں کی بلا ہمارے سر سے ٹال دیگا جو امن عام میں خلل رہتے ہیں، اور حسین پاشا اپنی چوٹی سی جماعت کو خضر ڈوگیشوں اور مندل کشتیوں پر رجواش نے ملاحوں سے کرایہ پر حاصل کی تھیں، سوار کر کے بھری کے عالم میں داخل جزیرہ ہو گیا اور دشمن کو اس کے آنے کی خبر تک نہ ہو سکی۔ پھر اس نے ۱۰ اکتوبر کو بوقت صبح روسی فوج پر ناگہاں حملہ آور ہو کر انکو بہت کچھ نقصان پہنچا دیا۔ روسیوں نے تاب مقاومت نہ دیکھی تو وہ بہاگتے ہوئے اور جہازوں میں سوار ہو کر پھلے گئے حسین پاشا جزیرہ پر قابض ہو گیا جہاں غنیمت نے سامان جنگ اور سرد کا ذخیرہ بہت لگے ہوئے چھوڑا تھا۔ اس کے بعد روسی فوجیں طرابلس و لبنان اور ترکی کے کئی حصوں کو آؤد چوٹکی حالت میں بھی بنا کاٹی سپاہ ہوئیں۔ اور فتح کا ہر ایسا اور نشانہ ان کے سر پہ لگا۔

دلت کی شکستوں اور پریشانیوں کے بعد پورے ہندوستان میں فوج و نصرت کی ایسی آہیں چھنے با مشغول گات مستہول کی راہیں تازہ ہو گئیں۔ اور روسی فوج کو دیکھ کر بہت پریشان خاطر ہو گئے تھے، حسین پاشا نے ان کو ان کی اپنی فوج کا خیالی امر کی ناموری اور عزت افزائی کی یا صحت، بلکہ تمام دنیا کو ان کے انکار و نفی اور شکست سے آگاہ کیا۔

بیڑہ کا اعلیٰ کپتان متعین فرمایا جسکے ساتھ وہ چناق قلعه کی آبائے کا محاذ بھی قرار دیا گیا تھا۔  
 اس نامور افسر نے امیر البحر کے منصب پر مامور ہوئے ہی دبا لفظاً عہد کا جائزہ لیا اور جس قدر  
 بیکار یا مرمت طلب جہازات پڑے تھے ان سب کے واسطے ایک ساتھ درستی کے لئے حکم  
 نافذ کیا، جب وہ جہازات درست ہو گئے تو ان میں چند غلیوں جہازوں کو شامل کیا اور میں  
 بار برداری کی کشتیاں سامان جنگ اور فوجوں کیلئے ہمراہ لیکر ایک معقول تعداد کا بیڑہ  
 بنالیا جو اگرچہ جنگی عمل کے مطابق ٹھیک نہ تھا لیکن کاروان افسر نے اسکو ایسا مفید بنایا کہ  
 روسی باقاعدہ جنگی بیڑہ کے دانت کھٹے کر دئے غرض کہ کپتان حسین پاشا نے سلطان سے  
 اجازت لیکر جزیرہ یمن کی طرف رخ کیا اور روسی بیڑہ کو ٹوک کر اس قدر تنگ کیا کہ ایڈمرل  
 اور بعض بہاگ نہ بھٹکا تو غالباً حسین پاشا اس سے عثمانی بیڑہ کی تباہی کا پورا انتقام لے لیتا  
 اور ایک روسی جہاز بھی سلامت نہ بچتا۔ روسیوں نے تو اس جنگ کی بابت بھی اپنے  
 ملک میں بہت افواہ اڑائی کہ وہ مظفر منصور رہے لیکن یورپین مورخ ہیرس نے بوثوق  
 تمام حسین پاشا کی کامیابی تحریر کر کے روسیوں کی دروغ بیانی آشکارا کر دی ہے،  
 روسیوں نے اس جنگ کے اثناء میں ہی اپنی سولی چال نہیں پھوڑی تھی اور سلطنت  
 ترکی کی عیسائی رعایا کو آدھ بٹاؤتہ کرنے کے علاوہ عرب شیعہ کو بھی شورش برپا کرنے کا  
 دست آڑہ بنالیا تھا عثمانی سپاہ نے ان سب کانٹوں کو پامال کر کے اپنا راستہ صاف  
 کر لیا چنانچہ مقام عتقا کے سربانی باشندوں کے شیخ غلام نے چار سو روسیوں کی مدد  
 آنے پر جو ترکی تلواروں کے تھکار ہوئے بغاوت برپا کر دی تھی اور ۱۸۲۷ء میں جنود عثمانیہ  
 نے اس کے ہوش ہمیشہ کے لئے ٹھکانے کر دئے سنہ مذکورہ کے پہلے نصف حصہ کے  
 بعد روسی فیلڈ مارشل مانزوف پیش قدمی کر کے حدود عثمانیہ پر بڑھا اور صدر اعظم عوض زادہ  
 خلیل پاشا نے بابا طارخ کی چھادنی سے متواتر تین فوجیں اس کی روک تھام کیلئے روانہ کیں،  
 پہلا کالم بامحتی خان کریمیا، دوسرا کالم زیکمان عبدتی پاشا سرعسک بن زاد، دوسرا کالم قبو  
 قرآن محمد پاشا آغائے افواج بنی جمرہ کی ماتحتی میں بھیجا۔ مگر چونکہ فوجی انتظام کی حالت اترتی  
 اور بعد میں ان کالموں کے لئے تازہ کمک بھیجی رہی تو معقول انتظام نہ ہو سکا پھر جاتوں کا

موسم آگیا اس لئے بھی کچھ تاخیر ہوئی ان اسباب و بواہٹ سے یہ فوجیں کچھ کامیابی نہ حاصل کر سکیں، موسم بہار آتے ہی وادی عظمیٰ مذکورہ خود ہی مع باقی سپاہ کے دریا میں چلنے والی بہت کشتیوں کے ذریعہ سے بمقام ایساچی "ISAKTCHI" دریا سے ڈنیوب کو پار آنے لگا۔ محارے قارتال میں پہنچ گیا اور روسی فوج سے معرکہ آرا ہوا مارشل مائزوف نے بھی عثمانی سپاہ کو آمادہ جنگ پاکر لڑائی پھیر دی اور آٹھ گھنٹوں تک طرفین سے خوب شمشیر زنی ہوتی رہی لیکن آخر میں ترکی سپاہ کے قدم اکھڑ گئے اور وہ اپنی توپوں اور سامان جنگ کا بڑا حصہ میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ نکلی۔ اس وقت سلطنت ترکی کے پاس وہ دیا سے ڈنیوب کی سمت چالیس ہزار سے زائد فوج باقی نہیں رہ گئی تھی اور اس میں سے زیادہ تعداد کی سپاہ نئی بھرتی شدہ تھی جسکو پوری طرح جنگی اصل سے لڑانا نہیں آتا تھا۔

مذکورہ بالا بحری جنگ یعنی واقعہ چشمہ میں ترکی بحری طاقت کی پامالی کے بعد جب دہر خشکی میں بھی عثمانی سپاہ کو ہزیمت ملی تو روسی فوج کے سیلاب کا روکنا غیر ممکن ہو گیا اور اس نے بڑے بڑے مقامات سے عثمانی سپاہ کو پکڑ کر تھوڑے قلعہ جات میں قفل کر لیا، بندر اور لن کیرمان، وغیرہ پر تسلط کر لیا۔ حکومت روس نے یہ بیخ افرا خبریں پاکر پھر فوج کی فرار ہی مشہور کر دی اور اسی افشا میں آسٹریا نے متوسط حکمران کی اور روس میں صلح کرادی بنی چاہی کیونکہ اس نے روسی حکومت سے ملکیت پولینڈ کو آدھا بانٹ کر لینے کا معاہدہ کر لیا تھا مگر روسی گورنمنٹ اس کے متوسط بننے سے منکر ہو گئی اور براہ راست صلح کی گفتگو کرتی مگر روس کی روسی مطالبات بہت سخت ہونے کی وجہ سے دولت علیہ نے اس کی درخواست رو کر دی اور جنگ جاری رکھی، پھر روسی فوجوں نے ماسکو، ولگا، اور ایساچی، کے قلعہ جات پر بھی تسلط کر لیا اور وہ ملکیت کریمیا میں داخل ہو کر قلعہ جات طومان، کریم، قفقہ، اور کنستانتینوپل کو بھی لے لیا اور اسکا ایک نیا حاکم اپنی معرفت سے انتخاب کر کے مقرر کر دیا، یہ حالات دیکھ کر روسی حکومت نے غلامان ملک چھوڑ کر ترکی علاقہ آتا تو لیا میں آ رہے تھے۔



## مملکت کریمیا کا ہاتھ سے نکل جانا :-

۱۸۵۵ء میں جسوقت طور پر جسکو وادی ڈیٹسٹر ہی کہتے ہیں، افلاق اور بغداد پر روسی قبضہ مسلم ہو گیا تو اس نے ایک فوج بماتحتی پرنس دول گورکی DOLGOROUKI کریمیا کے ملک پر بھی روانہ کی مگر اس علاقہ کے ترکی سپہ سالار سلحدار ابراہیم پاشا نے روسی سپاہ کو روکنے اور خاکانے اور قہو کے نزدیک ۱۸۵۶ء میں اسے پسپا کر دینے میں کامیابی حاصل کی۔ روسیوں کو کریمیا میں اس طرح قدم رکھنے کی جرأت نہ ہوئی تو انہوں نے اپنا ہی چلنا ہوا منتر یعنی خفیہ ایجنٹوں کی معرفت رعایا کو ظالم ترکی سلطنت کے جنگل سے بڑا اور روسی سلطنت کی حمایت میں داخل ہو کر امن وامان کی برکتوں سے مستفید ہونے کی تحریک و ترغیب شروع کر دی اور انکو یہ پٹی پڑائی کہ تم لوگ دنیا کے مشہور فاتح چنگیز خاں شاہنشاہ تاتار کی نسل سے ہو کر اپنی حکومت و سلطنت کیوں کھو بیٹھے اور عثمانی سلطنت کے کس لئے غلام بن گئے، اگر تم روسی حکومت کا دامن تھام لو گے تو وہ تمہیں مدد دیکر اس ذلت و غلامی کی حالت سے آزادی و ملا دیگی اور تم پھر اپنی گزشتہ شان و شوکت کے مالک بن جاؤ گے بہت سے تاتاری امرا اس جال میں پھنس گئے اور گروہ بندی کا نامبارک اثر پیلنے لگا جس نے اسلام کی قوت توڑنے میں، دذاقل سے نمایاں کارگزاری دکھائی ہے، چنانچہ جب ۱۸۵۶ء میں بار دیگر روسی سپاہ اس ملک پر حملہ آور ہوئی تو باوجود اس کے کہ ترکی سرعسکر مذکور نے حسب سابق بہت کچھ کوشش سے کام لیا اور روسیوں کا حملہ روکنے کیلئے زور لگایا مگر چونکہ سلیم کراے خان کریمیا نے اسکا پورا ساتھ نہیں دیا اسلئے وہ ناکام رہا اور روسیوں نے ملک کریمیا کو فتح کر لیا۔ اہل انار میں حکومت آسٹریا، اور حکومت پروشیا نے متوسط ہنکر روس و ٹرکی میں صلح کر ادینی چاہی اور جب دونوں طرف کے جنگ آور لڑنے سے رک گئے تو پہلے گھنٹوں کے صلح کیلئے مملکت افلاق کا ایک شہر فوکشان FOKS ANY میں ٹھہر گیا، جہاں دولت علیہ کی جانب سے میرمنشی عبدلرزاق آفندی اور روسی حکومت کی جانب سے میرسیوا اور بشرقوف کو سفیر صلح قرار دیا گیا

ان دونوں سفیروں نے تجارت میں مجتمع ہو کر مجلس تصفیہ صلح منعقد کی۔ ۱۷۵۳ء مطابق  
 ۱۲۷۳ھ روسی یا دوداشت کے بنیادی امور یہ تھے کہ ملک کر لیا خود مختار کیا جائے۔  
 کرتش اور کی قلعہ نامی دونوں قلعے جو بحیرہ آزانی کے مدخل پر واقع ہیں روس کو حوالہ کو  
 جائیں، روسی تھارتی جہازات بازا دی تمام جملہ عثمانی ساحلی مقامات اور بندر گاہوں میں  
 جاتے رہیں بحیرہ اسود میں بھی اُس کو جہاز رانی کا حق دیا جائے، اور روسی حکومت ترکی  
 علاقہ میں رہنے والی آہوڈ کس چرچ کی تابع عیسائی رعایا کی حامی تصور کی جائے، حکومت  
 علیہ نے ان تمام شرطوں کو اپنی حق تلفی کا موجب دیکھ کر مسترد کر دیا اور از سر نو جابین میں  
 لڑائی چھڑ گئی، ادھر سے جنرل رومانوف اپنی سپاہ لیکر بڑا اورادھر سے صدر عظم حسن زادہ  
 محمد پاشا جو ۱۷۵۷ء میں پھر وزیر عظم مقرر ہوا تھا علاقہ ڈنیوب کی سپاہ کو ساتھ لیکر اُس کے  
 مقابل ہوا۔ ۱۷۵۹ء کے آغاز میں صدر عظم مذکور نے بڑا جتن اور، دازونہ کے دو معرکوں  
 میں روسیوں پر فتح حاصل کی اور دوسری طرف شہر راجن کے مقابل میں علی پاشا و غستانی  
 بے روسی سپاہ کو ہزیمت دی، اسی طرح سلسلہ کے سر عسکر فازی عثمان پاشا نے تیسری  
 روسی سپاہ کے پڑے اڑا دیئے اور نو ہزار روسیوں کو میدان جنگ میں قتل کر کے  
 ڈال دیا پھر تو روسیوں کے ایسے ختے بگڑے کہ وہ بدحواس ہو کر تمام اپنی قویں اور سامان  
 جنگ چھوڑ بیٹھے جو خارج ترکوں نے لوٹ لیا، جنرل راجن اس جنگ میں گرفتار  
 کر دیا گیا، اور دوسرا جنرل واسپیان سخت زخمی ہوا کہ اُس صدر سے جانبر نہ ہو سکا۔ روسیوں  
 نے پہلے گئے کی حالت میں ہی کچھ کم شرارت نہیں کی وہ قہر صو، اور بازا راجن کے مقامات کو  
 ترکی اقوام سے خالی پا کر وہاں کے تمام باشندوں کو قتل کر گئے اور سارا مال و اسباب  
 لوٹ لگے۔

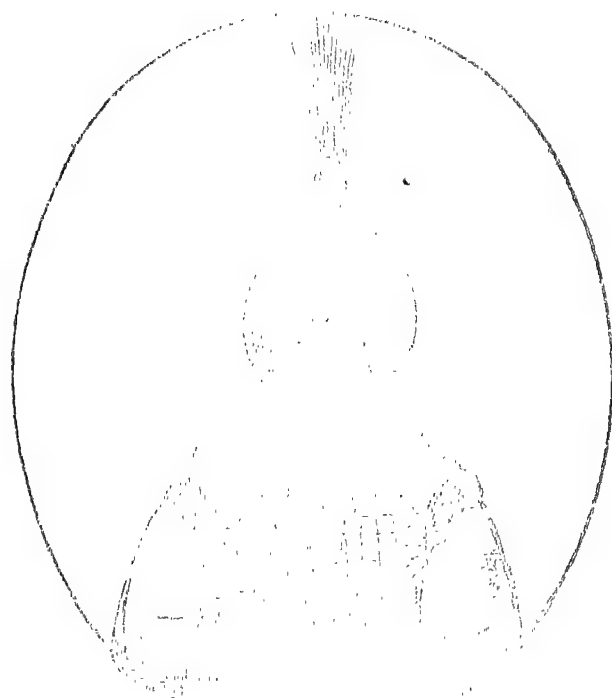
کر لیا کے تاراریوں نے پہلے تو روسی حکومت سے ساندہ کر لیا تھا لیکن اب خود اُن کے  
 حامی کی بددلت بنی تو وہ بھی اپنی کرسٹے پر کچھ نا دم ہونے اور دولت عثمانیہ کے سایہ میں پناہ  
 لینے دوڑے جس سے دولت کریم خان سابق اور تینکیلی حاجی علی پاشا دونوں مسرور ہوئے  
 کو افواج کے مدد کو بھیجا سکے وہاں وہ ایسے لینے پر آمادہ کیا تھا، آخر قحطہ ترکی سپاہ نے کر لیا

پہنچکر باز آچق پر حملہ کیا چہاں روسی فوج موجود تھی اور روسی سپاہی ترکوں کی صورت  
دیکھتے ہی بدحواس ہو کر بہاگ گئے چنانچہ جب عثمانی سپاہ شہر اور قلعہ میں داخل ہوئی ہے  
تو اسکو گوشت کی دیکھیاں چولہے پر چڑھی ہوئی ملی تھیں اور یہ بات یورپ کا مورخ ہیمر  
لکھتا ہے جبکی راست بیانی میں شک نہیں ہو سکتا۔ اور اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ روسی  
سپاہی ترکوں سے کس قدر خائف ہو گئے تھے۔ ان واقعات کے بعد سلطان مصطفیٰ خان (۱۶۰۷ء)  
خود بنفس نفیس فوج کی کمان ماتھیں لینے کی تیاری کر رہا تھا کہ یکایک اللہ ہیس پیام  
اجل آپہنچا اور وہ دنیا ہی سے چل بسا۔ یہ سلطان بڑا ذی ہمت اور محنتی تاجدار تھا  
اسمیں ذاتی طور پر حکومت کرنے کا بہت اچھا مادہ تھا، علم و علماء کی قدر دانی اسکا شیوہ  
تھا اور اس نے کئی ایک عمدہ عمارتیں اپنے وقت میں بنوائیں اور مرمت کیں اسکا کار  
میں مسجد یادگار ہی کی یادگار ہے اور سلطان محمد فاتح کی مسجد و دزلہ وغیرہ سے خراب  
ہو گئی تھی اسی نے درست کرائی۔

## (۲۶) سلطان عبد الحمید خان اول ابن سلطان احمد خان سوم

۱۱۸۶ ————— ۱۲۰۳ھ

یہ سلطان پچاس سال کی عمر میں اپنے مرحوم بہائی کے بعد تختِ آل عثمان پر جلوہ افروز  
ہوا۔ چونکہ اس کی تخت نشینی کے وقت سلطنت کی مالی حالت نازک تھی اسلئے اس  
فرج کو انعامات نہیں دئے اور وزیر اعظم اور دیگر اراکین سلطنت کو برسہو برس کے عہدوں  
پر بحال رہنے دیا۔ روسی حکومت نے دیکھا کہ نئے سلطان کی تخت نشینی سے دولتِ علیہ کی  
حالت متزلزل ہے اسلئے یہ موقع ملا کہ وہ دینا چاہتے اور اسلئے فوراً ایک زبردست  
فوج جزائری سواروں کے ساتھ روانہ ہوئی۔ اس کی تضحی میں مارشل رومانوف



(P. 100) *Handwritten text, possibly a signature or date.*



سب سالار عظم کی کمک کیلئے ارسال کر دی اور اسے قسطنطنیہ پر حملہ کر دیا، سلطان نے بھی وزیر عظم حسن زادہ کو ترکی افواج کے بڑھانے کا حکم دیا۔ اور روسی سپاہ دریائے ڈنیوب کو عبور کر کے وارنہ کی طرف آرہی تھی۔ کہستہ میں اسکا ترکی ہراول دستہ سے مقابلہ ہوا جو باقتی یکن محمد پاشا آغاے فوج پٹکچری اور عبدالرزاق باہر آفندی میرنشی کے صدر عظم نے مقام شمتی سے روانہ کی تھی۔ تو زکیہ نامی ایک جنگ میں دونوں فوجیں معرکہ آرا ہوئیں اور بڑی دیر تک جنگ ہونے کے بعد آخر ترکی سپاہ قلت کی وجہ سے شکست اٹھا کر پسا ہو گئی۔ ہراول دستہ کی شکست نے باقی عثمانی سپاہ پر بھی ہراس طاری کر دیا اور جب تھوڑی ہی دیر بعد روسی فوج کا ہراول جو دستہ کے اہم مقاموں پر قبضہ کرنا آرہا تھا ظاہر ہوا تو بجز بارہ ہزار سپاہیوں کے کہ وہ صدر عظم کے ساتھ بچو رہے تھے باقی تمام ترکی فوج سرکشی اور نا فرمانی کا اظہار کر کے میدان جنگ سے بھاگ گئی، اب پہلا کیونکر ممکن تھا کہ اتنی قلیل تعداد کی سپاہ کے ساتھ جنگ کیجاسکے اس لئے صدر عظم نے مارشل ومانزون Romanzoff سے گفتگو صلح کیلئے التوائے جنگ کی درخواست کی اور اپنی طرف سے دوسفر صلح احمد رسی آفندی جبر دیوان سلطانی، اور میرنشی ابراہیم آفندی قریہ کو چک قینا رچہ واقع علاقہ بلزار یا میں ارسال کر دئے چنانچہ آٹھ گھنٹوں کے عرصہ میں شرائط طے پا کر معاہدہ صلح لکھیا گیا جس میں "مستلزم" جسکی شرطیں حسب ذیل تھیں۔ (۱) کریملیا کے تاتاری حکام مستقل اور خود سر بنا دئے جائینگے۔ اور تو بان اور پوجاق کے تاتاریوں کو یہی خود مختار کیا جائے گا اس خلافت اور دینی امور کی خصوصیتیں بدستور باقی رہینگیں۔

(۲) کیرج، اور اناق، کے قلعے مع انکی ارٹھری کے، اور دریائے اوزی "Kizilirmak" اور آق سو "Bey" کے مابین کا علاقہ، اور قلعہ کلبلوان "Kilbali" حکومت روس کے حوالہ کر دئے جائینگے۔

(۳) روسی حکومت، بلاد گرجستان، منگولیا "Mongolia" اور چکینین، اور

پوجاق، "Beylik" کو

- (۴) روسی اور عثمانی قلمرو کے مابین سرحدی لین دریاے آق صوبہ بنگا +  
 (۵) روس کو بحیرہ اسود اور بحیرہ ابض متوسط میں جہاز رانی اور تجارت کی آزادی کی بجائیگی +  
 (۶) روسی حکومت اپنا جنگی بیڑہ بحرا ابض متوسط سے واپس بلا لیگی +  
 (۷) دولت عثمانیہ (۱۵۰۰) کیسے تاوان جنگ ادا کر لیگی +  
 (۸) روسی حکومت بحرا ابض متوسط کے مفتوحہ جزیرے ترکی کو واپس دیدیگی +  
 (۹) علاقہ ملکیتین کا اتیانو بڑا دیا جائیگا +  
 (۱۰) اسیران جنگ کا سبادلہ +

غرض کہ اس معاہدہ نے سب سے زیادہ کانٹے یہ بوئے کہ روس کو ترکی حکومت کی عیسائی رعایا پر حق حاکمیت حاصل ہو جانے سے آخر تک نہ عسکری غوریز جنگ واقع ہوئی جس کا بیان آگے چلکر آئیگا۔ اور روس نے یہ بھی منوالا کہ حکومت عثمانیہ مملکت پولینڈ کے تقسیم کر لینے کو تسلیم کر لیگی۔ اس معاہدہ کی شرطیں جیسی سخت ہیں وہ صاف عیاں ہیں لیکن دولت علیہ مغلوب تھی اور چاروں چاروں سے یہ سب باتیں ماننی پڑیں اور جنگ کا خاتمہ ہو گیا، روسی حکومت نے اپنی دیرینہ آرزو بخوبی حاصل کر لی تو چونکہ یہ یا اس سے اگلی لڑائیاں تمام تر مملکت پولینڈ ہی کے لئے ہوئی تھیں اس واسطے روس و آسٹریا نے اسے اپنے مابین حصہ بانٹ لیا (۱۷۹۵ء) اور یہی پہلی تقسیم تھی جو ۱۸ ستمبر ۱۷۹۵ء کو ملک پولینڈ کی بابت مشہور کی گئی +

مصلحت ختم ہو جانے کے بعد صدر اعظم مع یقیہ فوج کے دار الخلافت کی طرف واپس چلا کر وہ نہایت دل شکستہ تھا چنانچہ قرین آباد کے نزدیک ہی غم میں یکایک فوت ہو گیا، اور اس کی لاش استنبول میں لائی گئی اسکے بعد وزارت کا عہدہ مشائخہ میں عزت محمد شاہ

۱۷۹۵ء (۱۳۱۵ھ) (۱) آق قزو ملک روس کا ایک دریا ہے جسکا قدیم نام "HYPERNIS" تھا۔ (۲) انگلی کیا۔ صوبہ قوقاز کا ایک حصہ ہے جو کوہستان قاف کے جنوبی دامن میں واقع ہے اس کے مغرب میں بحیرہ اسود اور شمال میں گرجستان کی ارض ہے۔ یہاں سے حکم نے مشائخہ میں یہ ملک روسی حکومت کے سپرد کر دیا اسکا قدیم نام "کوکوسک" تھا +

کو ملا اور حکومت علیہ نے ملک کے اندرونی انتظام پر توجہ مائل کی، قیود آن حسین پاشا  
 البرناری نے جنگی جہازات بنوانے شروع کئے تاکہ دوبارہ ترکی بحری قوت مکمل کر لے  
 ورنہ اگلی جنگ میں عثمانی بیڑہ تو بالکل تباہ ہو چکا تھا۔ روسی جنگ ختم ہو گئی تو کستان حسین پاشا  
 بیڑہ کو مع بری افواج کے دجنیر ابوالذہب، محمد بیک ایک مصری افسر کمانیر مقرر ہوا تھا اس نے  
 لیکر ملک شام کی طرف شیخ طاہر عہ کی بغاوت فرو کرنے کیلئے گیا اور شہر عکا کا محاصرہ کر لیا۔  
 ابوالذہب دوران جنگ میں مقتول ہو گیا مگر کستان پاشا نے شیخ مذکور کو گرفتار کر پایا اور  
 اسکا سر کاٹ کر آستانہ علیہ کو روانہ کر دیا۔

## جنگ ایران

۱۸۵۷ء میں نادر شاہ افشار قتل کر دیا گیا تو ایران کے امیروں میں باہم پٹیل پڑی  
 اور مدت تک خانہ جنگی سے ملک غارت ہوتا رہا انہیں دنوں علاقہ شیران میں خاندان  
 زائد کا ایک امیر عبدالکریم خان نامی خود مختار بن بیٹھا اور بہت سے لوگوں کو اپنا طرفدار  
 بنا کر اس نے کچھ ایسی چالیں چلیں کہ سارا ملک ایران اسی کا دم بھرنے لگا اور وہ شاہ  
 ایران ہو گیا، اب اسے اور بھی دور کی سوجھی مملکت ایران کی تاجدار سی ہی پر تصور نہ کیا گیا  
 بلکہ مزید نام پیدا کرنے کی فکر دانگیر ہوئی اور یہ دیکھ کر کہ متواتر خارجی لڑائیوں نے دولت  
 عثمانیہ کا حال ابتر کر دیا ہے وہ بھی اسی طرف چھوڑ ڈنڈا بغداد و بصرہ کو تاک کے عراق میں  
 ٹوٹ مار کر تباہ کر دیا گیا اور پہلے اسی کا محاصرہ کیا۔ دولت علیہ نے جدید حکم بغداد  
 سلیمان پاشا کی ماتحتی میں چالیس ہزار فوج اس کی سرکوبی کے لئے مامور کی اور اس پر یہ مالا  
 لئے اپنی جنگی تقابلیت سے بہت تھوڑے عرصہ میں ایرانیوں کو جلد و عثمانیہ سے باہر  
 نکال دیا۔ اس واقعہ کے بعد ۱۸۵۹ء میں وزیر اعظم درویش محمد پاشا چند قسمروں کو با  
 معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ پر روانہ لی محمد پاشا وزیر اعظم تقرر ہوا۔

محمد علی پاشا



در سال ۱۷۷۴ء کریمیا کو تاتاری امر کو خود سر کر دینے کا مطلب ہی یہ تھا کہ آخر روسی حکومت اس ملک کو اپنے قابو میں لاسکے، چنانچہ ترکی سے مصالحت ہوتے ہی روسی سینٹ علاقہ کریمیا میں پھیل گئے اور ملکی امیروں کو باہم لڑانے کی تدبیریں کر لیں۔ ادھر خانہ جنگی آغاز ہوئی اور دوسری طرف سے روسی سپاہ بھیلہ اہل قیام امن گھس آئی۔ دولت کرائے سابق خان کریمیا روسی سپاہ کی آمد سے بھاگ نکلا تو اہل ملک نے روسیوں کی تجویز و اعانت سے شاہین کرائے کو خان کریمیا بنالیا (۱۷۷۴ء) شاہین کرائے خان مدتوں سینٹ پیٹسبرگ میں رکھ رہے تعلیم پاتا رہا تھا اُس میں روسی آمر کی عادتیں اثر گئی تھیں شراب نوشی، عیناشی، لباس، وضع قطع سب روسی امپریز کی طرح، یہ باتیں تاتاری قوم کو سخت ناگوار تھیں اور انکی نفرت نے حاکم سے روز بروز بڑھتی ہی گئی خاصکے جب اُس نے اپنے تئیں روسی حمایت میں مان لیا تو قوم کو اُوپر ہی ناگوار ہوا اور جب ملکہ کیتھرائن کی طرف سے شاہین کرائے کو خلعت اور تمغہ جات ملے تو اُس نے بہت سے روسی افسروں کو اپنی خدمت میں رکھ لیا غرضکہ ان باتوں نے تاتاری قوم کو اس قدر برا فروخت کیا کہ وہ حاکم مذکور سے متنفر ہو کر اس کو معزول کرنے کو تیار ہو گئی اور بالفعل ہی اس کی ترکیب ہو بیٹھی روسی حکومت اسی کی منتظر تھی۔ روسی جنرل پوتکن *Potemkin* زبردست فوجوں کے ساتھ سرحد کریمیا پر موجود تھا اور بلطہا ہر اپنا قیام شاہین کرائے کی حمایت کے ارادہ سے بتاتا تھا اس کی معزولی کا سراغ ملے ہی فوراً ستر ہزار سپاہ کے ساتھ ملک میں گھس آیا اور کریمیا پر تسلط کر کے اسے روسی علاقہ بنالیا۔ اور روسی حکومت کی یہ حرکت پھر ترکی سے جنگ چھڑ جانے کی سبب ہوئی\*

## جنگ روس و آسٹریا

روسی حکومت کا کریمیا پر قبضہ کر لینا سراسر معاہدہ قینا رچہ کے خلاف تھا کیونکہ معاہدہ مذکور میں کریمیا کا ملک ترکی کی ماتحتی سے الگ کر کے بالکل خود مختار بنادیا گیا تھا نہ یہ کہ وہ روسی حکومت کا ماتحت کر دیا گیا ہو۔ دولت علیہ کو اس امر سے جو پریشانی اور رنج لاحق ہوا اُس پر مزید ترکی قوم کی ناراضی اور عام پبلک سے لیکر تمام اراکین دربار تک کا جوش میں آنا اور

بہی آفت برپا کر رہا تھا، باب عالی نے فوراً دول یورپ سے خط کتابت شروع کر دی تاکہ وہ سب روسی حکومت کو اس کی حد پر قائم رکھیں۔ اور اس عرصہ میں سلطان نے متواتر سات وزیروں کو معزول کر کے آخر الامر عہدہ صدارت عظمیٰ قویم یوسف پاشا دست لگایا۔ کو تفویض کیا۔ جو بڑا خیرت مند صاحب حیست اور بہادر تھا، یہ وزیر باوجود اس کے کہ باطل ان پر تہا لیکن اچھے اور صاحب الرائے مشیروں کی صلاح پر بڑی عمرگی سے عمل کیا کرتا، اسکو روسی حکومت سے جنگ کر نیکا خیال تھا جس نے نہ صرف ملک کریمیا کو اپنے تسلط میں لے لینے پر اکتفا کی تھی بلکہ ۱۸۹۷ء میں بعض ترکی علاقوں پر بھی دست دہازی کر کے انہیں فتح کر لیا تھا اور ملک پولینڈ کو اپنے اور آسٹریا اور پروشیا کے مابین حصہ بانٹ کر لیا تھا۔ دولت عثمانیہ نے حکومت اے یورپ سے بہت کچھ خط و کتابت کی کہ وہ کسی طرح مصالحہ طور پر روسی دست درازیوں کو روک دیں۔ مگر وہ لکون سنتا تھا۔ فرانس جو اندونز امریکا والوں کو مدد دینے کی وجہ سے خود ہی انگلستان کے ساتھ جنگ میں مبتلا ہوا تھا اسنو بھی اپنے سفیر کی معرفت سلطان سے یہی کہلا بھیجا کہ جس طرح بنے اسوقت جنگ کا خیال نہ کرو کیونکہ کیتھرائن دوم مدت سے جنگی تیاریوں میں مصروف تھی اور اس نے شہنشاہ یوسف دوم سے شہر کرسمون میں ملاقات کرنے کی وقت اس کے ساتھ ایک خفیہ معاہدہ بھی کر لیا تھا جسکا مقصد یہ تھا کہ دولت علیہ کے مقابلہ میں دونوں شریک رہیں گے اور آسٹریا روسی حکومت کو اس بارہ میں مدد دیگی کہ وہ اس کی سرحد پر ایک نئی سلفنت قائم کرے جو ترکی آسٹریائی علاقہ کے مابین مدافعہ کا کام دے اور یہ حکومت انجلیجات انلاق، ابلان، اور، بسا، ایبا کو باہم ملا کر بنائی جائیگی جسکا ایک آڑ تھا تو کسی غریب رکنی والا تاجدار مقرر ہوگا پھر اس کے بعد روسی و آسٹریا باہمی طور پر ترکی کا یورپین علاقہ بانٹ لینگے اس معاہدہ کی گفتگو سیاسی جلسوں میں بوذوق تمام صحیح قرار پائی تھی اور اب روسی حکومت کا ناگوار برتاؤ قابل برداشت نہیں رہ گیا تھا۔ خاکسکر جبکہ گورنمنٹ روس نے بندرگاہ سوہٹوپول کی قلعہ بندی اور بندرگاہ کرسمون میں ایک عظیم الشان کارخانہ جہاز سازی کو کھولنا شروع کیا، اور بحیرہ اسود میں جہازوں کے جنگی جہازوں کا ایک بندرگاہ بنوانا شروع کیا۔

پر کھل گیا کہ یہ ساری کارروائیاں ترکی کے دہکھانے کیلئے اور اسپرنا واجب دباؤ ڈالنے کے واسطے کی جا رہی ہیں، انگلش سفیر نے ہی دولت علیہ کو روس سے جنگ چھڑنے پر ابھارتا شروع کیا اور اسے یقین دلایا کہ گورنمنٹ برطانیہ اس کی معین دیا ورہوگی اور اپنا تمام جنگی جہازوں کا بیڑا عثمانی بیڑہ کی امداد کے لئے بھیج دیگی اس کے علاوہ وہ پولیٹک اور سوئیڈن کی حکومتوں کو بھی ترکی کا ساتھی بنانے میں کوشاں ہوگی کیونکہ اسکل وہ بھی روس سے خارجہ کھائے بیٹھے ہیں گورنمنٹ عثمانیہ نے اس قدر حوصلہ افزا امیدیں دلائے جانے پر اعتماد کر لیا اور فوراً روسی سفیر مقیم آستانہ میں پوچھا تو ف کے نام ایک یادداشت ارسال کی جس میں اسے ہدایت کی تھی کہ وہ فوراً اپنی سلطنت سے حسب ذیل ترکی مطالبات کی منظوری حاصل کرے۔ افلاق کا امیر موردر کا ڈٹو جو بغاوت کر کے روسی علاقہ میں پناہ گزین ہو گیا ہے وہ ترکی حکام کو سپرد کیا جائے، روسی حکومت صوبہ کریم کی حمایت سے باز رہے کیونکہ یہ ملک قلمرو عثمانیہ میں شامل ہے۔ بعض روسی کانسل جو رہائے ترکی کو امداد قساد بناتی رہتے ہیں محذول کئے جائیں، ترکی کے کانسل جنرل بحیرہ اسود کے بندر گاہوں میں رکھے جائیں، اور آئندہ جس قدر روسی تجارتی جہاز آئنا سے باسفرس اور وارڈنلزیں ہو کر گزریں ان کی تلاشی اور تفتیش کا ترکی کو حق دیا جائے، روسی سفیر نے اپنی حکومت سے دریافت کر کے بعد ان امور کو نامعلوم کر دیا تو حکومت عثمانیہ نے فوراً اس کے حسب معمول گرفتار کر لیا جانیکا حکم صادر کر دیا اور وہ قلمہ ہفتہ بمرج میں مقید کر دیا گیا۔ پھر تو روس سے اعلان جنگ ہو گیا۔ فرانس درپردہ روسی حکمت عملی کا جانب دار تھا مگر حکومت سوئیڈن اور اہل پولیٹک اور سلطنت پروشیہ نے دولت علیہ سے معاہدہ شرکت کر لیا اس لئے کہ گوسٹاف سوم شاہ سوئیڈن تو خدا ہی سے چاہتا تھا کہ کسی طرح ترکوں اور روسیوں کے مابین جنگ چھڑ جائے اور اسکو اپنا ازد و فخر ملک روسی حکومت سے واپس لینے کا موقع ملے۔

جنرل پوتھو کا ملک کریمیا میں رہنا غیر مناسب تھا اس لئے اس نے ملک کیتیرائن دوم سے اپنے کریمیا میں رہنے کا نتیجہ ٹھیک نہ نکلیں کا حال کہہ کر اس سے اجازت مانگی کہ اُسے یہاں سے چلے جانے کا حکم دیا جائے لیکن زارینہ نے اس بات کو نہیں مانا بلکہ اُسکو بندر اور اوزی کو

دونوں شہروں کو فتح کرنے کے ارادہ سے آگے بڑھنے کا حکم بھیجا جسکی جزل مذکور نے تعمیل کی اور شہر اوزنی کا محاصرہ کر لیا۔ اور حکومت آسٹریا روسی گورنمنٹ کے ساتھ ملی ہوئی تھی اس نے بھی ترکی پر اعلان جنگ کر دیا اس طرح دولت عثمانیہ کو دو زبردست حریفوں کا مقابلہ کرنا پڑا اور اسپر بہت بار پڑ گیا۔ غازی حسین پاشا البواری بیڑہ عثمانیہ کا عام قودان اپنی خدمت سے فارغ ہو کر استنبول میں واپس آیا اور اسے اعلان جنگ کی خبر ملی تو اس نے وزیر اعظم سے کہا کہ آپ نے نازک وقت میں اعلان جنگ کرنے میں نہایت سخت غلطی کی ہے پہلا سلطنت منیہ اس وقت ایسی عظیم الشان رطائی کا بار کسب نہال نیگی جس میں روس کی فوجی حکومت اور آسٹریا کی زبردست طاقت دونوں پوری قوت سے ایک ساتھ ترکی سلطنت پر بڑھ رہے ہیں مگر توجہ ہونا تھا ہو گیا۔ ان باتوں کا موقع ہی کیا تھا آخر صدر اعظم نے خود ہی فوج کی کمان دے لی اور وہ سال ۱۸۷۷ء میں روس و آسٹریا کی سپاہ سے جنگ کر کے ٹوٹا۔ اسی اثناء میں زارینہ کیتھرائن بذات خاص اپنی فوجوں کو ساتھ لیکر ملک کرتیا میں آگئی اور شہنشاہ جوزف دوم شاہ آسٹریا بھی اپنے فوجیں لئے ہوئے بلگریڈ کی طرف ترکی حدود پر بڑھا اور جنگ شروع ہو گئی۔ پستان حسین پاشا البواری نے عثمانی بیڑہ کی کمان کا تھیں لی اور چونکہ اس کے پاس جہازوں کے نقصانات کی تلافی کرنے کیلئے کافی وقت نہیں تھا اس لئے اس نے بیڑہ کے جہازوں کے تمام ناخدا لوگوں کو اپنے مکان میں بلوایا اور بوقت وہ سب جمع ہو گئے تو انکو خطاب کر کے یہ تقریر کی:-

”پیارے دوستو! آپ لوگوں کو معلوم ہو گا کہ میں نے ایک مدت دراز سے باوجود اپنی کم استعدادی کے عثمانی فوج کی کس قدر خدمتگداری کی ہے اور میں فخر سے نہیں بلکہ شکر گداری ادا کرنے کی نیت سے کہتا ہوں کہ مجھ اپنے تمام منصوبوں میں اب تک کامیابی ہی حاصل ہوتی رہی۔ ساجدا آج میرے سر پر ایک دوسری عظیم الشان خدمت کا بار گرے گا دیکھا گیا ہے اور حکم ملا ہے کہ پیش آنے والی جنگ میں مجھ اور آپ لوگوں کو دولت علیہ کی نیکبانی کا دین دماغ بنانی سے بچانے کی کوشش کرنی ہوگی، حتیٰ تک کہ یہی اسی کا منتفی ہے کہ خود میں اور میرے محترم دست و بازو یعنی آپ حضرات اس امتحان کے موقع پر سچے نیکو حال

اور ملک و ملت کے سچے جان نثار ثابت ہو گئے اور خدا میں ایسی ہی توفیق دے۔ بہائیو! یہ پچھلے جاہل طبی کا نہیں۔ یہ جنگ ایک دینی مقدس فرض کی بجا آوری ہے اس میں غزا کا ثواب حاصل ہوگا، ولی نعمت کے حق نمک کا پاس نہ کیا جائے تو اپنے پروردگار کی رضامندی چاہنے کا خیال ضروری ہے۔ سنو! میں آج اپنی تمام بیویوں کو طلاق دیکر انکے حقوق خود معاف کرنا ہوں اور اپنی تقصیرات ان سے معاف کرائے لیتا ہوں۔ اولاد، اجاب، اعتراف، سب سے رخصت ہونا ہوں، اگر اس قیامت خیز معرکہ سے زندہ و سلامت پھر اترے گا تو میرے اسی دنیا میں پھر مل کوٹنگا ورتہ روز محشر لوٹے احمدی کے زیر سایہ خونی کفن میں تنگتہ روئی کے ساتھ ان کا خیر مقدم کرونگا۔ یہ تمام کارروائیاں صرف اس لئے کی گئی ہیں کہ مجھے تعلقات دنیاوی سے آزادی رہے اور اپنے ظاہری آقا سے نعمت اور خداوند کے تعیل احکام کا مخصوص نیت موقع ملے، آپ لوگ ترکی بحری قوت کی جان اور میری کوششوں کے سرسبز ہونیکے ارکان ہیں آپکو ہی آئندہ خدمت کے اخلاص و سچائی کے ساتھ ادا کرنے پر تیار رہنا مناسب ہے، اگر کوئی عذر ہے تو اس وقت کر لیجئے میں اسکی تلافی کرونگا اور جلات تاب خلیفۃ المسلمین سے عرض کرونگا وہ آپکی شکایتیں سنیں گے، مگر جب دشمن کا سامنا ہوگا اور معرکہ کارزار گرم تو پھر آپ کی کوئی شکایت نہ سنی جائیگی۔ اور اگر وہاں آپ کو کچھ ہی خیانت ظاہر ہوئی تو آپ نہ صرف اپنے انسر کے سامنے بلکہ خدا کے دوبرہ، اُس کے رسول پاک کی جناب میں، امیر المومنین کی نگاہوں میں اور قوم و ملت کی نظروں میں سبک ہو گئے، نہ دکھانے کے قابل نہ رہینگے اور جزائے عمل کے مستوجب بنیں گے۔ لیکن اس کے برعکس عہدہ طور پر بعددق و رستی ہر ایک خدمت ادا کر نیکا اعلیٰ سے اعلیٰ دنیاوی صلہ پاینگا اور بارگاہ خداوندی کے اچر عظیم کا تو میں کیا بیان کر سکتا ہوں کہ کیا ملیگا۔ ہاں ان سب باتوں کے بعد میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ آپ لوگ میری دعوت مانتے ہیں تو حلف اٹھائے کہ اسپر ثابت قدم رہینگے۔ اور اس طرح سب کو اطمینان ہو جائیگا۔

تقریر کا تمام ہونا تھا کہ حاضرین کے سینے جوش جرات سے لبریز ہو گئے۔ اور وہ بل کر کھڑے دشمن کا مقابلہ کرنے پر تیار تھے۔ انھوں نے حلف اٹھایا کہ انشاء اللہ وہ یوری جان بازی سے کام

لیکرا اپنے معزز افسر کے احکام کی تعمیل کرتے رہیں گے۔ اس طرح اپنے ماتحت افسروں میں جو شہر پہلا کراس نے تمام افسروں کو جہازات پر جانیکا حکم دیا اور دوسری ہی دن تیار دی کر کے آستانہ علیہ سے روانہ ہو گیا \*

## اوزی کی بحری جنگ

سلطانی احکام بیڑہ کے نام جنگ پر جانے کیلئے صادر ہوتے ہی کپتان پاشا نے شہر آوزی کی جانب رخ کیا جہاں اسوقت روسی جنرل پوٹکنن محاصرہ ڈالے تھا۔ شہر کے اندر ہی وہ شہر آوزی کے سامنے پہنچا تو اس نے اپنی چھوٹی جنگی کشتیوں کا بیڑہ جو زیر آب چٹانوں سے پکڑ بھجی جنگ کر سکتا تھا اس روسی جنگی بیڑہ سے مقابلہ کرنے کیلئے روانہ کیا جو اس قیل کے سامنے نگرزن تھا اور اس میں ہی ویسی ہی چھوٹی جنگی کشتیاں اور صالوں موجود تھے، چابنین سے لڑائی چھڑی تو روسیوں کی ایک صالوں کشتی ڈوب گئی جس پر ایک سو سپاہی تھے۔ اور ترکوں کی ہی ایک چھوٹی صال غرق ہوئی جس پر محض سترہ سپاہی سوار تھے۔ یہ لڑائی اتنی ہی رہی اور پہر دونوں طرف چند روز سکوت رہا، آخر پنجویں یا چھٹے دن دوبارہ سرکار آوزی ہوئی جہیں روسی بیڑہ بہت کچھ نقصانات اٹھا کر پسا ہوا اور ترکی بیڑہ کو نہایت خفیف ضرر پہنچا جو بیان کرنے کے قابل ہی نہیں۔ زان بعد تیسرا حملہ ہوا، اس مرتبہ روسی جہازات پتھری چٹانوں پر نشانیاں قائم کر کے ساحل سے نزدیک چلے گئے اور نشانیاں اس لئے نصب کیں تھیں کہ انکی باقی کشتیاں ہی باسانی اور سرعت کے ساتھ چلی آسکیں عثمانی بیڑہ نے ان پر حملہ کر کے روسیوں کو اس قیل سے بالکل ہٹا دینے کی کوشش شروع کی اور وہ کامیابی بھی حاصل کر لیتے لیکن اسی اتنا ہی روسی جنرل سواروف اپنی فوجوں کے ساتھ آگیا اور روسیوں کو کمک پہنچادی، اگرچہ ترکوں نے اس موقع پر بڑی دلیری سے کثیر التعداد فوجیں کا مقابلہ کیا۔ لیکن آخر اس سے سخت نقصانات اٹھا کر پسا ہوا پڑا، جسوقت ترکی سپاہی کشتیوں پر سوار ہو کے پسا ہونے لگے تو روسی نو تعمیر قلعہ سے جو اس قیل پر بنا تھا ان پر آتشباری کیجائے لگی اور دوسری وقت یہ پیش آئی کہ واپسی میں ترکوں نے یہ دیکھا کہ روسی نشانیاں جو دریا

میں چھپی ہوئی چٹانوں پر قائم تھے اُکھر گئے ہیں اس لئے وہ اپنی کشتیاں باسانی نکال کر نہ لیا کر  
 پہنت ہی ترکی کشتیاں چٹانوں میں پھنسکر رہ گئیں اور قلعہ کی آتشباری نے اُنکو تباہ کر ڈالا۔  
 یہ آفت تو برپا ہی تھی کہ اسی اثناء میں پرنس ناسو سین "Nassau" روسی  
 افسر مقام نکولائف سے چند چھوٹی جنگی کشتیاں لیکر آپہنچا جو بام بوٹ، گن بوٹ، اور  
 صنادل، کی وضع کی تھیں اور ترکی بیڑہ پر حملہ کر دیا۔ اس حالت میں ایسی سخت لڑائی ہو رہی تھی  
 کہ اُسے دیکھ کر زہرہ آب ہوتا تھا۔ بہت سے ترکی سپاہی مرد از وار لڑ کر شہید ہوئے  
 اور انہوں نے چند روسی کشتیوں کو بھی غرق کر دیا، عثمانی بیڑہ کی چند شاخوں کی کشتیوں نے  
 بڑی محنت کے ساتھ اپنے ڈوبتے ہوئے سپاہیوں کو بچا یا جو ٹوٹنے والی کشتیوں پر سے  
 دریا میں گرے تھے، اور اس لڑائی میں ترکوں کی تمام ملکی جنگی کشتیاں تلف ہو گئیں۔ پکتان  
 پاشا نے یہ حالت دیکھ کر حکم دیا کہ پانچ چھوٹی کشتیاں جو بچ رہی ہیں محفوظ رکھی جائیں اور بیڑہ کو  
 جزیرہ پیرہ زن میں ہٹا لیا تاکہ وہاں سے واقعات جنگ کی رپورٹ استنبول کو روانہ  
 کر سکے +

## میلان اطہ کی بحری جنگ

مذکورہ بالا جنگ کے بعد دسویں تاریخ ماہ ذی القعدہ ۱۲۰۲ھ کو ایک ترکی کشتی جہاز  
 جو بییدی چوکی پر فادر تھا اگر پکتان پاشا سے مخبر ملے کہ روسی جنگی بیڑہ بندر گاہ سیواسٹوپول  
 سے نکل کر جزیرہ میلان اطہ کی طرف آ رہا ہے، پکتان پاشا نے اس غیر متوقع بیڑہ کے سر نکالنے  
 کا حال سن کر فوراً اُس سے مقابلہ کرنے کی واسطہ روانگی کا حکم دیا، وہ متحیر تھا کہ کیرہ اسوویس  
 آتشک کوئی روسی بیڑہ نہیں تھا آخر یہ نیا بیڑہ کدھر سے نکل آیا۔ بات یہ تھی کہ پرنس ناسو سین  
 سنے مذکورہ بالا اوزی کی بحری لڑائی کے بعد روسی جنگی بیڑہ کی کمان سسنبہائی قودہ ترکی بیڑہ  
 کے مقابلہ کا شائق ہوا اور سیواسٹوپول کے بندر گاہ کا فوٹیمیر بیڑہ لیکر چلا تھا۔ پکتان پاشا نے  
 پاشا روسی بیڑہ کی صورت دیکھ کر چوہی تھا بار بار دہہ ہو گیا، اُس نے اپنے جہازوں کی جنگی صف  
 بندی شروع کر دی، پہلے اُس نے ایک مائیکسٹین بحری افسر لیکر وزیر پاشا کی خدمت کی

کشتیوں اور پانچ بیہوش جہازات دیکر غنیم سے مقابلہ کرنے کیلئے روانہ کیا اور اُسے حکم دیا کہ  
 ییلان اٹھ ~~محمدمہدی~~ کے نزدیک غنیم کو ٹوکے۔ پھر اُس نے اپنے جہازوں  
 کی صف بندی کر کے ہر ایک بحری افسر کے ماتحت آٹھ آٹھ غلیون جہاز رکھے اور انکو بہت  
 کر دی کہ خبردار ایک دوسرے کا ہاتھ ہرگز نہ چھوڑنا پھر خود اُس نے بڑے غنیم پر گولہ باری  
 آغاز کر دی اور اُس کے کئی جہاز تباہ کر ڈالے ترکی امیر البحر کی فوجیابی کا لشکر بہت اچھا  
 ہوا اور اُس کی ہمت و جرات اپنا رنگ دکھا گئی وہ اوجہ ہی زور شور سے دشمن کے جہازوں  
 پر گولے برسائے لگا لگا کر ایک صرف ایک ہی سمت سے جنگ کا بار تھاکہ اسی اثنا میں  
 جزیرہ ییلان اٹھ کی سمت سے بطور نہ پاشا اپنا ماتحت بیڑہ لیکر بڑا اور ایک روسی غلیون  
 جہاز گرفتار کر لینے کے علاوہ اُس کے کئی ایک فرقاطہ جہازات غرق کر دیئے، اب تک ترکی  
 بیڑہ کے باقی ماندہ کئی حصے بہت پیچھے اور شریک جنگ نہیں تھے۔ روسی امیر البحر ترکی بحری  
 طاقت اور اُس کے بحری افسروں کی ہمارت دیکھ کر ایسا گھبرایا کہ اُسے بہا گئے ہی بن آئی اور  
 ترکوں نے بندر گاہ سیو استوپول تک تعاقب کر کے مزید نقصان پہنچانے میں کمی نہیں کی  
 یہاں تک کہ جب روسی بیڑہ بحالت تباہ بندر گاہ میں گھس کر قلعہ کی گولہ باری کے سایہ میں پنا  
 گزین ہو گیا تو عثمانی کپتان پاشا اپنے جہازوں کو بندر گاہ سولینہ ~~محمدمہدی~~ کی طرف متلا  
 آیا جو دریائے ڈینیوب کے محل بد واقع ہے۔ اور یہاں اُس سے ایک کورٹ مارشل کا جلسہ  
 کر کے اُن پر ذول اور مکھرام افسروں کا محاکمہ کیا جنہوں نے شریک جنگ ہونے میں تقصیر کی  
 تھی وہ نہ غالباً وہ روسی بیڑہ کو تار تار کر سکتا۔ چنانچہ اُس نے سب کو سخت سزائیں دیں  
 تاکہ دوسروں کو عبرت ہو اور کار گزار افسروں کی ترقی کیلئے باب عالی میں رپورٹ کی اور  
 روسیوں سے چھینے ہوئے جہاز کا نام خدا دیر دی (عظیہ الہی) رکھا۔ اور کپتان غری پاشا ساکون  
 کر بیٹ کو اسی کے جہاز کے اگلے حصے پر سولی دینے کا حکم دیا گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ گو کپتان پاشا  
 نے اوزی کی بحری جنگ میں اپنی ہلکی جنگی کشتیوں کا بیڑہ غنیم کے ہاتھوں تباہ کر کے سخت  
 نقصان اٹھایا تھا لیکن اس جنگ میں اُس نے عظیم الشان روسی جنگی بیڑہ کو بڑی طرح ہزیت  
 دیکر اور اُسے آئندہ کیلئے استعداد بیکار بنانے کے کہ پھر وہ کبھی ترکی بحری قوت کے منہ نہ پڑ سکے اپنی



خسارہ کی بخوبی تلافی ہو کر لی یہ جنگ ختم ہو چکی تو کپتان غازی حسین پاشا کو عثمانی بیرہ کی  
 پہنچاؤں کی دہشت اور ان کی کچی پورچی کا کھانا خیال پیدا ہوا اور اس نے آستانہ علیہ سے بازہ  
 فوجی لشکر اور نئے جنگی جہاز طلب کئے جو ملکی وضع کے ہوں۔ روسی جنرل سواروف نے  
 انہی دنوں قبل برون کے نزدیک بہت سے مورچے تیار کر لئے تھے اور روسی ہلکی کشتیوں کا  
 جنگی بیرہ نکولائیف سے آکر زیرِ انتہی پرنس ناسوین کے قلعہ اوزی پر دوبارہ حملہ آور  
 ہو گیا جس پر ترکوں کا قبضہ تھا تو غازی حسین پاشا نے بارگاہِ سلطانی میں ہلکی جنگی کشتیوں  
 کے ارسال کرنے کی بابت دوبارہ عرضداشت بھیجی اور لکھا کہ جہنگ کشتیاں نہ آجائیں  
 وہ قلعہ بند ترکی فوج کو کچھ ہی امداد نہیں دے سکتا۔ مگر اہم جہازوں کا موسم نزدیک آ گیا  
 تھا اور اس طرف اوزی کی قلعہ بند فوج قلعہ رسد سے پریشان ہو رہی تھی اس لئے غازی  
 حسین پاشا نے جس طرح بہن پڑا قلعہ والوں کو پانچھرا سپاہ سے مع سامان جنگ و ذخیرہ رسد سے  
 امدادی اور اس طرف سے مطمئن ہو کر خود مع بیرہ کے آستانہ علیہ کو واپس گیا تاکہ جہازوں  
 کی مرستہ و اصلاح سے فراغت حاصل کرے۔

ادھر پھری لڑائیوں میں عثمانی بیرہ کی کامیابی کا حال تو معلوم ہو چکا اب جنگی میں جو  
 لڑائیوں میں ان کی بھی مختصر کیفیت سنئے کہ صدرِ اعظم تو مع انور کے ایڈریانوپل کی  
 طرف روانہ ہوا۔ اور دیا سے ڈیوبے کے اطراف میں غنیم کو روکنے کی خدمت مدینہ اخیل  
 کے سرسکے سابق صدرِ اعظم شاہین علی پاشا کو تفویض کی گئی۔ صدرِ اعظم نے دیکھا کہ وہ خرابی  
 موسم کی وجہ سے اپنی سپاہ اودیہ کی جانب نہیں بڑھ سکتا تو اس نے ایڈریانوپل ہی سے  
 اپنے ماتحت لشکر کو کئی کالوں میں بانٹ کر ایک ایک کالم اوزی، خوتین، اور بندر کے  
 ترکی کماند افسروں کے پاس بطور لشکر ارسال کر دیا۔ آسٹریا نے آبنائے ہماویہ میں باغیڈ  
 کا محاصرہ کرنے کی غرض سے کئی ایک مورچے تیار کر لئے تھے اور وہ اسپر حملہ آور ہونے کی فکر  
 کر رہی تھی، صدرِ اعظم قیصر یوسف پاشا یہ حالت دیکھ کر دوین اور بلگرید کے علاقوں میں  
 جوتا ہوا دیا سے ڈیوبے کو عبور کر گیا اور شاہنشاہ یوسف دوم کی فوج کو شکست فاش دیکر  
 ان سے نادمہ رفتار فرمایا۔ اس جنگ میں صدرِ اعظم نے شاہنشاہ یوسف دوم کو بھی گرفتار

کر لیا اور تقریباً اسی توہین اور بہت سا اسباب جنگ غنیم سے بچین لیا۔ سولہ سال  
شہنشاہ یوسف دوم اپنی فوجوں کی شرمناک ہزیمت سے اس قدر پریشان ہوا کہ میدان  
میں نہ ٹھہر سکا اور جہز لادین کو سب سے سالار افواج آسٹریا بنا کر خود تخت گاہ کی طرف چلا گیا۔  
یہ زمانہ جس میں عثمانی سپاہ آسٹریا والوں پر فتوحات حاصل کر رہی تھی روسیوں کے ترکی پڑ  
پر فوجیابی کا ہم عصر تھا جسکا بیان پہلے ہو چکا ہے پھر روسی سپاہ نے پیش قدمی کر کے بہت  
سا ترکی علاقہ بھی فتح کر لیا اور یہ سبب حالتیں امداد کا وعدہ کرنے والی یورپین حکومتیں  
خاموشی کے ساتھ بیٹھی ہوئی دیکھتی ہی رہیں نہ کسی نے امدادی اور نہ روسی حکومت پر  
اعتراض کیا، ترکی قلمرو کی عام مسلمان رعایا اس بات سے بے حد بخیرہ تھی اور خود مسلمان  
کو ایسی کوفت لاحق ہو گئی تھی کہ وہ اسی بچ و غم میں ۱۲ - رجب ۱۲۰۷ء کو دنیا سے سفر  
آخرت کر گیا۔ یہ سلطان عبدالحمید خان اول نہایت پرہیزگار، نیک چلن، رعایا پرور،  
اور اصلاح امور حکومت کا خواہاں تھا اکثر اوقات اپنے اہلکار کے موافق دُریوں کو  
رعایا سے وعدہ برتاؤ کی تاکید کیا کرتا اور خود بھی انکو سب طاقت امداد دیتا تھا۔ اس کے  
بعد اسکا بھتیجا سلطان تسلیم خاں سوم تخت نشین ہوا۔

## بارہویں فصل (۱۲)

سلطان سلیم خان سوم کی تخت نشینی سے فرمان گنج  
کے صادر ہونے تک کی حالات

۱۲۵۶ھ

۱۲۰۳

## (۲۸) سلطان سلیم خان سوم ابن سلطان مصطفیٰ خان سوم

۱۲۱۲ھ

۱۲۰۳

یہ سلطان بیس سال کی عمر میں تخت سلطنت پر جلوں فرما ہوا اور پہلے ہی مرتبہ جو  
کام شروع کیا وہ بڑی فوج کی دہشت اور بحری فوج کی اصلاح تھی۔ اُس نے ایک حکم نامہ  
تحریر کیا کہ جہاں تک ممکن ہو ہر ایک اقلیم سے فوجوں کی فراہمی عمل میں آئے۔ چنانچہ تھوڑے ہی  
عرصہ میں ڈیڑھ لاکھ فوج شہر صفیا میں جمع ہو گئی، مگر چونکہ اس وقت سیاسی حالات میں  
سخت برہی واقع ہو رہی تھی اور دولت علیہ اور حکومت روسیہ کے مابین نہایت شدت  
سے جنگ جاری تھی اس لئے گو سلطان نے نہ فراہمی سپاہ میں استعداد کو کشش سے کام لیا  
لیکن جنگ اور سپاہ کی مایوسی اور شہر صفیا میں تبدیلی نہ ہو سکی اور بہت سے سپاہیوں  
نے اُن مرکزوں کو چھوڑ دیا جہاں وہ اپنے فرض حفاظت و مدافعت مامور  
کئے گئے تھے ۔





## اس زمانہ میں ترکی بیڑہ کی حس و حرکت

کپتان حسین پاشا الجزائر نے موسم سرما کے زمانہ میں ترکی بیڑہ کو ہر طرح چاق و چوبند بنالیا تو یکایک وہ امیر البحر کے منصب سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ کپتان حسین پاشا ساکن کریت کو دی گئی۔ حسین پاشا الجزائر امیر البحر کے عہدہ سے ہٹا کر سلسلہ کی چھاؤنی کا کمان افسر بنایا گیا جہاں اس نے بحری لڑائیوں سے ہٹ کر اپنی قابلیت جنگی کا ثبوت دیا۔ اگرچہ ترک موخین نے اسکی امیر البحر سے معزولی پر بہت کچھ مائے زنی کی ہو اور لکھا ہے کہ وہ کسی الزام کی وجہ سے ہٹایا گیا تھا لیکن ہم کو اس کے ماننے میں اس لئے تامل ہے کہ بعد میں اسکی ذات سے جو اعلیٰ خدمات متعلق ہوئیں وہ اس الزام کے منافی پڑتی ہیں۔ اور جو پاشا ترک موخ لکھتا ہے کہ: حسین پاشا الجزائر نے سر عسکری سلسلہ پر مامور ہونے کے بعد ایسی بے نظیر خدمتیں انجام دیں کہ اس کے گذشتہ زمانہ کی کارروائیاں بھی ان کے سامنے ہسکی پڑ گئیں اور آخر وہ صدر اعظم کے اعلیٰ عہدے پر فائز ہوا جبکہ سلسلہ میں یکایک سفر آخرت کر جانے سے دولت علیہ کا ایک فخلص کارکن عہدہ دار اس کے ہاتھوں سے ضائع ہوا۔

جن دنوں ترکی جنگی بیڑہ بحیرہ اسود میں مصروف جنگ تھا انہیں دنوں بحر جمع الجزائر یونان روسی دریائی قزاقوں کے جہازات کا جولا نگاہ بنا ہوا تھا اور یہ کجخت جزیرہ توریہ کے عیسائی اور بغاوت پسند باشندوں کو زرق و برق اور سامان جنگ سے مدد دیکر انہیں شورش برپا کرتے رہنے پر آمادہ بنا کر تھے، اسکے علاوہ انہوں نے ترکی رعایا کو بھی تنگ کر رکھا تھا، تجارتی جہازات کو لوٹ لینا اور مسافروں کو ستانا انکا معمولی کام تھا۔ یہ کیفیت جبکہ سلسلہ میں عثمانی بیڑہ جمیں (۱۸) جہازات تھے بحر ابیض متوسط کی طرف بھیجا گیا اس بیڑہ پر کوسہ مصطفیٰ پاشا کے ماتحت برسی فوج اور مشہور کپتان سید علی جسکی شجاعت و دلیری مسلم تہی بحری سپاہ کا افسر بنا کر ارسال کیا گیا تھا اور یہی ٹیونس اور مغربی افریقہ کے جزیروں سے آیا تھا، اس بیڑہ نے سب سے پہلے جزیرہ مرتد پر ماتہ صاف کیا کیونکہ وہ بد معاش لوٹروں کا مرکزی مقام تھا۔ اور اسکے چند روز بعد غنیم کے جہازوں کو جا گھرا جو سات گھنٹے تک غوب لڑتے رہے اور آخر

الجزائری بیڑہ کی ہے نظیر دلاوری کے سامنے ان کے حوصلے پست ہو گئے پھر مذکورہ بیڑہ نے غنیم کے تمام جہازات گرفتار اور برباد کر دیئے اور باغیوں کا کپتان امبرو اپنے جہاز الجزائری بیڑہ والوں کی گولہ باری سے تباہ و خرق ہوتے دیکھ کر ایک چھوٹی کشتی پر سوار ہو کے بھاگ گیا جسکے بعد غنیم کی کچی کچی کشتیاں بھی مندر ہو گئیں، اب عثمانی بیڑہ نے آگے بڑھ کر جزیرہ مرتد کے قلعہ پر حملہ کیا اور اسے مہدم کر کے وہاں سے تمام جنگی ذخائر اور توپیں لیں، اسی جزیرہ کے بندرگاہ میں دو غنیم کے جہاز سامان جنگ اور آلات حرب و ضرب سے بھرے ہوئے لٹے آئے جسکو قبضہ میں کر کے فروخت کر ڈالا اور اس کی نقد قیمت بیڑہ کے سپاہیوں اور افراد کو تقسیم کر دی گئی۔\*

## نخل برون کی بحری جنگ

وسط ماہ رجب سنہ ۱۲۸۱ھ میں کپتان حسین پاشا مذکورہ پاس چھوٹی بڑی کشتیوں کا بیڑہ لیکر بحر اسود میں گیا اور رجب بندرگاہ سولینیہ میں پہنچا تو چھوٹے جہازوں کو وہاں چھوڑتا ہوا تمام کیرجے "Kerekes" کی طرف بڑھا تو نخل برون کے نزدیک واقع تھا، اسلئے عثمانی بیڑہ اور روسی بیڑہ کا ہم مقابلہ ہوا۔ روسی بیڑہ میں پانچ ٹیلیوں، اور (۱۶) فرقاطہ جہازات تھے، لڑائی شروع ہوئی، ترکی توپچیوں نے بڑی ہوشیاری کے ساتھ دم و دن میں چار روسی فرقاطہ جہازوں کو بیکار بنا دیا مگر پھر یہی سات گھنٹوں تک جابین میں زور شور کے ساتھ گولہ باری کا تبادلہ ہوتا رہا، دونوں طرف کے نقصانات ہی بہت زیادہ تھے آخر اات بڑ لگی اور روسی بیڑہ جان بچا کہ بندرگاہ کتھہ کو پہنچا کہ عثمانی بیڑہ بھی سولینیہ کی بندرگاہ میں پلٹ آیا اور بہت جلد ضرر رسیدہ جہازوں کی مرمت کر کے ماہ ذی القعدہ سنہ ۱۲۸۱ھ کی آخری تاریخوں میں پھر غنیم کی جہت پر ہوتا ہوا نکلا، جبکہ بیڑہ اوڈسسا کے سمندر میں پہنچا تو ایک ترکی قرہ قول جہاز نے اسے خبر پہنچائی کہ اس نے (۳۰) جنگی جہازوں کا روسی بیڑہ اس قیل سے ٹکرا رہی ہے کہ اسے کو آتا ہوا دیکھا ہے۔ یہ حال سن کر عثمانی بیڑہ چونکا ہوا رہا، اسوقت ہوا بڑا زور شور کی چل رہی تھی اور خرابی یہ تھی کہ غنیم کے حق میں موافق اور ترکوں کے لئے مضر تھی کہ کچھ

ترکی جہازات آگے نہیں بڑھ سکتے تھے اور غنیم کے جہازات فراسے کے ساتھ بڑھے آرہے تھے۔ عثمانی امیر البحر نے فوراً اپنے جہازوں کو حکم دیا کہ بالوں کو گرا دیں اور ساحل سے دور ہو کر کھلے سمندر میں آجائیں۔ آخر تھوڑی ہی دیر زوال آفتاب سے پہلے روسی بیڑہ ہی آہنچا اور دونوں کا مقابلہ ہو گیا۔ دور سے گولہ باری کا مبادلہ کر کے جنگ شروع ہوئی اور کپتان حسین پاشا نے کئی ایک روسی جہازوں کو سخت ہنر پہنچایا، اسکے علاوہ روسیوں کے دو فرقہ جہاز غرق ہو گئے۔ شام تک لڑائی اسی ایک انداز پر قائم رہی اور تاریکی ہو جانے پر دونوں بیڑے الگ ہوئے۔ رات کو طوفانی ہوا کے زور نے روسیوں کو اس قدر پریشان کیا کہ انہیں بہاگ جانے کو سوا کوئی چارہ کار نہ ملا اور وہ ایک نزدیک سے بندرگاہ میں جا کر پناہ گیر ہوئے لیکن ترکی بیڑہ کی ترتیب خراب ہو گئی اور اس کے جہازات جدا جدا ہو کر زور تھا اس جانب منتشر ہو چلے۔ دوم کپتان کا اکیلا جہاز عین بحر کے کارزار میں رہ گیا جس پر صبح ہوئے ہی روسیوں نے حملہ کر دیا، اکیلا ایک ترکی جہاز جسے غنیم نے ہر طرف سے حلقہ میں لپیٹا تھا اس موقع پر کیا کرتا؟ غالباً کوئی بزدل افسر ہوتا تو اتنے پیر ڈاکٹر غنیم کے قید میں چلا جانا غنیمت سمجھتا لیکن اس نے دیر اور سرنے آخری وقت تک سخت مقابلہ کیا اور اپنا شرف قائم رکھ کر آخر کار ایک گولہ کے زخم سے شہید ہو گیا۔ اس کی ساتھی سپاہ بھی افسر کی جانب بازی اور محاکمہ حلالی سے منتشر ہو کر لڑتی رہی اور جب صرف چند آدمی باقی رہ گئے تو انہوں نے دشمن کی قید بھگت سے بعزت مرجانے کو ترجیح دیکر بارود کے ڈھیر میں آگ لگا دی بارود کا اڑنا تھا کہ جہاز کے پرنسے پرنسے پکھڑے اور وہ اپنی پاس کے ایک روسی جہاز کو ساتھ لیکر دریا برد ہو گیا قریب کے دیگر روسی جہازات بھی اس صدمہ سے سخت مضروب ہوئے، اب عثمانی بیڑہ کپتان دوم کی امداد کو آگیا تھا لیکن فاصلہ پر ہو سنے کے باعث وہ کچھ نہ کر سکا آخر ہوا کی مخالفت اور کپتان دوم کے جہاز کی بربادی پر تباہی مگر تاہو کپتان حسین پاشا مع بیڑہ کے کلیگر آڈ کو چلا گیا اور ساحل کے نزدیک لشکر زن ہو کر دربار سلطانی میں جنگ کی رپورٹ ارسال کی جس میں ظاہر کیا تھا کہ بیڑہ کے جہازات بیخستہ ہو چکے ہیں اور غنیم کا مقابلہ نہیں کر سکتی اس لئے اجازت ہو تو آستانہ علیہ واپس آکر انکی مرمت سے فراغت حاصل کروں چنانچہ انکی منظوری موصول ہوئے یہ وہ آستانہ کو واپس گیا۔



۱۲۰۵ھ میں دوبارہ عثمانی بیڑہ بحراسود میں داخل ہوا اور روسی بیڑہ سے بمقام اتنا پا دوچار ہو کر اسپر حملہ آور ہوا، روسی بیڑہ میں ۴۲ جہازات تھے اور وہ سیواستوپول کو جارہے تھے، اس ترک بیڑہ کو آمادہ جنگ پاکر فرار پر قرار کر لیا اور بندرگاہ سیواستوپول میں گھس گیا، بعد میں معلوم ہوا کہ روسیوں نے پہلی مرتبہ محض اس لئے طبع دی تھی کہ ان کے چند غلیوں جہاز زیر مرمت تھے اور جب وہ بنگر آگئے تو پھر روسی بیڑہ جنگ کے لئے بڑا، کپتان حسین پاشا نے غنیم کو اپنی جانب آتے دیکھ کر اسکا خیر مقدم کہنے سے درگزر نہیں کیا، یہ دن عید اضحیٰ ۱۲۰۵ھ کا پہلا دن تھا غنیم کا بیڑہ سامنے آتے ہی بطرونہ سید علی پاشا جو نہایت دلیر افسر تھا اپنے ماتحت جہازوں کے ساتھ حملہ آور ہو کر دشمن کے قلب میں جا پہنچا، کپتان حسین پاشا نے اس افسر کو منع بھی کیا کہ اس کی یہ حرکت جنگی اصول کے خلاف ہے مگر اس نے نہیں مانا اور باوجود اس کے کہ وہ صرف چند جہازوں سے باطل دشمنوں کے زعفریں پھنس گیا تھا اس نے روسیوں کے ہوش اڑا دیے اور انہیں بید نقصان پہنچایا اور ہر باقی ترک جہازوں نے بھی اپنے ایک لیر افسر کیوں در طہ ہلاکت میں مبتلا ہونے سے بچانے پر کمر باندھی اور وہ دو جانب سے روسی بیڑہ پر حملہ آور ہوئے غنیم کی توجہ ادھر بڑی تو سید علی کے جہازات صاف زعفر سے چکر لگ آئے، لیکن ہوا کی لہجہ نے ترک بیڑہ کا بڑا حصہ شرکت جنگ سے الگ رکھا گیا تھا اور صرف پندرہ جہاز روسیوں کے مکمل بیڑہ کا مقابلہ کر رہی تھے اسی واسطے ترکوں کو زائد نقصان پہنچا مگر روسیوں کا خسارہ بھی ان سے کسی طرح کم نہیں تھا شام ہونے پر دونوں بیڑے جدا ہوئے اور ہر ایک نے اپنے بیکار خندہ جہازوں کو ساحل پر لا ڈالا تمام رات میں جہاں تک ہو سکا انکی ضروری مرمت کرنی اور دوسرے دن پھر لڑائی کا بیڑہ کیا گیا تو بطرونہ سید علی پاشا نے اپنے جہازوں کی خرابی کے باعث شرکت جنگ سے انکار کر کے استنبول کی طرف رخ کیا۔ کپتان پاشا سے روکنے کو چلا لیکن وہ نکل گیا اور لڑتے نہ آیا غنیم نے ترک بیڑہ میں اختلاف پڑنے کا تماشا دیکھا تو اپنی کامیابی کا عقین کر کے وہ ایک محفوظ رہ کے نزدیک چلے گئے تاکہ اپنے بیڑہ کے ضرر رسیدہ جہازوں کی قرار واقعی مرمت اور صلاح کر کے پھر مقابلہ کریں۔ یہاں انہوں نے ان غلیوں جہازوں کو بڑا یا جو کسی طرح قابل جنگ نہیں رہ گئے، کپتان حسین پاشا نے اس عرصہ میں بہت زور مارا کہ روسیوں

پر کسی طرح ایک حملہ کر سکے لیکن ہوا کی مخالفت اسے مجبور کرتی رہی اور پھر وہ ہی استنبول کو واپس چلا۔ قسطنطنیہ میں بیڑا کی ناکامیاب واپسی پر ایسا جھگڑا پیدا کہ سلطان نے بیڑہ کے وڈانہ آبنائے پر روک رکھے جانے کا حکم صادر کیا اور کپتان حسین پاشا حاضر و بار ہوا تو اسے نہایت سخت لعنت طاعت کی کہ کیوں اس تباہ حالت کے ساتھ میرے پاس آیا؟

## برسی لڑائیاں اور معاہدہ یاش

وزیر اعظم یوسف پاشا نے اُن روسی فوجوں کے مقابلہ پر شکست اٹھائی جو بغداد کے صوبہ پر قابض تھیں اور اپنا بہت کچھ سامان جنگ غنیم کے لئے چھوڑ دیا تو سلطان نے اسے معزول کر کے مستلیمہ میں کنوڈا حسن پاشا کو وزیر اعظم مقرر کیا اور یہ وزیر فوجوں کو فراہم کرنے کے بعد غنیم سے قلعہ اسماعیل کے نزدیک مصر کے آتا ہوا۔ یہ روسی فوج جنرل پوٹمکن کی ہاشتی میں تھی، وزیر حسن پاشا نے جنرل پوٹمکن کو سخت شکست دی اور اس سے ترکوں کی پہلی شکست کا معاوضہ لے لیا۔ مگر اسی عرصہ میں دوسری روسی فوج آتی کرمان پہنچا اور ہو کر اسے فتح کر لینے میں کامیاب ہوئی اور دوسری جانب آسٹروی فوجوں نے بلغاریہ اور کئی ایک دیگر مقامات فتح کر لئے تو وزیر حسن پاشا بھی نالائق بنا کر الگ کر دیا گیا اور صدر اعظم کا منصب مشہور بحری افسر حسین پاشا الجزائر کی کو قلعہ یض ہوا۔ جس نے میدان جنگ میں جاتے

لے حسین پاشا اُن ترکی قبائل کی نسل سے تھا جو حدود ایران پر آباد ہو گئے ہیں، یہ جنگی قیدیوں کے گروہ میں قسطنطنیہ لایا گیا تھا اور بچپن سے مقام نفقہ و طاع میں ایک رئیس کے گھر پر درش پاکر جوان ہوا ہوش سنبھالنے کے بعد اسے دریائی سفر کا شوق ہو کر ایک تاجر کے جہاز پر ملازمت کرے اس ذریعے سے بلا مدخر کے صوبہ الجزائر میں پہنچا اور وہاں اسے کچھ ایسے جوہر جرات دکھائے کہ حاکم الجزائر اسے ہونہار ہونے کو تیار کیا اور اس نے اس کو اپنی خدمت میں لے لیا۔ پھر تو اس نے یہ فیضان ترقی کی اور چند روز کے عرصہ میں بندر گاہ الجزائر کا رئیس مقرر ہو گیا جو آئندہ بہت اہم اور عالی شان عہدہ تھا، پھر اس سے اور الجزائر کے بعض جہادروں سے کچھ ناچاقی ہو گئی اور وہ خوف جان اٹلان کو بہاگ گیا وہاں سے آستانہ علیہ پہنچا، یہاں آکر بحری فوج میں داخل ہوا اور ایسی کارگزاریاں کیں

ہی پہلے بندر داق کرمان اور دیگر مقامات کے سرداروں کو ملکی غفلت و لاپرواہی سے جنگ کرنے کی بابت معقول سزائیں دین اور غنیمت کو بکا میابی پیش قدمی سے روکا۔ مگر افسوس ہے کہ یہ

(تھیں) شاہ شہید صفحہ ۳۶۹) کہ امیر البحر کا اعلیٰ منصب حاصل کر سکا اور ارکان دولت اور سلطان سب کو اپنا گرویدہ بنالیا۔ جنگ چشمہ میں اس کی کامیابی اور پھر جزیرہ یمنی کا عجیب جرات کے ساتھ فتح کرنا اس کی ناموری میں چار چاند لگانے کا سبب ہوا اور آخر وزیر اعظم کے اعلیٰ عہدہ پر فائز ہوا۔ اس نے وزارت بحری کے دہہ کو اپنی ذات سے مشرف کر کے ترکی بحری قوت میں اس قدر ترقی کر دی کہ وہ پھر محمود اقران بگلی پہلے بحری صیغہ کے قوانین اور ہول بالکل مستغبط نہ تھے اس نے سزا و جزا کے قوانین تیار کئے اور باوجود اس کے کہ یہ کوئی بڑا تعلیم یافتہ اور بحری علوم و فنون کا ماہر نہ تھا اس نے بہت سی ایسی باتیں ایجاد کیں جو بعد میں دولِ یورپ کو بحری ترقی کی جانب رہبر ہوئیں۔ بحری مدارس اسی کی ایجاد سے تھے جہاں ساحلی مقاموں کے باشندے تعلیم پاتے تھے اور پھر ترکی بیڑوں کی عمدہ خدمت ادا کر سکتے تھے جنگی جہازوں کی بناوٹ میں ترقی کر نیک بنیادی پتھراسی عالی دماغ شخص نے رکھا جس پر کچ یورپ کی ترقی یافتہ قوم نے شاندار اور فلک فرما عمارت بنائی ہے۔ اپنی دیرنگانی اس نے بہت سو لائق بحری افسر پیدا کر دیے جو بعد میں حکومت عثمانیہ کے کام آتے رہے۔ بحری فوج کی خاص وردی تجویز کی اور اس فرقہ کے لئے ہر قسم کا ضروری سامان باقاعدہ طور پر بڑھو انتظام کے ساتھ ایک ہی صیغہ میں فراہم کر دیا۔ ایک انگریز بحری کاریگر کو دارالمنصافہ میں ملازم رکھ کر اس سے تجویز خود اس طرح کے جہازات بنوانے پر تیزی سے ساتھ پہنچنے کے علاوہ اندر اور باہر دونوں جانبوں سے دیکھتے ہیں سبک اور خوشنما نظر آتے تھے۔ ان جہازوں کے بادبان اس قدر ہلکے بنائے گئے کہ وہ بڑی آسانی کے ساتھ چڑھائے اور اتارے جاسکیں اور جنگی غلیوں جہازات کثرت تیار کیے یہاں تک کہ اپنی زمانہ میں چالیس ایسے جہاز تیار کر چکا تھا اور پورے ایک سو جہاز بنوانے کی منظوری ملی تھی تاکہ ان کے ذریعہ سے عثمانی ہلال کی بحری حفاظت کی جاسکے۔ بحری خدمت پر جن جن کرلیے مغربی، الجزائر، رومی، اور ترکی لوگوں کو ملازم رکھا تھا جنگی تجربات بہت وسیع تھے اور وہ کار کردہ بھی تھے پھر انہیں لوگوں سے نئے رنگ و نوں کو تعلیم دلوائی۔ ان لوگوں کو رائلٹن کیلئے اس نے ایک خاص چھاؤنی اور بارکیں تاسم پاشا کے محل میں بنوائی تھیں۔ پھر ہر ایک موسم چھ ماہ میں بیڑہ کو گشت کے لئے لے جایا کرتا تھا اور کامیابی واپس لاتا۔ ایک عرصہ تک

نامور بہادر اور ایسے نفیر مدبر یا یک دنیا سے چل بسا اور پھر وہی اہتری پھیل گئی جو اس کے تقرر سے پہلے تھی۔ اس کے بعد صدارت کا عہدہ حسن پاشا کو سونپ دیا گیا۔ اور اسی سال روسی حکومت اور گورنمنٹ سویڈن کے مابین صلح ہو گئی کیونکہ گشتاف سوم شاہ سویڈن نے روس کو ترکی سے مصروف جنگ ہوتے دیکھ کر خود ہی اُس سے اعلان جنگ کر دیا تھا اور روسی حکومت نے یہ سوچ کر کہ ایک ساتھ دو دشمنوں سے لڑنا خلاف مصلحت ہے اُس کے ساتھ سمجھوتہ کر لیا۔ ترکی حکومت نے ایک امداد کا وعدہ کرنے والے کو اس طرح اپنے قدح کی خیر ناکر الگ ہوتے دیکھا اور سمجھ لیا کہ اہل یورپ سے اُسے کوئی بھلائی کی توقع رکھنا سراسر جہالت ہے تو قہر درویش بر جان درویش، جس طرح بنا اپنے ہی بل بوتے پر کام کرنا شروع کیا اور روس و آسٹریا کے دو زبردست غنیوں کا مقابلہ کرنے کیلئے باوجود مفلسی اور اندرونی خرابیوں کے فوجیں جمع کرنی شروع کر دیں واقعی یہ وقت حکومت عثمانیہ کے لئے نہایت نازک تھا مگر حکومت اس کے لئے کھنچے غیب سے اُنکی بہبود کا یہ سلطان ہو گیا کہ شاہنشاہ جو ذات دوم فرمانروا آسٹریا مرگ ناگہانی کا شکار ہو گیا، اور اُس کے بعد اُسکا بھائی لیوپولڈ ڈیوک آف ٹوکانا فرمانروا آسٹریا بنے شاہنشاہ نے تخت پر قدم رکھتے ہی سب سے پہلے کارروائی یہ کی کہ اپنے پیشرو کی حکمت عملی سے روگردان ہو کر دولت عثمانیہ سے ۱۸۷۹ء میں بہت عجلت کے ساتھ صلح کر لی یہ صلح شہر زشتوہ میں کی گئی تھی اور باب عالی اس امر سے نہایت حیران نہا کہ فاتح فریق نے کیوں اُسپر اتنا کرم کیا ہے۔ لیوپولڈ نے نہ صرف صلح کی بلکہ صوبہ آرسوہ اور اُن مقاموں کے علاوہ جنگی عہد بندی دیا ہے جو تمام وہ علاقے جو اُس کی فوجوں نے فتح کر لئے تھے سب ترکی کو واپس بھی دیدئے اور محض شہر خوتین اُس مدت تک کے لئے اپنے قابو میں رکھا کہ دولت علیہ روسی حکومت سے بھی صلح کر لے۔ لیوپولڈ بیغرض ایسی صلح کیوں کر نہ لگا تھا مگر وہ جانتا تھا کہ ترکی ایک مشت استخوان ہے اس سے بھر بھی سمجھ لیا جاسکتا ہے سردت یورپ کے اہم ممالک میں اپنا فائدہ تلاش کرنا ضروری ہے کیونکہ اُن دنوں فرانس کا ملک اپنے بادشاہ لوئس شانزدہم کیلئے سولی تیار کر رہا تھا اور وہاں سخت تہلکہ مچا رہا تھا۔ اس واقعہ کے بعد یورپ نے روس و ترکی کے مابین بھی صلح کر دینے کی کوشش کی لیکن ناپرانیہ کی پھر اُن دوم

ایک بات ہمیں مانتی تھی اس نے جنگ جاری رکھی۔ جنرل سوارڈف نے بڑھکر ترکی علاقہ کا استحکم قلعہ آماخیل محاصرہ میں لیا۔ اس قلعہ میں تیس ہزار ترکی سپاہ موجود تھی۔ روسی سپاہ نے چاروں طرف سے شہر کا محاصرہ کر کے ملک اور سامان رسد کی آمد روک دی اور پھرجوم کر کے بزور شمشیر شہر میں داخل ہو گئے بیشتر تعداد کی ترکی سپاہ اس جنگ میں قتل ہو گئی اور ساتھ ہی روسیوں نے نہایت وحشیانہ طرز پر قتل عام کیا کہ تین شبانہ روز بڑے شہر کے باشندوں کو ذبح کیا۔ ترکی دار الخلافہ میں اس واقعہ کی خبر پہنچی تو وہاں بڑی بددلی پھیل گئی اور لوگوں نے وزیر اعظم مورسپہ سالار عساکر رو میلیا کو غفلت کا لازم ٹھہرا کر اس کے قتل کرنے پر زور دیا آخر وہ مقام شہنشاہ میں قتل کر دیا گیا اور یوسف پاشا دوسری مرتبہ وزارت کے عہدہ پر بلا دیا گیا۔

نئی فوجیں جمع کیں گئے اور سامان جنگ بھی فراہم ہوئے لگا۔ اب روسی دریائے ڈنیوب کو عبور کر کے رو میلیا میں آ گئے تھے اور ترکوں کو ہٹاتے ہوئے برابر بڑھتے آتے تھے۔ کہ یکایک یورپ کی تمام دست سلطنتیں انگلستان اور یروشیا متوسط بکر روسی حکومت پر صلح کیلئے دباؤ ڈالنے لگیں اور اس نے مجبوری درجہ صلح مان لی چنانچہ ۱۸۷۷ء مطابق ۱۸۷۶ء میں معاہدہ صلح تحریر ہو گیا اور یہ معاہدہ شہر تاشی "صلح" میں لکھا گیا تھا۔ اس کی شرطوں میں ضروری باتیں حسب ذیل تھیں :-

روسی حکومت اپنے مفتوحہ مقامات میں سے اوزی دیا۔ اوکراکوف، اور اس داغی کے جو بگ اور ڈینیسٹر کے دو دریاؤں کے مابین واقع ہے باقی تمام مقامات ترکی کو واپس دے اور ترکی حکومت ملک کی کیا، جزیرہ نماے طمان، صوبہ کیوبان، اور صوبہ بسارابیا، روس کو حوالہ کرے۔ اور یورپ کے خطہ میں آبائے ستہ دونوں حکومتوں کے علاقوں میں حد فاصل رہے۔ اور سلطان سلیم خاں سوم نے جو دہویں جاوی الما ولی ۱۸۷۷ء مطابق ۱۸۷۶ء جنوری ۱۸۷۶ء کو اس معاہدہ پر دستخط کئے +

### بحر ابيض متوسط میں ترکی بیڑہ :-

مذکورہ بالا لڑائیوں کے دوران میں ایک کجخت مفسد صوتیری نامی جو روسی حکومت کا

مسندہ انگیزی کے لئے ایجنٹ ہی تھا۔ جزیرہ نمائے موریا میں نہایت آذت برپا کر رہا تھا، روسیوں اور روسیوں کی مالی اعانت سے اس نے بارہ جنگی جہاز شہر ٹریسٹر میں بولائے تھے اور ان پر جہاز آر کی پیلیگو کے روسی باشندوں کو بطور جنگی سپاہ کے بھرتی کیا، اس نے اس بیڑہ پر مشہود بحری ڈاکو ابرو کو کمان افسر بنایا تھا اور اس طرح وہ بڑی بیباکی کے ساتھ عثمانی قلمرو کے ساحلی مقامات پر چھاپے مارنے میں سرگرم رہتا تھا۔ روسی حکومت سے مصالحت ہو چکی تو سلطان نے کوچکے سین پاشا قبودان عام کی ماتحتی میں ترکی بیڑہ اس شہر گروہ کی بجائنی کے لئے ارسال کیا اور کپتان مذکور نے مقام چالیجہ کے نزدیک لائبرو کے جہازوں کو پکڑ پایا مگر فہم نے مقابلہ نہیں کیا بلکہ وہ ترکی بیڑہ کو دیکھتو ہی ساحل کی طرف چلا گیا اور اپنے جہازات چٹاٹوں میں اچھا کر خود مع سپاہیوں کے جنگی میں اترتا ہوا بھاگ نکلا، کپتان پاشا نے تیز دستی سے کام لیکر کچھ لوگ گرفتار اور قتل کئے اور جہازوں کو جس قدر نکل سکے نکال کر باقی سب برباد کر ڈالے، اسکے بعد عثمانی بیڑہ جزیرہ موریا کے ساحلی مقامات میں جو ہنگامے برپا تھے انکو فرو کرتا رہا اور آخر کار اس ماتیہ کے نزدیک اس نے لائبرو کے جہازوں کا دوسرا بیڑہ بھی پایا، ترکوں نے ان سب جہازوں کو گرفتار کر لیا اور اس پر کے سپاہی جنگی میں نہیں اترنے دیے۔ چونکہ جزیرہ نمائے موریا کی شورشیں دیگر دول یورپ کو بھی نقصان پہنچا رہی تھیں اس لئے انہوں نے باب عالی سے صراحت کیا کہ جب قدر جلد ممکن ہو یہ آفت فرو کی جائے اور دولت علیہ نے بہت کچھ جدوجہد کے بعد بالآخر ان مقاموں میں جلد ترامن و امان قائم کر لیا۔

## اندرونی انتظامات

سلطان سلیم خان سوم نے تخت سلطنت پر قدم رکھتو ہی حکومت کے ابتر شدہ حال کی اصلاح اور اس میں جدید تمدن و ترقی کے اجزائے شامل کرنے پر کمر باندھی، اس نے دولت عثمانیہ کو گوشہ غفلت سے نکال کر مفید نئے طریقوں اور کارآمد خوبیوں کے میدان میں لا کھڑا کیا، اور یورپ کے اصول ترقی کو سلطنت عثمانیہ کے سنبھالنے میں استعمال کرنا چاہا۔ ظاہر ہے کہ یہ کام نہایت خطرناک اور دشوار تھا اور خاص کر ایسے ملک میں جیسے تمدن یورپ کا کوئی منظر ہی نہیں دکھایا

تھا۔ اسی وجہ سے وہ کچھ بھی نہ کر سکا بلکہ اس کی کوششوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ سلطنت سے معزول  
 ہوا۔ آخر میں قتل ہی کر دیا گیا۔ سب سے پہلا کام جو اس حکمران نے کیا وہ یہ تھا کہ رعایا کے  
 ساتھ شفقت و عنایت برقی اور ہر ایک جنگ میں انصاف و عدل کو عام کیا چنانچہ رعایا میں انکو  
 بہت ہر دلعزیزی حاصل ہوئی، رعایا ایک خوش اخلاق ستودہ منغات سلطان کو سخت سلطنت  
 پر جلوہ فرما دیکھ کر چھوٹے نہیں سماقی تھی اور اسکی ذات سے بہت کچھ آئندہ صلاح و فلاح کی متوقع  
 تھی۔ ماسٹر یا سے مصالحت ہوتے ہی اس نے کو چک حسین پاشا کو امیر البحر کے منصب پر مامور  
 کیا یہ شخص نہایت لائق اور شجری کار بھری افسر تھا، اکثر یورپ کے مونس اسکی مدح و ثنا کرتے ہیں  
 اور اس نے سب سے پہلا کام اپنی ماموری کے بعد یہ کیا کہ روس کے فتنہ پرداز کارندوں کو بحر  
 مجمع الجزائر و نمان اور بحیرہ ایضی متوسط کے اطراف سے نکال باہر کیا، پھر ان مقامات کے قلعوں  
 کو مستحکم اور مسلح کر کے وہاں کافی تعداد کی فوجیں مقرر کیں سامان حرب و ضرب بقدر ضرورت  
 ہر جگہ جمع کر دیا گیا، کئی ایک انجینیر سوئڈن اور فرانس کے ہوا کر جنگی بیڑہ کی تقویت اور درستی  
 پر توجہ مائل کی، مدرسہ بحری کی ترتیب بدلی، توپچیوں کی تعلیم پر فرانسیسی افسروں کو متعین کیا  
 بہت سی مستتر کتابیں فرانسیسی زبان سے ترجمہ کرائیں اور انہیں چھپوایا۔ یہ کتابیں جنگی اور  
 دیباختی علوم میں تھیں۔ ایک کتب خانہ خاص جنگی تصانیف کا قائم کیا جس میں چار سو فرانسیسی علم  
 ماہرین فن جنگ کی تصانیف موجود تھیں، فرانسیسی زبان کو بحری مدرسہ اور جنگی تعلیم گاہ  
 کے نصاب میں شامل کیا، بحری کارخانوں کے متعلق متعدد دعائیں بنوائیں، جدید وضع  
 کے جنگی جہازات بنائے گئے، گولوں کی وضع بدل کر دیے گئے استعمال کرنے شروع کئے  
 جیسے روس والے استعمال کرتے تھے۔ محکمہ بحری کے نئے اور خاص قوانین اور نظامات  
 مرتب کئے جو بہت باقاعدہ تھے، ہر ایک بڑے جہاز کا ایک خاص کپتان اور چھوٹی کشتیاں  
 کے جدا جدا افسر مقرر کئے جنگی معزولی بغیر کسی خطا کے عمل میں نہیں آسکتی تھی، افسروں  
 کی ترقی اور ان کے تقرر کی شرطیں مقرر کیں جس میں قدیم العزمت اور قابلیت ہونے کا لحاظ  
 ضروری تھا نیز انکی تنخواہوں میں اضافہ کیا۔ دارالصناعہ کی تقسیم کر کے کوئی حصہ گرام بنایا،  
 کسی منصوبہ میں آلات رکھے اور کسی میں کوئی کام ہونا متعین کیا۔ ہر حصہ کے ملازم اپنی کام

کے ذمہ دار تھے اور ایک کو دوسرے کے ساتھ کوئی سروکار نہ تھا، تقسیم خواہ اور  
راشن بانٹنے کا یہ اہتمام کیا کہ کم از کم ششماہی تنخواہیں یکسشت سب کو ملجایا کریں  
اور سپاہیوں کو یہ حق دیا کہ وہ چاہیں تو اپنے موزینوں کا کچھ حصہ اپنے کنبہ والوں کے  
واسطے خاص کر دیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ۱۲۸۷ھ کے آنے سے پہلے دولت علیہ کا جنگی  
بیڑہ نہایت طاقتور باقاعدہ اور مستحکم و عظیم الشان جہازوں پر مشتمل بن گیا جسکی توہیں  
سب نئے طرز کی محفیں اور ہر طرح کی مفید اصلاح اُسیں ہو چکی تھی۔

حکومت فرانس نے دولت عثمانیہ کو جنگی نو ایجاد وصول اپنی سپاہ میں داخل  
کرنیکا شائق دیکھا تو اُس کے سفیر میو ادیرڈی بائیٹ *M. de Bayet* *de France* نے  
نے استنبول آتے وقت بہت سے فرانسیسی کارنگار اور افسر و انجینیر وغیرہ فرانس  
سے ساتھ لے لئے اور انکو لاکر سلطان کی خدمت میں پیش کیا، سفیر مذکور جدید وضع  
کی توہیں مع انکی گاڑیوں کے بھی ساتھ لایا تھا اور کچھ فرانسیسی فوج ترکی سپاہ کو  
یورپین طرز جنگ کی تعلیم دلانے کیلئے۔ چنانچہ گورنرٹ عثمانیہ نے فرانسیسی استادوں  
کے ذریعہ سے آٹھ سو توپچیوں کی ایک فوج تیار کر لی اور ایک رسالہ سواروں کا بھی  
تیار کر لیا جو یورپین طرز کی جنگی قواعد سے ماہر تھا، اویسی گروہ نئی ترکی سپاہ کی پنج  
و دنیا دہنا جو ۱۲۸۷ھ میں بھرتی ہوئی اور انگلیز مصطفیٰ پاشا اُسکا کمان افسر تعین کیا  
گیا جو دراصل انگلستان کا باشندہ تھا۔ روسی حکومت ان باتوں کو حسد اور غصہ  
کی نگاہ سے دیکھ کر یہ فکر کر رہی تھی کہ کسی طرح یاقس کے معاہدہ میں ترمیم حاصل پڑے۔ سلطان  
اور وزیر اعظم تو ان صلاحوں میں مصروف تھے ادھر ایک نکھر ام افسر بازو نداوغلی عثمان  
آغامی نے بغاوت برپا کر دی اور بہت سے مفسد دل کو اپنا شریک بنا کر حاکم  
بودین پر حملہ کر کے یہ شہر فتح کر لیا آخر ۱۲۸۷ھ میں سلطان نے باغی کو چک  
حسین پاشا ایک فوج اس کی سرکوبی کے لئے ارمال کی اور طرفین میں کئی معرکے ہوئے  
کے بعد بالآخر قبودان حسین پاشا قلعہ یا سہ ہوا، مگر سلطان نے بازو نداوغلی کو  
معافی عطا کر کے اُسے بودین کا محافظ بنا دیا۔



اس کے بعد پھر سلطان جدید صلاحوں کو رواج دینے میں مصروف ہو گیا اور ہر جگہ میں نئے اصول داخل کرنے شروع کر دیے۔ لیکن صدر اعظم حافظ اسماعیل پاشا جو یوسف ضیا پاشا کے بعد وزیر مقرر ہوا تھا بظاہر ان تبدیلیوں کا حامی اور باطن ان سے سخت مخالفت رکھتا تھا اس لئے مخالف اصلاح فرقہ کی قوت بڑھ گئی اور ایڈریا نوبل کا وہ جھگڑا برپا ہوا جسکی تفصیل آگے چلکے بیان ہوگی۔ اس ہنگامہ کا سبب یہ ہوا کہ جو قوت حکومت علیہ نے یہ اصلاحات صوبہ رومیلیا میں ہی جاری کرنی چاہیں تو عبدالرحمن پاشا حاکم قونیہ کو جو قاضی کے نام سے مشہور تھا وہاں پہنچ کر بظاہر یہ حکم دیا کہ سردیا کے مفسدوں کی سرکوبی کرے اور درپردہ ہدایت کر دی کہ ان صلاحوں کو وہاں ہی نافذ کرنا رومیلیا کے امیروں اور غرض لوگوں کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو وہ متفق ہو کر ایڈریا نوبل میں جمع ہو گئے تاکہ اجراء اصلاحات کی روک تھام میں قوت اور زور سے کام لیں، سلطان نے یہ حال سنا تو عبدالرحمن پاشا کی واپسی کا حکم نافذ کر دیا۔ لیکن یہ سخت غلطی تھی کیونکہ گو اس وقت قندہ و بگیا تاہم آئندہ کیلئے مفسدوں کے حوصلے بڑھ گئے، اس کے بعد مفسدوں کی جماعت ہی پر آئندہ ہو کر اپنے اپنے مقام پر چلی گئی۔ اور یہ واقعہ ایڈریا نوبل کا دوسرا واقعہ مشہور ہوا +

## نپولین بونا پارٹ کا مصر پر حملہ آور ہونا

(۱۷۹۸ء)

فرانس کی جمہوری حکومت نے انگلستان کی ہندوستانی تجارت کا راستہ روکنے کیلئے مصر پر تسلط کرنا ضروری دیکھا تو اس نے اپنے نامور جنرل بونا پارٹ کو ہدایت کی کہ وہ خفیہ طور پر اس کارروائی کو انجام دے تاکہ انگلستان کو اسکی خبر نہ مل سکے، نپولین جو فرانسیسی پارلیمنٹ میں اس امر کا محرک ہوا تھا اپنے حسبِ مشا حکم پاکر سرانجام خدمت کے لئے فوراً آمادہ ہو گیا کیونکہ اس امر سے فرانس کو بہت بڑا فائدہ ہونے کی توقع تھی +

نپولین کو جنگی بیڑہ کی تیاری میں مصروف دیکھ کر ول یورپ کے کان کھڑے ہوئے کہ یہ بے عمل تیاری کیسی؟ آخر کہ ہر کی تیاریاں ہیں جو اتنا عظیم الشان بیڑہ تھا کیا چار ڈاٹے غرق ہو چکا تھا لگانے سے معلوم ہو گیا کہ جہازات پر عربی دان لوگوں کا متعین کیا جانا سر زمین مصر کی طرف فوج کشی پر دلالت کرتا ہے اور فرانس کے پرنسپل سفیر مقیم آستانہ کی حرکتیں اور یہی اس امر کی توثیق تھیں، دولت عثمانیہ نے اطلاع و اقصاء قبل از وقوع باہر کر دیا، پر عمل کر کے فرانس کی مخالف حکومتوں سے مدد لینے کی تدبیر کر لی اور جو وقت ۱۸۰۷ء میں فرانسیسی بیڑہ بندر گاہ طون سے نکلا تو اس نے سب سے پہلے جزیرہ مالٹا پر تسلط کیا، عثمانی کپتان شرت بک کریٹی جو چند ترکی جہازات کے ساتھ فرانسیسی بیڑہ کے حرکات و سکنات کی نگرانی پر مامور کیا گیا تھا باب عالی میں نپولین کی اس کارروائی کی اطلاع ارسال کی اور لکھا کہ نپولین کا مدعا اتنے بڑے جنگی بیڑہ سے صرف فتح مالٹا کا کام لینا ہی نہیں ہو سکتا مگر یہ کہ اس مقام کو رہستہ میں اپنی ایک چوکی بنا کر مصر پر حملہ کر دینا عزم کر رہا ہے۔ دولت عثمانیہ اُن دنوں نہایت پریشانی میں مبتلا تھی اندر دینی شورشیں ایک طرف اور یونان و سرویا کی خواہش خود مختاری دوسری طرف اس کے عجب باعث تردد و تہیہ ہی کہ حکام صوبہ جات ہی بگڑ چلے اور ول یورپ نے سمجھ لیا کہ بس اس قدر دولت عثمانیہ خدا نخواستہ فنا ہو جائیگی۔ انگلستان جو نپولین کے مصر پر حملہ آور ہونے کی زد میں آیا جاتا تھا اس نے دیکھا کہ فرانس اور سلطنت عثمانیہ کے قدیم روابط دوستی اگر منقطع ہو سکتے ہیں تو اسکی کوشش کا یہی وقت ہے اور اس نے اپنی کارروائی شروع کر دی، فرانسیسی سفیر مقیم آستانہ جب کانام میسوروفین ~~میسوروفین~~ تھا باب عالی کو کسی ایسے ذیہ سے قائل نہ بنا سکا کہ وہ انگلستان کی استمداد مسترد کر دے۔ اس لئے وزراء نے دولت نے فرانس کو اعلان جنگ دیدیا اور میسوروفین مذکورہ حسب مصلحت گرفتار ہو کر قلعہ یدای قلہ میں قید کر دیا گیا، ترکوں نے وہ تمام تجارتی گام اور دکانیں تباہ کر دیں جو مالک شام، اوڈنا خلیا میں فرانسیسی بھجروں سے پناہ کھیتے اور سب فرنیچہ تاجروں کو گرفتار کر لیا، اور جب انگلستان نے فرنیچہ بیڑہ کی روانگی معلوم کرے ہی اپنے نامور امیر الیگزینڈرس کی ماتحتی

میں چودہ جنگی جہازوں کا بیڑہ نیپولین کی حکمت کی نگرانی پر مامور کر دیا، نلسن نے دیکھا کہ فرامیسی بیڑہ نے مالٹا پر قبضہ کر لیا ہے تو اسے سخت تردد لاحق ہوا کیونکہ یہ مقام بحیرہ اضر متوسط میں بحری تجارت کا اہم مرکز اور بحید منورسی مقام ہے۔ دولت عثمانیہ نے اپنی قوتوں میں حکم بھیج دیا تھا کہ انگریزی بیڑہ کی رسد رسانی کا نہایت عمدہ انتظام کیا جائے اور جہاں جو چیز اسے مطلوب ہو فوراً بہم پہنچائی جائے۔ بارہویں ماہ عرم سال ۱۸۰۷ء کو ایڈمرل نلسن اپنا بیڑہ لے کر اسکندریہ میں پہنچ گیا اور وہاں فرامیسی بیڑہ موجود نہ پا کر اسکندریہ کے حکام کو ہدایت کی کہ وہ ہوشیار رہیں فرینچ بیڑہ مصر کو فتح کرنے کیلئے آرہا ہے اور اس تمہاری امداد کے لئے موجود ہوں، اسکندریہ کے حکام یہ سمجھے کہ انگریز آگاہ ہو گا دیتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے اسکی کوئی پرواہ نہیں کی، اسکے بعد ایڈمرل نلسن سواحل تلتن شام کی طرف فرینچ بیڑہ کی جستجو میں نکل گیا۔

مذکورہ بالا ہیئت کی سترہویں تاریخ کو فرینچ بیڑہ بھی بندرگاہ اسکندریہ میں آگیا، کپتان نیپولین جو عثمانی پورٹکیٹ کو زور کا افسر اور صری سواحل کی نگرانی پر مامور تھا اس بیڑہ کے قریب گیا۔ تو نیپولین نے اس سے کہا: میں یہاں کسی کو ضرر پہنچانے نہیں آیا ہوں بلکہ میرا مقصد مملکت ہندوستان کو فتح کر نیکا ہے اور اپنے دشمن انگریزوں کو وہاں سے نکلانے کا۔ میں مانتا ہوں کہ بذات خود میں تمام دنیا کا دشمن ہوں لیکن مجھ تو کوں کے ساتھ دلی محبت ہے۔ اور اسی واسطے میں تمکو سمجھاتا ہوں کہ خبردار میری روک تھام کا بیکار خیال کبھی نہ کرنا، عقل اس بات کو کب قبول کر سکتی ہے کہ تم چار سو جنگی جہازوں کے ذریعہ دست بیڑہ سے مقابلہ کر سکو گے۔ ترکی کپتان یہ بات سن کر دم بخود واپس چلا آیا اور اس نے نیپولین کو کوئی جواب نہیں دیا اسکی واپسی کے بعد نیپولین کو خبر ملی کہ اس سے تین دن پہلے یہاں انگریزی بیڑہ آیا تھا تو اس نے بہت جلد اپنی سپاہ جنگی پر آماریکا انتظام کیا، بندرگاہ اسکندریہ میں تو اس نے اس خوف سے قدم نہیں رکھا کہ شہر تلتنوں سے گولہ باری ہو سکتی تھی اور وہ طاقت پر آمادہ ہو جائیں اور رات کے وقت پانچ ہزار فرانسیسی فوج جنگی کشتیاں آمادہ کر کے شہر چھو کر دیا جہاں بہت ہی جلد دلی جہاز کے بعد اس نے تلتن سے نکل کر لیا۔

فرانسیسی بیڑہ تیس ہزار سپاہ کو بار کئے ہوئے یونینیں کھڑا رہے نہ یونین نے  
 شہر پر قابو پالینے کے بعد یہ حکم دیا کہ تمام چوٹے جہازوں کو بندرگاہ میں لے آئے اور بڑے  
 جہازات جنگا قیام گہرے پانی میں ہوتا ہے وہاں سے بیسن میل ہنگر بندرگاہ ابوقیر میں لنگر  
 رہیں پھر تمام فرانسیسی سپاہ جنگی میں آتا رہی اور شہر کو بخوبی مستحکم کر لیا گیا۔ فرانسیسی بیڑہ  
 نے بندرگاہ اسکندریہ میں داخل کیا تو وہاں ایک یونانی تجارتی جہاز بھی موجود تھا اور وہ جنگ  
 کی لپیٹ میں آ جانے کے خیال سے اپنا قیام نامناسب جہکے علیہا، دہلی میں جزیرہ رودس  
 کے نزدیک اس جہاز کو ایک ترکی جنگی جہاز نے دیکھ لیا جو اس عثمانی بیڑہ کا جہاز تھا جسے فرانس  
 نگرانی حرکات نہ یونین آستانہ علیہ سے بھیجا گیا تھا اور ترکی جہاز نے یونانی جہاز کے مسافروں  
 سے بندرگاہ اسکندریہ کی سرگزشت متحرک اپنے کمانیر کپتان کو اطلاع دی جس نے فوراً  
 آستانہ علیہ کو مفصل رپورٹ ارسال کی۔ اس زمانہ میں ترکی امیر البحر اور وزیر بحر کپتان حسین  
 پاشا ویتلیا کے باقی سرگتہ پاشا تان اولی کے ساتھ جنگ میں مصروف تھا اور شہر بودین کے  
 سامنے بڑا تھا۔ آستانہ علیہ میں فتح اسکندریہ کی خبر پہنچی تو وہاں سخت اضطراب پھیل گیا۔  
 ماہ ربیع الاول ۱۲۱۳ء کی پہلی تاریخ کو ایڈمرل نلسن دوبارہ بندرگاہ اسکندریہ میں واپس آیا  
 اور یہ معلوم کر کے کہ قسطنطنیہ بیڑہ علیج ابوقیر میں لنگر زن ہے اس طرف چلا۔ فرانس بیڑہ چودہ  
 غلیون جہازات اور چارہ پورٹیکٹ کو درجہ جہازوں سے مرکب تھا جو باہمتی وائس ایڈمرل ڈیئر  
 دے صوبہ صوبہ کے ہر طرح تیار کر رکھا تھا۔ ایڈمرل مذکور نے اپنے جہازوں کی صف بندی  
 اس طرح کر رکھی تھی کہ ہر ایک جہاز ایک ایک فرلانگ کے فاصلہ سے ایک ہی صف دو میل  
 تک پھیلا رکھی تھی اور جزیرہ ابوقیر کی طرف سب کا رخ تھا۔ نلسن اپنے بیڑہ کو اس کے قریب  
 لے گیا اور اپنی ساتہ کے بارہ غلیون اور دو پورٹیکٹ جہازوں کو بھی جنگی صف بندی کے ساتھ  
 اس طرح پھیلا دیا کہ ہر ایک انگلش جہاز غلیون کے ایک جہاز کے مقابل میں رہی پھر وہ خود اپنا جہاز  
 بڑا کر قسطنطنیہ امیر البحر کے نشان بردار جہاز کی طرف بڑھا جہاں نام "ادوریاٹ" تھا اور وہ  
 اسے انارہی کی قسم کا جہاز تھا، موشین نے اس جہاز کا نام "نفس دنیا" بھی رکھا ہے۔ فرانس  
 والوں نے دیکھا کہ انگلش بیڑہ نے بڑی جرات کے ساتھ اپنی صف بندی مکمل کر لی ہے تو

گھبرا گئے اور نہایت اضطراب کے عالم میں مخالف پر گولہ باری شروع کر دی دوسری طرف سے  
 یہی جواب میں توپوں کے منہ کھلے اور دو ہزار توپیں جانتین سے متواتر آگ اٹھنے لگیں، گرج  
 کی صدا سے آسمان ہلکا ہوتا تھا اور زمین کا کلبہ شق ہوتا جاتا تھا دو گھنٹہ کی کامل گولہ باری کے  
 بعد ایڈمرل نلسن کے سر میں خفیف سازخم آیا جس پر اس نے پٹی باندھ لی اور بیہوشی دور ہوتے  
 ہی پھر اپنی جگہ پر آجا۔ انگلش بیڑہ فنیٹ پر پیرہ دست ہو چلا تھا اور کئی ایک فریج جہاز اس نے  
 برباد کر دی تھے غروب آفتاب کے بعد آٹھ بجنے کے قریب فرانسیسی جہازوں میں آگ لگ  
 گئی اور سات کی تائیک، شعلوں کی روشنیوں میں دن سے بدل ہو گئی۔ فریج ایڈمرل برویس  
 جنگ شروع ہونے کے ایک ہی گھنٹہ بعد دو زخم کھا چکا تھا اور پھر جبکہ وہ کپتان کی سطح سے کوری  
 کی سطح پر اتر رہا تھا ایک انگریزی گولہ نے اس کے پورے دو ٹکڑے کر دیئے۔ اسی طرح دوسرا  
 فرانسیسی کمانیر افسر کا زہنیا کا *de la* نامی ہی کاری زخم کھا کر فوت  
 ہو گیا، انگریزی بیڑہ کی گولہ باری نے بہت سے فریج جہازوں کو سخت مضروب کر دیا تھا  
 انکے مستول ٹوٹ گئے تھے بادبان پارہ پارہ ہو گئے تھے غرضکہ ہر طرح کے شدید نقصانات پہنچ  
 تھے۔ فریج جہاز اوریان میں آگ لگ چکی تھی اور جب وہ بارود کے میگزین تک پہنچی تو ایک  
 ہولناک صدا کے ساتھ اس کے پُرزے بکھر گئے، نلسن نے اپنے ماتحت سپاہیوں کو حکم دیا  
 کہ فرانسیسی طاعون کبوتر ڈوب رہے ہیں بچانے کی کوشش کریں مگر باوجود کوشش کے  
 صرف چند آدمیوں کی جان بچائی جاسکی، اس لڑائی میں فرانس والوں کا بے حد و شمار نقصان  
 ہوا انگریزوں نے انکے نو غلیون جہاز گرفتار کر لئے، ایکس غلیون، دو فرقاطہ، اور چار جہاز  
 قریب وضع کے پہاگ کر محل گئے اور باقی بیڑہ بالکل تباہ ہو گیا۔ فریج بیڑہ کی بربادی اور  
 انگلش بیڑہ کا اسکندریہ پر محاصرہ قائم کرنا پہلیں اور اسکی ہمراہی سپاہ کو مصر میں معلوم  
 ہوا یعنی قاہرہ دار السلطنت مصر میں، تو اس پر نہایت اضطراب طاری ہوا۔ فرانسیسی افسروں  
 نے کپتان ادریس ترکی و فرقاطہ جہازوں کے افسر سے نہایت اصرار کیا کہ وہ اپنے جہازوں  
 پر فرانسیسی نشان اڑائے مگر اس نے نہیں مانا تو آخر کار اسپرین زور ڈالا کہ بندہ گاہ اسکندریہ  
 سے نکل جائے اور وہ مع تین ترک تہارتی جہازوں کے واپس سے چلا گیا۔ انگلش جنگی جہازوں

نے مصری سوجل کا محاصرہ کر کے فوجین کے پاس ملک اور رسد کا آنا بند کر دیا، اور پوئلین کو یہ فکر پڑ گئی کہ اب اسکا انجام کیا ہو نیا لاپس۔ نئی ملک نہ ملے گی تو اس حملہ کا فائدہ رائگان ہو جائیگا، اور سب سے زیادہ یہ فکر تھی کہ وہ مصر سے باعزت اور سلامتی کے ساتھ کیونکر نکل سکتا ہے۔

دولت علیہ کو فرانس والوں کی بربادی اور انکے بیڑہ کی تباہی کا علم ہوا تو اس نے ایڈمرل نلسن کو مبارکباد کہلا بھیجی اور پھر انگلش سفیر مقیم آستانہ نے واقعات جنگ ابی قیر کی مفصل رپورٹ پیش کی تو سلطان نے اسے حسب معمول ایک بیش قیمت سوکاپو ستین عطا کیا اور ایڈمرل نلسن کو جو اہرات کا کنٹھا بھیجا، نیز وہ ہزار ترکی پونڈ انگریزی بیڑہ کے سپاہیوں کو بطور انعام ارسال کئے۔ ایڈمرل نلسن کو عثمانی تحفہ ملا تو اس نے کتنے کنگے میں بھرتا اپنی تصویر کھینچوائی اور وہ تصویر بارگاہ سلطانی میں بطور یادگار پیش کی جو اب تک خزینہ عثمانی میں بحفاظت رکھی ہوئی ہے۔ انگلش بالتصویر اخبار گریفک نے بھی یہ تصویر اپنے سن ۱۸۸۰ء کے کسی ایڈیشن میں شائع کی ہے۔

ان لڑائیوں سے قبل جو وقت فرانس نے آسٹریا کی حکومت سے کامپوٹوریٹو معاہدہ ۱۸۰۹ء مطابق ۱۹ دسمبر منعقد کر کے بندقیہ (وینس) کی چھٹی حکومت کا خاتمہ کر دیا تھا تو اس نے بحریہ اور ایک کے ساتھ یونانی جزیرے اور پانچ دوسرے ساحلی مقامات پر تو نیرو، کوٹونیر، برگہ، ونیچہ، اور، پوٹرنیٹو، پر بھی تسلط کر لیا تھا اور آسٹریا کو بھی بناؤدہ کے بعض مالک ملگئے تھے، اس لئے جب فرانس والوں نے مصر پر تسلط کر لیا تو دولت عثمانیہ نے تہہ دلتی علی پاشا حاکم بانیہ کو حکم دیا کہ وہ مذکورہ بالا مقامات فرانس والوں سے چھین لے اور اس کو اس بددیانتی کا مزہ چکھا دے جو اس نے ترکی علاقہ مصر پر قبضہ کرنے سے ظاہر کی جو روسی اور انگلش سفیروں نے ہی فرانس پر حملہ کرنے کے بارہ میں دولت عثمانیہ سے موافقت

۱۸۰۹ء میں فرانس نے حکومت آسٹریا کے ساتھ وہ مشہور معاہدہ کیا جو چھوٹے درجے کے حکم پر ۱۸۰۹ء دریاے رین اور شہر یانس فرانس کو مع جزائر یونان کے ملکات اور باقی حصہ یعنی ملک ڈلماسیا وغیرہ بندقیہ کے علاقے آسٹریا کے حصہ میں آئے ۱۲

ظاہر کی اور اسکا ساتھ دینی پر تیار ہوئے، حکومت مینہ نے فوراً ایک ہلکا جگہ بیڑہ جو ترکی اور روسی جہازوں سے مرکب تھا رابطہ زادہ حسین پاشا روڈوسی کے ماتحت اسکندریہ کی طرف روانہ کیا تاکہ بندرگاہ اسکندریہ کے مختصر فریج، بیڑہ کا مقابلہ کرے اور اس سے پہلے دو فریقہ جہاز اس انگلش بیڑہ کی پہلڑی کے لڑ بھی روانہ کئے گئے جو اسکندریہ کے نزدیک موجود تھا۔ روسی بیڑہ ترکی بیڑہ کے ساتھ ملکر روانہ ہوا جس میں، سہ جہاز تھیں اور اسکے ترکی کمانیر قدرتی بک نے روسی ایڈمرل اور کافوف کے ساتھ یہ امر کو کر لیا تھا کہ وہ جزائر یونان میں جنگی حرکات کس طرح شروع کریں گے۔ اس مقدمہ بیڑہ نے بحر مجسم البحر اتر یونان میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے جزیرہ ہوقہ پر قبضہ کیا جسکے بعد جزائر زانٹہ، اور، کفالونیہ، کے باشندوں نے خود ہی اپنے یہاں کی فرانسیسی فوجوں کو گرفتار کر کے تپہ دلتی علی پاشا حاکم بانیہ کے سپرد کر دیا اور اس طرح دولت علیہ نے ان تینوں جزیروں پر بلا کسی مزید ہمدردی کے قبضہ پایا، پھر دونوں مقدمہ بیڑہ سے جزیرہ کورفو کی طرف گئے۔ اسی اثنا میں تپہ دلتی علی پاشا مقام دونیہ کو نزدیک فرانس والوں کو شکست دی جو اس کامیاب ہوا اور اس نے اپنے فرزند فوٹار بک کو بطحہ ہیراول دستہ کے چھ ہزار سواروں کی کمان دیکر آگے بڑھایا جسکے پیچھے خود پیدل سپاہ کی کمان کرتا ہوا چلا اور دونوں نے اس فرانسیسی سپاہ پر حملہ کیا جو مقام ہیرولہ کے گرد بیٹھی تھی اور اسکو شکست دیکر بہت سے فرانسیسی سپاہیوں کو مار گئی افسروں کے گرفتار کیا، سلطان نے اس کامیابی پر مطلع ہو کر چلی پاشا کو عہدہ وکالت عطا فرمایا اور وہاں بہر ترکوں نے بے درپہا پر پہنچنے، قومانچہ، اور پورے نیٹو اسکے قلعہ بات فتح کر لئے۔ صرف بائیس کا قلعہ چودہ سال تک مافقت کرتا رہا اور آخر وہ بھی ترکوں نے لڑی لیا، ترکی اور روسی مقدمہ بیڑہ نے جزیرہ کورفو پر بھی فتح کر لیا تھا اور اس طرح یہ تمام مقامات دولت علیہ کے قبضہ میں جمعیہ زمانہ سالوں واپس آگئے تھے، یونان کے ساتواں جزیرہ سے روسی اور ترکی دونوں حکومتوں کے زیر اثر رہتے اور انکی باہمت دونوں سلطنتوں میں ہا یکساں معاہدہ تحریر ہو گیا۔ مگر بعد میں جب ان جزیروں کے باشندوں نے صرف روسی حمایت میں اپنی کاسطالہ کیا تو دولت عثمانیہ نے اسے تہہ بیجا شہر و شہر وقت و سہات کو منظور کر کے انہیں سے اپنا قبضہ ہٹا لیا۔

## نپولین اعظم کا ملک شام پر بڑھنا

نپولین نے دیکھا کہ مصر میں اُس کے قبضہ کی حالت ٹھیک نہیں رہی تو اُس نے سوچا کہ ملک شام پر قبضہ کر لینا اس بلا سے خلاصی دلا سکیگا اور پھر مصر کو بھی دوبارہ قابو میں کر لینا آسان ہوگا کیونکہ یہ دونوں ملک ایک دوسرے سے متصل ہونے کے باعث ایسے واقع ہوئے ہیں کہ جو شخص ایک پر تسلط کرے وہ دوسرے کو بھی لے سکتا ہے۔ آخر وہ ماہ رمضان ۱۲۱۳ھ (۱۷۹۹ء) میں تیرہ ہزار سپاہ ہمراہ لیکر قاهرہ سے نکل پڑا اور پہلے عریش پھر غزہ پر بلا کسی قسم کی رٹائی کے قابض و متصرف ہو گیا، زال بعد اُس نے قاهرہ پر چڑھ ڈالا اور سات دن کے بعد اسے بھی فتح کر لیا، یہاں اُس نے دو ہزار ارنٹوئی ترک سپاہی گرفتار کئے جنہوں نے بڑی جوانمردی کے ساتھ فرانسیسی سپاہ کا مقابلہ کیا تھا اور نپولین نے ان سب کو گولیوں کا نشانہ بنا ڈالنے کا حکم دیا چنانچہ ایک ایک جماعت انکی شہر سے باہر لاکر قتل کی گئی۔ اس خون منظر کا تصور کر کے جو اس زمانہ کے جنگی توہین سے باطل الگ اور خلاف انسانیت ہے اُس زمانہ کی لڑائیوں کا طریقہ بخوبی سمجھ میں آ سکتا ہے اور معلوم ہو سکتا ہے کہ مہذب یورپ کے آغاز شباب کا کیا عالم تھا۔ پھر یافا سے نپولین نے شہر عکا پر پیش قدمی کی اور جنگی کی سمت سے اسکا محاصرہ کر کے قلعہ شکن توپوں کی مدد سے اس کے بہت سے برج منہدم کر ڈالے۔ اور سوچو توڑ دے۔ قریب تھا کہ فرانسیسی اس شہر پر تسلط کر لیں۔ کہ اسی اثنا میں دو انگریزی فرقاتم جہانات جو ساحل کی نگرانی اور گشت پر مامور تھے ایک فرانسیسی بار برداری جہاز کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہوئے جس پر بہت کچھ سامان جنگ بار تھا اور وہ سب شہر عکا کی محصور سپاہ کو پہنچا دیا گیا۔ اسلئے ترکی سپاہ کا بازو پھر قوی ہو گیا اور وہ غنیمت کا مقابلہ کرنے لگی۔ پھر اس واقعہ سے چند روز بعد فرانس والوں کے پاس تازہ ملک آگئی کہ وہ کوہ طابور کے نزدیک شاہی سپاہ کو شکست دینے میں کامیاب ہوئے اور عکا کی محصور سپاہ تک ملک اور سامان رسد پہنچانیکا رستہ بکروک سکے، زال بعد نپولین نے عکا پر پہلے درپے حملہ کرنے شروع کر دیئے اور



آخر وہ شہر میں داخل ہو گیا لیکن ترکی سپاہ نے اس پامردی کے ساتھ مقابلہ کیا کہ  
 فرانس والوں کو اپنی تمام قوانین اور سامان جنگ چھوڑ کر پسپا ہوتے ہی بن آئی۔ اسی عرصہ  
 میں عثمانی بیڑہ ستر چاروں کا باہمتی مرابطہ زادہ حسین پاشا بارہ ہزار ترکی نظام سپاہ لیکر  
 آگیا اور عکا والوں کو کمک پہنچادی پھر قوتازہ دم شجاعان ترک نے نپولین کی سپاہ کو  
 اس قدر دبا یا کہ وہ ہٹتے ہٹتے اپنے مورچوں میں گھس گئی۔ اس محاصرہ میں اہل فرانس نے  
 اٹھ مرتبہ شہر پر قبضہ کیا تھا اور ترکوں نے ان پر تیرہ حملے کئے جن میں دونوں طرف کی سپاہ نے  
 نہایت دلیری اور جرأت کا ثبوت دیا تھا آخر کار نپولین شکست کھا کر مع اپنی فوجوں کے  
 عریض کی طرف پسپا ہو گیا۔ اس نے شہر عکا کے محاصرہ میں اپنی دس ہزار سپاہ ضائع  
 کی تھی، اور ترکی سپاہ نے حدود مصر تک نپولین کا تعاقب کیا۔ اسکے بعد سلطنت عثمانیہ  
 نے ایک تازہ فوج دس ہزار سپاہیوں کی باہمتی کوسہ مصطفیٰ پاشا مصر کی طرف خشکی  
 کے راستہ سے ارسال کی اور اسی کے ساتھ ترکی بیڑہ خلیج ابوتیر کی طرف ارسال کیا گیا جہاں  
 ترکی سپاہ نے خشکی میں کل کر قلعہ پر تسلط کر لیا۔ نپولین اعظم یہ خبر سنکر خود بذات خاص  
 ترکوں کے مقابلہ پر آیا، اور اپنی سواروں کی فوج سے ان پر حملہ آور ہوا، یہ ناگہانی حملہ  
 ترکوں کے لئے سخت مضر پڑا کیونکہ گوانکی پاس سپاہیوں کی کچی اور توپوں کی قلت  
 نہ تھی اور ان کے توپچی بھی بہت اچھے اور ماہر فن تھے لیکن سواروں کی فوج نہ ہونے سے  
 غنیم کا برابر سے مقابلہ کر سکا دشوار تھا۔ مصطفیٰ پاشا یہ حالت دیکھ کر سوچو لگا کہ کیا کرنا چاہئے  
 آخر اس نے یہ تجویز نکالی کہ اپنے کپ کے گود خندق کھدوا کر فرانسیسی سواروں کے  
 اچانک حملہ کا انصاف کر دے، نپولین نے حملوں کا تار باندھ دیا تھا مگر سرحد مصطفیٰ پاشا  
 بھی بڑی مستعدی اور استقلال کے ساتھ اس کی مداخلت پر اڑا اڑا اور ترکی بیڑہ کی  
 گولہ باری بھی اس کی مدد کرتی رہی چنانچہ نپولین پسپا ہونے مجبور ہوا اور ترکی سپاہ  
 اس کے تعاقب میں خندق عبور کر کے بڑھی لیکن کمان افسر کے زخمی ہو جانے سے انکی  
 جنگی ترتیب میں فرق آگیا تھا اس لئے سب نپولین انکی حالت سے مطلع ہو کر دوبارہ پلٹ  
 پڑا اور ترکوں نے ہزیمت اٹھائی اور فرانسیسی سواروں نے ترکی کپ پر قبضہ کر کے زخمی



اسکندریہ میں قلعہ بند ہونے کے ارادہ سے چلا گیا اور انگریزوں نے ابی قیر کا بند کٹا دیا جو سمندر کو مصری سرزمین کے برباد کرنے سے روک رہا تھا۔ بند کا کٹنا تھا کہ تمام شہر کے گرد پانی پھیل گیا اور جنرل منو شہر اسکندریہ میں محصور ہو کر رہ گیا۔ یہ جنرل منو جنرل کلیئر کی وفات کے بعد مصر میں نپولین کا وکیل مقرر ہوا تھا اور کلیئر کو سلیمان طبعی نامی ایک مسلمان شخص نے قتل کر دیا تھا \*

اس کے بعد عثمانی اور انگریزی متحدہ فوجیں قاہرہ کی طرف بڑھیں اور محاصرہ کے بعد پندرہ شہر شہر میں گھس گھس گئیں، فرانسیسی جنرل بلیار اور اسکی ماتحت فوج نے مدافعت میں کمی نہیں کی لیکن جب اس نے دیکھا کہ اسکی کمک وغیرہ کچھ نہیں آتی تو آخر وہ شہر حوالہ کر دینے کی شرطیں پیش کر کے وہاں سے نکل گیا اور اس طرح قاہرہ کی فرانسیسی فوج مقام رشیدیہ سے جہازوں پر سوار کر کے وطن کی طرف روانہ کر دی گئی، جنرل منو کچھ دنوں تک مقابلہ کرتا رہا لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ اسے یہی صلح کرتے ہی بنی اور اس نے (۱۸۰۲ء) ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ کو انگریزی امیر البحر کیٹ *Keitt* اور ترکی وزیر اعظم توفیق پاشا سے صلح کرنے کے بعد انگلش جہازوں پر فرانس کا رخ کیا۔ فرانسیسی فوج مصر سے نکلی ہے تو روفی اور اپنی پر سختی پر آنسو بہاتی جاتی تھی۔ انکے جانے کے بعد انگریزی سپاہ ایک سال تک بندرگاہ اسکندریہ میں مقیم رہی گویا کہ فرانسیسیوں کے اس قدر جلد مصر سے نکال دینے کے بعد ترکی حکومت کی کمزوری اور مصری سرزمین کی آبادی اور قوتل دیکھ کر انکے منہ میں پانی بھرا یا تھا اور وہ بجائے فرانس کے مصر کو اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتے تھے۔ مگر فرانس دلے جو انگلستان کے ہاتھ سے تازہ زخم کھل چکا تھا اس حالت کو کب دیکھ سکتے تو انہوں نے فوراً سیاسی گفتگو کا سلسلہ ترکی اور انگلستان دونوں سے آغاز کر دیا اور آخر انگریزی سپاہ کو مصر سے نکلوا کر دم لیا۔ اگرچہ (۱۸۰۳ء) صفر ۱۲۱۸ھ کو انگلش فوج نے مصر کی سرزمین سے قدم نکال لیا۔ تاہم انکے دل میں مصر کے قبضہ کا خیال باقی رہا اور پھر وہ موقع سے یہاں آنے کے منتظر رہے۔ نپولین اعظم نے ان واقعات کے بعد ازلان پاشا نامی سے صلح کر لی اور پھر بدستور سابق دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی کوشش

کی تاکہ یہ دوستی بوقت ضرورت کام آئے اور یہ امر انگلستان فرانس میں باہم عداوت پڑ جانے کا سبب ہو، کیونکہ انگریزوں کی حکمت عملی ترکی اور فرانس میں مناقشہ قائم رہنے کی خواہاں تھی اور اسکی وجہ یہ تھی کہ بونا پارٹ کے وہ پولیٹکل منصوبے تھے جو اُس نے انگلستان کی ضرر رسانی کے متعلق باندھے تھے۔

## وہابیوں کی شورش

جن دنوں دولت علیہ مصر کی انجمن میں مبتلا تھی انہیں دنوں ملک عرب کی علاقہ نجد میں جنبلی مذہب کے عالموں میں سے ایک شخص جو شیخ نجدی کے لقب سے مشہور اور محمد عبدالوہاب نام رکھتا تھا بڑی زبردست شورش کا بانی تھا۔ یہ شخص مشرقی علاقہ کے قبیلہ بنی تیمم کا ایک فرد تھا، اسکی ولادت ۱۱۲۰ھ میں ہوئی تھی ابتدائی عمر میں مدینہ منورہ میں طالب علمی کرتا رہا تھا اسکا باپ نہایت نیک چلن آدمی اور زبردست عالم تھا اور اسی طرح اسکا بڑا بھائی شیخ سلیمان بھی علم و کمال کی صفات سے متصف تھا، عبدالوہاب کا باپ اور اسکا بھائی دونوں اُس کی حالت اور اُس کے رنگ ڈھنگ دیکھ کر خیال کرتے تھے کہ یہ جو نہا۔ رنوجوان کسی زمانہ میں بڑی عزت و شہرت حاصل کریگا۔ کیونکہ ابتدا ہی سے عبدالوہاب کے اقوال و افعال اور اسکا ہیبت و دینی مسائل میں معاصرین اور سلف کے خلاف رائے رکھنا یہ باتیں مولوی دلی و داغ کے آہی کا کام نہیں تھیں۔ اسکی خود رانی کی وجہ سے اکثر باپ و بھائی اُسے ملامت بھی کیا کرتے اور لوگوں کو اُس کی باتوں پر کان نہ رکھنے سے مانع آتے مگر نہ اکا کرنا ایسا ہوتا کہ باپ و بھائی نے عبدالوہاب کی نسبت جو رائے قائم کی تھی وہ بالکل صحیح تھی کیونکہ عبدالوہاب نے اپنا دنیا مشرب چمکے بہت سے لوگوں میں پھیلا کر آخر سر اٹھایا اور ائمہ دین کے اقوال کی سخت مخالفت کرنے لگا اُس کے شاگردوں میں بھی نئی سنت کی روح ابھرنے لگی تھی کہ وہ اُس کی ہر بات کو بلا تامل عمل میں لانے کیلئے تیار تھے۔ عبدالوہاب نے اپنا تہذیب و تمدن اسلامی اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ کی زیارت

اور اُن سے وسیلہ چاہتے کا بھی منکر تھا، اُس نے بہت سی حدیثوں اور آیتوں کے نئے  
 معنی اپنی جانب سے تراش لئے تھے جو اقوال سلف کے باطل خلاف تھے، پھر اُس نے  
 علماء حرمین کے عقائد پر بھی متزلزل کر دیا اور اپنے شاگردوں کو اس غرض سے روانہ  
 کیا کہ وہ اُن سے بچنا کہہ کر کے خواہ مخواہ اُنکے دل میں شکوک پیدا کریں اور انہیں اپنے رستہ  
 پر لانے کی کوشش کریں، حرمین کے علماء نے اُن لوگوں کے قول رد کر دیے اور انہیں  
 کفر کا فتویٰ صادر کیا، پھر کیا تھا عبدالوہاب کی قوت و سرعت بڑھ چلی اور اُس کے چیلوں  
 نے ہنگامہ آرائی شروع کر دی، عبدالوہاب نے امیر مکہ شریف غالب بن مساعد ابن سعد  
 بن زید پر (سنة ۱۱۰۰ھ میں) فوج کشی بھی کر دی اور طرفین سے کشت و خون کا بازار گرم  
 ہو گیا، دہائیوں کا فتنہ لاکھسین میں بھی پہل گیا اور اب اُنکی طاقت روزانہ بڑھتے بڑھتے اس  
 درجہ پر پہنچ گئی کہ سنہ ۱۱۰۰ھ میں انہوں نے طائف پر چڑھائی کر دی اور اُس پر قابض ہو کر  
 قتل عام مچا دیا، پھر حج کے بعد شہر مکہ پر بھی تسلط کر لیا۔ شریف مکہ پسا ہو کر جدہ چلا گیا،  
 پھر وہاں یوں نے جدہ پر بھی فوج کشی کی لیکن وہاں توپوں کی گولہ باری نے انہیں کاٹنا  
 نہونے دیا، ترکی فوجیں مدت تک اس باغی گروہ سے لڑتی رہیں، حج کا رستہ بند  
 ہو گیا اور سنہ ۱۱۰۲ھ سے ملک عرب میں ہر طرف اسی شورش کا جلوہ نظر آنے لگا، وہابیوں کا  
 زور کسی طرح گھٹتا ہی نہ تھا، یہاں تک کہ آخر کار سلطان محمود خان دوم کے عہد میں محمد علی  
 پاشا اعظم گورنر مصر نے اس گروہ کا بالکل قلع قمع کر پایا اور دنیا کو اس شریر جماعت کے  
 فساد سے نجات مل گئی، اسکے مفصل حالات تاریخ مصر میں بیان ہو گئے۔

### اس زمانہ میں بحری قوت کی حالت

شہور بحری افسر کپتان حسین پاشا الجزائر کے فوت ہونے کی وقت ۱۲۱۸ھ میں  
 دولت علیہ کی بحری قوت حسب ذیل تھی :-

اوج انباری وضع کے تین جہاز جینیفری جہاز ایک سو توپیں چڑھی ہوئی تھیں، بیس  
 غلیون جنگی جہاز جینیفری جہاز ستر سے لیکر نوے توپوں تک چڑھائی گئی تھیں۔ بیس فریگٹ

ہر ایک پر پچاس یا ساٹھ توہیں۔ اور پندرہ جہاز فرویت وضع کے تھے +  
 حسین پاشا مرحوم کے بعد قیودان عام کا منصب محمد قدری پاشا کو ملا یہ افسر بحری فوجوں اور  
 مدارس نے تعلیم پاکر نکلا تھا اگر اسکا طرز عمل بہت خراب ثابت ہوا۔ خصوصاً جبکہ ۱۲۱۹ء میں  
 اسکو شہر حکما جا کر وہاں کا فساد مٹانے کے لئے حکم ملا تو اسکی نالائقی کا راز بالکل شست ادا ہوا  
 ہو گیا اور سلطان نے اسکو فوراً معزول کر کے حافظ اسماعیل پاشا کو وزیر بحر مقرر فرمایا +

## جنگ روس اور استنبول پر انگریزی بیڑہ کی

### چڑھائی

۱۲۲۱ء نپولین بونا پارٹ نے ہزل سبستیان کو جدید فرانسیسی سفیر مقرر کر کے  
 آستانہ علیہ کی طرف روانہ کرتے ہوئے اس امر کی ہدایت کر دی کہ جہاں تک ممکن ہو  
 دولت عثمانیہ اور حکومت فرانس کے دوستانہ تعلقات بدستور سابق قائم کرنے کی کوشش  
 کرے چنانچہ اس سفیر کی خوش تدبیری اور کچھ خود دولت عثمانیہ کی دلی خواہش نے مل ملا کر  
 فرانس و ترکی کے قدیم دوستانہ رابطے از سر نو مستحکم کر دیے، اسی اثنا میں سلطنت عثمانیہ  
 نے افلاق اور بغداد (دالیسٹیا) اور مالطیویا کے گورنروں کو اس خیال سے معزول  
 کر دیا کہ وہ دونوں روسی سازشوں کے حامی تھے اور بجائے اُنکے اپنے معتمد اور مخلص  
 لوگوں کا تقرر کیا، روسی حکومت کو ترکی کی اس کارروائی سے سخت غصہ آگیا اور اس نے  
 خیال کیا کہ یہ سب امور ترکی اور فرانس کی دوستی کے نتائج ہیں چنانچہ روسی حکومت  
 نے بغیر اسکے کہ اشتہار جنگ دے فوراً ویشیا اور مالطیویا کے دونوں ترکی صوبوں پر  
 قبضہ کر لیا اور کہا کہ یہاں کے سابق حکام کا معزول ہونا اسکی حکمت عملی کیلئے مضر ہے لہذا وہ ترکی  
 کے اس فیصلہ پر راضی نہیں ہو سکتا۔ سلطنت عثمانیہ کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو روس کی  
 گستاخانہ حرکت سے آزدہ ہو کر اس نے بھی فوراً باقاعدہ اعلان جنگ کر دیا۔ انگریزوں  
 کا خیال تھا کہ انکا زبردست اور جانی دشمن نپولین اعظم اگر کسی یورپین سلطنت سے دب سکتا







اُس کی تمام جائداد ضبط کر لی اور دوسرے افسر کو بھی جو قلعہ کا محافظ تھا قتل کی سزا دی۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا کیونکہ انگریزی بیڑہ شہر کے سامنے کھڑا ہوا گو کہ باری کی دہکی دے رہا تھا۔ اور انگلش ایڈمرل ڈیوک ورتہہ نے حسبِ فیصلہ اعلان جنگ ۱۷۴۷ء گھنٹوں کی مہلت کا باغی میں پہنچ کر جواب کا مطالبہ شروع کر دیا تھا۔

جنرل سبستان فرانسسیسی سفیر کو ابھی آستانہ علیہ سے نکال دیا جائے۔ باب عالی میں انگلستان سے معاہدہ اتحاد کر لے۔ اپنے تمام جنگی جہازات انگلش حکومت کو تفویض کر دو جو اختتام جنگ تک اُس کے پاس رہیں گے اور آبنائے ڈارڈنلز کے استحکامات پر بھی انگریزی قبضہ رہیگا۔ روس کو اقلات اور بغداد کے دونوں صوبے واپس کر دئے جائیں۔ اور فرانس سے اعلان جنگ کر دیا جائے۔ ترکی و زیروں نے فوراً مجلس مشورت منعقد کر کے انگلش سفیر کو نامنظری شرائط کا جواب پہنچایا اور مدافعت کی تیاری شروع کر دی۔ فرینچ سفیر جنرل سبستان کو شہر کے استحکام و حفاظت کا اہتم مقرر کیا گیا، شہر کے باشندے دُڑاے دولت اور خود سلطان سب کو ایکساں جوش سے غنیم کی بیجا گستاخی پر بغیرت آگئی تھی اور وہ تیار تھے کہ آخری دم تک شہر کی حفاظت کریں گے مگر غنیم کے سخت مطالبات کہیں نہ مانتے رات دن شہر کی فیصلوں پر سامانِ مدافعت چڑھانے کا کام بسرعت تمام جا رہی تھا۔ دُڑاے ملکات تو ہر ایک مورچہ پر نگرانی کرتے پہرتے ہی رہتے تھے لیکن خود سلطان سلیم خاں سوم بھی بنفس نفیس ہر روز ایک مرتبہ جملہ موقعوں کا معائنہ کرتا، پانچ دیکے قلیل عرصہ میں شہر کو ہر طرح مستحکم اور مدافعت کے قابل بنالیا گیا اور تمام برجوں پر بارہ سو توپیں چڑھا دی گئیں۔ اور ہر توپ تیار یاں ہو رہی تھیں دوسری جانب دائرہ خاصہ کے داروغہ دربانانِ سید علی باک الجزائر نے سلطان سے عرض کی کہ اگر اُسے ترکی بیڑہ کی کمان پر مامور کیا جائے تو وہ اپنی بحری وسیع معلومات سے کام لیکر غنیم کے بیڑہ کو نیچا دکھا سکیگا، سلطان اُنکی دلیل پر گفتگو نہ کر بہت خوش ہوا اور اُسے تلخ آستانہ میں ایستادہ بیڑہ کا امیر البحر و کمان افسر متین کر دیا جو پیشِ مختلف قدر و قامت اور شکل و وضع کے جنگی جہازوں سے مرکب تھا، چونکہ انگریزوں کی گستاخانہ حرکت سے تمام ترکی رعایا اور اہل شہر حیدرہ برفروختہ تھے لہذا ایک ہی دن میں سات

ہزار پانچ سو شخصوں نے بحری فوج میں شریک ہونے کی درخواست کی اور ان کے نام درج رجسٹر کے انہیں جہانوں پر مامور کر دیا گیا۔ دولت علیہ نے اسی آئنا میں فریج انجیروں کی امداد سے آبنائے ڈارڈنلے کے قلعوں کی بھی درستی اور مضبوطی مکمل کر لی تھی ترکی رعایا کا جوش اس قدر بڑھ گیا تھا کہ ہر سمت سے جوق و جوق آدمی شہر میں آتے جاتے تھے اور بہت عظیم الشان جمیعت فراہم ہو گئی تھی کچھ لوگ جزیروں میں جو شہر سے قریب تھے اس غرض سے چلے گئے کہ وہاں انگریزی کشتیوں کو جو میٹھا پانی لینے آتی ہیں روکنے اور گرفتار کرنے کی تدبیر کریں اور ان لوگوں کو کامیابی بھی ہوئی چنانچہ انہوں نے انگریز ایڈمرل کے بیٹے کو گرفتار کر لیا۔ اور جب ان لوگوں کو سلطان نے انعام سے سرفراز کیا تو ادھر بھی بہت سے ماہی گیروں نے موقع پا کر انگریزی رسد رسانی کی کشتیوں کو ضرر پہنچایا لیکن وہ اس ارادہ میں کامیاب نہ ہو سکے کہ انگریزی بیڑہ والوں کو جزیرہ قنالی سے پانی نہ لینے دیں۔ نئے ترکی امیر البحر نے ارادہ کیا کہ وہ غنیمت کے بیڑہ پر حملہ آور ہو تو ماتحت تجربہ کار افسروں نے اسے منع کیا اور کہا کہ ہماری فوج بالکل نئی اور نا تجربہ کار۔ انگریزی بحری سپاہ کا کسی طرح مقابلہ نہیں کر سکتی جسکو فنون جنگ میں اعلیٰ درجہ کی مشق و ہمارت ہے اسلئے ہمیں خود حملہ کرنا کچھ بھی مفید نہ ہوگا۔ ہاں بد فقت کیلئے تیار رہنا چاہئے اور یہی صورت احسن ہے۔ انگریزی بیڑہ اتنی جلد تیار یاں ہونے دیکھ کر خیال کیا کہ وہ زیادہ توقف کریگا تو اپنے تئیں سخت خطرہ میں مبتلا کر دیگا۔ اور یہ ناممکن ہے کہ حکومت عثمانیہ اس کے مطالبات ماننے پر راضی ہو سکے۔ وہ بہت جلد جان بچا کر بھاگ جانے کو فینیت سمجھا چنانچہ وہ ماہی البحر سنہ کی ٹاپیوں تاریخ اتوار کے دن آستانہ کے قریب سے روانہ ہوا اور بندرگاہ کلیسولی کے نزدیک دو دن ٹھیر کر وہ دونوں ترکی جہازات جو اگلی جنگ میں گرفتار کئے ہو چھوڑا ہوا آبنائے سے باہر نکل گیا۔ راستہ میں سوہل آبنائے کے جدید مویچوں نے گولہ باری کر کے غنیم کے بیڑہ کو بہت نقصان پہنچایا اس کے دو قریبیت وضع کے جنگی جہاز غرق کر دیے اور کچھ سو کے قریب سپاہیوں کو ہلاک کیا آخر حیب انگلش بیڑہ ان آفتوں کو چھیل کر جزیرہ بوغیہ آٹھ کے نزدیک پہنچا تو وہاں اپنے نقصانات کی تلافی کرنیکا ارادہ کیا اور اس جزیرہ

پر تسلط کے جہازوں کی مرمت اور زخمیوں کی مرہم پٹی کا اہتمام کرنے لگا۔ اب روسی بھی جاتحتی ایڈمرل سینا دین سندھ سندھ یہاں آگیا تھا اور اس نے انگلش بیڑہ کو اپنی ساتھ لیکر دوبارہ آبنائے میں داخل ہونیکا غم کیا لیکن انگریزی ایڈمرل نے روسی ایڈمرل کو روک دیا اور کہا کہ اب آبنائے میں جانا اپنے پیروں موت کے منہ میں جا پہنچا ہے، بس بہتر یہی ہے کہ اس جزیرہ میں پٹے ہوئے ترکی تجارتی جہازوں کو گرفتار کرتے رہو۔

مذکورہ بالا واقعات کو پڑھ کر غالباً اسباب کا سچے دل سے اعتراف کیا جائیگا کہ ترکوں نے اس موقع پر اپنا نام اور اپنی عزت و عظمت قائم رکھنے کیلئے لاثانی جرات سے کام لیا اور نہ انکی عظمت و شہرتی نے انہیں اغیار کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنا دیں میں کوئی کسر نہیں رہنے دی تھی۔ ترکی باقی ماندہ بیڑہ کا حملہ اور نہونا ہی بڑی مصیبت کی بات ہوئی تھی اسلئے کہ انگریزی بیڑہ کے زبردست جہازوں کا مقابلہ آن چھوٹے جہازوں کے ذریعہ سے سخت خطرناک ثابت ہوتا جنکی بحری سپاہ بھی نئی اور نام تجربہ کار تھی۔

## انگلش بیڑہ کی گولہ باری اسکندریہ پر

جسوقت انگریزی بیڑہ جزیرہ بوغیہ اطہ میں لنگر زن ہو کر ترکی تجارتی جہازوں کو گرفتار و غارت کر رہا تھا اور آبنائے ڈارڈنلز کو دھکی دیتا تھا، اسی زمانہ میں اسکو دوسری بات سوجھی یعنی وہ ماہ محرم ۱۲۲۲ھ میں یکایک مصر کی جانب چل دیا اور اسکی وجہ یہ ہوئی کہ انگریزوں کو اس حملہ میں ناکامی سے جو شرم لاحق ہوئی تھی اسکی کسر نکلنے کیلئے گورنٹ برطانیہ نے (۳۱) جہازوں کا جدید ملکی بیڑہ بھیج کر اس کے ایڈمرل کو شہر اسکندریہ پر قابو کر لینے کا حکم دیا تھا وچنانچہ یہ بیڑہ دسویں ماہ محرم ۱۲۲۲ھ کو اسکندریہ پہنچا اور وہاں کے قلعوں پر جو کچھ بھیجی تھی خراب و خستہ حالت میں ہو گولہ باری کر کے جاتحتی جنرل فریزر سرحد صحت انگلش فوج خشکی پر تار دی جسے اسکندریہ پر تسلط کر لینے کے بعد چند روز ٹھیکہ آگے بڑھنے کا ارادہ کیا

اور مقام رشیدہ کی طرف قدم بڑھایا۔ رشیدہ کے محافظ افسر علی بک نے معلوم کیا کہ انگریزوں کی فوج اس کی جانب آرہی ہے تو وہ بھی باوجود قلیل تعداد فوج اپنے پاس رکھنے کی مقابلہ پر آمادہ ہو گیا اور اس نے شہر کے باشندوں کو جمع کر کے انہیں ہدایت کی کہ استقلال و پامردی سے کام لیں اور بالکل پوشیدہ ہو کر بیٹھ رہیں پھر جب انکو ایک اشارہ کیا جائے تو ایک دم سے دشمنوں پر ٹوٹ پڑیں، علی بک نے اپنی تجویز مکمل کر دی اور سارا شہر ایسا ویران ہو گیا کہ گویا ہمیں کوئی متنفس رہتا ہی نہ تھا، انگریز سپاہی بے دہرک اور بلا مزاحمت شہر میں داخل ہو کر تمام گلی کوچوں میں پہل گئے جو محض سنان پڑے تھے، وہ تو یہ سمجھے کہ شہر کے لوگ انکی آمد آمد سے ڈر کر بھاگ گئے ہیں اور یہ خبر نہ تھی کہ ہمارے سر پر قضا کھیل رہی ہے شیر کچھار کے اندر موجود ہیں ہم نے اندر قدم رکھا اور انکے پنجوں میں گرفتار ہوئے، خیر وہ لوگ یوں میدان خالی پا کر تھکن مٹانے اور رستہ چھل کرنے کیلئے ہر طرف بے ترتیب ہو کر پہل گئے کمزیر کھول دیں اور آرام کرنے کے لیے لیو بستر لگائے کہ کیا کایک عین غفلت کی حالت میں چاروں طرف سے اہل مصر کے غول انہر درندہ شیروں کی طرحے ٹوٹ پڑے اور قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا، انگریز سپاہیوں کے ایسے ہاتھ پیر بھولے کہ وہ سب چوکر دیاں بھول گئے اور مصری دلیروں نے تمام فوج کو قتل و اسیر کر لیا۔ جلد سامان حرب اور توپیں غنیمت میں حاصل کیں کچھ لوگ بمشکل جان بچا کر بھاگ سکے وہ اسکندریہ تک افتاں و خیراں پہنچے جس سے اس بربادی کی خبر اور لوگوں کو بھی ملی۔ گرفتار شدہ لوگوں کو مدار السلطنت قاہرہ کی طرف روانہ کیا گیا جہاں اہل مصر نے انگریز قیدیوں کو دیکھ کر نہایت مسرت ظاہر کی، انکے دل اس غیر متوقع کامیابی سے باغ باغ ہو گئے تھے اور محمد علی پاشا دہلی مصر نے فوراً فوجی قوت کے ساتھ مقام دستہ کی طرف کوچ کر دیا تاکہ اسکندریہ کو انگریزوں سے خالی کر لے۔

باب عالی کو اطلاع ملی کہ انگریزوں نے اسکندریہ پر تسلط کر لیا ہے تو اس نے انگلستان پر اعلان جنگ کر دیا مگر وقت یہ تھی کہ روسی بیڑہ آبنائے ڈارڈنلز کے دھانے پر راستہ رکھ کر اٹھتا اس لئے بری فوج دہلی کے راستہ سے بھی نہیں جاسکتی تھی۔ آخر مقام حمید کو

حاکم اور کینجہ یوسف پاشا گورنر شام دونوں کو حکم پہنچا گیا کہ وہ ملک شام سے مصر کو فوجی کمک ارسال کریں، مگر حقیقت محمد علی پاشا والی مصر کو کسی مدد کی ضرورت نہیں تھی خود اس کی ذاتی ہمت کافی تھی چنانچہ اس نے اسکندریہ کا محاصرہ کر لیا تو انگریزوں نے اپنے آپ میں قوت مقابلہ نہ پا کر صلح کی درخواست کی اور اس شرط پر کہ محمد علی پاشا انگریز قیدیوں کو چھوڑ دیں اور انگریز ان کے چار جنگی جہازوں اور کئی ملاحوں کو رہا کر دیں جو بندرگاہ اسکندریہ سے انہوں نے گرفتار کئے ہیں اور وہ اپنے قیدیوں کو لیکر مصر سے چلے جائیں۔

غرض کہ ان شرائط کے مکمل کے بعد ۱۸۲۲ء ہی کے ماہ جب کی وسط تا ریخول میں انگریزی بیڑہ اسکندریہ خالی کر کے واپس سے روانہ ہو گیا اور اسی کے ساتھ چونکہ انکی حکومت کو دولت عثمانیہ سے بھی اُن بن رہنا باعث نقصان معلوم ہوا تھا لہذا انگریزی جہازات بحریہ میں متوسط سے بھی واپس کر لئے گئے اور بحر جمع الجزائر و یونان بھی انگلش جہازوں سے خالی کر دیا گیا۔ سید علی قبو دان پاشا کو معلوم ہوا کہ انگریزی بیڑہ آبنائے کے سامنے سے ہٹ گیا ہے تو اس نے تنہا روسی بیڑہ پر حملہ کر دیا اور گو اسے آخر میں پسپا ہونا پڑا لیکن اس کی فوج نے ایسی جرات و دلیری سے جنگ کی تھی کہ روسیوں کے دانت کھٹے ہو گئے اور روسی بیڑہ کو بھی اتنا ضرر پہنچا کہ وہ مجبور ہو کر جزیرہ کورفو کی طرف ہٹ گیا۔

## محمد علی پاشا کا والی مصر بننا

عثمانی تاریخ کا ایک قابل ذکر واقعہ محمد علی پاشا کا والی مصر مقرر ہونا تھا جسکی موت یہ ہوئی کہ کوچک حسین پاشا امیر البحر عثمانی سلطانی بیڑہ کو لیکر فرانس والوں کو مصر سے نکلنے کیلئے روانہ ہونے لگا تو اس نے شہر قوالہ کے چودہاجی حسین آغا سے انکی تہمت سپاہ جہازوں پر کام دینے کیلئے طلب کی چنانچہ اس نے دو سو جوان اپنے دادا کا محمد علی آغا کی ماتحتی میں ارسال کئے اور کپتان کوچک حسین پاشا نے انکو ساتھ لیکر ملک مصر کا رخ کیا۔ ملک مصر کی فتح مکمل ہو چکی تو اکثر وہ فوجی جماعتیں جو صوبجات ارتوڈ اور رومیلیا سے یہاں آئی تھیں مصر ہی میں رہ گئیں اور محمد علی آغا بھی انہی لوگوں میں تھا، محمد علی آغا فطری

طوبہ پراسری اور انتظام کی قابلیت اور حکومت و ملک الہی کی قوت سے بہرہ ور ہونے کو باعث ہمیشہ عزت و جاہ حاصل کر لیا شائق رہتا تھا اور ایسی مناسب تدابیر عمل میں لاتا کہ روز بروز اپنے حلقہ اثر کو بڑھاتا جاتا آخر کار وہ تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی نمایاں کارگزاریوں کے باعث سرچشمہ کے معزز منصب پر پہنچ گیا جو باشی بنوق فرقہ کی عام افسری تھی۔ انہی دنوں مصر کا حاکم قوچ خسرو پاشا ملک کے نظم و نسق کی تدابیر میں مصروف اور اس فکر میں مستغرق تھا کہ کسی طرح باشی بنوق سپاہ کو وہاں سے ہضت کر دے جو اپنی شرارتوں اور لوٹ مار کی عادت سے امن عام میں بخل رہتی ہے۔ چنانچہ جب اُس نے اس سپاہ کے افسروں کو اطلاع دی کہ اب تم لوگوں کے اپنی مملکت کی طرف واپس جانے کی ضرورت ہے تو انہوں نے بے تامل یہ حکم قبول کر لیا مگر چونکہ خسرو پاشا اُنکی چڑہی ہوئی تھو اہیں پورے طوع سے ادا نہیں کر سکا تو انہوں نے بغاوت برپا کر کے دفتر دار بجائی آفندی کو قتل کر دیا اور خسرو پاشا کو مجبوراً بھاگنا پڑا، بس یہ واقعہ خسرو پاشا اور محمد علی آغا کے مابین عداوت و نا اتفاقی پیدا ہونیکا پہلا موقع تھا۔ خسرو پاشا کے مقررہ چھ جانے کے بعد محمد علی آغا اپنا رسوخ بڑھانے میں کوشاں ہوا، ایک طرف تو وہ ملوکوں کی قوت محو کرنے کیلئے زور دے رہا تھا اور دوسری طرف حکومت مصر کی چوس پوری کر لیا اہتمام کرتا تھا مگر ہنوز اسے کامیابی کا چہرہ نہیں نظر آیا تھا کہ دولت علیہ کی طرف سے خورشید پاشا مصر کا حاکم مقرر ہو کر مع اپنے اسلاف کے قاتلہ میں پہنچا۔ ترکی حکومت کا منشا یہ تھا کہ مصر میں ملوک لوگوں کی قوت توڑ دی جائے تاکہ پھر ان کی حکومت نہ قائم ہو سکے، چونکہ محمد علی آغا ملوکوں پر غالب آ رہا تھا اس لئے جدید حکم خورشید پاشا نے پہلے تو اس کی خوب حوصلہ افزائی کی لیکن بعد میں جب اسپر محمد علی آغا کے ارادوں کا حال کھلا تو وہ اسے مصر سے نکال باہر کرنے کی کوشش میں مصروف ہوا اور محمد علی آغا کو شہر جدہ کی حکومت مع رتبہ و نارت دلو کر وہاں بھیج دیا۔ باشی بنوق سپاہ محمد علی آغا کی روانگی کے ساتھ ہی بگڑ گھڑی ہوئی اور اُس نے خورشید پاشا کا محاصرہ کر لیا جو قاهرہ کے قلعہ میں بند ہو کر بیٹھ رہا، آخر یہ تجربہ شانہ علیہ میں پہنچی اور وہاں مصر میں دائمی فتنہ و فساد رہنے کے انجام میں پہنچے کہ کے و ذرائع سلطنت نے یہ تدبیر سوچی کہ دو فرمان تیار کئے۔ ایک

خورشید پاشا کے حاکم مصر رہنے کا اور دوسرا محمد علی پاشا کے والی مصر بنائے جائیکا اور  
صالح بک نامی ایک سلطانی مصاحب کو دونوں فرمان دیکر مصر روانہ کیا گیا، انکو ہدایت  
کر دی گئی تھی کہ بچہ خود ملک کی حالت دیکھ کر جیسا مناسب سمجھنا انہیں سے ایک شخص کی  
حکومت کا فرمان سننا دینا اور دوسرے کو دبا ڈالنا۔ سلطانی سفیر نے مصر میں پہنچ کر  
محمد علی آغا کی ہر دلعزیزی اور دوسرے حاکم سے لوگوں کا تنفر دیکھا تو سرکاری طور پر محمد علی پاشا  
کے حاکم مصر ہو چکا فرمان صادر کر دیا اور اسی دن سے یہ عظیم الشان مدبر اپنے مدعا پر فائز  
ہو کر مصری حکومت کی باگ اپنے قابو میں لایا۔ اور ملک میں ہر طرف امن و امان قائم کر لیا  
اس عالی حوصلہ شخص کے مفصل حالات تاریخ مصر میں دیکھیں چاہئیں ورنہ یہاں جستہ جستہ  
حالات کے سوا زاد نہیں کہے جاسکتے تھے جو اپنے موقع پر بیان ہونگے \*

## دولت علیہ میں جدید اصلاحوں کا رواج اور نجات

### کا زور

جن دنوں ترکی اور روس میں سخت جنگ ہو رہی تھی انہیں ایام میں ولایت  
بوسینیا کا حاکم اپنی سپاہ کو ساتھ لیکر صوبہ سرویا میں داخل ہو کر وہاں کے مفسدہ  
پردازوں کو روسی سپاہ کے ساتھ ملجانے سے روکنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ پہر ۱۲۸۱ھ  
میں شہر اسماعیل کے محافظ قاسم پاشا نے روسی سپاہ کو ہزیمت دیکر آگے بڑھنے سے  
روک دیا۔ پکتان سید علی پاشا جو عثمانی بیڑہ لیکر روسی بیڑہ سے جنگ کرنے کو نکلا اور  
آخر شکست کھا کر پسا ہوا تھا اس کے حالات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، اس حملہ میں کپتان  
مذکور کی ناکامی کا باعث اس کی وہ قدیم طریقہ جنگ کی پابندی تھی جو انجرائز کے بحری  
قزاق عرصہ دراز سے بہتے آتے تھے مگر اس نے بدیہی سے اپنی ماتحت بحری افسروں  
پر احکام کی پابندی نہ کرنے اور حملہ آوری میں لگی کر جانیکا ملزم بنا کر انہیں بے جرم سزاؤ  
قتل و لواہی اور خود سرخرو بنارٹا، بیچارہ شرمٹ، بک سوم افسر فوج بحری جو ایک تجربہ کار

اور لائق شخص تہا کپتان پاشا کی خباثت کا شکار ہو گیا، اگرچہ شکست ترکی بیڑہ کے حق میں مضر ہوئی لیکن اسی کے ساتھ بہادر ترکوں نے روسی بیڑہ کو بھی استغدر بیکار کر دیا تھا کہ وہ آہنا سے ڈارڈنلز کا محاصرہ توڑ کر ہٹ گیا اور یہی سبب ہے کہ جو دت پاشا ترک مورخ نے اس شکست کو فتح کے موازی تصور کیا۔

ان واقعات کے بعد سلطان سپاہ داؤد پاشا کے صحرائیں دشمنوں کا مقابلہ کرنے کیلئے جمع ہوئی خورشید احمد پاشا صوفیا کی جانب والے علاقہ کا سرعمر مقرر ہوا۔ اور رومیلیا کی ولایت بھی اسی کے زیرِ حکم رکھی گئی جس کے ساتھ شہر بنش کی محافظت پر بھی اسی کا تعین ہوا تھا۔ وادین کا محافظ اویس پاشا کو قرار دیا گیا، جزیرہ نماے موریہ کی حکومت ولی الدین پاشا کو تفویض ہوئی۔ محمد پاشا کو شہر قارص کی حکومت دی گئی اور باقی فوجیں مع سامان جنگ کے ہمتی صدر اعظم مصطفیٰ چلبی پاشا کے ہاتھ پر دیاے ڈیوب کے کنارہ پر ارسال کی گئیں۔ ارشل میکلسن روسی جنرل پچاس ہزار سپاہ کے ساتھ شہر بخارست پر بڑا اور جنگ چھڑ گئی ترکوں نے بڑی پامردی دکھا کر روسیوں کو حدود عثمانیہ میں بڑھنے سے روک دیا اور پناہ بھاری رکھا۔ میدان جنگ کی قویہ کیفیت تھی اور اندرونِ مملکت کی یہ حالت کہ سلطان سلیم خان سوم بڑی سرگرمی سے جدید یورپین وضع کی سپاہ تیار کر رہا تھا تاکہ اسکی درستی اور تکملہ کے بعد اپنی چری فوج کو برطرف کر دے، چونکہ یہ صلاحیں بنی جھپٹو حق میں سم قاتل تھیں اسلئے وہ بھی اپنی پوری قوت سے انکو برباد کرنے اور ناکام بنانے کیلئے زور لگا رہے تھے۔ انہوں نے پائے تخت قسطنطنیہ کو قتل و غارت کا اکھاڑا بنا رکھا تھا، باشندوں کی بہت بڑی تعداد اور بہت سے ارکانِ سلطنت جھگونی یورپین وضع مشابہت نصاریٰ کی خلاف ورزی کی پابندی معلوم ہوتی تھی بدعاش مینی جریوں کے طرفدار اور ویرپوہ انکو شرارت پر اکساتے رہتے تھے شیخ الاسلام عطاء اللہ افندی اور صدر اعظم کا نائب یہ دونوں افسر بھی صلاحات کے مخالف اور سلطنت کی ترقی کے مانع تھے آخر مخالف اصلاح جماعت کی قوت نے سر اٹھایا اور خلاف دین باتوں کو جو ان کے خیال میں طریقہ اسلام کے برعکس تھیں مٹانے پر کمر باندھی، جن ارکان دولت اور وزیروں کی کوشش سے



صلاح کا کام چل رہا تھا یہی چری اُنکے جانی دشمن بن گئے اور شیخ الاسلام سے ایسے لوگوں کے نام دریافت کر کے انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ سترہ ارکان سلطنت اُن کے ہاتھوں قتل ہو چکے تھے کہ باقی اشخاص نے روپوش ہو کر جان بچائی، یہی چری سپاہی اسی حد پر رک جاتے تو یہی غنیمت تھا مگر نہیں وہ اپنے آپ سے گذر چکے تھے آخر انہوں نے سلطان سلیم کو معزول کر لیا مطالبہ کیا اور بر سر عام اُس کے حق میں حقارت آمیز باتیں کہنی شروع کر دیں مثلاً وہ کہتے تھے ”اے احمق سلطان! تو جو ان فاسد باتوں کے جال میں پھنس کر اسلام کو کفار کے طریقہ سے مشابہ کرنا چاہتا ہے کیا تجھ کو یہ نہیں یاد رہا کہ تو امیر المؤمنین ہے اور تجھ کو صرف خدا پر توکل کرنا چاہئے جو اپنی قدرت کاملہ سے دشمنوں کی بڑی بڑی فوجیں تباہ کر دیتا ہے“ یا ایسی ہی اور باتیں۔ پھر انہوں نے شیخ الاسلام عطاء اللہ افندی کو سلطان کے پاس بھیج کر اُسے تخت سے کنارہ کشی کرنے پر آمادہ بنانا چاہا اور خاموشی کے ساتھ اپنے اس جبر سے حکم کو مان لینے کا ایما کیا۔ شیخ الاسلام مذکور بڑی عاجزی کے ساتھ سر جھکائے ہوئے سلطان کے سامنے پہنچا اور کہنے لگا، حضور والا! میں جہاں پناہ کی خدمت میں ایک رنجوہ پیام لیکر حاضر ہوا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ اُسے مان کر اس آذنت کو رفع دفع فرمائیں گے، جہاں پناہ اس بات کو سن چکے ہونگے کہ تمام بنی حری سپاہ نے آپ کے چچا زاد بہائی سلطان مصطفیٰ کو اپنا حکمران تسلیم کر لیا ہے اور آپ ہرگز اُنکی روک تھام نہیں کر سکتے اس لیے بہتر یہی کہ مذاکری مرضی کو تسلیم کر لیجئے اور یہی صورت اس وقت مناسب ہے۔ سلطان سلیم ثالث نے بلا اظہار کسی نیچے دنار ہنی کے بڑی ثابت قدمی کے ساتھ باغیوں کی درخواست مان لی اور اُسکو (۶۱) ربیع الاول ۹۲۲ھ کو تخت سے اُتر کر اپنے جانشین کیلئے جگہ خالی کر دی۔

یہ سلطان بڑا متحمل مزاج، نیک طبع، خوش اخلاق اور علم و ہنر کا قدر دان تھا اور چاہتا تھا کہ یورپ کے انداز پر اپنے تمام قلمرو میں اشاعت علوم کا سلسلہ قائم کرے کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ سلطنت عثمانیہ کی قوت و شوکت کا مارا اسی جدید رفتار زمانہ کی پیروی پر ہے۔ چنانچہ اُس کی ناکامی نے دولت علیہ کی ترقی کو اور بھی نصف صدی پیچھے ہٹا دیا۔



# (۲۹) سلطان مصطفیٰ خان چہارم ابن سلطان عبد الحمید خان اول

۱۲۲۲

۱۲۲۲

یہ سلطان (۲۹) برس کی عمر میں تخت پر جلوس فرما ہوا اور چونکہ اس وقت دار الخلافہ  
میں سخت بد امنی اور ابتری پھیلی ہوئی تھی اس لئے وہ اپنے پیشرو کے بناٹے ہوئے  
راستہ سے بالکل جدا گانہ راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا اور بگڑی ہوئی سپاہ کو غائب  
وامن پسند بنانے کے واسطے اس نے اپنی چودہ ماہ کی قصیر مدت حکومت میں یہ  
کارروائی کی کہ تمام اصلاحات پر پانی پھیر گیا۔ مگر یہ ایسی غلطی تھی کہ اس سے فوجوں  
کو مطلع نہ رہنے کے علاوہ ایک دوسری غرابی یہ بھی پیدا ہو گئی کہ شریر ارز لالین  
فوجی افسروں نے امور سلطنت میں دخل دیکر تمام انتظامات کی مٹی پلید کر دی بالکل  
طوائف الملوکی کی حالت ہو رہی تھی فوج کا ایک ایک سپاہی سلطان وقت تھا۔ اور  
ان کے حامیوں یعنی نائب وزیر اور شیخ الاسلام کی خوب چڑہ بنی تھی، نائب وزیر  
موسیٰ پاشا نے بنادوت میں قتل شدہ امیروں کی دولت خود ہی ہضم کرنی تھی مگر یہ  
راز کھل گیا اور وہ عتاب سلطانی میں گرفتار ہو کر عہدہ سے برطرف اور "برہہ" کو  
جلاوطن کر دیا گیا۔ پھر اس کے دس دن بعد سلطان نے شیخ الاسلام عطار اللہ آفندی  
کو بھی معزول کر دیا کیونکہ باغیوں کو بھڑکانے میں اس کا نمبر سب سے بڑا ہوا تھا مگر  
اس کی معزولی نے فوج کو دوبارہ برا ٹھیکہ کر دیا اور وہ شیخ الاسلام مذکور کو پھر اس  
کے منصب پر لا کر خاموش ہوئی شیخ الاسلام نے اتنی شے پائی تو وہ پہلے سے کتنی  
خستہ بڑھ کر آفت برپا کرنے لگا اور سلطنت کی حالت ابتر سے بدتر ہو گئی۔ سلطان سلیم  
ثالث کے تحت سلطنت سے معزول کیے جانے کی خبر پہلین اعظم کو آسوقت لی جبکہ وہ  
نہارہ میں پہنچ پا کر اس سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی کچھ بھی خبر ہو اسے خفیہ طور پر قتل

اور اُس نے روس و ترکی کے مابین بھی متوسط بکر صلح کرادی تھی جس کی وجہ سے  
جانبین کے لشکر سردوں سے واپس چلے گئے تھے اور سلطان نے سپاہ ایڈریانوپل  
کو واپس آگئی تھی کہ چونکہ اس معاہدہ التوا سے جنگ نے ایک دہائی صلح کی شکل اختیار  
کر لی تھی لیکن پوپین اعظم سلطان سلیم ثالث کا تخت سے الگ کر دیا جانا شکر اپنی اگلی  
حکومت علی سے پلٹ پڑا اور اُس نے درپردہ مدد سے حکومت سے ایک نیا معاہدہ  
کر لیا جس کی مدد سے وہ دونوں ترکی مقبوضات کو آپس میں یوں تقسیم کر چکے تھے کہ  
بوسینیا، البانیا، یانیا، موریا، قسطنطنیہ، اود مقدونیا، کے علاقے فرانس لے لیگا اور  
افلاق، بغداد، بلغاریا، اود رومیلیا کے علاقہ جات روس کو ملیں گے، اور سرویا  
خاصہ آسٹریا کو عائد کیا جائیگا۔ یہ خبر مشہور ہوئی تو دولت علیہ نے محبت آفندی نامی  
ایک معتد امیر کو نپولین کے دربار میں ارسال کیا تاکہ وہ اُس سے گفتگو کر کے اُس کا  
عہدیہ دولت عثمانیہ کی نسبت معلوم کر سکے۔

## سلطان سلیم خان کی وفات

مصطفیٰ پاشا بیرق دار جس کا ذکر پہلے آگیا ہے اگرچہ بعض ماہر پڑھ اور جاہل شخص تھا  
مگر اُس کی دلیری، عقلمندی، خوش اخلاق، اور ملکی غیرت لاشافی تھی، اُس نے پچھلی  
روسی جنگوں میں ایسے کارنامے کیے کہ اسکا نام دنیا کے مشہور لوگوں کی فہرست میں  
درج کرنے کے قابل ہو گیا اور سلطان سلیم سوم نے اُسے وزارت کے رتبہ پر فائز  
کر کے صوبہ سلسرہ کی حکومت اُس کو تفویض فرمائی۔ مگر چونکہ ابتری اور بدتمیزی حکومت کے  
وقت پہلے لوگوں کی قدر و منزلت نہیں سمجھا سکتی بلکہ اکثر حالتوں میں حاسد اور فتنہ انگیز  
لوگ اُنکو ضرر پہنچانے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اسی لئے لوگوں کی لگائی بھائی نے قیصر  
مذکور اور وزیر اعظم چلبی پاشا کے مابین ان بن کرادی تھی جو بعد میں پھر یام صفاغلی  
کے ملنے اور دونوں ساتھ ہی ملکر آجپتی کو واپس آئے اور جب استنبول سے  
ان دونوں افسروں کی ٹہلی آئی تاکہ سلطان مصطفیٰ سے بیعت کریں تو انہوں نے

تاریخ فتانی

۲۰۳

کتابخانه شخصی آغا میرزا محمد علی خان سلیمان

و غرض علی پر چند



اس بات کو نہیں مانا بلکہ پیر سلطان سلیم کی تخت نشینی کا مطالبہ کیا کیونکہ انکو سلطان سلیم کی حکمت علی بہت پسند تھی۔ سلطان مصطفیٰ کو یہ اطلاع ملی تو اس نے غصہ طرد پر چند آدمیوں کو بھیج کر سلطان سلیم کو گردن و باکر مار ڈالنے کا حکم دیا اور چند دوسرے شخصوں ایسی ہی کارروائی اپنے بہائی شہزادہ محمود کے ساتھ بھی کرنے پر مامور کئے۔ مگر مصطفیٰ پاشا بیرقدار نے اس معاملہ کی فکر بخوبی کر لی اور میر محمود کو اپنے پاس بلایا تاکہ اسے ہر ایک مفید کی شراعت سے محفوظ رکھیں اور پھر انہیں سلطان سلیم سوم کے نام سے حکومت کا انتظام کرنا چاہا لیکن انکو خدا سلطان مذکور کے فوت ہو جانے کی اطلاع مل گئی تو بیرقدار مذکور نے اپنے چند آدمیوں کو بھیج کر سلطان مصطفیٰ کو گرفتار کر لیا اور اسے تخت سے معزول کر کے شہزادہ محمود کو تخت نشین کر دیا۔

## (۳۰) سلطان محمود دوم ابن سلطان عبد الحمید اول

۱۲۶۳ ————— ۱۲۵۵

### بیرقدار کا وزیر ہونا اور بی بی چیرین کی بجاوٹ

سلطان محمود خان دوم (۶۴) سال کی عمر میں تخت سلطنت پر بٹھایا گیا اور بیعت سلطنت لیتے ہی سب سے پہلا حکم بیرقدار مصطفیٰ پاشا کے صدر عظمیٰ بنائے جانے کا دیا اور غرب زادہ عارف آقندی کو شیخ الاسلام کے منصب پر سرفراز کیا۔ چونکہ بیوان شہدائی کی رائے میں سلطان مصطفیٰ چہارم کا زندہ رہنا ایک خطرناک امر تھا لہذا انہیں نے بلا اس کے کہ سلطان محمود خان دوم کو اس کی کچھ ہی خبر ہو اسے خفیہ طور پر قتل

کرا دیا پھر تو صید اعظم نے سلطان سلیم کے قاتلوں اور ان کے طرفداروں کو ایک ایک کر کے ڈھونڈ نکالا اور سب کو قتل کر دیا اور شیخ الاسلام سابق عطا داد احمد آقادی کو اس کے ہم خیال وہم آہنگ فوجی قاضیوں کو بھی شہر بدر کر دیا۔

اس کے بعد وزیر مذکور نے اپنے دشمنوں کی خبر لی اور انکو پہی تباہ و برباد کر چکا تو ہر طرف خالی میدان پاکر عثمان حکومت اپنے قابو میں لی، اس نے وزارت کی مجلس ایسے لوگوں سے معمور کی جو اخلاص و صداقت میں بارگاہ آزمائے جا چکے تھے اور پورے اترے تھے اور اس کے ہم خیال ہی تھے۔

جب ان امور کا تکملہ ہوا تو اس نے اپنی چھریوں کی خرابی اور کچی بھانے کا اہم کام چھیڑا جو اس قدر خطرناک اور دشوار تھا کہ اس سے پہلے کئی ایک لائق وزیر اسی کی قربانی چڑھ چکے تھے۔ مصطفیٰ پاشا میرقدار نے اس سخت اور پر خار راہ میں قدم رکھنا چاہا تو پہلے اس نے تمام پاشاؤں اور امراءے مملکت کو ایک جلسہ میں مدعو کیا اور جس وقت سب لوگ باہرام بیٹھ چکے تو اس نے کھڑے ہو کر ایک طویل طویل تقریر کی جس میں اپنی چھریوں کی پہلے دل کو لگو تعریف کی اور انکو پڑی عزت کے ساتھ یاد کیا، انکے گزشتہ کارناموں کا ذکر سنایا اور پھر اس بات پر افسوس ظاہر کیا کہ جو طاقتور فوج دولت عثمانیہ کی قوت بازو اور حول و یدپ کی ملک الموت تھی آج اس کی یہ حالت ہے کہ نہ اس کے افراد میں جنگ و فہد کی قابلیت باقی رہ گئی ہے نہ وہ کسی قانون کی پابند ہے نہ فوجی ترتیب کو جانتی ہے، اپنی چری سپاہ کی بارکیں بجائے اس کے کہ شیر دل جوانمردوں اور غازیان دین کے مسکن تھے آج اس میں رو باہ صفت بچوں اور بد معاشرے کا جگہنا رہتا ہے جو بقول کہے کہ ”نامرد ناہی اپنی ہی فوج کو مارے“ جب انھیں دکھاتے یا اتوار اٹھاتے ہیں تو اپنی ہی قوم و ملت پر، اگر یہ بہادر سپاہ حاجی بکاش کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل کرتی رہتی تو آج اس میں ایسی ہیرو دلی اور بد اخلاقی کبھی نہ پیدا ہوتی کہ ان میں سے ایک فرقہ ہی جنت مکان سلطان سلیمان قانونی کے اصول پر مرتب نہیں مل سکتا پہلے ملافت اور جنگیں مستحق لوگوں کو ملتی تھیں لیکن اب

سبب فرودخت کر کے غیر مستحق لوگوں کے ہاتھ میں دیدہ بجاتی ہیں !!! وہی بنی چری جو کہیں عثمانی رعایا کے سچو محافظ و حامی تھے آج انکو ہر وقت لٹٹے اور قتل کرتے رہتے ہیں وہ محافظ امن ہونے کے بجائے اب نخل امن و امان بن گئے ہیں۔ صاحبو! شرم و غیرت کا مقام ہے کہ ایک دن خود جھکوا اس معزز فوج کی ماتحتی پر فخر تھا لیکن آج میں سو مرتبہ اس کی جانب اپنی نسبت کرنے پر لعنت بھیجنے کو تیار ہوں۔ کیا خزانہ ہے کہ ایک ایسا شخص جس نے کبھی ملک ملت کی کوئی خدمت نہیں کی مختلف وظیفے اور ہاگیوں لے لے رکھا جو اور وہ غازی مرد جو میدان جنگ کے سامنے سینہ سپر کرتے اور ملک و دولت کو بچاتے ہیں بھوکوں مر رہے ہیں۔ ہمیں غیرت آنی چاہئے ہماری لائق سپاہ بنی چری کے بعض بلکہ کل افسر سپاہیوں کے روزینوں کے کاغذات سود و خوار یہودیوں کے ہاتھ پھنڈالتے ہیں اور بہادر سپاہیوں کو سود در سود کی آفت کا متحمل بنا دیتے ہیں، افسوس ایک سر باز سپاہی کو حکومت کی طرف سے اپنی جان فدا کرنے کا جو معاوضہ ملتا ہے وہ اس غریب کے حلق میں نہیں پہنچتا کہ دوسرے اٹکلی ڈاکٹر اس سے انگوا لیتے ہیں۔ ہمارے آقا سلطان جنگی تمام تر توجہ سلطنت کی سابقہ عزت و عظمت واپس لانے پر نائل ہے اس سبب اس بات کو ضروری اور سید ضروری تصور کرتے ہیں کہ قدیم جنگی نظامات از سر نو زندہ کئے جائیں اور میں انکی جانب سے آپ کو اس امر میں معین و مددگار بننے کی تکلیف دیتا ہوں +

پھر وزیر اعظم نے ہر ان مجلس کو حسبِ میل تجویز قابلِ فحاذ سنائیں :-

(۱) عہدوں کی فروخت کا افساد کیا جائے۔

(۲) تمام بن بیاہ بنی چری سپاہیوں کو بارکوں ہی میں رہنے کی تاکید کی جائے۔

(۳) روزینے صرف انہیں بنی چریوں کو دئے جائیں جو فی الحال بارکوں میں

موجود اور ادائے خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔

(۴) روزینہ کی سندوں کا پہنچنا ممنوع کیا جائے مگر خاص خاص حالتوں میں اسکی

اجازت رہے اور جو اس کی خلاف ورزی کرے اسے سخت سزائیں دی جائیں۔

(۵) وہ عام تنخواہیں اہل مہاروف وغیرہ کی رقبہ جو بنی چریوں کو خزانہ سے ادا



کیجاتی ہیں انکی ایک کمل فہرست تیار کی جائے اور باقاعدہ نقشہ حساب مرتب ہو۔

دہ) یعنی چریوں کو جہراً ان قواعد اور ورڈزیشن کی مشق کرائی جائے جو سلطان سلیمان مرحوم نے اپنے عہد میں بنائی تھیں اور ان کو لکھا گیا عدہ نظام کے سلسلے میں سرختم رکھا جائے۔  
 دہ) فی الفور انکو جدید اسلحہ جنگ استعمال کرنے کا حکم دیا جائے اور اس طریقہ جنگ کا پابند بنایا جائے جسے تمام یورپ کی فوجیں برتی ہیں اور یہ ایک ایسا امر ہے جس پر جواز کا قوت نہیں کی طرف سے مل چکا ہے۔ مگر اسی کے ساتھ چونکہ موجودہ خرابیوں اور نقصانوں کو بیکار روک کر قدیم نظام کا ایک دم سے قائم کر دینا بھی سخت خطرناک کارروائی ہے اس لئے حضور سلطان نے یہ رائے قرار دی ہے کہ ابتدائی چری سپاہ میں سے اچھے تیز مزاجوں اور دیگر مسلمان نوجوانوں کو جو فوجیں داخل میں منتخب کر کے ایک کافی مقدار کی سپاہ اہل فرنگ سے لڑنے کے لئے تیار کیجائے جو سابقہ چری فوج کے نظام پر رکھی جائیگی اور مشق قواعد، صف آرائی قتال، اور بارکوں میں رہنوی کی بابت انکو اسی جدید نظام کا پابند بنایا جائیگا جو زمانہ حال میں یورپ کی فوجوں کے لئے قرار پا چکا ہے اور فن جنگ میں انکی پابندی ضروری مان لی گئی ہے۔

تھامس نے بڑی خوشی سے ان باتوں کو پسند کیا اور اپنی تصدیق تحریر کر دی۔ شیخ الاسلام نے بھی بلا کسی دشواری ڈالنے کے یہ سب باتیں مان لیں اور ان کے حجاز و پابندی کا قوت دیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمام امور بیرق دار کی حسب مرضی چل پڑے اور سلطنت کا انتظام بہت جلد سنبھل گیا لیکن بیرق دار کو نشہ کامیابی نے استغراق سے باہر کر دیا۔ وہ اپنی بات دیکھنے کے سوا کسی کی بات نہیں سنتا تھا اور خواہ مخواہ ہر شخص پر اثر اور دباؤ قائم رکھنا اپنا شوق بنالیا تھا اسکا انجام یہ ہوا کہ وہ اس کے حامی اور طرفدار، فوج، علماء، اور چری سپاہ سب اس کے دشمن جان بن گئے اور موقع کے منتظر رہے یہاں تک کہ بیرق دار کی ساختہ پر دانستہ فوج جس پر وہ بھروسہ کیا کرتا تھا زیادہ تر آستانہ علیہ سے باہر چلی گئی اور بہت قلیل تعداد کے لوگ اس کے پاس رہ گئے تو یہی چریوں نے فرصت غنیمت جان کر ماہ رمضان ۱۰۸۰ھ میں شہرہ بستی پر گھر بار لے لی اور قہر سلطان مصطفیٰ خان چہارم کے

محل کی طرف چلے تاکہ اُسے رہائی دلا کر تخت پر بٹھا دیں۔ بیوقوفانہ یہ کیفیت دیکھ کر سلطان  
متحیر ہو گیا لیکن وہ تاب مقاومت نہ لاسکا اور جب سمجھا کہ ضرور دیر ہو کر بد معاش بنی چریوں کے  
مطالبات ماننے پڑینگے تو سلطان محمود خاں دوم کے ایسے عادل و مصلح پسند سلطان  
کی معزلی سے ڈر کر اُس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ سلطان مصطفیٰ چہارم کو قتل کر کے  
اُن کی لاش بنی چریوں کے سامنے ڈال دی کیونکہ سلطان مصطفیٰ نے یہی کامہ والی اپنی  
پیشرو سلطان تسلیم کے ساتھ کی تھی مگر بنی چریوں نے سلطان کی لاش دیکھ کر اندہ ہی زیادہ  
شور و شرعایا اور محل سلطانی پر حملہ کر کے اُس کے اطراف میں آگ لگا دی صدر اعظم نے  
اپنے آپ کو باغیوں کے ہاتھ میں حوالہ کر دینے سے مردہ ناشائستہ خیال کیا اور اُسی آگ  
میں جگمگ مریگا، اور بعض موزین کا بیان ہے کہ اُس نے بارود کے میگزین میں گھس کر اُسے  
شتاب دکھادیا اور اس طرح اُس کے ساتھ خود بھی اڑ گیا۔ بنی چریوں نے میر تقی کے طرفدار  
امداد صلاح پسند لوگوں کو بھی ہزیمت دی مثلاً سپہ سالار عبدالرحمان پاشا، اور راتر پاشا امیر  
کو شکست دیکر پکپکایا، سلطان محمود خاں دوم نے بنی چریوں کی شورش اور آفت  
توڑنے کی کیفیت دیکھ کر آخر کی باتیں جھوٹا مان لیں اور اس نافرمان، پادہ کی بربادی  
اور ہزارہی کسی آئندہ موقع کے لئے ملتوی رکھی +

## اس زمانہ میں بحری قوت کا حال

سید علی پاشا امیر البحر کے منصب جلیل سے معزول کر کے مد بردسہ، کو بلا وطن  
کر دیا گیا اور اُس کی جگہ سید جلیل راتر پاشا امیر البحر تعین ہوا جو سیرتھار کی جہت کا ایک  
دکن تھا تو اُس نے دارالصنائع کے اخراجات میں جبرہ قدر فضول خرچ تھے سب کو اڑانا  
اور بحری سپاہ کی نالائق حرکتوں کو روکنا شروع کیا، اُس نے قلیوچی لہجہ کے بد اخلاق  
و غارتگر لوگوں کو جو غریب رعایا کی دلی آزاری کرتے رہتے جو نہایت تنگ پر کر رہے تھے  
بہت لوگوں کو قتل کی سندیں دیں اور ایک قبیلہ خانہ کے مالک کو جلا کر پھینکا۔ بحری  
سپاہیوں کا اڈا تھا قتل کر دیا تو اُن کا رہہ وائیوں سے رعایا کا دل بید خوش ہوا اور وہ

نے امیر البحر کو دعائیں دینے لگی۔ یہ سزاؤں کے احکام پر قرار ہی نے صادر کئے تھے۔ کیونکہ امیر البحر کو دوسرے کاموں کی مصروفیت اس طرف متوجہ ہونے کا موقع نہیں تھی۔ بحری فوج کے قلوبھی سپاہی اور ملایح لوگ ان حالات کو دیکھ کر لرز اٹھے، اور بہت سے بی چری سپاہی جو بحری فوج میں بھرتی تھے اور اپنی جدید نظامانہ عادت کے باعث اکثر اوقات تجارتی جہازوں پر دست درازیاں کیا کرتے تھے انکو بھی معقول سزائیں دی گئیں جس سے بظاہر تو وہ دب گئے لیکن دل میں بھرے بیٹھے رہے اور موقع کے منتظر تھے تاکہ وزیر عظم اور اُنکی ہم آہنگ جماعت سے سمجھ لینے چنانچہ بغاوت کرنے اور اس بلایت وزیر کو قتل کر دینے کا اصلی سبب یہی ہوا۔ وزیر مذکور نہایت رعب و ہلال کا آدمی تھا۔ جب وہ قتل ہو گیا تو پر معاشوں میں سے محمد آغا ثانی ایک اعلیٰ درجہ کے مفسد اور بد چلن شخص نے سر اٹھا کر بحری سپاہ کو آمادہ شراعت کیا اور چونکہ یہ شخص کپتان سید علی البحر اڑی کے پیلوں میں سے تھا اس لئے بحری سپاہ بہت جلد اس کی جانب مائل ہو گئی اور اس نے دام الصناعد پر حملہ کر کے تمام جنگی جہازوں پر قبضہ کر لیا۔ تو چنانچہ یہی اپنے قابو میں کر کے ایسی آفت برپا کی کہ شہر کے اندر تک ہر طرف اس کے ساتھیوں نے کوٹ مار مچا دی پھر بی چری مفسدوں کا جرم بھی اس کے ساتھ ٹپکا اور کٹھا کر لیا نیم چڑھا، ہو گیا۔ بیچارہ تانہ پاشا اپنے سر پر پست میرتھ اور کی موت کے باعث کچھ بھی ان بہتوں کا تدارک نہیں کر سکا اور آخر وہ استعفا دیکر عہدہ امیر البحر سے الگ ہو گیا۔ اور ہر مفسد محمد آغا نے سید علی کو برسہا بلوا کر امیر البحر پر قائم کر دیا اور سلطان کو بھی چارہ و ناچار اس ناقابل مگر مفسد اور بکھرے شخص کو امیر البحر رکھنا پڑا جس نے بحری قزاقوں کے طرز پر عائن ہونے کے باعث ترک کی بحری قوت کا قتل کر ڈالا وہ سلطان کے حسب نصاب کسی جدید نظام پر عمل ہی نہیں کرتا تھا اور پہلے اس کی لڑائی میں شکست کھا کر بھاگنے کی دہر بھی ہو تھی کہ قابل اور کاروان تحت افسروں کی رائے سے مخالفت کر کے یہ خود بلا میں جا پھنسا تھا اور جب اُن بیچاروں نے جان جو کھ اٹھا کر اسے قتل ہونے سے بچایا تو اس نے انہیں سزا کو مجرم ٹھہرا کر سزا سے موت دلوادی کچھ آخر کا وہ ابن شیطان سیرت نے مسئلہ لاکھیں اپنی کر تو تھی چوری سزا پائی اور محض کر کے قوت حسد کو

جلادین کر دیا گیا جس کے بعد بحری محکمہ کو اس بحیثیت اور اس کے مفید بینی چری جیلوں کے وجود سے بالکل نجات مل گئی۔ اور پھر چترہ جی علی پاشا قائم مقام صدر اعظم منصب امیر البحر پر متنازع ہو اوروہل ایک مصری امیر الفی بک کے غلاموں میں سے تھا اور یوسف قلیا پاشا ترکی سپہ سالار کے ساتھ مصر سے استانبول علیہ کو آیا تھا جن دنوں اسکو ترکی بیڑہ کی کمان سپرد ہوئی ہے اُن دنوں روسی بیڑہ نے سوہل بحیرہ اسود پر آفت نازل کر رکھی تھی اور ترکی تجارت کو نہایت سخت نقصانات پہنچا کر تباہی کے قریب پہنچا دیا تھا۔

۱۲۳۳ء میں ایک انگلش جنگی بیڑہ چار جہازوں کا آیا جس نے آبنائے ڈارڈنلے سے باہر نگر ڈالا اس بیڑہ پر صلح کرنے کے لئے انگلش سفیر آئے تھے اور جب اُنہوں نے معاہدہ صلح کی سلسلہ جنباہی کی تو وزیر اے دولت نے طول طویل مباحثہ کے بعد یہ خیال کر کے کہ صلح کے طلبگار سے جنگ کرنا بڑی غلطی ہے ”آخر میں ایک معاہدہ کر لیا جس میں بارہ دفعات قائم کی گئی تھیں اور اسکا اصل یہ تھا کہ تبادلہ اسیران جنگ ہو جائے اور انگلستان تمام ترکی علاقوں کو جنس اس نے قبضہ کر لیا ہے خالی کر دے اور وہاں جس قدر سامان جنگ ہے اُسے بھی چھوڑ دے، چنانچہ اس معاہدہ پر جانین کے دستخط ہو گئے اور پھر تجارتی تعلقات بدستور سابق قائم ہو گئے۔“

## دولت علیہ اور روس کے مابین دوبارہ جنگ کا

### شروع ہونا

۱۲۳۴ء میں امیر البحر چترہ جی علی پاشا عثمانی بیڑہ کو لیکر بحیرہ اسود میں اس نیت سے گیا کہ روسی جنگی جہازوں کو وہاں سے نکال دے۔ اس بیڑہ میں تیرہ مختلف وضع و جہات کے جنگی جہاز تھے مگر خرابی یہ تھی کہ امیر البحر مذکور اور اس کے دیگر ماتحت افسر ببحری جنگ کے قواعد سے بالکل نا بلند اور کورسے تھے نہ فوج ہی قواعد دان تھی کیونکہ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں قابل افسروں کو سید علی پاشا سابق امیر البحر کی نظر عنایت نے ہلاک کر دیا

تھا اور رہے سپہے لوگ قندوز اور شورشوں کے دوران میں ہلاک و برطرف ہو گئے  
اب تو جس قدر فوج یا افسر جہازوں پر مامور ہوئے تھے سب بالکل آہنیے اور جاہل محض  
تھے جب کسی کو پڑھنا لکھنا ہی نہیں آتا تھا تو علم ہیئت و ہندسہ اور علم نجوم وغیرہ کی کیا خاک  
ہمارت ہوتی چہر جہاز رانی کا دار و مدار ہے۔ بہر حال جب یہ بیڑہ مقام کتبہ میں  
پہنچا تو تین روسی جنگی جہاز غیر ملکی نشان اڑاتے ہوئے اسکے اگلے اور اسنے انہیں زلہ  
نکل جانے دیا چنانچہ وارنہ پہنچ کر اسے معلوم ہوا کہ ابھی تین روسی جہاز اس بندرگاہ میں سے  
گئے ہیں جو یہاں کے دو ترکی جہازوں کو جلا کر اور انہر کے سپاہیوں کو گرفتار کر لیتے ہیں۔  
غرض کہ کپتان کی نادانی اور افسروں کی ناقابلیت نے یہ رنگ دکھایا کہ ایک روسی جنگی  
جہاز جو اسے مخالف کے تھیلروں میں پھنکر تکی بیڑہ کے حلقہ میں آ پھنسا تھا وہ بھی ان کو  
گرفتار نہ کیا جاسکا اور مصافحہ پھر نکل گیا چنانچہ جب اس طرح ناکام و بے نیل مرام یہ بیڑہ  
آستانہ علیہ میں واپس آیا تو سلطان نے چترندہ جی کو معزول کر کے اس کی جگہ حافظ علی  
پاشا کو امیر البحر کے منصب پر مامور کیا ۴۰

۱۳۱۱ھ مطابق سنہ ۱۸۹۶ء میں ترکی بیڑہ دو سری مرتبہ بحیرہ اسود میں گیا اور اس  
نے ایک روسی جنگی جہاز گرفتار کر کے اس کے علاوہ مقام وارنہ کو روسی سپاہ کے زمرہ  
سے چھاتہ و نانی جو اس کے صحابہ کے لڑائی تھی اگرچہ کہ اندونوں ترکی بیڑہ کی حالت  
بہت خراب تھی اس لیے روسی بحری قزاقی دستہ میں اس سے آمادہ جنگ ہو کر لڑتے  
رہتے تھے چنانچہ ان شکستوں کو جیل کر وہ فصل خریف ہی میں آستانہ علیہ کو واپس آ گیا اور  
کوئی کارنامہ نہیں کر سکا۔ بعد ازاں سنہ ۱۳۱۲ھ میں قرہ قیچہ پاشا امیر البحر مقرر ہوا اور اس کی  
وفات کے بعد خسرو محمد پاشا اس منصب پر فائز ہوا۔ یہ شخص گرجی نسل کا تھا اور یہ سنہ ۱۳۱۲ھ  
میں عثمانی بیڑہ کو بحیرہ اسود میں لے گیا، اندونوں روسی بیڑہ کہ جستان کے سواصل پر  
گشت لگاتا تھا اس لیے ترکی بیڑہ سنیوٹ آباد سواصل بحیرہ باسفرس پر گشت لگاتا رہا۔  
اور دونوں بیڑوں میں کوئی مقابلہ نہیں ہوا ۴۱

## ترکی بری سپاہ کی کارگزاریاں اور معاہدہ

### بخاریست

۱۷۲۶ء ترکی بحری قوت نے جو کچھ کیا اسکا حال تو آپ پڑھ چکے اب برقی قوت کے حالات ملاحظہ کیجئے کہ اُس نے روسیوں کے مقابلہ پر کیسے ہاتھ دکھائے یقیناً پاشا بیرقدار کی وفات کے بعد صدر اعظم کا عہدہ یوسف ضیا پاشا کو ملا تھا اور وہی اس جنگ میں عساکر عثمانیہ کا سپہ سالار تھا مگر وہ روسی سپاہ کو آگے بڑھنے سے روک نہ سکا چنانچہ روسیوں نے شہر اسماعیل اور سلسرہ پر قبضہ کر لیا اور علاقہ جات ادسحق، نیکوپولی، بزارہیچ، اور ہزار گروڈ پر بھی ۱۲۲۵ء کے عرصہ میں تسلط حاصل کر لیا، ان متواتر کامیابیوں نے یوسف ضیا پاشا کو عتاب سلطانی کا مستوجب قرار دیا اور وہ تہاؤن کی علت میں کورٹ مارشل کر کے معزول بنایا گیا پھر اس کی تمام جائز ضبط کر کے اُسے دیمتوقہ کی جانب جلا وطن کر دیا گیا۔ اور وزارت عظمیٰ کا منصب لازاحمد پاشا کو تفویض ہوا جس نے صوبہ رومیلیا میں ترکی افواج کی کمان ہاتھ میں لیکر ساٹھ ہزار کی جمیعت سے روسیوں پر حملہ کیا اور انکو ۱۷۲۶ء میں شکست دیکر پسا ہونے پر مجبور بنا دیا روسیوں نے مقام ادسحق کو ویران کرنے اور شہر میں آگ دیدینے کے بعد بغالی کر دیا اسی اثنا میں فرانس نے متوسط بکر صلح کر ادینی چاہی مگر سلطان محمود خان پولین کے اس معاہدہ سے بیحد ناراض تھا چو اس نے حکومت روس کے ساتھ تقسیم حکومت عثمانیہ کے لئے کیا تھا اس واسطے سلطان نے فرانس کی بات نہیں مانی اور جنگ کو باوجود اس کے کہ فتنہ حات سے بھی کچھ نفع نہیں ملتا تھا جاری رکھا۔ یہ انجام بد کا دھڑکا دلانے والی حالت سخت خطرناک تھی مگر خداوند کریم نے بیکایک اس مشکل کو اپنی عنایت سے اس طرح حل کر دیا کہ دولت علیہ کو بریتیت فرانسیسی تو سدا مان لینے کو بہت کچھ فائدہ رہا اس کی صورت یہ ہوئی کہ روسی حکومت کی پولین سے پھر بارگاہی۔

کہونکہ روس نے معاہدہ ٹلیٹ کی چند شرطیں پوری نہیں کی تھیں جنکا مدعا یہ تھا کہ روسی حکومت اپنے بندرگاہوں سے انگریزی تاجروں کو نکال دے اور جب روسی حکومت نے اس پر کچھ بھی عمل درآمد نہیں کیا تو یونین نے چھٹا کر ۱۸۲۳ء مطابق ۱۲۱۲ھ میں دوبارہ روس پر حملہ کر دیا اور تہائیت زبردست فوج کے ساتھ اس کی سرحدوں پر آ گیا۔ روسی حکومت کو اس موقع پر بجز اس کے آد کوئی چارہ نہ تھا کہ دولت عثمانیہ سے صلح کر کے نئی تمام طاقت یونین کے مقابلہ پر صرف کرے اور اُدھر سے صلح کی تحریک ہوتے ہی دولت علیہ نے بھی غالب آفندی کتھا صدر اعظم کو مع دیگر مستمدا فیسروں کے با اختیار فیہ صلح بنا کر ارسال کیا اور شہر بخارا رست میں معاہدہ صلح لکھ دیا گیا جس کی شرطیں دولت عثمانیہ کے لئے بہت ہی مفید تھیں۔ اس معاہدہ کے حسب منشا جو (۱۸۲۷ء) جمادی الثانی ۱۲۲۷ھ کو مکمل ہوا تھا، افلاق اور بغداد کے دونوں صوبے ترکی کے ماتحت ہو گئے اور حسب سابق اسی کی اطاعت میں آ گئے، اور صوبہ سرودیا کو بھی چند حقوق کے ساتھ باب عالی کا ماتحت رہنا پڑا صلح ہو چکنے کے بعد بڑی فوجیں اور جنگی بیڑے سب استنبول میں واپس آ گئے اور سلطان محمود دوم نے یہ موقع غنیمت سمجھ کر بغداد اور آرمین کے صوبوں کی اندرونی بغاوت فرو کرنے اور سلطان سلیم سوم کے شروع کئے ہوئے مفید کاموں کو انجام تک پہنچانے پر کمر باندھ لی کیونکہ بنی چریوں کی بغاوت اور روسی جنگ نے اُن باتوں کو التوا میں ڈال دیا تھا ۰

## ترکی مورخین کی رائے عثمانی بحری قوت کی

### باب ۱

مشہور ترک مؤرخ اور مصنف چلیپی اپنی کتاب ”تختہ الکبار فی اسفار البحار“ میں ایک پر جوش عثمانی کی طرح جو اپنے ملک و ملت کا دلی ہوا خواہ اور حامی ہو دولت علیہ کی

۱۸۷۰ء کا لقب چلیپی۔ ایک مشہور ترک مؤرخ اور عالم ہے اس نے ۱۸۷۰ء میں وفات پائی، اسکی مشہور تاریخی کتاب اور دیگر کئی کتابیں اعلیٰ تصانیف میں شمار ہوتی ہیں۔ کشف الظنون اور جہاں نما وغیرہ کی بہت کچھ تصانیف ہیں۔

بحری قوت کی نسبت بہت زبردست مضمون لکھ گیا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ بحری قوت ہی وہ رکن اعظم ہے جس کے استحکام پر دولت علیہ کو اپنی توجہ ادھارت صرف کرنا چاہئے کیونکہ اگر اس بات کا خیال نہ بھی کیا جائے کہ سلاطین آل عثمان کے ساتھ سلطان البرتین و خاقان البحرین کا مغز لقب منضم ہوتا ہے تو اس بات کا پاس رکھنا بعد ضروری ہے کہ اس کے اکثر محروسہ مالک جزیروں اور ساحلی مقاموں کا مجموعہ ہیں خاکہ دارالخلافت قسطنطنیہ و دودیاؤں کے مابین واقع ہوئے کے باعث اس امر کا محتاج ہے کہ اسکی حفاظت کے لئے ہر وقت ایک زبردست جنگی بیڑہ جہازات اس کی حفاظت کرتا رہے اور اس کی بحری قوت تمام دنیا پر فائق ہو۔ یہی وجہ تھی کہ سلف کے سلاطین عظام ہمیشہ بحری قوت کی مدد سے اور برتری کو مقدم تصور کرتے اور اسے اپنی کامیابی کا گرجہ سمجھتے رہے پس یہ امر نہایت فہم ہے کہ اس طرف سے توجہ ہٹا لی جائے بلکہ ضروری اور اشد ضروری ہے کہ اس قوت کو ہمیشہ مکمل اور زبردست رکھنے کی کوئی ایسا کوشش ترک نہ کی جائے و دسرا ترک مورخ شانی زادہ بھی کاتب چلبی ہی کے قدم بقدم چلا ہے اور اس بارہ میں لکھتا ہے "میں اس بات کو دیکھ کر سخت متاسف ہوتا ہوں کہ قوم کے اکثر خاندان اور سریر آدرہ لوگ اپنی مجلسوں میں دولت علیہ کی بحری قوت کو فضول قرار دینے کی جرأت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک مدت سے جنگی جہازوں کا بیڑہ کوئی فائدہ دینے کی جگہ لاکھوں روپے ماہوار مصارف کا بار خزانہ عامرہ پر ڈال رہا ہے۔ انہیں جن لوگوں کو یہ کہنا چاہئے کہ خلیفۃ الاسلام کو اپنے لقب خاقان البحرین کی عظمت قائم کرنے کیلئے اس پر فرض ہے کہ اپنی ساری طاقت جنگی جہازوں کی تکمیل و اضافہ میں صرف کرے تاکہ اس کی بحری قوت کا پایہ اعتبار بڑھے۔ وہی لوگ اُلٹے جنگی بیڑہ کو معدوم اور دارالصناعۃ کے مصارف کو بند کر دینے کی رائے دیتے ہیں۔ مگر الحمد للہ کہ سلاطین آل عثمان نے ان بڑی راؤں کو ہرگز نہیں سنا اور وہ ہمیشہ بحری قوت کی درست پر اہل رہے جو لوگ دولت علیہ پر لے اسکا نام جو عطا ایدہ آفندی تھا، اور ترک مورخین میں شمار ہوتا ہے۔ بحالت جلاوطنی تک لکھتے ہیں کہ قوت ہوا۔ علم طب میں اس کی نادر تصانیف بہت اعلیٰ درجہ کی ہیں۔"



ایسی لغو فکرت چینی کرتے ہیں شاید انہوں نے دولتِ برطانیہ عظمیٰ کے حالاتِ پیشم غور نہیں دیکھو کہ وہ محض اپنی بحری قوت کے بل بوتے پر آج دنیا کی زبردست ترین حکومت بنی ہے اور اپنے مختصر جزیرہ کی حفاظت کے علاوہ دنیا کے بڑے بڑے درخیز ملکوں کی مالکت گئی ہے اور چونکہ اس کی عظمت و رفعت کا حقیقی باعث بھی بحری قوت ہے اس لئے اس کے اہل قلم اور مومنین ہمیشہ سلطنتِ دقلم کو اس قوت کی زیادتی پر مائل کرتے رہتے ہیں۔ خداوندِ کریم مودعِ چلبی کی روح پر رحمت نازل کرے جس نے اپنی شیریں بیانی اور قوتِ تحریر کے ذریعے ایسی کارِ آفاقیت کا اکتشاف کیا اور ایسی مفید و کارآمد رائے تحریر کر گیا جو آج تمام دنیا کی نظریں وقعت پاسکتی ہے۔ فی الواقع بڑی ضرورت ہے کہ ہماری پیاری حکومت عثمانیہ اپنی بحری قوت اور جنگی بیڑہ کی مدد سے زیادہ محتاج ہے اور جنگ اسکا تکملہ ہو گا وہ کہی اپنے قلم کے ساحلی مقامات اور ان کثیر القواد جزائر کو جو بحرِ سفید، بحرِ احمر، خلیج فارس، اور بحیرہ اسود، میں واقع ہیں محفوظ نہیں رکھ سکتی۔ سلطان محمود خان دوم سے ایک صدی قبل جب سلطنت عثمانیہ کی بحری قوت عین شباب کے عالم میں تھی اور اس میں کوئی سستی یا کاہلی نہیں پیدا ہوئی تھی تو نہ صرف آستانہ علیہ کے دارالصناعۃ میں جہاز سازی کا کام جاری رہتا تھا بلکہ اکثر ساحلی مقاموں میں ایسے کارخانے موجود تھے جنہیں عہدِ جنگی جہازوں اور کشتیوں کی تعمیر و مرمت کا عمل جاری تھا۔ بحرِ آرکائیو میں جزیرہ آستانہ کوئی کچھ بوبرو بدروم کے گھاٹ میں غلیوں کی وضع کے جنگی جہاز بنائے تھے، ایشیائے کوچک کے ساحلِ کریمیدان اور اکثر بحیرہ اسود کے ساحلی مقاموں میں فرقاطہ جہازوں کی تیاری کے کارخانے موجود تھے مگر اسکے بعد ایک عرصہ تک یہ کارخانے بالکل بند پڑے رہے لیکن ۱۲۳۵ھ میں سلطان نے امیر البحر ایچ زلیلی احمد پاشا کو جو محمد خسرو پاشا کے بعد وزیر بحر مقرر ہوا تھا حکم دیا کہ دونوں مذکورہ بالا مقاموں کی کارخانوں سے جہازات تیار کرائے چنانچہ ان دونوں کارخانوں نے تھوڑے عرصہ کے اندر ایک غلیوں اور دو فرقاطہ جہاز بنا کر تیار کر دیئے اور ان پر ملاخوں اور سپاہیوں کا تعین کیا گیا۔ پھر ۱۲۳۶ھ میں یعنی جن دونوں حسین پاشا امیر بحر مقرر ہوا تھا استنبول کے دارالصناعۃ

میں بہت سے جنگی جہاز جک تیار ہوئے اور شہر سنوب میں بھی دو فرقاطہ جہاز بنے، انکو علاوہ ایک بڑا غلیون جہاز بھی اسی مقام میں بننا آغاز ہوا اور فرمان سلطانی صادر ہوا کہ جہاز حاذی کے قابل لکڑی بکثرت جنگلوں سے کٹوا کر منگائی جائے پھر سنوب کے کارخانہ جہاز سازی کو دو اور جدید فرقاطہ جہازوں کی تیاری کا حکم ملا۔ غرض کہ اس طرح بہت کم عرصہ میں دولت علیہ کی بحری قوت از سر نو درست و منظم ہو گئی۔

## سلطان محمود دوم کا ولایوں کی بغاوت فرو

کرنے پر متوجہ ہونا:-

فرقہ دہیہ کے ظہور اور ان کے سر زمین عرب میں آفت برپا کرنے کے حالات ہم پہلے لکھ چکے ہیں اور جرجس سلطان محمود نے دیکھا کہ اس جماعت کیوجہ سے مسلمانوں میں نا اتفاقی کا زور چور رہا ہے تو اس نے عزم مصمم کر لیا کہ اس خبیث جماعت کو برباد کر کے دم لیگا۔ لیکن سلطنت کی موجودہ حالت اسکو ترکیب عا کر کی کافی مقدار سر زمین عرب کی جانب روانہ کر سکنے سے مانع آئی تو اس نے مرحوم محمد علی پاشا حاکم مصر کو ۱۲۲۲ھ میں فرمان بھیجا کہ وہ ولایوں سے لڑ کر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کو ان سے واپس لے لے، اور مذہب موصوف نے بخوشی اس فرمان کی تعمیل پر کمر باندھی چنانچہ انہوں نے بولاق کے کارخانہ جہاز سازی کو نئے جہازات تیار کر لیا حکم دیا اور جرجس جہازات تیار ہو گئے تو بند گوا سوئز سے اسپر فوجوں کی روانگی کا اہتمام کیا گیا۔ محمد علی پاشا کو ایک تردد اس موقع پر اور بھی تھا وہ یہ کہ امراء مالک کی حالت مخدوش تھی اور خدشہ تھا کہ اس کی غیر حاضری میں یہ لوگ بغاوت و فساد برپا کر کے ملک کو تباہ کرینگے لہذا اس نے ایک جیلہ سے تمام ملوک امیروں کو قلعہ قاہرہ کے ایک جیلہ عام میں طلب کیا اور جب وقت انکی تعداد مکمل ہو گئی۔ تو ایک دم سے انہیں قتل کر دینے کا حکم دیدیا۔ فوج پہلے ہی سے تیار کر رکھی تھی جو فائل اور بد قسمت ملوک امیروں پر گولیاں برسائے گئی اور چشم زدن میں وہ سب مر کر ڈھیر

ہو گئے صرف دو شخص ان میں سے زندہ بچے ایک احمد بک ابراہیم بک کبیر کا داماد اور دوسرا ابن بک جو پیچھے سے آیا تھا اور قلعہ کے اندر سے بندوقین چلنے کی آواز سن کر ہوشیار ہو گیا اس لئے بھاگ نکلا اور ملک شام کی طرف چلا گیا۔ یہ واقعہ ۱۵۸۷ء میں ہوا تھا۔ محمد علی پاشا ابن کارروائی کے بعد حکومت مصر کی جانب سے اپنا اطمینان کر کے ملک عرب پر حملہ کرنے کو تیار ہو گیا اور اپنے فرزند توسن پاشا کی ماتحتی میں مصری سپاہی کافی تعداد ارسال کی جس نے پہلے مدینہ منورہ کو دہائیوں کے ہاتھ سے چھین لیا اور پھر مکہ مکرمہ کی جانب بڑھا۔ لیکن طائف کے قریب وہ دہائیوں کے نعرہ میں پھنسیا، محمد علی پاشا کو یہ حال قاهرہ میں معلوم ہوا تو وہ فوراً ماہ شعبان ۱۰۲۷ھ میں مکہ مکرمہ جا پہنچا اور شریف غالب امیر مکہ کو گرفتار کر کے پہلے اسے ملک مصر کی طرف روانہ کر دیا جہاں سے وہ سلاویک کو بھیجا گیا اور وہیں تادم مرگ نظر بند رہا۔ پھر محمد علی پاشا نے شریف یحییٰ بن سرور کو شریف غالب کی جگہ امیر مکہ بنا کر پھر دہائیوں کی خبر لی اور کئی سرکوں میں انہیں شکست دیکر ان کے ہاتھ سے متعدد مقامات چھین لئے۔ ۱۰۹۱ھ میں اثنی ۱۰۲۹ھ کو دہائیوں کا سرغنہ سعود فوت ہو گیا اور اسوجہ سے دہائیوں کی قوت ٹوٹ گئی جس سے حج کا راستہ مامون ہو گیا اور اس سال بہت سی خلق خدا نے حج کا فریضہ بآرام تمام ادا کیا۔ خود محمد علی پاشا نے بھی اپنی تمام سپاہ کے حج کر لیا اور اس کے بعد ماہ رجب ۱۰۲۳ھ میں وہ مصر کو واپس آ گیا۔

جس اثنا میں محمد علی پاشا مکہ مکرمہ سے دہائیوں کو بحال رہا تھا اور انکی قوت و شوکت توڑ کر انہیں پسپا کرتا جاتا تھا اسی عرصہ میں اس کے فرزند توسن پاشا نے صوبہ نجد پر حملہ کر دیا اور شہر مدینہ جو دہائیوں کا مرکزی مقام تھا فتح کر لینا چاہا تو توسن پاشا نے شہر اس پر تسلط کر کے دہائیوں کو کئی ایک زبردست شکستیں دیں تو وہ گھبرا گئے اور انکے جدید سرغنہ عبدالعزیز بن سعود نے جو سعود کی وفات کے بعد باپ کی مسند پر بیٹھن ہوا تھا صلح کی درخواست پیش کی تو توسن پاشا نے یہ شرط پیش کی کہ دہائی لوگ ان تحائف کو واپس کر دیں جو وہ حجرہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لاٹ لائے ہیں اور شہر مدینہ کو خالی کر دیں تو صلح منظور ہے اور

ایک تحریر محمد علی پاشا کی بھی آگئی جس میں لکھا تھا کہ ابن سعود کو استنبول جا کر سلطان سے انہما  
 و طاعت کرنے کی تاکید کی جائے ورنہ بصورتہ انکار تلوار کو حکم قرار دینا چاہئے مگر ابھی ان  
 شرائط کی منظوری طرف ثانی سے نہیں آئی تھی کہ خاص ملک مصر کی مشورٹ نے ٹوٹسن پاشا کو  
 نوٹس دیا جانے پر مجبور کر دیا اور یہ معاملہ جوں کا توں نہ گیا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد محمد علی پاشا نے  
 ہاتھی اپنے فرزند اکبر ابراہیم پاشا کے ایک دہر دست فوج شمال ۱۲۳۱ھ میں اور اسال  
 کی جس نے بندر گاہ بیج سے نجد کی طرف پیش قدمی کر کے وہاں کو پس پا کرنا شروع کر دیا  
 اور بزرگ شمشیر شہر دوعیم میں داخل ہو کر ۱۲۳۳ھ میں وہ سبب شریوں پوری کر الیں جو ٹوٹسن پاشا  
 نے اب سے ایک سال قبل منافی چاہی تھیں، حجرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب مخالفین  
 سے واپس لے گئے، جنہیں تمام مرتع بجوا ہر چیزیں اور وہ اعلیٰ درجہ کا موتی بھی تھا جسکو کوکت  
 درمی کہا جاتا تھا چنانچہ یہ سب مخالف پھر بدستور موضع مطہرہ میں داخل کر دیئے گئے اور عبداللہ  
 بن سعود آستانہ علیہ کو ہرچہ دیا گیا جہاں اسے قتل کر دیا گیا اسی طرح وہاں کی بیگنی ہو کر  
 ملک حجاز میں امن امان قائم ہو گیا۔ ابراہیم پاشا ان امور سے فراغت پا کر مصر و منصور  
 ۱۲۳۳ھ میں مصر کو واپس آیا اور جس دن وہ شہر قاہرہ میں داخل ہوا ہے اس روز بڑی  
 شان و شوکت کا جلسہ منایا گیا تھا۔

## درہ بکھر کا ہستیصال اور شہر علی پاشا کا قتل کیا چانا۔

۱۲۳۶ھ و ۱۲۳۷ھ و ولادت علیہ کو وہ سی بنگ کی الجھن اور فتنہ دہلیہ کی فتن  
 سے خلاصی مل گئی تو اس نے جاگیر دار امیروں کا انتظار مٹانے کی طرف توجہ کی جسکی ذات سے  
 آئندہ سخت خرابیاں پیدا ہونیکا احتمال ہو چلا تھا ان امرا کو درہ بکھر کے لقب سے موسوم کیا  
 جاتا تھا۔ سلطان نے پہلے تو کئی امیروں کو قتل کر دیا اور اس بارہ میں اسے کوئی سخت وقت کا  
 سامنا نہیں ہوا لیکن یانیہ کا ظلم تہہ دہلی علی پاشا جو ارلود ڈالبا قوی، ترکوں کا ایک شریف  
 خاندان امیر اور بڑا دہتر و دلیر بھی تھا اس کی پرہادی شکل نظر آئی کیونکہ اذل تو وہ اس صبیہ

پر چالیس سال کے عرصہ سے حاکم رہتا آیا تھا دوسرے یہ کہ اُس نے یانیہ، یکی شہر، ملائیکہ  
 اور مناستر، وغیرہ مقامات میں بہت کچھ جائداد و املاک بنائی تھی جسکی وجہ سے وہ دولت و ثروت  
 کے علاوہ عزت و قوت کا مرکز بن گیا تھا جزوی روئیلیا میں اُسکا رسوخ اتنا بڑا ہوا تھا کہ کوئی انگو  
 نقابہ پر سر نہیں اٹھا سکتا تھا۔ پچھلی روسی جنگ میں اور فرانس کے مصر پر قابض ہو جانے کے  
 وقت اُس نے دولت علیہ کی نمایاں خدمتیں بھی انجام دی تھیں جس پر خوش ہو کر سلطان نے  
 اُس کو اور اُس کے بیٹوں کو حسبِ لیاقت رتبے اور نشانات بھی مرحمت کئے تھے اور جزیرہ  
 نماے موریا کے منقطع مع اُس کے قرب و جوار کی اراضیوں کے اُسے بطور جاگیر عطا کر دی  
 تھے اسمیں تنگ نہیں کہ سیاسی امور کی حیثیت سے اس پاشا نے دولت علیہ کی نہایت  
 قیمتی خدمتیں انجام دی تھیں اور جو کچھ اقدار اُسکو ملا وہ اُسکا حقیقی مستحق تھا لیکن اسی کے  
 ساتھ وہ اپنی رعایا پر سخت جو رستم کیا کرتا جو ایک ناپسندیدہ بات تھی۔ اُس نے اپنی جاگیر کا  
 علاقہ سرسبز و آباد بنانے کی کوئی تدبیر باقی نہیں بچوڑی تھی، سرکیں نکالنا، نہریں بنوانا،  
 زراعت اور تجارت کو فروغ دینا، یہ سب امور ہمیشہ اُس کے مد نظر رہتے تھے اُس نے  
 ایک باقاعدہ فوج دس ہزار سپاہیوں کی بطور خود مرتب کر رکھی تھی اور اس طرح موریا  
 کے مفسد یونانی باشندوں کا دم بند کر رکھا تھا کہ وہ کبھی سر نہ اٹھا سکتے۔ حکومت علیہ ہی ان  
 شانہ خدمات کی قدر فرماتی اور ہمیشہ اس پاشا کے ساتھ نرمی اور سلوک سے پیش آتی تھیں  
 کہ علی پاشا کا اقتدار باشوہنگ اُس کے پاس سے بہاگ کر آستانہ علیہ میں آ گیا اور اُس نے  
 وہ مخفی راز سلطان پر ظاہر کر دیئے جو اُس کے آقا علی پاشا اور حالت آنندی کتخدا سے وزارت  
 اور اُس وقت سب سے بڑے بارسوخ رکن دربار کے مابین تھے چنانچہ اب سلطان کی  
 نگاہیں علی پاشا کی طرف سے پھیر گئیں اور اسی کے بعد علی پاشا بھی کچھ ایسا حد سے بڑھ چلا کہ وہ  
 خود فرمان کی ہوس میں صوبہ یانیہ، جزیرہ نماے موریا، علاقہ تر حالہ، ریہرس، اور ساتوں  
 برمانی جزیروں کا ستم نقل حاکم بننے پر آمادہ ہو گیا۔ اُس نے اس بارہ میں نچولین ہونا پاشا  
 سے درخواست کی اور اپنے آپ کو اُس کی اجازت میں سرگرم رہنے کا خواہاں ظاہر کیا۔  
 یہ بھر سلطان کو ملی تو اُس نے فوراً جزیرہ موریا کے حاکم خود شہید پاشا کو سب سالار بنا کر اوکلی

۱۲۳۴ھ میں ایک جرّار سپاہ تیبہ دلتلی علی پاشا کی سرکوبی پر مامور کی اور اس سپاہ نے اُسے چاروں طرف سے گھیر کر قلعہ یا نیر میں محصور ہو جانے پر مجبور کر دیا۔ جب علی پاشا قلعہ بند ہو گیا تو سرعکے خورشید پاشا نے اس کے حالات کی رپورٹ باب عالی میں ارسال کی اور وہاں سے قطعی حکم آگیا کہ اس باغی کو جہاں پاؤ قتل کر دو۔ ایسی آتشا میں علی پاشا نے سرعکے کے پاس پیام صلح پہنچا اور اطاعت ماننے پر آمادہ ہو گیا اور جب وہ حسب الطلب سرعکے کے پاس آیا تو سرعکے نے اُس کے قتل کا حکم دکھا کر فوراً اُسے گرفتار کر لیا اور پھر سرعکے سرکاش کر آستانہ علیہ کو روانہ کیا۔ مگر اب ایک نئی حیرانی پیدا ہو گئی یعنی صوفیہ کے مفید یونانی باشندے علی پاشا سے استدر دُرتے تھے کہ اُسے ”یونانی کا بڑا شیر“ کہا کرتے تھے۔ انکو اس کے قتل کر دئے جانے کی خبر ملی تو انہوں نے عام بغاوت برپا کر دی جسکا حال آگے بیان ہوتا ہے +

## یونانی بغاوت اور موریہ کی لڑائیاں

یونانی ممالک کے پہاڑی اور غیر آباد مقامات ہونے کے باعث مشورہ پشتی اور قتل غارت دہاں کے باشندوں کی گھٹی میں پڑ گئی تھی اس مرتبہ ہی انہوں نے دولت علیہ کے مقابلہ پر آنے کی نیت کی تو ان کے سرخناؤں نے پہلے باہمی سازش سے متحدہ قوت فراہم کی اور پھر بارہویں صدی ہجری کے آخری زمانہ میں دول یورپ کی شہ پاکر مشہور میں انہوں نے عام شورش برپا کر دی۔ مگر یہ زمانہ دولت علیہ کی قوت میں ایسی کمی ہو چکا تھا کہ وہ ان باغیوں کی سرکوبی سے عاجز آجاتی اس نے بھی محسن زادہ محمد پاشا کو حاکم متحدہ بنا کر انکی سرکوبی کا حکم دیا اور محسن زادہ کے بعد حسن پاشا الجزائر میں یہاں کا حاکم مقرر ہوا یہ دونوں سردار بڑے دلیر اور لائق تھے اس لئے یہ بظاہر شور و پشتوں کو دبا لینے میں کامیاب ہو گئے اور دومیوں کو بجز سکون و صلاحیت اختیار کرنے کے اور کچھ نہ دین آیا پھر اسکے بعد انہیں اطراف میں تیبہ دلتلی علی پاشا کا سکہ چم گیا اور اس نے دومیوں کی تکمیل ایسی کر دی کہ وہ تمام سرکشی بہو لے رہے، شاید اسی قوم کی بددعاؤں کا

اثر تھا کہ علی پاشا نے مدت تک دولت علیہ کی مخلصانہ خدمت ادا کرنے کے بعد آخر عمر میں  
ایسا باغیانہ منصوبہ بنایا جو اس کی تمام خواہشوں کو زمین کے اندر دفن کر دینے کا  
باعث بنا اور باغی روسیوں کو کھلے کھیلنے کا موقع مل گیا۔ علی پاشا کا قتل ہونا تھا کہ جزیرہ  
نامے توریا میں اس سرے سے اس سرے تک ایک آگ فساد و بغاوت کی مشعل  
جو پڑی اور ان کی فری میسنری خفیہ انجمن "ہیپسٹر" اس آگ کو اور بھی  
بڑھاتی تھی اس انجمن کا مرکز شہر "ویانا" تھا اور اس کی سرپرستی روسی حکومت کرتی تھی  
اس کے ممبر بظاہر یونانی نوجوانوں کو تعلیم و تربیت دینے کے بہانے سے انکو دہرہ  
پولینڈ چال کی کامیابی کیلئے فتنہ و فساد برپا کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے اور وہ ممبر  
بڑے بڑے فتنہ کے روحی امراء اور پادری تھے جنکی سکونت روسی ممالک اور  
دائیشیا کے علاقوں میں تھی اور ترکی قلمرو کے باشندے بھی انہیں شامل تھے اس انجمن  
نے آتش فساد کا پہلا شعلہ "دائیشیا" کے صوبہ میں پھوٹا یا جس میں "الیقو پاشا" اقل  
کا حاکم تھے اور یہ بات مسئلہ اہ میں پیش آئی ہے۔

پھر جب وقت دولت عثمانیہ نے علاقہ ملکیتین کی شورش مٹانے پر توجہ کی تو یکایک جزیرہ  
متریا کے تمام یونانی باشندے آٹھ گھڑے ہوئے اور یہاں کے مسلمان باشندوں نے  
بھاگ کر شہر دیہات سے قلعوں میں آکر پناہ لی۔ باغیوں کا زور بڑھا اور حاجی امانت نے  
مکمل اسلحہ اور سامان جنگ سے بے فکر بنا دیا تو وہ ترکی قلعوں کا محاصرہ کر کے بہت سے

لے یہ نام جس کے معنی اتحاد اخوت ہیں وہ انجمنوں پر چلا جاتا تھا اور دونوں یونانی قیس مگر  
پہلی انجمن جو شہر دیانا میں قائم ہوئی تھی اسکا مقصد یونان کی قدیم عمارتوں کی تلاش اور انکا تحفظ تھا اور دوسری  
اسکا مقصد مقام شہر "ایجنتر" قرار پایا۔ اور دوسری خفیہ انجمن تھی جو اس مقام پر جاری مقصود ہے اسکا مدعا تھا  
کہ یونان والوں کو ترکوں کی ماتحتی سے آزاد دلانی جائے اور تمام شان، شہزادگان، امراء اور پادری  
اس کے سرپرست تھے محمد زار روس اسکا صدر انجمن اور حامی تھا اور اس کے ممبروں سے سخت قسم لی جاتی  
تھی کہ وہ اپنا تمام مال انجمن کو دیکر اپنی جان اس کی تعمیل مقصد پر قربان کر دیں گے اور کبھی اسکا مال  
ظاہر نہ کریں گے اسکی ایک شاخ خاص مسقطینہ میں بھی تھی اور تمام ترکی قلمرو میں یہ خفیہ عمارتوں کی

۱۔ یہ نام جس کے معنی اتحاد اخوت ہیں وہ انجمنوں پر چلا جاتا تھا اور دونوں یونانی قیس مگر پہلی انجمن جو شہر دیانا میں قائم ہوئی تھی اسکا مقصد یونان کی قدیم عمارتوں کی تلاش اور انکا تحفظ تھا اور دوسری اسکا مقصد مقام شہر "ایجنتر" قرار پایا۔ اور دوسری خفیہ انجمن تھی جو اس مقام پر جاری مقصود ہے اسکا مدعا تھا کہ یونان والوں کو ترکوں کی ماتحتی سے آزاد دلانی جائے اور تمام شان، شہزادگان، امراء اور پادری اس کے سرپرست تھے محمد زار روس اسکا صدر انجمن اور حامی تھا اور اس کے ممبروں سے سخت قسم لی جاتی تھی کہ وہ اپنا تمام مال انجمن کو دیکر اپنی جان اس کی تعمیل مقصد پر قربان کر دیں گے اور کبھی اسکا مال ظاہر نہ کریں گے اسکی ایک شاخ خاص مسقطینہ میں بھی تھی اور تمام ترکی قلمرو میں یہ خفیہ عمارتوں کی

چھوٹے چھوٹے مورچوں پر قابض ہی ہو گئے۔ باغیوں نے علامہ جات طرابلس، انابولی، اور، کردوس، کا اپنی شورش کی تمام مدت تک محاصرو قائم رکھا اور ارکان سلطنت عثمانیہ کو اس وقت تک تحفی انجن پیسیر یا کی کارروائیوں کا مطلق علم نہ تھا یہاں تک کہ خورشید پاشا نے جزیرہ متوریا سے علی پاشا کا مقابلہ کرنے کیلئے یا نیہ کی جانب کوچ کیا تو وہ اپنے خاندان اور گھر کے لوگوں کو صوبہ کے صدر مقام طرابلس میں ہی چھوڑ گیا تھا اور غلطی سے اس نے وہاں محافظ سپاہ کی کافی مقدار اور سامان جنگ لے رہے بھی نہیں رہنے دیا تھا اس لئے طرابلس کا قلعہ محفوظ نہ تھا ساتھ اسے بغاوت میں ترکی حکام کی غفلت اور سہل انگاری نے باغیوں کو کئی معرکوں میں کامیاب ہو جانے دیا تو ان کے دل بڑھ گئے اور پھر توجن مقاموں میں بغاوت کی آگ دبی بڑی تھی وہ بھی شعلے مارنے لگی۔ مفسدینا نامی مسلمان باشندوں کو بڑی بے دردی سے قتل و غارت کر رہے تھے، عورتیں، بچے، بوڑھے، اور معذور لوگ بھی انکی بے دردی اور ظلم کے شکار بنتے تھے۔ جزائر آرکی پیلگو اور جزیرہ آنتہ، فارلی ایلی، اور تر حالہ، تک بھی شورش کی آگ پھیل گئی تھی، کوسہ محمد پاشا اور بہرام پاشا دونوں کے بعد دیگرے جزیرہ نماے متوریا کی گود تری پر مامور ہوئے اور بغاوت کو ذرا بھی فرو نہ کر سکے۔ بندرلی علی پاشا کی تدبیریں بھی ناکام رہیں، پھر حالت آفندی کی کوششوں سے سید علی پاشا سابق وزیر اعظم جزیرہ متوریا کا سر عسکر مامور ہوا لیکن اس کی تمام فوج دستہ ہی میں کٹ کر برباد ہو گئے اور وہ اپنے مقام ماموریت تک بھی پہنچ نہ سکا۔ اس امر سے بغاوت کی آگ آد تیز ہو گئی اور باغیوں کے حوصلے حملہ سے زیادہ بڑھ گئے، انہوں نے محصور قلعوں کو دہانا شروع کیا اور آخر کار طرابلس پر قبضہ کر کے خورشید پاشا اور کوسہ محمد پاشا کی بیویوں اور بچوں کو جو وہاں موجود تھے گرفتار کر لیا۔ باغی یونانیوں نے شہر مذکور میں تین دن تک بڑی گدلی کے ساتھ قتل عام جاری رکھا اور بلا تیز عورت و مرد، بچوں اور بوڑھوں، سب کے قتل کر کے گھروں کو لوٹ لیا۔

خورشید پاشا اس عرصہ میں یا نیہ کا مسئلہ طے کر چکا تھا اور علی پاشا کے قتل کر دینے سے اس کو حکومت کی نگاہوں میں بہت کچھ عزت و منزلت حاصل ہو چکی تھی، جبکہ وہ حالت آفندی کا بھگال تھا اس لئے وہ بھی تید دلتی علی پاشا کی بابت وہی رائے رکھتا تھا جو اس کی نسبت



حالت آفندی نے قائم کی تھی مگر خورشید پاشا کو یہ دیکھ کر کمال مایوسی ہوئی کہ اس نے اور اس کے یار غار حالت آفندی نے تہہ و تنلی علی پاشا کے جن بے شمار خزانوں کی امید باندھ رکھی تھی وہ محض خام خیالی تھی۔ علی پاشا کے خزانوں میں صرف اس قدر زر نقد ملا جو موریہ کی فوج کے صرف دو ماہ کا خرچ ہو سکتا تھا۔ سید علی پاشا اپنی ناکامی کے باعث سرعہ کے منصب سے الگ کر دیا گیا اور وہ درامہ لی محمد پاشا کے ماتحت رہا جو اس کے بعد افواج موریہ کا سردار مقرر ہوا تھا، محمود پاشا نے ماہ شعبان ۱۲۳۴ء میں پچیس ہزار سپاہی ساتھ لیکر موریہ کی جانب سفر کیا جہاں پہنچ کر چند روز بعد ہی اس کا انتقال ہو گیا اس لئے وہ کوئی کام نہ کر سکا۔ ۱۲۳۵ء کے ماہ رجب میں ساقی کی بحری جنگ پیش آئی جس کا بیان بحری حالات کے ضمن میں کیا جائیگا اور ۱۲۳۶ء میں اناپولی کا ضروری بحری قلعہ دشمنوں کے قابو میں چلا گیا۔ مومنین کہتے ہیں کہ اس بغاوت میں ابتداء سے ایک تہی ہزیمتیں ترکی انداز کو اٹھانی پڑیں اور دولت علیہ کو جس قدر دھتیں پیش آئیں یہ سب حالت آفندی کی خباثت کا نتیجہ تھا کیونکہ اس نے اپنے دشمن تہہ و تنلی علی پاشا کو جلد تر تباہ و فارت کرنے کے خیال سے بلا اندیشہ انجام ہر طرف سے فوجوں کو سیکڑا اس کے مقابلہ پر روانہ کر دیا تھا اور اسی وجہ سے جزیرہ نمائے موریہ کی بغاوت روکنے کا انتظام جیسا چاہئے ابتدا میں ہو سکا اور وہ بڑھتی چلی گئی حالانکہ حالت آفندی کے امکان میں تھا کہ وہ بغاوت کو بہت جلد فرو کر دیتا اور ان مقاموں کی سپاہ جہاں بغاوت کا دور تھا نہ ہوتا۔ لیکن مرضی آہی میں کیا چارہ ہونے والی بات ہو کر رہی۔ تاہم چونکہ خداوند کریم عادل و تبار ہے اس لئے وہ اپنے بندوں پر دنیا میں ظلم کرنے والوں یا ان کے حقوق تلف کرنے والوں کو بہت جلد سزا دیدیا کرتا ہے چنانچہ اس نے حالت آفندی کی اس غفلت و خود غرضی سے ناخوش ہو کر مدد غلام حداد پاشا کو اس کی سرکوبی کیلئے مامور کیا اور اس دن پرانے حالات کو بحالت تباہ و تہہ کی طرف جلا وطن کر دیا پھر سلطان سے اس کے قتل کا فرمان لیکر اسی طرح اس کا سر کٹوا ڈالا جس طرح اس نے تہہ و تنلی علی پاشا کا سر کٹوانے میں سلطان کو بھڑکا کر حکم حاصل کیا تھا۔ حالت آفندی کے قتل کے بعد اس کی خیر خورشید پاشا کو ملی تو وہ اس قدر پریشان اور خائف ہوا کہ اسی دن ہمار ہو کر صاحب فراش ہو گیا اور کئی شہر میں ماہ ربیع الاول ۱۲۳۶ء

خورشید پاشا حالتِ آغزی کا گہرا دوست اور اسکا راز دار تھا اور ان دونوں کی ملی مار  
نے سلطنت کا سخت نقصان پہنچا کر بندگانِ خدا کی جانیں تلف کی تھیں اس لئے انکو اپنے  
کئے کی سزا مل گئی۔ خورشید پاشا کی وفات کے بعد اس کی جگہ جلال پاشا حاکم بوسینیا  
کو سر عسکر افواجِ موریا متعین کیا گیا مگر وہ بھی اُدھر جاتے ہوئے راستہ ہی میں مر گیا، اُدھر  
فارمہ فی محمود پاشا کی بھی وفات ہو چکی تھی۔ اس لئے موریا کی فوج کے ماتحت افسروں نے  
دفع الوقتی کے طور پر صدور احکام سلطانی کے وقت تک احمد ادیب پاشا کو قائم مقام سر عسکر  
منتخب کر لیا مگر خدا کی قدرت دیکھئے کہ وہ بھی دو دن بعد ہی سخت بیمار میں مبتلا ہو کر دنیا  
سے سفر کر گیا، غرض کہ اب موریا میں کوئی سپہ سالار باقی نہیں رہ گیا تھا اور بغاوت بدستور  
برپا تھی۔ آخر دولت علیہ نے کئی ایک نئی فوجیں اور متعدد سپہ سالار پلے در پلے روانہ  
کئے جنکی وجہ سے حدودِ یونان پر بہت سے سپہ سالار اور نامور افسر جمع ہو گئے اور گو ان  
سبہوں نے بہت وشجاعت سے کام لیا لیکن بغاوت کی آگ ذرا بھی فرو نہ ہوئی اس لئے  
کہ اس کے شعلے سرعت تمام ملک کے ہر گوشہ میں بکھڑکتے جاتے تھے۔ ایک جگہ ذرا ڈھیری  
ہوتی تو دوسری جگہ ترقی پکڑ جاتی اور اُس پر طرہ یہ تھا کہ نیچری سپاہ کے فرتے جو باغیوں  
کے مقابلہ پر بھیجے گئے تھے عین جنگِ دیکار کے موقع پر افسروں کے احکام نہیں مانتے تھے  
اور پھر کبھی پر آمادہ ہو جاتے تھے۔ انہی وجہ سے ایتھنز اور سیلونکی کے دونوں شہر بھی  
باغیوں کے قبضے میں چلے گئے اور معدیا کی حالت بدستور ابتر و غیر مایوس بنی رہی۔ یہاں تک  
کہ ۱۲۳۵ء میں غالب پاشا وزیرِ اعظم مقرر ہوا۔ یہ شخص بڑا مشہور مدبر اور بہادر شاہِ عمدہ وزارت  
پلے سے قبل متول میرنشی دیکھا تھا اور اس وجہ سے اُسکو سلطنت کے داخلی اور خارجی امور کی پوری  
واقفیت حاصل تھی۔ اُس نے عنانِ وزارت اُتھ میں لیتے ہی محمد علی پاشا حاکم مصر کے نام فرمانِ صادر  
بھیجا کہ بہت جلد میری سپاہ کو ممالکِ یونان کی طرف ارسال کرے، محمد علی پاشا نے فرمان  
سلطانی کی فوراً تعمیل کی اور دولت علیہ نے اُس کے فرزند رشید ابراہیم پاشا کو جو دہائیوں  
کے قلع قمع کرنے میں نام پا چکا تھا موریا کی فوجوں کا سپہ سالار مقرر فرمایا۔ (۱۲۳۶ء) اور  
رشید محمد پاشا کو سن ۱۲۳۷ء میں رومیلیا کا سپہ سالار بنایا گیا یہ شخص پہلے خورشید پاشا کے

ساتھ بہی رہ چکا تھا اور علاقہ ترحالہ کے باغیوں کی سرکوبی میں کامیاب ہوا تھا۔ اس سپہ سالار نے اپنی سپاہ کو مقام کی شہر میں درست کرنے کے بعد پیش قدمی کر کے شہر سیولونکی کا محاصرہ کر لیا اور یہ قوادہر مصروف تھا دوسری جانب ابراہیم پاشا مصری فوجوں اور جنگی بیڑہ کے ساتھ متون اور نادارین کے دو بڑی قلعوں کو غنیم سے واپس لیکر اس بات میں کامیاب ہوا کہ اپنی سپاہ قورون اور فلانامہ کے بندرگاہوں میں خشکی پر اتار دے اور اس کے بعد اس نے بندرہ مفتول ہی کے عرصہ میں تمام صوبہ متویا باغیوں کے ہاتھ سے واپس لے لیا۔ پھر وہ خشکی کے راستے شہر پالیہ بارہ کی جانب چلا اور سرعکر رشید محمد پاشا سے جالا جو سیولونکی کا محاصرہ کئے تھا۔ ابراہیم پاشا کے آپکنے کے بعد امیر البحر خسرو پاشا بھی عثمانی جنگی بیڑہ لیکر ایسترو اور سیسام کے دو جزیروں پر حملہ آور ہوا جہاں کے باشندوں نے باغیوں کی اعانت کی تھی اور سلاطین میں انکو سزائیں دیکر سیولونکی کی طرف توجہ کیا جسکا محاصرہ خشکی کی طرف سے ابراہیم پاشا اور سرعکر رشید محمد پاشا کر رہے تھے اور اس نے بیڑہ کے ساتھ دریا کی سمت سے محاصرہ ڈال دیا غرہ مکہ ان تینوں وزیروں کی قابل تعریف کوششوں سے سیولونکی کا استحکام شہر اداہل ۱۲۳۸ھ میں فتح ہو گیا اور اب تمام جزیرہ متویا سے بغاوت کی قطعی بجھنی ہو گئی۔

سیولونکی کے فتح ہونے تک ان تینوں مذکورہ بالا افسروں میں بہت اھلے درجہ کا اتحاد قائم تھا مگر اس کی فتح ہوتے ہی چونکہ خسرو پاشا امیر البحر محمد علی پاشا حاکم مصر کے ہاتھ سے زک اٹھا چکا تھا اور اسوقت سے اسکا دشمن چلا آتا تھا لہذا اب اس نے محمد علی پاشا کے بیٹے ابراہیم پاشا کے ساتھ بُرائی کرنے اور انتقام لینے کی تدبیر شروع کی اور ہر بات میں اس کی مخالفت کرنے کے ذریعہ سے اس کی کوششوں کو ناکام بنانے پر نکل گیا۔ ابراہیم پاشا بھی اس کی مخالفت دیکھ کر اسی طرح پیش آتا رہا اور اب یہ صورت ہو گئی کہ دونوں کی رپورٹیں ایک دوسرے کے خلاف باب عالی میں پہنچا کرتی تھیں۔ سلطان کو خوف پیدا ہوا کہ دونوں افسروں کی باہمی نفاتی کہیں پھر آتش بغاوت بھڑک اٹھنے کی موجب نہ ہو اور تمام کی کرائی ہوئی محنت برباد جائے لہذا اس نے اپنا ایک معتد افسر دونوں کو باہم مصالحت کرا دینے کیلئے روانہ کیا۔ مگر اسی عرصہ میں خسرو پاشا نے مصری جہازوں کو سامان رسید لانے سے روک کر ابراہیم پاشا کو دق کر رکھا تھا اور

یہ خبر محمد علی پاشا نے سن لی تھی چنانچہ اُس کی درخواست خسرو پاشا کی شکایت میں سلطان کے پاس پہنچی اور سلطان نے اس کا یہ انتظام کیا کہ خسرو پاشا کو موریاسے واپس طلب کر کے آبنائے ڈارڈنلز کی محافظت پر مامور کر دیا تاکہ وہ آستانہ کے نزدیک موجود رہے سلطان کو اپنی چوری سپاہ کی سرکوبی کرنے میں مدد دے سکے اور ابراہیم پاشا کو بیس ترکی جہاز عطا فرما کر موریانہ کی بڑی اور بھری فوجوں کا سپہ سالار اعظم بنا دیا۔ اس کے بعد ہڑسہ سرحد پر کشید محمد پاشا نے مقامات قارتی ایلی، ایندینجی، اور، لیواکلیا، کو بھی فتح کر کے شہر ایستہنر کا محاصرہ کر لیا، اور اُس میں بڑے شمشیر و نفل ہو کر یونان کی آتش بغاوت سرد کر دی اس فتح سے کریتھ میں جو شعلے بغاوت کے اُٹھ رہے تھے وہ خود بخود دب گئے اور ترکوں کو عام مسرت حاصل ہوئی کہ اب یونانی شورش کا خاتمہ ہو کر امن و امان قائم ہو گیا ہے خاص کر انکی مسرت اس لئے آدہی زیادہ ہو رہی تھی کہ اس سال میں سلطان محمود دوم نے اپنی چوری سپاہ کو تباہ و ہلاک کر کے نیا فوجی سسٹم قائم کیا اور اس طرح اہل ملک کو فلاح دینی چھوڑ کر دست ظلم سے بچھڑا دیا تھا جس کا حال آگے چلکر بیان ہو گا۔

## یونان و یونان کو زمانہ نیکوئی لٹائیاں

قیم زمانہ میں یونانیوں کو بحری ٹوٹ مار اور رہزنی میں بڑی شہرت حاصل تھی۔ شاطرا اور الے اعلیٰ درجہ کے طاح تھے کہ ایک نامی بحری افسر نے انکی بابت کہہ دیا کہ وہ اپنے ملک بربر کے ساحلی مقامات سے ہی کئی درجہ بڑے بحر آرم کی پیلیگو میں جہاز رانی کرنا شہل پہنچا ہے۔ اس متحدہ کے سوا اہل پر جہازوں کا قیام کرنا اور پھر صحیح سلامت بچے جانا غیر ممکن ہو گیا ہے۔ کیونکہ ہمیشہ پہاڑی چٹانوں کے اوٹ میں بحری قزاقوں کی کشتیاں گھات لگا کر رہتی ہیں اور جہاں انہوں نے تجارتی جہازوں کو آتے دیکھا فوراً اسپر ٹوٹ پڑتی ہیں۔ ان بحری قزاقوں نے جزیروں کے رہنے والے لوگوں سے بھی میل کر رکھا تھا اور ان کو مال غنیمت کا حصہ دیتے رہتے تھے جسکے باعث وہ کوئی شکار دیکھتے ہی خاص نشانات کے ذریعہ سے ان قزاقوں کو خبر کر دیتے کہ ماں لینا جانے نہ پائے۔ اور بعض اوقات جب

بن لیڈوں کو مدد کی حاجت ہوتی تو یہ بھی چند علامتوں کے ذریعہ سے اہل جزائر کو اپنی غارت  
کیلئے طلب کر لیا کرتے تھے، یونانی قزاق کسی جہاز کو پکڑ پاتے تو اسے دور دراز کے کسی جزیرہ  
میں لیجا کر اس کے تمام مسافروں کو اکثر قتل کر دیا کرتے تھے تاکہ کسی کو انکی حرکتوں پر آگاہی  
نہ چل ہو سکے اور بعض اوقات قید کر لیا کرتے یا بھجواتے کرتے۔ ایک عرصہ دراز تک یہی  
حالت قائم رہی تو یورپ میں ایک تہلکہ مچ گیا اور آخر کار ۱۸۲۷ء میں حکومت ہائے انگلستان،  
فرانس، اور روس نے اپنے بحری افسروں کو حکم دیا کہ وہ جس یونانی جہاز کو پائیں بجز ان  
جنگی جہازوں کے جو حکومت کے ماتحت ہوں اور سب کو بلاتامل گرفتار کر لیں \*

بغاوت کے زمانہ میں یونانیوں کو بحری فوجت میں اس لئے اور بھی کامیابی ہوئی کہ  
دولت علیہ کے پاس لائق بحری افسروں کا توڑا تھا اور ترکی جنگی جہاز بڑے بڑے اور بہاری  
تھے جو کھلے سمندر کے سواتنگ گھاٹوں اور اوچھے بانی میں جنگی حرکت نہیں کر سکتے تھے اور  
یونانی قزاقوں کے جہازات بلکہ انکی مختصر کشتیاں سریع السیر تھیں اور تنگ سے تنگ  
بند رگاہ میں ہر طرح کی چلت پھرت دکھا سکتی تھیں کیونکہ انکی ساخت ہی اس لئے ہوئی تھی کہ  
ان سے بحری ٹوٹ کا کام لیا جائے \*

حقیقت یہ ہے کہ یونانیوں نے اس بغاوت میں ایسی جرأت و ہمت کا اظہار کیا جو  
انکے کارناموں کو دوامی یادگار کے قابل بنا گئی۔ گو یورپ نے انکی دستگیری کی تھی اور  
تمام سرزمین یورپ سے ان کے لئے چندہ، اسباب جنگ، اسلحہ، اور جہازات آتے  
رہتے تھے لیکن پھر بھی جان بازی کرنا اور اپنے آپ کو غیر حکومت کے چنگل سے آزادی دلانے  
کیلئے جان پر کھیل جانا یونانیوں ہی کا کام تھا۔ بہت سے یورپ اور امریکہ کے امیر اور حکام  
یونانیوں کی مدد کیلئے اور انہیں باقاعدہ لڑانے کیلئے آگئے تھے اور آتش زبان شاعروں  
اور مقررہوں نے یورپ کے دولت مندوں سے بڑی بڑی رقیں یونانیوں کیلئے جمع  
کر لی تھیں۔ ہنڈیا ریا کی خفیہ انجمن کے ممبر باغیوں کی مالی امداد کیلئے تیار رہتے تھے اور انہیں  
ہمت کی روح پہنکتے جاتے تھے۔ اس بغاوت سے پہلے ہی یونان دالوں کے پاس  
بکثرت تجارتی جہاز موجود تھے اور ان کے جہازوں کی آمد رفت بحری بیضیوں کے وسط کی ہر ایک

بندر گاہ میں رہتی تھی اور فرانسیسی تجارت کی اہمیت اُنکے مصر سے نکل جانے کے بعد سے یونانی تجارت کا حصہ بن گئی تھی، پھر حکومت انگلستان نے نپولین اعظم کی مخالفت پر کمر باندھی تو اسوقت بھی یونانی تاجروں کو خاص طور پر نفع حاصل ہوا چنانچہ سلاطین میں یونان کے صرف دو جزیروں ہیڈرہ، اوز، ایپسرو، اسکے لوگ چھ سو ہزاروں کے مالک تھے جنہیں تیس ہزار ملحق کام کیا کرتے تھے۔

جن دنوں ترکی فوجوں نے علی پاشا کے مرکز میں مقام یانیہ کا محاصرہ کیا ہے انہیں دنوں علی پاشا کے خاص سولہ جنگی جہاز بندر گاہ پر دیرہ میں لنگر انداز تھے جنکو ترکی بیڑہ کے خوف سے بحکم ولی پاشا فرزند علی پاشا اُن کے کپتان نے دہ نوبندر گاہ پر غرق کر کے ترکی جہازوں کی آمد کا راستہ بند کر دیا تھا۔ علی پاشا کا جھگڑا ختم ہو گیا تو بغاوت یونان کا شعلہ بھڑک اٹھا اور حکومت عثمانیہ کو خیال پیدا ہوا کہ مبادا باغی اُن غرق شدہ جہازوں کو نکال کر اپنے کام میں لائیں اس لئے نصوح زادہ علی بک ترکی بیڑوں کے ماتھانے اُن کو نکالنا چاہا اور اپنی فوج کے لوگ اس کام کے لئے کافی نہ پا کر ہاشندگان شہر سے مدد لیکر انکو ایک ہی رات میں نکالوا لیا جو بعد میں درست کر کے بیڑہ میں شامل کر دئے گئے۔ مجمع الجزائر یونان کے بڑے حصہ میں گرہ بڑھ پھیل جانے کے باعث ضروری تھا کہ وہاں بغاوت کا زور ہونے کے قبل ہی انسداد کا انتظام کر دیا جائے اور ترکی جنگی بیڑے بحرابض میں تھمتا رہا پر مامور کئے جائیں لیکن اندرونی خورخشی اس طرح پیچھے پڑے تھو کہ دولت علیہ کو اس طرف توجہ کرنے کی مہلت بھی نہ ملی۔ ترکی مورخین کہتے ہیں کہ اسی وقت افلاق اور بغداد کے صوبوں میں روسی حکومت کی تحریک سے بغاوت پھوٹ پڑی اور دولت علیہ اُن کی صلاح میں الجھ پڑ گئی جس سے مجمع الجزائر یونان کی آتش فساد کو خوب اچھی طرح بھڑک اٹھنے کا موقع مل گیا اگرچہ دولت علیہ ان صوبوں کی بغاوت فرو کرنے کی قوت سے موقع ملا کہ نصوح زادہ علی بک کی قیادت میں ایک جنگی بیڑہ سوہل ایالتیا کی جانب روانہ کرے اور اسکو ہدایت کی گئی کہ یونانی قزاقوں کی قیادت میں اس کے ساتھ کشتیاں لے کر اُن کے زبردست جنگی انگلش و غنیمت کے جہازوں سے بہت ہوشیار رہے جو جاتیوں، صولہ، اور انہ پختہ، بک، نہ گام، نہ مہ

ہیں پھر دولت علیہ کو ان یونانی جہازوں کے سواصل اناطولیا پر بدغیرض آجانیکا مال معلوم  
ہوا تاکہ وہ عثمانی جہازوں کو ملکی فوجیں لیجانے سے باز رکھیں اور تجارتی جہازوں پر ڈاکے  
ڈالتے رہیں \*

علی بابا کے ساتھ جس قدر جہازات تھے وہ سب ملکی وضع کے تھے اس لئے میربحر کو خوف  
نہا ہوا کہ یہ بیڑا یونانیوں کے بیڑوں پر غالب نہ آسکیگا اور اسوقت دولت علیہ نے محمد علی پاشا  
اکم مصر کو لکھا کہ وہ مصری جنگی بیڑہ ترکیبی بیڑہ کی امداد کیلئے جلد روانہ کرے اور چند جہاز جزائر  
رودس اور ساقز کے گرد گشت لگا کر حفاظت راہ کی خدمت ادا کرتے رہنے پر ہی مامور کرے  
یہ انتظامات زیر تجویز ہی تھے کہ پونچھ آئے اور ساقز کے دونوں جزیروں کے لوگوں  
کی ایک درخواست آئی جس میں انہوں نے کچھ فوج اپنے جزیروں کو ان یونانی جہازوں  
کی دستبرد سے بچانے کیلئے طلب کی تھی جو ڈیالکی، مولیجیہ، اور ایپتس، وغیرہ جہازوں کو  
مابین گشت لگاتی رہتی تھیں۔ اور دولت علیہ نے ان کے پاس کافی تعداد کی سپاہ  
اور سال کر دی اور اس کے بعد ترکیبی بیڑہ بارہ چھوٹے بڑے جنگی جہازوں کا ماتحتی تو ایک  
زادہ علی بابا روانہ ہو کر بحر ابیض کی طرف گیا۔ جزیرہ سیسام میں بغاوت کی ہوا چل  
برطانی اور اس کو بھی بڑھکر جزیرہ قوش (ظہ تکس) پہنچی تو دولت علیہ نے وہاں بھی ایک فوج  
اور سال فرمائی اور اسماعیل پاشا حاکم سنجن نیکرہ کو اس سپاہ کا افسر مقرر کیا، سیسام کو  
کے باغی ترکیبی جہازوں کو راستہ میں لوٹ کر آئبر جس قدر مسافر اور ملاح ہوتے  
سب کو قتل کر ڈالتے تھے اور اس طرح انہوں نے سیسام اور ساقز کے مابین دریائی  
راستہ بند کر رکھا تھا اس کے علاوہ بحر ابیض کے تمام جزیروں میں شورش کی اشاعت  
دولت علیہ کو مورتیا کے قلعوں تک فوجی کمک اور سامان جنگ وغیرہ بھیج سکے سوا  
تھی، اور یہ جہازت بری شکل میں ڈال دی تھیں لہذا پہلے اس بات کا انتظام کیا گیا کہ اناطولیا  
سے فوجی قوت طلب کر کے روڈیاس کے سواہل پر امور کیجائے اور اس طرح خشکی کے  
راستہ سے مورتیا تک رمد رسانی کا انتظام قائم ہو اور اس کے بعد دارالصناعہ کو بہت  
طر عثمانی بیڑہ کی آڑ سسکی کا حکم دیا گیا اور اس بیڑہ کی روانگی کا اہتمام کرنے کیلئے حمد اللہ

پاشا وزیر بحری صدارت میں جو بحری مجلس منعقد ہوئی اس نے یہ تجویز قرار دی کہ بجائے بڑے جنگی جہازوں کے جو غلیون کی قسم سے ہیں صرف چھوٹے جنگی جہازات از قسم فرقاطہ، قزویت اور، اباریق، کو اناطولیہ کے سواحل سے فوجیں لانے کی خدمت سپرد کی جائے۔ کیونکہ باغی یونانیوں کے جہازات اس قسم کے عثمانی بیڑہ سے مقابلہ نہیں کر سکتے اور پہلے جہت درجہ پیش آئے انکا تجربہ یہی بتاتا ہے کہ یونانی جہازات ترکی جنگی بیڑہ کی صورت دیکھتے تو ہی ہباگ بھگے ہیں اور انکی وجہ یہ ہے کہ انکو پاس ہلکی وضع کی کشتیاں ہیں جو آب سانی ساحل کے نزدیک تک جاسکتی ہیں اسلئے جب عثمانی بیڑہ میں بھی ایسی ہی ہلکے جہاز ہونگے جو مفرور باغیوں کا قاقبہ کے ساحل تک انکی خبر لے سکیں تو وہ ایسے بیڑہ سے بہت گھبراتے ہیں، اس مجلس نے اسپر ہی غور کیا تھا کہ آیا جنرل منسوب کے بیڑہ سے بھی اس جنگ میں کام لیا جاسکیگا یا نہیں لیکن آخری رائے یہی قرار پائی کہ ان سے کام لینا فصول ہوگا۔ کیونکہ وہ لوگ جدید فون حرب بحری سے بالکل ناواقف ہیں۔ بہت سے ترک تاجروں کے تجارتی جہازات بار برداری وغیرہ کیلئے اس جنگی بیڑہ کے ہمراہ کئے گئے اور حاکم رودس، والی تھسرا اور جزائر غرب کے بحری افسروں کو بھی حکمائے ارسال ہوئے کہ وہ اپنے بیڑے ترکی بیڑہ کی اعانت کے لئے جلد تر ارسال کریں۔ ترکی دارالمناعت نے ایک نیا جنگی بیڑہ بنانا شروع کیا جس میں تین فرقاطہ، اور تین اباریق، کشتیاں بحر ابيض میں گشت لگانے کی غرض سے شامل تھیں، ابھی یہ سب انتظامات جاری ہی تھے کہ نصوح زادہ علی بابا کمانڈر بیڑہ جہازات متعینہ سواحل مودیا کی رپورٹیں اس مضمون کی آئیں کہ بانیان پناہ کا زور ہو رہا ہے اس لئے جلد تر جنگی جہازوں کی کمک آنی چاہئے اور سامان رسد کی بار برداری جہازات بھی جنگی جہازوں کی حراست میں ارسال ہوں ورنہ رہستہ میں یونانی دریائی لڑنے انکو سلامت نہ آنے دینگے۔ اور اس نے یہ بھی لکھا کہ ابائیں نے اپنے حملہ ماتحت جہازوں کو اس خوف سے اکٹھا کر لیا ہے کہ متفرق رہنے کی حالت میں انکو دشمنوں کے ہاتھوں زیر پہنچنے کا خوف تھا اور جلد قوت انہیں بچنے کے بندرگاہ میں فراہم کر لی ہے اب یہیں سے دوسرے مقامات کی حراست کیا کرے گا۔ سر عسکر خورشید پاشا کی رپورٹیں بھی اسی مضمون کی آئی تھیں اور نادت کا زور پر ہونا ظاہر کرتی تھیں۔ یونانی جہازوں نے ترکی تجارتی جہازات پر قتل و غارت کا



سلسلہ شروع کر دیا تھا یہاں تک کہ چند یونانی جہازوں نے ایک مصر سے آنے والے جہاز کو پکڑ لیا جیسر سید محمد سعید آفندی قاضی مصر کہہ رہے تھے اور انکو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور ان کے بہت سے ساتھی بھی قتل ہو گئے۔ یہ واقعہ وسط شعبان ۱۳۳۸ھ میں پیش آیا اور سلطان اس خبر کو سنکر بہت رنجیدہ ہوا، پھر اس نے ایک فرمان کے ذریعہ سے کئی ایک تازہ جنگی جہاز اس بیڑہ کی تقویت کیلئے ارسال کر دیا حکم دیا جو بحر کی پیلیگو میں مجمع الجزائر یونان کی نگرانی پر امور رہتا اور حکمران وزارت بری نے اس حکم کی تعمیل میں بہت جلد آٹھ تجارتی جہازوں کو جنگی جہازات کی شکل میں تبدیل کر کے کارآمد بنا دیا۔

اسی عرصہ میں ایک ترکی تجارتی جہاز کریٹ سے آتا ہوا آٹھ یونانی جہازوں کے زخمیوں کو پھنس کر بربادی کے قریب ہو گیا تھا کہ قدرت اُپنی سے والی مصر کا بھیجا ہوا بارہ جنگی جہازوں کا بیڑہ ماتحتی و امداد و تحرم بک آپہنچا اور اس نے یونانی جہازوں کو پراگندہ کر کے انہیں سے دو جہاز گرفتار بھی کر لئے۔ آستانہ علیہ میں اس بات کی اطلاع پہنچی کہ حاکم مصر نے دو مسلح بیڑہ بھی آٹھارہ جنگی جہازوں کا ارسال کر دیا ہے تو عثمانی بیڑہ کو روانگی کا حکم ملا تاکہ وہ مذکور بالا مصری بیڑہ سے ملکر دونوں ایک ساتھ بندرگاہ پرویزہ کی طرف جائیں اور اس عثمانی بیڑہ کو غنیم کے محاصرہ سے آزادی دلائیں جو ماتحتی نصوح زادہ علی بک کے وٹوں بیکار پر رہا ہے۔ عثمانی جنگی بیڑہ روانہ ہو گیا تو وہ آٹھ تجارتی جہاز جو اب جنگی جہاز کر لئے گئے تھے مع ایک غرق جہاز کے اس کے بعد روانہ ہوئے۔ اسی مہینہ میں یونانیوں نے ایک ترکی جہاز تباقی کی وضع کا گرفتار کر لیا تھا اور اُس پر جہد و سپاہی اور قلعہ تھے انہیں سے اکثر لوگوں کو قتل کر ڈالا تھا۔ اس کا قلعہ یہ ہے کہ وہ جہاز جزیرہ مدلی کے مختصر بندرگاہ میں پھنس گیا اور دشمنوں نے اسکو ہر طرف سے محصور کر کے برباد کر ڈالا۔ جزیرہ جوندہ پر جو ترکی سپاہ اور بیڑہ ارسال کیا گیا تھا اس کے افسر سید علی بک پورٹ ارسال کی کہ جزیرہ کے باشندے مقابلہ پر آمادہ ہو کر فوج کو خشکی میں اترنے نہیں دیتے مگر چونکہ اس افسر کو پہلے ہی یہ حکم دیدیا گیا تھا کہ سرکشی ظاہر کرنے والوں کو سزا دینے میں تاقل نہ کرنا اور پھر اس نے بے رحمی و رخصت و کتابت میں وقت ضائع کیا لہذا وہ اپنے ماتحت بیڑہ کی کمان سے معزول کر دیا یا اور اس کی جگہ بطوند

مختار یک کو دی گئی جسکی ملک کے لوگوں کو غلیون اور ایک فرقاطہ جہاز اور بی ارسال کئے گئے۔ ایک خرابی اور بھی تھی وہ یہ کہ بادبانوں اور ان کے متعلق جس قدر چیزیں درکار ہوتی ہیں انکا بنانا یونانیوں کی ایجاد تھی اور وہ اس بارہ میں تمام بحری قوموں پر فوقیت رکھتے تھے۔ اس لئے دولت علیہ کو خوف پیدا ہوا کہ اگر ان لوگوں نے وقت پر کام چھوڑ دیا تو بڑی دقت پیش آئے گی چنانچہ اس نے پیش بندی کی راہ سے پہلے ایتالیا کے لوگوں کو اس خدمت پر مامور کیا اور پھر اس سے بھی مناسب تدبیر یہ کی کہ مسلمانوں کو یہ کام سکھایا جائے لگا اور تمام عثمانی سواہل میں بذریعہ فرمان بھی حکم پہنچایا گیا کہ آئندہ اس کام پر محض مسلمانوں کا تعلق ہو کرے۔ غرض کہ اس طرح پر دارالصناعۃ نے بہت کم عرصہ میں حسب ضرورت مسلمان کاریگر تیار کر لئے بلکہ تجربہ سے معلوم ہوا کہ سواہل عرب کے ملاح یورپ کے ملاحوں سے بھی کہیں بڑھ کر ماہر ہوتے ہیں لہذا ترکی بیڑہ پر اسی گروہ کے لوگوں کو مامور کیا گیا اور پھر ترکی بیڑہ بلا خوف و خطر بحرا بیض متوسط کی نگرانی کرنے کے لئے روانہ ہوا۔

محمد علی پاشا حاکم مصر نے نجیب آندی قیو کھذا سے مصر کو لکھ دیا تھا کہ سردست (۲۳) شوال ۱۲۳۳ء کو اٹھارہ جنگی جہازوں کا بیڑہ بندر گاہ اسکندریہ سے طبروز اوغلو قوچی ہاشمی محمد آغا کی ماتحتی میں عثمانی جنگی بیڑہ کی شرکت کے لئے بجانب رودس ارسال کر دیا گیا ہے اور دوسرا بیڑہ اور تیار ہو رہے جو مکمل ہوتے ہی بعد میں ارسال ہوگا۔ ترکی بیڑہ جو آستانہ علیہ سے روانہ ہو چکا تھا جزیرہ سیسام کے نزدیک پہنچا تو یونانی جہازات اس کی صورت دیکھتے ہی ہلکے بچکے اور بطور مختار پاشا اس بیڑہ کے کمان افرنے فوراً اپنے ساتھ کسے تجارتی جہازوں کو خشکی پر فوجیں اتارنے کا حکم دیا تاکہ وہ جزیرہ کے باغیوں کو سیدھا بنا سکیں، ابھی فوجیں اتر ہی تھیں کہ مختار یک کو ایمر البحر کا یہ حکم پہنچا کہ بہت جلد کپتان علی ہک کے بیڑہ سے جا ملو اور مختار یک نے اپنے ماتحت افسروں کو حکم سن کر انہیں فی الحال ننگر اٹھا دیئے تاکہ دیدیا غلطی یہ ہوئی کہ اس نے جدید تجارتی جہازوں کی نگرانی اور امداد کے لئے ایک ہی جنگی جہاز باقی نہ چھوڑا اور نہ اسکا انتظار کیا کہ فوج اتر جائے تو ان جہازوں کو بھی ساتھ لے لے اس واسطے جب وہ چلا گیا تو یونانی جہازوں نے دوبارہ واپس آکر ان تجارتی جہازوں کو

گھیر لیا اور سخت لڑائی کے بعد بوجہ اس کے کہ ان جہازوں کے طاح اور سپاہی ناتجربہ اور نئی بھرتی کے لوگ تھے آخر انکو گرفتار کر لیا اور جہازوں کو جلا دیا۔ اور یہ نقصان قناریہ کی ناقبت اندیشی سے ہوا۔ مختار بک کو راستہ میں مصری بیڑہ بھی مل گیا اور وہ دونوں ملکہ جا رہے تھے کہ آستنا مکوی کے نزدیک انکو ایک سو بادبانی کشتیاں ملیں مختار بک نے اپنی اور مصری بیڑہ کے ساتھ انکو بمقام بدر دم محاصرہ میں لیا اور جب یونان والوں نے دیکھا اب خلاصی مشکل ہے اول مرزا اور آخر مرزا تو انہوں نے ایک مایوسانہ حلہ کر کے چند ترکی جہازوں کو ہٹا دیا اور اپنا راستہ نکال کر بھاگ نکلے۔ ورنہ سب پکڑ لئے جاتے۔ ترکوں نے تعاقب اس لئے نہیں کیا کہ وہ بہت جلد پر ویزہ کو جانا چاہتے تھے۔ پھر جب مختار بک مقام پادہ ہی میں علی بک کے ساتھ جا ملا تو اس نے ایک حصہ اپنے بیڑہ کا ان یونانی جنگی جہازوں کے مقابلہ کیلئے ارسال کیا جو بندر گاہ قالہ ایکسہی میں لنگر زن تھے اور ترکی بیڑہ نے ان کو جلا کر اٹھا رہ تو پین اور بہت سا اسباب حرب غنیمت میں حاصل کیا۔ موزین نے اس فتح کا سنہاریوسف پاشا متصرف پادہ کے سر باندھے مگر دولت عثمانیہ نے باوجود اس قدر جنگی جہازوں کی موجودگی کے ان سے کوئی قابل ذکر نفع نہیں اٹھایا اور یہ سب اسوجہ سے تھا کہ اس نے ہتھوں سے بحری قوت کی طرف توجہ نہیں کی تھی اور صرف بڑی سپاہ پر اپنی جنگی قوت کا دار مدار رہنے دیا تھا۔ پھر ماہ صفر ۱۲۳۷ھ میں دولت علیہ نے نصوص نازا علی بک کو قبو دان عام ڈایمر البحر اور وزیر بحر مقرر فرما کر اسے مملکت الجزائر کا حاکم بھی متعین کیا اور محمد پاشا کو بحرابیض کا محافظ اور سپہ سالار افواج بنا کر دونوں کو بغاوت فرو کرنے کیلئے جزیرہ نماے توریہ کی طرف جائیکا حکم دیا۔

پچھلے بیازوں سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ یونانیوں کے پاس بکثرت جہازات موجود تھے۔ اور اسی کے ساتھ انکو جہاز رانی میں بھی نہایت اعلیٰ درجہ کی ہمارت حاصل تھی چنانچہ انہیں اسباب سے وہ عثمانی جنگی بیڑوں اور تجارتی جہازوں کو دبا لینے میں کامیاب ہوئے اور کئی ایک ساحلی قلعے بھی فتح کر سکے ۱۲۳۷ھ کے ماہ جمادی الثانی میں یونانیوں کے ساتھ جہاز مع ساتھ ہزار سپاہیوں کے مقام سیتام سے جزیرہ ساقز پر حملہ آور ہونے کے لئے

آئے اور اپنی فوج کو خشکی پر اتار دیا جس نے اٹھائیس دنوں تک قلعہ ساقز کا محاصرہ رکھا اور اس عرصہ میں متعدد مرتبہ پہنچے کر کے قلعہ لے لینا چاہا لیکن بہادر ترکوں نے مدافعت میں جان لٹا دی اور اعدا کو ناکام رکھا مگر ایک وقت یہ پیش آگئی کہ قلعہ کی محافظ سپاہ کے پاس گولی بارود کا ذخیرہ گھٹ چلا اسوقت ترکوں پر بالکل مایوسی چھا گئی تھی اور قریب تھا کہ باغی کامیاب ہو جائیں لیکن رحمت الہی نے ترکی زبردست بیڑہ مع ملکی سپاہ کے بڑھت بہرید یا جھکو دیکھتے ہی باغیوں کے جہاز و بہاگ کر جزیرہ ساقز کے پیچھے روپوش ہو رہے تھے اور بیڑہ نے محاصرہ باغیوں پر گولہ باری کر کے انہیں منتشر کر دیا اگرچہ اس جنگ میں باغیوں نے بھی ایک ترکی جہاز کو جو ساحل سے بہت نزدیک تھا جلا دینے میں کامیابی حاصل کی تھی تاہم جب انکی قوت منتشر ہو گئی تو نصوح زادہ علی بک قبودان عام نے آٹھ سو سپاہی مع کثیر سامان حرب و ضربکے خشکی پر اتار دئے اور قلعہ کے محصور سپاہیوں کو کمک پہنچا دی جس سے وحید پاشا محافظ قلعہ ساقز کو از سر نو قوت حاصل ہو گئی اور باغیوں کے جہازوں کو ہٹا ہوا دیکھ کر وہ ترکی سپاہ جو جزیرہ چشمہ کے ساحل اناٹولیا پر مجتمع ہو رہی تھی کشتیوں کے ذریعہ سے جزیرہ ساقز میں آ پہنچی اور بہت جلد اس جزیرہ کو باغیوں کے وجود سے پاک کر کے یہاں امن و امان قائم کر ملکی۔ انہی دنوں قبودان پاشا اور وحید پاشا محافظ جزیرہ کے امین کسی قدر ناچاقی پیدا ہو گئی جسکی وجہ یہ تھی کہ وحید پاشا ترکی جنگی بیڑہ کو جزیرہ ساقز ہی میں رکھنا چاہتا تھا اور قبودان پاشا کہتا تھا کہ اگر تیس اس طرف مصروف رہا تو جزیرہ موریہ کی بغاوت فرو کرنے کا کام یوں ہی پڑا رہ جائیگا، چنانچہ جبوقت یہ دونوں سردار باہمی اتفاق کے ساتھ جزیرہ اسپتیرہ کی بغاوت کا یہی خاتمہ کہ چکے تو دونوں نے اپنی رہدہیں الگ الگ باب عالی میں ارسال کیں اور دولت علیہ نے قبودان پاشا کی وجہ اور دلیل غالب پا کر انسی کی بات مانی اس لئے وحید پاشا نے اپنے منصب پر استعفاء چاہا اور اس کی جگہ عبدالحی پاشا نامی ایک دوسرا سردار متعین ہوا۔ اسی زمانہ میں قبل اس کے کہ وحید پاشا جزیرہ اسپتیرہ سے روانہ ہو اور اسکا جدید قائم مقام دہلی پہنچے لیکن پاشا پر ایک ایسا سانحہ وار پہنچا جس نے اس کی جان ہی لے لی اور وہ ہلاک

## حادثہ سافر

یوم شنبہ ۲۸ رمضان ۱۳۳۷ھ کو جس حالت میں کہ عثمانی بیڑہ ہاتھی نصوح نداد علی یک بند گاہ جزیرہ سافر میں استعادہ تھا ایک غیر ملکی جنگی جہاز جس پر اسٹریٹس کا نشان اڑ رہا تھا بند گاہ میں داخل ہوا اور عثمانی بیڑہ سے فاصلہ پر لنگر ڈال کر اسکا کپتان ترک امیر البحر سے ملنے کے لئے آیا جو اندون بھری قوانین کے لحاظ سے ضروری تھا، علی یک قبودان پاشا نے انکو اپنے جہاز پر بلوا کر اس سے ملاقات کی اور اسٹریٹس کپتان نے دوران گفتگو میں کہا کہ وہ ایک دن آٹم لیکر دوسرے دن چلا جائیگا۔ خیر وہ تو ملکر چلا گیا لیکن اس کے جانے کے بعد ہی قبودان پاشا کے ہمراہی انجینروں نے اس کے پاس آکر کہا کہ ہمیں اسٹریٹس اسٹریٹس جنگی جہاز کی شکل و صورت پر کچھ اور شبہ کرتا ہے اس لئے آپ حکم دیں تو ہم بحری اصول کے مطابق اس کی جانچ کر لیں کیونکہ دوران جنگ میں قانون ہکوا اجازت دیتا ہے کہ جس جہاز پر شبہ ہو اس کی تلاشی لے لی جائے۔ مگر کپتان پاشا نے ان کے کہنے پر مذاہبی توجہ نہیں کی۔ پھر اسی دن غروب آفتاب کے وقت وہ اسٹریٹس جنگی جہاز ایک مرتبہ لنگر اٹھا کر چلتا بنا حالانکہ یہ امر اس کے کپتان کی زبانی گفتگو کے بالکل مخالف تھا، اس بات کو دیکھ کر ان انجینروں نے اور دیگر ماتحت افسروں نے پھر قبودان پاشا سے کہا کہ آپ بیڑہ کو تیار رہنے کا حکم دیدیجئے تاکہ کسی ناگہانی آفت کا بروقت مقابلہ تو کیا جاسکے مگر علی یک کچھ ایسی شامت آئی تھی کہ اس نے ایک بات بھی نہ مانی اور کہا ہم لوگ سخت ڈر لوگ ہوا جی اگر دشمن آگے کا پتلا بھی ہو گا تو اپنے اندر ہی تک ہلا سکیگا ہم کیا ایسے تر والہ ہیں کہ وہ ایک دم سے گل ہی جائیگا۔ وہ لوگ خاموش تو ہو رہے لیکن انہیں یقین ہو چکا تھا کہ وہ جہاز یونانی تھا اور صرف عثمانی بیڑہ کی حالت کا پتا چلانے کو آیا تھا کہ کون کون جہاز کہاں کہاں کھڑا ہے کپتان پاشا کی غفلت اور نا عاقبت اندیشی کا اثر دوسرے افسروں پر بھی ہوا اور گوانکو کھٹکا ہو گیا تھا تاہم انہوں نے کسی قسم کی تیاری نہیں کی بلکہ بدستور بے فکری کے ساتھ آرام

کرتے رہے یہ لوگ اسی طرح غافل پڑے تھے کہ یکایک چھ گھنٹے رات گزرنے کے بعد یونانیوں کے "حرآقہ" جہازوں نے عثمانی بیڑہ کو گھیر کر آگ برہانی شروع کر دی اور کپتان پاشاہی کے جہاز کو تارک کر گھیر لیا، دوسرے فوجت افسروں پر ایسا خوف پیدا ہوا کہ انہوں نے کمان افسر کو یونانیوں کی آتش باری سے بچانے کی ذرا بھی حراست نہیں کی اور خاموشی کے ساتھ جنگ کی سیر دیکھتے ہوئے کپتان کے جہاز میں آگ لگ گئی تھی اور اس کے قریب ہی ہوا کے رخ پر جو دو دوسرا جہاز کھڑا تھا وہ بھی جلتے لگا تو کپتان پاشا نے ایک چوٹی کشتی پر سوار ہو کر بھاگنے کا سامان کیا لیکن اسی اشارے میں آگ کا اثر میگزین تک چاہنچا اور اس کے اڑتے ہی جہاز پاش پاش ہو کر اڑ گیا۔ ایک ٹکڑا اس کشتی پر بھی پڑا جو کپتان اور اس کے ہمراہیوں کو ساحل کی طرف لیجا رہی تھی اور وہ سب مع کشتی غرق ہو گئے۔

بے شک کپتان پاشا کی لاش پانی پر تیرتی ہوئی پائی گئی جو زبان حال سے اپنی غفلت و حماقت آمیز ضد کی سزا پر پہنچ جانے کا اظہار کر رہی تھی اور اسکو کال کر ساحل جزیرہ میں دفن کیا گیا۔ اس حادثہ میں کپتان پاشا اور کئی ایک لائق انجینروں کی جان جانے کے علاوہ ایک زبردست ترکی جنگی جہاز بھی غارت ہوا اور دوسرا جہاز غرق ہو گیا۔

نہایت عجب کہ بعد وحید پاشا نے تاحید و در حکم سلطانی مختار یک کو جو دان عام کے منصب پر مامور کر دیا۔ پھر بعد میں باب عالی سے قرۃ محمد پاشا کو امیر البحر کی عہدہ ملا جو باو بار دہ کے علاقوں میں گشت لگانے والے جہازات کی افواج کا سپہ سالار تھا اور مختار یک کو بھرتی جہازوں کی مع جہازات جزائر مغرب کے کمان پر مامور کر کے یہ حکم دیا گیا کہ وہ عثمانی بیڑہ کو باو بار دہ کے سمندر تک پہنچانے اور اسے جدید کپتان پاشا کے سپرد کر دینے کے بعد خود جزیرہ کویت کی طرف رخ کرے۔ مگر قرۃ محمد پاشا استعداد نالائق انصافیت ہوا کہ اس نے امیر البحر مقرر ہونے کے بعد نہ تو ان علاقوں کی طرف کوئی توجہ کی جہاں اتفاقات کا زور تھا اور نہ قلعہ اناتولی کو ضروری کمک پہنچانی جس سے وہ اپنی حفاظت کے قابل ہو سکتا بلکہ وہ سب کو یونین چپور کر مع بیڑہ کے آبناے ڈارڈنلز کی طرف چلا آیا۔ سلطان نے اس کی کہینہ حرکت سے ناراض ہو کر اسے معزول کر دیا اور اس کے عہدہ کو پاشا حاکم

طرابلسیوں کو امیر البحر مقرر فرمایا +

سال مذکور کے ماہ شعبان میں خسرو پاشا پچاس فرقاطہ اور قزویت وضع کے جنگی جہازوں کا بیڑہ ساتھ لیکر بحر اربعہ کی طرف روانہ ہوا اور اس کے بعد ہی ایک دوسرا عثمانی بیڑہ ایک اپرچ انیسالی، چار قباق، اسیس فرقاطہ جہازوں کا بیڑہ اسد کی آبائے کی حفاظت کے لئے بھیجا گیا۔ کاش اگر دولت علیہ ان تمام جہازوں کو ایک ساتھ ہی سواحل یونان کی طرف بھیج سکتی تو اس میں شک نہ تھا کہ یونانی باغیوں کا جنگی بجائے میں قلع قمع ہو جاتا۔ خسرو پاشا سواحل یونان پر پہنچ کر یہ دیکھنے کے بعد کہ باغیوں نے مندن اور کوتزل حصار کے علاقوں کو برباد کر ڈالا ہے اپنے چند جہازوں کی درستی اور سامان رسد وغیرہ لینے کے واسطے مصری سمندر کا رخ کیا۔ جسکا ذکر لطفی آفندی نے اپنی تاریخ میں کیا ہے۔ پھر ۱۰۳۱ھ میں سلطان نے ایک فرمان ابراہیم پاشا فرزند ابکر محمد علی پاشا حاکم مصر کے نام اس مضمون کا صادر کیا کہ وہ با اختیار افسر کی حیثیت سے یونان کی بغاوت کو فرو کرے یعنی اسکو کسی کارروائی میں سلطان سے اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ برسر موقع جو مناسب نظر آئے گا اسی کے مطابق کر دے گا۔ یہ حکم نہ ایک ترک بحری افسر حسین بک کی معرفت اسکندریہ کو بھیجا گیا اور اس کے ساتھ چند جنگی جہازوں کا بیڑہ بھی تھا۔ اور دوسرا حکم نامہ اس بیڑہ جہازات کے نام جاری ہوا جو چشمہ فی خلیل بک کی ماتحتی میں بالوریا دہ کے سمند میں موجود تھا کہ وہ ابراہیم پاشا کی ماتحتی اور ہرطری میں رہے۔ مگر حکم فرمان سلطانی موصول ہوتے ہی ابراہیم پاشا مع ایک زبردست جنگی بیڑہ اور جہاز مصری سپاہ کے بندرگاہ اسکندریہ سے روانہ ہو گیا، اس کی روانگی ماہ ذی القعدہ ۱۰۳۱ھ میں ہوئی تھی۔ راستہ میں اسے قبووان خسرو پاشا کا بیڑہ بھی بدروم کے نزدیک مل گیا جسکے سواحل مودیات تک پہنچنے میں تاخیر کا سبب یہ ہوا تھا کہ جزیرہ سیسیام کے نزدیک باغیوں کے جہازوں نے آپس جملہ کر دیا تھا اور خسرو پاشا نے انکو ہزیمت کئے ان کے کئی جہاز تباہ اور بہت سے گرفتار کئے تھے اور جب باغی یونانیوں نے انتقام کی غرض سے دوبارہ بدحواقہ جہازوں کے ساتھ ترکی بیڑہ پر حملہ کیا تاکہ وہ انکو

جلادیں تو خسرو پاشا اور اس کے ماتحت افسروں کی ہوشیاری اور مستعدی نے کام دیا اور یونانی اپنے "حرقہ" جہازوں کو تلف کر کے بھاگ نکلے۔ خسرو پاشا نے دیکھا کہ مصری بیڑہ جاتحتی ابراہیم پاشا کے آگیا ہے تو وہ چند جہازوں کا مختصر بیڑہ ساتھ لیکر بعض ضروری امور کی انجام دہی کے لئے آستانہ علیہ کو چلا گیا اور باقی جہازات جاتحتی مختار بیک ابراہیم پاشا کی ہمرہی میں چھوڑ دی۔ ابراہیم پاشا بدردم سے موریہ کی طرف بڑھا تو جزیرہ ساقز کے نزدیک یونانی جہازات اس سے ہی مقابل ہوئے مگر اس نے سخت جنگ کے بعد یونانیوں کو شکست دی اور یونانیوں نے بیڑہ دکھانے کے سوا کوئی نفع نہیں اٹھایا۔

ابراہیم پاشا ناموافق ہو کے باعث آگے بڑھنے سے مجبور تھا اس لئے پہلے وہ بندرگاہ سودہ کو چلا گیا، اسی طرح چار مہینے کامل بسر کر کے آخر ماہ رجب ۱۰۸۷ء میں بندرگاہ سودہ سے موریہ کی طرف چلا۔ ابراہیم پاشا کے ساتھ چھ ہزار پیدل اور چھ سو سوار فوج تھی، چنانچہ وہ جزیرہ نمائے موریہ کے ساحل پر پہنچا اور قلعہ متون کے نزدیک آیا تو اپنی سپاہ خشکی پر اتار دی، باغی لوگ جو قلعہ دے متون اور قورون کا محاصرہ کئے تھے مصری سپاہ کو دیکھتے ہی بھاگ نکلے۔ ابراہیم پاشا کا آگے بڑھنا اس لئے ملتوی رہا کہ اس کے باربرداری کے جہازات پیچھے رہ گئے تھے چنانچہ جب وسط ماہ رمضان میں وہ سب جہازات اس سے آئے تو اس نے موسم بہار کو قریب آتا دیکھ کر تمام اُن مقاموں میں جہاں بغاوت پھیلی تھی ایک ساتھ جنگی کاروائی آغاز کر دی ابراہیم پاشا اپنے ساتھ کی بڑی فوج لئے ہوئے نادایین پر خشکی کی طرف سے بڑھا اور مصری اور ترکی بیڑوں نے دریائی سمت سے اس کا محاصرہ کر لیا، دونوں طرف سے دباؤ پڑنے کے بعد باغیوں نے بہت کچھ لڑ بھڑ کر آخر قلعہ نادایین کو چھوڑ دیا اور مصری سپاہ اس میں داخل ہو کر بہت سال غنیمت حاصل کیا۔ ۱۰۸۷ء کے ماہ شعبان میں محمد رشید پاشا سرعکر روڈیلین شہر سیونو کی کھ محاصرہ خشکی کی طرف سے کر لیا تھا اور امیر البحر خسرو پاشا اٹھارہ نو تعمیر جہازوں کا بیڑہ لئے ہوئے محمد رشید پاشا کو سامان جنگ اور خزانہ پہنچانے کے لئے آ رہا تھا کہ اسے ابناے اندیرہ سے گزرتے وقت چند باغیوں کے جہازات مل گئے اور اس نے حملہ کر کے انکو براگندہ کر دیا لیکن اس جنگ میں خسرو پاشا نے خود ہی نقصان



اٹھایا یعنی باغی جہازوں نے اس کے بیڑہ کا خزانہ بردار جہاز پکڑ لیا۔ غرض کہ اس شخص سے  
 پچکر ترکی بیڑہ بندرگاہ مسیولونکی میں آگیا تو سامان رسد وغیرہ محاصرہ سپاہ کو پہنچا کر  
 پکتان پاشا نے ضرر رسیدہ جہازوں کی مرمت ہی کر لی اور پھر وہ مصری جنگی بیڑہ سے  
 ملا جبکہ کمان افرح محمد تک محمد علی پاشا کا داماد تھا اور اب دونوں ساتھ ملکر وہ بارہ مسیو  
 لی کی طرف بڑھے۔ دوسری جانب ابراہیم پاشا اپنی فوج کو لئے ہوئے مقام بادہ میں  
 آگیا تھا اور اس نے سرسک پاشا سے اتفاق رائے کر کے خشکی کی طرف سے مسیولونکی پر  
 محاصرہ قائم کرنے کی تجویز طے کر لی تھی چنانچہ اس نے بہت عرصہ یہ کارروائی مکمل کر لی اور  
 اب خشکی میں مصری و ترکی افواج ہاتھتھی ابراہیم پاشا اور سرسک محمد رشید پاشا کے محاصرہ پر  
 مٹی ہوئی تھیں تو دریا میں مصری اور عثمانی جنگی بیڑوں نے قلعہ مسیولونکی کو گھیر رکھا تھا اور اس  
 طرح محصور باغیوں کے پاس کمک اور رسد آنا بند ہو گئی تھی، یونانی جہازوں نے دو مرتبہ  
 ناخون کمک زور لگا کر چاہا کہ ترکی اور مصری بیڑوں کا محاصرہ توڑ کر کسی طرح محصورین کو  
 کمک پہنچا دیں لیکن وہ ہر بار زک اٹھا کر پسپا ہوئے پھر اسکے بعد تیسری مرتبہ چار یونانی  
 جنگی جہاز پندرہ حراۃ کشتیوں کے ساتھ آئے اور انہوں نے چاہا کہ ترکی اور مصری بیڑہ پر  
 حملہ کر کے قلعہ بند باغیوں کو سامان جنگ پہنچا دیں مگر اس مرتبہ بھی انکو ناکامی ہی کا منہ  
 دیکھنا پڑا اور کئی یونانی جہاز زبرد باد ہو گئے۔ بعض مورخین کا بیان ہے کہ ان یونانی جہازوں میں  
 ایک دخانی جہاز بھی تھا۔ اور اس قول کی صحت کہہ بعید از قیاس نہیں ہو سکتی کیونکہ انڈون  
 دخانی آلات کی ایجاد مکمل ہو چکی تھی اور بحری دنیا میں ہی اسکا استعمال شروع ہو گیا تھا۔ مگر  
 ہنوز حال حال ہی دخانی جہاز بنے تھے اور انکی اشاعت بکثرت نہیں ہوئی تھی +

مسیولونکی ملک یونان کا سب سے بڑا مستحکم اور دشواری سے فتح ہونے والا  
 قلعہ تھا جغرافیائی موقع اسکو ایسا نصیب ہوا تھا کہ شاذ و نادر ہی کسی مقام کو ملے گا۔ خشکی کی طرف  
 سے اس کے تینوں جانب بڑے بڑے پانی سے لبریز تالاب اور تیرائی کے مقامات تھے۔  
 اور بحری ساحل پر ایک دریا فی میل کی مسافت تک کیلئے چٹانوں کا سلسلہ سطح سمندر کے  
 نیچے چھایا ہوا تھا، اور پھر اس کے چاروں جانب بہت سے جزروں کا جھرمٹ تھا جنہیں سے

ایک چھوٹا سا جزیرہ اسپیلقوز نامی کبھی ایک زبردست مورچوں سے قلعہ بند کر لیا گیا تھا، بہر حال مجموعی حیثیت سے اس قلعہ پر حملہ کرنا اور اس کی فتح کا خیال دل میں لانا درجہ ہی سے کئے گئے مانگوں کا مصداق تھا۔ ترکوں نے اس قلعہ کا محاصرہ شروع کیا۔ تو ان کے سپہ سالار نے سب سے پہلے جزیرہ اسپیلقوز کے مورچوں کا لینا ضروری تصور کیا اور اسی وجہ سے انہوں نے بہت سی چھوٹی کشتیوں کا ایک جنگی بیڑہ تیار کر کے اسے مسلح بنایا اور چیدہ چیدہ بہاؤ پر پوری سپاہی اور ملاح اسپر امور کئے۔ اس ہلکی اور تیز رفتار بیڑہ پر تیز چلنے والی توپوں اور مخفی قوتوں کی کافی مقدار رکھی گئی تھی اور چشمہ حسین بک ایک تجربہ کار۔ پھر افسر کی کمان پر مامور ہوا تھا جس نے بڑی ہوشیاری اور آراستگی کے ساتھ اپنا بیڑہ بڑھانا شروع کیا پانی کا اندازہ لیتا اور چٹانوں کے مندر سے چٹا ہوا یہ ترکی بیڑہ جزیرہ سے قریب ہو گیا تو باغی یونانیوں نے جان پر کھیل کر بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن ترکوں کا پلہ ولیری میں غالب رہا اور وہ (۱۵ رمضان ۱۰۱۲ھ) کو بارہ بجے دن سے پہلے ہی پہلے اٹس جزیرہ پر قابض ہو گئے چونکہ مسیولونکی یونانی علاقہ کا سب سے مستحکم اور ناممکن الفتح قلعہ تھا اس واسطے باغی یونانیوں نے اپنا تمام قیمتی ساز و سامان اور اپنے بال بچوں کو بھی اسی قلعہ میں رکھا تھا اور یہی سبب ہے کہ ترکوں نے اس قلعہ کو فتح کرنے کے بعد پیشمار مال غنیمت حاصل کیا غرض کہ رفتہ رفتہ ترکی سپاہ نے تمام چھوٹے چھوٹے جزیروں کے یونانی مورچے پھین لئے اور خاص شہر کا محاصرہ شروع کر دیا۔

یونانیوں کے تمام قیمتی ذخیرے اور ان کے بال بچے اسی قلعہ میں تھے اس لئے ان کو تیرکوں کے اسپر اتنا شدید محاصرہ قائم کرنے سے بڑی آفت کا سامنا ہو گیا تھا اور وہ ہزاروں طرح اسکا محاصرہ توڑنے کے لئے زور لگاتے تھے۔ بحری راستہ سے قلعہ والوں کو کمک دینا ممکن نہ ہوا تو انہوں نے دولت علیہ کے متعدد بندرگاہوں مثل قبرص، بیروت، اور عسک، وغیرہ پر حملے کرنے کا آغاز کر دئے، انکا خیال تھا کہ ترکی بیڑے اس طرف ہماری روک تھام کے لئے چلے آئینگے اور ہم بخوبی قلعہ والوں کو مدد دے سکیں گے مگر انکا یہ خیال خام نکلا وہ شکست اٹھا کہ سپاہ ہوئے اور قلعہ مسیولونکی ترکوں نے فتح کر لیا، اس قلعہ کے فتح ہونے کی خوش خبری ساتویں دن دوبارہ ملاقات میں پہنچ گئی اور عام مسرت کا اسپر اظہار ہوا۔ مسیولونکی کی فتح

کے بعد ابراہیم پاشا اور خسرو پاشا کے مابین نا اتفاقی پیدا ہو گئی تو دولت علیہ نے اس اختلاف کے بڑے نتائج سے ڈر کر خسرو پاشا کو آسانہ علیہ میں بلا لیا اور نوجوان سردار ابراہیم پاشا نہایت خوش تدبیری سے بغاوت فرو کرتا اور باغیوں کا قلع قمع کرتا رہا۔ اس نے فتح میولونکی سے فراغت پا کر بیس عثمانی جنگی جہازوں کے ساتھ جالیجہ اور صولیجہ دونوں جزیرے بھی فتح کر لئے جو باقی ماندہ باغی یونانیوں کی جائے پناہ بن گئے تھے اور ترکی و مصری فوجیں برابر فتح و ظفر حاصل کرتی رہیں تھے کہ سلسلہ صحر کے خاتمہ سے پہلے ہی دولت علیہ نے تمام اینٹھنر کے علاقے جو باغیوں کے ہاتھوں میں چلے گئے تھے واپس لے لئے اور افسانہ کا بھی قلع قمع ہو گیا اور یہ دیر دجلہ و ابراہیم پاشا کی خوش تدبیری اور مصری سپاہ کی لیاقت کا نتیجہ تھا اگرچہ اب یونانی علاقوں پر ترکوں نے دوبارہ کامل تسلط کر لیا تھا اور اندرون ملک سے بغاوت کا اثر زائل ہو چکا تھا تاہم یونانیوں کے جہازات ترکی جہازوں کو ستاتے رہتے تھے اور ان کا خطر سفر کرنا بند کر رکھا تھا سلطان نے یہ حالت ملاحظہ فرما کر محمد علی پاشا حاکم مصر کو بذریعہ فرمان شاہی جزیرہ نمائے موریا اور جزیرہ کریٹ کا بھی حاکم مقرر فرما کر یہ حکم دیا کہ بحر سفید کے جزیرے کو باغیوں کے وجود سے پاک بنائے اور سلسلہ صحر میں یہ فرمان محمد علی پاشا کو پہنچایا جسکی تعمیل پر اس نے کمر باندھی۔ پھر اسی سال خسرو پاشا امیر البحر کے عہدہ سے الگ کر دیا گیا اور اس کی جگہ پر عزت پاشا امیر البحر متعین ہوئے اور جنگل اوغلی طاہر پاشا البطرونہ اس بیڑہ کا کمان افسر مقرر ہوئے اور جزیرہ نمائے موریا کے سمندریں موجود تھا اور وہ اس بیڑہ کو ساتھ لیکر بندرگاہ نادارین کی سمت چلا۔ اور جب طاہر پاشا وہاں پہنچ گیا تو اس کے چند روز بعد محرم بک محمد علی پاشا کا داماد بھی مصری جنگی بیڑہ کو لئے ہوئے وہاں آگیا اور دونوں بیڑوں کے جہازات ٹکرائے (۱۵) جنگی جہازوں کا زبردست بیڑہ بن گیا جو ابراہیم پاشا کی ماتحتی میں رکھا گیا تھا اور اس نے بیڑہ کو جزائر صولیجہ اور جالیجہ کی طرف جانیکا حکم دیا۔ اسی اثنا میں بہت سے یونانی جہازات تلافی سولیون پر حملہ آور ہوئے جو دراصل یونانی قلعہ تھا اور ترکوں نے ان سے چھین لیا تھا ابراہیم پاشا نے یہ خبر سن کر اپنے بیڑہ کا ایک حصہ آنگورک نیو کیلئے روانہ کیا۔ جس نے یونانیوں کو شکست دے کر ان سے ہٹا دیا اور یونانیوں کی اس شکست کے بعد

دول یورپ کی مداخلت اور مذاہرین کا قابل افسوس واقعہ پیش آیا جس کا ذکر آگے چلکے  
موقع سے آئیگا۔

## آق کرمان کی شرطیں۔

حکومت روس نے دولت علیہ کے ساتھ بخارست کا معاہدہ ایسے وقت میں کیا  
تھا کہ نپولین اعظم اپنی فوجیں لیکر روسی سرحد پر آدھکا تھا اور روسی حکومت کو بجز اس کے  
کوئی چارہ نہ تھا کہ ٹشکی سے صلح کر کے اس نئے دشمن کا مقابلہ کر نیکو آمادہ ہو۔ اس معاہدہ  
کی بعض شرطیں ایسی گہری ہول تھیں کہ انکی وضاحت اور تفسیر ہم ضروری تھی اور حکومتوں  
اس بات کے لئے وقت اور موقع کی منتظر تھی جیسے ہی دولت علیہ بغاوت یونان کے  
خرخشہ میں مبتلا ہوئی اور بڑا بازار لگزیٹڈ جس کے فاتحانہ حوصلے بہت ہو چکے تھے  
فوش ہو گیا تو اس کے ذہان جانفشین ذرا نکولس اول نے یہ موقع معاہدہ بخارست کی  
ترمیم و توضیح کیلئے مناسب پا کر اپنے سفیر کو ہایت کی کہ وہ باب عالی سے اس معاہدہ  
کے از سر نو تحریر کرنے کی تحریک کرے پہلے تو باب عالی نے روسی سفیر کی درخواست مسترد  
کر دی لیکن جب وہ آستانہ علیہ سے روانہ ہو گیا تو دیوان نے اس خیال سے کہ یونان  
کی بغاوت ہی کا مسئلہ کیا کم باعث تلخاں ہے جس پر نئی غلش روس سے بگاڑ لینے کی بھی  
اضافہ کی جائے روسی حکومت سے معاہدہ کی ترمیم پر گفتگو کرنا منظور کر لیا اور اپنی طرف سے  
دو سفیر دی آفندی ناظر عباسیجانہ ونا پولیا اور ابراہیم آفندی ہفت، ایک صاحب غلام  
کو نام آق کرمان پیچیدہ تاکہ وہ روسی قائم مقام سے گفتگو کر کے مناسب فیصلہ کریں۔  
چنانچہ بہت کچھ بد و بدول اور کشت و مباحثہ کے بعد بائیں نے معاہدہ بخارست کے بعض  
دفعات میں توسیع و تشریح کو بندہ۔ جو سرحد اناطولیہ کی سرحدوں اور افلاک، بغداد  
کے دوسو یوں اور مملکت سرویا کے خاص حقوق سے تعلق رکھتے تھے۔ افلاک اور بغداد  
کے صوبوں کی نسبت فیصلہ ہو گیا کہ ان کے حکام ملک کے معزز لوگوں میں سے سات سال  
کیلئے مقرر ہو کر بیٹھے اور ان کے عزل و نصب کے وقت روسی حکومت کو رائے دینی کا

حق ہوگا، وہ دونوں امیر دولت عثمانیہ کو بقتلہ خراج دیتے ہوئے اور روسی حکومت کو  
 ان مسلمان باشندوں کے بارہ میں کچھ دخل دینے کا حق نہ ہوگا جو قاتلوں کے اندر رہتے ہیں  
 اور نہ وہ ان دونوں صوبوں کے اندرونی معاملات میں کوئی مداخلت کرے گی اور روسی حکومت  
 کو بحیرہ اسود میں جہاز رانی کی آزادی دی جائے گی۔ یہ ترمیم مسئلہ میں ہوئی تھی +

## مینی چری سپاہ کی بربادی اور جدید قوتیں تیار

سلطان محمود خان دوم کو اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ سلطنت عثمانیہ کی کمزوری اور  
 تباہی کی پہلی علت مینی چری سپاہ کی سرکشی اور ان کا نفع ہملہ حالت بعدیدہ ہونا، ظلم و ستم،  
 ناقصاتی حکام اور دیگر طرح طرح کی غمراہیاں تھیں اور یہ ایک یہ فوج موجود رہیگی ممکن  
 نہیں کہ کسی طرح بھی سلطنت کی حالت درست ہو سکے یا اسکا خزانہ اس کو تنک فوج کے  
 بار سے سنبھال دے۔ لہذا اسکو مسئلہ ملا رہی ہے یہ فکر دانگیر رہتی تھی اور اسی اسطو  
 اس نے جدید یورپین وضع پر فوج تیار کرنی شروع کر دی تھی۔ سلطان محمود دوم کا ارادہ  
 روز بروز قوی ہوتا گیا اور جب وہ وقت نزدیک آیا کہ مینی چریوں کو انکے اعمال کی  
 واقعی سزا دی جائے تو پہلے اس نے ایک فرمان صادر کیا جس میں مینی چریوں کی بد اعمالیاں  
 لکھ کر انکی سابقہ مذمات کا موجودہ حالت سے مقابلہ کر کے دکھایا تھا کہ اب یہ فوج بجا کر  
 سلطنت کی حفاظت و حامی ہونے کے اس کی بجائے کئی پرانا وہ ہوتی ہے، مینی چریوں نے  
 اس فرمان کا حال سنا تو وہ سرکشی پر نکل گئے اور تمام شہر میں پہلے شکر سلطان، وزیر  
 اور علماء کو قتل کر سنے کے درپے ہوئے اور ہر ایسے شخص کو جو نظام جدید کا حامی تھا شاید  
 چار تیار تھے۔ انہوں نے سلیم پاشا وزیر اعظم کا گھر لوٹ لیا اور عیا کے گھروں کو لوٹ اور  
 ہلکا کر آفت برباد کر دی صدر اعظم ہاگ، کر سلطان کی خدمت میں پہنچا اور تمام حالات گزارش  
 کئے سلطان تو پہلے ہی سے تیار تھا اس نے فوراً حکم دیا کہ تو چنانہ کو جمع کیا جائے اور علم  
 مقدس کو ہر سرے سلطانی کے سامنے نصب کر دیا پھر منادی کی گئی تاکہ لوگ علم کے زیر  
 سایہ اکٹھے ہوں اور باغیوں کو سزا دیں ہزاروں مسلمان جنہیں علماء و فوجی افسر سپاہی

[illegible]

کی بربادی کا یہی حکم صادر کیا اور ان کے تمام تھکنے جو بڑے عالی کے مرکز تھے کہندو اگر خاک سے برابر کرادئے، یہ کارروائی نہ صرف خاص دارالافت میں لگائی بلکہ سلطانی قلمرو میں جہاں جہاں اس خاندانہ کے لوگ تھے سب کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا گیا +

چونکہ سلطان محمود کو اپنے قلمرو اور اپنی سلطنت کے کاروبار میں مناسب موقع یورپین وضع و آیین کا داخل کرنا بہت ضروری معلوم ہوتا تھا اور اب سب سے بڑی مانع جماعت بینی چریو لہا کی یہی برباد کر دی گئی تھی اس لئے اس نے فوج کا لباس یورپین وضع پر تبدیل کر دیا اور عامہ کی جنگ طربوش (تکی ٹوپی) کا استعمال جاری کیا۔ اور وہ سلاطین آل عثمان میں سے پہلا سلطان ہے جس نے نظام فوج میں تبدیلی کی +

## جنگ یونان کا باقی ماندہ حال اور نادارین کی

### بحری جنگ کے حالات

بغادت یونان کے زمانہ میں تمام یورپ کی عجیب حالت تھی صد ہا انجمنیں قائم ہو گئی تھیں جو مفسد یونانیوں کو امداد دیتے رہنے کے علاوہ حکمرانان یورپ پر زور دے رہی تھیں کہ وہ یونان کے عیسائیوں کی اعانت کے لئے ٹرکی پر زور ڈالیں اور اس کو لڑائی سے روک کر یونانیوں کو آزادی دلائیں۔ پھر جب عثمانی سپاہ نے مسیحوں کی اور ایچمنٹ کے دونوں شہر مع دیگر مقامات کے باغیوں کے ہاتھوں سے واپس لے لئے اور غریبی حصہ یونان کی بغاوت کا بالکل خاتمہ کر دیا۔ نیز بہرہیم پاشا نے موزیا کا ملک بھی بڑے حصہ تک سلیم و نقاد بنالیا تو خود یونانیوں اور ان کی حمایتی اہل یورپ کی دشمنی آئندہ میں جو یونان کو خود مختاری دلانے کی بابت قائم ہو رہی تھیں مضحل ہو چکیں اور

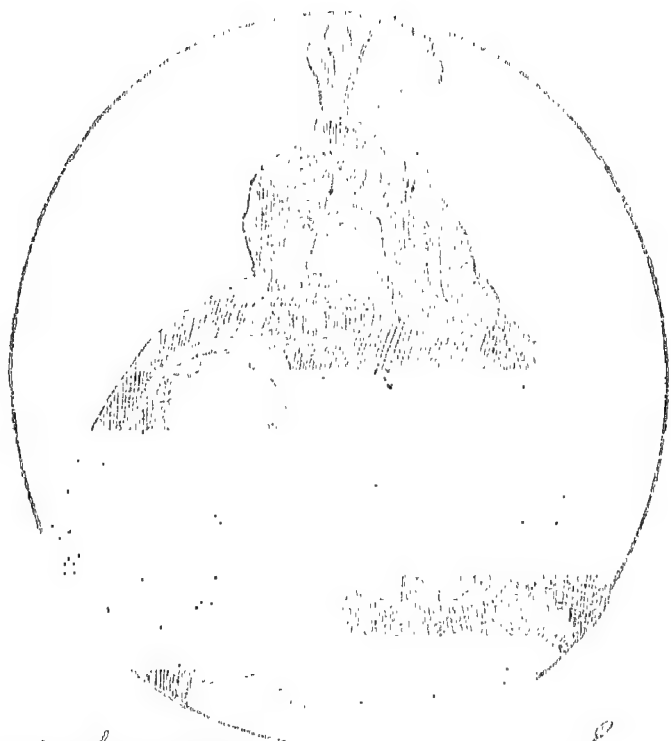
حقیقہ عامیہ صفحہ گزشتہ ۱۰۰ وہ آغا سلطان محمد چہارم کے ہمیں گزرا تھا۔ عام لوگ اس فتنہ کو چرخ بجا بنوالا فرقہ کہتے ہیں کیونکہ وہ اندھیرے میں بیٹھ کر نہایت قبیح افعال اور سخت ترین گناہوں

کو دیکھ کر، مٹا کر، ترشہ اور کھنکھارے سے ہر دست کرے تھے۔ (دراخت)

انہوں نے دیکھا کہ چنسا پھنسا یا شکار تہہ سے نکلا جاتا ہے۔ پھر تو یونانیوں کے ہوانہوں نے وہ شور و غل مچایا کہ زمین سر پر اٹھائی اور روس، انگلستان، اور فرانس کی فینوں زبردست حکومتیں علی طور پر اس لڑائی میں مداخلت کرنے اور یونانیوں کی جنبہ داری کرتے پر آمادہ ہو گئیں چنانچہ اس غرض کی تکمیل کے لئے ۱۸۲۷ء میں بتام لندن ایک کانفرنس دول تھانہ کی منعقد ہوئی اور اس کے ممبروں نے یہ تجویز پاس کی کہ تینوں طاقتیں باب عالی کو مجبور کر دیں کہ وہ یونان کی خود مختار سلطنت بنادے اور صرف ایک تاروان جنگ کی رقم یونان سے وادی جائے جسکا تین بچس ہوگا اور اسی طرح دونوں سلطنتوں کی سرحدیں بھی بعد میں مقرر ہوتی رہیں گی۔ اس قرارداد کا ایک معاہدہ لکھ کر سب نے اس پر دستخط کر دئے اور پھر باب عالی کو ایک یادداشت اسی مضمون کی پیروی گئی تھی کہ اس آئنا دین وہ اپنی بحری اور بری فوجوں کو لڑائی سے روک سکے، دولت علیہ نے دول یورپ کی اس قرارداد پر کوئی توجہ نہیں کی کیونکہ قانون مابین الاقوام کے رو سے کسی سلطنت کو اس کے اندرونی معاملات میں مداخلت کر لینا حق نہیں تھا اور اسی طرح وہ بھی کسی دوسری حکومت کے اندرونی امور میں دخل نہیں دے سکتی تھی۔ مگر دولت عثمانیہ کو اس بات کا خیال بھی نہ تھا کہ یورپ کے ممبروں میں قوت کے ہر طرح کے حقوق حاصل ہوتے ہیں اس لئے جب تک کسی زبردست طاقت سے سابقہ نہ پڑے اس وقت تک یورپ کے نزدیک قانون بین الاقوام کوئی چیز نہیں ہے اسی لئے اہلیت کا زمانہ گزر جانے کے بعد تینوں حکومتوں نے اپنے جنگی بیڑے یونان کے سمندروں نے بھیج دیئے تاکہ وہ ترکوں کو دھمکا کر جنگ سے باز رکھیں۔ روسی بیڑہ آٹھ جنگی جہازوں کا ایڈمرل ڈیڈین "Admiral Duden" کی ماتحتی میں جب ۱۸۲۴ء توپیں تھیں، انگریزی بیڑہ بارہ جنگی جہازوں کا مع ۱۸۰۰ توپوں کے ایڈمرل سراڈورڈ کاڈرنگٹن "Admiral Sirard" کی ماتحتی میں اور فرانسیسی بیڑہ سات جنگی جہازوں کا مع ۲۴۰ توپوں کے ایڈمرل ڈیرینی "Rigny" کی ماتحتی میں آیا تھا اور ان کے مقابلہ پر وہ ترکی بیڑہ جو ابراہیم پاشا عام سپہ سالار موریا کی ماتحتی میں موجود تھا (۱۸۲۸ء) توپوں سے مرکب ماتحتی بطور عثمانی جنگل اوغلی طاہر پاشا کے اور سولہ مہری جنگی جہازوں



سے مرکب زیر کمان محترم بک کے مع چند ایسے جہازات کے جو ٹیونس اور الجزائر سے آئے تھے بندر گاہ نادارین کے اندر استیلاہ تھا۔ دول ثلاثہ کے جنگی بیڑوں نے یونانی سمندر میں پہنچ کر بنائے نادارین سے باہر قیام کیا اور انکے افسروں نے فوراً ایک یا دو اثمت ابراہیم پاشے کے پاس۔ دانہ کی حکماء مدعا یہ تھا کہ وہ فوراً جنگی کارروائی خشکی اور تری دونوں میں روک دے کیونکہ انگلستان، روس، اور فرانس نے یونان کا خود مختار ملک ہونا تسلیم کر لیا ہے اور اگر تم اس امر سے مخالفت کرو گے تو بزور بازو رکھے جاؤ گے۔ ابراہیم پاشا نے انکو جو ابدیا کہ یہ حق کسی حکومت کو بھی نہیں ہے کہ وہ عثمانی بیڑہ کو اس کے ملوکہ سمندر کے اندر نقل و حرکت کرنے سے باز رکھے، مجھے اپنے آقا سلطان آل عثمان کے اس حکم کی تعمیل کرنا لازم ہے کہ جبر جمع الجزائر یونان میں جہان ضرورت ہو عثمانی بیڑہ کو ارسال کروں۔ مگر دول ثلاثہ کے ایڈمرل اس سے دوبارہ یہی کہتے گئے کہ ہم مجبور ہیں اور ہمیں اپنی سلطنتوں کا یہی حکم ملا ہے کہ قطعی طہ پر ترکوں کو جنگ کرنے سے روک دیں۔ ابراہیم پاشا اس طرح کا بے جوڑ جواب سنکر خود فرانسیزی بیڑہ کے امیر البحر سے ملنے چلا گیا اور حسب اس سے پوری طرح ایسی تجویز ہو جائیکا حال معلوم کر لیا تو باب عالی کو جملہ واقعات کی رپورٹ ارسال کر کے جواب کا منتظر رہا اور دول متحدہ کے بیڑوں نے اس بات کی ذمہ داری کر لی کہ جیسے حکام سنیہ کی طرف سے کوئی حکم قطعی نہ آجائیکا میں ترکی اور مصری بیڑوں کو بندر گاہ نادارین سے باہر نہ نکلنے دوں گا اور لڑائی کو بھی بند رکھوں گا۔ مگر بدعواش یونانی اپنی شرارت سے باز نہیں آتے تھے۔ ابھی کہ یہ حالت قائم تھی کہ چھ انگریزی جہازوں نے مسیٹر لونگلی کے مقابل عثمانی بادبانی جہازوں کو حملہ کر کے غرق کر دیا، پھر تو ابراہیم پاشا کو سخت غصہ آیا اور اس نے کہا کہ وہ وہ یہ تو خوب دہی کہ یونانی حمایت یورپ کے لیے ہو رہی ہے پر شرارت کہتے ہیں کہ وہ دہی کو اس کا تہ پیر باندھ دے جائیں۔ اسی واسطے انکو اپنی ذمہ داری باطل کر دینے کا موقع مل گیا اور چونکہ یورپین بیڑوں کے ایڈمرلوں نے اس سے پہلے کہدیا تھا کہ وہ سواحل موریہ پر واقع ہونے والے سلطانی قلعوں کو برسا اور دیگر سامان پہنچانے میں مزاحمت نہ کریں گے اس لیے اس نے انہیں بخیر و غیرہ کی طرف اشارہ کر کے تیار کیا کہیں اور حسب وہ جہازوں کو روانہ کی



Handwritten text in a cursive script, likely a signature or a name, positioned below the circular emblem.



کے واسطے مہیا کر چکا تو یکایک انگریز امیر البحر نے اپنا ایک قرقاطہ جہاز دمانہ آہٹاے نادارین پر بیڑہ مزاحم کے لپیٹ کر بار برداری کے جہازوں کو بالکل روک دیا اور اسکا کچھ خیال نہیں کیا کہ ہنوز دولت علیہ کے درستانہ تعلقات انگلستان، فرانس، اور روس میں سے کسی حکومت کے ساتھ منقطع نہیں ہوئے ہیں۔ اسی عرصہ میں باب عالی کی طرف سے ابراہیم پاشا کو یہ جواب بھی مل گیا کہ تم دول تلاتہ کے جنگی بیڑوں کی دہکیوں کی کچھ پرداہ نہ کرنا اور جہاں تک تم سے ممکن ہو ملک و ملت کی حفاظت پر کمر بستہ رہ کر آہٹاے نادارین کی نگہداشت کرنا اگر دول تلاتہ کے بیڑے مخالفت کا اظہار کریں تو تم بھی انکو دیا ہی جواب دو اور تھکو بلا مزید استفسار کے ہر ایک مناسب کارروائی کر لیا اختیار دیا جاتا ہے۔ ابراہیم پاشا نے یہ حکم پا کر اپنا بیڑہ کھلے سمند میں نکالتے سے پرہیز کیا اور ماتحت بحری افسروں کو جمع کر کے ان سے صلاح طلب کی کہ اب کیا کرنا چاہئے سب نے اتفاق رائے یہ بات کہی کہ ترکی اور مصری جہانات جو اس وقت ہمارے پاس موجود ہیں کسی طرح مخالف کے بیڑہ سے عہدہ برائیں ہو سکتے اور اسکی بابت ایک محضر لکھ کر ابراہیم پاشا نے آستانہ علیہ کی طرف روانہ کیا اور اسی کے ساتھ ایک عرضداشت میں مضمون کی بھی ارسال کی کہ وہ ہر ایک مناسب طریقہ سے دولت علیہ کے اعزاز کو بچانے کی سعی کرنے کے لئے آمادہ ہے۔ پھر ابراہیم پاشا نے فنون بحری سے واقف لوگوں کے ساتھ مشورہ کر کے جنگل اوغلی طاہر پاشا اور محرم بک دونوں افسروں کو ہایت کردی کہ خردوار آہٹاے نادارین سے باہر نہ نکلنا اور دول متفقہ کے بیڑوں سے درستانہ برتاؤ قائم رکھنا اور اسکے بعد بیڑوں کو بندرگاہ نادارین میں چھوڑ کر خود موریہ کے اندرونی علاقہ میں چلا گیا تاکہ بری سپاہ کی حرکتوں کی نگرانی کرے۔ ابراہیم پاشا کے جانے کے چند ہی دنوں بعد مصری بیڑہ پر کام کرنے والے فرانسیسی ملازموں کے پاس فرینچ بیڑہ کے ایڈمرل کی تحریریں آئیں کہ عثمانی بیڑہ سے جنگ کر لیا فیصلہ ہو چکا ہے لہذا تم اپنی ملازمتوں سے استعفا دیکر فرینچ بیڑہ پہلے آؤ اور ان لوگوں نے اس حکم کی تعمیل کردی محرم بک نے یہ حالت دیکھ کر اپنا ترجان فرینچ ایڈمرل کے پاس ارسال کیا اور اس سے کہلا بھیجا کہ دول عظام کے بیڑوں کی ان حرکتوں نے جانبین کے امن وامان میں فرق

ڈال رکھا ہے اور قہر لازم ہے کہ ہرگز بندرگاہ میں آئیکا آمادہ نہ کر دو۔ یہ پیام اور پہلی جلد  
 لڑائی ہو پڑنے کا باعث ہوا جو طرفین میں دوسرے ہی دن شروع ہو گئی اور نہایت تاحف  
 انگیز نتیجہ کی باعث ہوئی۔ عثمانی مؤرخین کا بیان ہے کہ طاہر پاشا نے اسے دی تھی کہ بیٹو  
 کو بندرگاہ سے باہر نکال دیا جائے کیونکہ بندرگاہ کے اندر رہنے میں سخت مصرت کا اندیشہ  
 ہے اگر جنگ چھڑی تو ضرور ہے کہ تمام بیڑہ تباہ ہو کر رہ جائیگا اور کھلے سمندر میں نقصان تو  
 ہو گا مگر کم اور ہنگامے کا موقع باقی رہیگا مگر چونکہ ابراہیم پاشا نے اس رائے صاحب  
 کو پسند نہیں کیا اس لئے طاہر پاشا نے اس سے کہا کہ بہتر ہے آپ جہک ایک باضابطہ  
 تحریر دیدیں تاکہ میں مواخذہ سے بری ہو جاؤں اور ابراہیم پاشا نے اسے تحریر لکھ دی مگر  
 بالآخر طاہر پاشا قابل ملامت ٹھہرا ہے کہ اس نے آبنائے نادارین کو مسدود کیوں نہ  
 کر دیا جو بحری جنگوں کے مول سے بہت ضروری امر تھا اور اس نے آبنائے کو اس طرح  
 کھلی ہوئی رہنے دیا کہ جو وقت چاہے دشمن اس کے اندر گھس آئے، غرض کہ سوم بیچ الاول  
 ۱۲۴۳ھ کو دول ثلاثہ کے بیڑے آمادہ جنگ ہو کر بندرگاہ میں گھس آئے، ۱۳ بجے  
 دیکو انگلش ایڈمرل نے اپنے رتبہ کے برٹے ہونے اور اپنی خدمت کی قدامت کے لحاظ سے  
 متحہ بیڑوں کی اعلیٰ کمان پر قائم ہو کر اسے برٹے کا حکم دیا۔ آگے آگے انگریزی جہازات  
 اور ان کے پیچھے روسی اور فرانسیسی جہازات آرہے تھے۔ عثمانی بیڑہ اس وقت بندرگاہ  
 کے اندر آبنائے کی طرف رُخ کئے ہوئے نیم دائرہ کی شکل میں اسادہ تھا۔ دول ثلاثہ  
 کے بیڑے اسی کے سامنے صف جنگ مرتب کر کے ہوا کے رُخ پر کھڑے ہو گئے اور  
 آہوں نے گولہ باری آغاز کر دی۔ ترکوں نے دیکھا کہ دشمن خواہ مخواہ لڑائی ہی چاہتا ہے  
 تو وہ ہی گولہ باری کا جواب دینے لگے لیکن دول یورپ کا بیڑا اپنی پائنداری، اعلیٰ درجہ  
 کی اسلحہ بندی، جہازوں کی کلائی، اور افسروں اور سپاہیوں کی مہارت و کاروائی کے  
 باعث ترکی بیڑہ سے کہیں بڑا ہوا تھا اور اسکے ساتھ ہی مصری اور عثمانی جہاز نہ تو جنگ کے  
 لئے آمادہ تھے اور نہ انکی جہالت اور اسلحہ بندی اس پایہ کی تھی کہ دول ثلاثہ کے چھوٹے  
 جنگی بیڑوں کا مقابلہ کر سکتے۔ پانچ گھنٹوں تک جابٹین سے سخت گولہ باری ہوتی رہی جسکے

بعد ترکوں کی توپیں بالکل خاموش ہو گئیں اور یہ ہولناک جنگ اس طرح ختم ہوئی کہ ترکی اور مصری جہازوں میں سے منجملہ ۵۳ جنگی جہازوں کے دہش غرق ہو گئے تیس تیس آگ لگ گئی اور باقی جہازات ہوا کے قھپیڑوں سے پراگندہ ہو کر ساحل دریا پر جا پڑے۔ طاہر پاشا کسی طرح اپنا جہاز بچا لیا۔ جس وقت جلتے ہوئے ترکی جہازوں کے شعلے بلند ہوئے تھے اس وقت دیکھو والے کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ نادارین کا بندرگاہ کوئی سخت آتش فشاں پہاڑ بن گیا ہے۔ اس جنگ کے دوسرے دن دول متحدہ کے بیڑے رہے سب عثمانی اور مصری جہازوں کو بھی جلا دینے کے بعد بندرگاہ سے کل گئے اور جس وقت یہ رنجہ خبر ابراہیم پاشا کو ملی ہے وہ ضلع ارقادیا کے ایک گاؤں دوزجنامی میں تھا اور بہت جلد دلوں سے روانہ ہو کر نادارین آیا جہاں اس نے طاہر پاشا، محرم بک، اور دوسرے افسروں سے جو اس قیامت خیز معرکہ سے زندہ بچ رہے تھے تمام حالات مشرع دریافت کر کر ایک مفصل رپورٹ جلد واقعات کی تحریر کی اور ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء کو بجانب آستانہ علیہ ارسال کر دی۔

مورخین کا بیان ہے کہ انگلش ایڈمرل نے اس درناک واقعہ میں جو کچھ ہوا تھا۔ اس کی ذمہ داری سے یہ کہہ اپنی براہت کرنی تھی کہ یہ جنگ اس نے نہیں چھیڑی بلکہ ترکوں ہی نے پہل کی تھی اور یہ قول صداقت سے منزوں دوسرے کیونکہ ترکوں کے جہازات بندرگاہ کے اندر استہادہ تھے اور خود انگلش ایڈمرل اپنے اور روسی اور فرانسیسی بیڑوں کو ساتھ لے ہوئے ان سے جنگ کرنے کیلئے بندرگاہ میں بلا استحقاق چلے آئے یہ بھی ترکوں اور مصریوں نے اپنی طرف سے جنگ کی ابتدا نہیں کی بلکہ جب دول متحدہ کے بیڑوں نے گولہ باری آغاز کر دی تو وہ بھی جان بچانے کی واسطے رٹنے لگے اگرچہ انکی کامیابی معلوم تھی و نیز دول کے بیڑوں کی گولہ باری سے پہلے ایک ہی ترکی جہاز یا بندرگاہ کا قلعہ انیس دست درازی کرنے کا مرکب نہیں ہوا تھا کیونکہ ترکوں کے دل میں اس بات کا شبہ تک نہیں آیا تھا کہ دول یورپ ان کے ساتھ اس طرح کی منافدانہ کارروائی کریں گے چنانچہ تعلقات استقامت کا بدستور قیام ان کے اس خیال کی تائید کرتا تھا انگریزی امیر البحر کا اس قدر سفید چہرہ بولنا بدیں سبب

ضروری ٹیکر کہ یورپ کے بہت سے منصف مزاج اور محب انسانیت اشخاص اس معاملہ کی ناپسندیدگی اور اس کے بین الاقوامی قانون کے مخالف ہونے پر زور دے رہے تھے اور اس کو بددیانتی اور بیوفائی سے موسوم کرتے تھے اس کے علاوہ انگلش بیڑہ کو جنگ میں جو نقصان اٹھانا پڑا اس کو معاوضہ میں سلطنت انگلشیہ نے کوئی مادی فائدہ ہی نہیں اٹھایا گاں یہ اور بات تھی کہ ریل بغض و عداوت کی نظر اس نکل گئی اور مسیحی رہنما کو ترکوں کی حکومت سے آزادی ملانے کی آرزو پوری ہو گئی۔

کتاب محفوظ الہ اعتبار کے مولف شیخ بیرم ساکن یونس سنبہی، اس واقعہ کی بابت لکھا ہے کہ یہ شرمناک جنگ جو ابد الہا دیکھ دولت انگلشیہ کے دین پر پیمانہ اشخ بنی رہیگی۔ جاسچ چہارم شاہ انگلستان کے عہد میں ہوئی تھی جبکہ دول یورپ کے جنگی بیڑوں نے بغیر اعلان جنگ کئے ہوئے دولت علیہ پر دباؤ ڈالا تھا کہ وہ یونانیوں کو خود مختار بنادے اور اس موقع پر دول کے متحدہ بیڑہ نے ترکی، مصری، یونانی، اور الجزائر میں مشترکہ جنگی بیڑہ پر یکجا ایک انکی غفلت اور ناتیار کے حال میں محض بددیانتی اور شرمناک زیادتی کے ساتھ گولہ باری کر کے سب کو مٹا ڈالا، اس جنگ کا بار الزام تھا حکمران انگلستان والوں کے سر پر سب سے زیادہ ہے کیونکہ انشا امیر البحر تمام بیڑوں کا اعلیٰ کمان افسر تھا۔ انگلش پارلیمنٹ اس واقعہ کو مطلع ہو کر بہت ہی غم میں ہوئی اور اس نے ایڈمرل کا کورٹ مارشل کر کے اس کی توبہ پاس کی چنانچہ جنگی مجلس نے اس کے لئے سزائے قتل کا حکم نافذ کیا اور انگلستان کے بحری وزیر نے اس موقع پر اپنے ماتحت ایڈمرل کو بچانے کے لئے اپنی تمام قوت صرف کر دی اور غلط طور پر ایک ترکی جہاز کی گولہ باری میں سبقت کر لیا بھی اظہار کیا لیکن اس کی کوئی بات کارگر نہ ہوئی اور مجلس نے اپنا حکم نافذ کر دیا، ایڈمرل نے اپنے قتل کا حکم صادر ہوتے مٹا تو اس نے خفیہ طور پر دتیر بحر سے کہا کہ آپ کا دستخطی فرمان عثمانی بیڑہ کو جلا دینے کی بابت میرے پاس ہی موجود ہے اور میں اسے حسب الحکم جلا دینا بیٹھ گیا تھا۔ یہ بات سن کر مجلس حربی نے فوراً ایک خفیہ جہلہ منعقد کیا جس میں ایڈمرل کو سزائے قتل سے آزادی دی گئی۔

تو زمین یورپ نے لکھا ہے کہ ایڈمرل سر کوڈرنگٹن کو جو ہدایتیں دی گئی تھیں وہی واقع

اُنہیں اُس کو ترکوں کے ساتھ کسی طرح کے معاہدہ برتناؤ کرنے کی ہرگز اجازت نہ تھی لیکن اُس حکماء کے حاشیہ پر ڈیوک کلاrens، Colares، انگلش وزیر بھرنے اپنے قلم سے اس قدر عبارت بڑھا دی تھی ”پیارے ایڈورڈ! یہ حکم تمکو اس بات سے نہیں منع کرتا ہے کہ اگر موقع ملے تو تم اپنی بارود کو نہ جلاؤ“

اس کے علاوہ انگلش سفیر مقیم آستانہ اسٹرافورڈ کینگ - *Stratford* -  
 ”*Cambridge* - نے بھی ایڈمرل مذکور کو ایک تحریر بھیجی تھی جس کے ذریعہ سے اُسکو موقع پاتے ہی ترکی بیڑہ کا کام تمام کر دینے کی ہدایت کر دی گئی تھی۔ پستان شارل لو *Charles*“  
 نے اپنی بحری تائیں میں اس واقعہ کا بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس جنگ میں دول متحدہ کے بیڑوں میں جو فوج تھی اُس میں سے (۱۷۷۷) شخص مقتول اور (۴۸۰۰) مجروح ہوئے تھے۔

”جس وقت اس واقع کی اطلاع دارالخلافہ استنبول میں پہنچی تو وہاں بڑی بھینچا ظاہر ہوئی، اور باب عالی نے دول ثلاثہ کے سفیروں سے ایک یادداشت کے ذریعہ اس خلاف معاہدات اور مخالفت قوانین بین الاقوام سلوک پر جواب طلب کیا کیونکہ بغیر اعلان جنگ کئے ہوئے ایسی کارروائی کرنا سراسر ناحق کوشش تھی نیز باب عالی نے اُنکو لکھا کہ دول یورپ کو میرے اندر دشمنی معاملات میں دخل دینے کی کوئی حاجت نہیں ہے، اور دول ثلاثہ کو نادارین کے نقصانات کا معاوضہ ادا کرنا چاہئے۔ دول ثلاثہ کے سفیروں نے اس یادداشت کا جواب یہ دیا کہ اُنہوں نے فوراً دوستانہ تعلقات منقطع کر دیئے۔

ادبیرہ باسفرس میں اپنے جنگی جہازوں پر سوار ہو کر (۱۲- جمادی الثانی ۱۲۸۷ھ) وہاں سے پہلے جانے کیلئے تیار ہو گئے۔ اب دولتہ علیہ کو دول یورپ کی بدعتی کا حال پوری طرح کھل گیا جن میں روسی حکومت کا نمبر اول تھا کیونکہ اسی نے عثمانیہ قلمرو کے بیشتر صوبوں میں بغاوت کی آگ اندر دینی تحریکوں کے ذریعہ سے بھڑکا رکھی تھی۔ اور باب عالی نے فوراً اپنے تمام صوبہ داروں کو یورپ والوں سے خبردار رہتی کی تاکید کر دی۔ اسی آستان میں محمد علی پاشا حاکم مصر نے اپنے بیٹے ابراہیم پاشا کو لکھا کہ دو فوراً دول متحدہ کے ساتھ موریا کو غالی کر دینی





شکر مقابل ہوئے تو نہایت خوریز جنگ کے بعد روسیوں کو فتح حاصل ہوئی اور عثمانی فوجیں پسپا ہو کر پیچھے ہٹ آئیں۔ روسیوں نے یوسف پاشا سردار افواج و محافظ دارنہ کی بددیانتی کی وجہ سے اس کو قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ مگر اسی کے ساتھ ترکی جنگی بیڑہ کا امیر البحر جو دارنہ کے بندرگاہ میں موجود تھا باوجود اس کے کہ صرف تین سو بہادر ترک سپاہی اس کے ساتھ قلعہ دارنہ کے ترکی افواج سے خالی ہو جانے کے بعد دوبارہ اسپر قلعہ ہو گیا اور اس نے ایسی دلیری ظاہر کی کہ روسیوں کی عقل چکر میں آگئی۔ زار روس نے پاکستان پاشا کی اس حیرت انگیز ہمت و جرأت کا حال سنا تو اس نے فاتح ترکوں کو قلعہ سے بازا دی تمام معیہ و سلامت نکل جانے کی اجازت دی چنانچہ جوت وہ بہادر سپاہی قلعہ خالی کر رہے تھے روسی فوجوں نے ان کی بہادری اور شجاعت کے لحاظ سے انہیں سلامی اور مبارکباد دی، یوسف پاشا کے لڑو بابا علی نے سرائے موت کا حکم صادر کیا تھا لیکن وہ نہ کہ حرام روسیوں کے ساتھ ان کے ملک میں چلا گیا اور سلطان محمود دوم نے صدر اعظم کو یہی سستی اور غفلت کے الزام میں معزول کر دیا اور اس کی جگہ عزت محمد پاشا صدر اعظم متعین کیا گیا جسکی ماتحتی میں نئی فوجیں کوہستان بلقان کی جانب ارسال کی گئیں۔ روسیوں نے رومیلیا میں سلسرہ پر تسلط کر کے شوملہ کا محاصرہ کر رکھا تھا جہاں سے وہ مجبور ہو کر پسپا ہوئے۔ اناطولیا میں روسی سپاہ بلا مزید روک ٹوک کے بڑھتی آتی تھی، قارص، بایزید، طبراق قلعہ، اور ارض روم کے شہر انہوں نے یکے بعد دیگرے یلے تھے اور سپہ سالار صلح پاشا کو یہی اسیر کر لیا تھا۔ رومیلیا کی جانب ایک لاکھ ساٹھ ہزار روسی فوج بڑھ رہی تھی جس نے قلعہ ایڈریانوپل کا محاصرہ کر کے اسپر تسلط کر لیا۔ اس قلعہ میں دس ہزار ترکی سپاہ بغرض محافظت موجود تھی جو اتنی بڑی جمیعت سے عہدہ بردار نہ ہو سکی، روسیوں کی کامیابی کا ایک راز یہ بھی تھا کہ خود زار انکی کمان کر رہا تھا اور اس نے اپنا مرکز شہر بازارچہ میں قرار دیا تھا۔

حکومت آسٹریا نے دیکھا کہ روسیوں کی نتیجہاتی اس کی حکمت عملی کے لئے سخت مضرب ہے۔ تو اس نے فرانس و انگلستان سے جنگ موقوف کرانے کی تحریک کی، انگلستان نے تو اس بات کو مان لیا لیکن شاہ دہم شاہ فرانس نے بڑی سختی کے ساتھ جنگ اور فریقوں کے مابین

کسی قسم کی ہی مداخلت کرنے سے انکار کیا کیونکہ یورپوں کا حکمران خاندان انگریزوں کو بحرا بیض متوسط سے نکال کر دیا۔ یہ تین کے بائیں ساحل پر تھا مرقعہ کرینیکا خواہاں تھا اور اُس نے اپنی یہ آرزو پوری کرنے کیلئے روسیوں کے ساتھ دوستی کا اظہار کیا تاکہ روسی حکومت کی فوجیں بلا مزاحمت مشطنطینیہ پر بڑھتی جائیں۔

ان بڑی لڑائیوں کے اثنا میں جبکہ ترکی فوجیں بے دریغ ہزیمت اٹھا رہی تھیں عثمانی بیڑہ کا باقی ماندہ حصہ بالکل بے حس و حرکت کھڑا رہا کیونکہ جنگ ناو ادین کے بعد اُس کی حالت بالکل مستقیم ہو گئی تھی۔ اس وجہ سے روسی بیڑہ جنسین (۱۷) غلیون جہاز تھے بڑی آزادی کے ساتھ بحیرہ اسود میں گشت لگاتا اور اپنی فوجوں کو کمکا در سامان جنگ و رسد وغیرہ پہنچاتا پھرتا تھا، اُس نے وارنہ کا قلعہ فتح کرنے میں روسی بڑی سپاہ کو بہت بڑی امداد پہنچائی اور اسی بیڑہ کی محنت کا نتیجہ تھا کہ روسی فوجیں اس قدر جلد پیش قدمی کر دی اور متعدد فتوحات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئیں۔ روسیوں کی فتیابی کا حال دیکھ کر سلطان نے معلوم کیا کہ عزت محمد پاشا کو وزیر اعظم ہی نہ کارہ وزیر ہے اس لئے سلطان نے ماہ رجب ۱۲۴۷ میں رشید محمد پاشا کو وزیر اعظم کے منصب پر مامور کیا جس نے موریہ میں بڑی یاقوت دکھا کر باغیوں کا قلع قمع کیا تھا۔ اسی اثنا میں جنرل پاسکویچ "Великія войсковыя дѣла" روسی سپاہ و قوا کا سپہ سالار ارض روم کی طرف پیش قدمی کرتا آتا تھا اور غالب پاشا عثمانی سرعکہ اور حکم صدر مذکور اُسے روکنے میں ناکام ہو رہا تھا کیونکہ اُس کے پاس بہت کم فوج تھی اس لئے محمود نے غالب پاشا کو معزول کر کے اُس کی جگہ کینلی صالح پاشا کو مقرر کیا۔ آدھر یونانی باغیوں نے اپنے ملک کی ترکی سپاہ کو بوجہ تازہ یورپین ملک آجانے کے دبا کر اُن سے تمام مفتوحہ مقامات از سر نو چھین لئے کیونکہ دولت علیہ متعدد دستوں سے صرف کارزار ہونے کے باعث یونانی علاقہ کی سپاہ کو امداد دینے میں ناکام رہی۔ غرض کہ سلطان محمود نے جب یہ دیکھا کہ سلطنت کی مخالفت محضاً بترسہ اور ایسی حالت میں لڑائی جاری نہ ہو سکے یہ سمجھے ہوئے کہ بالکل تباہ ہو کر سامان کیا جائے تو اُس نے صلح کا ارادہ کر لیا لیکن اپنی طرف سے درخواست نہیں کی بلکہ امداد یونانی کا منتظر ہو بیٹھا، اُس نے پامردی کے ساتھ

دشمنوں اور خطروں کا مقابلہ کرنے میں ذرا ہی کمی نہیں کی یہاں تک کہ دول یورپ نے  
متوسط نگر صلح کی تحریک کی اور دونوں جنگ اور حکومتیں رضا مند ہو گئیں جس کے بعد  
پندرہویں تا بیسٹھ ماہ سبج الثانی مسکنہ ۱۲۵۹ھ مطابق ۱۸۴۶ء میں ایڈریاٹک کا عہد نامہ  
تحریر کیا گیا جسکی شرطیں حسب ذیل تھیں:-

یورپ میں دونوں حکومتوں کے علاقہ کی حد فاصل دریا سے پروتھم رہینکا، روس کے دریا  
دریا سے ڈنیوب پر قبضہ پائیگا اور بحیرہ اسود میں سبج برافض متوسط کے اسکو بھارتی  
کی آزادی ہوگی۔ ایشیا میں روس کو پوتی اور دانہ دریا سے خور کے اعلیٰ حصہ پر قبضہ  
دیا جائیگا۔ یہ آخری بشرط دولت علیہ کو ان ٹوٹکی قوموں سے بالکل الگ تہا تک کر دیتی تھی جو  
صوبہ قاز میں سکونت پذیر تھیں اور اس طرح ٹوٹکی بالکل روسی حکومت کے ماتحت کر دیا گیا  
تھا۔ اقلان و بغداد کے دونوں صوبوں کے خاص حقوق اپنی حالت پر قائم اور مستحکم کر دو  
گئے تھے اور ان کے حاکموں کا انتخاب مدت بیات تک سزا قرار پایا تھا جسکی معزولی خالص  
حالتوں کے سوا ممکن نہ تھی اور اسپر ہی روسی حکومت کی رضا مندی حاصل کر سکتے تھے جسکی گئی  
تھی۔ ان صوبوں میں مسلمانوں کی سکونت ناجائز قرار دیکھتی اور انکو اٹھارہ ماہ کی مہلت  
صرف اس غرض سے دی گئی کہ وہ اپنی اہلک فرودست کر سکے ورنہ سب پھیل جائیں۔ صوبہ  
سرویایا کی حالت متاثرہ آق کران کے مطابق رہے دیکھتی۔ باپ عالی سے بارہ کروڑ  
پچاس لاکھ فرانکس کی رقم روس کو بھارتاوان جنگ لڑائی گئی جو دس سال کی مدت میں  
باقسط ادا ہوگی اور ایک کروڑ ساٹھ لاکھ فرانکس روسی سوداگروں کے ان نقصان سے کا  
تاوان دلایا گیا جو زمانہ جنگ میں چھوڑے تھے۔ رقم تاوان کی پہلی قسط لیکر روسی فوجیں  
ایڈریاٹک سے اور دوسری قسط پاکر کوہستان پہاڑوں سے، پھر تیسری قسط وصول ہونے  
کے بعد دریا سے ڈنیوب سے اس پار چلی جائیگی اور باقی اقسام کی وصولیابی تک روسی  
حکومت دونوں اقلان و بغداد کے صوبے سپہ قادیوں رکھیں گی اس کے علاوہ سلطان کو  
معادہ لندن اور اس قرارداد کا فرانس پر بھی دستخط کرنے پڑینگے جسکو دول ثلاثہ یعنی انگلستان  
فرانس اور روس نے تحریر کیا ہے، چنانچہ اس معادہ پر دستخط ہو جانے کے چند ماہ بعد یعنی

سنہ ۱۶۰۰ء میں باب عالی نے یونان کو آزاد اور خود مختار سلطنت تسلیم کر لیا اور دول یورپ کی مفروضی سرحدوں کو بھی مان لیا۔ جدید یونانی حکومت ابتدا میں جزائر سیگلادہ، بندرگاہ پونٹ، اور جزیرہ نماے موریہ کے علاقوں سے ملکہ صورت پذیر ہوئی تھی اور ہر عظم یورپ میں اسکی حد بندی ایک وہی لین کے ذریعہ سے کی گئی تھی جو خلیج ارطہ سے خلیج ودو تک متد ہوتی چلی جاتی تھی اور سرزمین یونان کو سلطنت عثمانیہ کی ارہنی سے جدا کرتی تھی۔ یہ نامعلوم حد بندی جو بعد میں کئی سخت جھگڑوں کی باعث ہوئی انگلستان اور آسٹریا نے قصداً اس کو مقرر کی تھی تاکہ دولت عثمانیہ اور حکومت روس کے مابین دائمی منازعت اور عداوت کا سلسلہ قائم رہے \*

## غرب کے اوچاق اور فرانسیسیوں کا الجزائر پر

### تسلط :-

الجزائر اور ٹیونس اور طرابلس کے علاقے جزائر مغرب کہلاتے تھے اور یہاں کی بحری قوت کے منفصل حالات سابقہ فضلوں میں بیان ہو چکے ہیں کہ ان صوبوں (اوچاق) کے باشندے جہاز رانی اور بحری ڈاکہ زنی میں حد درجہ کے ماہر تھے، الجزائر اور ٹیونس والوں کے جہاز برابر بحر اربعین متوسط میں ڈاکہ زنی کیا کرتے تھے اور یورپ کے تاجروں کو ستاؤ رہنے کے علاوہ انکے حملہ اکثر اٹلی، اسپین، جزائر سیسی، اور سرڈینیا کے سواحل پر بھی ہوتے رہتے تھے دول یورپ کے جنگی بیڑوں نے بار بار ان لیڑوں کے جہازوں پر گولہ باری بھی کی تھی مگر انکی قطعی طور پر یجگتی نہیں ہو سکی اور ہر مرتبہ چند روز خاموش رہ کر ان لوگوں نے پھر سر اٹھایا جبکا انجام یہ ہوا کہ آخر سنہ ۱۸۳۰ء مطابق سنہ ۱۲۴۷ھ میں حکومت فرانس نے بھید حکومت دانی حسین پاشا الجزائر کے علاقہ پر تسلط کر لیا اور یہ حاکم جاہل ہونے کے ماسوا حد درجہ کا ظالم اور ماحذاترس بھی تھا، دوسرے یہ کہ یورپ نے اندوں ایجاد کی دنیا میں بہت بڑی ترقی کرنی تھی انکے یہاں بحری اور بڑی جنگ کے متعلق ایسے اعلیٰ درجہ کے اسلحہ اور آلات تیار ہو گئے تھے

جو چشم زدن میں ہزاروں سپاہیوں کی فوجیں پر باد کر دیتے مگر الجزائر کے لوگ اُنسی اپنی  
 چٹان چال پر چلے آتے تھے اور انہوں نے شجاعت و بہادری کے گہکڑ میں کسی بحری ہتھیار  
 کو اپنے یہاں داخل نہیں دیا تھا۔ غرض کہ فرانس والوں نے الجزائر پر حملہ کیا تو دولت علیہ  
 جنگ مورتیا اور روس، اور مسلمانوں کی چھٹیوں سے اُنسی وقت نہات ملنے اور ملک  
 کی اندرونی حالت خراب اور فوجی طاقت معدوم ہونے کے باعث فرانس کی مزاحمت نہ  
 کر سکی اور اُنس نے صرف اتنے ہی انتظام پر اکتفا کر لیا کہ قبودان جنگل اوقی طاہر پاشا کو  
 ایک جنگی بیڑہ دیکھ کر ٹیونس کی طرف روانہ کر دیا تاکہ وہ الجزائر کے حاکم اور اہل فرانس کے  
 مابین متوسط بن کر صلح کر دینے کی خدمت بجالائے لیکن قبودان پاشا کو اس کام میں  
 ایسی مشکلوں کا سامنا ہوا کہ وہ بے نیل مرام پلٹ آیا۔ بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ  
 اس وقت میں شاہ فرانس الجزائر کا علاقہ دولت علیہ کو واپس دینا چاہتا تھا مگر یہ بات ذرا  
 مشکل سے مانی جاسکتی ہے کہ کوئی یورپین سلطنت کسی ایشیائی مملکت کا علاقہ فتح کر کے  
 پھر اُسے واپس بھی کر دے اور بالفرض یہ امر صحیح تھا تو اُنسی کے ساتھ یہ بات ہی ضروری  
 مانی پڑیگی کہ وہ دولت علیہ سے کوئی دوسرا موزوں اور اعلیٰ درجہ کا علاقہ لیکر اس کو  
 واپس کر دیتا تھا۔ چنانچہ ابھی الجزائر کی واپسی کے متعلق گفتگو جاری ہی تھی کہ فرانس میں انقلاب  
 حکومت ہو گیا اور یہ مسئلہ معلق رہ گیا پھر جب نئی جمہوری حکومت قائم ہوئی تو اُنس نے  
 الجزائر کا علاقہ فرینچ مقبوضات میں شامل کر کے دولت عثمانیہ کے تمام دلائل کو بیکار  
 بنا دیا۔ دولت علیہ نے ایک زرخیز صوبہ اس طرح ہاتھ سے نکل جانے دیکھا تو اس خوف  
 سے کہ مبادا اور علاقوں پر بھی ایسی ہی آفت آئے اُنس نے ان صوبوں کی خود مختاری کو  
 ملوث جماعتی حالت قائم رکھنی غیر مناسب تصور کی اور طاہر پاشا قبودان عام کہ عثمانی بیڑہ کے  
 ساتھ طرابلس الغرب ارسال کر کے اُسکو جتنے حقوق دے سکے وہ سب تسلیم کر لے اور  
 قرۃ تالی کا حکمران خاندان واپس سے نکال دیا۔ پھر ٹیونس کا مسئلہ یوں طے کیا کہ وہاں  
 کے حکمران خاندان حسیہ کو چند حقوق عطا فرمائے تاکہ حکومت پر مستحضر رہے۔

## صوبہ عراق اور سپاہ کولمن کی حالات

نوشہری ابراہیم پاشا داماد کے عہد صدارت میں جولائی دولت علیہ اور دولت ایران کے مابین واقع ہوئی اس میں حاکم بغداد اور سرعک شرق حسین پاشا نے بے نظیر دیری دکھا کر جو فتوحات حاصل کیں انکی وجہ سے اسکی شہرت و عزت بہت بڑھ گئی تھی اور دولت علیہ نے اسے مدت العمر کے لئے بغداد کا حاکم رہنے دیا تھا، پھر جب وہ فوت ہو گیا تو دولت علیہ نے اس کے بعد اسی کے فرزند احمد پاشا کو بیس سال تک حاکم بغداد بنو دیا، ان دنوں باپ بیٹوں نے اپنے زمانہ حکمرانی میں ایک فوج تیار کی جسکا نام ”وہاب کولمن“ تھا اور درحقیقت اس فوج میں وہ سپاہی شریک تھے جو انہی دونوں حاکموں کے پاس سے تنخواہیں اور روٹے پینے ملتے تھے۔ یہ فوج ایک سو سال تک عراق میں قائم رہی اور اسکا یہ دتیرہ ہو گیا تھا کہ جو حاکم حکومت عثمانیہ سے اطاعت کا اظہار کرتا یہ اس کے دشمن بنجاتے چنانچہ اسی طریقہ پر حکومت بغداد کا عہدہ ۱۲۶۶ھ تک احمد پاشا کی اولاد کے قبضہ میں اور اس سلسلہ میں بھی اسی خاندان کا ایک شخص سلیمان پاشا نامی حاکم بغداد تھا۔ دولت علیہ نے حالت آفندی نشاچی کو صوبہ بغداد کا بقیہ خراج لینے کے واسطے وہاں ارسال کیا تو والی مذکور نے خراج ادا کرنے سے انکار کر دیا اور حالت آفندی کو موصول واپس آجانا پڑا جہاں سے اس نے والی موصول کو مع فوجوں کے ساتھ لیکر سلیمان پاشا پر چڑھائی کی اور اسے قتل کر کے بغداد پر اسی کے ایک غلام کو جسکا نام داؤد آفندی تھا اقرار اطاعت لیکر حاکم بنا دیا، داؤد پاشا ایک بڑا فاضل اور لائق شخص تھا اس نے ہمیشہ اطاعت کرنے اور وقت پر خراج کی رقم داخل کرانہ کرتے رہنے کے علاوہ جب ۱۲۳۹ھ میں دولت علیہ اور حکومت ایران کے مابین جنگ چھڑ گئی اور سلطنت عثمانیہ کی سپاہ جو ہاتھی سرعک شرق جبار زادہ جلال الدین پاشا کے جنگ پر گئی تھی شکست کھا کر پسپا ہوئی تو اسی داؤد پاشا نے اپنی خداداد لیاقت سے دونوں حکومتوں کے مابین صلح و صفائی کرا دی اور روابط محبت بدستور قائم کر دیے۔ مگر جس وقت دولت علیہ

اھر روس و یونان کے مابین لڑائی آغاز ہونے پر سلطنت عثمانیہ کو روپے کی ضرورت پیش آئی اور اُس نے صادق آفندی نامی ایک افسر کو بنداوردانہ کیا تاکہ وہ وہاں کو خلع کی رقم وصول کر لائے تو اس افسر نے اپنی ناقبت اندیشی سے داؤد پاشا کو بھیڑ کر دیا یعنی اُس کے معزول کردئے جانیکا حکم سنایا اسپر داؤد پاشا نے اسکو قتل کر دیا اور یہ خبر اب رالی کو ملی تو اُس نے لاز علی پاشا حاکم حلب کو داؤد پاشا کی سزا دی پر مامور کیا جس نے تین ماہ تک بنداوکا محاصرہ کر کے آخر اُسے فتح کر لیا اور داؤد پاشا کو دستگیر کر کے دربار خلافت میں ارسال کیا اور اس لڑائی میں کولن فوج جوینی جری سپاہ کی قائم مقام تھی باطل برباد کر ڈالی گئی۔ سلطان نے داؤد پاشا کی تقصیر اس کی سابقہ قابل قدر خدمات کے صلہ میں معاف کر دی اور پھر اُس کو کئی ایک دوسرے عہدوں پر مامور کیا یہاں تک کہ اُس نے حرم نبوی شریف کے شیخ ہونے کی حالت میں وفات پائی +

## جنگ مصر

جن اسباب سے محمد علی پاشا کو مصر کی صوبہ داری نصیب ہوئی انکا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے اور اب اُس کے باغی ہونے کی حالات بیان کرنا چاہتا ہوں یہ تو ظاہر ہے کہ محمد علی پاشا نے مصری حکومت پر مامور ہوتے ہی ملک کی آبادی اور ترقی آمدنی کو بہترین وسائل استعمال کر کے تھوڑے ہی عرصہ میں امرائے مالک کا رسوخ زائل کر دیا تھا اور پھر ۱۸۰۵ء میں انکو ایک سرے سے قتل کر کے غارت کر ڈالا۔ اس نے دولت علیہ کو دہائیوں کی شرارت محو کرنے، یونان کی بغاوت فرو کرنے اور چند دیگر موقعوں پر قابل ذکر مدد دی تھی اور اسی کے ساتھ مصری قلعہ و دیوار ترقی و زراعت کیلئے نہریں بنوا کر بہت بڑا ذریعہ فلاح جیتا کر لیا تھا، خاص کر نہر حوقیہ جو بندر گاہ اسکندریہ سے جا کر ملتی ہے تجارت کے فروغ میں نہایت کارآمد ثابت ہوئی، کارخانوں کا اجراء اور مدارس کا قائم کرنا یہی اسی مامور فرماؤ کے اعمال صالحہ ہیں جن سے کہتا حضور ہی ہے۔ محمد علی پاشا کے زمانہ میں مملکت مصر کی آمدنی (۳۰۰۰) کیسوں (تھوڑی) سے بڑھ کر چار لاکھ



توزوں کے سہجے اور جو خراج سلطنت علیہ کو دیا جاتا تھا اسکی مقدار بڑا کر بارہ ہزار کس  
دو توڑے کر دیئے گئے اضافہ آمدنی کے باعث اس کے لائق فرزند ابراہیم پاشا نے ایک  
لاکھ کے قریب بیس ہزار دینار طرز جنگ سے ماہر بڑی سپاہ اور ایک زبردست جنگی بیڑہ

تیار کر لیا تھا \*

مگر خداوند تعالیٰ پاشا نے اپنی دولت و اقتدار و سلطنت عثمانیہ کی کمزوری اور اس کے  
اندرونی حالات کی خرابی کا عالم مشاہدہ کیا تو چند مہینہ طبعیت انقلاب پسند لوگوں نے اُس  
اسباب کا خیال دلایا کہ جس سلطنت کی نکتہ نغاری میں اس نے اتنی عمر بسر کی ہے اور  
جسکی عزت و عظمت قائم رکھنے کیلئے اُس نے بار بار تلوار اٹھا کر اس کے دشمنوں سے  
جنگ کی ہے اب خود بھی اُس سے اظہار بغاوت کرے اور شام و حلب کے زخمیر صوبوں  
کو دولت علیہ سے بے چین کر اپنی الماکہ میں شامل کرے جس سبب سے محمد علی نے ملک  
شام پر فوج کشی کا جواز قائم کیا وہ یہ تھا کہ اسکا ایک قلام اور چند مصری باشندے ملک مصر  
سے نکلتے کہ عہد ندر پاشا حاکم حکاکہ پاس پناہ گزین ہو گئے تھے اور پاشا سے مذکور نے  
اُن لوگوں کو محمد علی کے حوالہ کرنے سے انکار کیا تھا۔ بعد ازاں پاشا اس واقعہ سے پہلے دولت  
علیہ کے مقابلہ پر سرکشی کا بھی مرتکب ہوا تھا مگر محمد علی پاشا نے اُس کی سفارش کر کے  
سماعتی و فراہمی تھی اس لئے محمد علی پاشا کو اُس کے انکار پر مزید غصہ آیا۔ بہر حال اُس نے  
اس واقعہ سے مطالبہ نہیں کیا اور پھر فوجیں ملک شام کے فتح کرنے کیلئے روانہ  
کیں جنگیں سالاری اپنے فرزند اکبر ابراہیم پاشا کو سپرد کی۔ ابراہیم پاشا رستہ میں  
خترانہ اور یاقنا اور حیفاکو فتح کرتا ہوا آگیا پہنچا اور اسکا محاصرہ کر لیا۔ چنانچہ چند روز میں یہ شہر  
بھی فتح ہو گیا۔ دولت علیہ کو محمد علی پاشا کی ملک شام پر فوج کشی کا حال معلوم ہوا تو اُس نے محمد علی  
سے کہلا بھیجا کہ اس نامنا سبب حرکت سے باز آئے اور سرکشی نہ دکھائے بلکہ جو شکایت ہے  
اُسے دربار سلطانی میں عرض کر کے سمجھانا۔ اسے وادہ کی جائیگی۔ مگر محمد علی کب سنتا تھا چنانچہ  
سلطان نے آیا کہ جس میں مشہور عالموں اور مددوں کو بلع کر کے اُن سے محمد علی کی سزائی  
کے حالات بیان کیے اور اُن سے فتوے طلب کیا عالموں نے اسے باغی قرار دیا اور فوج کشی

کی اجازت دی جس پر سلطان نے حسین پاشا حاکم ایڈریا نوپل کو تیس ہزار سپاہ کی جمعیت سے ابراہیم کے مقابلہ پر روانہ کیا اور حسین پاشا نے حلب اور حمص کے مابین مصری سپاہ سے جنگ کر کے اپنی فوج کا بڑا حصہ کٹا کر محرم ۱۰۲۷ھ میں شکست کھائی۔ دولت علیہ نے یہ نصیر سنی تو اس نے اپنے سب سے زبردست سپہ سالار اور ماہر جنگجو رشید محمد پاشا حاکم البانیا کو طلب کر کے مع فوج ابراہیم پاشا کو روکنے کیلئے مامور کیا جو اس وقت صحراے قونیہ میں پہنچ چکا تھا۔ اس سپاہ در سپہ سالار نے کئی معرکوں میں مصری سپاہ کو شکست دی لیکن ایک لڑائی میں جو سخت بارش اور ٹھہر پڑنے کی حالت میں ہوئی تھی مصری سپاہ نے اس افسر کو گرفتار کر لیا اور اس کی فوج کو ہزیمت دیکر بھاگ دیا۔ اسکی صورت یہ ہوئی کہ جس فتناء میں رشید محمد پاشا اپنی فوجوں کو صف بندی کر رہا تھا کپڑے کے اندھیرے میں غلطی سے وہ مصری سواروں کی فوج میں گھس گیا جسے اپنی سپاہ تصور کرتا تھا اور مصریوں نے اسے گرفتار کر لیا۔ پھر جب اس کے قید ہونے کی خبر ترکی فوج میں پہنچی تو وہ بھی ہراساں ہو کر بھاگ گئی۔ یہ واقعہ ۲۸ رجب ۱۰۲۷ھ کو پیش آیا تھا۔ قونیہ کی جنگ میں فتح پاکر ابراہیم نے کوتاہیہ کی طرف متوجہ کیا جہاں کوئی قوت اسکا مقابلہ کرنے کیلئے موجود نہ تھی اور اب یہ معاملہ نہایت اہم ہو گیا کیونکہ ابراہیم کی پیشقدمی دارالسلطنت کی طرف ہو رہی تھی۔ سلطان محمود نے عالم مجبوری میں اپنے دشمن زارنگوئس اول فرماڑوا کی روس سے مدد مانگی جس نے ایک جنگی بیڑہ مع پندرہ ہزار سپاہ کے روانہ کر دیا اور یہ روسی فوج ہنگار اسکا سی نامی ایک مقام پر آبنائے ڈارڈنلز کے اندر خشکی پر اترتی جہاں دونوں حکومتوں کے امین آٹھ سال کے لئے ایک معاہدہ جنگ و مدافعت میں باہم شریک ہو کر تحریر کیا گیا اور ماہ نومبر ۱۰۲۷ھ مطابق ۱۸۷۳ء میں اس معاہدہ پر جابینین کے دستخط ہوئے جسکا مدعا یہ تھا کہ روسی حکومت ہر وقت اور ہر ایک کام میں دولت علیہ کی مدد و معاون رہنے کا وعدہ کرتی ہے اور اس کے معاوضہ میں سلطان محمود دوم پر لازم ہوگا کہ وہ بوقت ضرورت روسی جنگی بیڑہ کو بحیرہ اسود سے بحرانض میں جانے کیلئے آبنائے ڈارڈنلز میں ہو کر گزرنے دی اور بحرانض متوسط کی آبنائے کو تمام دیگر حکومتوں کے جنگی جہازوں کے لئے بند کر دے۔ اس معاہدہ نے دول یرپ کے پائے تختوں میں کچھ اور ہی پولیش شکل اختیار کر لی جسکی وجہ سے انگلش وزیر اعظم

لارڈ ہالمرسٹن اور آسٹریائی وزیر اعظم پرنس شترنبرخ نے حکومتِ فرانس و ہدوشیا  
نامہ و پیام جاری کر کے اس معاملہ میں دخل دینے کی رائے قائم کی اور ابراہیم پاشا کو آگے  
بڑھنے سے روک کر محمد علی پاشا کو صلح کر لینے اور دولتِ علیہ کا حکم ماننے رہنے پر مجبور کر دیا  
مگر یہ کارروائی کچھ دولتِ علیہ کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی نیت سے نہیں کی گئی تھی بلکہ اسکا مدد  
اپنی اپنی حکمتِ عملی کا بننا ہنا اور اپنا فائدہ چاہنا تھا۔ لیکن بظاہر صلح ہو جانے کے باوجود طرفین  
کے دل میں کشیدگی باقی رہی اور دوسرے موقع پر سمجھ لینے کی واسطے بجائے خود تیار ہوتے  
گئے۔ محمد علی خیال کرتا تھا کہ دول کو اس معاملہ میں مداخلت کا کوئی حق نہ تھا جو مجھے اپنی فتوحات  
سے فائدہ نہ اٹھانے دیگا۔ اور دولتِ علیہ کو یہ سمجھ تھا کہ اسکا ایک باغی صوبہ دار چیرہ دست  
ہو تو سلطنت اس سے صلح کرے۔ اس سے تو اور لوگوں کو بھی حوصلہ پیدا ہوگا۔ اور اس کے  
ماسوا دولِ یورپ یونہیں ہر بات میں دخل در معقولات بنتی رہیں گی، اور روسی حکومت جو  
سلطنتِ عثمانیہ کی دشمن جان ہے مدد دینے کا احسان جتا کر اور یہی نتائجی۔ اس لئے ابراہیم  
پاشا نے درہ کو لگ کو جو مابینِ لغویہ اور اقلہ کے واقع ہے قلعہ بنا کر شروع کر دیا اور اس  
کے باپ محمد علی پاشا نے مصر میں جنگی جہازات بنوانے اور باقاعدہ فوج بڑانے پر تمام زور  
صرف کیا۔ دولتِ علیہ کو بھی اس مسئلہ کا بہ نسبت سابق سے بہت زیادہ خیال ہو گیا تھا۔ اسی  
وقت پاشا کو وزیرِ اعظم بنایا گیا کہ رشید محمد پاشا مصری سپاہ کے ہاتھوں میں گرفتار ہو چکا تھا۔  
اور رشید پاشا ۱۲۵۵ھ میں آستانہ علیہ کو واپس آ گیا تو پھر اسے سیواس کا حاکم بنایا اور  
اسی کے ساتھ دیارِ بکر، اور اخربوط کا انتظام بھی اسی کے سپرد کیا۔ پھر ۱۲۵۷ھ میں ایک  
زبردست فوج رشید محمد پاشا کی ماتحتی میں دی جسکی نسبت بظاہر علاقہ کردستان کی اصلاح  
پر مامور کئے جانے کا قصد بتایا جاتا تھا مگر جو وقت رشید پاشا بغیر اس کے کہ اس فوج سے کوئی  
کام لے فوٹ ہو گیا تو باب عالی نے اس کی جگہ جسکس حافظ محمد پاشا کو تاحیہ کے فریق کو دی اور  
باوجود اپنی کمزوریوں کے جہانگیر مکن ہوا اسطفا فی سپاہ کے اضافہ اور نظم و ترتیب میں پوری  
توجہ سے کام لیا۔ حافظ پاشا کی فوج میں ایک مشہور سپہ سالار رشیدین افسر مولک نامی بھی شامل تھا  
جنہے حافظ پاشا کو جنگ کے متعلق ایک صاحبِ تدبیر بتائی مگر اسے اتنی سہ سالار نے اپنی

لیاقت کے غرہ پر وہ صلاح نہ مانی اور فوج کو لئے ہوئے ابراہیم پاشا کی پیش قدمی روکنے کو بڑا چٹانچاؤس نے دریائے فرات عبور کر کے حلب کے نزدیک مقام نصیبین میں مصری سپاہ سے مقابلہ کیا مگر اپنی نادانی اور ناتجربہ کاری کے باعث ہزیمت اٹھائی اور اس امر کا باعث ہوا کہ ابراہیم پاشا کوئی ایک نئے مقامات پر بھی قبضہ کر لے چٹانچاؤ ایسا ہی ہوا اس شکست کی خبریں استنبول پہنچیں تو اس سے پہلے ہی سلطان محمود دوم دنیا سے عالم آخرت کا سفر کر گیا تھا کیونکہ ان واقعات سے پانچ مہینے پہلے ہی اس کی صحت خراب ہو گئی تھی اور ڈاکڑوں نے اسے تبدیل آب و ہوا کا مشورہ دیا تھا جس کے باعث وہ چاٹیبہ کے باغ میں جو استنبول کے اطراف میں واقع ہے رہا کرتا تھا اور وہیں ۱۹ ربیع الثانی ۱۲۵۲ھ کو وفات پائی۔ اس کی عمر ۵۵ سال سے زائد نہ تھی اور یہ سلطان بڑا دانشمند، دولت کو فائدہ پہنچانے والی باتوں پر حد سے زائد توجہ کر نیوالا، بیدار مغز، بلند حوصلہ، اور کاروان تھا، جس کام کا ارادہ کر لیتا اسے کر کے ہی رہتا، اسنے اپنی حکومت کا سراپا فساد و انحلال زمانہ لڑائیوں ہی میں بسر کیا اور باوجود اسکے کہ سلطنت کی حالت بیدنازک ہو رہی تھی اسے سنبھالے رہا اور مشکلات پر غالب آتا گیا جو اس کی معاملہ فہمی اور مستقل مزاجی کی زبردست شہادت ہے۔

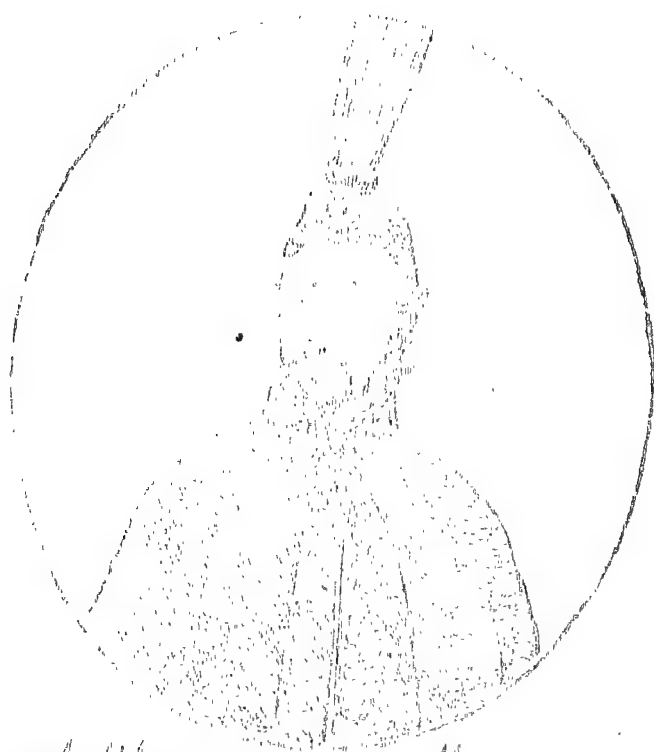
## مسئلہ مصریہ کے اثنائیں بحری قوت

### کے کارنامے

جو قوت مصر کا بھگڑا برپا ہوا ہے اس وقت سلطنت عثمانیہ کا جنگی بیڑہ (۳۷) جہازوں سے مرکب تھا جن میں سے دو اویچ انبارلی سات غلیوں، بارہ فرقاطہ، اور چودہ قریبت، جہازات تھے۔ اور اس بیڑہ کی کمان قبو دان خلیل رفعت پاشا داماد کو سپرد تھی۔ بحری مورخین نے سلطنت عثمانیہ کے بحری حکمہ اور اسکان سلطنت کی بہت کچھ تعریف کی ہے کہ انہوں نے سابق الذکر جنگ نہامین میں اپنی بحری قوت کا بیشتر حصہ کھو بیٹھنے کے بعد اس قلیل مدت میں پھر ایسی زبردست بحری طاقت بہم پہنچائی۔ اور جب تنازعہ مصر کے دوران میں یہ

جنگی بیڑہ آستانہ علیہ سے روانہ ہو کر ملک شام کے سواہل کی دیکھ بھال کرنے کو گیا تو وہاں کو  
 ان قلعوں کو جنہیں مصریوں نے فتح کر لیا تھا وہ بھی دیتا اور ان کی قوت کا اندازہ کرتا ہوا اہم  
 سرمایوں پھر آستانہ علیہ کو واپس آگیا، موصین کا بیان ہے کہ جنگ مصر کے زمانہ میں ترکی بیڑہ  
 تین حصوں پر تقسیم ہو کر آبناکو ڈار و نلہ میں غلاتھا ایک حصہ چشمہ لی حسن پاشا کی ماتحتی میں،  
 دوسرا لشکر کی پاشا کے زیرِ کمان، اور تیسرا ابراہیم پاشا کی ماتحتی میں تھا اور اسکو حکم ملا تھا کہ  
 قبرص، مرستین، اور انطاکیہ کی سمندر والی گشت لگائے۔ چنانچہ جو قوت وہ اس حکم کی تعمیل  
 کر رہا تھا مصریوں نے چند چوٹی خبر سانی اور حفاظتہ کرنے والی کشتیوں کو ان سواہل  
 سے گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد ۱۲۵۱ھ میں قبودان جنگی اوغلی طاہر پاشا بیڑہ کو سواہل مغرب  
 کی جانب لیگیا اور بخیریت واپس آیا۔ پھر جب ۱۲۵۳ھ میں یہ نامور کپتان طرابلس المغرب  
 کا محاذ مقرر ہو گیا تو اس کی جگہ فراری احمد فوزی پاشا کو ملی اور چوبیس (۲۴) جنگی جہازوں کا  
 بیڑہ لیکر آستانہ علیہ سے روانہ ہوا جسے دیکھ کر حکومت فرانس کے دل میں یہ ہول سا گیا۔ کہ  
 کہیں دولت علیہ اس بیڑہ کو علاقہ البحر اربعین کوئی کارروائی کرنے کیلئے نہ ارسال کرتی ہو  
 کیونکہ اس سے دو سال پہلے وہ صوبہ طرابلس المغرب سے قرمانلی کے حکمران خاندان کو  
 نکال چکی تھی اور انکے تمام حقوق محو کر دیئے تھے چنانچہ اس نے اپنے سفیر کی مصرت اس  
 بیڑہ کی روانگی کا مقصد دریافت کرایا اور جب تک دولت علیہ نے بتا کید اس امر کو کسی کے  
 لئے باعث خوف نہ ہو نیکلا اظہار نہیں کر دیا اسوقت تک فرانس کو اطمینان نہیں ہوا۔





Handwritten text in a cursive script, possibly a signature or a name, located below the circular portrait. The text is difficult to decipher due to the poor quality of the scan.

# تیرھویں فصل

فرمان گلخانہ کے صدر سے موجودہ زمانہ

تک کی حالات

(۳۱) سلطان عبد المجید خان ابن سلطان

محمود خان دوم

۱۲۵۵ ————— ۱۲۷۷

## تنظیمات خیریت

یہ سلطان جو وقت اپنے آبا سے کرام کے تحت پر جلوس فرما ہوا ہے اس وقت اکیس  
 چھ سو سال کی تھی اور سلطنت کی اندرونی و بیرونی دونوں حالتیں سخت  
 خطرناک ہو رہی تھیں اس نے تخت نشین ہوتے ہی محمد علی پاشا حاکم مصر کے جانی دشمن خسرو  
 پاشا کو جو آندوں مجلس احکام عدلیہ کا رئیس تھا وزیر اعظم مقرر فرمایا اور داماد خلیل پاشا کو  
 سر عسکر کے عہدہ پر سرفراز کیا جو خسرو پاشا کے مالک میں سے تھا۔ سلطان عبد المجید خان کی  
 تخت نشینی کے دوسرے دن ہزیمت نصیبین کی وڈشتناک خبر دار خلافت میں  
 موصول ہوئی اور اسکے دس دن بعد دوسری بچہ اطلاع یہ ملی کہ قبودان فرزدی احمد  
 پاشا نے عثمانی جنگی بیڑہ سمیت بندر گاہ اسکندریہ میں محمد علی پاشا کی اطاعت مان لی اگرچہ



یہ دونوں خبریں نہایت اہم اور پریشان کن تھیں لیکن نو عمر سلطان نے انکو سنکر کچھ بھی تردد نہیں ظاہر کیا کیونکہ وہ سلطان محمود کا فرزند تھا جس کی گھٹی میں یہ بات بڑی تھی۔ کہ مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرنا چاہئے اور یہ سلطان بھی اپنے باپ ہی کی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر عالی حوصلہ اور بلند ہمت تھا اور وہ بخوبی سمجھتا تھا کہ اسقدر نازک حالت میں اگر ایسی خبر سنکر کچھ بھی تو تشن ظاہر کیا گیا تو یقیناً اس سے بھی بڑھ کر خرابیاں پیدا ہوں گی اور جو وقت مصطفیٰ پاشا وزیر خارجہ اپنی خدمت ادا کر سکے دارالحکومت میں واپس آ گیا یعنی یورپ سے دو سال کے بعد بلکہ جہاں آ سے اس غرض سے بھیجا گیا تھا کہ داخل یورپ کی رائے معاملہ مصر میں معلوم کر کے آئے۔ تو سلطان نے اسکی زبانی جملہ حالات معلوم کرنے کے بعد ایک فرمان جاری کیا جس میں ان عہد انتظاموں کے رواج دینے کی تاکید تھی جو اجرا کا ارادہ اس کے مرحوم والد نے سلاسلہ میں کیا تھا اور ان نئے انتظامات کے رائج ہونے سے ممالک عثمانیہ میں ترقی اور عروج کے آثار عیاں ہونے کی قوی امید تھی۔ کیونکہ جدید نظم و نسق میں یورپ کے غلدرآمد کی پیردی کی گئی تھی +

### مسئلہ مصر کا حل ہونا:-

”ہنگارہ سکلوسی“ کا معاہدہ جس نے دولت روس کو حکومت عثمانیہ کا دوست اور رفیق بنا دیا تھا یورپ کے بدترین کی نگاہوں میں کانٹا بن کر ٹھسک رہا تھا اور وہ اس معاہدہ کی اصلی باعث یعنی مسئلہ مصر کو ایک یورپین مسئلہ قرار دیتے تھے جس کے حل کرنا نہایت مشکل اور پیچیدہ تھا۔ یورپ میں باہمی نامہ و پیام جاری تھا۔ صرف ایک حکومت فرانس کا میلان مصر کی طرف تھا اور وہ اس کی مدد پر آمادہ تھی چنانچہ اسی وجہ سے اس نے مسیو کیزو ڈیپوٹے کی وزارت تبدیل کر دی اور اسی سبب سے لوئس فلپ شاہ فرانس کی خارجی حکمت عملی کو سخت ضعف لاحق ہو گیا، غرض کہ دول یورپ میں بہت کچھ خط و کتابت ہونے کے بعد انگلستان، آسٹریا، پروشیا اور روسی حکومتوں نے سلطنت عثمانیہ کیساتھ مصر کے بارے میں ایک اتفاقی معاہدہ کر لیا جس کا بیان آگے آگیا۔ اس عرصہ میں عسکر پاشا

کے وزیر اعظم مقرر ہو جانے کی وجہ سے مسئلہ مصر کا دولت علیہ کے مفید مطلب طور پر ہونا ذرا مشکل نظر آتا تھا کیونکہ وزیر مذکور محمد علی پاشا کا سخت دشمن تھا چنانچہ جو وقت سلطان عبدالحمید خان نے محمد علی پاشا کو معافی عطا کر نیکا فرمان اپنے ایک افسر عاکف آفندی کی معرفت جو باب عالی کا ایک فشی تھا ارسال کیا اور اُسے رستہ میں فراری احمد پاشا کپتان عام بیڑہ عثمانیہ کے ساتھ دو چار ہو کر اُسے تبدیلی وزارت اور محمد علی پاشا کو معافی لینے کا حال سنایا اور اُس سے یہ بھی کہا کہ اب بیڑہ سے کوئی کام لینا ضروری نہیں ہوا سب سے سبکدوش آستانہ علیہ میں واپس جانا چاہئے تو قبو دان احمد فوزی پاشا ان واقعات کو نیکر دل میں خائف ہوا اور اُس نے خیال کیا کہ خسرو پاشا میرا ہی دشمن ہے وہ ضرور اس موقع پر مجھے کسر کا لگا لہذا وہ تردد میں پڑ گیا اور اُسے اپنی نجات کا طریقہ بھی نظر آتا کہ محمد علی پاشا کے ساتھ بجائے اور سلطانی جنگی بیڑہ اسکو سپرد کر کے اپنی جان بچائے۔ پھر اُس نے اپنے ایک ماتحت افسر کو ایک جہاز دیکر قسطنطنیہ کی طرف روانہ کر دیا تاکہ وہ اُس کی طرف سے تخت نشینی کی مبارکباد سلطان کی خدمت میں عرض کرے اور اس طرح اپنی نسبت بدگمانی پیدا ہونیکا حفظ و اتمام کر کے اُس نے مصطفیٰ پاشا فریق کو اپنے جہاز میں قید کر لیا اور بیڑہ کو بند گاہ اسکندریہ کی طرف لگیا جہاں اُس نے (۲۵ جمادی الاول ۱۲۵۷ھ مطابق ۲۷ جولائی ۱۸۴۰ء) کو پورا عثمانی جنگی بیڑہ محمد علی پاشا کے حوالہ کر دیا یہ بیڑہ غلیون، گیارہ فرقاطہ اور پانچ قزاقیت، جنگی جہازوں سے مرکب تھا، حسیر (۱۷۸) طاح اور پانچ ہزار سپاہی جملہ (۷۱۱۰۵) مؤجی آدمی تھے۔ اور فوزی پاشا کی اس نمک حرامی کے باعث مسئلہ مصر نے دول یورپ کے سامنے ایک نئی صورت اختیار کی جو پہلے سے ہی بڑھ کر پیچیدہ اور باعث خرابی تھی۔ اور یہی سبب ہوا کہ خسرو پاشا کو عہدہ وزارت سے معزول کر کے ۱۲۵۷ھ میں بار دیگر رؤف پاشا صدر اعظم مقرر ہوا۔ اُس وقت میں انگلستان، روس، آسٹریا، اور پروس، سیام کی یورپین حکومتیں مسئلہ مصر کو قطعی طور پر چکا دینے کے لئے تیار ہو گئیں اور انہوں نے (۲۷ جولائی ۱۸۴۰ء) کو آستانہ علیہ میں وزیر مداخلت ترکی وزیر اعظم کے ایک کانفرنس منعقد کی۔ فرانس کا میلان محمد علی کی امداد کی طرف تھا اس لئے دول یورپ کو وہ آنا وہ

کرتا تھا کہ آقا اور ملازم کو باہم بیٹھ لینے دو اور تم دخل در معقولات نہ بنو۔ مسیحو کی مدد و وزیر  
 اعظم فرانس نے ایسی امر کی کوشش کی جس سے اسکا مدعا یہ تھا کہ حکومت فرانس کو اپنے مقام  
 حاصل کر سکنے کیلئے ایک کافی مدت لپٹائے مگر دول نے فرانس کی نیت معلوم کر لی اور وہ  
 اپنے ارادہ کو مکمل کرنے کیلئے کوشاں ہوئیں چنانچہ انہوں نے کافرنس میں یہ تجویز پاس کی کہ  
 سلطان محمد علی پاشا کو مصر کا حاکم بنو دیں اور یہ عہدہ نسلاً بدلیل اس کے خاندان کے کو  
 خاص کر دیں اسکے علاوہ عسکار اور صیدا کے دو ضلع ملک شام سے صرف تاحیات محمد  
 علی پاشا کو دیئے جائیں اور محمد علی دس دن کے عرصہ میں مالک عرب، شام، اور، کدیٹ،  
 وغیرہ کو جہاں اس کی فوجیں موجود ہیں غالی کر دے۔ اگر محمد علی پاشا ان شرائط کو خوشی سے  
 نہ مانگا تو دول مذکورہ باب عالی کو فوجی مدد دیکر زبردستی محمد علی کو اس سے بھی کم فائدہ پر  
 قانع ہو جانے کے لئی مجبور کر لیں گی۔ فرانس نے اپنی بات بگڑتی دیکھ کر وزارت کو تبدیل کر دیا  
 اور دریائے رین اور بحر ابيض متوسط کے سواہل پر جنگی تیاریاں مکمل کرنے میں مصروف  
 ہو گیا اور ہر دولت علیہ نے محمد رفعت، بک منشار وزارت عظمیٰ کو مصر روانہ کر دیا تاکہ وہ  
 محمد علی کو دول متحدہ کی قرارداد اور دولت علیہ کے اسے تسلیم کر لینے کی اطلاع دیکر اس  
 سے کہہ دے کہ اگر وہ اس دن کے عرصہ میں اس قرارداد کو نہ مانگا تو سلطنت عثمانیہ  
 اس سے صیدا اور عسکار کے دونوں علاقے بھی مسترد کر لیں گی۔ محمد علی نے ایک ہی نہیں مثنیٰ  
 اور وہ اپنی ارٹ پر قائم رہا تو دولت علیہ، انگلستان، اور آسٹریا تینوں نے اپنے  
 جنگی بیڑے سواہل شام کا محاصرہ کرنے کیلئے روانہ کر دیئے جنہوں نے بیروت، لاذقیہ  
 طرسوس، طرابلس، صیدا، اور، حور، پر تسلط کرنے کے بعد عسکار کو بھی بزدل شیر فتح کر لیا،  
 اس شہر پر متفقہ بیڑوں نے (۳۰) گھنٹے گولہ باری کی تھی، اور چونکہ برہم پاشا بہ نسبت  
 دوسرے مقامات کے اس شہر کے استحکام پر زیادہ ہر دوسہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اپنا  
 صدر میگین یہیں قائم کر رکھا تھا اور وہ سب سامان جنگ متفقہ فاتح سپاہ کے ہاتھ لگا،  
 مصری فوجیں کو ہستان دروز کی نشیبی وادی میں پسپا ہو کر ہٹ گئیں اور ابناہیم پاشا  
 انہیں وادیوں کی جانب ہٹانے پر مجبور کیا، شاہی رھاٹا امراسہر مالٹا اور اٹلی کی فوج کو

سخت دشمن ہو رہی تھی اور ہر جگہ اُسے ستاتی رہتی تھی جس سے تنگ آکر آخر وہ ۱۲۵۶ھ میں مصر کو واپس چلا گیا اور اسکے بعد ایک شفقہ بیڑہ باقعی ایڈمرل ناپیر "نہضہ مصر" کے کمانڈر کی طرف گیا جس نے محمد علی پاشا کو دول یورپ کی اس قرارداد کو ماننے پر مجبور کیا کہ وہ صرف مصر کی حکومت پر قناعت کرے چنانچہ ۱۲۵۶ نومبر ۱۸۳۹ء کو محمد علی پاشا نے چارونا چارلس قرارداد کو تسلیم کیا اور عثمانی بیڑہ آستانہ علیہ کی طرف بھیج کر یکم ذی الحجہ ۱۲۵۶ھ کو اُسے دولت علیہ کو سپرد کر دیا۔ (۲۴ جنوری ۱۸۴۱ء) \*

اب فرانس کی بھی آنکھیں کھلیں اور آئینے دیکھا کہ وہ دول یورپ سے الگ رہنے کے باعث اپنے مشرقی اقتدار کو سخت کمزور پہنچانے کے درپے ہے اسلئے فرانسیسی قوم نے شور و غل مچا کر وزارت کو بدلوادیا اور اپنی حکومت علی کا رخ بد کر اس یورپین حکومت علی کے حلقہ میں شرکت ضروری سمجھی جس نے معاہدہ ۱۸۴۰ء کو سبکیا کر انے پر کمر باندھ رکھی تھی اور مسئلہ مصر کو بہت جلد ختم کر دینے کا عزم کر لیا تھا۔ نتیجے میں ان دول نے اتفاق کر کے سلطنت عثمانیہ کے ساتھ ایک نیا معاہدہ آبنائے ڈارڈنلز اور آبنائے باسفورس کے اندر ہو کر گزرنے کے بارہ میں دجمادی الاولیٰ ۱۲۵۶ھ مطابق ۱۸۴۰ء منعقد کیا اور اس معاہدہ کا نام معاہدہ آبنائے ۱۸۴۰ء رکھا گیا۔ یہ معاہدہ ایک طرف سلطنت عثمانیہ اور دوسری جانب دول انگلستان، روس، پروشیا، اور فرانس کے مابین ہوا تھا اور اسکا مقصد یہ تھا کہ دول مذکورہ نے ان دونوں آبنائوں پر دولت علیہ کا بلا شرکت اعدائے قبا بھی داخل رہنے کا حق تسلیم کر کے یہ بات طے کی کہ سلطنت عثمانیہ ان آبنائوں میں سے ہرگز کسی حکومت کا جنگی جہاز نہ گزرنے دے۔ اور یہ معاہدہ مکمل ہو چکا تو سلطان نے دول یورپ کی تصدیق سے محمد علی پاشا کے خاندان کو وراثت کے طریقہ پر مملکت مصر پر حکمران بنانے کا فرمان تحریر کیا۔ اور اس فرمان کے اجراء سے کچھ عرصہ بعد محمد علی پاشا استنبول میں حاضر ہوا تاکہ اپنے آقا اور تاجدار کے حضور میں اظہارِ اطاعت کرے۔ اور اس بتاؤ نے مصری حکومت اور دار الخلافہ کے مابین دوستانہ تعلقات قائم اور مستحکم کر دیے۔ (۲۳ ستمبر ۱۸۴۰ء) \*

## دولت علیہ کے قلمرو میں ترقیوں کا آغاز اور

### فرمان گلخانہ کا صدور

دولتِ یورپ کی مداخلت نے مصر کے جھگڑے کو نبٹا دیا اور دولتِ علیہ کو ادھر سے فراغت مل گئی تو سلطان عبدالجبار خان نے جدید نظامات کو قوت پہنچانے کا عزم مصمم کر دیا۔ مشہور فرمان صادر کیا جسکو خطِ گلخانہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور جس کے صدور سے ترکی قلمرو میں ترقی و تمدن کے راستے کھل گئے اور ہر طرف امن و امان کا دور دورہ ہوا۔ ۲۶ شعبان ۱۲۵۵ء کو مدارسِ رشیدیہ کی بنیادیں رکھی گئیں اور جتھدر جنگلی، ملکی، اور بحری مدارس اگلے وقتوں سے قائم چلے آتے ہوئے ان کے اندر بھی نئی اصلاحیں اور خوبیاں داخل کی گئیں۔ بڑی اور بحری سپاہ کے بحٹ میں بھی بہت بڑی کفایت شعاری نکالی گئی اور یہ جملہ نظامات نہایت سرگرمی کے ساتھ قائم کر دیئے گئے۔ اصلاحات کا دائرہ وسیع ہوتا ہوا تمام صوبجات تک پہنچ گیا اور فوجوں کو جدید ایجاد کے اسلحہ سے مسلح کیا گیا۔ کارتوسی بندوقیں سات فیروالی ہر ایک سپاہی کو دی گئیں، اور تمام فوج ایک ہی دتیرہ پر مسلح بنائی گئی، قواعد اور جنگی ترتیب کی مشق ہر جگہ برابر جاری رہتی تھی، توپ سازی کے کارخانوں میں بھی اصلاح کی گئی اور جتھدر سرکاری کارخانہ جات تھے انکی حالت پر بھی ایسی ہی توجہ مبذول ہوئی غرض کہ بہت قریب مانہ میں ترکی قوم ترقی و تمدن کے بلند ترین ترین پرچم اٹھ گئی اور جملہ محکمہ جات اور نظامِ حکومت میں بہت کچھ ترتیب بخوبی پیدا ہو گئی۔ رعایا فاضل و خوشحال تھی اور سلطنتِ مالدار +

سلطان کو ان اصلاحات کے نفاذ میں کوئی زحمت اور رکاوٹ پیش نہیں آئی اور اس نے اسی کے ساتھ غیر ملکی اندرونی و دراندازیوں کا بھی بخوبی سد باب کر دیا، وزیرِ اعظم رشید پاشا کی قابلیت اور وسعتِ معلومات نے عثمانی سیاست کا بھی پتہ بہا دی کر دیا ہا جن سے سب سے پہلے اس بات کی کوشش کی کہ وہ دولتی یورپ کے دلوں پر سلطنتِ عثمانیہ کی نمائندگی اور اصلاحِ طلبہ کا سکہ ٹھانے اور قلم و عثمانی میں ہر طرح کا اندرونی

اصلاح و ترقی دہل کر کے بہت سی یورپین سلطنتوں پر سبقت لیجائے۔

## یورپین جینی کا پھیلنا اور بالطہ لیمان کا

معاصر ہونا :-

جن دنوں سلطنت عثمانیہ اندرونی اصلاحوں اور انتظاموں میں سرگرم تھی انہیں دنوں علاقہ ہنگری میں ایک سخت فساد برپا ہوا (۱۸۴۸ء) جو اس زمانہ کی تاریخ میں اکثر ممالک یورپ کی قوموں کی پارلیمنٹری حکومت طلب کرنے کی غرض سے بغاوت برپا کر چکا تھا۔ یہ تحریک سب سے پہلے پیرس دارالملكات فرانس میں ظاہر ہوئی اور آئرلینڈ فلپ شاہ فرانس کی حکومت کو شاکہ دوبارہ جمہوری قائم کرانے کی موجب ہوئی تھی۔ غرض کہ ہنگری میں باغیانہ شورش کا اس قدر زور تھا کہ حکومت آسٹریا اسکو فرو کرنے سے عاجز آگئی تھی اور اس نے مجبور ہو کر گورنمنٹ روس سے مدد مانگی جس نے پرنس پاسکیویچ کے زیرِ کمان ایک زبردست فوج روانہ کی۔ پرنس مذکور روس کا ایک نامور جنرل تھا اور اسی نے اپنی جنگی لیاقت کے ذریعہ سے علاقہ جات ایران، اناطولیا اور پولینڈ کی بنا و تیس فرد کی تھیں۔ چنانچہ اس نے سرحد ہنگری میں دہل ہو کر باغیوں کے بے ترتیب اور ان کے افسروں کی باہمی نا اتفاقی کے باعث مسئلہ ان میں اُنکونچا دکھانے میں کامیابی حاصل کی۔ ملک ہنگری کو آسٹریا کی ماتحت رکھیں روسی حکومت کا بہت بڑا فائدہ تھا کیونکہ وہ خود مختار حکومت بنجاتی تو جس وقت روس کی علاقہ پر حملہ کرنا چاہتا تو یہ حکومت اس کے رستہ میں رکاوٹ ڈالتی۔ روسی اور آسٹریوی فوجوں نے ملک ہنگری کا چاروں طرف سے احاطہ کر لیا تھا اور پرنس پاسکیویچ جو اعلیٰ درجہ کا سنگدل شخص تھا باقی سرغنائوں کو قتل و غارت کر دیوئے تھے ورنہ یہاں روسی جنگی عدالت نے بھی ان لوگوں کے قتل کر دئے جانے کی اجازت دیدی تھی اور اب باغی سرغنائوں کو کہیں پناہ ملنی مشکل تھی مگر چونکہ ابتدا سے ہنگری والوں کا دلی میلان سلطنت عثمانیہ کی طرف رہتا آیا تھا اس لئے وہ سب پولیسل مجرم جنگی تعداد چھ ہزار کے

قریب ہی ترکی علاقہ میں آکر پناہ گزین ہو گئے اور سلطنت عثمانیہ نے انکو بڑی خاطر داری  
 کے ساتھ پناہ دی۔ ان پناہ گزینوں میں جنرل ٹوینسکی "Kamuk" اور جنرل کلاپکا وغیرہ کئی ایک  
 جنرل کو سوٹ "Kamuk" جنرل پلم "Palm" اور جنرل کلاپکا وغیرہ کئی ایک  
 زبردست اور دلیر سپہ سالار اور بشمار افسران فوج اعلاں، کادیکر، ڈاکٹر، وکلاء،  
 اور دیگر پیشوں کے لوگ بھی تھے۔ انگریزی جو بعد میں آسٹریا کا ذریعہ اعظم ہو گیا تھا وہ بھی اسی  
 پناہ گزین جماعت میں شامل تھا یہ لوگ ۱۸۵۷ء میں ترکی قلمرو کے زیر سایہ آ گئے۔ اور انہیں  
 سے بہت لوگوں نے وہیں سکونت اختیار کر لی جنہوں نے دولت علیہ کی قابل قدر خدمتیں بھی  
 انجام دیں۔ دولت علیہ نے ان بے یار و یاہ پناہ گزینوں کی پشت پناہی کی تو مالک یورپ  
 میں تنگدلی کی انسانیت و مروت کی دھوم مچ گئی اور عام طور پر محب انسانیت اور ہندو باہل  
 یورپ نے سلطنت عثمانیہ کے سفارتخانوں کے دو برو پیرس و لندن میں مسرت اور دوستانہ  
 احساس کا اظہار کیا بلکہ لندن میں تو یہ واقعہ پیش آیا کہ ترکی سفیر شہر کی کسی سڑک پر اپنی گاڑی  
 میں سوار جا رہا تھا اور انگریزی پبلک نے اسکو دیکھ کر حیرت و دے اور نعرہ مارے مسرت بلند  
 کئے اور اس کی گاڑی سے گھوڑوں کو کھٹکے لکڑیوں کے بے خود سے کھینچ کر سفارتخانہ تک پہنچا دیا  
 روسی حکومت نے سلطنت عثمانیہ سے پولیسکل بھرموں کو طلب کیا تو اوہر سے یہ جواب ملا کہ ہم  
 فیما بین کوئی ایسا معاہدہ نہیں ہوا ہے جس کے مطابق ہم پولیسکل مجرموں کی حوالگی پر مجبور ہوں۔ اور  
 روسی حکومت کی درخواست مسترد کر دی۔ ہنگری والوں کی سرکشی کا اثر دوسرے ممالک یورپ  
 پر بھی پڑا چنانچہ ممالک افلاق اور بغداد کے باشندوں نے بھی بغاوت کر کے خود مختاری اور  
 صوبہ ٹرنینٹونیا کے ساتھ شامل ہو جانا طلب کیا تاکہ وہ ایک رومانی حکومت قائم کر سکیں، ہنگار  
 ملک نے دونوں صوبوں کے حاکموں کو ملک سے بہاگ جانے پر مجبور کر کے ایک چند روزہ حکومت  
 بھی بنائی، مگر دولت علیہ نے بہت جلد ان پر فوج کشی کر دی اور سپہ سالار عمر پاشا نے اس عارضی  
 حکومت کو توڑ کر بغاوت فرو کر لی۔ روسی حکومت نے دیکھا کہ ترکی فتح ان دونوں صوبوں میں  
 اس کے اقتدار کو گہما دیگی تو اس نے بھی مشاعرے میں ایک جہاز فوج ارسال کر کے ان پر قبضہ  
 کر لیا اور گورنٹ عثمانیہ نے روس کی اس حرکت پر سخت اعتراض کیا یہاں تک کہ دونوں سلطنتوں

میں جنگ چھڑ جائیگا اندیشہ پیدا ہو گیا تھا مگر آخر چارمین سے گفتگو ہو کر یہ فیصلہ ٹھہرا کہ ان صوبوں کے حکام کا تقرر سلطنت عثمانیہ ہی کا حق رہیگا اور سات سال تک ملک میں امن قائم رکھنے کیو اسلئے مشترک روسی و ترکی سپاہ و فوجیں رکھی جائیگی۔ اور اس معاہدہ پر تمام باطلہ لیان میں طرفین کے دستخط ہوئے اور اس معاہدہ کی وجہ تسمیہ یہی ہے۔

## جنگ کریمیا اور اس کے اسباب۔

روسی حکومت کو اس بات کا یقین تھا کہ عثمانی حکومت نے جن مصلحتات کا استعمال اپنی فوجی قوت میں کیا ہے یہی باتیں اب تک میری کامیابی اور پھر دینی کی موجب ہوئی ہیں اور ترکی بھی ان جدید حمل جنگ کو برتنے لگی تو میری اس کے سامنے ایک ہی نہ پیلگی اس لئے وہ ہمیشہ اسی فکر میں رہتی تھی کہ سلطنت عثمانیہ کے انتظام مملکت کی راہ میں کانٹے بچھائے اور اسے اس بارہ میں ناکام ہی رکھے۔ وہ ہر ایک پہلو سے جنگ چھیڑنے کے بجائے تلاش کر رہی تھی اور جب کوئی صورت نہ بن آئی تو آخر کار یہ دعوے کر دیا کہ اسے تمام روس اور آرتھوڈوکس مذہب کی ترکی عیسائی رعایا کا حق سرپرستی حاصل ہے اور اس طرح ان عیسائیوں کو بھڑکا کر آمادہ بغاوت کرنا چاہا، کبھی یہ تھی کہ دولت علیہ کے بعض حکام اکثر اوقات اس طرح کی حرکتیں کر بیٹھے تھے جو جگے ذریعہ سے دول یورپ کو جھگڑنے کا موقع ملتا تھا۔ بہر حال روس کو یہی ایک موقع مل ہی گیا وہ یہ کہ اندون کچھ عرصہ سے بیت المقدس میں آرتھوڈوکس اور رومن کیتھولک کے فریقے بعض مقدس مقامات کے حق حمایت کا دعوے کرتے اور ان پر قابض ہونا چاہتے تھے اور کینسٹنٹینوپل کی بابت یہ جھگڑا بڑھ رہا تھا کہ انیس سے ہر ایک اسکی درباری اور خد متکذاری چال کر نیکانوائیاں تھا یہ نزاع بڑھتے بڑھتے بہت طوالت پکڑ گئی اور ترکی حکام اس حیرت میں مبتلا ہو کر وہ کریں تو کیا کریں، ان جھگڑاؤں فرقوں کے مابین تصفیہ کر نیکان کوئی طریقہ انکی سمجھ میں نہیں آتا تھا کیونکہ اگر آرتھوڈوکس فرقہ کی حمایت کا ٹھیکہ روس نے لے رکھا تھا تو رومن کیتھولک گروہ کی سرپرستی قدیم معاہدات کے دوسرے فرانس کیلئے مسلم تھی چنانچہ اس معاہدہ کا معاہدہ تو اس کو ترکی قلمرو کے رومن کیتھولک فرقہ رعایا کا حامی مان چکا تھا۔



انگلستان کے سفیر نے متوسط بنکر ایک قاعدہ دونوں مخالفوں کے باہم ملا دینے کا بنایا اور اُسے فرانس نے مان لیا لیکن روسی حکومت جو صرف رطانی کی طلبکار تھی اُس سے حکم ہو گئی اور بجز اسکے کہ وہ ترکی سلطنت کو دول یورپ کے حلقہ سے الگ رکھ کر اُسے ہاکش بد مان، ہارپ کر جانے کی آرزو مند ہو کر کوئی بات اس کے خیال میں نہ چھی دار نکولس اول نے دیکھا کہ یہ موقع بہت عمدہ ہے اور اپنی کارروائی شروع کر دینی چاہئے تو اُس نے پرنس منچیکوف روسی وزیر کو سفیر با اختیار بنا کر آستانہ علیہ کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ باب عالی سے ارہتی مقدمہ کی بابت ہوتا زمینہ ہو رہا ہے اُس کے بارہ میں گفتگو کرے اور اسی کے ساتھ ایک لاکھ چوالیس ہزار فوج بھی حدود سلطنت عثمانیہ پر ارسال کر دی۔ جبوقت پرنس منچیکوف آستانہ میں آیا اور اُس نے فواد آفندی وزیر خارجہ سے ملنا چاہا تو وزیر مذکور نے اُس کو ملاقات کا موقع نہیں دیا اور باب عالی نے فواد آفندی کو برطرف کر کے رفعت پاشا کو وزیر خارجہ مقرر فرمایا پرنس مذکور کی یادداشت مجلس وزراء میں پیش ہوئی تو انہوں نے اُسے منظور کرنا پسند نہیں کیا اور دولت علیہ نے ہی پیش بندی کے طور پر فوجی تیاری شروع کر دی۔ کیونکہ روسی حکومت روسی عیسائیوں کو ہڑکانے اور انہیں آمادہ بغاوت کرنے سے کسی طرح باز نہیں آتی تھی اور اسکے بعد اس نے یورپین حکمت عملی سے الگ ہو کر بطور خود ترکی پر یہ الزام قائم کیا کہ وہ اپنی عیسائی آرتھوڈوکس رعایا سے بدسلوکی کرتی ہے اس لئے روسی حکومت بحیثیت انکی سرپرست ہونے کے دولت عثمانیہ کو اس فرقہ کی اصلاح حالت کا خیال دلائی۔ مگر روسی سلطنت کا یہ دعویٰ محض باطل اور شرارت و خود غرضی پر مبنی تھا کیونکہ تنظیمات خیرہ کے فرمان نے تمام ترکی عیسائی رعایا کے امن و راحت کا سامان ہوتا تھا اور انکو کسی طرح کی وجہی شکایت باقی نہیں تھی مگر روسی حکومت نے ایک بات بھی نہ مانی وہ برابر سختی کے ساتھ اپنا مطالبہ کرتی گئی جس سے تنگ آکر دولت علیہ نے فوجی قوت کی فراہمی کا اہتمام شروع کر دیا اور اسکے لمبی کافی وقت گمانے کا یہ سامان کیا کہ شاہ میں وزارت کی شکل میں تفریکہ کے مصطفیٰ نائلی پاشا کو صدر عظم اور مصطفیٰ رشید

خارجیہ نہایت ذہین اور معاملہ فہم شخص تھا اس نے بہت کچھ غور و تأمل اور ایک عرصہ تک روسی یا دداشت پر بحث کرتے رہ کر آخر یہی فیصلہ کیا کہ اُسکی مذہب یا ہے وہ سلطنت عثمانیہ کے اندرونی معاملات میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں رکھتا اس نے دول یورپ سے بحث و مباحثہ کر کے قوی دلائل سے یہ بات ثابت کر دکھائی کہ روسی حکومت کا ایک دعویٰ بھی صحیح اور قابل تسلیم نہیں ہے کیونکہ دولت علیہ نے جدید اصلاحات کے ذریعہ اپنی رعایا کے امن و راحت کے تمام ذرائع فراہم کر دیئے ہیں اور اسکی تائید میں دول یورپ کے وہ اقرا نامے پیش کئے جنکے اند انہوں نے ترکی علاقہ میں اصلاحات کے جاری ہو جانے کو تسلیم کیا تھا اور دولت علیہ کی اس خسروانہ رعایا پر روسی کا شکم یہ ادا کیا تھا، غور کیا کہ جب تک دول یورپ پر ثابت نہ کر دیا کہ روس کا دعوے صریحاً باطل اور بزدلی پر مبنی ہے اسوقت تک اس نے دم نہیں لیا اور آخر میں دولت علیہ نے روسی یا دداشت کو مطلقاً مسترد کر دیا جبکہ بعد پرش منچینگوف نے (۲۷ مارچ ۱۸۵۷ء) کو الٹی میٹم دیکر روسی سفارت سمیت استنبول کو چھوڑ دیا اور ادھر ہی جنگ کی شہن گئی +

## روس پر اعلان جنگ اور علاقہ جات ڈنیوب

### اور اناطولیہ کی لڑائیاں

ترکی سلطنت کے ارکان اور دول یدپ کے سفیر سب ہی خیال کرتے تھے کہ پرش منچینگوف نے اپنی خدمت ادا کرنے میں جس سخت پہلانی اور بد عنوانی سے کام لیا ہے، غالباً یہ اسکا ذاتی فعل تھا ورنہ روسی حکومت اسکو کبھی پسند نہیں کر سکتی مگر بعد میں (۳۱ مارچ ۱۸۵۷ء) کو روسی وزارت خارجہ کے سکرٹری کوٹ دی سلرڈوکی زبانی یہ حال کھلا کہ پرش مذکور نے جو کچھ کیا اپنی گورنمنٹ سے حکم اور ایما سے کیا ہے کیونکہ اسی عرصہ میں یینزل گورچاقوف نے اس (۱۴ مارچ ۱۸۵۷ء) سپاہ کے ساتھ جکا ذکر پہلے آچکا ہے دریائے نیپتھ کو عبور کر کے افلاق اور بغداد کے صوبوں میں قدم رکھا۔ چونکہ روسی حکومت کی چیر کٹ

معاہدات کے بالکل خلاف تھی اس لئے دولت عثمانیہ نے بھی ماہ ذی الحجہ ۱۲۶۹ھ میں اسپر  
اعلان جنگ کر دیا اور عمر پاشا ساکن ہنگری نے جو صوبہ رومیلیا کی افواج کا سپہ سالار تھا۔  
روسی جنرل کو لکھا کہ وہ پندرہ دن کے عرصہ میں اپنی فوجیں عثمانیہ علاقوں سے نکال لیجائے  
ورنہ جنگ کی نوبت آئیگی لیکن وہاں کب سنائی ہوتی تھی آخر جب عمر پاشا نے دیکھا کہ روسی  
پاہ او دین کی طرف سے دریائے ڈنیوب کو عبور کرنا چاہتی ہے اور سرزویا والوں کو آمادہ  
بغاوت بنانے پر مستعد ہے تو اس نے بہت جلد کافی مقدار کی فوج اس جانب ارسال  
کر کے اسے حکم دیا کہ مقام تلفات میں دشمن کو روک دے، اسی طرح دوسری سپاہ نے مقام  
لو ترہ قان سے اولتائچہ میں اوتیسری فوج نے اوسپتی سے یرلوک میں ہنگر دوسرے  
روسی کالموں کی پیش قدمی کا معارضہ کیا جو شہر نجا رست پر بڑھے آتے تھے اولتائچہ میں  
خود عمر پاشا روسی سپاہ کے ساتھ معرکہ آرا ہوا اور ۳۰ دسمبر ۱۲۶۹ھ کو اسکو نہایت فوجیہ  
جنگ کے بعد ہزیمت دی اسی طرح جب روسی فوجی قوت مقام تلفات کے نزدیک  
قریہ چتانیہ میں فراہم ہو رہی تھی تو فریق ناظر احمد پاشا رئیس ارکان حرب رومیلیا نے  
تلفات میں چرخس اسماعیل پاشا مصطفیٰ توفیق پاشا اور عثمان پاشا تین بہادر افسروں کی  
ماتحتی میں تین فوجی کالم روسیوں پر حملہ آور ہونے کے لئے ارسال کئے اور اس سپاہ نے  
روس والوں پر تین سمتوں سے حملہ کر کے (۵ ربیع الاول ۱۲۷۰ھ) انہیں جبری طرح  
شکست دی اور ان کے بڑاؤ پر قبضہ کر لیا، خلاصہ یہ ہے کہ اوسپتی، موطن اولیٰ اطلہ سی،  
سلسرہ، قرہ لاش اطلہ سی، زشتوی، نیکو پولی، پاتین اور ایساچی، وغیرہ مقامات اور تمام  
سواحل دریائے ڈنیوب پر بحقدار لڑائیاں ہوئیں سبب میں ترکی سپاہ چہرہ دست رہی  
اور روسیوں نے زک اٹھائی۔ اور پھر ان لڑائیوں میں ناکام رہنے کے بعد روسیوں نے  
ہر طرف سے سمندر تلفات پر حملہ کیا تو حلیم پاشا وہاں کے محافظ نے بھی انکو ایسی نمایاں ہزیمت  
دی کہ وہ مجبور ہو کر مملکت افلاق کو چھک کی طرف سے دریائے آتو ما کے اُس پادبٹ  
گئے۔ ترکوں کے اس طرح پے در پے فتیاب رہنے سے تمام یورپ میں انکی دھمک بندھ گئی  
اگرچہ کہ اب جاڑوں کا موسم اور برہنہ فاری کا زمانہ آگیا تھا اوساطے عمر پاشا نے فوجوں کو

قلعوں میں ہی رہتے دیا اور بہاگتے ہوئے روسیوں کا تعاقب نہیں کیا ورنہ غالباً اسنو بہت سا روسی علاقہ لگے ہاتھوں لیلیا ہوتا۔ یورپ کے حصہ میں جو کیفیت پیش آئی اسی تو بیان کر دیا گیا اب ایشیائی علاقہ میں جوڑائیوں ہوئیں آہکا ہی حال سنئے؛ ایشیائی علاقہ کی فوجیں سرعہ عبدالکریم نادیر پاشا کی ماتحتی میں تھیں اور منظر و منصور آغہ اور چائی کے اطراف میں آگے بڑھتی جاتی تھیں اس علاقہ کے فوجی ارکان حرب کے افسر تاجری احمد پاشا کی کوشش سے ترکی سپاہ نے قلعہ کمری پر تسلط بھی کر لیا تھا اور آغہ میں روسیوں کا محاصرہ کر رکھا تھا مگر اسی اثنا میں ترکی وزیر جنگ مقیم آستانہ نے عبدالکریم نادیر پاشا کو فوجی نقل و حرکت اور جارحانہ کارروائیوں میں مستی سے کام لیتے دیکھ کر کسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ احمد پاشا نامی دوسرا سپہ سالار تعین کیا لیکن یہ افسر موسم سرما آغاز ہو جانیکے باعث جنگ موقوف کر دینے پر مجبور ہو گیا +

## سنیوب کی بحری جنگ

(۲۷، صفر ۱۲۷۷ھ) ہنری ٹامبرک اسکوار نے ایک خاص تاریخ جنگ کریمیا کی تحریر کی ہے جس میں انہوں نے اس جنگ سنیوب کا بھی تذکرہ کیا ہے اور ہم یہاں انہیں کے بیان کا خلاصہ درج کرتے ہیں۔ صاحب موسوف لکھتے ہیں کہ ماہ محرم ۱۲۷۷ھ (۱۸۵۳ء) میں دولت عثمانیہ نے دو جنگی جہازوں کے بیڑے بحیرہ اسود کی طرف روانہ کئے تہو جن میں سے ایک بیڑہ پانچ جنگی جہازوں کا ماتحتی بطردہ مصطفیٰ پاشا آلات و سامان جنگ کی رسید لیکر بندرگاہ باطوم کے قلعہ جات کو پہنچانے جا رہا تھا اور دوسرا جنگی بیڑہ تیرہ جہازوں کا ماتحتی بطردہ عثمان پاشا اور ریالہ حسین پاشا دواغیوں کے بندرگاہ سنیوب کو گیا تھا۔ اڈل بیڑہ میں (۸۸) توپیں اور دوسرے بیڑہ میں (۴۰۶) توپیں موجود تھیں۔ جبوقت یہ بیڑہ بندرگاہ سنیوب میں پہنچکر وہاں لشکر انداز ہو گیا تو ایک روسی جنگی بیڑہ تین قباق، چار فریٹ اور ایک ابریق، وضع کے جنگی جہازوں سے مرکب، اسی بندرگاہ کے سامنے آیا اور اسکا محاصرہ کر کے ٹھہر گیا چنانچہ اس کے کمان افسر ایڈمرل ناچیموف نے عثمانی بیڑہ کی طاقت و تعداد

اور اس کے جہازوں کے موقع کا پوری طرح اندازہ کر لیا تو اپنی حکومت سے مزید ملکی جہازات منگو کر عثمانی بیڑے سے جنگ کا ارادہ کر لیا۔ روسی حکومت نے اپنے ایڈمرل کی درخواست پر بندرگاہ سیواستوپول کا جنگی بیڑہ اس کی کمک کے لئے ارسال کر دیا اور بیڑہ مذکور کے آجانے پر ایڈمرل ناچیموف "مرحوم" نے ہواے موافق پاکر بندرگاہ سنوپ میں عثمانی بیڑہ پر حملہ آور ہونے کے لئے داخلہ کیا اور چار جنگی جہاز بندرگاہ سے باہر چھوڑ آیا تاکہ وہ عثمانی جہازوں کو بہا گئے کا موقع نہ دیں۔ روسی ایڈمرل نے اپنا بیڑہ بندرگاہ کے قلعہ کے توپخانوں کی زد سے دور اور عثمانی بیڑہ سے ایک ہزار گز کے فاصلہ پر کھڑا کر کے صف جنگ مرتب کر لی۔

ترکی بیڑہ ایک ہی صف میں بچھ کر مستقیم بندرگاہ میں اسٹادہ تھا اور کپتان عثمان پاشا نے غنیم کو آمادہ جنگ پاکر اپنے بیڑہ کو تیار اور مدافعت کیلئے مستعد ہو جانیکا حکم دیا اور افسران جہازات کے زور و پرجوش تقریر کر کے انہیں اپنے ملک و ملت کی خدمت میں سرفروشی کرنے کی ترغیب دلائی تو کون کو یقین تھا کہ اس جنگ میں انہیں کسی طرح بھی کامیابی ہوگی کیونکہ اول تو ان کے جنگی جہازات بہت چھوٹے اور کمزور تھے اور روسی جہازات قد و قامت و استحکام کے علاوہ تعداد میں ان سے دگنے سے زائد تھے مگر انہوں نے ذلت کے ساتھ دشمن کی اطاعت مان لینے کو عار سمجھا اور جان پر کھیل کر مقابلہ آغاز کر دیا جانبین سے توپوں کے منہ کھل گئے اور آگ بڑھائی جانی لگی ڈھائی گھنٹوں کی گولہ باری کے بعد روسی بیڑہ نے عثمانی فرقاطہ ناوک بحری کو بیکار بنا دیا اور اس کے کپتان نے یہ حالت دیکھ کر کہ اب غنیم بھگو گرفتار کر لیا خود ہی بارود کا نیگزین اڑا دیا، العظمتہ اللہ میگزین میں آگ لگتے ہی ایک ہولناک صدا ہوئی اور زرہ پوش جہاز کے پرزے ہو کر ہوا میں اڑنے لگے۔ باقی ترکی جہازوں نے یہ کیفیت مشاہدہ کی تو ان پر یہی موت کا ہراس طاری ہو گیا اور انہوں نے "مرتا کیا نہ کرتا" سمجھ کر غنیم کا مقابلہ کرنے میں ذرا بھی کوتاہی نہیں کی اگرچہ انکی ترتیب میں فرق آگیا تھا اور روسی آتشباری کا اثر بہت سے جہازوں میں آگ لگانیکا تھا جو بعد میں میگزین کے جلنے سے پاش پاش ہو گئے اور روسیوں نے یہ

حالت دیکھ کر غرہ ڈے مسرت بلند کئے۔ اب صرف دو ترکی فرقاطہ جہازات بندرگاہ میں رہ گئے تھے جو بے فائدہ روسی جہازوں پر گولہ باری کرتے جاتے تھے یا دوسرے الفاظ میں لیں کہا جاتے تھے کہ اپنے بہادر شہیدان ملک و ملت کی حسرتناک موت پر سینہ کوبی اور غرہ زنی کر رہے تھے، روسیوں نے اس جنگ میں ایسی خلاف انسانیت و حشیا نہ کارروائیاں کی تھیں کہ انکو سُنکر سنگدل سے سنگدل آدمی کا دل متاثر ہو جاتا ہے کہ سختوں نے مجروح ترکی سپاہیوں کو جو دریا میں پیر کر جان بچانے کیلئے ہاتھ پیر مار رہی تھے توپوں اور بندو قوں کے نشانے بنا کر ہلاک کیا۔ پھر باقی ماندہ دونوں ترکی فرقاطہ جہازات انہوں نے گرفتار کر لئے جنہر امیر البحر عثمان پاشا ایک ٹانگ میں کاری زخم کھائے ہوئے موجود تھا۔ ریالہ حسین پاشا لڑائی شروع ہونے کے پہلے ہی گھنٹہ میں ایک گولہ سے ہلاک ہو چکا تھا عثمان پاشا کے ساتھ دو ترک کپتان اور ایک سو پانچ بحری سپاہی اور ملاح روسیوں کے ہاتھ میں اسیر ہو گئے۔ اور دویزار سے زائد ترک سپاہی اور افسر جنگ میں کام آئے روسیوں کا نقصان جان بھی بہت زیادہ ہوا تھا اور یہ فتح انکو بڑی قیمتی بڑی جہتی ترکوں کی گولہ باری نے اُنکے چاروں بقاق جہازوں کے مستول توڑ ڈالے تھے۔ جس کے باعث وہ گولہ باری کرنے سے رک گئے۔ روسیوں نے شہر سنیوب پر بھی گولہ باری کر کے اُسے تباہ کر ڈالا اور بڑا حصہ آبادی کا منہدم کر دیا۔ فوجیابی کے بعد روسیوں نے چاروں بندرگاہ سنیوب میں رہ کر اپنی ضرور رسیدہ جہازوں کو دفع الوقتی کے طور پر درست کر لیا اور پھر دونوں ترکی جہازوں کو ہلاک کروا کر سے سیواٹوپول کی طرف چلے گئے تاکہ فرانسیسی اور انگریزی جنگی جہازوں کے آنے سے قبل پیکر کل جائیں۔ بالآخر وقت جنگ شروع ہوتے ہی ایک ترکی جنگی دغانی جہاز بندرگاہ سے بہاگ کر آستانہ علیہ کو چلا گیا تاکہ لڑائی کی اطلاع پہنچا سکے اور بندرگاہ سے باہر والے روسی جہازات انکو روک نہ سکے۔ چنانچہ اس نے آستانہ پہنچ کر لڑائی کی اطلاع دی اور انگلش و فرینچ جنگی بیڑوں نے جو آبنائے ڈارڈنل میں موجود تھے اپنا ایک ایک جہاز دریافت حال کے لئے بندرگاہ سنیوب کی جانب ارسال کیا، ان جہازوں نے سنیوب میں پہنچ کر بعض

ترک زنجیوں کو جو اب تک زندہ تہو پہنانے کی کوشش کی اور انہیں آستانہ علیہ میں لے آئے، بوقت جنگ اس بندرگاہ میں ایک انگریزی تجارتی جہاز بھی موجود تھا جسکے دو آدمی روسیوں کے گولوں سے ہلاک ہو گئے تھے اور بعد میں وہ بھی ترکی جنگی جہازوں کے ساتھ جلیا تھا اب گلش جنگی جہاز نے اپنے ملکی جہاز کے کپتان کو بھی ساتھ لے لیا جسکی زبانی دیران ترک کی شجاعت و ہمت کا مفصل حال اور روسیوں کی بدفعالی کا سارا واقعہ معلوم ہوا اور اس جنگ کی رپورٹ تلہ بند کی گئی \*۔

سینو بیخوف روسی حکومت کے رئیس و کلائے اپنے تاجدار زار نکولس کو جنگ سنیوٹ کی رپورٹ ان الفاظ میں تحریر کی تھی :-

”جہاں پناہ کے حسب الحکم بحیرہ اسود کے روسی بیڑہ کو ہاتھی ایڈمرل ناچیموف نہایت قوی اور مکمل بنا کر ترکی بیڑہ سے لڑنے کیلئے ارسال کیا گیا اور حضور کے اقبال سے ایڈمرل مذکور ترکوں پر تعیاب اور انکے تمام بیڑہ کو بجز ایک جہاز کے جو بیکر نکل گیا تباہ کر ڈالنے میں کامیاب ہوا۔ ہمنے ترکی بیڑہ کے کمان افسر عثمان پاشا کو زخمی ہونے کی حالت میں گرفتار کر لیا جسکو حضور کا فتح مند بیڑہ سواستوپول میں لے آیا ہے“

ایڈمرل ناچیموف نے جنگ سنیوٹ کے بعد شہر مذکور کے آسٹروی کانسل جنرل کو یہ سعادت آمیز تحریر ارسال کی تھی :-

”میں آپکو شہر سنیوٹ میں ایک با اختیار سفیر اعتبار کر کے آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ میری یہ عرض اپنی حکومت اور دیگر حکومتوں کے کانسلوں تک پہنچا دیں۔ اس جنگ میں شہر کی جو بربادی ہوئی مجھے افسوس بخدا افسوس ہے مگر ترکوں کی دلیرانہ مدافعت اور سخت جے باکانہ جنگ نے مجھے زائد سختی کرنے پر مجبور بنا دیا تھا۔ کیونکہ میری گورنٹ کا حکم تھا کہ عثمانی جنگی بیڑہ کو جو سر زمین قوتاز میں بغاوت کا بیج بونے اور وہاں کے مسلمانوں کو ساٹا جنگ پہنچانے کے لے آیا ہے برباد کر کے اس ملک کے عثمانی بندگاہوں پر تسلط کر لوں اور انکو غارت کر ڈالوں اور اسی حکم کی بنا پر شہر سنیوٹ کو تباہ کیا گیا“

تخیر اور اس کے علاوہ روسی ذمہ داران حکومت کے دوسرے اقوال ثنائت

کر رہے ہیں کہ روسیوں نے ترکوں پر علاقہ جات قوقاز، قرغز، کریمیا، اور تاتاریں روسیوں کے خلاف فتنہ و فساد برپا کر انیکا الزام عائد کیا تھا اور کہ عثمانی بیڑے ان باغیوں کو سامان جنگ دینے آئے تھے۔ مگر یہ بے بنیاد وہم محض اس لئے قائم کیا گیا کہ روسی حکومت اپنی بے اعتدالی اور بیوفائی کو جائز قرار دے سکے کیونکہ آغا ز محاربہ سے قبل اس نے دول یورپ کو اپنے خواہان امن ہو نیکا یقین دلا کر بیان کیا تھا کہ وہ صلح کے مقابلہ میں حکومت آسٹریا کا متوسط بنانا پسند کرتی ہے۔ لیکن اس کے جنگی بیڑہ نے خواہ مخواہ عثمانی بیڑہ پر تعدی کی جس سے روسی حکومت کی غلط بیانی کا پردہ فاش ہو گیا اب رہی یہ بات کہ اس نے ترکوں پر علاقہ قوقاز اور کریمیا میں بغاوت برپا کر انیکا الزام رکھا یہ بھی اصلیت سے کوسوں دور ہے کیونکہ آج تک ترکوں نے کبھی ایسا فعل نہیں کیا اور قرقیزی لوگ ستر سال سے برابر حکومت روس کی مخالفت کرتے رہتے تھے حالانکہ انکو آستانہ علیہ کی جانب سے کبھی کوئی تحریک بغاوت کی نہیں کی گئی بلکہ انکی بغاوت کا حقیقی سبب یہ تھا کہ انہوں نے کئی صدیاں دولت علیہ کے زیر سایہ امن و امان میں بسر کرنے کے بعد روسی تشدد پسند حکومت کی ماتحتی میں رہنا گوارا نہیں کیا اور اسی واسطے وہ ہمیشہ آمادہ جنگ و بغاوت رہتے تھے۔ بہر حال آخر کار دول یورپ پر بھی کھل گیا کہ بدینتی اور شرارت روسی حکومت کی سرشت میں داخل ہے جسے بلاوجہ ایک ترکی بیڑہ کو برباد کر ڈالا۔

## فرانس اور انگلستان کا دولت علیہ کے ساتھ

### متحد ہونا

لوئس فلپ شاہ فرانس کی وفات کے بعد ۱۸۳۰ء کے پچھلے مہینوں میں اس ملک کی فرمانروائی نپولین سوم کے ہاتھ آئی جو اپنے پیشرو کی حکمت علی کا مخالف اور سلطنت عثمانیہ سے دوستی رکھنے کا طالب تھا، اسی دلی خواہش تھی کہ کسی اور مشہر



بیت المقدس کا جھگڑا اچلے فیصل ہو گیا کہ وہ روس کی تھلک چھٹ کا حامی اور سرپرست  
 تھا اور اسکو اپنے اثر کا بڑا نا ضروری معلوم ہوتا تھا۔ انہیں دنوں سرملٹن سٹیورنگلٹر  
 سفیر مقیم سینٹ پیٹرسبرگ نے ٹارگن کو اس دوم سے تھلک میں ملاقاتیں کر کے اس کی وہ  
 پالیسی دریافت کر لی تھی جو زار نکور نے مشرقی تھلک کی بابت اپنے دلیں قرار دی  
 رکھی تھی اور چونکہ یہ انگلش سفیر پروٹسٹنٹ مذہب کا پیرو تھا اسلئے اسے مسئلہ بیت  
 المقدس کی چندان پروا نہیں تھی اور وہ اس جھگڑے میں اپنی حکومت کے فائدہ کا پہلو  
 تلاش کرنے پر تیار ہوا تھا۔ آسٹریا کو بالٹک ڈیسٹ سے فرماؤں سے سخت نفرت پیدا  
 ہو گئی تھی کیونکہ جبل اسود والوں کا خود مختاری کے لئے زور لگانا اور اپنی جدا گانہ پارلیمنٹری  
 حکومت بنالینے پر تیار رہونا۔ ڈلماسیا، اوراکروآنیہ، وغیرہ دوسرے پاس پڑوس کے  
 ملکوں پر بھی برا اثر ڈالتا تھا اس لئے حکومت آسٹریا نے پریشان ہو کر بغاوت جبل  
 اسود اور بیت المقدس میں متوسط بنکر بہت جلد انکا فیصلہ کر دینا کی درخواست کی  
 لیکن اسے اپنے مدعا میں کامیابی نہ ہو سکی جسکے بعد اس نے حکومت پرتشیا کے ساتھ  
 اس معاملہ سے بالکل الگ تھلک رکھ ڈالی۔ یہاں پر دیکھو کہ معاہدہ کریمیا اور اٹلی  
 کی اس مسئلہ میں کوئی مداخلت ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ بہر حال ایسی حالت میں روسی  
 حکومت نے پرس منچیفوف "کونسلر جنرل" کو زائد سفیر بنا کر  
 دربار عثمانی میں ارسال کر دیا۔ دول یورپ نے پہلے تو یہ سمجھا کہ اس نئے سفیر کی تخت  
 بیت المقدس کا جھگڑا طے کرنا ہی ہے قرار دی گئی۔ لیکن جب یہ پتا ملا کہ وہاں دو  
 طریقہ سے ہنگامہ اسکا کے معاہدہ کی طرح ایک دوسرا طریقہ نامہ ہونا چاہتا ہے تو تمام  
 یورپ میں ایک تھلک چکیا کیونکہ روسی سفیر کی حرکتیں قانون مابین الاقوام کے اصول  
 سے بالکل مخالف تھیں اور انگلش سفیر پاسے تخت روسی اسٹریٹن سمجھنے والے تھے  
 اسکا یہ خیال معلوم کیا تھا کہ وہ ترکی قلمرو کے اپنے اور افغانستان کے مابین تقسیم کرنے  
 پر تیار ہے، انگلستان کو معلوم ہوا کہ روسی حکومت تھلک مشرق میں اپنا رخ بڑھا کر  
 ان کے لئے ہر وقت تھلک دینا چاہتی ہے اور فرانس کی مکروری کے درپے ہے تو لگے

و کوثریہ فرمانروائے برطانیہ عظمیٰ نے پولین سوم شاہ فرانس سے خط کتابت کر کے  
باب عالی کے ساتھ مجانیکی خیال دلایا تاکہ روس کی بددیتی اور غاصبانہ ارادوں کے  
ناکام بنایا جائے۔ سلطان نے ہی اسی اشارے میں مصطفیٰ راہبیت پاشا کو وزارت  
کے عہدہ پر واپس بلا لیا تھا جسے پہلے محض اس کی رضامندی کے خیال سے اس عہدہ کو  
الگ کیا گیا تھا اور روسی سفیر کے ناواحب مطالبات رد کر دینا حکم کر لیا۔ روسی سفیر نے  
بہت کچھ گفتگو کے بعد آخر پولیسکل تعلقا سے قطع کر لئے اور وہ اپنے ملک کو واپس چلا گیا  
جسکے بعد دولت علیہ نے سفیر انگلستان کو روسی گفتگوؤں کے مفصل حالات سے  
مطلع کر دیا اور انگلستان نے فرانس کے ساتھ متحد ہو کر اپنا جنگی بیڑہ آٹا کی طرف  
روانہ کر دیا تاکہ وہ فرانسیسی بیڑہ سے ملکر خلیج پشیکا میں جو آہناکے ڈارڈنلز کے  
قریب ہے جا ٹھہرے اور یہ دونوں بیڑے وسط ماہ جون ۱۸۵۳ء میں خلیج مذکور  
میں پہنچ گئے، امپراطور فرانس جوزف شہنشاہ آسٹریا نے پہلے تو اس بات کی بہت کوشش  
کی کہ وہ کسی طرح بلا جنگ و جدل اس جنگ پر دے چنانچہ اس نے ویانا  
کا نفرس منعقد کر کے ماہ اگست ۱۸۵۴ء میں اس کے متعدد جلسے کئے اور وہ سب  
بیکار ثابت ہوئے۔ روس کی سہٹ دہری کسی طرح نہ مٹی اور دول یورپ کو اس کی  
بددیتی کا پوری طرح یقین ہو گیا۔ شہنشاہ آسٹریا نے دیکھا کہ میری کوششیں صلح کرانے  
میں ناکام رہی ہیں تو اب اُسے یہ کیا چاہیے کہ خود کیا طریقہ اختیار کرے آیا روس کا  
ساتھ جو ایک الگ تہنگ ہو کی پالیسی پر کار بند رہے، انگلستان و فرانس نے دولت علیہ  
کو روسی مطالبات کی ناممکنی پر آمادہ بنایا اور کہا کہ تم اپنی حقوق کی حفاظت میں  
کوشش کرو اس لیے وہ مذکور بالا شرطیں مانگے ہوئیں جسکا ذکر آچکا ہے اور  
انہیں ترک کیے بغیر پوری طرح کا صلح نامہ نہ ہو سکتا تھا اور یہی صورت حال تھی  
اور ان شرطوں پر صلح نامہ ۱۸۵۴ء میں حیدرآباد کے راجا خاندانہ ظاہر ہو گیا۔ جو  
دولت علیہ نے اپنی سپاہ میں جاری کیے تھے۔ اور ہر دولت علیہ اس بات پر رضی ہو گئی  
تھی کہ انگریزی اور فرانسیسی جنگی بیڑے اسے باسفر میں داخل ہو جائیں تاکہ

انکو بحیرہ اسود سے نزدیک رہنے کا فائدہ حاصل ہو اور وہ روسی بحری جہازوں کی روک تھام پر قادر بن جائیں۔ اور فرانس نے ایک خاص سفیر مارشل دیشیبل، براگوئے ڈی بلیرس "تھوماس ڈی بلیرس" - *Barthélemy* نامی آستانہ علیہ کو ارسال کیا جس کا ظاہری مدعا صلح کی کوشش کرنا عیاں کیا گیا تھا اور باطن اسے ترکی فوجی حالت کا صحیح اندازہ کرنے کی ہدایت کی گئی تھی، سلطان نے اس سفیر کو بڑی مدارات سے موقوف رکھا لیکن دسمبر ۱۸۵۷ء) پھر جب وقت روسی حکومت کے فرانس و انگلستان سے یہ اقرار کر لینے کے باوجود کہ وہ بحیرہ اسود میں کوئی مخالفت نہ کرے اور طائی نہ کیگی سنیوٹ کی بحری جنگ کا واقعہ پیش آیا تو انگلستان و فرانس کی حکومتوں نے اپنے جنگی بیڑوں کو بحیرہ اسود میں داخل ہونے کا حکم دیا اور وہ بیڑے چوتھی ماہ مارچ ۱۸۵۷ء میں بحیرہ باسفرس سے چلکر بحیرہ اسود میں پہنچے۔ انگریزی بیڑے میں اکیس جنگی جہازیں (۱۱۶۲) توپوں کے ماتحتی و انس ایڈمرل ڈنس ڈنڈاس "Dean Duns" اور کونٹر ایڈمرل سرائڈنڈائنس "Edmund Lyons" کے تھے اور فرانسیسی بیڑے کے کمانڈر ایڈمرل ہیلمن "Hamelin" اور کونٹر ایڈمرل برداٹ *Breda* تھے اور وہ اٹالیس جنگی جہازوں سے مرکب تھا جنہیں (۲۴۴) توپیں موجود تھیں۔ ان دونوں بیڑوں کے ساتھ بارہ جنگی جہازوں کا عثمانی بیڑہ بھی دیرکمان قیصرہ لی احمد پاشا کے روانہ کیا گیا۔ اور ان دونوں جہازوں کو یہاں تک آتش محمد تک پہنچا جس وقت وہاں پاشا (وزیر بحر) کے عہدہ پر مامور ہوا اور جس نے سلطان عبدالعزیز خان کے عہد حکومت میں ترکی بحری قوت کی اصلاح کا نمایاں کام انجام دیا۔ غرض کہ یہ بیڑے بندرگاہ دارنہ کے سامنے لنگر انداز ہوئے اور شاہنشاہ نپولین سوم نے زار کوکس کو آخر ماہ جنوری ۱۸۵۷ء میں ایک تحریر بھیج کر تمام معاملات کی پوری تشریح کر دی اور اس میں لکھا کہ جو کچھ بھی زیادتی ہے وہ روسی حکومت کی طرف سے ہے اس لئے تمکو ایک کانفرنس ڈول کا انعقاد مان لینا چاہئے جو روسی فوجوں کو افلاق اور ہندوستان کے علاقوں سے واپس بلا لینے کی شرط پر صلح کے متعلق غور کریگی اور اس کانفرنس کا

انتقاد مان لگے تو دؤل یورپ کے بیڑے بحیرہ اسود سے ہٹائے جائیں گے۔ مگر زار نکلس نے ان باتوں کو قبول نہیں کیا اور لکھا کہ میں آپکی شرطیں نہیں مان سکتا۔ یہ جواب پا کر انگلستان و فرانس نے پائے تخت قسطنطنیہ ہی میں باب عالی کے ساتھ دوس سے جنگ کرنے کا ایک معاہدہ کیا جس میں یہ شرط کی گئی تھی کہ روسی حکومت سے صلح قرار پا جانے کے بعد پانچ ہفتوں کے عرصہ میں دونوں محاذوں حکومتیں اپنی فوجیں ترکی تسلیم و سے واپس بلا لینی اور ۱۳ جمادی الثانی ۱۲۸۵ھ کو اس معاہدہ پر منہاسی کے دستخط ہو گئے۔ اس معاہدہ کی تقریر سے پندرہ دن بعد انگلستان و فرانس کی حکومتوں نے روس کو اعلان جنگ دیدیا زار نکلس کو زیادہ تر اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں آسٹریا اور پروشیا کی حکومتیں بھی اس کے دشمنوں سے نہ مل جائیں لہذا اس نے ان دونوں حکومتوں کے یہاں اپنے خاص سفیر ارسال کر کے ان سے اپنے شریک حال ہونے کی خواہش کی اور اگر وہ اسکو نہ مانیں تو ان سے الگ تھلک رہنے کی پالیسی پر عملدرآمد رکھی کو کہا جائے۔

پہر اسی سال کے ماہ مارچ میں انگلستان نے ہاتھی ایڈمرل سرنایپر *Admiral Seymour* چالیس جنگی جہازوں کا ایک نیا بیڑہ بھی ارسال کر دیا اور فرانس کا دوسرا بیڑہ سولہ جنگی جہازوں کا کوئٹراڈرل بیڈوڈ *Quadruple* کی ہاتھی میں آگیا۔ چنانچہ ان بیڑوں کو سابقہ بیڑوں کے ساتھ مل جانے کے بعد جارحانہ کارروائی آغاز ہو گئی اور جزیرہ آلانڈ پر تسلط کرنے کے بعد روسی جنگی بندرگاہ کروئٹاڈ کو دھکی دی گئی جہاں اسکا جہاز سازی کا کارخانہ بھی موجود تھا۔ ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۲۸۵ھ و مارچ ۱۸۵۲ء کو فرانس و انگلستان کی بڑی فوجیں ہی قلعہ و ترکی میں آگئیں اور شہر کلیپوئی میں جمع ہوئیں فریسی سپاہ پچاس ہزار سپاہیوں کی مارشل سینٹ آرنوڈ *Marshall Arnaud* کی ہاتھی میں تھی اور انگلش فوج پچیس ہزار سپاہیوں کی لارڈ رگلان *Lord Raglan* کے زیرِ نگرانی تھی روس سے جنگ ہونے کے آثار میں چند یونانی مفسدہ پردازوں نے بغاوت برپا کی مگر روسی دولت علیہ نے حکومت یونان کو سخت ڈانٹ بتائی اور اس نے مفسدوں کی سرکوبی کر کے بہت جلد ترکی قلعہ کی سرحدوں پر امن قائم کر دیا۔ انگلستان و فرانس کا

وہیں کے مقابل اعلان جنگ دینا آسٹریا کو بھی فوجی تیاری کر لینے کیلئے مجبور کرتا تھا۔  
 اور اسے بھی جنگی سامان مکمل کر کے وقتِ صلح تک جنگ اور حکومتوں کے ساتھ متفق رہنا  
 نہ کیا چنانچہ اس نے افلاق و بغداد کے صوبوں پر اپنا فوجی قبضہ جمایا اور روسی سپاہ  
 وہاں سے ہٹا دیا۔

## جنگ یوسٹوبول۔

۱۲۱۵ء۔ جبوقت دولِ شفقہ کی فوجیں ٹیکسٹونی میں جمع ہو رہی تھیں اسی عرصہ  
 میں روسی مارشل پرنس پاسکی وراچ نے دریا سے ڈینیوب کو عبور کر کے مشہر  
 سلسلہ کا محاصرہ شروع کر دیا، اس لئے دونوں حکومتوں نے ۱۵ اپریل ۱۸۰۷ء کو پانچ  
 انگریزی اور تین فرانسیسی جنگی جہازوں کا ایک بیڑہ بندرگاہ اوڈسا صوبہ کی طرف  
 روانہ کر دیا جس نے وہاں پہنچ کر حکمِ شہر سے وہاں کے تمام روسی جنگی جہازوں کی حفاظت کا  
 پیام دیا اور جب اُدھر سے کچھ جواب نہیں ملا تو ۲۱ اپریل ۱۸۰۷ء کو شہر اور بندرگاہ  
 پر گولہ باری کر کے تمام روسی جہازوں اور بندرگاہ کے قلعوں اور مورچوں کو غارت کر ڈالا  
 گویا سیٹوب کی لڑائی کا معاوضہ لیا، انگلستان و فرانس کی متحدہ فوجیں آستانہ علیہ کے  
 روبرو سے گزرتی ہوئی بندرگاہ وارنہ کی طرف جا رہی تھیں اور پرنس پاسکی دلچ سلسلہ  
 کے محاصرہ سے ناکام ہو کر پسپا ہو گیا تھا، پھر عمر پاشا کی مرسلہ فوجوں نے ہی شہر بخارست  
 کے گرد سے روسی سپاہ کو ہٹا دیا۔ افلاق اور بغداد کے صوبوں سے روسی فوجوں کو آسٹریا  
 نے ہٹا دیا تھا اور اس سمت کی روسی سپاہ بھارتیہ کے علاقہ میں منتقل ہو گئی تھی اس واسطے  
 ساحلِ دریائے ڈینیوب کی طرف جنگ کا خاتمہ ہو گیا اور اس کے بعد انگلستان و فرانس کے  
 سپہ سالاروں نے عثمانی سرکردہ فوج کے ساتھ مقامِ وارنہ میں ایک جنگی کونسل کر کے  
 جزیرہ نمائے کریٹیا کو میدانِ جنگ بنانا تجویز کیا چنانچہ اسی بنیاد پر وارنہ اور بلیٹیم کے درمیان  
 پانچ سو کے قریب جنگی اعدا بار بار روسی جہازوں اور کشتیوں کا زبردست بیڑہ شہر ہزار  
 سے زائد مشینیں اور گولہ باریکوں کے ساتھ باہر ڈال دیا اور اس کے نتیجے میں اس کی طرف چل پڑا اور

سب سے پہلے اس ملک کے جنوبی ساحل کا بڑا بندرگاہ کوژلہ "Kozluk" اپنے قبضہ میں لے لیا۔ مورخین کا بیان ہے کہ اتنی زبردست بحری قوت اور ایسا شاندار بیڑہ اس وقت سے پہلے کبھی جمع نہیں ہوا تھا۔ ملک کو تیریا کا سب سے مستحکم اور زبردست شہر بندرگاہ سیواسٹوپول تھا جسے روسیوں نے جنگی اور تری دونوں جہازوں سے بڑے بڑے مورچوں اور قلعوں کے ذریعے محفوظ بنالیا تھا۔ یہ شہر جزیرہ نما کے میاں کے جنوب مغربی سمت میں واقع اور مالکیہ اور پین اڈل درجہ کا جنگی مقام مانا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے افواج متفقہ کے پہ سالاروں نے اسی کے فتح کرنے کا قصد کیا تاکہ اس طرح روسیوں کے ایک کارآمد جنگی مقام کو برباد کر کے انہیں کمزور بنا دیں۔ بندرگاہ سیواسٹوپول میں روسی حکومت کا ایک طاقتور جنگی بیڑہ پچیس جہازوں کا موجود تھا لیکن اس کے کمان افسر نے تاب مقاومت ہونے کے باعث اسے کھلے سمند میں لانا مناسب نہ سمجھا اور اسے مصلحت یہی معلوم ہوئی کہ ان جہازوں کو بندرگاہ کے دائرہ پر ڈبو کر غنیمت کی آمد کا راستہ بند کر دیا جائے اور اس نے اس تجویز پر عمل ہی کیا۔ متفقہ فوجیں کوژلہ سے آگے بڑھیں اور راستہ میں دریائے آلا کے کنارے کے پاس ایک روسی سپاہ کو اپنا سہارا پایا جسے انہوں نے (۲۰ ستمبر ۱۸۵۴ء) کو شکست دی۔ روسی ہزیمت پانے والی فوج تعداد میں پچاس ہزار تھی اور پرنس پیٹروف اس کی کمان کر رہے تھے چونکہ فوجوں کا فرق کچھ ایسا زیادہ نہیں تھا اس لئے اس فتح سے متفقہ فوجوں کے حوصلے بڑھ گئے اور انہوں نے ہر سمت سے سیواسٹوپول کا محاصرہ کر لینے پر استعدادی ظاہر کی۔ (۲۷ ستمبر ۱۸۵۴ء) متفقہ سپاہ نے بندرگاہ بالاقوتہ "Balaklava" پر بھی تسلط کر لیا۔ اس اثنا میں فرانسیسی سپہ سالار مارشل سینٹ آرنو سخت بیمار اور کمزور ہو جاتے تھے کے باعث اپنی جگہ جنرل کسرو برٹس "Canrobert" کو اس کی جگہ پر لایا گیا۔ پہلی ہی راستہ میں فوج ہو گیا جسکا جنازہ تسطینیہ میں فوجی اعزاز کے ساتھ نکالا گیا اور پھر اسکی لاش پیرس کو بھیج دی گئی۔ متفقہ سپاہ نے سیواسٹوپول کا محاصرہ کر کے (دسویں اکتوبر ۱۸۵۴ء) سے اسپرگولہ باری شروع کر دی۔ محاصرہ سیواسٹوپول

مستفیع فوجوں کی تعداد اسی ہزار سے نام نہ نہونے کے باعث سیواٹھوپول کے محاصرہ میں تھینے سے بہت زیادہ عرصہ لگا کیونکہ وہاں روسی سپہاہ حملہ آور فوج سے تین چھ نام نہ تھی آخر دول متحدہ نے فوجی قوت بڑھانی شروع کی اور بیکار شدہ بھارتات مرمت کیلئے فلسطینیہ بھیجے گئے اس لئے کہ روسیوں نے اپنا جنگی بیڑہ دہانہ آنا سے سیواٹھوپول میں غرق کر کے جنگی بیڑوں کی کارروائی کا موقع نہیں رہنے دیا تھا۔ دولت عثمانیہ نے اپنی باقی ماندہ فوج سرعک علی باشا کی اتھنی میں کریمیا کی طرف روانہ کر دی اسی عرصہ میں آسٹریا

کے پاس تخت شہر دیانائیں صلح کی تحریک ہوئی گروہ بے اثر رہی جنگی بنیاد پر مالک  
 بیہوش اور سارڈینیا کا حکمران عثمانہ وکٹر ایماؤیل بھی ۲۶ دسمبر ۱۸۰۷ء کو اتفاق دول  
 کے سلسلہ میں شامل ہو گیا اور اس نے اپنی دس ہزار فوج سیوٹوپول کے محاصرہ میں  
 شریک کی جنگی کمان جنرل لامارمورا ~~یہاں سے~~ کر تا تھا اور اس ایلٹین  
 فوج نے بھی باقی دول یورپ کی فوجوں کی طرح ناموری اور عزت حاصل کی، دول متفقہ  
 نے محاصرہ میں سختی کا اصرار کیا اور بحیرہ اسود اور بحیرہ ازیاق کے تمام بندرگاہ اور ساحلی  
 گھاٹ جنگی محاصرہ میں لیں گئے۔ عمر پاتا جو روسیہ کی ترک سپاہ کا سرعہ کرتا تھا مقام کوزوہ  
 میں اپنی فوج کو مرتب کرنے کی حالت میں اچانک روسیوں کے حملہ سے گھبرا اٹھا۔ مگر  
 اُس نے سنبھل کر پھر روسیوں کو استقرد بایا کہ وہ بہانہ نکالے۔ اس لڑائی میں کئی ایک مصری  
 افسر اور امیر مقتول ہوئے تھے اور جنرل کانزوبیر فرانسسی سپہ سالار نے اس لڑائی میں ترکی  
 سپاہیوں کی شہادت کو بہت کچھ سراہا ہے۔ متفقہ بیڑوں نے سمندر کی طرف سے سیوٹوپول  
 پول کے قلعوں کا محاصرہ کر کے انہیں استقرد دباؤ ڈالا کہ وہ تنگ آ گئے (۲۵ محرم ۱۲۰۱ھ)  
 کو اس شدت کی گولہ باری کی گئی کہ روسی قلعوں کا قافیہ تنگ ہو گیا۔ اس تاریخ میں انگریزی  
 جنگی جہاز برطانیہ، فرینچ جنگی جہاز۔ ہیل دی پیرس، اور عثمانی جنگی جہازات نمودار  
 اور پیک سرت روسی سودوں سے صرف ایک ہزار گز کے فاصلہ پر پہنچے تھے اور باقی  
 بیڑہ دوسروں میں صف بندی کر کے داہنے اور بائیں جانب سے گولہ باری میں  
 مصروف تھا \*

۲۰ مارچ ۱۸۰۸ء کو زانکوس اول کا انتقال ہو گیا اور اس کا فرزند مارا الگزیش دوم  
 تخت نشین ہوا جسکی تاجپوشی سے کچھ ہی دنوں پہلے آنگرآن کی جنگ میں روسیوں کو  
 سخت ہزیمت ملی تھی اور روسی مارشل پرنس منچیقوف اسی ہزیمت کی کوفت میں بیمار  
 پڑ کر دنیا سے چل بسا۔ پھر اس کے بعد جنرل گورچاکو ف کمانڈر انچیف مقرر ہوا۔ اور  
 ایڈمرل ناچیموف محاصرہ سیوٹوپول میں ایک توپ کے گولہ سے زخمی ہو گیا۔  
 موسم بہار آنے پر دونوں طرف سے لڑائی کا پھر زور پڑا اس سے پہلے کہ



زمانہ میں انگریزوں نے بالکل وہی مقام تک ریلوے لین تیار کر لی تھی اور محاصرہ کو سخت کر کے کیواسطے بہت سے مورچے بھی قلعہ جات سیواستوپول کے بالمقابل تیار کر لئے گئے تھے پھر چار سو کے قریب بڑے قطر کی محاصرہ والی توپیں چڑھا دی گئیں۔ جسکے باعث قلعوں پر بری طرح مار پڑ رہی تھی۔ ۱۶ مئی ۱۸۵۵ء کو جنرل کاؤ بیر فرانسسی سپاہ کی کان سے الگ ہو گیا اور اس کی جگہ جنرل پلیسے دے رہے تھے۔ سپہ سالار مقرر ہوا۔ دول متفقہ کے بیڑوں نے بحیرہ ازاں میں داخل ہو کر کرسچ او کی قلعہ پر قلعہ کر لیا جہاں کے روسی باشندے اور سپاہی تمام سامان جنگ و رہ چھوڑ کر نکل بھاگے۔ اور ذیل کے بیڑوں نے اس دریا میں جس قدر روسی جنگی قلعے ہو سب کو منہدم کر ڈالا۔ ۲۸ جون ۱۸۵۵ء کو لارڈ راکلان انگریزی سپاہ کے کمانڈر انچیف نے مرض و ہار میں مبتلا ہو کر قلعہ سیواستوپول کے سامنے وفات پائی اور اسکا جنازہ جنگی جہازوں کے ساتھ اٹھایا گیا اس کے بعد انگلش فوج کا کمانڈر جنرل جیمس مستن مقرر ہوا۔ ۱۶ اگست ۱۸۵۵ء کو ڈاکٹر اکیٹر عہدہ سرجن کی لڑائی واقع ہوئی جہیں ساٹھ ہزار روسیوں نے دریائے پرنایہ کے کنارے پرناہ کے قلعہ پر روسیوں کی سمت سے محاصرہ کرنے والی سپاہ پر حملہ کیا تھا لیکن وہ سخت جنگ کے بعد ہزیمت اٹھا کر بالکل منتشر ہو گئے۔ پھر اسکے کچھ دنوں بعد تمام متفقہ سپاہ نے سیواستوپول کے باقی ماندہ قلعوں پر حملہ کر دیا کیونکہ اس سے پہلے انہوں نے سبز آس کا قلعہ لیلیا تھا۔ انگریزی فوج قلعہ ریڈن پر اور فرانسسی سپاہ قلعہ ملاکوف پر اس مرتبہ حملہ آور ہوئی تھی مگر انگریز اپنے حملہ میں ناکام رہے اور فرانسسیوں نے اپنے مقابلہ کا قلعہ دشمن سے چھین لیا۔ اس جنگ میں محاصرہ کرنے والوں اور مدافعت کرنے والوں دونوں نے سخت نقصانات اٹھائے۔ چنانچہ طریقہ کے پچیس ہزار سپاہی کام آئے تھے۔ اسکے بعد قلعہ ریڈن بھی فتح ہو گیا اور چونکہ یہ دونوں قلعے قلعہ جات سیواستوپول میں سب سے بڑے اور چوٹی کے مقام تھے اسلئے روسیوں نے ان سے بے دخل کئے جانے کے بعد شہر کے جنوبی حصہ میں آگ لگا کر وہاں سے ہر ایک جہازات شمالی جانب کے قلعوں کا رخ کیا۔ مگر یہ فتح انتقام جنگ کا

پیش خمیہ تھی کیونکہ اسکے بعد ہی صلح کی تحریک آغاز ہو گئی۔ اثنائے جنگ میں باہر تشریف  
 دہل متفقہ کے بیڑوں نے قلعہ آدزی کے سامنے اپنا قیام رکھا تھا اور انہوں نے قیبرو  
 کے قلعہ پر بھی گولہ باری کی تھی +

## مشرقی حدود کی لڑائیاں

عثمانی سپاہ کا وہ کالم جو مقام چورک مو کی طرف گیا تھا ابتدا سے محاربہ میں قلعہ  
 شوک تیل پر قابض ہو گیا اور ناٹولیا کا سپہ سالار عبدالکریم نادر پاشا آغختہ، اور  
 آرپہ چائی، کی طرف پیش قدمی کر کے روسیوں پر حملہ آور ہوا، اور دوسرے تاجاہولی  
 احمد پاشا کی کارگزاریوں سے ترکوں نے قلعہ کترتھی روسیوں سے چھین لیا جس کے  
 بعد روسی مجبور ہو کر آغختہ میں پناہ گزین ہو گئے مگر وہاں محاصرہ قائم کرنے کی حالت  
 میں احمد پاشا نے عہدی پاشا دوم افسر کو غفلت کے الزام پر معزول کر دیا اور خود عام  
 سپہ سالار بن گیا۔ تاہم اُس کی نا تجربہ کاری روسیوں کو پیرو دست بنانے کی باعث ہوئی  
 اور پناہ گزینوں کو دیش، ایں خود غرض پاشا کو جلا وطنی کی سزا ملی اور اسکی جگہ عسکری  
 کار تہ نظریف مصطفیٰ پاشا والی ارض ردم کو ملا جس نے بڑی خوبی سے روسیوں کو پھر  
 ہزیمت دی، انہیں دونوں علاقہ دغستان کا ایکسا میر شیخ شامل نامی جو قوتوں سے  
 روسیوں کے ساتھ لڑتا تھا موقع پا کر عام بغاوت برپا کر ایکسا سبب ہوا، چرکس،  
 اور بازنہ، کے قبیلے دول متفقہ کی اعانت سے عام شورش پر آمادہ ہو گئے اور دول  
 نے انکو سامان جنگ دیکر روسیوں کے ساتھ بھڑا دیا۔ مصطفیٰ پاشا پوری طرح سرفراز  
 کی نگرانی کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا کیونکہ اُسکی ماتحت سپاہ بہت کم تھی اس لئے روسیوں کو  
 شہر قارص کی طرف ہٹنے سے روکا نہ گیا، قارص کی حفاظت کی سبب سپاہ خوب بڑی مگر  
 جبکہ اُس کے پاس ساٹھ ہزار جنگی باقی نہ رہا تو اُس نے چھوٹا خیمہ کی اطاعت مان لی  
 (۱۸۷۲ء) دوسرے سال مصطفیٰ پاشا کی کمزوری مشاہدہ کی گئی تو انکو لیا کی سپاہ کا لشکر  
 واصف پاشا مقرر ہوا اور اُس نے روسیوں کو چند معرکوں میں ہزیمت دی۔

سلطان نے خوش ہو کر اسکی عہد افزائی فرمائی۔ سردار عمر پاشا نے ایک کالم فوج  
سوخوم کی جانب اس غرض سے ارسال کر دی تھی کہ روسیوں کو قارص کی طرف سے  
ہلکارا دہر چلا آنا پڑے لیکن وہاں روسیوں نے قارص پر قبضہ کر لیا تھا لہذا یہ  
تدبیر نہیں چلی +

## معاہدہ پیرس

انگریز دوم نے دار روس نے دیکھا کہ اس لڑائی میں اسکی کامیابی محال ہے تو  
وہ صلح کی طرف مائل ہو چلا خاکسار اس کے قدیم دوست آسٹریا کا کھلم کھلا آمادہ عداوت  
ہونا اور یہی اس کی پریشانی کا موجب تھا چہرہ یہ ہوا کہ سوئیڈن کی حکومت نے  
بھی دول متفقہ کے ساتھ روس کے خلاف جنگ و امن میں ساتھی رہنے کا معاہدہ کر لیا  
غرض کہ ایسی حالت میں آسٹریا نے دول متفقہ کو روسی حکومت کے نام ایک آخری  
یا دہشت بھیجنے پر تیار بنالیا اور روس ہی اس یا دہشت کو مان گیا۔ چونکہ دول کا یہی  
خیال ایسا ہی تھا کہ اب صلح ضرور ہو جانی چاہئے اس لئے پیرس میں کانفرنس صلح کا  
انعقاد ہوا جس میں دولت علیہ، فرانس، انگلستان، روس، آسٹریا، ساڈینیا،  
اور پروس، ہر ایک سلطنت کے دو دو با اختیار سفیر شریک ہوئے اور کانفرنس نے انہ  
کے قرار دادہ اصول پر شرائط صلح کی گفتگو ہونے لگی چنانچہ بہت طویل بحث و مباحثہ  
کے بعد ۱۴ مئی ۱۸۵۶ء مطابق ۲۰ مئی ۱۲۷۵ء کو آخری شرطیں طے پا کر معاہدہ لکھیا  
گیا جس میں ۴۳ دفعات تھیں اور ان میں سے اہم واقعات حسب ذیل ہیں :-

دولت علیہ کو یہی وہی حقوق حاصل ہینگے جو باقی دول یورپ کو حاصل ہیں وہ قوانین اور  
سیاسی انتظامات کے لحاظ سے دول یورپ کی ہمسایگی اور اپنے قلمرو میں اسکو طرح  
کے اختیارات حاصل ہینگے۔ بحیرہ ائودیس، بحر روسی اور عثمانی جنگی جہازوں کے اور کسی  
حکومت کے جنگی جہازات نہ جاسنے پانینگے کیونکہ اس بحیرہ پر صرف انہیں دونوں حکومتوں  
کا حق ہے اور یہ حکومتیں بھی محدود و مہدود سے زائد جنگی جہازات اپنے بندر گاہوں کی

حفاظت کے لئے وہاں نہ رکھ سکیں گی ترکی اور روسی دونوں حکومتیں اس دریا کے ساحل پر اپنا کوئی کارخانہ جہاز سازی نہیں بنا سکیں گی اور نہ بحری جنگی اسٹیشن قائم ہینگے۔ ایک مابین الاقوامی کمیشن دریا سے ڈیوٹی میں تجارتی جہازوں کا تحفظ کرنے کے لئے مقرر ہوگی۔ صوبجات افلاق، بغداد، اور، سرویا، اپنے اندرونی معاملات میں حسب سابق خود مختار رہینگے، اور جو حکومتیں اس معاہدہ میں شریک ہیں انکو ان ممالک کے حکام کو انتخاب اور مقرر کرنے میں رائے دینے کا حق ہوگا۔ اس معاہدہ پر سب کے دستخط ہو چکے تو کانفرنس کی مقرر کردہ میعاد کے اندر دول کی فوجیں اپنے اپنے ملکوں کی طرف واپس چلی گئیں اور اس طرح یہ سخت لڑائی ختم ہو گئی جسکی حرک خود غرضی کی قبیح عادت ہوئی تھی

بوسینیا، ہرزگوینیا، کریٹ، اور، خذہ، کے

### حادثات :-

جنگ کریمیا کا خاتمہ ہونے پر دول یورپ نے مشرقی ممالک میں روسی حکومت کی دراو دستوں کا سد باب کر دیا تو دول یورپ نے بحرا بیض متوسط میں مساوات حقوق کا قائلہ اٹھانے کی آسانی پا کر اب دوسری چال چلنی شروع کی جسکا مقصد یہ تھا کہ قلمرو عثمانیہ میں اندرونی بغاوتیں برپا کر اسکے اس کے ملکی معاملات میں دخل دینے اور اس کی قوت گھٹانے کا وسیلہ بنائیں۔ لاسکیں چنانچہ جب سلطان علیہ میں دولت علیہ نے وہ عظیم الشان ہنگامہ فرو کر لیا جو غلاموں کی تجارت روکنے کا حکم صادر ہوئے پر دولت علیہ کی فوج اور باشندگان بکے مابین برپا ہو گیا تھا اور شریف عبدالطلب بن غالب کی گرفتاری اور عزولی پر اسکا خاتمہ ہوا جس کے بعد شریف محمد بن عون امیر مکتہ شیعین کیا گیا تھا۔ تو دول یورپ نے بوسینیا، اور ہرزگوینیا، کے باشندوں کو سرویا اور، ملکیتیں کی طرح اندرونی خود مختاری طلب کرنے کے لئے بغاوت برپا کر اور دولت علیہ نے یہ بغاوت فرو کرنے کے واسطے فوجی قوت سے کام لیا۔ پھر کیا تھا دول یورپ اس کے سینئر گروپ میں

اور بڑی سخت دیکھیوں کے ساتھ بزور بغاوت فرو کرنے میں مانع آئے، دول نے صرف اپنے سفیروں کی اس خلاف قانون حرکت ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے جنگی جہازات کے بیڑے میں کچھ کشتیوں میں دولت علیہ کو اپنی سپاہ ترکی سواحل بحر ایڈریاتیک پر نہیں مٹانے دی کیونکہ دولت علیہ نے یہ فوج جبل اسود والوں کی سرکوبی کیلئے روانہ کی تھی جو بوسنیا اور ہرزیگوینا کے باغیوں کے ساتھ شریک ہو گئے تھے۔ اسی اثنا میں وزیر اعظم مصطفیٰ رشید پاشا جو ایک لائق اور مشہور مدبر تھا فوت ہو گیا اور اس کی جگہ محمد امین عالی پاشا وزیر اعظم اور فواد پاشا وزیر خارجہ متعین ہوئے۔ دونوں وزیر بھی نہایت لائق و فائق لوگ تھے اور اپنی قابلیت و کوششوں سے انہوں نے تمام اندرونی اور بیرونی پیچیدگیاں سلجھائیں انہوں نے دول یورپ کے سفیروں کو مداخلت سے روک دیا اور انہیں بیحد معقول و ذہن و دلائل سے بند کر کے خاموش رہنے پر کا رہند کر دیا۔ اس طرح بوسنیا اور ہرزیگوینا میں توازن ہو گیا لیکن اس کے کچھ عرصہ بعد چند یورپین حکومتوں نے جزیرہ کریٹ میں بغاوت برپا کر دی اور وہاں کے یونانی باشندے آمادہ شرارت ہو کر اپنے بھائی یونانیوں کو ساتھ ملحق کر دئے جانے کی بے لگبی دیکھ کر لگائے لگے۔ مگر ترکی وزیروں نے اس معاملہ کو یہی باسانی رفع دفع کر لیا اور اس جزیرہ پر ایک لائق حاکم ساتھی پاشا نامی مقرر کر دیا جس نے اپنے حسن تدبیر سے بغاوت کی آگ فرو کر لی اور ملک میں امن و امان کی بحالی ہو گئی۔ مسئلہ کریٹ کا خاتمہ ہو چکا تو ایک دوسری مرتبہ بلکہ تیسری آفت یہ برپا ہوئی کہ ۱۸۷۷ء کے ماہ ذی الحجہ میں بمقام قہدہ "وہاں کے مسلمان باشندوں اور عیسائیوں کے درمیان" تاجروں کے بائین اسبات پر چھڑکا ہو پڑا کہ بعض الکان جہاز نے اپنے تجار کی جہازوں پر انگریزی نشان لٹایا تھا اور مسلمانوں کو اس سے اختلاف تھا اس لئے جانین میں بات پڑی اور یہاں و قتال کی ذہبت آگئی فرانس کا کنسل جنرل اور انگریزی وائس کانسل اس ہنگامہ میں مارا گیا۔ یہ خبر کشتہ علیہ میں پہنچی تو پاشا نے فوراً اسامیل جہان نامی ایک افسر کو کسی قدر فوج دیکر تحقیقات اور مجرموں کی سزا دینے کیلئے اسلئے ارسال کر دیا اور فرینچ و انگلش سفیروں نے باہمی ہالی میں یہ مشورہ کیا کہ یادداشت یہی کہ انہوں نے اپنے جنگی جہازوں کو اس سے خارج کر دیا۔

بیڑے قاتلوں کی سزا دی گئی تھی۔ بڑے کی طرف روانہ کر دیئے ہیں فواد پاشا وزیر خاں  
نے سفرے مذکور کو جواب دیا کہ حکومت علیہ نے معاملہ کی تحقیقات کا مناسب انتظام  
کر دیا ہے اور وہ نقصانات کا معاوضہ ادا کرنے پر ہی آمادہ ہے اس لئے انکو اپنی وقت  
سے کام لینے کا کوئی موقع نہیں۔ چنانچہ اسی عرصہ میں نامش پاشا حاکم مکہ مکرمہ نے ہجروں  
کو گرفتار کر کے انہر مقدمہ قائم بھی کر دیا تھا مگر ابھی وہ تحقیقات ہی کر رہا تھا کہ فرانس و  
انگلستان کے جہازوں نے شہر جدہ پر گولہ باری شروع کر دی اور پورے ایک دن تک  
آتش فشاں کرتے رہے چنانچہ جو وقت دوسرے دن ترکی و خانی جہاز اسرائیل پاشا کو لو  
ہوئے جدہ آگیا تو اسوقت انگریزی بیڑے نے گولہ باری روکی اور ترکی انصریح اپنی فوج  
ننگی پر آڑا جس کے ساتھ انگریزی بیڑہ کی بھی فوج خشکی میں آئی اور اسبھیل پاشا نے تحقیقات  
کے بعد قاتلوں کو سزائے موت دی اسوقت اس جگہ پر کاخانہ ہوا اور غیر ملکی بیڑے  
جدہ سے واپس گئے +

## حادثہ شام

۱۸۶۶ء مطابق سن ۱۲۸۵ھ میں ملک شام کی وہ آفت خیز فسادات برپا ہوئی جس نے  
وہاں کے مسلمان اور عیسائی باشندوں کو باہم کشمکش کرنے کی وجہ سے سخت نقصان پہنچایا  
اور دول پورپ کو سلطنت عثمانیہ پر آنکھیں کھانسنے کا موقع دیا۔ بات یہ تھی کہ کوہ لبنان کے  
بارونی عیسائی باشندوں اور دروز قبیلہ کے عرب مسلمانوں میں کچھ جھگڑا ہو چکا اور دونوں  
آپس میں لڑ پڑے اگرچہ عیسائیوں کی تعداد اپنے دشمن عربوں سے کئی حصہ زائد تھی لیکن  
وہ اپنی کم ہمتی اور ناقصت اندیشی کے باعث اور غیر ملکی لوگوں کے بہڑکانے میں آکر بہت  
بڑی طرح قتل و غارت ہوئے دروز قبیلہ کے عربوں نے عیسائیوں کو حاصدیا اور راشیا  
کے دو محروکوں میں بے شمار قتل کیا اور پھر اس آفت کا اثر مقام زحلہ تک پہنچ گیا چنانچہ  
اس شہر کے باشندے ہمت سے کام نہ لیتے تو غالباً دروز قبیلہ کے عربوں کی ہی ترقی گت  
بناتے، مگر دروز کے عربوں نے بہت سے محروکوں میں عیسائیوں پر غلبہ حاصل کر کے

انکو قتل کیا اور عثمان بک قائم مقام حصینیا اور احمد پاشا حاکم دمشق پر ان واقعات میں دروز والوں کی مدد کر لیا الزام لگایا گیا اگرچہ وہ دونوں بالکل بری تھیں کیونکہ جسوقت اس فساد برپا ہونے سے چار ماہ پہلے ملک شام کی چار پلٹنوں کو رومینیا میں طلب کیا گیا تھا اس حاکم نے وہاں کی فوجی قوت گھٹانے کی مخالفت کر کے باب عالی اور محکمہ سرکاری میں رپورٹ کی تھی کہ ملک میں بغاوت کا مادہ پاک رہا ہے اس لئے فوج کاکم کرنا بہتر نہوگا۔ چنانچہ جب اس کی درخواست پر توجہ نہیں کی گئی تو اس نے استعفا پیش کیا اور وہ بھی نامنظور ہوا۔ مگر یورپ کے موزین اس پاشا پر بار الزام ڈالتے اور اسی کو تمام خرابیوں کی جڑ بتاتے ہیں غرض کہ جب اس فساد کی شدت ہوئی اور دول یورپ نے اس میں مداخلت کرنی چاہی تو سب سے پہلے فرانس نے قدم بڑھایا لیکن انگلستان نے ابتداء اُسے روک دیا اور پھر خود بھی اُس کے ساتھ ہو کر بدریعا اپنی سفیروں کے باب عالی کو نہایت سخت یادداشت اصلاح مملکت کی نسبت روانہ کی۔ اور دراصل عثمانی نے زیر صدارت فواد پاشا کے باجلاس کونسل یہ فیصلہ کیا کہ بہت جلد ملک شام کو فوجیں روانہ کرنی چاہئیں اور فواد پاشا خود ہی اس سپاہ کی کمان پر گیا جہاں اُس نے تحقیقات کے بعد بہت سے مفسد دروز عربوں اور دونوں ترک افسروں کو سزائے موت دی اور بغاوت کو بہت جلد فرو کر دیا اسپر ہی حریفوں اور بد نیت دول یورپ کا کلیہ ٹھنڈا نہیں ہوا بلکہ انہوں نے باتفاق رائے یہ فیصلہ کیا کہ فرانس ہی اپنی فوج ترکی سپاہ کی مدد کیلئے ملک شام کو روانہ کرے پہلے تو سلطان نے یہ بات منظور کرنے میں تامل کیا لیکن پھر یہ دیکھ کر کہ یورپ کی طاقتوں کا ایکٹ ہو گیا ہے اس نے ہی اسے مان لیا۔ فرانسیسی فوج تعداد میں دس ہزار ہاتھتی جنرل ڈی پول روانہ ہوئی اور اسکا مقصد یہ تھا کہ مالدونی عیسائیوں کو دروز عربوں کے مظالم سے محفوظ رکھو۔ اس فوج نے بیروت میں پہنچ کر امن وامان قائم پایا تو مداخلت کی ضرورت نہ دیکھی۔ بعض دول یورپ نے بیروت میں اپنے جنگی جہازات بھی ارسال کر دیئے تھے اور دولت علیہ نے بھی اپنا جنگی بیڑہ ہاتھتہ قیصریہ لی احمد پاشا کے ارسال کیا۔ بعد ازاں یورپ کی زیر دست جنگی قوتوں نے اپنے دو قائم مقام مقرر کئے جو بیروت میں زیر صدارت

فواد پاشا کے جمع ہوئے اور اس لائق وزیر نے اپنی سیاسی قابلیت کے ذریعہ سر  
 دول کے قائم مقاموں کو باہم مخالف بنانے سے اپنے حسب منشاء کام لینا شروع کیا چنانچہ  
 بہت کچھ بحث و منقبح کے بعد کہ لبنان کے علاقہ کے لوگوں نے قوانین حکومت تیار کئے  
 گئے وہاں ایک نیم خود مختار حکومت قائم کی گئی جس کا حاکم عیسائی مذہب کا شخص ہونا قرار  
 پایا جو براہ راست باب عالی سے احکام حاصل کرے اس یادداشت پر دول یورپ  
 نے تصدیق کر دی اور فواد پاشا ارمینی عیسائی وہاں کا حاکم بنایا گیا۔ اور ۵ جون ۱۸۶۰ء  
 تک فرانسیسی فوج وہاں تقیم دیکر پھر وہاں سے واپس چلی آئی۔ اس واقعہ کے مابین  
 سلطان الفازی عبدالعزیز خان ایک لاعلاج مرض میں مبتلا ہو کر رہ گئے عالم بقا ہو کر  
 انکی وفات ۱۷ دئی قعدہ ۱۲۷۸ھ (۲۷ مئی ۱۸۶۲ء) کو واقع ہوئی تھی اور وہ اس  
 مقبرہ میں دفن ہوئے جو انہوں نے اپنی زندگی ہی میں بنوایا تھا اور یہ مقبرہ مسجد سلطان سلیم  
 کے نزدیک بنا تھا۔ خدا محضرت کرے یہ بڑے جلیل القدر سلطان، علم دوست، صلاح  
 پسند اور مشہور تنظیمات خیریتہ کے منفغانہ قوانین کو جاری کرنے والے تھے انہوں نے  
 ملکہ عتیقہ عثمانیہ میں عدل و داد کا دور دورہ کر دیا اور عثمانی فوج میں اصلاحیں دہل کر کے  
 اس کی سابقہ شان و عظمت بحال کر دی، اسکے زمانہ میں علوم و فنون، تجارت و دستکار  
 کی ترقی ہوئی، انہوں نے بہت سی خوشنما عمارتیں ہی بنوائیں ۱۲۷۸ھ میں مسجد بوقی صلیم  
 کو از سر نو بنوایا اور اس کی چھتیں گنبد دار کرا دیں۔ چار سال میں اس کی تعمیر ختم ہوئی تھی۔  
 اسکے علاوہ انہوں نے حرمین شریفین میں اور بھی بہت سی عمارتیں بنوائیں اور ۱۲۷۸ھ  
 میں خانہ کعبہ مشریف کا پرانا از سر نو بنوایا۔

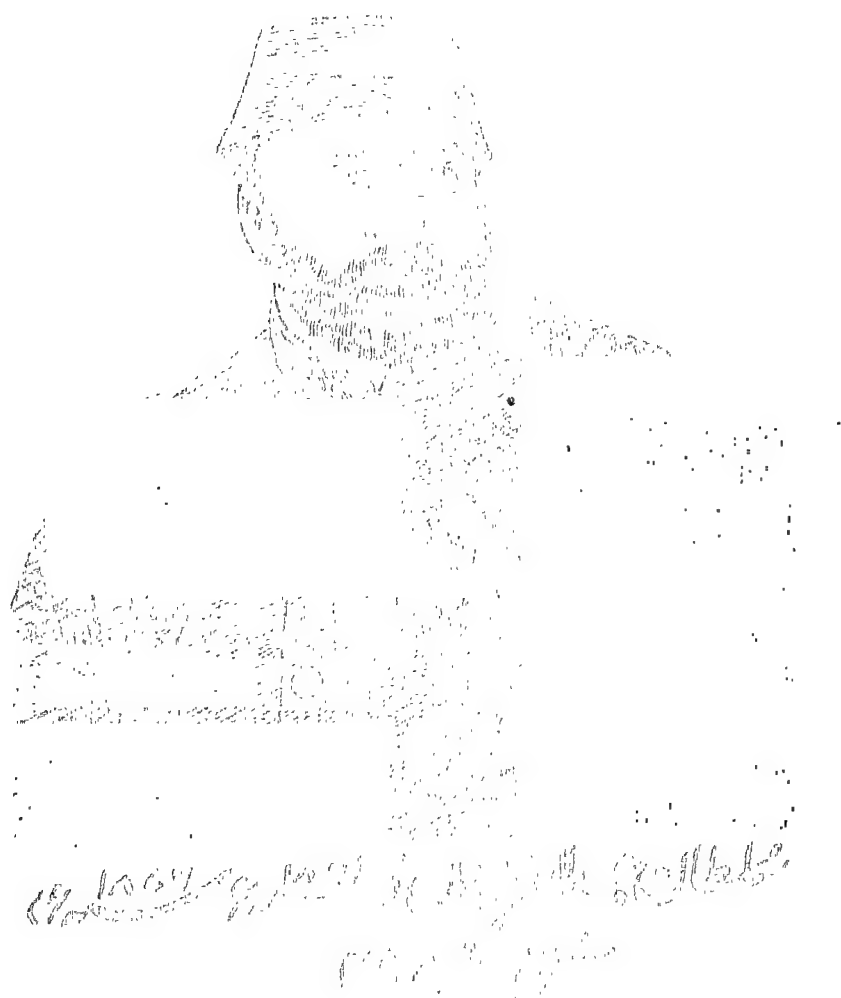


## (۳۲) سلطان عبدالعزیز خان ابن السلطان محمد خان دوم

۱۲۹۳ھ

۱۲۷۶

اپنے مرحوم باپ کے بعد تخت پر بیٹھ کر فرما ہوئے اور یہ دیکھ کر کہ یہاں  
اسی کوششوں سے سلطنت میں جو اطمینان آنا نہ ہوئی آپس میں جھگڑا کیا اور دوسرے  
جگہوں نے انکی راہ میں آڑ بٹک اور دول پرپ کی مداخلتوں سے ملک راہ بکرا نہیں  
کل نہیں ہونے دیا ہے اپنی تمام قوتیں اسی جانب مبذول کر دی کہ اصلاحات کو کامل  
بنایا جائے۔ یوم پنجشنبہ بارہویں تاریخ ماہ ذی قعدہ ۱۲۷۶ھ کو مسجد ابی الیوبہ میں  
شہید عثمانی ڈیپٹا کر فرمائے گئے بعد سر عسکر رضا پاشا کے علاوہ اور تمام وزیروں کو انکے  
عہدوں پر بحال رکھا اور رضا پاشا کی جگہ ناموزی پاشا کو سر عسکر (وزیر جنگ) کا منصب عطا کیا  
اور صدر اعظم محمد امین علی پاشا کے نام فرمان صادر کیا کہ مابعد دولت کو تہاری روش نہایت  
پسند ہے اس لئے جو کوششیں تمام جہاں شکست ہو گئے ضروری اصلاحوں کو مکمل کر دو رعایا  
کی خوشحالی، سلطنت کی ترقی، اور تمام حکوم و دہوں کی بلاتیز مساوات حقوق کا خیال ہو  
سلطان محمد رفیع نے ۱۲۷۶ھ کو مجلس احکام عدلیہ کی بنیاد ڈالی جسکا اعلیٰ افسر  
مشہور وزیر خداداد پاشا بنایا گیا اور اس مجلس کے تین سیکشن تھے پہلے حصہ کا کام ملکی معاملات  
کا انتظام تھا، دوسرا حصہ قانون سازی کے لئے خاص تھا اور تیسرے حصے کو سماعت و قضا  
کا کام سپرد کیا گیا تھا۔ خود سلطان ہر سال کے خاتمہ پر بابہ عالی میں آتا اور گزشتہ مہینوں کی  
کارروائیوں کی مفصل رپورٹ سننے کے اپنا اطمینان کر لیا کرتا۔ یہ مجلس ۸ ذی الحجہ ۱۲۷۶ھ  
تک پانچ سال چل رہی تھی دو یوم اپنے فرائض پوری انجام دیتی رہی اور اس کے بعد سلطان  
نے اسے توڑ دینے کا ارادہ کیا اور اس کی جگہ دو نئی مجلسیں مقرر کیں جنکی بنیادیں نو گز





بالا مجلس کے بنیادی پہلو پر بھی گئی تھیں اور ان جدید مجلسوں کے نام مجلس شوریہ  
دولت اور دیوان الاحکام الکدلیۃ تھے۔ ان مجلسوں کو اپنے فرائض ادا کر کے ملحق رہا  
ہی کامیابی ہوئی چنانچہ جب سلطان اور سلطانین کے دستور العمل کو ان  
کے فرمان صادر کئے اور انہیں حکام ملکی و مالی کے اختیارات کی ایک حد قرار دی گئی تو اس پر  
بعض حکام جنگو تنطیحات غیریہ کے پیرائے ڈھرتے ہوئے چلتے کی عادت پڑ گئی تھی بہت کچھ  
کئے کیونکہ نئے دستور العمل نے ان کی پہچان دشمنوں کا افساد کرنے اور ان کی دستہ رانی کو  
روکنے کا پورا سامان کر دیا تھا چنانچہ فرمان سلطان کے مطابق ان کے دستور العمل کے  
ذمہ داری پر موقوفہ ہوا اور ان کی ایک بڑے بڑے حاکم شہل خضر و پاشا، واکف  
پاشا، نازق پاشا، اور حمید پاشا وغیرہ اپنی بد اعمالی کے باعث سزا پایا بہ اور دوسروں  
کی تنبیہ ہو جانے کے سبب ہوئے اور تمام رعایا و برابرا پر تکشف ہو گیا کہ سلطان کو  
الصفات و اصلاح کا خیال ہو چکا تھا۔ پھر سلطان نے سلطنت کی مالی حالت  
درست کرنے کا ارادہ فرمایا کیونکہ قیام حکومت کا دار و مدار اسی پر ہے چنانچہ شیخ  
میں محمد فواد پاشا وزیر اعظم کے تمام درجہ داروں کی مالی پاشا کی جگہ مقرر ہوا تھا اور محمد امین  
پاشا کو وزارت عظمیٰ کے عہدہ پر مقرر کیا گیا تھا اور شیخ علی پاشا کی بابت  
ایک مالی بحث تیار کر نیک حکم صادر کیا جس کی تیار پر یہ تجویز مناسب معلوم ہوئی کہ سلطان  
عبدالحمید خان مرحوم کے عہد میں مالی تنگی سے بچنے کے باعث جو پرامیسی نوٹ جاری تھے  
انکو منسوخ کیا جائے اور اس واسطے سلطان عبدالحمید خان نے آٹھ ملین پونڈ قرض  
لیکرا اپنے تمام قرض کو چکا دیا اور دوا کی مدت میں وہ سبب "بھڑیاں" بیکار بنادی  
گئیں جس کے بعد قدر لیں دین کا سلسلہ پہلی پڑا اور ضرورت کی حالت میں دوسرے  
ہو گئی۔

جنگ کر لیا تھے اگر سلطانین کے خلاف کسی قریبی قوت کے لئے ضرورت پڑے تو سلطان اور  
اس کے ماسواہری طاقتوں کا تو بے حد توجہ کی اور ان کے ساتھ ساتھ ہی ہو چکا تھا۔  
اس واسطے سلطان کو فوجی قوت کا اس قدر خیال تھا کہ اس نے اپنے تمام قوت کو بیکار

اور سب سے اٹھری وضع کے ایجاد شدہ آلات جنگ سے تبدیل کرنا ضروری معلوم ہوا۔ چنانچہ سر عسکر رشیدی پاشا کو اسکی تعمیل کا حکم ملا اور یورپ سے بقدر ضرورت جدید آلات جنگ خرید کئے گئے اور فوجی ترتیب میں بھی مناسب رد و بدل سے کام لیا گیا۔ سلطان عبدالعزیز کا میلان طبع فوجی امور کی طرف اسقدر بڑھا ہوا تھا کہ انہوں نے تمام عثمانی قلعہ کے رئیس زادوں اور شریف قبائل کو لوگوں کی ایک خاص فوج ترتیب دی جسکا لباس وہی معمولی رہائے دیا جیسے وہ اپنے گھر والے پہنتے تھے اور یہ جدید فوج اس قدر ہل چلی ہوئی کہ اس میں ہزاروں فوجیوں شریفانہ تہذیب کے لئے ہنوشی داخل ہونا پسند کیا سلطان نے فوجی انتظام سے فراغت حاصل کر کے قلعہ بہات کی آراستہ گی اور انکے مسلح کرنے پر کمر بستہ ہوئی اور سب قلعوں پر کار تو سی توپیں چڑھا دی گئیں جو تازہ ترین ایجادیں اعلیٰ درجہ کی مانی گئی تھیں اور خاص سلطنت کے کارخانہ اسلحہ سازی میں نئی قسم کی توپیں بنانے اور پرانی وضع کے ہتھیاروں کو توڑ کر از سر انہیں جدید طرز پر تیار کرنے والی کلیں اور آلات بھی فراہم کئے گئے۔

## بحری صلاحیں

سلطان عبدالعزیز کے تخت پر بیٹھنے کے وقت محمد علی پاشا وزیر بحری تھا۔ مگر سلطان کی رغبت جنگی صلاحات پر زائد تھی اور یہ شخص انکو تکمیل سے درجہ تک پہنچا نہیں سکتا تھا اس لئے وہ معزول کیا گیا اور اس کی جگہ مجلس بحری کا رئیس مصطفیٰ پاشا ۱۲۶۹ھ میں وزیر بحری مقرر ہوا پھر وہ بھی چند روز کے بعد اس جگہ سے ہٹا دیا گیا اور یہ جلیل القدر منصب آتش محمد پاشا کو ملا جس نے مشہور بحری وزیر جنگ اور علی ظاہر پاشا کے نقش قدم پر چلنے بحری مدرسم کو وسعت دینے اور کارخانہ چھانڈ سازی میں اصلاح و ترقی کرنے پر کمر باندھی، ایسے اپنے یہاں سے بحری مدرسم سے کامیاب بحری جہاز بنائے اور ان میں سے کچھ لاطینی فوجی جہاز کو منتخب کر کے انڈیا کے

کیا تاکہ وہ وٹوں کے بحری مدرسوں میں اور جنگی جہازوں پر رہ کر اپنی تعلیم کا تکملہ کریں اور اس فن میں خوب مشق و جہارت بہم پہنچائیں۔ یورپ کے کارخانوں سے کئی ایک زرہ پوش جنگی جہازات خرید کئے اور متعدد جنگی جہازات اپنے کارخانہ میں تیار کرائے، مدرسہ بحری میں اصلاح کو دخل دیا اور اس کی خواندگی درست کی۔ فنِ جبرِ ثقیل اور علمِ آلات کی پڑکائی کا انہیں اضافہ کیا اور اسی کے ساتھ زرہ پوش جہازوں کی ساخت اور دیگر آلات وغیرہ کی تیاری کے لئے نئے کارخانے بنوائے جنہیں علی طور پر طلبہ کو کام سکھایا جاتا تھا محکمہ کو پختانہ میں ایک خاص سررشتہ قائم کیا جو بحری محکمہ کے متعلق ہر قسم کے جنگی آلات اور سامانوں کے بہم رکھنے کا ذمہ دار تھا اور بعد میں اس سررشتہ کو استشاریۃ البحریہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ ۱۲۱۸ء میں لائق وزیر بحر آتش محمد پاشا دنیا سے چل بسا اور اس کی جگہ حاجی وسیم پاشا کو ملی جو اپنے پیشرو کے قدم بقدم چلکر محکمہ بحری کی ترقی کیلئے کوشش کرتا رہا۔ اور حکومت اسے بغاوت جزیرہ کرتیٹ فرو کرنے کیلئے جنگی بیڑہ کا کمان افسر بنا کر روانہ کیا گیا تو خلیل شریف پاشا کو اس کی جگہ وزیر بحر مقرر کیا گیا اور سلطان نے ایک فرمان صادر کر کے اسے عثمانی بحری قوت کو اعلیٰ مرتبہ پر پہنچانے کی ترغیب دی اس فرمان کا خلاصہ یہ ہے کہ در دولت علیہ کی بحری قوت میں دو صفے ہیں۔ اول تیاری اور درستی جہازات کا صیغہ اور دوم جنگی جہازات اور کارگزاران کا صیغہ۔ آخر الذکر صیغہ دلیر و شجاع بحری سپاہیوں اور افسروں کی کوشش سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرے صیغہ کا کام کسی لائق آدمی کے ماتہ میں رہنا چاہئے جو ہر وقت بحری قوت کو اعلیٰ پیمانہ پر لیجانے کا خیال پیش نظر رکھ کر صرف جہازوں کی تیاری اور درستی کا دلدادہ رہے اور اس کام کیلئے مابودلت و اقبال کی نظر میں خلیل پاشا کے سوا کوئی آدمی نہیں چھٹتا جسکی کاروائی اور حسن خدمات کو ہم تسلیم کرتے اور اسے اس قدرت پر مامور کرتے ہیں۔ خدا انکو اخلاص کے ساتھ کام کرنے کی توفیق دے۔ اور ہمیں بھی توفیقِ خیر مرحمت کرے۔ اس فرمان کے صدور کے بعد محمد علی

پاشا دوبارہ وزیر بحر بنایا گیا اور ٹیلی پاشا کو صرف مشیر تو پختہ رہنے دیا گیا کیونکہ یہ عہدہ بہت اہم تھا اور ضرورت تھی کہ ایک لائق شخص ہمہ تن اسی طرف متوجہ رہے۔ دولت عثمانیہ نے بہت سے لائق کامیگر اور استادا بحری مدرسہ اور کارخانہ کے لئے انگلستان سے طلب کر کے اپنے مدرسہ کے نوجوان طالب علموں کی تعلیم پر مقرر کئے جو اور جب ان طالب علموں میں سے کوئی طالب علم کسی فن میں بوجہ تبحر کامل اُترتا تو اسے مدرسہ کی جگہ پر مقرر کر کے انگریز مدرسہ کو الگ کر دیا جاتا۔ انگلش سفیر نے اس کا رد والی پر اعتراض بھی کیا لیکن سلطان نے اسے قائل بنا کر خاموش کر دیا۔

وزیر بحر کے عہدہ پر بہت سے لوگوں کا بہرہ پہل ہوتا رہا اور ہر شخص اپنے وقت میں تہایت لیاقت کے ساتھ کام کرتا گیا یہاں تک کہ عثمانی بحری قوت بہت ترقی کر گئی اور اس میں پچیس ذرہ پوش جنگی جہاز علاوہ بہت سے غیر ذرہ پوش جنگی جہازوں کے ہم ہو گئے جنگی وجہ سے دولت عثمانیہ کا شمار اول درجہ کی بحری حکومتوں میں ہونے لگا اور یہ سب سلطان عبدالعزیز کی کوششوں اور عنایتوں کا نتیجہ تھا کیونکہ ذرہ پوش جہازوں کی بنا عثمانی بحری قوت میں اسی سلطان نے ڈالی۔ محمد علی پاشا کے بعد نامی پاشا وزیر بحر مقرر ہوا اور اس کے بعد سلطان محمد علی حسین عوتی پاشا سلطان محمد علی قیصر نے اسے پاشا سلطان محمد علی، اس کے بعد پاشا سلطان محمد علی، اس کے بعد پاشا سلطان محمد علی اور پھر قیصر نے اسے پاشا بار دیگر وزیر جنگ مقرر ہوا اور اسے استنبول کا کارخانہ جہاز سازی یورپ کی دول عظام کے بحری کارخانوں سے ہمسری کرنے لگا اور ان کے علاوہ انڈین، امریکی، اور افریقی کے دارالمنہ عتوں کو بھی بڑی ترقی نصیب ہوئی استنبول کے دارالمنہ عتہ میں جہازوں کی مرمت اور تعمیر کے لیے کوئی ایک ہزار اور دس سو تین سو تین تعمیر ہوئے، جنگی قسطنطنیہ میں بھی تعمیر ہوئے۔

(اسلام آباد پرنٹنگ آفس)

نام	طول	عرض	عمق	کہاں بنا ہے ؟	کس سن میں بنا
نیا پتھر کا حوض	۲۸۰ فٹ	۹۰ فٹ	۲۷ فٹ	بابا افریقہ کے نزدیک	۱۲۸۶ء
سہ سلاطین کا حوض	۲۵۵	۶۰	۳۰	دو سو فوٹ کے مابین	۱۲۸۶ء
حوض رضا خان	۳۰۰	۶۵	۳۰	محمد قاسم پاشا کے نزدیک	۱۲۲۶ء ۱۲۹۲ء
چوبی شیر نوالا حوض	۲۵۵	۵۲	۳۲	ترسانہ کے نزدیک	۱۲۸۶ء
نیا حوض	۳۰۰	۶۵	۲۲	انیسویں قریب	۱۲۸۰ء
دستگاہ پتھر کی	۳۰۰	۶۰	۳۲.۵	۔	۱۲۸۳ء

سلطان کو بحری قوت سے اس قدر دل چسپی تھی کہ اُس نے اپنے فرزند شہزادہ محمود جلال الدین کو بحری سپاہ کے رتبہ ملازم پر مامور کیا اور اس سپہ سے بحری سپاہ کو بیحد مسترت ہوئی اُس کے بعد سے بڑھ گئے اور اس سے پہلے سلطان نے اپنے دوسرے بیٹے شہزادہ یوسف علیہ السلام کو بحری فوج میں داخل کر دیا تھا (۱۲۸۵ء) غرض کہ سلطان عبدالعزیز کی کوششوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ سلطنت عثمانیہ کے تمام محکموں اور حیدروں میں نئی روم فرہنگ لگ گئی۔ بحری اور بحری فوجوں کا نظام درست ہوا۔ پرتالوں کی مرمت کی گئی جدید قلعے مشرقی اور مغربی سرحدوں پر اور آبنائے ڈارڈنلز اور باسفورس کے سواہل پر تعمیر ہوئے۔ پھر ان نسبت قلعوں پر نئی اور تازہ ایجاد شدہ گریپ اور آرٹیلری کے توپیں چڑھا دی گئیں، عثمانی کارخانہ اسلحہ سازی میں ایسی اصلاح کر لی گئی کہ چھ فیر کی بندو قیں وہیں بننے لگیں اور ان بندو قوں سے اعلیٰ بنیں جو غیر غالب سے خرید کر منگوائی جاتی تھیں مگر دستکاری کا رواج بڑھ رہا تھا و زیادہ ہوتی۔ تکر عثمانی میں جہت قدر گوئی بارود بنانے والے کارخانے سرکاری موجود تھے انکو بھی برقی دی گئی اور انہیں جدید آلات دیے گئے۔







## نمائش گاہ قسطنطنیہ :-

سلطان عبدالعزیز کا حقیقی مدعا ملکی دستکاری کی ترقی اور تجارت کی گرم باناری کو بڑھانا تھا اس واسطے انہوں نے تخت نشین ہوتے ہی ۱۲۷۱ھ میں ایک بڑی نمائش گاہ کھولنے کا فرمان صادر کیا اور جب ۱۲۷۹ھ میں اس کی عمارت بن کر تیار ہو گئی تو بڑے مزک اور احتشام کے ساتھ بذات خاص اسکا افتتاح فرمایا۔ اس موقع پر عبدالحمید اسماعیل پاشا حاکم مصر بھی سلطان کے ساتھ موجود تھے۔ نمائش گاہ میں دس وسیع کمرے تھے اور ہر کمرہ میں ایک ایک خاص قسم کی دستکاری اور ملکی پیداوار کے نمونے رکھے تھے جو تمام عثمانی قلمرو سے بڑے اہتمام کے ساتھ ملگوائے گئے تھے اس نمائش گاہ کا بہترین حصہ وہ مقام تھا جہاں اعلیٰ درجہ کی مریضہ جو اہر چینی قیمتی جواہرات اور نفیس اسلحہ سلاطین آل عثمان کی یادگار کے جمے گئے تھے اور زبان و قلم ان کے بیان و تشبیح سخی طاقت نہیں پاتے نمائش گاہ کے وسط میں ایک خوبصورت سنگ مرمر کا حوض بنایا گیا تھا جس کے وسط میں فوارہ کا چھوٹا بڑا لطف دیتا تھا اور ایسی طرح بہت سی عجیب و غریب چیزیں ہتیا کی گئی تھیں +

## سلطان کا ملک مصر کی سیر کو جانا :-

چونکہ سلطان کو اپنے قلمرو کے حالات معلوم کرنے کا بحد شوق تھا اس واسطے وہ ملک مصر کی سیر کو تشریف لے گئے ۱۲۷۹ھ میں عثمانی جنگی بیڑہ جلوس ساتھ لیکر شہزادوں میں سے مراد آفندی سلطان سابق اور ہمارے موجودہ سلطان عبدالحمید خان اور مراد آفندی اور یوسف عزالدین آفندی تھے اور وزیروں میں سے قواد پاشا اور امیر البحر آتش محمد پاشا بھی دیگر بہت سے امراء افسران فوج اور سپاہیوں کے ہمراہ رکنا بہ تھے۔ جب وقت سلطان بندر گاہ اسکندریہ میں پہنچے تو قدیو اسماعیل پاشا نے بڑے دھوم کے ساتھ استقبال کیا سلطان نے اسکندریہ کی سیر فرما کر اور سیدی ابا میری کی مسجد میں نماز پڑھ کر قاہرہ کی طرف رخ کیا

سفر فرمایا اور وہاں بھی بڑی دہوم سے انکے مقام عالی کے حسب حال مرہم استقبال ادا کئے گئے، سلطان نے سادات مصر کی زیارت سے شرف حاصل کیا اور تمام مسجدوں تکبوں، اور خاکسرخ جامع ازہر شریف کو بہت بٹے بٹے شاہی عطیات مرحمت فرمائے اور پھر کچھ دنوں قیام فرما کر آستانہ علیہ کی طرف مراجعت فرما ہوئے۔ مصری رعایا سلطان کی زیارت سے اس قدر شاد ہوئی کہ عجیبان سے باہر ہے۔

## سلطان عبدالعزیز کے عہد میں اندرونی اشتعال اور لڑائیوں کے حالات

### جبل اسود کے واقعات

دولت عثمانیہ کے سایہ ابد پایہ کو نشانے امد کم کرنے میں دول یورپ نے جو کچھ کوششیں کی ہیں انکا حال اس تاریخ کے مشاہدہ کرنے والوں پر مخفی نہ ہوگا اور آج تک یہ کیفیت بدستور موجود ہے کہ ہر روز تو ایک نئی چال سے ترکی علاقوں کو اس سے الگ کیا جاتا ہے اور اس کے خدائے مستہ کو کر ڈالنے کا سامان کیا جا رہا ہے چنانچہ جب انہوں نے سلطنت عثمانیہ کو رعایا پروری اور اصلاح ملک کی جدوجہد میں مصروف امد اس طریقہ میں کامیاب ہوتے دیکھا تو انکی شرارت کی رنگ پھڑکی اور انہوں نے تمام اطراف ملک میں اپنے ایجنٹوں کی معرفت تھم فساد بونا شروع کیا تاکہ خواہ مخواہ ہنگو دخل دینے کا موقع ملے چنانچہ بوسنیہ، اور ہرزگوینا، کی بغاوتوں کے بعد دوسرا سلسلہ بغاوتوں کا جبل اسود کے علاقہ سے شروع ہوا اور پہلے تو یہ شورش مسئلہ میں ہرنس اٹلی کی معزولی اور اس کی جگہ ہرنس ڈاکیو کے تقرر سے دیکھی لیکن چونکہ ہنوز اس علاقہ میں بدامنی کا دور تھا تم عثمانی اسوا سٹیٹ دولت علیہ نے تین

زیر دست فوجی کالم زیر سپہ سالاری سردار عمر پاشا کے اس ملک کی جانب ارسال ہو کر  
ایک کالم پریماکیم نامہ پاشا دوسرے پرودیش پاشا، اور تیسرے کالم پریمیت عوفی  
پاشا کو سودا رہا گیا تھا اور پھر انکی عام افسری سردار عمر پاشا کو دی گئی تھی جسوان فوجوں کو  
ساتھ تین ہفتوں سے جبل اسود کے علاقہ پر حملہ کر کے باغیوں کی سرکوبی کرتے ہوئے مقام  
جسیتہ پاسے تخت جبل فکور تک پہنچ کر دم لیا اسوقت پرنس ڈنیلو امیر جبل مذکورہ نے  
ان طلب کر کے دولت علیہ کی یہ شرط مان لی کہ وہ اپنے باپ تیرکو کو علاقہ جبل  
اسود سے نکال دینگا اور سلطنت عثمانیہ کو سرحد جبل اسود پر فوجی قوت رکھنے کے لئے  
چند قلعے اور قلعہ بھی بنانے دینگا تاکہ اس قلعہ کے مفید سرنڈا ٹھا سکیں اور ذرا ہی  
شرارت کریں تو عثمانی سپاہ انکا سرٹکل ڈالے۔ مگر جب عثمانی سپاہ وٹاں سے واپس  
چلی گئی تو اس نے اپنے اقرار سے بعض یورپین سلطنتوں کی شبہ پاکر پھر جانا مناسب  
نہ سمجھا اور اس کے بعد فرانس وروس نے دخل و مداخلت بکر باب عالی کو اس کی  
سرکوبی سے روک دیا اور سلطنت علیہ نے جس قدر مصارف پہلی مرتبہ اس جنگ میں  
کر دیے تھے ان کے تیسرے سب کو یوں رانگاں کر دیا کہ سنہ ۱۸۷۷ء میں باب عالی کو وہ قلعے  
اور قلعہ بھی دیے جو اس نے سرحد جبل اسود پر بنوائے تھے اور جبل اسود  
بعض قلعہ و قلعہ رکھ کر بنانا پڑا۔ اور یہ سب یورپ کے ایما نداروں کی کوشش کا  
نتیجہ تھا۔

## جنگ سرویا:-

پیرس کے معاہدہ نے اس ملک کو ترکی کے زیر حمایت خود مختار ملک تو بنا  
اسی دیا تھا مگر دولت علیہ کو یہ حق دیا گیا تھا کہ وہ اس ملک کے چہ قلعوں میں اپنی محافظ  
اسپاہ رکھ سکیں۔ سنہ ۱۸۷۷ء میں بوسنیاء اور ہرزیگوینا کی بغاوتوں کے بعد سے پھر اس  
ملک میں شورش کا اندر چھا اور اہل سرویا نے بہت سی باتوں میں ترکوں سے مقابلہ  
ورعداوت کا اظہار کیا، پھر کیا تھا دول پوپ دوڈرکیچ میں آگئیں اور ان کے

سفیروں نے باب عالی کی رضامندی سے آستانہ علیہ میں ایک کانفرنس قرار دی جس میں سلطنت عثمانیہ کی طرف سے عالی پاشا وزیر اعظم قائم مقام تھا اور بہت کچھ رد و بدل کے بعد کانفرنس نے فیصلہ کیا کہ ترکی سپاہ دو قلعوں کو چھوڑ کر صرف چار قلعوں یعنی بگلرڈ، سمندره، فتح الاسلام، اور، ششیانس پر قابو رکھے۔ یہ قرار دیا گیا کہ ۱۲ مہینے میں ہونی چاہیے لیکن روسی گورنمنٹ کو اس پر بھی صبر نہ آیا اور وہ برابر یہی اصرار کرتی رہی کہ دولت علیہ سر دیا کو تمام و کمال آزاد کر دے چنانچہ جنرل اغنائیف روسی سفیر نے آستانہ علیہ میں ایسی چالیں چلیں کہ آخر باب عالی کو سر دیا سے قطع تعلق کرنا ہی پڑا اور ترکی سپاہ باقی چاروں قلعوں کو بھی خالی کر کے ہٹ آئی۔ دولت علیہ کی طرف سے سر دیا کو آزاد بنانے کی یہ دلیل پیش کی جاتی تھی کہ جب تک اس کے قلعے قائم نہ ہوں گے۔ اس کے ہینٹلے اس دامن کا قائم ہونا محال ہے اور اس دلیل کی معقولیت ظاہر ہے۔ لیکن دولت علیہ کو مخالفین کے اتحاد اور کریٹ کی بغاوت نے مجبور بنا دیا کہ وہ خون کے گھونٹ پیکر اس سراسر غیر منصفانہ قاعدہ کو مان لے۔ ترکی فوجوں کے سر دیا کو ہٹاتے ہی لازم آیا کہ وہاں جس قدر مسلمان خاندان آباد تھے وہ بھی ملک چھوڑ دیں ورنہ انکی زندگی محال تھی اور دولت علیہ کو انکے الماک کا معاوضہ بھی پھرنا پڑا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس طرح پر ترکوں کا اثر سر دیا سے محو کر دیا گیا اور برلے نام بگلرڈ کے قلعہ پر سربانی نشان کے ساتھ ترکی قلم کا اڑانا انکی ہمتی کی علامت شمار ہوا۔ قسطنطنیہ کے ترک باشندوں میں اس امر سے سخت جوش پیدا ہو گیا تھا اور اگر سلطان پہلے سے روک تھام کا انتظام نہ کر چکا ہوتا تو غالباً بڑی زبردست اندرونی بغاوت برپا ہو جاتی +

### مالڈیویا، اور، والیشیا کے حالات

یہ دونوں ملک جنگل و غوٹی نام سے مشہور ہیں و شاہ حاکم جان انگریز نے یہاں جاکر باوجود باخیا نہ خیالات رکھنے کے باب عالی نے یہاں کا حاکم مقرر کر دیا تھا۔

میں اپنی تقرری کے بعد ہی سے اس بات کی کوشش کرنے لگا کہ رومانیہ کے کئیہ کو قسطنطنیہ کے بطریق کی ماتحتی سے الگ کر لے اور بہت کچھ جہازوں کبھیروں کے بعد آخر ۱۸۳۰ء میں باب عالی کی تائید سے وہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہو گیا کیونکہ باب عالی کا دمایہ تھا کہ کسی طرح معاملہ ختم ہو جائے ورنہ دول یورپ کی مداخلت اور اپنی کمزوری سے مزید نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اس کامیابی کے بعد امیر مذکور نے کچھ ایسی بے اعتدالیاں اور سختیاں کیں کہ دونوں ماتحت ملکوں کے سربراہ و ردہ لوگ اس کے جانی دشمن بن گئے اور ۱۸۳۱ء میں اُس سے زبردستی استعفار لے لیا۔ پھر کیا تھا دول یورپ کو اسکا جانشین انتخاب کرنے میں دخل دینے کا موقع مل گیا کیونکہ معاہدہ پیرس اس بات کو قرار دیکھا تھا کہ روسی حکومت نے قصداً دخل دینے سے پرہیز کیا تاکہ وہ اپنا حق مداخلت کسی اور موقع کیلئے محفوظ رکھی۔ دول یورپ نے اتفاق باہمی پر شل ہونے پر ورنہ گوجو شاہی خاندان پر ویشیا کا ایک ممبر تھا رومانیہ کا حاکم بنانا تجویز کیا اور باب عالی سے اس کی منظوری چاہی لیکن باب عالی نے اس تجویز کو نہیں اور اُس نے اس انتخاب کو بقوت روکنے کیلئے سرحدوں پر فوجیں بھی روانہ کر دیں کہ اتنے ہی میں کرپٹ کی دوسری بغاوت کا غلغلہ برپا ہوا اور ترکی کو مجبوراً دیکر دول کا فیصلہ مان لینا پڑا تاکہ دوطرفہ جوش سنبھالنے کی قوت میں نہ پڑ جائے +

### یغاورت جزیرہ کرپٹ :-

۱۸۳۱ء - فاضل ترک عالم اور مؤرخ احمد صحت افندی نے اپنی کتاب "آتش انقلاب" میں جو رائے اس بغاوت کے متعلق تحریر کی ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ :-

بدحوثت سلطنت عثمانیہ ملکی اصلاح کی سعی کرنے پر مستعد ہوتی ہے اسی قوت روسی حکومت جس کے رہستہ میں کائنات نے اپنے اندرون ملک کجالات

شہدار نے میں ناکام بنانے کی درپے ہو جاتی ہے یہ اسکا ایک معمولی کام ہے موجودہ  
 ہر حالت میں ضرور کرے گی چنانچہ اس مرتبہ بھی اس کی آنکھوں میں دولت علیہ کا بڑی اور  
 بحری فوج میں اصلاح سے کام لینا غار بنکر کھٹکا اور اس نے عیسائی باشندگان کرپٹ  
 کو جو ابتدائے عالم سے بغاوت اور قتل و غارت کے عادی چلے آتے ہیں یہ دلفریب  
 وعدے دیکر کہ تم عثمانیوں کے مقابلہ میں شورش برپا کرو گے تو تمکو اعانت دیکر آخر  
 میں انکی ماتحتی سے آزاد اور یونان کی حکومت سے ملحق کر دیا جائیگا اور وہی اور  
 یونانی حکومتیں تکو ہر قسم کی مدد دینگے۔ کرپٹ کے عیسائی باشندے ان باتوں کے  
 دام میں پھنس گئے اور بغاوت برپا کر دی جب انکا معاملہ بہت بڑھ گیا تو سلطنت عثمانیہ  
 نے فوجی قوت پر بیکر انکی سرکوبی کر دینے کا ارادہ کیا آخر میں باغیوں پر یہ بات بھی  
 کھل گئی کہ بحری قوت رکھنے والی یورپین حکومتیں انکی طرفدار نہیں بن سکتی ہیں  
 کیونکہ وہ جزیرہ کرپٹ کو سلطنت عثمانیہ سے الگ کرنے پر رضی نہیں اور اسکے  
 بعد دولت علیہ نے ماتحتی مصطفیٰ پاشا کرپٹ کے سال ۱۸۳۳ء میں باغیوں پر فوج کشی کر دی  
 اور سب سالار مذکور کہ حکم دیا کہ پہلے باغیوں کو اتنا م حجت کے طور پر مائل بہ امن  
 رہنے کی ترغیب دے اور انہیں ہمائش کرے اور جب وہ نہ مانیں تو بحری تلوار  
 اٹھائے۔ پاشا نے مذکورہ بہت کچھ سہارا کہ کسی طرح باغی راہ راست پر آجائیں اور  
 قند و فساد برپا کرنا چھوڑ دیں مگر باوجود اسکے کہ باغی عیسائیوں کو اس پاشا کے ساتھ  
 موافقت ہی تھی انہوں نے شہر ارنت سے بازا نا منظرہ نہیں کیا غرض کہ جب وقت تلوار  
 سنے ڈریہ سے فیصلہ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا تو مصطفیٰ پاشا نے رٹائی چیر دی  
 اسی سال ماہ ربیع الاول میں مسر کے فرمانروا خدیو اسماعیل پاشا نے بھی چھ پیادہ لٹشیں  
 اور کئی ایک توپخانہ کی باٹریاں لکڑی کے طور پر کرپٹ کو ارسال کیں جہاں کان افسر  
 شاہین پاشا تھا اور اس کے بعد اس سپاہ کی افسری اسماعیل سلیم پاشا فریق ناظر  
 یہاں دیہ کو ملی جو بڑا مشہور بہادر تھا اور جب وہ بھی فوجت پانگیا تو اس کی جگہ عبدالقادر  
 پاشا توپچی کو دی گئی۔ اس کے بعد محمد رشیدی پاشا کے وزیر اعظم کے ہمدہ کو مستعفی



ہو جانے اور محمد امین عالی پاشا کے وزیر اعظم مقرر ہونے پر سلطان نے ۶ شوال ۱۰۵۱ھ کو مصطفیٰ پاشا کے نام یہ حکم بھیجا کہ وہ کریٹ سے آستانہ علیہ کو چلا آئے اور اس کی جگہ عمر پاشا افواج کریٹ کا سپہ سالار مقرر کیا گیا جو ابتدا میں بڑی سرگرمی کے ساتھ باغیوں کی سرکوبی کرتا رہا۔ باغیوں کو سامان جنگ بیرونی ملکوں سے ملتا رہا اور خاکسریونان سے انکی رسد کی ڈاک لگی رہتی تھی جو ترکی حکام کی غفلت کا نتیجہ تھا کیونکہ باوجود اسکے کہ ترکی جنگی بیڑہ جزیرہ کو ہر طرف سے محاصرہ کئے تھا باغیوں کے پاس غیر مالک سے رسد اور سامان جنگ کا آنا کیونکہ ممکن ہوتا جیٹنگ کہ ترک بحری افسر غفلت و بے پروائی نہ کرتے۔ اسی واسطے دولت علیہ نے جزیرہ کے بحری محاصرہ کیلئے سخت احکام نافذ فرمائے اور ان تمام دول پرپ کو بھی اس بات کی اطلاع دیدی جسکے جنگی جہازات اس جزیرہ سے ہجرت کرنا لے والے عیسائی خاندانوں کو دولت عثمانیہ کی اجازت سے دوسرے مقامات کی طرف لیجاتے تھے۔

## بغاوت کریٹ کے زمانہ میں بحری قوت کی

### حرکتیں

بغاوت کریٹ کا آغاز ہوتے ہی دولت علیہ نے ایک زبردست جنگی بیڑہ جس میں کئی ایک زور پوش اور فرقاطہ، جہازات اور تارپیڈ کشتیاں تھیں۔ فریق ابراہیم پاشا مورہ فی کی ماتحتی میں اس جزیرہ کی طرف روانہ کیا (۱۰۵۱ھ) اور پھر ۱۰۵۲ھ میں سابق قبووان شیرعلی دسیم پاشا اس بیڑہ کا حام کمان افسر مقرر ہوا۔ اور فریق ابراہیم پاشا اسکا نائب رہا گیا۔ ترکی بیڑہ کے علاوہ خلیج سمائل پاشا نے یہی چندہ خانی جنگی جہازات ارسال کئے جنگی کمان قاسم پاشا کے ہاتھوں میں تھی۔ یونان کی باغیانہ کشتیاں جزیرہ کریٹ کے شہر پشتہ عیسائی لوگوں کے لئے ویرانہ قرار دغا خانی جنگی جہازوں پر سپہ در سپہ سامان جنگ ارسال کرتے رہنے کی ڈاک لگا

رہی تھی مگر جب دولت علیہ کے جنگی جہازوں نے سمٹی کے ساتھ سواحل جزیرہ کی  
نگرانی شروع کی تو ایک ترکی جہاز عمر الدین نامی کی ایک یونانی تیز رفتار جہاز سے  
ڈبھیر ہو گئی اور اس نے یونانی جہاز کا تعاقب کیا چنانچہ جب یونانی جہاز کو پہانے  
کا راستہ نہ ملا تو وہ سواحل کریٹ کی ایک کھاڑی میں جہاں نام چوکیو تہا گھس گیا  
اور وہاں اس کے ملاحوں نے خشکی میں اتر کر جہاز کو آگ لگا دی تاکہ ترکوں کو  
اُسپر لدا ہوا سامان جنگ نہ مل سکے اور وہ خود پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے۔ ترکی  
ملاحوں نے اُس نیم سوختہ جہاز کو گرفتار کر کے بندرگاہ سودہ تک پہنچا دیا جہاں اُنکی  
معمولی مرمت کر کے اُسے آستانہ علیہ کی طرف روانہ کر دیا گیا تاکہ وہاں اُسے اوزر نو  
درست کیا جاسکے اس جہاز کا نام ارکا دسی تھا اور اب دوسرے جہاز کی جستجو ہونے  
لگی جو انوتیس نامی تھا اور وہ حکمت یونان کے بندرگاہ پیرہ میں دستیاب ہوا اور  
جب ترکی جہازوں نے اُس کو وہاں کی حکومت سے طلب کیا تو باغیانہ خیالات  
کی بھجن نے وہاں کی حکومت کو جہاز کی حوالگی سے روک دیا اور اسوجہ سے  
دولت علیہ نے حکومت یونان کو بھی شریک بغاوت ہونیکا ملازم ٹھہرا کر اس سے  
پولیش تعلقات قطع کر لئے اور اپنا زہ پوش جہازوں کا طاقتور جنگی بیڑہ بند گاہ پیرہ  
کی جانب ہاتھ پیڑ مارل ہو رہا تھا پاشا انگریز امیر البحر (ملازم سلطنت عثمانیہ) کے  
بفرض محاصرہ روانہ کر دیا۔ اور جب ترکی اور یونان کے مابین جنگ ہونی اٹل ہو گئی  
تو دول یورپ نے بیچ بچاؤ کیلئے دخل درحقولات نہ کو فرانس کو پیشوا بنا کے قدم  
بڑھایا اور مطالبہ کیا کہ ایک مابین لا تو ام کمیشن جزیرہ کریٹ میں بھیجا جائے تاکہ وہ  
اسباب بغاوت کی تحقیقات اور اس کے فرو کرنے کی مناسب تدابیر عمل میں لائے  
پہلے تو تمام دول کے اہل تفرق ہونے کے باعث باب عالی اس تجویز سے منکر ہو گیا  
اور اس نے صدر عظمیٰ ہائی پاشا کو اعلیٰ پولیشل کمشنر بنا کر جزیرہ مذکور کی طرف روانہ  
کر دیا۔ اور اس نے اپنی خدا داد یاتقوں سے کام لیکر باغیوں کو تسلی اور دل جمعی  
دینے میں کامیابی حاصل کی پھر وزیر مذکور نے ایک مفصل رپورٹ وہ بار سلطانی

میں ارسال کی جسکی بنیاد پر عمر پاشا کو سپہ سالاری کر بیٹ سے الگ کر دیا گیا کیونکہ اُس نے جیسی چاہئے ویسی مستعدی سے کام نہیں لیا تھا۔ کیونکہ پہر ہی وہ غیر ملک اور غیر نسل کا آدمی تھا اُسے دولت علیہ کی فتح یا سخت کی کیا فکر پڑی تھی اور یہی حالت اُن غیر ملکی لوگوں میں سے بیشتر افراد کی تھی جکوں سلطنت عثمانیہ نے اپنی جلیل القدر منصب دے رکھے تھے اور اُن تک عواموں نے اُس ولی نعمت کا کھانا نہ غرمکہ عمر پاشا کی جگہ حسین غوثی پاشا حاکم کر بیٹ متعین ہوا اور اُس نے اپنے فرائض بخوبی تمام دیکر رعایا و برایاں کو خوش و خرم دکھا۔ پہر اس کے بعد دولی یورپ نے شہر پیرس میں ایک کانفرنس مقرر کی جس میں دولت عثمانیہ کی طرف سے نوادہ پاشا نائب مقرر ہوا اور اُس نے اپنی سیاسی قابلیت سے کام لیکر اس قدر سخت لہجہ میں کانفرنس کے سامنے تقریر کی کہ دولی یورپ کے دعو ٹھنڈے ہو گئے اور انہوں نے اُن حقوق اور رعایتوں میں کمی کر دی جو پہلے سلطنت عثمانیہ سے اہل کر بیٹ کو دلوانا چاہیے تھی۔ چنانچہ سلطان نے اسے اٹھارہ سو کروڑ فرانک کی رقم کی طرف سے حقوق عطا فرمائے جس سے بغاوت کا خاتمہ ہو گیا اور زائد ترکی اور مصری فوجیں واپس آ گئیں۔ خلیفہ اسماعیل نے مصری فوج کے واپس آنے پر بوجہ اہل کر بیٹ کی دیر اور کارگزاری کے ہٹے جلوس کے ساتھ اُسکا استقبال کرایا اور خاص کر مصری سپاہ نے جنگ ارکاڈی میں بڑی ناموری حاصل کی تھی۔ کر بیٹ کا ہنگڑا فیصل ہو چکا۔ تو جنرل اعنائیف روسی سیفرنہ باب عالی میں اس بات کی کوشش شروع کی کہ درخت پاشا کو صوبہ داری ڈینیوب سے الگ کرادے۔ کیونکہ یہ لائق افسر بڑی خوبی کے ساتھ اُس علاقہ میں انتظام اور اصلاح کر رہا تھا اور یہ روسی حکومت کے لئے بے حد ناگوار بات تھی اور اُنکو اپنی آرزو میں حاصل کرنے سے مانع نہ ہو سکتی تھی جنہیں اُنہی بلغاری نوجوانوں کے دلوں میں ختم فساد ہو کر اُنکو آئندہ بغاوت کر کے آئندہ قوامہ کی بابت قائم کیا تھا۔ مگر سلطان نے درخت پاشا کا قبول کرنا قبول نہیں کیا۔ چنانچہ روسی حکومت نے اسی بات پر ناراض ہو کر صوبہ ڈینیوب کی عیسائی رعایا میں

بغاوت انگیز خیالات کی اشاعت شروع کر دی لیکن محنت پاشا کی بیدار مغزی نے  
 روسی ایجنٹوں کی بُری طرح خبر لیکر تمام منصوبے شکست کر دیے۔ ۱۸۳۷ء میں عراق  
 کے چند عرب قبائل نے بھی اپنے خود غرض سرداروں کی باتوں میں آکر بغاوت برپا  
 کی اور انہیں ہی دولت علیہ نے دغا دیا۔ دیوانیہ، حلقہ، اور کربلا کی لڑائیوں میں فتح  
 پاکر شورشِ مشادی ۴

## عسیر دین کی بغاوت اور صوبہ نجد (عرب)

### کے حالات

سابق الذکر دہائیوں کی لڑائیوں کے بعد دولت علیہ نے ایک سخت سیاسی  
 غلطی یہ کی کہ اُس نے ملکِ عرب کے صوبوں سے اپنا اثر حکومت بہت جلد گھٹایا  
 اور وہاں کی نگرانی صرف اُن شیوخ کے ہاتھوں میں رہی جو باہم کئے ہوئے  
 کے عادی تھے اس لئے اب وہاں ترکی حکومت کا اقتدار صرف برائے گفتن رہ گیا  
 تھا چنانچہ اسی وجہ سے ملکِ یمن میں جو عرب شیوخ موجود تھے انکی آپس میں مخالفت  
 کا زور ہوا۔ علاقہ عسیر کا امیر محمد بن عائض جو دولت عثمانیہ کا نعمت پروردہ تھا  
 ۱۳ رمضان ۱۲۸۷ء کو دوسرے قبائل پر ظلم و ستم کر کے انہیں اپنی ماتحتی میں لانے  
 پر آمادہ ہو گیا اُس کی بے اختیار ایوں کی شکایتیں دربارِ سلطانی میں پہنچیں تو دولت  
 علیہ کو بغاوت مٹانے کیلئے فوراً کابھیجننا لازمی معلوم ہوا اور اُس نے دو فوجی کالم  
 ملکِ عرب کی طرف ارسال کیئے ایک کالم براہ راست آستانہ علیہ سے یمن کی طرف  
 روانہ کیا گیا اور دوسرا بغداد سے نجد کی جانب ارسال ہوا۔ شطنطیہ کا فوجی کالم فریق  
 محمد رفیع پاشا کی سپہ سالاری میں تھا اور انکے ساتھ میرزا احمد مختار پاشا رئیس  
 ارکانِ حرب کو بھی ارسال کیا گیا تھا اس فرقہ سپاہ نے عسیر اور نجد کے علاقوں  
 میں باغیوں سے کئی معرکے کیئے اور بہت کچھ جنگجو و جہل کے بعد ان مقامات کو اسی طرح

فتح کیا اور وہاں ترکی اقتدار قائم کر دیا۔ یہ سپاہ بہت آزرستہ اور شائق تھی جن یورپین لوگوں نے اسے دیکھا وہ اس بات کی تہنیت دیتے ہیں کہ یمن کی ترکی فوج اس فوجی فرقے کہیں بڑھ کر مستعد اور آراستہ تھی جسے سلطان نے انگریزوں نے جنگ جیش میں ارسال کیا تھا۔ حیرت اور حفا، پر تسلط ہو جانے کے بعد محمد دین پاشا آستانہ علیہ کو واپس بلا گیا جسے دولت علیہ نے رتبہ وزارت سے ممتاز کیا اور اس کے یمن کی حکومت، وہاں کی ترکی سپاہ کی افسری مع رتبہ شیریت (مارشل) کے فازی احمد خاں پاشا کو دی گئی جنہوں نے یمن کی انتظامی حالت درست کرنے اور وہاں سرکیس وغیرہ کا لکڑ تجارت کو ترقی دینے میں اپنی لیاقت کا اظہار کیا اور اہل یمن ان کے دلدادہ ہو گئے۔

بقاعد کا فوجی گروہ جو احمد رحمت پاشا کی سپہ سالاری میں فوج کی جانب بڑھا وہ یمن کی سپاہ سے بھی بڑھ کر خوش قسمت ثابت ہوا کیونکہ اسے بے لڑے چھڑے ملک کا بیشتر حصہ فتح کرنے کا موقع مل گیا رحمت پاشا کو فی ولیر جنگ جو افسر نہ تھا لیکن اس کی فوجی تدبیر اور اس کے ماتحت جنگی افسروں کی باہمی اعانت نے اسے موقع دیا کہ ملاکہ نجد میں ایک باقاعدہ فوجی محکمہ قائم کر دے اور اس سے فارس ہو کر وہ آستانہ علیہ کی طرف چلا آیا۔ ۱۲۹۲ء میں اس علاقہ کے قبائل دوبارہ فوج پر پھر چلے اور یمن نامی ایک جگہ میں ترکی فوج کے چالیس شخصوں کو انہوں نے قتل ہی کر دیا لیکن اس مرتبہ وہاں فوج کی موجودگی سے یہ فائدہ ملا کہ بہت جلد خوش فہم ہو گئی اور ملک امن و امان بحال رہا۔

## سلطان کا نمائش گاہ پیرس کو دیکھنے کیلئے

جانا۔

نپولین سوم شہنشاہ فرانس نے ۱۸۶۷ء میں ایک مذہب دوست نمائش گاہ شروع کی جس میں کھڑی پانی تو اس کے تمام دنیا کے بادشاہوں اور اجدادوں سے آئیں

شرکت کی درخواست کی اور سلطان عبدالعزیز کو بھی دعوت کا پیام پہنچا جنہوں نے بڑی خوشی سے اسے منظور فرمایا اور اپنے شاہی جہاز سلطانیہ پر سوار ہو کر بہت سے شہزادوں اور درباری ارکان دولت کے ساتھ ۱۹ مئی ۱۸۷۲ء کو پیرس کی جانب روانہ ہوئے جو وقت سلطان شہر پیرس میں پہنچے ہیں اس وقت نوکین سوم نے اس شان و شکوہ سے اظہار استقبال کیا کہ اب تک کسی بادشاہ کا ایسا استقبال نہیں کیا گیا اور یہ سفر ایک عثمانی سلطان کا یورپ کی سرزمین پر قدم رکھنے کا پہلا موقع تھا سلطان نے چند روز فرانس میں رہ کر وہاں سے لندن کا قصد کیا اور اس شہر کو دیکھ کر ویانا کی ہی سیہ سرتے ہوئے پائے تخت قسطنطنیہ کی طرف بے سرت تمام واپس آ گئے (۶۱ بیج عثمانی ۱۸۷۲ء) سلطان کو سیاحت یورپ سے بہت کچھ مفید باتیں معلوم ہوئی تھیں جسکی بنیاد پر انہوں نے آستانہ علیہ پہنچتے ہی ایک طویل فرمان صدرِ عظمیٰ عالی پاشا کے نام صادر کیا جس میں وہ تمام اصلاحیں درج تھیں جو یورپ میں ملاحظہ فرما آنے کے بعد اپنے قلمرو میں بھی نافذ کرنا چاہتے تھے اور سب سے زیادہ اشاعت تعلیم، درستی راہ اور وسائل نقل و حرکت کی آسانی کا خیال آئے دیکھ کر حال تھا۔ اور اسکے علاوہ بحری و بری قوتوں کی اصلاح اور مالی حالت کی درستی وغیرہ کی بھی تاکید کی گئی تھی۔

### مصر کے حقوق اور اس کے طریق وراثت کا فہرست

سلطان عبدالعزیز خان کی تخت نشینی کے وقت مصر کی حکومت خدیو محمد سعید پاشا کے ہاتھوں میں تھی جنہوں نے جنگ کیلیمیا سے واپس آنے کے بعد مصری فوج میں چند نئی اصلاحیں اور فوجی ترتیبیں داخل کرنی چاہیں تو انکو روپیہ کی ضرورت پیش آئی کیونکہ خرچ آمدنی سے زیادہ ہو تو لازمی طور پر یہ وقت پڑتی ہے اور زائد روپیہ بغیر اسکے کہ قرض لیا جائے اور کسی طرح بہم نہیں پہنچتا تھا چنانچہ انہوں نے کچھ تو نئے مصارف کیئے اور کسی قدر اگلا قرض ادا کرنے کے لئے جدید قرض لینے کی ضرورت محسوس کی کیونکہ اگلے قرض کو سال رواں کی آمدنی سے ادا کرنے کی بہت کچھ کوشش کرنے کے

علاوہ خدیو موصوف نے خدیوی محل کے بہت سے قیمتی تحائف فروخت کر کے اُسے  
 ادا کرنا چاہا جب بھی وہ وقت پر قسط ادا کر سکتے تھے عاجر رہے اور بالآخر انہوں نے  
 مجبور ہو کر باب عالی سے مصری حکومت کے لئے قرض لینے کی اجازت طلب کی جو اس  
 وقت کے حقوق درعایتوں کے مطابق حاصل کرنی ضروری تھی۔ دولت علیہ نے  
 انکی درخواست پر صمد اعظم کو مناسب جواب دینے کا ایما کیا اور محمد امین عالی پاشا نے  
 خدیو محمد سعید پاشا کو ایک مفصل خط لکھا (مشیل) جس میں خدیو موصوف کو قرض لینے کی  
 ضروری اور اس کے نقصانات سے ڈرا کر نہایت قوی دلائل کے ساتھ انہیں قرض لینے سے  
 منع کیا تھا اور دلتی یہ ہے کہ وزیر مدوح کی تحریر کا ایک ایک فقرہ قابل تعریف و لائق عمل  
 ہی تھا، اس تحریر کے دیکھنے سے یہ بات بھی منکشف ہو جاتی ہے کہ اس زمانہ میں دولت  
 علیہ کی طرف سے مصری حکومت کو کس حد تک حقوق اور اختیارات دئے گئے تھے۔ پھر حقیقت  
 ۱۸۶۹ء میں اسماعیل پاشا خدیو مصر ہوئے اور سلطان کو یہ بات معلوم ہوئی کہ نوجوان  
 خدیو کو ملک مصر میں ہی دیسی ہی اصطلاحیں رائج کر نیک خیال ہے جیسی سلطان نے قلمرو عثمانیہ  
 میں جاری فرمائی ہیں تو سلطان عبدالعزیز مرحوم نے متعدد فراموں کے ذریعہ سے وقتاً  
 وقتاً ملک مصر کے حقوق میں مزید توسیع فرمادی اور اسکی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ دہماہ  
 سلطانی کے بہت سے با اثر امراء خدیو اسماعیل کے دوست تھے جنکو اسماعیل پاشا  
 ہمیشہ تحفے تحائف ارسال کرتا رہتا تھا چنانچہ انہیں لوگوں کی کوشش سے اسماعیل پاشا  
 کو سلطان نے خدیو کا خطاب و لقب بھی مرحمت فرمادیا۔ پھر ۱۸۷۳ء میں خدیو اسماعیل پاشا  
 نے سلطان کی اجازت سے حکومت مصر کا قانون درانت تبدیل کر دیا جو پہلے اس طرح پر  
 تھا کہ محمد علی پاشا مرحوم کی سب سے بڑی اولاد یا اس اولاد کی بڑی اولاد کو منصب خدیو  
 پر مامور کیا جاتا تھا اور اسماعیل پاشا نے اسے تازہ فرمان کی بنا پر محض اپنی ذات میں منحصر  
 کر دیا اور یہ قاعدہ قرار پایا کہ جو خدیو مسند امارت پر نہ تھیں اسکا بڑا بیٹا ولیعهد و نجلین  
 ہو کر بیٹھا۔

## نہر سوئز کا مسئلہ

یہ نہر جسے بحر احمر کا سلسلہ بحر ابیض سے وسطاً بحر روم کے ساتھ ملا دیا ہے۔ اس کے فوائد کا علم بہت سے مسلمان اور غیر مذاہب کے قدیم حکمرانوں کو بھی ہو چکا تھا مگر باوجود اسکے انہیں سے کسی کو یہ عظیم الشان کام کر گزرنے کی جرأت نہیں ہوئی اور کسی نے شروع ہی کیا تو ناتمام چھوڑ کر ہٹ گیا یا نہر بنگئی اور زیادہ دنوں تک کام نہ دیکھی یہاں تک مرحوم محمد سعید پاشا والی مصر نے اپنے ہمدرد دوست میں ۳۰ نومبر ۱۸۵۹ء کو بڑی کوششوں کے بعد مسیو فرڈی نینڈ ٹولیسس فرانسیسی انجینئر کو اس نہر کے تیار کرنے اور اسکی تیاری کے لئے ایک کمپنی بنانے کا حکم دیا جسکے بہرہ و حقتہ دار ایک صد سے زائد ہنوں اور سیوند کو رہنے پر حکم حاصل کر کے اس لاشانی اور اہم کام کو انصرام دینے پر کمر بستہ ہو گئے۔ مسیو ٹولیسس نے محمد سعید پاشا سے قبل اسکے تیار کرنے کا انجیر حکم حاصل کرے متعدد تحریریں ایسی بھی لے لی تھیں جنہیں محمد سعید پاشا نے مصری حکومت کے ذمہ اس کام میں امداد دینے کے لئے ضروریوں کی بہم رسانی زمین کا عطا کرنا، بلکہ مالی اعانت بھی دینا ضروری قرار دیدیا تھا اور یہ سب باتیں اس سے پہلے تسلیم کر لی تھیں جبکہ حکومت مصر نے مسیوند کو رہنے اس نہر کی تعمیر کی بابت کوئی ایسی شرط نہیں کی تھی جس سے اس نہر کا مصری حکومت کے حق میں بھی کچھ مفید ہونا پایا جائے۔ اور نہ اس نے باپ عالی سے ایسا ٹھیکہ دینے کی اجازت طلب کی جو فوائد اس کے لحاظ سے ضروری بات تھی، چنانچہ باعالی نے یہ دیکھ کر کہ ایک یورپین کمپنی اس کے زیر اثر اور اہم ترین جزو سلطنت میں ایسے فائدہ کا ٹھیکہ بالکل مفت حاصل کر لے اس نے معاملہ میں دخل دیکھ کر کام روک دیا اور جانبین سے مدتوں خط و کتابت ہوتی رہی یہاں تک کہ محمد سعید پاشا کے بعد خدیو محمد اسماعیل پاشا مسند امارت مصر پر متمکن ہوئے اور انہوں نے نہر سوئز کا مسئلہ ایک خاص عد کے اندر رکھ کر باب عالی کو اس کی منظوری کیلئے لکھا اور وزیر خطن محمد امین عالی پاشا نے دول یورپ کے حکمرانوں میں رہنے والے ترکی سفیروں کو اس مسئلہ کی



باجت ایک مستقل یا دوست داشتہ ارباب کی جیسے کمپنی کی تعلیمی کا اہلکار کے قوی دلائل کے ساتھ یہ بات دکھائی گئی تھی کہ مصر کی حکومت کسی مہم جو حصہ داروں کی کمپنی کو کمپنی ایسے کام کرنے کی اجازت نہیں دے سکتی جسکے بغیر ہونے میں شک و شبہ کی گنجائش ہو۔ اور اسکی کیا وجہ ہے کہ ایک غیر ملکی کمپنی مصر کی کسی اور افسی پر قابض و تھیل بنا دی جائے جبکہ خود مصری حکومت کو ایسا قبضہ عطا کرنے لگا کوئی حق نہیں ہے کیونکہ وہ خود ایک مکرر اسطنت عثمانیہ کا ہے پھر اسی کے ساتھ مصری رعایا کو نہر کے کام میں مصروف ہونے کے باعث سخت نقصانات اٹھانے پڑیں گے انکے معمولی کاروبار اور پیشوں میں خلل آجائے گا اور وہ کسی طرف سے نہ بچائیں گے۔ غرض کہ ابھی طرح کی بہت سی ہزار بارائیں اس یادداشت میں مدح لکھی تھیں اور اس کے بعد کمپنی کی مدد کرنے کے لئے حکومت فرانس بیچ میں کود پڑی جو با حلف حکومت مصر کو نپولین سوم کا حکم ماننا پڑا جسے سرسبز بنایا گیا تھا اور جس نے اپنے فیصلہ میں مصر کی مالی حالت کو بے انتہا زہر بارنا دیا اور آخر میں سلطان نے ہی ۲۲ ذی قعدہ ۱۲۶۸ مطابق ۱۸۵۲ء کو نہر کی کھدائی کا فرمان صادر کر دیا۔ جس وقت یہ نہر مصری کے آدمیوں کی محنت اور انسی کے روپیہ سے جکڑ رہی ہوگی تو خدیو اسماعیل پاشا نے ۱۸۶۹ء میں اپنے تخت کے یورپ کی سیوفرائی اور وڈوں کے اکثر بادشاہوں کو افتتاح نہر کے جلوس میں شریک ہونے کی دعوت دی اور بہت سے حکمرانان یورپ نے اپنے جنگی بیڑوں کے اس میں شریک ہونے کیلئے سرسبز مصر کی طرف قدم رنجو ہی کیا۔ مرحوم اسماعیل پاشا نے اس جلسہ میں اپنے تمام روپیہ صرفہ کیا کیونکہ اس نے نہر کا ذریعہ و زینت کے لئے۔

عثمانی سامان کے ہوجنگی شال تاریخ عالم میں مشکل مل سکیگی +

نہر سوئےز کا افتتاح، ستمبر ۱۸۶۹ء کو ہوا تھا اور بعض مہینوں کا بیان ہے کہ یورپ کی چند سلطنتیں جلسہ افتتاح نہر کے دن اسماعیل پاشا کے ہر ایک امداد کو اپنی امداد سے مکمل بنائے پر آمادہ ہو گئی تھیں چنانچہ ویکٹریا وینا فریڈرک شاہ آٹلی نے اپنا جنگی بیڑہ جاتقی اپنے ولی محمد کے ابھی غرض سے بندر گاہ اسکندریہ میں پہنچا تھا اور شاہنشاہ نپولین سوم نے ملکہ اویسینی (ریوین) کو مصر جاتے ہوئے اس امر کی ہدایت کر دی تھی کہ وہ خدیو کی مدد

و معاون رہے۔ مگر یہ خبر کسی طرح دولت عثمانیہ اور انگلستان کو پہنچی پہلوں نے ہفتی  
تحریروں کے ذریعہ سخت اعتراضات کئے اور انگلستان نے تو اس قدر تشدد سے کام لیا  
کہ انہی کو اپنے جنگی جہازات اسکندریہ سے واپس بلا لینے پڑے اور وہ اقطاع نہر کے جلسہ  
میں شریک ہی نہ ہوا اور اس طرح مصر ایک ناخوش آمدت مصیبت سے بچ گیا جو ان کی خود  
عثمانی کا خاتمہ کر ڈالتی تھی۔

## اندرونی مشکلات اور اپتدائی

سلطان عبدالعزیز نے اپنے عہد حکومت کے ابتدائی برسوں میں ملک کے اندرونی  
اور بیرونی انتظام کے متعلق جس توجہ اور مستعدی کا اظہار کیا تھا اور جیسی مہرمت کو ساتھ  
انہوں نے ملک میں ہر قسم کی اصلاحیں رائج کیں اسکے عثمانی قوم کو شاندار مستقبل کا امداد  
بنادیا تھا۔ ویسے ہی پہلے برسوں میں سیاحت یورپ کی بربادی بخوشی آشنا و چھند کو رخصت  
خود غرض لوگوں کو منہ چرانا بنا لینے سے اس نے ایسی حرکتیں کرنی شروع کر دیں جو  
قائل اور پیشی کے باطل خلاف اور قوم کے حسین ظن کو تباہ کر نیوالی تھیں۔ جبل اتود کے  
حدود پر جو قلعے پہلے قوم کا خون بہا کر ابد ملک کا عزیز روپیہ ضائع کر کے فتح ہوئے  
تھے انکو منہدم کر ڈالنا حکومت کے عزم و دیرری میں ضعف پیدا ہونے کی دلیل تھی اور  
پھر سلطان کا قانون وراثت تخت نشینی کو تغیر دینے پر آمادگی ظاہر کرنا اور یہی مشکل  
کا باعث ہوا جسکے ضمن میں خدیو اور اسماعیل پاشا کو قانون وراثت حکومت مصر کے تغیر کا موقع  
دیدیا۔ یہ سب نازیہ ایک اور نازیہ نہ ہوا، کیونکہ مرموم مصطفیٰ فاضل پاشا اپنی حق تلفی کے  
تعلیل و غصہ میں ان نوجوان تیکوں کا شریک حال ہو گیا جو سلطان عبدالعزیز کے طرز عمل  
سے ناخوش ہو رہے تھے اور یہ مقصد جماعت یورپ کے حاکم ہیں جا کر اخبارات اور  
شہ خدیو نے یورپ کی سیر میں تمام ان کی بدادیت کے جلو سے دیکھ کر اپنے تئیں خود مختار  
حکمران بنانا چاہتا تھا جسکو ترکی سے کوئی تعلق ہی نہ ہو اور اس کی بدادیت اس کے اعزاز و زینت بتاتا  
تھا۔ کئی کئی چاہتا تھا لیکن اس کا ارادہ نہ ہو سکا اور وہ سرکاری سے بے بہرہ رہا۔

بجو آمیز رسائل کے ذریعہ سے سلطنت عثمانیہ کی خرابیوں اور کمزوریوں پر بکتہ جینی کرنے لگی اور اس کی سیاست میں جس قدر عیوب پیدا ہو گئے تھے ان پر آزادی سے رائے زنی کرتی تھی گو اس پر جوش پارٹی نے بعض ایسے ارکان ملکیت پر بھی بیجا حملے کئے جنکی خلعت کا رگڑا دی مسلم تھی مثلاً فواد پاشا اور عاتق پاشا وغیرہ صاحبِ قلم خدمت وزیروں کو مطعون بنایا تاہم ان کے قلم سے بعض سچی باتیں بھی نکلیں اور جو اس قابل تھیں کہ ان پر ضرور عمل کیا جائے۔ اسی اثنا میں باندیر اور خیرخواہ ملک و ملت وزیر عاتق پاشا دنیا سے چل بسا جس نے اپنی تدابیر حسنہ سے اب تک سلطنت کو بہت کچھ سنبھال رکھا تھا تو اس کے فوت ہوتے ہی ہر طرف اسے خرابیوں کی بم پھوٹ پڑی اور غاصک اس کی جگہ پر محمود ندیم پاشا کا وزیر اعظم ہونا (۱۲۸۵ھ) اور غضب ہوا کہ جسکی ہر ایک چال اُلٹی ہوتی تھی اس نے یورپ سے بیشمار روپیہ قرض لیکر سلطنت کو مقصول زیرِ بار کر دیا۔ صوبہ سسے حاکموں نے کسی قسم کی بالا دست نگرانی نہ پائی تو وہ سخت بد اعتدالیان اور صبرِ ظلم کرنے پر آمادہ ہو گئے جس کی وجہ سے سلطان کو تیس اعلیٰ عہدہ داروں (مشیروں) سے مواخذہ کرنا حکم صادر کرنا پڑا اور ان میں حسین عوفی پاشا، بشیر وانی زادہ رشیدی پاشا اور شیر الفضل حسی پاشا وغیرہ اشخاص بھی شامل تھے اور یہ سب لوگ بلا کامل تحقیقات اور ثبوت جرم کے جلا وطن کر دیئے گئے۔ باقی عہدہ داران سلطنت پر بھی یہ کینیت مشاہدہ کر کے سخت خوف و بے اطمینانی طاری ہوئی اور اسکے بعد وزیروں کا عزل و نصب اس قدر جلد ہوئے لگا کہ پندرہ دن سے بھی کم میں بعض وزیر بدل دیئے گئے۔ اس افراطی کانی نتیجہ یہ تھا کہ ملک میں بغی کا زور ہوا اور پہلے سے ہی بڑھ کر معاملات میں پیچیدگیاں پڑ چکیں۔ آخر سلطان نے دق ہو کر محمود ندیم پاشا کو گیارہویں مہینے ہی وزیر اعظم کے منصب سے معزل کر دیا جس پر ترکی اخبارات نے بڑے لعن طعن کئے تھے۔ اور اس کے مضرت رسان اعمال پر بہت کچھ بکتہ جینی کی تھی۔ محمود ندیم کے بعد وزیروں کا تقرر اور انکی موقوفی ایک کہیں ہو گیا۔ صرف ۱۲۹۲ھ سے ۱۲۹۳ھ تک درجستہ پاشا، رشیدی پاشا، حسین عوفی پاشا اور بارونگر اسحق پاشا اتنے وزیر اعظم مقرر ہوئے اور ان کے بعد بار دوم پیر سلطان نے محمود ندیم

پاشا کو وزیر اعظم بنایا تو حکومت کے طرز عمل کی مخالف جماعت کو یہ خیال ہو گیا کہ سلطان اس وزیر کی کارروائی سے خوشنود ہے خاصکر جنرل اغناٹیف روسی سفیر سلطان کی طبیعت میں ایسا دخیل بن گیا تھا کہ سلطان ہر امر میں اسی کے مشورہ پر عمل کرتے اور روسی حکومت سے جو ترکوں کی جانی دشمن تھی دوستی رکھنے کا خواہاں بن گیا تھا روسی سفیر نے اپنی لاثانی چالاکوں سے فرانس و پروشیا کی باہمی لڑائی کے زمانہ میں سلطان سے معاہدہ پیرس کی چند شرطوں میں ترمیم بھی کر لی تھی جو اس کی حکومت کیلئے مفید تھی اور وہ ترمیمیں یہ تھیں کہ روسی حکومت بحیرہ اسود میں اپنا جنگی بیڑہ رکھ سکے گی اور وہاں جہازوں کی مرمت کیلئے جنگی گھاٹ بناسکیگی۔ چنانچہ روسی حکومت نے بحیرہ اسود میں ایک زبردست بیڑہ تیار کر لیا اور جب اس کا کارروائی میں آئے کامیابی ہو گئی تو مسئلہ مشرق کی تدبیر بندھی اور بغاوت انگریز کیٹیاں سینٹ پیٹرسبرگ اور ویانا میں قائم ہو گئیں جن کے سرگرم ممبر بوسینیا، ہرزیگوینا، جبل اسود، مانٹی نیگرو، اور بلغاریا میں تحم فساد ہونے کے لئے پہل گئے، چنانچہ ان سب مقامات میں (۱۸۷۷ء میں) بغاوت پیدا ہوئی کا زور ہو چلا جسے ترکی حکام نے اپنی مستعدی سے فرو کر لیا پھر ۱۸۷۷ء میں بلغاریا والے دوبارہ آگاہ فساد ہوئے اور انہوں نے مسلمانوں کو نہایت بے دردی کے ساتھ قتل کرتا شروع کر دیا بعض گاؤں میں تو یہ حالت ہوئی کہ باغی بلغاریوں نے ایک مسلمان ہی زندہ نہیں چھوڑا گھروں کو آگ لگا دی اور جب ترکی سپاہ مسلمانوں کی حمایت کرنے اور شریعوں کو سزا دینے کیلئے جارحانہ کارروائی کرنے لگی تو عام طور پر یورپ اور خاصکر انگلستان میں ترکوں کے خلاف بڑا بڑا زور شروع ہو گیا۔ دریدہ دہن اور مقصیب وزیر انگلستان سٹرگلیڈ اسٹون نے بھی کہو لکر سلطنت عثمانیہ اور عثمانی سلطان اور قوم کو گالیاں دیں اور یہ خیال ظاہر کیا کہ اس ظالم و سفاک گروہ کو دنیا سے محو کر دینا چاہئے۔ مگر حکم بوسینیا، ہرزیگوینا، بلغاریا، ماؤ دیگر یورپین صوبوں کی حالت نہایت نازک ہو گئی ہر طرف بغاوت کا زور تھا اور باغی خود مختارانہ حکومت کے سوا کچھ نہیں مانتے تھے سلطان نے چند رعایتیں بذریعہ فرمائے

عطا ہی کر دیں لیکن ان سے باغیوں کی جو عہد شکنی ہو گئی اور کیوں نہ ہو پاپ  
کی سلطنتوں کی حمایت نے انہیں دیر نہ دیا تھا۔ پہلے ہی انہیں ایک وحشت انگیز واقعہ  
پیش آ گیا جو یہ تھا کہ ایک نوعمر بلغاری عورت نے اسلام قبول کر لیا اور یہ وقت وہ شہر  
سلطنت میں اپنا اسلام لانا ظاہر کر کے کیلئے آئی تو چند کینے رومیوں نے اسے دارالحکومت  
کے راستے سے پکڑ کر اور اس کے محافظوں سے زبردستی چھین کر پہلے امریکہ کا نسل  
کے گھر میں جا کر چھپا دیا اور پھر اپنے ایک معزز شخص کے گھر آ گئے۔ یہ خبر مسلمانوں کو ملی  
تو وہ بھی غضبناک ہو کر تین ہزار سے زائد جوان حکومت کے سامنے جمع ہو گئے اور  
اس نو مسلم لڑکی کے رومیوں سے واپس لینے کا مطالبہ کیا اور جب انکو اس امر میں کامیابی  
نہ ہوئی تو دوسرے دن انہوں نے سقیم پاشا کی مسجد میں بڑا بھاری جلسہ کر کے ان تدابیر  
پر غور کرنا چاہا جن سے وہ لڑکی واپس لینا کے مسلمان مسجد میں جلسہ کر رہے تھے کہ  
سیو مولین فرینچ کانسل اور سیو ہنری ابوڈ جومنی کانسل وہاں آئے اور مسجد میں جانے  
لگے مسلمانوں نے انکو روکا کہ تمہارا کام یہاں آئے کیا تو یہاں پہنچے لیکن انہوں نے نہ مانا  
اور زبردستی مسجد میں گھس گئے، عام طور پر یہ پھرتی ہوئی کہ نو مسلم لڑکی جومنی کانسل کے  
گھر میں قید ہے۔ پہر ان دونوں کانسلوں نے خلاف ضابطہ مسجد میں گھس کر بہت سی ناگفتگو  
باتیں کیں، چنانچہ مسلمانوں کا جوش بھر گیا اور انہوں نے حملہ کر کے دونوں کانسلوں کو قتل  
کر دیا۔ وائی ٹاٹا، محمد راجہ پاشا نے ہنگامہ فساد کیا اور اسے اپنے نوچے قوت طلب کیا  
تھی وہ بروقت نہ آئی اس لئے جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ یاب عالی نے واقعہ کی خبر پاتے ہی  
توجہ دینی کی مشورہ ارسال کیا اور فرانس، جرمنی، ہنگویں، اٹلی، ہسپانیہ، پرتگال، برطانیہ، روس اور  
پہلے پہلے چلے گئے ساتھ ہی ان کے ساتھ روس، اٹلی، اور آسٹریا کے چنگی جہازات بھی آئے  
پہنچ گئے۔ یہ جہازات لایا کہ ولی اور اس کے دو سرے حکام جلا وطن کئے گئے اور کانسلوں  
کے قاتل سزا دی گئی، موت کے مستوجب فیصلہ دیا، اور وہ دونوں حکومتوں کے نام سے (۱۲)  
اکتوبر تواریخ اسلامی کی سرگزشتیں - اور یہی جہازات لایا کہ ایک جہاز پر ایک نو مسلم لڑکی ہالہ قادیان  
کے بعد ہی روس اور آسٹریا، نے جہاز کی خدمت میں پہنچنے پر قتل کی یادداشت پیش کر دی۔

جسراٹلی اور فرانس نے ہی دستخط کر دیئے تھے اور اسکا حاصل یہ تھا کہ باب عالی سے ۱۲ دسمبر ۱۸۳۰ء کے فرمان کو نافذ کرنے کا مطالبہ کیا اور چاہا کہ سلطان ایک وفد یورپ کی کمیشن اپنے ملک میں نفاذ اصطلاحات کی نگرانی کیلئے مقرر کریں۔ باب عالی نے اسی مطالبہ کو اپنے حقوق تکذاری کے حق میں منصر پارک مسترد کر دیا اور اب پہلے سے بھی زیادہ الجین بڑھ گئی۔ عثمانی قوم کا خیال تھا کہ محمد نذیم پاشا وزیر اعظم وہی غیر کے قابو میں ہے۔ اور وہ بیکچر جاتا ہے اس سے کہ الیقین ہے اس واسطے تمام لوگ وزیر مذکور سے سخت ناراض ہو رہے تھے۔ سلطان کی بھی یہ حالت تھی کہ اس نے روسی سفیر کو تاک کا بال بنا رکھا تھا اور اسی وجہ سے یہ افواہ اڑ گئی کہ سلطان نے روسی سفیر کے کہنے پر اپنی مخلص سپاہ کی بجائے بدگمان ہو کر تیس ہزار روسی فوج کو محل سلطانی کی حراست کے لئے بلوانا چاہا ہے تو اس اتقاد کے مختلف معنی لکائے گئے جن میں سے زیادہ اہم معنی یہ تھے کہ وزیر اعظم سلطان کو روسی سفیر کے اغوا سے فریب دیکر روسی سپاہ منگوانا چاہتا ہے تاکہ ملک و سلطنت مال مفت کی طرح روس کے ہوالہ کر دے۔ اس کے ساتھ شیخ الاسلام کو بھی روسی سفیر کا طرفدار بنادیا گیا تھا اور اس سے ہی بددیانتی میں شریک مانا گیا تھا آخر دینی مدارس کے طلبہ آبادہ شورش ہو گئے اور بہت سے ملکی مسلمان باشندے ہی انکے ساتھ ہوئے۔ یہ شورش ربیع الاول ۱۲۵۷ھ میں برپا ہوئی اور سلطان نے بھگدڑ مچانے کے خوف سے وزیر اعظم مذکور اور شیخ الاسلام حسن فہمی آتشی کو معزول کر کے انکی جگہوں پر محمد رشیدی پاشا کو صدر اعظم اور غیر آفندی کو شیخ الاسلام مقرر فرمادیا اور سرحد کی کا عہدہ عیسیٰ بن عوفی پاشا کو دیا گیا۔

## سلطان عبدالعزیز کی معزولی اور فاقات

سلطان عبدالعزیز کے معزول ہونے کے سبب میں اس قدر اختلاف برپا ہوا تھا کہ وہی واقع ہوئی ہے کہ صحیح وجہ کا قیام نہ کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ کوئی تو اسکی وجہ روسی سفیر کا سلطان پر حاوی ہونا بتاتا ہے جس سے قوم کی ناراضی بڑھ گئی تھی اور کوئی یہ لکھتا ہے کہ انجمن

پالیسی سلطان کو مدعی دوستی کا دلدادہ دیکھ کر اس اثر کی محک ہوئی، اور کسی گامیاب کو  
کہنے والوں نے اس خوف سے کہ میرا امن و امان ہو جانے کے بعد سلطان اُن پر  
اپنا غمہ اتارے اس واسطے وزیر اعظم رشیدی پاشا اور دیگر وزراء و مشائخ محنت پاشا  
حسین عونی پاشا، اور قیصریہ لی احمد پاشا وغیرہ نے شیخ الاسلام حسن فیروز افندی  
اور دیگر اہل کائنات حاکم کو اپنے ساتھ ملا کر سلطان کے معزول کر دینے کا پختہ ارادہ  
کر لیا اور یہ ساز و موافق حاصل کرنے تک بالکل غفی رکھا، انہوں نے شیخ الاسلام سے  
ایک فتویٰ بھی لکھوایا جسکی صورت یہ تھی :-

وہ اگر زید جو امیر المؤمنین ہے مخلوط الحواص اور انہو ہنگرانی سے ناواقف ہو اور  
وہ سلطنت کی آمدنی اپنی نفسانی خواہشیں پوری کرنے پر اس حد تک خرچ کرتا ہو  
جیسے ملک قوم برداشت نہ کر سکے، پھر اُس نے دینی اور دنیاوی دونوں طرح کے  
کاموں کو خرابہ دبا کر دیا ہو اس طرح کہ اب اسکا امیر المؤمنین رہنا ملک و ملت کو  
حق میں ضرر رسان ہے تو اُسے عہدہ حکومت سے معزول کر دینا صحیح ہوگا ؟

**جواب صحیح ہے۔** کتبہ حسن فیروز افندی

یہ فتویٰ لیکر اُن لوگوں نے سلطان کی محل کا دریا اور خشکی دونوں جانب سے  
محاصرہ کر لیا اعداء کا روانی یوم دوشنبہ (۶) جمادی الاولیٰ ۱۲۹۲ھ کو دن ڈوبنے  
سے پہلے ہی مکمل کر لی گئی حیرت کی بات قویہ ہے کہ فوج کو اپنے اس طرح جمع کئے جانے  
کی وجہ بالکل معلوم نہیں تھی صرف افسروں کے حسب الحکم اُس نے محل سرا کا محاصرہ  
کر لیا تھا۔ حصار مکمل ہو جانے کے بعد سرعسكر حسین عونی پاشا سلطان مراد خاں کے  
محل سے نکلتے کر گیا اُس سے ملنا چاہا۔ سلطان مراد خاں ایسے وقت نیند سے جگا کر  
باہر آئے جاتے کے باعث کچھ سہا ہوا محل سے نکلا تو سرعسكر نے اُسے تسکین و تشفی دے کر  
گٹائی میں سوار کر لیا اور ایک چھ فیر کا پیچہ اسکو دیدیا کہ اسے اپنے پاس رکھو پھر اُسے  
سرعسكر کے دروازہ پر لا کر خاص اُس مکرہ میں بٹھا دیا جو بیعت سلطنت لینے کے واسطے  
درست کر لیا گیا تھا اور وہیں شریف عبدالمطلب اور دوسرے ارکان دولت نے اُس کو

سلطان مراد خاں خامس سے بیعت کی۔ اس وقت رات کے تین بج چکے تھے۔ انکو بعد شیخ الاسلام کا فتویٰ ردیف پاشا کے پاس پہنچا دیا گیا جو محاصرہ کا ہتھم تھا اور اس نے سرے سلطانی کے داروغہ جوہر آغا کو بلا کر اسے اطلاع دی کہ قوم نے سلطان عبدالعزیز کو معزول کر دیا ہے اور میں یہ پیغام دینے پہلے آیا ہوں نیز مجھے حکم ملا ہے کہ معزول شدہ سلطان کو طوبیہ کے محل میں پہنچا دوں۔ جوہر آغا نے اپنے کلبچے ہوئے جا کر سلطان کو یہ نامبارک خبر سنائی جو سلطان نے جھٹاکر جواب دیا: "جاؤ اور اس کو کہہ دو کہ کیا میرا معزول کرنا کوئی کھیل ہے؟" ردیف پاشا نے اس کا جواب کھٹا پہنچا کہ فوجیں خشکی و تری دونوں جانب سے محل کا محاصرہ کئے ہیں اور شیخ الاسلام غوثی دیکھا ہے اگر آپ مدد مندی کے ساتھ نہیں مانتے تو بھر مانتا پڑا اور یہ ہتھم تھا اور ساتھ ہی فتویٰ بھی پہنچا دیا۔ سلطان نے دیکھا کہ واقعی فوجوں کا محاصرہ قائم ہے اور قوت ہے ہی صادر ہو چکا ہے تو اس نے بجز تسلیم کے کوئی چارہ نہ دیکھا چنانچہ اس نے مع اپنے بیٹے یوسف عز الدین اور بیگمات کے فوجی محاصرہ کے جہرٹ میں محل طوبیہ کا رخ کیا جہاں اسے غلط فہمی ہو گیا اور زبردست فوجی گارڈ اس کی حراست کے لئے متعین ہوا۔ صبح ہوئے تاکہ یہ سب کارروائی مکمل ہو چکی تھی چنانچہ قبل طلوع آفتاب تمام قلعوں اور جہازوں سے توپوں کے فیر ہونے لگے اور خدا دی شا کرنے لگا کہ سلطان مراد خاں پنجم تخت آل عثمان پر بیوس فرما ہو گئے ہیں مخلوق اپنے اپنے بستروں سے اٹھ کر محل بشکاش کی طرف بیعت کے لئے چلی مگر انکو بتایا گیا کہ سلطان محل سرکاری میں ہے سب لوگ اس تبدیلی سے شادمان و خوشحال تھے اور سلطان سے بیعت کرتے جاتے تھے تو تین گھنٹہ دن چڑھنے کے بعد سلطان اپنی شاہی گاڑی میں سوار ہو کر محل بشکاش کو گیا جہاں تین دن تک بار بار بیعت کا سلسلہ جاری رہا۔

سلطان عبدالعزیز اپنی معزولی کے بعد صرف چار دن زندہ رہا اور پھر فوت ہو گیا اس کی موت کے اسباب بھی مختلف فیہ ہیں جنہیں سب سے معتبر قول یہ ہے کہ انکو اس معزولی کے صدمہ نے پاگل بنا دیا تھا اور مدینہ منورہ سے اپنی شہر رگیں کا مگر خود کشی



کا مرتکب ہوا جو بلقی اور دوسری شہادتوں سے بھی صحیح ثابت ہوتا ہے مگر اسی کے ساتھ چند رازدان لوگوں نے اس وفات کا موجب اُن وزیروں کو قرار دیا ہے جو اس کی معزولی کے باعث ہوئے تھے اور انہیں نے آئندہ انتقام کے خوف سے دو شخصوں کو مقرر کر کے سلطان معزول کی جان بھی لی۔ اور یہی امر حسن چرکس کے حادثہ کا باعث و اجس نے ان وزیروں کو قتل کیا تھا اور اسکا تذکرہ آگے چلکر آئیگا۔

سلطان عبدالعزیز کو شہانہ ترکی و افغانیہ کے ساتھ اس کے باپ سلطان محمود کے پیلوں میں دفن کیا گیا۔ یہ سلطان نہایت تہذیب مند شخص تھا، استحکام سلطنت کا خیال کسی وقت اس کے دل سے نہیں اُترتا تھا اور اگر دولِ یورپ کی دراندازیوں اسے ہلکتے دیکھتے تو ضرور تھا کہ وہ دولتِ علیہ کی ترقی دینے میں کامیاب ہوتا، پھر بھی آسنے راستوں کی درستی، بعض دیوبالیوں کی تیاری اور فوجی قوت کی آراستگی میں کامیابی حاصل کر لی تھی۔ آخر میں اسکا بھانجنا رہی حکومت کے ساتھ دوستی رکھنے پر ایسا ہو گیا تھا کہ قوم اس سے ناراض ہو گئی حالانکہ وہ اس حکومتِ علی کو اپنے ملک کے حق میں مفید تصور کرتا تھا۔

## (۳۳) سلطان مراد خان پنجم بن سلطان عبدالحمید خان

۱۲۹۰ھ

سلطان مراد خان پنجم شری دارت کی تخت نشینی عام طور پر غشی کی موجب تھی مگر ملک کی حالت اسوقت بدستور ابتر تھی اور اخبارات میں نیابتی حکومت طلب کر رہے تھے۔ پرنس ورمضامین نکل رہے تھے جسکے انجام بد سے ڈر کر پرنس کشمر نے اخبارات کی آزادی محدود کر دی اور یہ امر قوم کی دل شکنی کا موجب ہوا۔ پھر اخبارات کی آزادی میں کمی





کرنے کے باوجود ہی دن بعد سلطان نے یہ فرمان صادر کیا کہ وزیر اعظم محمد رشیدی پاشا اور تمام دیگر وزراء اپنے عہدوں پر بحال رہیں اور کچھ ابتدائی اصول قومی مجلس شہدی قائم کرنے کے اس میں دیر فرمائے جن سے تمام محکمات سلطنت میں اصلاح اور نظام جاری کرنا مقصود تھا۔

## حسن چرکسی کا واقعہ

یہ ایک چرکس امیر کا بیٹا اور عثمانی جنگی مدرسہ کا تعلیم یافتہ تھا اس نے فوجی کپتان کے عہدہ پر ترقی کر کے بعد شہزادہ یوسف عزالدین آفندی کے ایڈیکالنگ مقرر ہونے کا شرف حاصل کر لیا تھا۔ سلطان عبدالعزیز کی وفات کے بعد سرعسكر حسن عوفی پاشا نے اسکو آستانہ علیہ سے باہر اور دور بھیج دیا تھا اس لئے اسے بغداد کی فوج میں داخل کر دیا لیکن اس نے وہاں جا کر اسے انکار کیا تو فوجی قواعد کے مطابق اسکو سزا پر قید دی گئی۔ مگر اس نے قید میں چند روز بھر تعمیل حکم کا خیال نہ کیا اور اسی کے ساتھ وہ دن آستانہ میں رہنے کی اجازت طلب کی۔ اسی اثنا میں (۱۲۳۳) جہاد الاولیٰ ۱۲۹۳ھ کو وزیرانے دولت نے ایک خاص جلسہ کرنے کی نیت سے تمام عائد اور اراکین سلطنت کو جمع کیا اور حسب فرمان سلطانی قانون اساسی (دبا یحضر) کی ترتیب اور وضع کرنے کے لکھنؤ مشورہ کرنا چاہا۔ یہ جلسہ دعوت پاشا کے گھر پر ہورہا تھا کہ حسن چرکسی بھی وہاں پہنچا اور اندر جانے کا خواہاں ہوا۔ جس کی وجہ یہ بتائی کہ اس نے چند لمحوں سے ضروری کام کے لئے ملتا ہے۔ دربار نے ایک ہی نہ مانی اور اسے روک دیا۔ پہرہ کسی خیل سے مکان میں پھانسیا اور سوئے پا کر اپنے پتھر سے حسین عوفی پاشا سرعسكر اور محمد رشید پاشا وزیر خاں جیہیر کو بھی ایک گولیاں سرکیں یہاں تک کہ وہ قتل ہو گئے اور کپتان قیسریری احمد پاشا کو خنجر سے زخمی کیا، اور یہی دو ایک آدمی اس نے مار ڈالے بہت لوگ تو بہاگ گئے تھے اور کچھ لوگوں نے جیوٹ سے کام لیا مگر اسے گرفتار کر لیا جسے سزا سے پہانسی دی گئی اور اس واقعہ نے ثابت کر دیا کہ یہ متغول وزیر

مصر سلطان عبدالعزیز کے قتل میں شریک اور سازش رکھنے والے تھے +

## سرویا اور جبل اسود کی بغاوتیں

سلطان مراد خان پنجم کی تخت نشینی کے وقت بوسینیا اور ہرزیگووینا کے علاقوں میں شورش کی آگ بھڑک رہی تھی اعلیٰ ہی میں حالت بلغاریا کے علاقہ میں بھی پائی جاتی تھی۔ باغیوں کی وہ جماعتیں جو فلبہ اور طرفہ میں مجتمع ہوئی تھیں کوہستان بلقان کی چوٹیوں پر جا کر وہاں کے پہاڑی باشندوں کو بھڑکانے اور ترکی سپاہ سے لڑنے میں مصروف تھیں ان شریروں نے مسلمان باشندوں کو سخت میدوی سے قتل کر دینا اپنا شعار بنا رکھا تھا اور ہزاروں بے گناہ مسلمان ان کے نتیجہ ظلم کے شکار بن گئے تھے دولت علیہ نے اس بغاوت کی آگ بجھانے میں نہایت اہتمام فرمایا اور سلطان نے تخت نشین ہوتے ہی ایک فرمان کے ذریعہ سے عام معافی عطا کر کے بلغاریا والوں کو سمجھایا کہ وہ خونریزی اور شرارت سے باز آجائیں اور اپنی جائز خواہشات کا مطالبہ کریں انکو مناسب رعایتیں دی جائیں گی مگر اسی کے ساتھ سیاست کا مطلع کھدو بچکر فوجوں کی فراہمی کا بھی سرعت تمام انتظام کیا گیا تھا اور صوبہ اناطولیہ کی قزاق فوجیں سرحد بلغاریا وغیرہ پر جمع کر دی گئی تھیں روسی ایجنٹوں کی کوششیں خوب رنگ لاد رہی تھیں یہاں تک کہ انکی ریشہ دوانیوں سے متاثر ہو کر سرویا اور جبل اسود کی ریاستوں نے کھلم کھلا بغاوت کر دی، بلغاریا کے یوڈ پہلے ہی سے بگڑ رہے تھے وہ کیوں پریسڈی دھتا اس نے بھی قمرڈ کا اٹھار کیا اور اس طرح ایک دم سے تمام قزاقیوں کی بغاوت کی آگ شعلہ زن ہو گئی دولت علیہ جسے سالہا سال سے دم لینے کی ہمت نہیں ملتی تھی اسوقت بھی بدستور سابق اپنی عالی ہمتی سے بغاوت فرو کرنے میں سرگرم ہوئی اور جب محض ترکی سپاہ کا کافی تعداد ہی تو مصر سے ہی کمک طلب کی گئی۔ اسامیل پاشا فوج مصر نے بہت جلد تین پیادہ پلٹیں اور دو توپخانہ کی باٹریاں فریق راستہ حسنی پاشا اسامیل کامل پاشا کی ماتحتی میں مع پانچ جنگی

جہازوں کے ارسال کیں اور اس فوج نے ماہِ حجب ۹۸۷ھ میں بمقامِ سلاطینک پہنچ کر اسکو ربیلوے پر سفر کرنے کے ذریعہ سے یکی بازار میں داخل کیا اور وہاں سے یلغار کرتی ہوئی حدودِ سرویا کی عثمانی سپاہ سے جا ملی۔ خدیو اسکا عیال پاشا نے فوجی کمک کے علاوہ بہت کچھ سامانِ جنگ اور اسلحہ بھی ارسال کئے تھے اور تین دہائی جہادِ فوجی نقل و حرکت کے لئے ہیچڈئے تھے۔ بغاوت کی آگ صوبہ رومینیا تک پھیل گئی تھی اور ترکی سپاہ باغیوں سے مصروفِ جنگ تھی۔ عثمان پاشا ترک سپہ سالار نے زانچا کے نزدیک سروین سپاہ پر فتح چل کر کے اُسے فاش ہزیمت دی۔ سلیمان پاشا اور حافظ پاشا نے شہر کوئی اور بلانقہ کی سمتوں سے آگے بڑھ کر باہم ملنے کے بعد سرویا والوں پر حملہ کر کے انکو اس طرح پکپا کیا کہ وہ اپنے سرحدی قلعوں سے نکل کر اندرونِ ملک کے قلعوں میں پناہ گزین ہوئے۔ سر عسکیر الکتریم نادر پاشا نے بائیں احمد ایوب پاشا مقامِ نیش سے ایک فوجی فرقہ ارسال کیا تھا اس نے سرویا والوں کو درہ مرا آڈہ میں سخت شکست دی اور انکی تمام توپیں چھین لیں اور پھر اس نے سلیمان پاشا کے ساتھ ملکر درہ پانڈیرو میں بھی سروین فوجوں کو ہزیمت دی۔ علی صاحب پاشا نے مشہر الکتناج کی طرف بڑھ کر سرویا والوں کو آگے قریب ہی ایک میدان میں نیپا دکھایا اور اس کے بعد احمد ایوب پاشا کی سپاہ کے آجانے پر اُس نے شہر مذکور کا محاصرہ بھی کر لیا مگر اُسپر جلد قبضہ نہ ہو سکا۔ اسی اثنا میں محمد علی پاشا مصری افواج کے ساتھ بھی آڈہ کی سمت میں برابر فتوحات چل کر رہا تھا اور اس نے یا دور کے قلعوں پر تسلط کر لیا تھا۔ غرض کہ ترکوں کی اس طرح متواتر فتوحات نے سرویا کے باغیوں کی امیدیں توڑ دیں اور وہ مایوس ہو کر صرف مدافعت کرنے لگے۔ دوسری جانب جبلِ اسود کے باغیوں پر احمد محمدی پاشا کی سپاہ نے قوچ، اور سلاطین ایزلا تاجہ کے اطراف میں فتح پائی تھی، سلیم پاشا کی فوج اُسپر مقاماتِ نوآسین اور غافقہ کے مابین غالب آئی تھی، اور احمد مختار پاشا نے زبردست فوجی جماعت کے ساتھ نوآسین کی سمت ہانے جبلِ اسود کے باغیوں پر حملہ کرنے کے بعد حجب آئیں بالکل تتر بتر کر دیا تو وہاں کے تمام مستحکم مقامات

پر قبضہ کر لیا جو طبعی طور سے ہی بہت مضبوط و محفوظ مورچے تھے۔ پھر خمار پاشا کی فوجیں آگے  
 بڑھ کر مقام یکاک میں پہنچ گئیں مگر عثمان پاشا اور سلیم پاشا نے جو قوت جبل اسود کے  
 علاقہ میں پیش قدمی آغاز کی تو پہاڑی لوگوں نے ناگہانی طور پر ایک گھاٹی کے اندر  
 انکو گھیر لیا اور سخت نقصان کے ساتھ ترکوں نے شکست اٹھائی۔ سلیم پاشا مقتول ہو گیا  
 اور عثمان پاشا دشمنوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا جسکے ساتھ باغیوں نے ایام اسیری میں  
 اچھا سلوک کیا۔ اس فتح سے پہاڑی لوگوں کے حوصلے بڑھ گئے تھے اور وہ اسی زعم میں  
 احمد خمار پاشا پر بھی حملہ آور ہوئے لیکن اس مرتبہ انکو پہلے در پہلے کئی میدانوں میں شکست  
 اٹھان پڑی۔ خمار پاشا نے باغیوں کا جہتا بڑھتے دیکھا تو بوسنیہ سے مزید کمک تیرہ  
 کمپنیوں کی منگ کر فروج، فخور اور ٹربین اسکے اطراف میں باغیوں کی قوت کو براگندہ اور  
 نابود کرنا شروع کر دیا۔ اسی عرصہ میں سلطنت نے ایک تازہ فوج قسطنطنیہ اور ملک شام  
 سے دیہاتی رستہ سے روانہ کی جسے بندر گاہ باریں اترنے کا ارادہ کیا مگر چونکہ یہ مقام  
 بڑا دشوار گزار تھا اور پہاڑی لوگ ببقاعدگی سے جنگ کرتے تھے اس واسطے یہ فوج جو باحتی  
 نمود پاشا آئی تھی شکست اٹھا کر اسقودرہ کی جانب پسپا ہو گئی۔ روسی حکومت سر دیا اور  
 جبل اسود کے باغیوں کو بکثرت سامان جنگ اور والیوں کے ارسال سے مدد دیتی تھی  
 تھی اور یورپ کی مختلف کیمپیاں باغیوں کی حمایت کے لئے نہایت پُر زور کوششیں کر رہی  
 تھیں مگر ان سب دقتوں کے باوجود ترکوں نے باغیوں کی سرکوبی میں جیسی ہمت اور دیر  
 سے کام لیا اُسے دیکھ کر روس کے دھوکہ مندے ہو گئے اور وہ سخت کھسیا نا ہو گیا۔

## سلطان مراد کی علالت اور معزولی

سلطان عبدالعزیز کو معزولی کرنے کی قوت جب حسن عونی پاشا سرعمر آدھی رات  
 کو سلطان مراد کے بیٹے کیلئے گیا تو سلطان مذکور اپنی نیند سے یکایک جگا کر بلائے جانے  
 سے بہت خائف ہوا تھا اور گو اسوقت اسکی تسکین خاطر کر دی گئی لیکن دلی کمزوری کے  
 باعث اس کی طبیعت ٹھکانے نہیں ہوئی تھی پہر بعد میں متعدد حوادث کے پیش آنے اور

ملک کی بد امنی کے ترددات نے اُسے آدھ بی دل شکستہ اور مضطرب بنا دیا یہاں تک کہ جو وقت حسن چرکس کے حادثہ کی اطلاع سلطان کو ہوئی تو وہ کھانا کھا رہا تھا اور یکایک متلی ہونے سے قے کر کے بیہوش ہو گیا۔ علاج معالجہ سب کچھ ہوا لیکن طبیعت رو بہ راد ہونے کی جگہ خراب ہوتی گئی و سواس کا زور بڑا اور بالیخولیا کے آثار پیدا ہو چکے۔ اعظم رشدی پاشا سلطان کی علالت کو بہت کچھ چھپاتا رہا اور بڑی مستعدی سے ملکی و مالی انتظامات میں بہت تن مصروف رہا لیکن دو مہینہ تک سلطان کا نہ آنا اور دول یورپ کے سفیروں سے ملکر انکے سرکاری کاغذات کا اظہار آخر لوگوں میں جنگا فی پھیلنے کا موجب ہوا اور ادھر سلطان کی حالت دہننے کے خراب ہی ہوتی گئی تو وزیروں نے پریشان ہو کر آخر شہزادہ عبدالحمید آفندی سے تخت نشینی منظور کر سنے اور کارروائی کے لئے درخواست کی مگر انہوں نے تامل کا اظہار فرمایا اور جلد بازی سے روکا تاہم دوستانہ تعلقات رکھنے والی حکومتوں کے سفیر اور اعیان ملک نے سلطان کے تخت نشین کئے جانے پر زور دے رہے تھے اس واسطے ایک کمیٹی نامی نامی ڈاکٹروں کی سلطان مراد کی تشخیص مرض کے لئے قائم کی گئی اور اس نے اپنے تجربات و تحقیقات کے بعد یہ فیصلہ کر دیا کہ سلطان مراد خاں غامس لا علاج مرض میں مبتلا ہے جسکی شفایابی ممکن نہیں۔ چونکہ سلطنت کی ضرورتیں لائق فرمانروا کی محتاج تھیں اور بہت جلد اسکا انتقال کرنا لازم تھا اس واسطے یوم چار شنبہ دہم شعبان ۱۲۹۷ھ کو تمام وزیروں اور ارکان مملکت نے جلسہ کر کے سلطان مراد خاں کے بہائی اور بہنہ رہے موجودہ سلطان عبدالحمید خان ملک سے بیعت سلطنت کرنیکا فیصلہ کر لیا اور سلطان مراد کی والدہ کو اطلاع دی کہ ہم لوگ باغوس آپ کے فرزند ارجمند کو عہدہ سلطنت سے الگ کر رہے ہیں اور میں والدہ سلطان نے صدر اعظم کو اس تقریر کی تحریری منظوری دیدی تو انہوں نے مستحسن الاسلام حسن خیر آمد آفندی سے فتویٰ لیکر جدید سلطان سے بیعت کا سامان کر لیا۔



# (۳۴) سلطان ابن السلطان سلطان الغازی عبد الحمید خان دام اللہ ملکہ موجودہ خلیفۃ المسلمین

۱۱ شعبان ۱۲۹۳ھ مطابق ۳۱ اگست ۱۸۷۶ء کو تخت آل عثمان پر جلوہ افروز ہوئے اور تمام وزیر و امیر، علماء اور مشائخ، سرداران افواج بڑی و بھری، اعیان مملکت، وغیرہ نے محل طہ بقیہ میں حاضر ہو کر ان سے بیعت خلافت کی پھرائی۔ محل لشکریہ میں تشریف لاکر دربار عام کیا اور مختلف فرقہ ہائے رعایا اور دول یورپ کی مبارکباد قبول کی۔ تمام بڑی اور بھری قلعوں اور جنگی جہازوں نے سلامی کی توپیں بنجوتہ کرکیں۔ تین دن تک شہر قسطنطنیہ کو مسرت جلوس کے جشن میں آئینہ بند کیا گیا۔ اور عام و خاص سب نے انظار سرور کیا۔ دول عظام اور محکوم موبوں کو تار و روانہ کئے گئے۔ اظہار ہوئے۔ شعبان یوم پنجشنبہ کو سلطان عبد الحمید خان دوم دام ملکہ نے دوہوم دام کے ساتھ مسجد سیدنا ابوالوہاب انصاری رضی اللہ عنہ میں شمشیر عثمانی زیبہ کمر فرمائی اور وہاں سے جلوس کے ساتھ قصر سلطانی کو مراجعت فرمانے کے بعد عمان حکومت قابو میں لی۔ اس جوان بہت اور بلند اقبال سلطان کی قابلیتوں کا جو ہر پہلو ہی دن سے آشکار ہو چلا اور انہوں نے رشدی پاشا وزیر عظم کو مع دیگر وزراء کے انکی عہدوں پر بحال رکھا۔ ۲۱ شعبان ۱۲۹۳ھ کو ایک فرمان صادر کیا جس میں اپنی اُس مبارک رعیت کا اظہار کیا جو جلالت تاب کو ام مملکت کی درستی کی جانب طبعی طور پر تھی۔

## رومیوں کی لڑائیاں

مولانا سلطان المعظم کی تخت نشینی کے وقت سلطنت عثمانیہ سخت الجھنوں میں مبتلا تھی





رومیتیا کی تمام سمتوں میں بغاوتوں کا زور بڑھتا جاتا تھا اور ضرورت تھی کہ جلد ان غزابیوں کا  
 افسدہ ادا کیا جائے چنانچہ جلد کتاب سلطان العظم نے جلد تر سرویا، بوسینیا، ہرزگوینا، اور  
 جبل اسود کی سرحدوں پر فوجیں فراہم کر لیا حکم صادر فرمایا۔ اور محکمہ وزارت جنگ نے تمام  
 صوبجات سے روہن فوجیں طلب کر کے آنکھ بھونکی مسلح بنا کر فوراً موہچوں پر ارسال کرنا  
 شروع کیا، سپہ سالاران فوج کو ہمت و ہوشیاری سے کام لینے کی تاکید دیتے تھے  
 کی گئیں، اور عثمانی فوجوں نے پے درپے فتوحات حاصل کر کے باغیوں کے ہوش پر گزندہ  
 کر دیئے۔ سردار عبدالکیم نادیر پاشا نے کستانج پر شدت سے محاصرہ قائم کر کے چند  
 روز بعد سرویا والوں کی جمعیت کو توڑ دیا اور انکے سپہ سالار جنرل چرنائیف روسی  
 کو جو اپنی حکومت کے اشارہ سے سرویا والوں کی سپہ سالاری کر رہا تھا ایسی شکست  
 فاش دی کہ وہ تمام سامان چھوڑ کر بدحواس بہانہ نکلا۔ دوسری طرف احمد ایوب پاشا اور  
 سلیمان خیری پاشا کی سپاہ نے لاشانین کی ماتحت سروین فوج کو ہزیمت دے کر نیشو  
 کو فتح کر لیا۔ اور ان معرکوں کے بعد بعدی پاشا سرعہ کر کے تمام سپاہ کو اکجا کر کے  
 بلگرڈ پر حملہ کر دیا جہاں باقی ماندہ سروین فوجوں نے ہزیمت پائی اور پرنس میلان حاکم  
 سرویا انجام بد کے خوف سے دول یورپ کے کانسلوں سے صلح کی تحریک کرائے کا  
 خواہاں ہوا چنانچہ اس بنا پر دول یورپ نے دخل و مداخلت بکرتباہی کے قریب  
 پہنچے ہوئے باغیوں کو جہلت جنگ دلائے کی کوشش آغاز کر دی جو ایک مہینے تک  
 وسیع ہو سکتی تھی سرسری آلیوٹ انکلسن سفیر آستانہ نے یادداشت بالبعالی  
 میں پیش کی اور دیگر سفراء نے دول نے اس کی تائید کی مگر باب عالی نے انکی یہاں کانہ  
 تحریروں پر اعتراض کر کے اسے ماننے میں تامل کیا جسکے بعد سفراء دول نے شرائط  
 صلح ہی پیش کر دیئے اور (۴۸) گھنٹوں کے عرصہ میں ان سکے مان لینے کی دہکی دی  
 باب عالی کا خیال تھا کہ دول یورپ سرویا اور جبل اسود کے امیروں کو یہی جنگ و قوف  
 کر دینے کی تاکید کر چکی لیکن ایماندار عیسائی حکومتوں کو اسکی کب پروا تھی چنانچہ بہت کچھ نہ  
 وہیام ہونے کے بعد باغی امیروں نے سکون اختیار کیا، اس مداخلت میں روسی حکومت

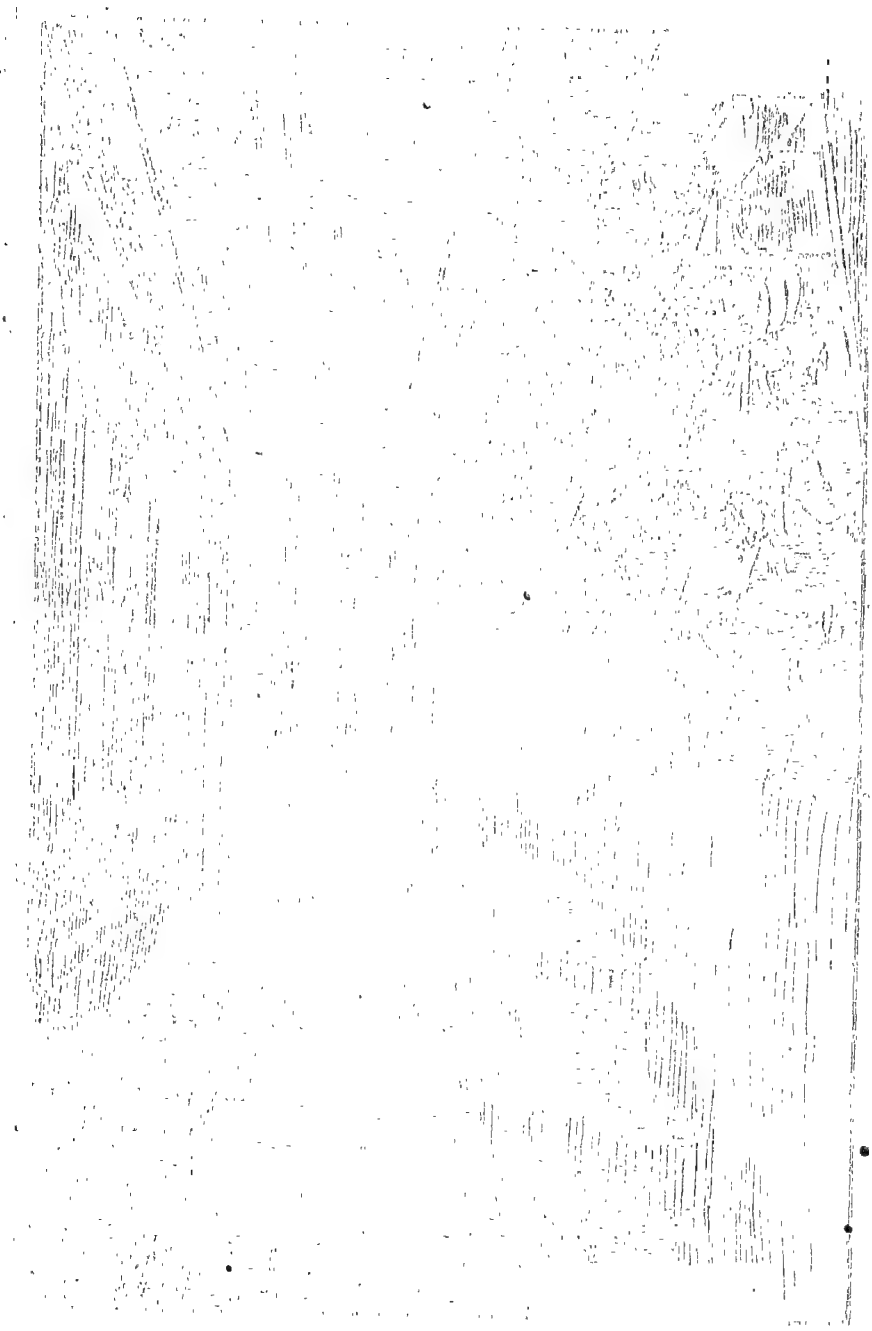
ماریتی بہت زوروں پر تھی وہ باغیوں کی سرپرستی کا شہیکہ نے چکی تھی انامہ دیہام کا سلسلہ بڑھتا گیا اور دول یورپ نے باب عالی کو اس کے جائز حقوق سے ہر طرح روم رکھنے پر کمر باندھ لی۔ اسی اشار میں رستم پاشا نے ضعیف پیری کے باعث وزارت کے عہدہ سے سبکدوش ہونا چاہا اور اس کی جگہ ۲۳ دئیچر مستشرقین کی طرف پاشا وزیر اعظم مقرر ہوا جس نے ہلات جنگ کی میعاد کا تقاریر کیا۔ سردی کی طرف سے "سیو" کرشنگ "اور" میو میکس "دوسفر صلح ارسال کئے گئے جنہوں نے معنوت پاشا تک وزیر خارجہ سے گفتگو کر فی شریع کر دی۔ بہت کچھ دعوہ قدس کے بعد اخیر میں یہ فیصلہ ہوا کہ ہر ایک چیز اپنی اگلی حالت پر باقی رکھی جائے۔ مگر چل آسود کا معاملہ ہندو کچھ بھی طے نہیں ہوا تھا اس لئے دولت علیہ نے جنگی کارروائیوں کا ختم کر دینا مناسب نہ سمجھا بلکہ چل مذکور کے دعوہ پر جھگڑا موریہ قائم ہے ہاں کی فوجوں کے نام ہر وقت تیار رہنے کے تاکیدی احکام ارسال کئے گئے تاکہ باغیوں کے سر اٹھاتے ہی انکو فوراً پکڑنے کے لئے آمادہ رہیں۔

## قانون اساسی اور مجلس شوریٰ

جلالت تاب سلطان عبدالعزیز خان غلام احمد ملکہ کا ولی منشا تخت نشینی کے اقل دن سے پہلے تھا کہ وہ ترکی فکروں میں ایسی آئینی حکومت قائم فرمائیں جو اس ملک کے مناسب حال ہو اور عثمانی قوم کے جائز حقوق کی نگرانی کے ساتھ ہی ہر ایک ماتحت قوم و ملت کے رفاہ و فلاح اور ملک کی خوشحالی و ترقی کا ذریعہ بنو اور یہ آپس کی قوتوں میں بند ہو کر اس کی جگہ ملکی اتفاق و اتحاد کے ساتھ تمام رعایا سلطنت کے استحکام و انتظام کی سعی میں سرگرم رہے۔ اسی واسطے انہوں نے وزیروں کی اس تجویز کی تیار جو ۵۔ شوال ۱۲۹۷ھ کو قرار پائی تھی ایک فرمان صادر فرمایا جس میں ایک عام مجلس شوریٰ کی ترتیب کا حکم دیا گیا تھا اور اس کی دقتیں تھیں اول مجلس سبعونان جس میں عام طبقہ رعایا کے دکلاوہ ہر ایک صوبہ اور شہر کی طرف سے شریک ہو سکتے تھے اور دوسری مجلس اعیان

جس کے ممبروں کا تقرر خود سلطنت کی طرف سے ہونا قرار پایا تھا۔ مدحت پاشا کے مدد  
اعظم مقرر ہونے کے چوتھ ہی دن سلطان نے اس کے نام ایک فرمان صادر کیا جسکے  
ہی ۱۱۹۵ء دفعات کا قانون اساسی بھی شامل تھا اور اس کے مطابق تمام قلعہ و عثمانیہ  
میں جلد رکے جانے کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ قانون دسمبر ۱۲۹۳ھ کو قسطنطنیہ میں  
ایک عام جلسہ کے اندر پڑھ کر سنایا گیا اور اس غرضی میں تمام قلعوں سے توپیں سرہوشیں  
پہر اسی تاریخ سے اس قانون پر عملدرآمد ہی آغاز کر دیا گیا۔ مگر یہ بات ہی قابل غور ہے  
کہ اس قانون کا نفاذ ایسے وقت میں ہوا تھا جبکہ سلطنت عثمانیہ کی اندرونی اور بیرونی  
دونوں حالتیں روس اور دیگر دول یورپ کی مداخلت، بجا کے باعث سخت ابتر ہو چکی  
تھیں اور اسپر اس قانون نے یہ طرہ لگا دیا کہ روسی حکومت ایسی عظیم الشان ملکی اصلاح  
کو شادینے میں نہایت زور کے ساتھ کوششیں کرنے لگی یہاں تک کہ اس نے  
امجد مدحت پاشا کو وزارت سے معزول اور جلا وطن کر دیا جو اس قانون کی مدد و  
رواں تھا کیونکہ اسپر با دیگر سلطان مراد کے تخت نشین کر دینا خیال رکھنے کا لازم  
لگایا گیا تھا۔ اور دوسرا زبردست لازم یہ لگایا گیا کہ وہ دینی اور دنیوی دونوں حکومتوں کو  
الگ الگ کرنا چاہتا ہے جس کے یہ معنی تھے کہ جلا کتاب سلطان صرف فرمانروا کے  
ٹکی رہ جائیں نہ یہ کہ عام دنیا سے اسلام کے مقدس اور روحانی حاکم۔ اور اس طرح اس  
نے اسلامی شوکت کو کمزور اور دول یورپ کی پالیسی کو طاقتور بنا دینے کی فکر کی تھی۔  
مدحت پاشا کے بعد اوقم پاشا وزیر اعظم مقرر ہوا۔ بعض اُن لوگوں نے جو سیاسی امور  
کے دہر میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ سلطان اعظم کے لئے ایسی نازک حالت میں مدحت  
پاشا کا معزول کر دینا مناسب نہ تھا کیونکہ اگر وہ اپنے منصب پر برقرار رہتا تو ممکن تھا  
کہ عدولت علیہ کے اس پروگرام کا نفاذ کو نا منظرہ کر دینے کے بعد جو اُن دنوں خرد  
دول نے استلزام میں قائم کرنے کی نیت سے پیش کیا تھا اور جسکی بیاں آگے چلکر  
دیکھا۔ مدحت پاشا کو اُن شکلوں کے حل کر دینا کوئی طریقہ لمبا تا جو زیادہ تر اسی کی سبب سے  
پیدا ہو گئی تھیں۔ بہر حال اس واقعہ کے بعد چوتھی تاریخ الاولیٰ کو قسطنطنیہ میں

مجلس معوثان کا اجلاس ہوا جسے سلطان المعظم خلد اللہ ملک نے اپنے مہتموں اقتدار  
 فرمایا اور اس جلسہ میں سلطان کی شاہی تقریر پڑھ کر سنائی گئی۔ زبان بد اس کے مقصد  
 اور پے در پے جلسے ہوتے رہے جن میں ہر ایک مسئلہ پر گفتگو کی جاتی تھی، بہت سے ملکی  
 اور غیر ملکی اخبارات نے مجلس معوثان کے مہتموں اور اس کے اعمال کی تعریف و توصیف  
 اور لکھا کہ اگر یہی روش رہی تو عثمانی قوم کی ترقی اور اس کے شاندار مستقبل کا انتظام  
 بہت جلد ختم ہو جائیگا اور عنقریب مملکت عثمانیہ ہر حیثیت سے جنت ارضی ہو جائیگا شرف  
 حاصل کر لے گی لیکن افسوس ہے کہ بعض مہتموں نے اس لیے اس پر بحث چھیڑ دی جو موقع اور  
 وقت کے لحاظ سے بالکل نظر انداز کر دینے کے قابل تھے اور نیز چونکہ دول یورپ کو  
 عثمانی قلمرو کی مختلف المشرک عایا کا اتحاد و اختلاص ایک آنکھ نہیں بہاتا تھا اس لئے  
 وہ ترکی پارلیمنٹ کو ہرگز پسند نہ کر سکیں اور اس پارلیمنٹ کے قائم ہونے ہی اپنی منفرت  
 رساں ریشہ دانیوں سے کام لینے لگیں۔ اور جب دولت علیہ کو یہ خوف پیدا ہوا کہ  
 اس کی پارلیمنٹ کے بعض مہتموں پر غیر ملکی ریشہ دانیوں کا اثر ہو جائیگا تو پھر انتظام مملکت  
 میں سخت رخنہ پڑنے کا اندیشہ یقینی ہے اور اس وقت یہ مجلس بھلے مفید ہونے کے  
 آٹھ گلے کا کار اور وبال جان ہو گئی لہذا ۱۰۱۔ صفر ۱۲۹۵ھ کو سلطان نے با اتفاق وزراء  
 مملکت اس مجلس کو غیر محدود میعاد تک ملتوی فرمادیا۔ اور اس میں شک نہیں کہ بہت سے  
 وہ لائق اور تجربہ کار دانشمندان قوم جنہیں عثمانی حکومت کی حالتوں کا تجزیہ اور اسکے  
 زیر سایہ رہنے والے فرقوں کے حالات کا علم ہے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ فی الواقع اس  
 زمانہ میں سلطنت عثمانیہ اپنی قوم کو ایسی مجلس شوری نہیں عطا کر سکتی تھی جس کے متوجہ اسباب  
 ہیں اور ان اسباب میں سب سے بڑا کہ ہم سبب یہ ہے کہ اس مملکت کی رعایا ہم جنس  
 اور ہم مشرب نہیں اور تمام غیر مسلم فرقے کسی نہ کسی یورپین حکومت کی سرپرستی اور حمایت  
 میں رہنے کیلئے اس کی منفرت رساں غرضوں کو پوری کرنے کو درپے رہتی ہیں اور  
 یہ ایسی سخت مصیبت ہے جس کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔ دوسرے یہ کہ ترکوں کی قوم  
 میں ابھی استعداد علم کی اشاعت نہیں ہوئی جس سے وہ اپنی ملکی مصالحت کو بخوبی سمجھ کر اسے







اختیار کے انہوں سے بچانے کی سعی کرے۔ تیسری بات دول یورپ کی وہ اندرونی دراندازیاں تھیں اور میں جنکے ذریعہ سے وہ عثمانی اجتماعی قوت کو توڑ کر اپنی مرادیں حاصل کرنا چاہتی ہیں اور ان بدبین حکومتوں میں سب سے سخت ملنے ترقی دولت عثمانیہ روسی حکومت ہے جو طاقتور پڑوسی ہونے کے ساتھ ہی اُس کی قریبی دشمن اور خود مختار مطلق العنان حکومت بھی ہے۔ اور یہ خیالات اس قدر صحیح تھے کہ بہت سے منصف مزاج اور بے لاگ فضلاء سے یورپ نے بھی انبر صا د کیا ہے اور ہر ایک بے غرض اور روشن خیال شخص آج بھی انکی تصدیق کرتا ہے چنانچہ دولت علیہ نے اس مجلس کے زبان دراز ممبروں کو جنہوں نے ہوا کا نرخ دیکھ کر کام کرنے کی پالیسی پیش نظر رکھی تھی اور اس بات کا خیال نہ کر کے قوی اور توانا دشمن روس آلات جنگ، اسلحہ، ہوائی اڈے، وافر پرستادہ ہے ان اپنا پائپ لائنوں پر دور دینا شروع کیا تھا گرفتار کر کے انہیں جلا وطن کر دیا۔

پیر و گرام کا نفرنس اور پیر و تو قول کی نامنظوری اور

## روس سے لڑائی ہونے کی حالات

یہ بات پہلے بیان ہو چکی ہے کہ دول ید پ نے با اتفاق باہمی پولیسٹن طور پر دولت علیہ کو وبا کے اُس سے سرویا، اور مانٹی نیگرو کے باغی امیروں کو جنگ کی جہت ولادی تھی اور یہ تہمت اس طرح دلائی گئی کہ کہیں تو سلطنت عثمانیہ کو دل آزار نصیحتوں کے ذریعہ سے اوہر مائل کیا جاتا اور گاہے اُس کو جنگ کی دھمکی دی جاتی بہر حال جب دولت علیہ نے التوائے جنگ کو مان لیا اور بذریعہ تار سرویا، اور مانٹی نیگرو کے امیروں سے اُس طریقہ کی بابت دریافت کیا جب ہر ایک صلیح کی قرارداد ہوگی تو پرنس میلان امیر سرویا نے بذریعہ تار اسٹامبولا جنگ کے طریقہ پر صلیح کرنا قبول کیا یعنی اپنے امتیازات کی سابقہ حالت بحال رکھنے کی خواہش کی اور اپنی

طرف سے دو سفیر صلح ہی روانہ کر دئے مگر پرنس نکلس امیر انٹرنیٹل نیگرو کا جواب پانچ دن کے بعد آیا جو غالباً اس عرصہ میں اپنی حامی دول یورپ سے مشورہ کر رہا تھا۔ پھر اس نے جواب ہی دیا تو یہ کہ جن دول یورپ کے قائم مقاموں نے مہلت جنگ میں مداخلت کی ہے انہیں سے صلح کا قاعدہ ہی مقرر کرنا چاہئے اور اسی بات پر فیصلہ ہو گیا۔ مگر ہنوز اسکو چند روز ہی نہیں گزرے تھے کہ روسی حکومت نے میدان اختلاف میں آکر کر بلغاریا اور بوسینیا کے مسئلوں پر غور کرنے کے واسطے ایک کانفرنس قائم کئے بائیکا مطالبہ کیا اور اب انجمن پہلے سے ہی زیادہ بڑھ گئی۔ دولت علیہ نے صلح کی جانب رجحان ظاہر کیا تو دول یورپ نے روسی مطالبات کی منظوری پر زور دینا شروع کیا اور اسے مستعار علیہ میں ایک کانفرنس کی گئی جس میں تمام دول یورپ کے سفیر شریک تھے اور سلطنت عثمانیہ کی جانب سے اوہم پاشا اپنے سفیر فرانس اور سفوت پاشا وزیر خارجہ کو اس کے ممبر مقرر کیا اس کانفرنس نے بہت سے بیزار جلسے کرنے کے بعد صوبجات بوسینیا، ہرزیگوینا، اور بلغاریا، میں جن ملاحوں کا دخل کرنا منقطع ہوا انکو نفاذ کا طریقہ قرار دیا کہ دول یورپ کی زیر نگرانی ملاحوں کا رواج دیا جائے۔ اور یہ قرارداد باب عالی میں پیش کیا حالانکہ انہوں نے اس قرارداد کو روسی سفارتخانہ میں با اتفاق باہمی گھڑ لیا تھا اور دولت عثمانیہ کے دونوں قائم مقاموں کو اس جلسہ میں شرکت کا موقع ہی نہیں دیا تھا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انکی روسی حکومت کے ساتھ ملی جھگڑت تھی اور وہ دولت عثمانیہ کو ضرر پہنچانے کیلئے متفق ہو کر کارروائی کرتے تھے۔ اور ہر تو مصالحانہ طریقہ سے معاملات کا تصفیہ کرنا مطلوب ہونا ظاہر کیا گیا اور دوسری جانب روسی فوجیں ڈلانی لاکھ کی تعداد میں والیشیا، اور مالڈوینا کی سرحدوں پر جمع ہو گئیں اور ایک لاکھ پچاس ہزار سپاہ اناطولیا کی سرحد پر آگئی۔ روسی قلمرو میں غامض اور غامض دار السلطنت سے یورپ میں مخالفانہ خیالات کا جوش ترکی کے مقابلہ میں ظاہر کیا جائے گا، اسٹریانے کہا کہ اگر روسی سپاہ دریائے ڈینیوب کو عبور کر گئی تو میں اپنی فوجیں بوسینیا کی محافظت پر متعین کر دوں گا اور یونان نے یہ خیال ظاہر کیا کہ

روسی حکومت سلطنت عثمانیہ سے لڑی تو میں ترکی قلمرو کے رومی باشندوں کی  
ملزرداری کر ڈنگا۔ غرضیکہ دولت علیہ ان چپقلشوں میں پہنچ گئی کہ وہ لڑائی کرنے پر  
تیار ہو تو اکیلی تین یورپین قوموں سے لڑنا پڑتا ہے اور صلح کرے تو عزت اور بات  
جانے کے علاوہ سارا مفتوحہ ملک ہاتھ سے نکلا جاتا ہے۔ آخر سلطان نے وزیر جنگ کو  
حکم دیا کہ بہت جلد روسیہ اور اناطولیا کی سرحدوں پر فوجیں جمع کر دی جائیں۔ اناطولیا  
کی فوجوں پر مشیر غازی احمد مختار پاشا کو سپہ سالار اعظم مقرر کیا اور روسیہ کی  
فوجوں کی عام سپہ سالاری مشیر عبدالکفریم نادر پاشا کو تفویض کی گئی۔ اور مشیر درویش  
پاشا باطوم کی فوج کا کمان افسر رکھا گیا۔ عثمان پاشا ان دنوں بوڈین کی فوج کے  
کمان افسر تھے، سلطان کو مناسب معلوم ہوا کہ وہ اساسی قانون کے لحاظ سے قوم کو  
بھی اس سقیم حالت پر غور کرنے اور اس کے متعلق رائے حاصل کرنی میں شریک بنائیں  
چنانچہ دوسرے قریب محض دو بحال ذبیروں، سپہ سالاروں، اور عہدہ داروں  
اور علماء و شائخ اور عہدہ ملک کی ایک مجلس منعقد کر کے انکو کانفرنس میں بلوایا گیا  
قرارداد دستاویز گئی جسے انہوں نے با اتفاق رائے منظور کر لیا۔ اس کی مطابق وہی کیونکہ  
جس قدر اصلاحی مطالبات کئے گئے تھے وہ سب اس کی قطعاً نفاذ کیے جائیں گے، اور ان  
نے اساسی قانون کے روسے اپنی عیسائی رعایا کو عطا کر دیئے تھے اور اس بار قرارداد  
کا نفاذ لینا گویا اپنے داخلی معاملات میں غیروں کی بجا آمد اخلاص کو منظور کرنا ہے۔ اس  
کانفرنس کے قرارداد میں چوبیس طلب کی گئی تھیں انکا معلوم کرنا یہ ضروری ہے کہ وہ  
یہ ہیں:-

(۱) مالی آؤنچیک کا علاقہ سرحد یا ان کے سرحد کے قریب کے علاقوں کے لئے

بحال کیا جائے۔

(۲) اسپینیا کی اسلامی سرحدوں کے قریب کے علاقوں کے لئے

الاک میں اقامت کئے جائیں۔

(۳) بوستینیا اور ہرزگوینا کو خود اپنی تعلیم کا انتظام کرنا اور باب عالی پر

ایک عیسائی حاکم مقرر کرے جس کا تعین پانچ سال کے لئے ہوا کریگا +

(۴) بلغاریا کو بھی نیم خود مختار حکومت بنا دیا جائے +

(۵) ان تمام ملکوں کے لئے ایک ملکی پولیس بنائی جائے جو نگرانی قیام امن کی خدمت ادا کرے۔ اور یہاں کی سرکاری زبان سلاوی زبان ہو جو بیشتر باشندہ یعنی مادری زبان ہے۔ اور ان ملکوں کی نصف آمدنی انکی اندرونی اصلاح کے لئے خاص کر دی جائے +

(۶) قلمیہ اور بالائی مقدونیا کے علاقوں میں جو ترکوں والا ملک سے قریب ہیں گونگی نکلیا، قاضیوں (جہوں)، اور پولیس کے عہدہ داروں کے انتخاب کرنے کا حق رکھایا کو دیا جائے تاکہ وہ آزادی کے ساتھ اپنی سرغنائوں کو منسکے +

(۷) اس ملک میں کچھ زمانہ تک بحکم کی ایک فوجی قوت رکھی جائے جس کے معارف دولت علیہ ادا کرے +

ان عجیب و غریب مطالبات نے ترکوں میں عام جوش اور بغیث پیدا کر دی جسکی وجہ سے انہوں نے با اتفاق رائے ان باتوں کی نامنظوری پر زور دیا جو نہ صرف انکو اپنی فتوحات کے نفع اٹھانی سے روکتی تھیں بلکہ انکو علاوہ انہیں اٹے مغلوب اور زیر دست لوگوں کی طرح دبا کر ایسی باتیں منواتی تھیں۔ جن سے انکا تمام موروثی ملک ہاتھوں سے بھلا جاتا تھا۔ یہ یونانی حکومت نے دیکھا کہ دولِ یورپ کی ان مطالبات سے سلاوی قوم کو بہت پہلے اقتدار حاصل ہونے والا ہے وہ بھی دولت عثمانیہ کے ساتھ شریک ہو گئی اور اگر بعد میں ان مطالبات کی ترسیم بھی کی گئی لیکن دولت عثمانیہ نے ان کو کسی طرح ماننے سے ہی انکار ہی کیا +

عثمانی قوم اور حکومت نے دولِ یورپ کی ضرورت کو دکر دیا تو تمام یورپین حکومتوں کو سفیروں نے آستانہ علیہ سے اپنا سفیر ادا کرنا بند کر دیا اور حکومت عثمانیہ کے ساتھ رابطہ دوستی قطع کر کے چلتے بنے۔ اس کے بعد پرنس کا آچیکوف نے ۳۱ جنوری ۱۸۷۷ء کو دربارِ یورپ کے رولڈ سفیروں سے نام الیکٹ گشتی یا درخواستِ مدد کی جس میں بابِ حالی کے

قرار داد کا نفرنس کو نامنظور کر دینے کا حال تحریر کر کے آنکھوں پر دھاریت کی تھی کہ تم اپنے طور پر ان یورپین درباروں کی رائے سے جو وہ اس بارہ میں رکھتی ہوں مجھکو مطلع کرو۔ اور ہر صفوت پاشا ترکی وزیر خارجہ نے بھی اپنے سفرائے دربار سے یورپ کو لکھا کہ وہ ہر ایک یورپین حکومت سے کانفرنس کی بیضا بطلی کی شکایت کریں جسے ابتدائی جلسوں میں ترکی قائم مقاموں کو قتل نہیں ہونے دیا اور بعد میں جو عام اور باقاعدہ جلسہ کیا بھی تو وہ صرف اس غرض سے کہ بطور خود قرار دی ہوئی باتیں انہیں منظور کرائیں اور دولت علیہ ان مطالبات کو ہرگز نہیں مان سکتی ہو اس کی عظمت و سیادت میں فرق لانے والے ہیں۔

دول یورپ نے ان باتوں کا کسی کو بھی کچھ جواب نہیں دیا۔ نہ روس کو اور نہ ترکی کو۔ اسی اثنا میں سردیائے دولت عثمانیہ سے مصالحت کر لی جسکی شرطوں میں اہم شرطیں یہ تھیں کہ عثمانی سپاہ حدود سر دیہ سے بالکل نکال لی جائے اور سر دیہ آئندہ کوئی نیا قلعہ نہ بنائے اور یہ کہ عثمانی نشان سرخ نشان کے برابر اڑایا جائے۔ مگر جیل اسود سے اس نے صلح نہیں ہوئی کہ وہ ترکی ارہنی کا بھی کچھ حصہ لینا چاہتا تھا۔ روسی حکومت نے دیکھا کہ جن امور کیلئے اس نے اتنا بکھیرا کیا تھا وہ تو عثمانی حکومت اور باغی ریاستوں کے مابین صلح و صفائی ہو جانے سے بالکل ضائع ہو جاتے ہیں اور ترکی عیسائی رعایا بہت کچھ مالی اور جانی نقصان اٹھا کر اب ہمت ہار گئی ہے اس لئے وہ سلطنت عثمانیہ کی فرمانبرداری منظور کر لیگی اور میرا وہ دستور اور حاکمیت جو میں سلطنت مذکور کی عیسائی رعایا پر قائم کرنا چاہتا ہوں بر باد جائیگا جس سے پہر مجھے ترکی قلمرو میں فتنہ انگیزی کر سکنے کا موقع تھی نہ لیگا کیونکہ اب اساسی قانون اور مساوات حقوق کے باعث عیسائی باستمدنوں کو سلطنت سے پر خاش نہ بجا لیگی تو اسے بڑا درد پیدا ہوا اور اب وہ تنہا مرد میدان بنکر ترکی سے جنگ کرنے کیلئے اٹھ کھڑا ہوا۔ پرنس گارجیکوف نے ۳۱ مارچ ۱۸۷۷ء کو ایک آخری مرامنت لکھ کر دول یورپ کے سفیروں کی تصدیق کے بعد باب عالی میں ارسال کر دی جسکا مدعا یہ تھا کہ سلطنت عثمانیہ باغی علاقوں سے اپنی فوجیں ہٹا کر ہتھیار کاہستہ ہال کرنا روک دے اور ان صوبوں کی انتظامی و مالی نگہبانی سنبھالے دول

یورپ کے حوالہ کر دے جس سے عیسائی رعایا کی بہبودی اور ترقی کا راستہ کھل جائے۔  
 اس آخری یادداشت پر انگلستان، آسٹریا، فرانس، جرمنی، اور اطالیہ کے قائم  
 مقاموں نے بھی دستخط کر دئے تھے مگر حکومت انگلشیہ نے اپنے سفیر مقیم آستانہ کو  
 یہ ہدایت کردی کہ وہ باب عالی کو اس امر سے مطلع کر دے کہ انگلستان نے اس یادداشت  
 پر محض یورپ میں امن قائم رکھنے کے خیال سے دستخط کر دئے ہیں یعنی وہ دل سے  
 اس یادداشت کو صحیح نہیں مانتا۔ یہ گویا ایک قسم کی ہمت بندائی گئی تھی جس سے  
 دولت علیہ کو وہ یادداشت نامنظور کرنے کی جرات ہو۔ بہر حال روسی یادداشت  
 باب عالی کو موصول ہوئی تو ادھر سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ اگر ایک ہی وقت میں روسی  
 حکومت بھی ہتھیار چھوڑ دینے پر آمادہ ہوتی ہے تو ہمیں یہ بات بخوشی منظور ہے کیونکہ  
 انصاف کے معنی یہی ہیں مگر روس مغوس اسکو کب مانسنے والا تھا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ  
 سلطنت عثمانیہ نے بھی اس پر تو کول مسترد کر دیا اور ترکی وزیر خارجہ نے سفراء  
 دول یورپ کے نام ایک گنتی یادداشت بھیج کر پُر زور دلائل کے ساتھ آپر ثابت کر دیا  
 کہ دول یورپ کی بد اعتدالیاں دولت علیہ کو آمادہ جنگ رہتی پر مجبور کرتی ہیں ورنہ اگر  
 صلح دامن کا پہلو چھوڑنا ہرگز پسند نہیں۔ اگرچہ اس یادداشت کی تمام باتیں بالکل صحیح  
 اور حق تھیں لیکن کمزور کا بر سر حق ہونا بددیانتی زور آور کے سامنے کب مفید ہو سکتا ہے۔  
 چنانچہ اسی بنیاد پر روس اور دولت علیہ کے درمیان کی تعلقات منقطع ہو گئے اور ۲۵ اپریل  
 ۱۸۷۷ء کو روسی حکومت نے ترکی پر اعلان جنگ کر کے اپنی فوجیں عثمانی قلمرو میں ڈالی  
 شروع کر دیں۔ اور مملکت رومانیہ سے بوترکی حکومت کا ماتحت صوبہ تھا روس نے  
 درپردہ یہ معاہدہ کر لیا کہ وہ اپنے تمام سپہ سالار، جنرل، میجر، اور فوجوں کو روسی حکومت  
 کے دست تصرف میں رکھ لیا۔ دولت علیہ نے اپنے سپہ سالاروں کو دشمن کے مقابلہ میں  
 دھیری اور جواہردی سے کام لینے کی ہدایتیں ارسال فرما کر دول یورپ کو بذریعہ یادداشت  
 رومانیہ کی خلاف ورزی قانون حرکت سے اطلاع دی کہ انھیں نے ترکی کا ماتحت علاقہ ہو کر غیر  
 اور مخالف مملکتوں سے گھیر لیا۔ مگر دول یورپ کب ایسی ایماں دہاں تھیں کہ انکو

اس بات پر کوئی توجہ کرنی ضروری ہوتی۔ افسوس !!! اور جبوقت خود حکومت عثمانیہ نے رومانیہ کو اس کے اس فعل پر ملامت کی اور اپنے چند ذرہ پوش جنگی جہاز اس غرض سے بھیجے کہ وہ سواحل دریائے ڈینیوب پر جس قدر رومانیہ کے شہر ہیں سب پر گولہ باری کریں تو اس نمک حرام صوبہ نے کنگل کیلئے کی نیت سے اپنی ساٹھ ہزار فوج روسی سپاہ کے ساتھ شریک کر دی اور ۱۴ دسمبر ۱۸۷۷ء کو اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔

## جنگ کے زمانہ میں ترکی جنگی بیڑوں کی

### کارروائیاں :-

محنت پاشا کی صدارت کا نظیر ہوتے ہی وزارت بحری کا عہدہ بھی بجائے احمد پاشا قیصریہ لی کے مشیر رؤف پاشا کو ملا دیا اور اسکے بعد دریائے ڈینیوب کے جنگی بیڑہ پر حسین پاشا کی جگہ فریق محمد عارف پاشا اقسریلی کمان افسر تعین کیا گیا اور حسین پاشا کو بحرا بیض متوسط کے بیڑہ پر امیر البحر مقرر کیا گیا اس لئے کہ اس طرف لائق افسر کی بہت ضرورت تھی۔ دریائے ڈینیوب کا عثمانی جنگی بیڑہ اس وقت حسب ذیل جہازات سے مرکب تھا۔ پانچ ذرہ پوش جنگی جہاز جنگی دو بات کہا جاتا تھا۔ چار دفاعی جہاز جنگی اسکوڈر کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ چار تارپیڈو کشتیاں، اور ان کے علاوہ اسی دریا میں آٹھ دفاعی جہاز انتظامی امور کی خدمت ادا کرتے رہتے تھے مثلاً سواحل کی دیکھ بھال اور بندرگاہوں کی بحالی پر تال۔ اس بیڑہ کے علاوہ دولت علیہ نے دو اور بیڑے بھی اس دریا کی طرف روانہ کئے تھے۔ ان میں سے پہلا بیڑہ ۱۸۷۷ء میں اٹلی سے لایا گیا تھا اور دوسرا اس کے ایک دن بعد چار قریب آمد و ذرہ پوش جہازوں کا بیڑہ باقتی علی پاشا اس بیڑہ کے ساتھ شریک ہوئے کیوں اسلئے ارسال



کیا گیا تھا جو زیرِ کمان محمد عارف پاشا پہلے ہی سے دریا کے ڈنیوب میں موجود تھا۔ جس دن اعلان جنگ ہوا ہے اسی دن روت پاشا وزیرِ بحر نے اس زورہ پوش جہازوں کے جنگی بیڑہ کا جائزہ لیا جو باقوتی فریق بوزجہ ایلر آتی حسن پاشا کے مقام آئینی قواقی میں موجود تھا اور وزیرِ مذکور نے اس بیڑہ کے تمام سپاہیوں اور افسروں کے سامنے ایک ہی جوشِ تقریر کر کے انہیں حمایتِ ملک و ملت کا خیال دلایا جس کے جواب میں فریقِ حسن پاشا نے بھی مناسب مقام پر جوابی تقریر کی اور اس کے بعد جلالتِ آباء سلطان المعظم نے بندہ یونینیا گراف تمام بکری افسروں اور سپہ سالاروں کو اپنا خاص حکم بہت وجہات سے کام لیتے اور بہت تندہی کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کرنے کی نسبت ارسال فرمایا۔ ۱۴ ربیع الثانی ۱۰۸۷ھ کو ایڈمرل حسن پاشا نے پیش قدمی کر کے شوکل نامی ایک روسی بحری قلعہ پر جو سوائل قوزاق پر واقع تھا تسلط کر لیا مگر وہاں اپنی فوج اس خیال سے نہیں اتاری کہ اس کی قوت کم ہو جائے یہ قلعہ باقوم کے شمالی سمت میں تھا اور یہی شمال کی طرف بڑھ کر رستہ میں ایک روسی کشتی گرفتار کی جو روسی سپاہ کے واسطے نکلیا تھا اور اسے باقوم پہنچا اور اس کے بڑا یہاں تک کہ قلعہ پوتی پر گولہ باری کر کے اسے اپنی قبضہ میں لے آیا اور وہاں محافظ سپاہ اتار کر اس پر عثمانی نشان اڑا دیا اس کے علاوہ بہت سے ترکی جہازات صوبہ اناطولیہ کے مختلف مقاموں میں فوجیں اور سامان رسد آتا رہنے اور پہنچانے میں مصروف تھے۔

اسی اثناء میں ترکی حکمران زارت بحری نے یہ فیصلہ کیا کہ بحیرہ اسود کو بحری محاصروں میں لے لیا جائے اور وہاں جس قدر غیر ملکیوں کے عثمانی جہازات روسی بندگاہوں میں موجود ہیں انکو ایک بہت سے اندر پہلے جانی کا حکم دیا جائے جس کے بعد باقی ماندہ جہازوں کو بلا تکلف ضبط کر دیا جائے گا اور کسی کو نہ عفو کی جائے نہ حق نہ حاصل ہوگا۔ یہ حکم بالکل اس بحری قانون کے موافق تھا جو ان دنوں دولِ یورپ نے نافذ کر رکھا تھا۔ اور اس فرمان کی اطاعت سفر اسے دول کو ہی دیدی گئی۔ پھر ۲۰ ربیع الثانی ۱۰۸۷ھ کو ترکی جنگی بیڑہ زورہ پوش جہازوں کا جو حق پاشا کے ماتحت تھا محرم کی جانب گیا یہ مقام اپنی قلعہ پوتی کے شمال

میں سواحل قوقاز پر واقع ہے۔ ترکی بڑھنے والوں کی قدر اپنی فوج خفگی میں اتاری جس نے سواحل قوقاز کے باشندوں سے ملکر قلعہ سقون پر حملہ کی تیاری کر دی۔ قوقاز کے قبیلہ اباذہ کے تین ہزار آدمی ترکی سپاہ سے ملکر قلعہ پر حملہ آور ہوئے اور عثمانی امیر البحر نے جہازوں کو قلعہ سے قریب لگا کر صف بٹک کر تپ کر لی۔ یہ سب کارروائی رات کے وقت مکمل ہو چکی تھی اور طلوع صبح کے ساتھ ہی ایک طرف سے ترکی بڑھنے کی گولہ باری اور دوسری جانب سے خفگی کی فوج کا قلعہ کی روسی سپاہ کو بجوا سن نانو لگا۔ تاہم روسیوں نے مداخلت میں بڑی دلیری ظاہر کی اور جنگ کا زور بڑھتا ہی گیا، حملہ آور ترکی سپاہ اور باشندگان قوقاز کی جمعیت آج کل شب سے بھی بڑھ گئی تھی اور دس ہزار کے قریب پہنچ گئی تھی خفگی اور دریا دونوں سمتوں کی سخت آتشباری نے روسیوں کو تباہ کر دیا یہاں تک کہ پانچ بجے دن کے ترکوں نے اس قلعہ پر تسلط کر لیا اور روسی نشان کی جگہ عثمانی ہلال قنارہ اپنا جلوہ دکھانے لگا۔

چونکہ باشندگان قوقاز کے مجاہدین زیادہ تر قدیم وضع ہی کے اسلحہ سے مسلح تھے اور بعض لوگوں کے پاس تو صرف تلواریں اور شمشیر ہی موجود تھے اس لئے حسن پاشا امیر البحر نے انکو دہزار کے قریب جدید وضع کی کارٹوسی بندوقیں مع جلد دوازم کے تقسیم کر دیں اور آئی وجہ سے ان لوگوں نے سقون کے اطراف کی روسی قوت کو ہزیمت دینے میں کامیابی حاصل کی اور اس جنگ میں روسی کا ایک فوج کے سپاہی بکثرت قتل ہوئے تھے۔ حسن پاشا نے دیکھا کہ مجاہدین کی تعداد بڑھتی جاتی ہے تو اس نے بالگوم سے پانچ ہزار اور بندوقیں بھی منگو کر انکو تقسیم کر دیں چنانچہ اس کارروائی سے سقون پر آئندہ روسیوں کے حملہ کا خوف کم ہو گیا۔ روسی حکومت نے اس جنگ میں تار پیٹھ کا استعمال شروع کر دیا اور دریا سے ذریعہ سپاہیں ترکی زرہ پوش جنگی جہازوں کو اس جہاز کے آگے لٹکانے لگا تھا لیکن عثمانی جہازوں کی ہوشیاری نے انہیں اس آفت سے محفوظ رکھا کیونکہ عثمانی قیادت جہاز است ہر ایک کے اعلیٰ مقام کی بڑی سمجھت تھی۔ دیکھ بھال کو دیکھتے ہی وہ ان کی غلطیوں کو ناکام کر چکے تھے۔

ہوئی۔ اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی تھی کہ دریا کی روانی اور اس کے دباؤ کی تیزی سے "تارپیڈو" آلات کو برباد اور منتشر کر دیتی تھی۔ ترکوں نے سخوم پر تسلط کر لیا تو روسی حکومت نے اسی کے قریب زیل کو جو دوسرا ساحلی قلعہ تھا مزید محکمہ ہیکر مستحکم بنانا چاہا مگر باقوم کے ترک سپہ سالار نے حسن پاشا امیر البحر سے ملکر اس قلعہ پر قبضہ کر لیا جہاں سے انیس ٹن توپیں بھی ترکوں کو ملیں جنہیں سے چودہ توپوں پر سلطان عبدالعزیز خان کا عثمانی طغرا بنایا ہوا تھا اور غالباً یہ توپیں جنگ کریمیا کے دوران میں روسیوں نے قلعہ قارس سے حاصل کی تھیں چنانچہ یہ سب توپیں آستانہ علیہ کو واپس کی گئیں۔ اسی جیسے کی آخری تاریخوں میں ایک روسی تارپیڈو بٹ کسی ترکی زرہ پوش جنگی جہاز پر تارپیڈو سر کرنے کی نیت سے آیا جو بندرگاہ باطوم میں استادہ تھا۔ مگر ترک بحری سپاہیوں کی خبر دہی سے اسے ناکام ہلے پر مجبور کیا اور اسے کچھ نقصان بھی پہنچایا۔ کچھ عرصہ بعد سخوم میں دس ترکی پلٹین بغرض حفاظت اور آگئیں جنگی کمان فضلی پاشا نامی ایک بہادر ترک افسر کر رہا تھا۔ چونکہ دولت علیہ نے دیکھ لیا تھا کہ روسی سپاہ بڑی سرعت کے ساتھ پائے تخت قسطنطنیہ کی طرف بڑھتی آتی ہے اس لئے اس نے دراجادی والاے اسکندریہ کو ڈارڈنلز کے قلعوں پر بکثرت تیز دم "کرپ" کی توپیں چڑھوا دیں۔ حسن پاشا امیر البحر نے سنا کہ سخوم کے نزدیک مقام اردیل میں روسی قوت بہت زیادہ فراہم ہو گئی ہے تو اس نے کچھ بحری سپاہ اور بہت سے مجاہدین کو ایک آباڑہ امیر کی سرداری میں دیکر ادھر روانہ کیا اور اس فوج فوریہوں کو زک دیکر انہیں قلعہ اردیل سے نکال دیا۔ اگر روسی جنگلوں اور جہاڑیوں میں گھسکر جان نہ بچاتے تو غالباً ترک انکو ایک ایک کر کے قتل یا گرفتار کر لیتے ۴

دریاے ڈنیوب کے علاقہ میں ابتداً ترکی بیڑہ نے اکثر روسی اور بلغاری قلعوں پر گولہ باری کی اور چند روسی جنگی جہازوں کے حملے بھی رد کئے مگر روسیوں نے بعد میں "سیفی" نامی ایک ترکی زرہ پوش جہاز کو تارپیڈو مار کر شکست کر دیا۔ اس کے چند روز بعد فریق ہو برٹ پاشا انگریز افواج دولت عثمانیہ کے جنگی بیڑوں کا ایک افسر تھا

چند جنگی جہاز لیکر دریائے ڈینیوب، بندرگاہ آڈٹا اور سواحل کریمیا کا گشت لگایا۔ لیکن  
 باوجود اس کے کہ یہ افسر بحری افسروں میں بہت بڑا ماہر مانا جاتا تھا کوئی ایسی نمایاں کار  
 گزاری نہ کر سکا جسے ہم یہاں بیان کرتے خلاصہ یہ ہے کہ ترکوں نے پہلے پہلے دریائے  
 ڈینیوب میں چند فتنیں حاصل کیں لیکن اس اعتبار سے کہ ان کے جنگی جہاز بکثرت اور ان کا  
 بیڑہ بہت قوی تھا اور روسیوں کے پاس اس دریا، یا بحیرہ اسٹوپان، کوئی بحری  
 جنگی قوت ایسی نہ تھی جو ان کا مقابلہ کر سکتی اس لئے یہ کہنا کچھ زیب نہیں دیتا کہ انہوں  
 نے نمایاں فتوحات حاصل کیں۔ روم بحر ابيض متوسط کا عثمانی جنگی بیڑہ تو وہ ان مصری  
 فوجوں کی نگرانی پر امور دلا جو خدیوہما عیال پاشا نے ملک کے طوطے پر کھینچا ہے۔  
 پہنچے تھے اور ان مصری فوجوں کی کمان پر خدیوہما عیال پاشا اور حسن پاشا مقرر تھے۔  
 روسیوں نے یہ ارادہ بھی کیا تھا کہ وہ نہ دریائے ڈینیوب کے نزدیک مقام  
 ستہ میں جو ترکی بیڑہ استادہ ہے اُسے ہلا ڈالیں اس ترکی بیڑہ کی کمان افسری  
 جنرل مصطفیٰ پاشا کے ہاتھوں میں تھی چنانچہ اسپر پانچ روسی تارپیڈو کشتیاں حملہ آور  
 ہوئیں جنہیں سے تین کشتیاں تو ترکی جہازوں کی گولہ باری سے غرق ہو گئیں اور دو  
 بھاگ کر نکل جاسکیں مگر انہوں نے بھاگتے بھاگتے ایک ترکی جہاز پر تارپیڈو سر کر دیا  
 تھا جو فضل الہی سے بیکار گیا۔ جبکہ ترکوں نے غنیم کی کشتیوں کے پانچ شخص دریا  
 میں تختوں پر تیرتے ہوئے پائے جنکو غرق ہونے سے بچایا ان میں ایک انگریز بھی تھا۔  
 جس سے معلوم ہوا کہ روسی حکومت تارپیڈو کشتیوں میں جن لوگوں سے خاصہ دلچسپی ہے  
 انکو بہت بڑی رقم انعام کا نالہج دیا جاتا ہے کہ اگر وہ زندہ پلٹے کہ انہیں تو اس انعام کو  
 حاصل کریں گے ورنہ ان کے لہانوں کو دیدیا جائیگا۔ نیز اسی اثنا میں ایک ترکی زور  
 بوشل جہاز نے پلانڈر کے قریب دور روسی جہازوں کو ہلا ڈالا اور کئی ایک مسافر  
 مقاموں پر گولہ باری کی کہ ان چوبکد اس نے اطراف میں روسی جہازوں کی کثرت سے  
 پائی اس لئے دیکھ کر وہ ڈر کر واپس چلا آیا۔ چونکہ دریائے ڈینیوب میں ترکی جنگی بیڑہ نہ  
 روسیوں کو سخت نقصان پہنچا ہے اس لئے روسیوں نے کوشش کر کے اس

دریا میں اکثر مقامات پر تہ اسباب جنگیں چھاپیں تاکہ ترکی جنگی بیڑہ کوئی حرکت نہ کر سکے  
خصوصاً جس وقت روسی دریا سے مذکور عبور کر کے شہر پلٹونا پر محاصرہ قائم کر چکے اس وقت  
انہوں نے دریائے کازاک سے متعلقہ علاقے کی بہت سی کشتیوں کی

بحوالہ بعض متوسط کشتیوں کا بیڑہ سمیری فوجیوں کے جہازوں کی ہمراہی اور نگرانی  
کے فرائض انجام دیکھا تو اسے پھر ترکی کی جنگی بیڑہ میں گروہ آوری کے لئے ارسال کیا گیا کیونکہ یہ  
نمبر شہر ہو گئی تھی کہ روسی حکومت ان اطراف میں اپنا ایک جنگی بیڑہ بھیرہ باتک  
سے بھی بکریزیرہ والوں کو آگاہ افادت بنانے کی فکر میں ہے اور اپنے معمولی جہازوں  
سے کام لینا چاہتی ہے تاکہ وہ اس علاقہ کو اندر لے آئے اور یہی دونوں قسم کی کشتیوں میں  
گرفتار کر دے۔ امین عثمانی پاشا اس مسئلہ پر غور کیا ہے اور اسے اپنی ہمراہی بھری  
سپاہ کے شہر دار کی طرف روانہ ہوا تاکہ اس کی اور روسی فوج کی مساعرت  
کر کے جو سربیا اور جبل اسود کے باغیوں کا مقابلہ کر رہی ہے اور خاکسار مولف بھی  
ایر مذکور کے ساتھ بلوگر ایڈمیرال کے اسے اس جنگ میں اقبال سے آخر تک شریک  
رہا تھا۔ اس بڑی سپاہ کے علاوہ مزید اسکاٹل پاشا نے چند صوری جنگی جہاز لے کر  
بھی ہاتھی قاسم پاشا نائب وزیر مصر کے ترکی افواج کی نقل و حرکت میں اعانت  
دینے کیلئے مامور فرمائے تھے اور وہ جہاز اس علاقہ کو گولی بار دوسے بھرے ہوئے جنود  
عثمانیہ کے لئے ارسال کیے تھے اور یہی ہے کہ اکثر اور شفا خانوں میں کام کرنے والے  
لوگ مجرد جان جنگ کی خدمت کرنیوالی کیا تھے اور سالانہ احمد کی شرکت میں  
موجود فرمائے تھے

۲۵ جہادی الاخریٰ مسئلہ کہ وہ ایک علاقہ میں چار ذریعہ پیش جنگی جہازوں کا ایک  
بیڑہ اسو اصل سپر کسٹوپول کی طرف سے روانہ کیا جسے کوڑوہ کے قلعوں کو منہم کرنے کے بعد  
مقام دستہ کی طرف معاہدہ کی روسی حکومت نے ترکوں کی بھری تاخت و  
آراج کا عالم دیکھا تو بوجہ اس کے کہ بھیرہ اسو اصل اسکا کی جنگی بیڑہ نہ تھا اسے  
تجارتی جہازوں ہی کی ہیئت پر لکھ نہیں کر دیا جہازوں کی شکل میں لے آنا اور پھر ترکی

جنگی بیڑہ کا مقابلہ کرنا مناسب، تصور کیا اور اس طرح برائیں نے ترکی تجارتی جہازوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ ایک شرکت مخصوصہ کا دفعتاً جہاز جو طرابلس کو ڈاک پہنچا بنے جا رہا تھا ان روسی جہازوں کے ہاتھوں میں اسیر ہو گیا۔ اور اسی طرح روسیوں نے کوشش کر کے پچیس<sup>۱۵</sup> جہازوں کا ایک بیڑہ دریا سے ڈیوب میں بھی پہنچا دیا۔ ترکی جنگی بیڑہ متعینہ ڈیوب کو اس بیڑہ کی خبر ملی تو وہ اس کے مقابلہ پر آیا اور روسیوں کو سخت نقصان پہنچا کر دریا سے نہکوسے باہر نکال دیا۔ اور جو وقت روسیوں نے آستانہ علیہ کی جانب پیش قدمی آغاز کی تو دولت سینہ نے مشیر حاجی وسیم پاشا کو آنگارہ بحیرہ اسود کی محافظت پر عام سپہ سالار مقرر فرمایا جس نے اپنا جنگی بیڑہ بیوک درہ کے بندرگاہ میں استادہ کیا۔

## روسیلیا میں ترکی فوجیں

روسی سپاہ کا عدد و ترکی میں داخل ہو کر حملہ آور ہونا پہلے بیان کیا جا چکا ہے چنانچہ ایشیاء اور بالٹویا۔ (افلاق ہفتان) کے صوبوں پر تسلط کر لینے کے بعد روسی اور بلغاری فوجیں گریٹر ڈیوک کلاس کی ماتحتی میں باہ جون ۱۸۷۷ء شملہ سمندر۔ *Southern Sea* کے گھاٹ سے دریائے ڈیوب کو عبور کر کے اس پائنہ لگیں۔ پہلے تھوڑی سی فوج نے چھوٹی کشتیوں پر پار ڈر کر پل بنانے کا اہتمام کیا اور پہرہ بڑی سرعت کے ساتھ تمام روسی سپاہ دریا کو عبور کر آئی اور اس کے بعد یہ سپاہ شہر طرٹوہ کی طرف پیش قدمی کرنے لگی۔ جو وقت روسی فوج دریائے ڈیوب کو عبور کر رہی تھی اور ارمنی عثمانیہ میں ہر طرف پہیلی جاتی تھی اس وقت سرحد بعد الکیم نادرباشا مقام شملہ میں اپنا کیمپ قائم کئے ہوئے تھے جس کو حرکت پڑا تھا اور جنگ کی طرف مطلقاً توجہ نہیں کرتا تھا بلکہ فضول کاموں میں وقت گزارنے یا اپنی خیمہ میں پڑے رہنے کے سوا کوئی کام اس کے ذمہ نہ کہا ہی نہیں گیا تھا۔ اور احمدیوٹ پاشا اپنی ماتحت سپاہ کے ساتھ بلغاریا کے نزدیک ایک بستی ٹرانک نامی میں پڑا ہوا تھا

اور اُس نے چند ہراول دسٹے روسیوں کے روکنے کو روہ اندہی کئے مگر روسی فوج کے  
صوبہ ڈنیوب میں اُتر آنے کی خبر دار السلطنت میں پہنچی تو وہاں سخت ترو واد و زنجینی  
پیدا ہوئی کیونکہ روسیوں کا بدیں آسانی دریا کو عبور کرنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔  
فوراً دولت علیہ نے سرعسکر رویت پاشا اور تاتق پاشا کو دریائی راستہ سے بمقام  
دار نہ روانہ کیا تاکہ وہ اوتھن جا کر روسی سپاہ کے دریا عبور کرنے کی کیفیت سے آگاہی  
حاصل کریں کہ وہ کیوں بلا کسی روک ٹوک کے یوں دریا کے اس پار آگئی اور ترکی  
بڑی فوجوں اور بھری بیڑہ نے اُس کی روک تھام کیوں نہیں کی۔ حالانکہ اب سے پہلے  
جب کبھی بھی روسی فوجیں اس دریا سے پار آئی ہیں تو نہایت شدید نقصانات اُٹھا کر  
کیونکہ یہ دریا ایک قدرتی مانع ہے جو فوجوں کی پیش قدمی روکنے میں بہت کار آمد ثابت  
ہوتا ہے۔ تحقیقات سے ثابت ہوا کہ سپہ سالار عام عبدالکیم نادیر پاشا کا ارادہ یہ  
تھا کہ وہ روسی سپہ سالار بے بلغاریا کے علاقہ میں جنگ کرے کیونکہ ترکی سپاہ دریا  
ڈنیوب سے پار اُتر کر مقابلہ نہیں کر سکتی تھی جسکی علت ایک جانب سامان جنگ کی کمی  
اور دوسری جانب سرویا، اوہل اسود کی حدود پر عثمانی سپاہ کا مشرقی ہونا بتایا گیا  
اور یہ وجہ بھی عذر میں شریک کئے گئے کہ ڈنیوب کے جنگی بیڑہ کا کمان افسر چوچیکین سال  
سے اس دریا میں کام کرتا اور دشمن کے اُتار کے مقاموں سے بخوبی واقف تھا یہاں  
بدل کر دوسری جگہ متعین کر دیا گیا اس واسطے نیا امیر البحر کوئی مفید مشورہ بڑی فوج کے سپہ  
سالاروں کو نہیں دی سکا۔ دیوان حرب نے سرعسکر رویت پاشا کی یہ رپورٹ غلط  
کرنے کے بعد نتیجہ نکالا کہ روسی فوج کا دریا سے عبور کرنا سپہ سالار عام کی سستی اور  
بددیانتی کا کرشمہ ہے اس لئے عہدتی پاشا سپہ سالاری سے معزول کر دیا گیا اور بجائے  
اُس کے محمد علی پاشا سپہ سالار مقرر ہوا۔ اس کے بعد عبدالکیم پاشا کا کورٹ مارشل کیا گیا اور  
رویت پاشا بھی مواخذہ میں آیا چنانچہ یہ دونوں کجخت جلاوطن کر کے بھرابیض متوسط کر  
ایک جزیرہ کی طرف ارسال کر دیئے گئے اور سرعسکر کی کا عہدہ محمد پاشا داما کے حوالہ  
کیا گیا۔

روس فوجوں نے عبور دریا کے بعد بلقان کے کوہستانی سلسلہ کی طرف بڑھ کر  
 انہیں قبضہ کرنا چاہا اور جنرل گورکھ نے بلقان کی گھاٹیوں اور درہ شپکار پر تسلط کر لیا۔ اور  
 بیرن کرڈنر *Baron Krukenberg* نے بزرگ شہر شہر نیکو پولی پر قبضہ کر کے وہاں کی سٹا  
 ہزار ترکی فوج، ۱۱۳۵ توپیں اور پانچ ہزار بندوقیں گرفتار کر لیں (۱۵ جولائی ۱۸۷۸ء)  
 یہ خبریں سن کر غازی عثمان پاشا مقام ودین سے اپنی ماتحت فوجوں میں چالیس ہینٹیں  
 تھیں ہمراہ لیکر نیکو پولی کو ملک دینے کے لئے کوچ کر دیا اور جب قریب پہنچا کہ انکو اس شہر  
 کے فتح ہو جائیگا حال معلوم ہوا تو مقام پلونا کا ارادہ کیا جو بہت مستحکم جگہ تھی اور اس  
 جنگی راستہ کے خط اتصال پر واقع تھی جو سواصل دریا سے ڈیوب وغیرہ سے آتا ہوا  
 کوہستان بلقان کی طرف جاتا تھا۔ عثمان پاشا نے اسی مقام میں اپنا کیمپ قائم کر کے  
 مورچہ بندی آغاز کر دی اور روسیوں کا حملہ رو کرنا شروع کر دیا جنہوں نے بار اول  
 (۲۰ جولائی) کو ڈیرکمان جنرل شیلڈر کے اور بار دوم (۳۰ جولائی) کو ماتحتی جنرل  
 کرڈنر کے اس شہر پر حملہ کیا تھا اور دونوں مرتبہ عثمان پاشا نے انکو ہزیمت دیکر پسا  
 کیا۔ دوسرے حملہ میں روسیوں کی قوت تیس پیادہ ہینٹوں اور اسی قدر سواروں کو  
 رسالوں سے زائد تھی اور دو سو توپیں ہی ان کے ساتھ تھیں۔ روسیوں کے پلونا  
 کے سامنے سے ہزیمت اٹھا کر پسا ہونے کے بعد ترکی افواج کو تازہ ملک ملنے جسکے  
 بعد انہوں نے ہارمان کارروائی بھی شروع کر دی۔ اب جدید ترکی سپاہ تین حصوں میں  
 تقسیم ہو گئی تھی ایک حصہ غازی عثمان پاشا کے فرقہ سے لگایا تھا اور دو سراحصہ ماتحتی  
 سردار محمد علی پاشا اس روسی فوج کے مقابلہ پر بڑا جوہر نس الگزیٹر ولیمیر روس کے  
 ماتحت تھی۔ اور تیسرا حصہ سلیمان پاشا کی فوجیں شریک ہو گیا جو جبل اسود کے حدود میں  
 طلبہ کے درہ شپکار سے روسی افواج کو نکالنے پر مامور ہوا تھا۔ سلیمان پاشا نے  
 مقام ابچی زقرہ میں جنرل گورکھ سے جنگ کر کے اسے بہت بڑی طرح شکست دی۔  
 اور جب گورکھ کوہستان بلقان کی طرف ہٹ گیا تو سلیمان پاشا نے اسکا تعاقب  
 کر کے درہ شپکار کو اس سے پھین لینے کی کوشش کی \*



محمد علی پاشا کی سپاہ پہلے تو جنگ صغریٰ لشوعلہ میں پیرہ دست رہی تھی۔ لیکن جب اس کے بعد گریڈ ڈیوٹی نکلس نے اپنی فوجوں کو دھتوں میں بانٹ کر ایک حصہ محمد علی پاشا کے مقابلہ پر رہنے دیا اور دوسرا حصہ بوقت ضرورت اس کی کمک یا عثمان پاشا کے مقابلہ کے لیے مخصوص کیا جو روسی فوجوں کو براہِ دم کی دیتا اور انکی فوجی لین کو توڑ دیا کرتا تھا۔ اندوں عثمان پاشا، محمد علی پاشا اور سلیمان پاشا کی ستواتر کامیابیوں نے روسی فوج کو بہت ہی نقصان پہنچایا اور اسکا قافیہ تنگ کر رکھا تھا لیکن بہت جلد روسیوں کو باغی حاکم رومانیہ کی ایک لاکھ فوج سے تازہ کمک مل گئی اور خود زار روس ہی میدان جنگ میں آ پہنچا روسیوں کے حوصلے بڑھ گئے اور انہوں نے چند لڑائیوں میں ترکوں کو نیچا دکھایا۔ اسی عرصہ میں جنرل زمران روسی اپنی فوج کو دریائے ڈنیوب سے ایسا پتھی کی جانب پارا تار کر دو برید سچی سرزمین میں آگیا اور باز ایتھی کی طرف بڑھ چھا مصری سپاہ موجود تھی اور جنگ میں مصری سپاہ کا افسر ارشد سنی پاشا پسپا ہونے پر مجبور ہوا نیز جنرل زکر یا پاشا مصری افسر مارا گیا تو یہ فوج حسبِ احکم امیر حسن پاشا کے وارنہ کو پلٹ آئی جو خود ہی محمد علی پاشا کی جنگ صغریٰ لشوعلہ میں کامیابی کے بعد مع اپنی ہمراہی مصری سپاہ کے یہیں چلا آیا تھا۔

ان لڑائیوں کے بعد روسیوں نے مارشل توئلک جرنی سپہ سالار کی ہدایتوں پر عمل کیا جس نے یہ صلاح دی تھی کہ زبردست قلعوں کا محاصرہ کئے رکھنا بہ نسبت اچک زیادہ مفید ہوگا کہ تم نمبر پہ کر کے قابض ہونے کا ارادہ کرو اور چونکہ اس لڑائی میں روسی فوجوں کی لین بیشتر اوقات محض جرنی افسروں ہی کے مشورہ سے قائم کی گئی تھی اسلئے وہ روسیوں کو ترکوں سے لڑنے پر غیب اُٹھا رہے تھے اور انہیں کی صلاح سے روسی سپاہ اس قدر جلد دریا سے ڈنیوب سے پار اتر آئی تھی اس کے علاوہ بہت سی امداد اس لڑائی میں جرنی کی طرف سے روسیوں کو ملی تھی۔ مگر منکہ روسی سپاہ نے پلوتہ کے محاصرہ کا مصہم ارادہ کر کے اس کے گرد دائرہ بنانا شروع کیا اور اس

محاصرہ کی نگرانی جنرل ڈوٹلین . . . کے سپرد کی گئی جس نے کافی مقدار کی فوجوں سے یکے بعد دیگرے تین لائنیں پلوڈ کی تین سمتوں میں مرتب کر دیں تاکہ محاصرہ کے لئے مناسب سامان بہم ہو سکے اور جب ۲۲ اکتوبر ۱۸۷۷ء کو یہ کام ختم ہو گیا تو اب عثمان پاشا کو ملک ملنا محال چہارم ہو گیا مگر اس شیر مرد نے مدافعت میں ذرا بھی کمی نہیں کی یہاں تک کہ جب اس کے پاس کا تمام سامان جنگ اور سد ختم ہو چکا تو اس دلیہ غازی نے یہ ارادہ کیا کہ میدان میں ٹکڑے دشمن کی صفوں کو چیرتا ہوا محاصرہ سے باہر ہو جائے اور دل میں ٹھان لیا کہ اگر اس معرکہ میں کامیاب ہو گئے تو کیا کہنا ہے ورنہ حق ننگ ہونے پر ہوا کر اور اپنی سلطنت کی عزت قائم کر کے جان و دنیا ہی بہت بڑی عزت اور آخرت میں بلندی درجات کا موجب ہے اور دینی فرض جہاد کے حق ادا کرنے کی اس سے عمدہ صورت کوئی اور نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ بارہویں ماہ ذی الحجہ ۱۲۹۹ھ مطابق ۱۰ دسمبر ۱۸۷۷ء کو بہادر ترک سپاہیوں نے جان پر کھیل کر لیم الدیک کے ایکبارگی مورچوں سے قدم نکال دیا اور دشمن کی شدید گولہ باری کی زد آٹھاتے اور لڑتے مرتے بڑھے چلے گئے۔ اس حملہ سے قبل چار دن سے بہادر ترکوں نے صرف تھوڑے آٹے کے مطابق ہونکے پاس رہ گیا تھا اور کوئی فضا نہیں باقی تھی اور اب وہ بھی نہ تھا اس لئے فاقوں نے ان کی قوت مضاعف کر ڈالی تھی مگر باوجود اس کے انہوں نے روسی مورچوں کی پہلی اور دوسری لائنیں ٹوڑ کر تیسری پر یہی حملہ کر دیا تھا اور قریب تھا کہ وہ اسے بھی فتح کر لیں کہ قصداً قدر کے احکام نے انکا پانسہ تقدر پاشا دیا اور انکا دلیرانہ غازی عثمان پاشا ران میں گولی کھا کر گھوڑے سے زمین پر گر پڑا۔ ترک سپاہیوں کو گمان ہوا کہ انکا بہادر سپہ سالار شہید ہو گیا ہے اس لئے انکے حصے ایکدم پست ہو گئے اور وہ گہرے کر شہر کی طرف دلبلی کے لہو ٹڑے چہرے سے لہے انکے نکلتے ہی تسلط کر لیا تھا اب ترکی افروں نے دیکھا کہ وہ دونوں طرف سے دشمن کی آتش باری کے نشانہ بن رہے ہیں تو انہوں نے غنیم کی اطاعت مان لینا مناسب سمجھا اور سفید نشانہ اڑا کر روسی گولہ باری کو روکا جسکے بعد لوار توفیق پاشا رئیس ارکان حرب افون عثمانیہ

جس نے اپنی جنگی مہارت سے پلوتہ کے قلعے اور مورچے بنوائے تھو روسی سپاہ کی طرف گیا اور روسی اعلیٰ سپہ سالار جنرل چاٹسکی سے ملنا چاہا اور اس سے ملکر روسی جنرل اسٹراکوف کو اپنے ساتھ لئے ہوئے وہاں پہنچا جہاں عثمان پاشا کو بحالت زخم اٹھا کر رکھا گیا تھا اور جنرل مذکور نے عثمان پاشا سے کہا کہ پہلے تم اپنی فوج کو ہتھیار ڈالنے کا حکم دیدو اس کے بعد گفتگوئے اطاعت ہوگی کیونکہ اُسے اعلیٰ سپہ سالار افواج و روسی یعنی گریٹ ڈیوک نکلس برادر قیصر کی طرف سے کوئی ہدایت نہیں ملی تھی۔ عثمان پاشا نے دیکھا کہ موقع چوں و چرا کا نہیں ہے اس لئے انہوں نے فہم کی درخواست منسلک کر لی اور جنرل اسٹراکوف نے واپس جا کر یہ خبر جنرل جان ٹسکی کو پہنچائی جو خود عثمان پاشا سے ملنے آیا اور انکو اور انکی فوج کو ایسی بے نظیر دلیری اور جنگی کاروائی پر مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ اب آپ ترکی سپاہ کو ہتھیار ڈال دینے کا حکم دیدیں پہنچے عثمان پاشا نے سپاہیوں کو اطاعت مان لینے کا حکم دیدیا اور آخر میں اپنی تلوار بھی روسی جنرل کے حوالہ کر دی۔ پھر روسی افسر نے عثمان پاشا کو اپنی تلوار میں پھنسا کر لیا اور انکو پلوتہ کی طرف لے گیا۔ راستہ میں پاشا نے مدد و تحفظ گریٹ ڈیوک نکلس اور امیر رومانیا نے جنہوں نے انہیں عزت کے ساتھ فوجی سلام کیا اور دوسرے دن علی الصبح عثمان پاشا مع اپنے خاص ڈاکٹر کے زار روس سے ملنے گئے جس نے انکو دیکھ کر سر و قد تعظیم دی اور نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ انہیں مرجہا کہہ کر انکے اپنے ملک و ملت کی طرف سے اس قدر دلیری کے ساتھ یہ سہ پہر مبارکباد دیتی ہوئے انکی تلوار واپس کر دی اور حکم دیا کہ تم اسے عزت و احترام کی نشانی سمجھا کر اپنی کمر بستہ باندھو داں بعد غازی عثمان پاشا کو بتام کرکوف بھیج دیا گیا جہاں وہ اختتام جنگ تک نظر بند رہے۔

غازی عثمان پاشا کے ساتھ مقام بلیونامیں صرف پچاس ہزار فوج تھی اور روسی محاصرہ فوج کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سے بھی زائد تھی اسکے علاوہ ترکوں کے پاس نہایت بیشتر توپیں تھیں اور روسیوں کے ساتھ پہلے سو توپیں موجود تھیں پس انہیں

شمار و اعداد سے وہ فرق ظاہر ہو سکتا ہے جو دونوں جنگ اور فریقوں کی بہادری میں تھا۔ ترکی فوج کی یہ کارروائی قابل یادگار ہے کہ انہوں نے اپنے فوجی نشان غنیمت کو سپرد نہیں کئے۔ کیونکہ زیادہ قیمتی نشانات تو انہوں نے اپنی صندوقوں میں بند کر کے بلکونا چھوڑنے سے پہلے ہی زمین کے اندر دفن کر دیے تھے اور باقی بھی اسی حالت میں سے پہلے جلا کر رکھ کر ڈالے۔ دولت علیہ نے معاملات کی پیچیدگیاں اور روسی تحریکوں سے ترکی عیسائی رعایا کی شورہ سری میں اضافہ ہوتے دیکھ کر بلکونا سے انکاش سفیر نے اُس سے وعدہ کیا کہ انکاش حکومت فوجی ملک دیکر معاملہ میں دخل دیگی اس لئے وہ رک گئی اور اگر یہ عرقوبی وعدے ہوتے تو سلطنت عثمانیہ کو بعد کی سخت مصرت رساں شرائط پر صلح ماننے سے بدرجہا کم نقصان پہنچتا جس کا حال آگے چل کر واضح ہو گا۔

## اناطولیا میں جنگی کارروائیوں کا بیان اور مہلک جنگ

### اور معاہدہ سینٹ اسٹیفن کا ذکر۔

اوپر جو کچھ بیان ہوا یہ تو یورپین ترکی کے واقعات کا خلاصہ تھا اب ایشیائی ترکی کے حالات سنئے کہ وہاں پہلے پہل تو عثمانی فوجوں کو فتح و ظفر مال ہوتی رہی جنرل میکوف شہر قارص کی طرف بڑھا تھا اور جنرل ڈرنو جاسونف شہر بائیندر کو دھکی دیتا تھا۔ اور انکے علاوہ دو اور روسی سپہ سالار مقامات اردکان اور باطوم کی طرف پیش قدمی کر رہے تھے۔ جنرل میکوف نے شہر اردکان پر قبضہ کر لیا اور اس کی طرف سے روسی فوجوں نے قارص پر محاصرہ قائم کر کے اردکان سے روم پر بھی دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ ۲۰ اپریل ۱۸۷۸ء کو جنرل ڈرنو جاسونف نے شہر بائیندر پر تسلط کرنے کے بعد دسویں جون ۱۸۷۸ء کو ترکی افواج پر پتھان دھمکاؤں

فتح حاصل کر لی۔ ان واقعات کے بعد غازی مختار پاشا کی فوج آگے بڑھی اور اس نے زوین کے بلند مقاموں پر قبضہ کر لیا۔ اس فوج میں ۱۵ ہلکیں پیدلوں کی، چار ہزار سوار، اور ستر ہزار توپیں تھیں۔ اور اسی اثنا میں سپہ سالار اسماعیل حقی پاشا کروڑ کی ایک زبردست سپاہ کے ساتھ جنرل ہو جاسوف پر دباؤ ڈال رہا تھا چنانچہ اس ترتیب سے ترکوں نے لیکوف اور ہوداسوف کو زیر کر لیا اور بتایا کہ جون سٹارٹ غازی مختار پاشا کی سپاہ سے دو ہفتوں پہلے ہی نمایاں فتح حاصل کی کہ زوین کی رست میں جس قدر روسی فوج تھی سب کو ہلاک کر دیا اور لیکوف کو قارص کا محاصرہ چھوڑ کر الگ تیز رفتاری کی طرف پسپا ہو جاتا پڑا مگر عثمانی فوجوں نے اس کا تعاقب نہیں چھوڑا اس لئے وہ پسپا ہوتے وقت اپنی ترتیب قائم نہ رکھ سکا۔ لیکن جنرل ہو جاسوف باقاعدہ پسپا ہونے میں کامیاب ہوا اور اس نے اپنی فوج کو ترکوں کے قریب پہنچ جانے سے صاف بچا کر اجڈیر کی طرف ہٹا لیا۔ جس کے بعد اسماعیل پاشا نے چالیس ہلکیوں اور ۵۵ توپوں کے ساتھ ہو جاسوف کے مقابلہ پر جانے کی تیاری کر دی اور غازی مختار پاشا نے جنرل لیکوف سے مل کر آرائی کی ٹھان لی۔ یہ توڑکی فوجوں نے روسیوں کو اس طرح نوک دم بھجایا کہ چند دنوں کے اندر انہیں عثمانی فوجوں سے بھگ کر نکال دیا۔ (ان لڑائیوں میں مشہور لڑائیوں کے علاوہ، انی، ایانیہ، ایاکس، سپہ سی، اولیہ، اور قزل تپہ سی) کی جنگیں تھیں انہیں بھی سب سے اہم اور سب سے بڑی جنگ کہ کٹر کی لڑائی بھی جس کے بعد جلالت آباد سلطان اعظم نے مختار پاشا کے نام شکر گزاری کا فرمان اور غازی کا لقب ارسال کیا۔ روسیوں نے پے درپے شکستوں میں اپنی فوج کے برباد ہو جانے اور ذخیرہ جنگ کم پڑ جانے کے باعث پہر کوئی بڑی لڑائی نہیں چھیڑی بلکہ وہ معمولی زود و خود کرتے رہے، مگر اسی کے ساتھ گریٹوڈیکو میخائیل حاکم عام صوبہ قوقاز نے تازہ مکس اور سامان جنگ طلب کر کے جو وقت پہر قوت حاصل کر لی تو آخر ماہ ستمبر ۱۸۵۷ء میں جنرل لیکوف نے دوبارہ چار ہزار کارروائی آغاز کر دی اور قزل تپہ میں مختار پاشا کی سپاہ پر حملہ آور

ہوا دونوں جانب کی فوجیں مقام آکاچہ طالع میں معرکہ آزا ہوئیں اور کئی دن کی سخت جنگ کے بعد ترکوں نے بیشمار نقصات اٹھا کر ہزیمت پائی، مختار پاشا کو بحر اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ اپنا ارض روم کی طرف ہٹ جائے۔ اور روسیوں کو قارص کا دوبارہ محاصرہ کر لینا ممکن ہوا تو انہوں نے نہایت شدت کے ساتھ اسے چاروں طرف سے گھیر کر آخراٹھا رہیں تو میر شمس الدین کو اسپر باطل تسلیم ہی نہ کیا۔ تارص سے روسیوں نے (۱۷۰۰ء) ترکی فوج اور تین سو قہپیں گرفتار کیں اور انہیں اس کے بعد ہی مختار پاشا نے غنیم کی پیش قدمی روکنے کیلئے مائٹول تک دھوکا لگایا لیکن وہ ناکام ہو کر ارض روم کی جانب چلے جانے پر مجبور ہو گیا جہاں اوسر نو پراگندہ فوجوں کی فراہمی اور قلعوں اور مورچوں کی درستی میں مصروف ہوا۔ مختار پاشا نے جس تیزی کے ساتھ مشہر ارض روم کو قلعہ بند کیا ہے اس سے وہ نہایت قابل تعریف مانا جاتا ہے اور فوجی اخبارات نے اس کی بہت کچھ مدح سرائی کی ہے چنانچہ اس نے اسی کارگزاری کے باعث خاتمہ جنگ تک روسیوں کو اس شہر پر قابو نہیں پانے دیا اور برابر ان کے سخت حملوں کو روک کر ٹالیا۔ روسی جنگ نے جو آفت برپا کر رکھی تھی اُسے طرہ یہ ہوا کہ قارص اور پلینوٹا کے ہاتھ سے نکلے ہی پرنس میلان ایمر سرویانے بھی ۱۴ دسمبر ۱۷۰۰ء کو، ترکی پر اعلان جنگ کر دیا اور علانیہ روس کے ساتھ سازش کر لی جس نے اسے ایسی بے جا اور ٹھکانہ حرکت پر آمادہ بنا کر اپنا انگو سیدھا کرنا چاہا تھا۔ بے یار و مددگار دولت عثمانیہ کو ماتحت دیس کی اس کارروائی سے کوئی حیرت نہیں ہوئی کیونکہ وہ خود اس امر کی منتظر تھی اور اس نے فوراً سردیا والوں کے نام ایک فرمان جاری کر کے انکو پرنس میلان کی معزولی کی اطلاع دی اور صبر و سکون سے کام لینے کی ہدایت کی مگر وہ احسان فراموش ان باقول کو کب سنتے تھے، دوسری جانب جبل اسود کی فوجیں بھی پیٹ سے تیز نکال رہی تھیں اور انہوں نے حدود عثمانیہ پر ٹوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا تھا کیونکہ دولت علیہ نے طاقتور غنیم روس کے مقابلہ کرنے کی واسطے ہر طرف سے فوجوں کا بیشتر حصہ طلب کر لیا تھا اور تھوڑی سی

سرحدی فوج کبخت مفسدوں کی پوری روک تھام سے عاجز تھی۔ خلاصہ یہ ہے کہ ان امور کے ملاحظہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دولت عثمانیہ کو اس نامبارک جنگ میں صرف ایک روسی غنیم ہی سے نہیں بٹھنا پڑا تھا بلکہ اس کے ماتحت تمام عیسائی علاقے والیشیا، مالڈوویا، سردیا، جبل اسود، اور تقریباً تمام ترکی عیسائی رعایا، یہی اس کے لٹووال جان ہو رہی تھی اور اُسے چوڑی چوٹ بچانا پڑتی تھی۔ اسی اثنا میں موسم سرما اور برف باری کا موسم ہو چلا جس سے ترکی وزارت جنگ کو خیال پیدا ہوا کہ اب لڑائی چند روز کے لئے بند ہو جائیگی اور مجموعی فوجیں جمع کر لینے کا کافی وقت ملے گا تاکہ پہر دشمن سے مقابلہ کرنے کی طاقت آجائے مگر یہ گمان یقین کے درجہ تک نہیں پہنچا کیونکہ روسیوں نے اپنی جلد جلد فتوحات کے بعد ہی بلقان کی طرف فوجوں کا بڑا نا شروع کر دیا اور جنرل طوقلین نے یہی مناسب سمجھا کہ جہاں تک جلد ممکن ہو وین، اوسجی، اور شملہ پر بلقان کی طرف جانے سے پہلے ہی تسلط کر لیا جائے۔ اور اس بارہ میں نقصان جان و مال کا اندیشہ ہرگز نہ کیا جائے۔ چنانچہ اس جنرل نے عین جگہ کے جاڑوں اور برفباری کے زمانہ میں آگے بڑھ کر شاہک پاشا کے ساتھ جنگ پھڑدی اور اُسے ہزیمت دے کر ۱۷ جنوری ۱۸۷۷ء کو صوفیا پر قبضہ کر لیا، اور اسی ہینے کی نویں تاریخ کو درہ مشچاک کی محافظہ ترکی سپاہ نے بھی غنیم کے سامنے ہتھیار ڈال دی جسکے بعد جنرل گودکوف نے سلیمان پاشا کی سپاہ پر حملہ کر دیا اور تین دن کامل طرفین میں سخت جنگ ہوتی رہی جس میں ترکوں نے اپنی بہادری کے ایسے جوہر دکھائے جکا ذکر قیامت تک تاریخ کی صفحوں پر نقش رہے گا اور شہر فلپہ کے نزدیک یہ لڑائی ہوئی تھی مگر آخر کار ترکوں کو ہزیمت اٹھانے کو ہستان روتب کی طرف ہٹ آنا پڑا ۱۹ جنوری، پھر میسویں تاریخ ماہ مذکور کو جنرل اسکوبیلیف کے ہراول دستہ نے شہر ایڈریانوپل میں داخلہ کیا، اس وقت بلقان کی ترکی سپاہ کا کمانڈر انچیف روف پاشا وزیر جنگ تھا۔ ایڈریانوپل پر تسلط ہونے کے بعد روسیوں نے آستانہ علیہ پر پیش قدمی آغاز کر دی یہاں تک کہ وہ شہر سے صرف پچاس کلومیٹر کے فاصلہ پر پہنچے حکومت عثمانیہ نے اپنی تباہ حالی پر نظر

کر کے ہملت جنگ طلب کرنا چاہا تاکہ صلح کی شرطیں قرار دی جائیں اور نامتی پاشا اور سردار پاشا کو اپنی جانب سے ایچی بنا کر گرینڈ ڈیوک نکلس کے پاس اس بارہ میں گفتگو کرنے کے لئے ارسال کیا جتنکے ساتھ دو فوجی عہدہ دار بھی تھے۔ ان ایچیوں نے شہر قزانق میں گرینڈ ڈیوک سے ملکر اسے اپنی حکومت کا پیام سنایا اور وہ انکو اپنے ساتھ لیکر ایڈریا نوپل چلا گیا تاکہ زار کا جواب آنے کے بعد انہیں اثبات یافتی میں جواب دیا۔ پھر زار کی طرف سے جواب منظوری کا آگیا تو دو معاہدوں پر دستخط کئے گئے۔ ایک معاہدہ گرینڈ ڈیوک اور سردار پاشا اور نامتی پاشا کے مابین ہوا جسکا ماحصل یہ تھا کہ بلغاریا کو انتظامی خود مختاری دی جائے اور رومانیا، اوہیل آسود کو انکی سرحدوں میں تغیر و تبدل کرنے کے ساتھ آزاد حکومتیں مانا جائے۔ اور روسی حکومت کو ایک مقررہ تمامان جنگ نقد ادا کیا یا بالعرض نقد تمامان جنگ کے کچھ حصہ مفتوحہ ملک کا دیا جائے اور دوسرا معاہدہ عثمانی فوجی قائم مقاموں اور روسی فوجی افسروں کے مابین شرائط التوا سے جنگ کی بابت تحریر ہوا تھا۔ چنانچہ اسی کے بعد ۳۱ جنوری ۱۸۷۸ء کو مخالفانہ حرکتیں دونوں طرف سے موقوف ہو گئیں اور باب عالی نے بھی حکم دیدیا کہ بحیرہ اسود کے روسی سواحل پر سے جنگی محاصرہ برطرف کر لیا جائے۔ اور گرینڈ ڈیوک نکلس منظر و منصور ہو کر سینٹ پیٹرسبرگ کو واپس چلا گیا۔ انگلستان کو ہملت جنگ اور صلح کی ابتدائی شرطوں کی خبر ہوئی تو اس نے اپنے دعوے کے مطابق یہ خوف کر کے کہ کہیں حکومت روس قسطنطنیہ پر قابض نہ ہو جائے اپنے اس جنگی بیڑہ کو جو خلیج پشکہ میں موجود تھا حکم دیا کہ وہ بخلاف عہد نامہ پیرس جس کے رد سے ہر ایک یورپین طاقت کے جنگی جہازوں کا آبنا سے ڈارڈنلز میں ہو کر نکلنا ممنوع تھا بحیرہ مارمورا میں داخل ہو جائے۔ اور یہ بیڑہ چودہویں فروری ۱۸۷۸ء کو آبنا سے میں گھس آیا۔ چونکہ اس وقت سلطنت عثمانیہ میں اتنی قوت نہ تھی کہ وہ بزرگ انگریزی بیڑہ کو روک سکتی اسلئے وہ صرف اعتراض کر کے رہ گئی۔ اس کے علاوہ بعض یورپ کی حکومتیں اس فکر میں بھی تھیں کہ شرائط صلح آگلی معرفت سے ہوں



تاکہ کہیں خود معاہدین کے مابین صلح کی قرارداد ہو جانے سے معاہدہ کے معاہدہ پر سر کی دفعات میں کوئی خلل نہ واقع ہو سکے۔ مگر روسی حکومت نے اس بات کو نہیں مانا اور اس نے ایسی بات پر زور دیا کہ وہ فاتح ہونے کی حیثیت سے خود ہی ترکی کے ساتھ شرائط صلح طے کر لیا اُس کو کسی متوسط کی حاجت نہیں۔ چنانچہ اسی جنگ کے باعث مذکورہ بالا معاہدوں کی اشاعت ۱۵ فروری ۱۸۷۸ء تک ملتوی رہی۔ اور اس تاریخ کو اُنکا سرکاری طود پر اعلان کیا گیا جسکے بعد دونوں حکومتوں کو سفیر صلح شہر سینٹ اسٹیفن میں فراہم ہوئے جسے روسی فوج نے مہلت جنگ کے بعد اپنا جائے قرار بنالیا تھا۔ صفوت پاشا وزیر خارجہ اور سعد الد پاشا سفیر برلن دو شخص منجانب دولت عثمانیہ سفیر صلح بنائے گئے اور روسی حکومت کی جانب سے میونسپل ڈپٹی اور کونٹ اگناٹیف قائم مقام مقرر ہوئے کئی جلسوں کے بعد ترکی قائم مقاموں کو (۲۹) دفعات کے ایک معاہدہ پر مجبوراً دستخط کرنے پڑے جسکی اہم دفعات حسب ذیل تھیں۔

جیل اسود کی ارضی اُس کی سابقہ حالت سے ڈگنی کر دی جائے اور اُسے دو بندرگاہ اسپتیزا اور انتیواری ہی دیئے جائیں۔ سردیا کا ملک جو آب آزاد حکومت ہو گیا ہے پیش کا صلح پائے۔ اور رومانیہ بھی جو مستقل سلطنت بنا دی گئی ہے بوجہ صوبہ بسارابیا کے جسے روس نے لیلیا ڈو برویج کے علاقہ پر قابض بنایا جائے ، بلغاریہ کو نیم خود مختار ریاست بنا کر اس کی سرحدیں دریائے ڈینیوب سے لیکر بحر آرکٹک پہلیگو تک تمتد کی جائیں یعنی سلطنت عثمانیہ کے پاس یورپ کے خطہ میں بحر شہر قسطنطنیہ گلیپولی، سلاویک اور اس کے اطراف، اور صوبہ جات ایسیر، تہلی، البانیہ، بوسینیا، اور ہرزیگوینا، کے کچھ ہی باقی نہ چھوڑا جائے۔ اور ایشیا کے خطہ میں مقامات قارص، اردان، باطوم، اور بایزید، روس کو دیدئے جائیں اور ان سب کے علاوہ سلطنت عثمانیہ (۱۰۰۰۰۰۰۰۰۰) روپے۔ یعنی (۱۸۷۱ء) ۱۳۵۱ ترک پونڈ نقد تاوان جنگ ادا کرے۔ یہ معاہدہ جو روس اور اسیح شہداء کو مل کر ہوتا

بیلینڈن کے بعد روسی سرکاری اخبارات میں شائع ہوا تو انگلستان کو اس پر ہوش  
جوش آیا اور اس نے اپنی احتیاطی فوج جمع کر نیکا حکم دیا، انگلش بیڑے آٹا میں جمع  
کئے جانے لگے اور ہندوستان سے بھی فوجیں طلب ہو کر یہیں فراہم کی جاتی تھیں  
مگر باوجود اس قدر جوش و خروش کے انگلستان کو روس کا قوت کے ساتھ روک  
سکنا ممکن نہیں ہوا کیونکہ دول یورپ میں سے کسی حکومت نے اس کی مدد کا وعدہ  
نہیں کیا اور نہ انگلش سفیر مسیو آلیا رٹو کی وہ کوششیں کچھ کارگر ہو سکیں جو اس نے  
ترکوں اور روسیوں میں پہر جنگ پھڑوا دینے کی بابت اس وقت کیں جبکہ دونوں  
طرف کی فوجیں چٹانچ کے نزدیک کیمپ ڈالے تھیں۔ نیز اس نے کوہستان و دود  
کی مظلوم مسلمان رعایا کو بھی روسیوں سے لڑا دینے کی سعی کی جس پر اثنائے جنگ  
میں روسیوں اور بلغاریا والوں نے سخت وحشیانہ ظلم کئے تھے لیکن یہ بات بھی  
نہ چل سکی۔ دولت عثمانیہ نے تو اسلئے دوبارہ جنگ پر اقدام نہیں کیا کہ اسے کرپٹ اور  
تھقلی وغیرہ کے عیسائی باشندوں میں بغاوت پھوٹ پڑنے کا قوی اندیشہ تھا۔ مگر  
لندن اور سینٹ پیٹرسبرگ میں ایک عرصہ تک خط و کتابت جاری رہی جس کے بعد جرمن  
کے مشہور وزیر پرش قبمارک نے اس معاملہ میں دخل دیکر روس، انگلستان  
اور آسٹریا کے مابین ۲۳ مئی ۱۸۷۷ء کو ایک خفیہ معاہدہ قرار دے لیا اور  
روسی حکومت نے اس بات کو مان لیا کہ وہ معاہدہ سینٹ اسٹیفن کو ایک  
یورپین کانفرنس کے سامنے پیش کریگی اور یہ بھی اس مجبوری کی وجہ سے مانا کہ انگلستان  
اس سے بالکل آمادہ جنگ ہو رہا تھا پھر عین اسی حالت میں لارڈ بیکنسفیلڈ انگلش وزیر  
خارجیہ نے دولت عثمانیہ سے ایک خاص معاہدہ کر لینے میں کامیابی حاصل کی جبکہ مفاد  
یہ تھا کہ اگر روسی حکومت عہدہ اناطولیہ کی طرف پیش قدمی کرے تو انگلستان ٹیکہ کے  
ساتھ شریک جنگ ہوگا اور بالائی لینے اسکے مقابلہ میں آئے گا کہ وہ اس علاقہ سے  
عیسائی باشندوں کی خوش حالی کا سامان کریگا اور حکومت انگلستان کو جزیرہ  
قبرس پر قبضہ کر کے وہاں کا انتظام کرے گا تاکہ یہ سلطنت روسی قلمرو سے

نزدیک رہ کر بوقت ضرورت روسی حکموں کی مدافعت میں ترکی کے ساتھ شریک ہو سکے کیونکہ اول تو باب عالی کو یہ اندیشہ تھا کہ اناطولیا کی عیسائی رعایا روسی ہتھکنڈوں کا شکار ہو جائیگی اور دوسرے یہ خوف بھی تھا کہ روسیوں کی طبیعت قسطنطنیہ پر تسلط کرنے کے لئے چین ہو رہی تھی۔ غرض کہ باب عالی نے موجودہ پیچیدگیوں پر نظر کرتے ہوئے اپنی باقی املاک کو محفوظ رکھنے کی نیت سے اور معاہدہ سینٹ اسٹیفن کو اس طرح معتدل کرانے کے قصد سے کہ وہ اس کے حسب منشاء اور مفید ہو جائے یہ نیا معاہدہ قبول کر لیا۔ اور ۳۰ جون ۱۸۷۸ء کو اس پر دستخط کر دیئے۔ اور بوقت برلن کانفرنس ہو رہی تھی اسی زمانہ میں دونوں معاہدہ کرنے والی حکومتوں نے اس معاہدہ پر اتنا حاشیہ بھی چڑھا دیا کہ انگلستان جزیرہ قبرص کا انتظام کیونکر کرے گا اور کس قدر روپیہ سالانہ اس کی آمدنی میں سے باب عالی کو ادا کیا جاتا رہے گا۔ نیز اس جزیرہ کا انگریزی قبضہ سے ہٹو کر اس بات پر موقوف رکھا گیا کہ جسوقت روسی حکومت باطلوم اور قارص کے شہروں کو چھوڑے گی دجو آخر میں یکم جولائی ۱۸۷۸ء کو بالکل اور قطعی طور پر روسی قلمرو سے ملا دیئے گئے) اسی وقت انگلستان بھی جزیرہ قبرص خالی کر دیگا۔

### معاہدہ برلن :-

روسی حکومت نے معاہدہ سان اسٹیفن کو دول عظام کی کانفرنس میں پیش کرنا منظور کر لیا تو پرنس بیمارک نے جلد دول یورپ کے نام بذریعہ تار اس کانفرنس میں اپنے قائم مقام بھیجنے کی دعوت دی اور ۱۳ جون ۱۸۷۸ء اس کانفرنس کے افتتاح کی تاریخ مقرر کی گئی۔ صدارت کا عہدہ خود پرنس بیمارک کے لئے مخصوص ہوا اور بہت سی اُن قوموں نے بھی اپنے ڈیلیگیٹ (نائب) اس کانفرنس میں شرکت کے لئے روانہ کیئے جنکو اپنی کچھ فوائد اور اعراض کانفرنس سے مانگئے ضروری تھے گریس قائم مقام بغیر خاص اجازت کے کانفرنس کے جلسوں میں شریک نہیں ہو سکتے تھے اور

کئی دنوں تک سفرائے دول میں بحث و مباحثہ ہونے کے بعد آخر میں سب نے معاہدہ برلن پر دستخط کئے۔ اس کا نفرنس میں دولت عثمانیہ کی طرف سے محمد علی پاشا، قرہ نیودوری پاشا، اور سعد الشدبک، تین نائب رسال کے گئے تھے مگر بعض مورخین نے محمد علی پاشا کا تقرر اس لحاظ سے ناپسند کیا ہے کہ وہ دراصل جرنی کا باشندہ تھا اور اسلام قبول کر کے ترکوں میں شریک ہو گیا تھا اسی واسطے پرنس بسمارک خصوصاً اور دیگر قائم مقامان دول یورپ عموماً اسے بنظر حقارت دیکھتے تھے اور کئی مرتبہ پرنس بسمارک نے اسے بھری مجلس میں بلا وجہ ڈانٹ ہی بتلائی جو بالکل خلاف انسانیت حرکت تھی۔ معاہدہ برلن کی اہم دفعات کا خلاصہ یہ ہے کہ:-

جنرل اغاثیف نے ریاست بلغاریا کا دو حصوں میں بانٹنا چاہا جبکہ شمالی حصہ نیم خود مختار بلغاری حکومت رہے اور جنوبی حصہ صوبہ رومیلیا ہی کسی قدر خود مختار بنایا جائے، رومانیہ کو مستقل سلطنت بنایا جائے اور صوبہ دو برویجہ اس کی املاک میں شامل کیا جائے جو صوبہ بسارابیا کے معاوضہ میں دلویا جاتا ہے جس پر روسیوں نے تسلط کر لیا ہے۔ سربیا کی حکومت میں جو اب بالکل خود مختار حکومت ہو گئی ہے ترکی صوبہ نیش کا اضافہ کیا جائے۔ جبل اسود کو جسکی خود مختاری سلطنت عثمانیہ نے مان لی ہے۔ بندرگاہ انتیواری (بار) اور اس ارمنی کا ایک تہائی حصہ دیا جائے جو معاہدہ سنیت اسٹیفان کے روسے دیجانی پہلے تجویز ہو چکی ہے۔ روسی حکومت صوبہ بسارابیا پر تسلط کر لے جو ازروسے معاہدہ ۱۸۷۸ء اس کے قبضہ سے نکال لیا گیا تھا۔ ایشیا میں روسی املاک کے ساتھ قازق، باطوم، اور اردان، کے شہر ملا دسے جائیں اور باطوم کو جنگی استحکامات مہندم کرنے کے بعد آزاد بندرگاہ بنایا جائے روسی حکومت شہر بایزید اور وادی شہزادہ سلطنت عثمانیہ کو واپس دیدے۔ رومانیہ جنگ ساس میں کسی طرح کی کمی نہیں کی گئی تھی شرط ضرور لگا دی کہ اس کے حقوق بحیثیت، تاوان جنگ ہوئے کے بعد پورے قرضوں کو فائدہ کو کچھ ہی ضرر نہ پہنچائے اس کے علاوہ برلن کانفرنس نے یہ بھی طے کیا کہ ایران صوبہ قطور کو، اور آسٹریا

بندر گاہ اسپینہ کو لے لے اور آسٹریا کی فوجیں غیر محدود میعاد تک بوسینیا، اور ہرنیگوینیا، کے صوبوں پر قابض ہو جائیں تاکہ وہاں صوبہ مصلحت اور مفید اصلاحوں کو جاری کیا جاسکے، باب عالی نے اس بات کا اقرار کیا کہ وہ عدالتوں میں بلا تميز مذہب ہر جنس کی رعایا کے لوگوں کی کشمکشیں قبول کرے، جزیرہ کریٹ میں وہ اس اسی نظام بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ جاری کیا جائے جسکی توضیح مشاعرہ میں ہوئی تھی، نیز اسی معاہدہ کے نظاموں سے ملتے ہوئے نظامات مقامی ضرورتوں کا لحاظ کرنے کے ساتھ ان تمام یورپین ٹرکی صوبوں میں بھی بہت جلد جاری کیے جائیں، جن کے واسطے اس کانفرنس نے کوئی خاص دستور نہیں بنایا ہے۔ اور یہ کہ سلطنت عثمانیہ علی طور پر بلاتنا غیر ان صوبوں کے انتظام کی درستی میں کوشش کرے جہاں اپنی لوگ بکثرت رہتے ہیں اور اس بارہ میں انکی حالتوں اور ضرورتوں کا لحاظ رکھے، انکو چوکس اور کرد لوگوں کے دست درازی سے محفوظ رکھے۔ اور وقتاً فوقتاً دول یورپ کو ان انتظامات کے عملدرآمد اور نتائج سے مطلع کرتی رہے جو اس کانفرنس نے مقصد کیے ہیں۔ تاخرین! یہ وہ شرطیں ہیں جو دول یورپ نے مغلوب ٹرکی کے لئے قرار دی تھیں۔ مگر شاید کیا بلکہ یقیناً وہ یورپ کی جنگ آور حکومتوں میں جنہیں سو ایک نے وہ سری کو مغلوب بنایا ہو چکے تھے ایسی سخت شرطوں کا منوایا جانا اہم تک نہیں مناسب ہے لیکن کیا کیا جائے سلطنت عثمانیہ اکیلی اور اس کے سامنے یورپین حکومتوں کا اتنا زبردست جھگڑا وہ ان شرطوں کو نہ مانگی تو کیا کر سکتی تھی۔ اور جو شخص اس معاہدہ کی دفعات پر غور کرے گا اسے صاف طور سے معلوم ہو جائیگا کہ اس ذریعہ سے با بعالی کو اس کی تمام ماتحت ریاستوں کی افسری سے کنارہ کش ہونے پر مجبور بنایا گیا اور اسکی نصف سے قریب یورپین املاک کو اس کے ہاتھوں سے چھین لیا گیا۔ اس منہوس معاہدہ کو چند مہینے بھی نہیں گزرے تھے کہ جزیرہ کریٹ کے سیاسی باشندوں نے ان حقوق کا مطالبہ آغاز کر دیا جو برٹن کانفرنس نے ان کے لئے خاص کر دیئے تھے اور دولت علیہ نے قازی احمد قیاتباشا کو وہاں روانہ کیا جنہوں نے ۲۵ اکتوبر ۱۸۷۸ء کو

معاهده ہلبند منعقد کیا اور جلالت مآب سلطان المعظم نے اس معاہدہ کی شرطیں نافذ فرمانے کا حکم صادر کر دیا۔ پھر یونان اور مانٹی نیگرو والوں نے اپنے حقوق مانگنے کا شور مچایا اور دولت علیہ نے انکی درخواست منظور کرنے کا ارادہ کیا تو ابانیا والے بگڑ بیٹھے کہ ہمارے صوبہ کا کوئی ٹکڑا انھیں کیسے کس لئے دیا جائیگا اس میں ہماری حق تلفی ہوتی ہے اگرچہ ابانیا والوں کا یہ معارضہ بالکل حق تھا لیکن ایمان یورپ کو ایسی باتیں سننے کی فرصت کہاں تھی انہوں نے ترکی کی گردن ناپ کر یونان والوں کو اتنی ارہنی دلوای دی۔

جنگ کے جھگڑوں سے ٹپٹ کر دولت عثمانیہ نے ایک جنگی مجلس منعقد کی جس میں ان تمام سرداران فوج کا محاکمہ کیا گیا جنہوں نے اپنے فرائض ادا کرنے میں کمی کی تھی اور بہت سی فوجی سرداروں کو جلا وطن کیا گیا جن میں ایک مشیر سلیمان پاشا بھی تھا۔ رہے وہ باقی افسر جسے کم درجہ کی غلطیاں سمزد ہوئی تھیں انکو مختلف سزائیں دی گئیں اس منحوس جنگ کے بعد سلطنت عثمانیہ کو جو کمزوری لاحق ہوئی تھی اس کے باعث فرانس والوں نے ٹیونس پر اور انگلستان نے مصر پر بھی قابو کر کے یہ دونوں زرخیز صوبے اس سے لے لو اور سلطنت سنیہ جمہوری کے باعث صرف اعتراض کر کے رہ گئی۔ مگر جلالت مآب سلطان عبدالحمید خان دوم خلدادہ ملک کی ہمت پر آفرین اور ہزار آفرین ہے کہ ایسے سخت نقصانات اٹھانے کے بعد بھی انہوں نے استقلال و پامردی سے کام لیکر ملک کے اندرونی انتظام پر کمر باندھی، فوجی اور مالی حالت درست کرنی شروع کر دی، سلطان عبدالعزیز کے قاتلوں کا محاکمہ کر کے انکو سزائے قتل کا مستوجب ٹھہرایا مگر پہلی پنی رحم دلی کے باعث قتل کی سزا دوامی جلا وطنی سے بدل دی اور مدت پاشا سابق وزیر اعظم بھی انہیں لوگوں میں سے تھا جنکو جلا وطن کیا گیا۔

ہم نے دوسرے واقعات بیان کر لئے ہیں اس لئے اختصار سے کام لیا ہے کہ ہماری تاریخ اصل مضمون بحری قوت کے اور بحری جنگوں کے حالات سے بحث کرنا تھا جیسا کہ اسکے نام ہی سے ظاہر ہے اس لئے یہیں مناسب بلکہ ضروری

معلوم ہوتا ہے کہ ایک خاص فصل میں عثمانی بحری قوت کے انتظامات اور اس محکمہ کی ہر شاخ کا تفصیلی ذکر کر دیا جائے اور حبقہ جنگی اور بار برداری کے جہازات سلطنت علیہ کے پاس موجود ہیں انکی قسموں، اور حسابات و قوت وغیرہ کا ذکر کر دیا جائے۔ پھر اس کے بعد یہی ایک اور فصل میں ہم اس کی بڑی قوت کا بیان کریں گے کہ وہ جنگ و صلح کی حالتوں میں کس کس قدر سپاہ تیار رکھ سکتی ہو اور اس بارہ میں ہم خاص ترکی اور شیز غیر مالک کے سب سے زیادہ صحیح و معتبر اخباروں، کتابوں، اور تقویموں کے بیانات پر اعتماد کریں گے۔ واللہ المستعان +

## چودھویں فصل

### محکمہ بحری کی موجودہ حالت اور قوت

#### کا بیان :-

دولت عثمانیہ کا بحری محکمہ تازہ خبریوں کے داخل کرنے اور جدید ترتیبوں کے عمل میں لائے جانے کے بعد حسب ذیل طریقہ پر چل رہا ہے :-

#### مجلس شوریٰ بحریہ کی قسم :-

دو فریقی، چھ میرا کائی، دو قائم مقام، اور باشکا تب، اور کاتب ثانی، سے مرکب ہے، یہ مجلس تمام جنگی بیڑوں کی ضرورتوں، جنگی چاروؤں کی جہتوں اور کارخانہ جہاز سازی کے لوازم کی نگرانی کر کے غور و غوض کے بعد جو کچھ مناسب سمجھتی ہے وہ ان کے لئے قرار دیتی ہے +

## نظام بحری کی قسم :-

اسکا اعلیٰ افسر وزیر بحری ہے جسکا ایک نائب بھی ہوا، کے رتبہ پر فائز ہے اور تین میرا لائے، ایک قائم مقام، ایک بکباشی، اور ایک کاتب۔ یہ اس کے ممبر ہیں۔ اس شعبہ کا یہ کام ہے کہ عثمانی بحری محکمہ میں جس قدر انتظامی امور ہیں انکی نگرانی اور تنفیذ کرے +

## ارکان حرب بحریہ کی قسم :-

اسکا اعلیٰ افسر فریق یعنی نائب امیر البحر ہے، اس کے ممبروں میں ایک قائم مقام، ایک بکباشی، دو صاغقول آغاسی کا رتبہ رکھنے والے، تین قول آغاسی دوم کا رتبہ رکھنے والے، چار یوزباشی، ایک ملازم، اور تین کاتب ہیں، اس شعبہ کی خدمت تمام جنگی امور کی دیکھ بھال اور جنگ بحری کے لئے جس قدر توپوں اور سامان حرب و حرب کی ضرورت ہو اس کی فراہمی کا اہتمام کرنا ہے +

## (علمی) فنی کمیشن :-

اس کی صدارت براہ راست وزیر بحری سے متعلق ہے جس کے ماتحت ایک نائب ہوا، اس کے رتبہ پر، ایک میرا لائے، دو صاغقول آغاسی، دو یوزباشی، ایک ملازم، اور دو کاتب (کلرک) ہیں۔ اس کمیشن کی خدمت یہ ہے کہ فنی جنگ بحری کے متعلق جس قدر ضروری سامان ہیں سب کو فراہم کرتی ہی، جدید اور تازہ ہتھیار، تصانیف علم بحری کے متعلق یورپ سے منگائے اور انکی ضروری خصوصیات خلاصہ عثمانی جنگی بیڑوں کی ترقی اور خوبی کے لئے کردی نیز مفید علمی رسائل شائع کرے جو بحری سپاہیوں کے لئے کارآمد ہوں اور درجہ بحری کے کورس میں داخل کئے جائیں، ایک ہفتہ وار بحری اخبار اسی کمیشن کے اہتمام سے نکلتا ہے جس میں تمام



دول یورپ کے جنگی بیڑوں کی سرگزشت، انہی جنگی مشقوں، نئی نئی ترتیبوں، اور دریافتوں کا مفصل بیان چھپتا ہے۔ اور ایک ماہوار رسالہ بحری جنگ اور علم کے حالات و بیان میں بھی نکالا جاتا ہے جو تمام بحری افسروں کو بھیجا جاتا ہے۔

## کمیشن اصلاحات و تدقیق و محاسبہ

یہ بھی وزیر بحری کی صدارت میں منعقد ہوتی ہے اس کے ممبروں میں ایک بحری میر آلای دو قائم مقام کے رتبہ والے افسر، ایک صاعقول آغاسی، اور اورچہ کاتب ہوتے ہیں۔ یہ کمیشن اصلاحات محکمہ بحری اور اس کے معاملات کی چھان بین اور عام محاسبہ کا کام کرتی ہے۔

## لیمان کی کمیدانی

یہ بھی وزیر بحری کے زیر صدارت ہے اس کا دوسرا کمیدان لوا کا رتبہ رکھتا ہے یعنی کو سٹر امیرال ہے جس کے ساتھ ایک میر آلای، ایک صاعقول آغاسی، اور چہ کاتب کام کرتے ہیں۔ اس حصہ میں دارالصناعۃ کی امیر البحر کی کاتعین ہے اور تمام ان جہازوں اور جنگی بیڑوں کی نگرانی اس کے متعلق ہے جو دارالصناعۃ میں تعمیر و مرمت کے لئے آتے ہیں اور یہی شعبہ اس کی تمام ضرورتوں کا کفیل رہتا ہے۔

## مامور ترسانہ کی قسم :-

اس کا افسر فریق یعنی نائب امیر البحر کا رتبہ رکھتا ہے جس کے ساتھ چار کلاک ہوتے ہیں اور اس کا تعلق آستانہ کے دارالصناعۃ کے ساتھ مخصوص صیدت رکھنے والی باؤں کی نگرانی سے ہے۔

## بحری شفاخانہ کا محکمہ

اس شعبہ کی ترتیب یوں ہے کہ ایک فریق کا رتبہ رکھنے والا ڈاکٹر اسکا صدر مجلس ہوتا ہے اور تین طبیب لواء کا رتبہ رکھنے والے، چار ڈاکٹر میرآلای کا رتبہ رکھنے والے، اور ایک قائم مقام، بطور ممبروں کے اُن تمام امور کی نگرانی کرتے ہیں جو بحری فوج کے حفظان صحت، جہازات کے شفاخانہ جات، اور جہازوں کی صحیح نگرانیوں سے تعلق رکھتے ہیں اور بحری ہلتہ آفیسری کا محکمہ اسی کمیشن کے زیر انتظام رہا کرتا ہے۔

## بحری مہمات جنگ کا صیغہ

اسکا افسر ایک بحری میرآلای ہوتا ہے جسکے ساتھ ایک قائم مقام، دو صافقول آغاسی کے رتبہ والے، اور دو کاتب ممبروں کے عہدوں پر ہوتے ہیں اور اس صیغہ کا کام تمام زرہ پوش جنگی جہازوں اور دیگر قسم کے جنگی جہازوں کے لئو سامان حرب و ضرب پہنچانے کی فکر رکھنا ہے۔

## بحری مجلس جنگ

ایک میرآلای کے زیر صدارت جلسہ کرتی ہے اور اس کے ممبروں میں ایک قائم مقام، دو کبکاشی، تین صافقول آغاسی، اور ایک کاتب ہوتا ہے۔ یہ مجلس مجرمان صیغہ بحری کے مقدمات کی سماعت کرتی، اور اُن کے لئو مناسب احکام نافذ کرتی رہتی ہے۔

## کمیشن تارپیڈو

اسکا صدر مجلس کوئی قائم مقام رتبہ کا افسر ہوتا ہے اور دو برتیبہ کبکاشی، تین برتیبہ

صاعقول آغاسی، چار یوز باشی، اور دو کاتب، بطور ممبروں کے ہوتے ہیں دریائی سرنگوں اور ہر قسم کے اُن کے ساتھ تعلق رکھنے والے برقی آلات وغیرہ کی دیکھ بھال اور فراہمی اسکا کام ہے۔ تاپیڈو چلانے والے عملہ کی تعلیم و تربیت ہی اسی کے ذمہ ہے اور بوقت ضرورت اس کی توسیع کی جاتی ہے، اسی کے تحت ایک دھڑ کمیشن فن تاپیڈو کا بھی ہے جو بھری سرنگوں کے کچھ ہانسنے تاپیڈو سر کرنے، اور دیگر جنگی ضروریات کے نقشے تیار کرنا ہے اسکا اعلیٰ افسر ایک صاعقول آغاسی ہے اور اس کے ساتھ دو میکانیکل انجینیر، ایک یوزباشی، اور دو ملازم بھی کام کرتے ہیں۔

## کمیشن اعمال

مملکت بھری میں سب سے اعلیٰ نمبر والے فریق کو اسکی میر مجلسی اور افسر ہی دیکھتی ہے، اس کے ممبروں میں ایک دوسرے، نیر کا فریق، دو برتیب میر آلائے، ایک برتیب لوا، تین برتیب قائم مقام، اور ایک بکباشی، ہوتے ہیں۔ یہ کمیشن عام طور پر دارالصناعہ کے کاموں کی نگرانی کرتا ہے جیسے جہاز سازی اور ہر قسم کے آلات کی تیاری عمل میں آتی رہتی ہے۔ اس میں ایک اور کمیشن بھی شریک ہے جسکا نام کمیشن انشاء ہے جسکا میں ایک قائم مقام، اور ممبر، ایک بکباشی، دو قول آغاسی، اور ایک کاتب ہوتے ہیں۔ اسکی خدمت جہازوں، چھوٹی کشتیوں، ڈوگیوں اور دیگر چیزوں کی بناوٹ کی دیکھ بھال اور جانچ پڑتال کرتے رہتا ہے اور دوسرا حصہ مذکورہ فوق کمیشن کا "قلم رسم" الانشاء و تالیف ہے، تالی ایک پیر آلائی کی ماتحتی میں رہتا ہے جو اول درجہ کا مصوٰر اور نقاش ہوتا ہے اس کے ساتھ ایک ایک بکباشی، اور صاعقول آغاسی بطور معاون ہوتے ہیں اور ایک یوزباشی اور تین نقشہ نویس ملازم کا رتبہ رکھنے والے اس کی ماتحتی میں کام کرتے ہیں یہ شعبہ قابل تیاری چیزوں کے نقشے بنا کر پیش کیا کرتا ہے۔

## کمیشن فابریقات :-

اس کی انفری پر ایک قائم مقام مقرر ہے جسکی ماتحتی میں ایک دوسرا قائم مقام، تین بکباشی، دو صاحب قویل آغاسی، اور ایک کاتب کام کرتے ہیں۔ یہ کمیشن ان تمام کاموں کی نگرانی کرتا ہے جو مشینوں کے ذریعہ سے بنتے ہیں۔ اس کے ماتحت ایک اور کمیشن نقشہ کشی کا بھی ہے۔ جسکا رئیس ایک میر آلا سے بحری انجینر ہوتا ہے اور اس کے ساتھ تین قول آغاسی، پانچ یوزباشی، دس ملازم اول اور چار ملازم ثانی ہوتے ہیں یہ کمیشن ان تمام آلات اور اسٹیمار کے نقشے تیار کیا کرتا ہے جو انجن مشین کے کارخانوں میں ڈھلنے اور بننے والے ہوتے ہیں۔

## دارالصنائت کے دفائی کارخانہ کی انجن

انکی تفصیل حسب ذیل ہے :-

دو جہاز منڈی کے دفائی آلات سے چلنے والے کارخانے ازبید، اور سودہ (واقع کریم) کے بندر گاہوں میں موجود ہیں جو جہازات کے تمام ضروری آلات تیار کرتے اور انکی مرمت و تعمیر کا کام انجام دیتے ہیں۔ ازبید کے دفائی کارخانہ کے انجن کی قوت بندرہ گہوڑوں کی طاقت رکھتی ہے اور سودہ کے کارخانے کا انجن پچیس گہوڑوں کی طاقت کا ہے اور آستانہ علیہ کے دارالصنائت میں چوبیس گہوڑوں کی طاقت رکھتی ہے ان کے انجنوں کی قوت ذیل کی جدول سے واضح ہوگی :-

(جدول صنف آستانہ پر ملا منظم کی ہوگی)

مشینوں کے نام	قیمت کے لحاظ سے	اسطوانات اور آلات	تعداد	اسطوانات
کارخانہ تعمیرات	۲۵	۲۲	۱	۱۸
” اعمال جدیدہ	۴۰	۲۸	۱	۹۰
” قزانات	۲۵	۲۲	۱	۱۸
” عدہ خانہ	۱۲۵	۶۰	۱	۲۵
” دستگاہ و مطرۃ	۲۵	۳۰	۱	۱۸
” سخاس	۲۵	۲۰	۱	۲۵
” دکنہ خانہ یعنی ڈھلائی	۲۵	۲۲	۱	۱۸
” قزاق قدیم	۶۰	۳۶	۱	۳۱
” آلہ دستگاہ	۵۰	۲۲	۲	۱۸
” فابریقہ الانش	۲۵	۲۶	۱	۲۱
” عدید قدیم	۱۰	۱۲	۲	۷
” محفظہ	۹	۶۰	۱	۱۰
” اجبال	۵۰	۲۲	۲	۲۳
عدہ الماچولہ یعنی عیار	۲۰	۱۴	۲	۱۱
عدہ فابریقہ حوض	۲۵	۲۸	۱	۱۸
فابریقہ بکرات	۲۵	۲۸	۱	۱۸
عدہ الحوض الکبیر	۱۰۰	۶۰	۲	۳۰
فابریقہ برقی جدید	۰	۰	۰	۰
” بڑی جنگی توپوں کا	۰	۰	۰	۰
” مطرۃ مستحجہ	۰	۰	۰	۰

صیغہ انتظام بحری کے ماتحت ایک کمیشن مہائنہ کی ہے جسکا اہتمام ایک بکباشی، دو صاغقول آغاسی اور ایک کاتب کے ذمہ رہتا ہے، اس کے علاوہ ایک دوسری کمیشن تقسیم تنخواہ کی نیرنگرانی ایک بکباشی کے پائی جاتی ہے جسکے ماتحت بارہ کلرک ہیں، اور ایک کمیشن بیچنے والے ہتھوڑے سپاہیوں یا نئے رنگدوٹوں کو مختلف بحری مقامات پر روانہ کرنے کی ہتہم ہے اور ان جہازوں کے لئے ضروری سامان کی مدد انکی ہی ایسی کمیشن کو سپرد ہے جو مختلف بندرگاہوں میں خاص خدمات پر مامور ہیں اس کمیشن کا انفر ایک صاغقول آغاسی ہے جسکے ساتھ دو یوزباشی اور ایک کاتب بطور ماتحت ممبروں کے کام کرتے ہیں۔ آستانہ علیہ کے دارالصناعۃ میں حسب ذیل کام کے صیغے ہیں۔

فوجی وروی کا گرام اور صیغہ	کوسلہ کا گرام اور صیغہ
فلانک کا	تفنگ خانہ
عام ضروریات	بہاروں کا
تعمینات کا	تقاشوں کا
جنگی ضرورتوں	کلڑیوں کا
بکرات کا	تارپیڈو کا

اور ان کے علاوہ چودہ صیغے بحری سپاہ اور بحری قوت کے متعلق ہیں۔ جنگی تفصیل چنداں ضروری نہیں۔ غرضکہ جلد (۲۶) صیغے اس دارالصناعۃ

میں ہیں \*

کارتوسوں اور گولوں کے بنانے کا کارخانہ ایک بحری میر آلاے کی نگرانی میں رہتا ہے، اس کے ساتھ ایک بکباشی، چار قول آغاسی، اور دو یوزباشی کام کرتے ہیں یہ کارخانہ جنگی جہازات کی توپوں کے لئے ہریمانہ و مقدار کے گولے گولیاں بناتا، اور روشنی کے جنگی بان اور معمولی ماہتاب وغیرہ بھی تیار کیا کرتا ہے \*



## کونلہ کی کانوں کی نظارت

یہ محکمہ بحری کے ماتحت کام کرتی ہے اور اس شعبہ کا افسر ایک میکانیکل انجینئر ہے جسکو لواد کا رتبہ حاصل ہے، اسکا تحریری دفتر جدا گانہ ہے جہیں تین کلرک کام کیا کرتے ہیں اور ایک کمیشن کانوں کی دیکھ بہال کے لو اس کے زیر اثر ہے جسکا دیس ایک قائم مقام اور ممبر لوگ ایک بکباشی، تین صاغقول آفاسی، اور پانچ یوزباشی ہوتے ہیں +

## بحری مدرسے

انکی کئی قسمیں ہیں، ایک قسم بحری انجینئروں کی ہے۔ یہ لوگ بحری جنگ کراکان ہوتے ہیں اور دوسری قسم میں میکانیکل انجینئری سکھائی جاتی ہے۔ اور ایک قسم مدرسہ بحری کی تجارت سے تعلق رکھتی ہے۔ امدان سب کی نگرانی بحری سپاہ کے ایک عہدہ دار رتبہ لواء کو تفویض ہے اس کے ساتھ ایک قائم مقام ناظر ڈیوٹ کا، ایک قائم مقام معلم نقشہ کشی کا، ایک قائم مقام طبیب، تین بکباشی، تین صاغقول آفاسی، پانچ صوغقول آفاسی، سولہ یوزباشی، اور تین ملازم یہ سب مدرس اور افسر ہیں، اس صیغہ میں ایک امام، اور ایک محاسب کلرک، ایک خطوط وغیرہ لکھنے والا کلرک اور چار اکوئنٹنٹ، ایک پرنٹر نصاب تعلیم کی کتابیں شائع کرنے والا رہتا ہے اور بھی سررشتہ کے ضروری ملازم مثل دفتری، چپراسی، اور کپوڈر وغیرہ کے موجود ہیں۔ طالب علموں کی تعداد کسی وقت (۳۱۰) سے کم نہیں ہونے باقی اور حسب ذیل علوم کی اس مدرسہ میں تعلیم دی جاتی ہے +

کوئی ایک غیر ملکی زبان، ریاضی علوم، علم مشنات، کرویہ حساب، مثلثات، تقیہ جبر و مقابلہ، مساحت نقشہ کشی، تاسیخ بحری، فن جہاز رانی، فن دریائی نقشہ کشی کا، علم ہیئت یعنی فلکیات، فن بحری، فن جنگ بحری، فن اشارہ اور فوٹو گرافی، علم آلات



یعنی میکائلس فن جہاز سازی، اور اس کے بعد ترکی زبان اور اس کے علم آدب کی مکمل تعلیم دی جاتی ہے +

اس بحری مدرسہ کی ایک اور شاخ "مدرسہ تجارتیہ نہاریہ" کے نام سے موجود ہے جس میں تجارتی جہازوں کے ملاحوں کو تعلیم دی جاتی ہے اور اس کو صرف یہ مقصد ہے کہ علم کی اشاعت ہو اور تجارت کو فروغ حاصل ہو۔ نیز مدرسہ بحری کے تحت ایک اعدادی مدرسہ بھی ہے یعنی ابتدائی تعلیم کا مدرسہ۔ وہاں سے جو طالب علم نکلتے ہیں وہی بحری مدرسہ میں لئے جاتے ہیں۔ اعلیٰ بحری کالج میں تین جہاز طالب علموں کو علمی مشق کرانے کے لئے بھی موجود ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں۔ فرقانہ محمد سلیم یہ بحری جنگ کی مشق کا مدرسہ ہے۔ فرقانہ مخبر سرور فن تارپیڈو سکھانے کا مدرسہ ہے اور فرقانہ سلیمہ بحری گولہ اندازی کا فن تعلیم دینے کیلئے ہے +

عثمانی بحری صیغہ کی تازہ ترین سالانہ رپورٹ میں اس صیغہ کے اعلیٰ اور ادنیٰ افسروں کی حسب ذیل تفصیل درج ہے :-

تعداد	عہدہ دار	تعداد	عہدہ دار
۶	برتبہ لواء یعنی کونستابل مرل +	۱	وزیر بحر - اول امیر البحر اور مارشل کا رتبہ رکھتا ہے +
۴	برتبہ لواء ڈاکٹر +	۲	رتبہ مشیر رکھنے والے جو سلطان المعظم کے ایڈیکانگ بھی ہیں +
۴	برتبہ لواء میکائیکل انجینیر +	۹	برتبہ فریق یعنی نائب امیر البحر جنہیں سے چند سلطانی ایڈیکانگ بھی ہیں +
۲۳	میر آلا سے وائس پکستان جنہیں سو (۶) ذرہ پوش جنگی جہازوں پر مامور ہیں اور باقی محکمہ میں ہتھیار +	۳	برتبہ فریق میکائیکل انجینیر +
۵	میر آلائی ڈاکٹر لوگ +	۴	برتبہ فریق بحری ڈاکٹر +
۱۰	برتبہ امیر لواء میکائیکل انجینیر +		
۲	میر آلا سے جہاز سازی کے انجینیر +		

۱۱	بیکاشی صیفہ دستکار یہاں ہے بہرے میں *	۲	تیرا لہ سے کارگیر *
۳	بیکاشی فوجوں کے امام	۱۳	بیکاشی قائم مقام دانتھ (بھنبھن)
۱۳۰	صافغول آفاسی قرویم جہانڈو		سے (۱۳) زرہ پوش جہانڈو اور
	کے پکتان، کچھ جنگی اور چند غصہ		نامور ہیں اور وہ کاشیہ کے رئیس ہیں
	کچھ بیگم کے جہانڈوں کی افسری پر	۱۵	ہیں اور باقی حاضر محکمہ
	نامور ہیں اور باقی صیفہ میں کام		لکھنؤ کے ڈاکٹر جنہیں سے بہت سی بات
	کرتے ہیں *		ہوتی ہیں *
۱۱	برقیہ صافغول آفاسی بھرتی اکثر	۱۸	قائم مقام بیکاشی بیکاشی بھنبھن سے
۶۵	صانع چند س بیکاشی بھنبھن سے		(۱۸) جہانڈوں اور وہ سرگز کاٹوں
	(۱۳) جنگی جہانڈوں اور شرکت		پر نامور ہیں باقی دارالاصنافہ میں
	مشتعل ہیں کہ جو اشتعال ہے اور باقی		سب نامور ہیں *
	صیفہ میں ہیں *		بیکاشی قائم مقام جہانڈوں کے
۷	برقیہ صانع انجیر جہانڈو سازی	۸۲	بیکاشی یعنی فرقاہ جہانڈوں کی
	دارالاصنافہ میں *		پکتان لوگ جنہیں سے (۲۲) جنگی
۲۱	برقیہ صانع کارگیر لوگ *		اور (۲۵) شرکت محصورہ کے جہانڈو
۱۰	قائم مقام جہانڈوں کے امام لوگ *		ہیں اور باقی دفتر میں کام
۲۱۳	صافغول آفاسی بھنبھن سے		کرتے ہیں *
	(۱۳) جنگی اور (۱۲) شرکت		بیکاشی ڈاکٹر جنہیں سے بہت سی
	مشتعل ہیں کہ جو اشتعال ہے اور باقی		جہانڈوں پر نامور ہیں *
	صیفہ میں ہیں *	۳۸	بیکاشی بیکاشی بھنبھن سے
	صافغول آفاسی ڈاکٹر جہانڈو		اور کچھ دیگر نامور ہیں *
	بیکاشی بھنبھن سے		بیکاشی جہانڈوں کے انجیر



[illegible]

رہے وہ افسر اور کاتب لوگ جو عثمانی بندرگاہوں اور ادارہ مخصوصہ کے بنانوں  
 سفارت خانوں، یا بحری خدمتوں وغیرہ پر مامور ہیں اگرچہ انکی تفصیل ادھر کی فہرست  
 میں آئی ہے لیکن اس حیثیت سے کہ وہ لوگ اپنی تھوڑی آنکھوں سے دیکھتے ہیں  
 یہاں کے مقامات تقریری کی بابت تیار ہو سکتے ہیں۔ یہاں اس بات کا واضح  
 کر دینا ضروری سمجھا گیا۔ اور ان لوگوں کی ترقیاں گریڈ کے لحاظ سے ہوتی ہیں کیونکہ آخر  
 وہ سب ہی ایک حکم کے زیر اثر ہیں۔ اور جو وقت و مدت جنگی بیڑوں پر موجود  
 ہے اس کی تفصیل یہاں کی بحری تقادیم میں درج ہے اور اس کی عثمانی سرکاری  
 تعداد ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

نمبر	عہدہ
۱	امیر البحر فریق کا رتبه دہ کپتان اسٹیم جہازوں کی سرکس کے۔ دو کپتان
۱۱	چھار دن کے افسر جو کپتان اور دوم دستہ میں مشغول ہیں
۱۵	کوئلہ امیر البحر اسٹیم جہازوں کے کپتان
۲۱	تیسرے کلاس کے کپتان اور اس کے ذیل دوم دستہ میں
۲۲	کپتانی جہازوں کے کپتان اور اس کے ذیل دوم دستہ میں
۲۳	معاقل آغاسی کپتان اور اس کے ذیل دوم دستہ میں
۲۴	معاقل آغاسی، اور اس کے ذیل دوم دستہ میں
۲۵	ملازم اول و دوم (افسر اور کپتان)
۲۶	چیف انجینیر میر اسٹیم اور ملازم تمام کپتانوں کے
۲۷	انجینر درجہ اول بلکہ انسی اور اس کے رتبه والے
۲۸	انجینر درجہ دوم و ملازم آغاسی اور اس کے رتبه والے
۲۹	انجینر درجہ سوم و ملازم انسی اور اس کے رتبه والے
۳۰	ڈاکٹر افسر مختلف رتبهوں کے

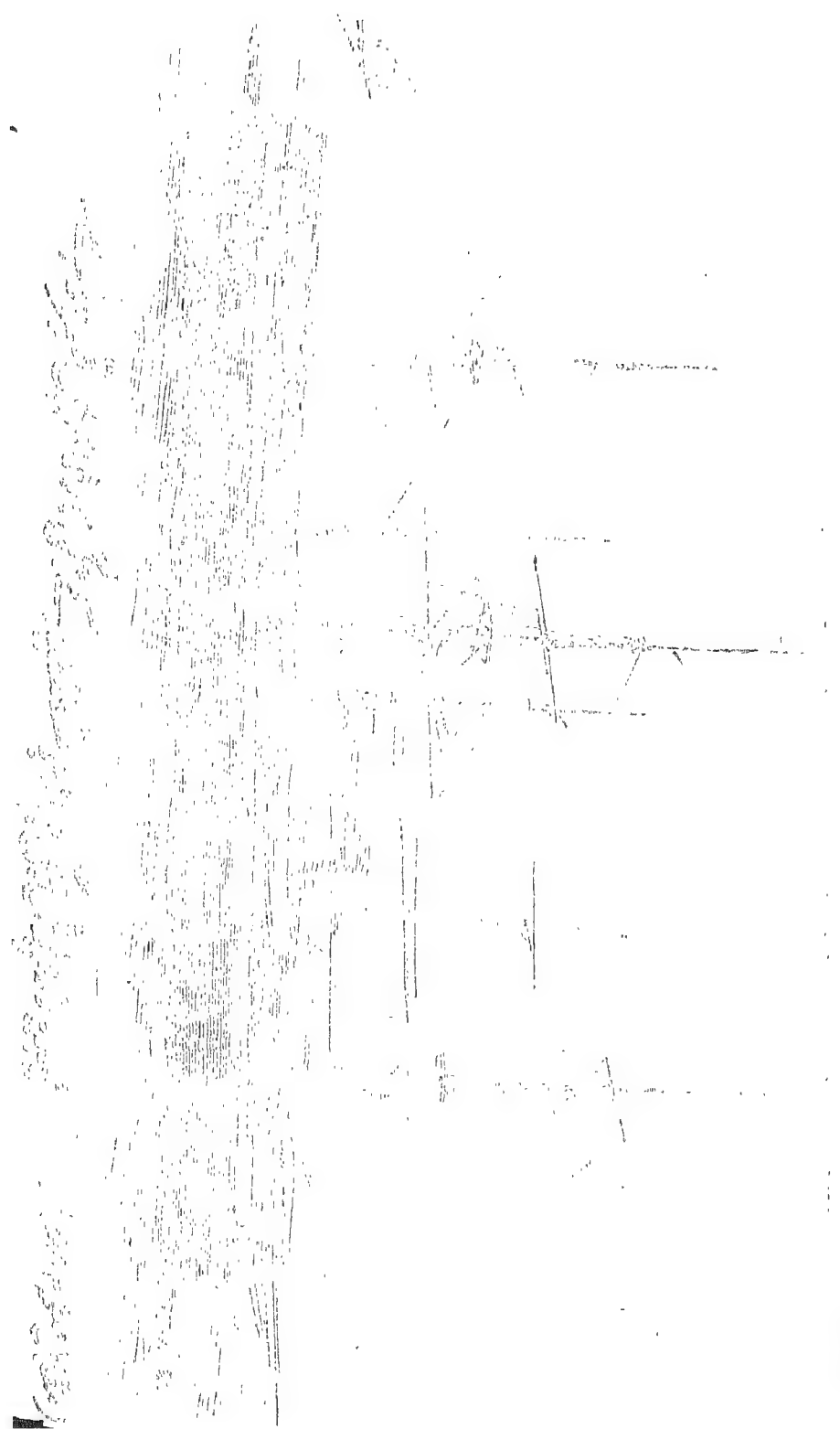


ج - ص	اسپات اور فولاد	"	"	"
ح ص خ	اسپات - فولاد - اور - کڑی	"	"	"
ح خ	اسپات اور کڑی	"	"	"
سنت	فرقہ	"	"	"
فر	فرقہ	"	"	"
م	رجل	"	"	"
متر	متر - امار	"	"	"
م - اد	مواد - (دوات)	"	"	"
اد خ	ادوات مخصوصہ	"	"	"
عد	عدد	"	"	"
م	مشق	"	"	"
م - قص	نیزہ پیر شروع شدہ	"	"	"
ل - دس	لچا - وسط	"	"	"
طرا	طریقہ	"	"	"
ن	نہ	"	"	"
ب	پہلے در (بچ)	"	"	"

(جدول آئندہ صفحات پر ملا تنظیم ہوگا)







# زرد پوش جنگی جهازات

توصیف	زرد پوش کی بندی				آلات				ذاتی سلاح				تعداد	ملاحظات
	توپ	توپ	توپ	توپ	توپ	توپ	توپ	توپ	توپ	توپ	توپ	توپ		
توپ ۱۵۰	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	توپ ۱۵۰
توپ ۱۲۰	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	توپ ۱۲۰
توپ ۱۰۰	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	توپ ۱۰۰
توپ ۸۰	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	توپ ۸۰
توپ ۶۰	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	توپ ۶۰
توپ ۴۰	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	توپ ۴۰
توپ ۳۰	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	توپ ۳۰
توپ ۲۰	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	توپ ۲۰
توپ ۱۵	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	توپ ۱۵
توپ ۱۰	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	توپ ۱۰
توپ ۵	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	توپ ۵
توپ ۳	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	توپ ۳
توپ ۲	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	توپ ۲
توپ ۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	توپ ۱
توپ ۰	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	توپ ۰

تعداد

۳۷۵

۱۵۰

توپ ۱۵۰

توپ ۱۲۰

توپ ۱۰۰

توپ ۸۰

توپ ۶۰

توپ ۴۰

توپ ۳۰

توپ ۲۰

توپ ۱۵

تاریخ عثمانی

زرد پوش جنگی بهارات

ردیف	آلات				ملاحظات			
	نوع	تعداد	واحد	ملاحظات	نوع	تعداد	واحد	ملاحظات
۱	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۲	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۳	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۴	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۵	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۶	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۷	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۸	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۹	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۱۰	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۱۱	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۱۲	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۱۳	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۱۴	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۱۵	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۱۶	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۱۷	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۱۸	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۱۹	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۲۰	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۲۱	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۲۲	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۲۳	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۲۴	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۲۵	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۲۶	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۲۷	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۲۸	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۲۹	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۳۰	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۳۱	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۳۲	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۳۳	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۳۴	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۳۵	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۳۶	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۳۷	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۳۸	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۳۹	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۴۰	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۴۱	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۴۲	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۴۳	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۴۴	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۴۵	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۴۶	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۴۷	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۴۸	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۴۹	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱
۵۰	توپ	۱	۱	۱	توپ	۱	۱	۱

۵۸۴



١٠٠

[illegible]





[illegible]



میرزا محمد علی بیگ

[illegible]



خیر و ہوش جی ہانات

شماره	نام و نام خانوادگی	تاریخ تولد	تاریخ وفات	محل تولد	محل وفات	وضعیت				توضیحات
						زناشویی	فرزند	مهر	مهر	
۱	خانم سید زینب	۱۳۰۰	۱۳۵۰	تهران	تهران	زناشویی	۳ فرزند	مهر	مهر	درگذشت
۲	خانم سید زینب	۱۳۰۰	۱۳۵۰	تهران	تهران	زناشویی	۳ فرزند	مهر	مهر	درگذشت
۳	خانم سید زینب	۱۳۰۰	۱۳۵۰	تهران	تهران	زناشویی	۳ فرزند	مهر	مهر	درگذشت
۴	خانم سید زینب	۱۳۰۰	۱۳۵۰	تهران	تهران	زناشویی	۳ فرزند	مهر	مهر	درگذشت
۵	خانم سید زینب	۱۳۰۰	۱۳۵۰	تهران	تهران	زناشویی	۳ فرزند	مهر	مهر	درگذشت
۶	خانم سید زینب	۱۳۰۰	۱۳۵۰	تهران	تهران	زناشویی	۳ فرزند	مهر	مهر	درگذشت
۷	خانم سید زینب	۱۳۰۰	۱۳۵۰	تهران	تهران	زناشویی	۳ فرزند	مهر	مهر	درگذشت
۸	خانم سید زینب	۱۳۰۰	۱۳۵۰	تهران	تهران	زناشویی	۳ فرزند	مهر	مهر	درگذشت
۹	خانم سید زینب	۱۳۰۰	۱۳۵۰	تهران	تهران	زناشویی	۳ فرزند	مهر	مهر	درگذشت
۱۰	خانم سید زینب	۱۳۰۰	۱۳۵۰	تهران	تهران	زناشویی	۳ فرزند	مهر	مهر	درگذشت

[illegible]

میرزا پور علی خان جلی بہادر

قسم اور نام	محل اوقات فاسطالی	مجموعہ فاسطالی	طریقہ							آلات	تفصیل	
			دست	محل	نوع	بلندی	انحراف	مجموعہ	میل			عدد
شماره ۱	محل اوقات فاسطالی	۱۸۶۶	خ	۲۲	۶۰۰	۲۳۰	۲۵۵	۲۳۰	۱۱۰	-	-	دست (۱) - (۲) - (۳) - (۴) - (۵) - (۶) - (۷) - (۸) - (۹) - (۱۰) - (۱۱) - (۱۲) - (۱۳) - (۱۴) - (۱۵) - (۱۶) - (۱۷) - (۱۸) - (۱۹) - (۲۰) - (۲۱) - (۲۲) - (۲۳) - (۲۴) - (۲۵) - (۲۶) - (۲۷) - (۲۸) - (۲۹) - (۳۰) - (۳۱) - (۳۲) - (۳۳) - (۳۴) - (۳۵) - (۳۶) - (۳۷) - (۳۸) - (۳۹) - (۴۰) - (۴۱) - (۴۲) - (۴۳) - (۴۴) - (۴۵) - (۴۶) - (۴۷) - (۴۸) - (۴۹) - (۵۰) - (۵۱) - (۵۲) - (۵۳) - (۵۴) - (۵۵) - (۵۶) - (۵۷) - (۵۸) - (۵۹) - (۶۰) - (۶۱) - (۶۲) - (۶۳) - (۶۴) - (۶۵) - (۶۶) - (۶۷) - (۶۸) - (۶۹) - (۷۰) - (۷۱) - (۷۲) - (۷۳) - (۷۴) - (۷۵) - (۷۶) - (۷۷) - (۷۸) - (۷۹) - (۸۰) - (۸۱) - (۸۲) - (۸۳) - (۸۴) - (۸۵) - (۸۶) - (۸۷) - (۸۸) - (۸۹) - (۹۰) - (۹۱) - (۹۲) - (۹۳) - (۹۴) - (۹۵) - (۹۶) - (۹۷) - (۹۸) - (۹۹) - (۱۰۰) - (۱۰۱) - (۱۰۲) - (۱۰۳) - (۱۰۴) - (۱۰۵) - (۱۰۶) - (۱۰۷) - (۱۰۸) - (۱۰۹) - (۱۱۰) - (۱۱۱) - (۱۱۲) - (۱۱۳) - (۱۱۴) - (۱۱۵) - (۱۱۶) - (۱۱۷) - (۱۱۸) - (۱۱۹) - (۱۲۰) - (۱۲۱) - (۱۲۲) - (۱۲۳) - (۱۲۴) - (۱۲۵) - (۱۲۶) - (۱۲۷) - (۱۲۸) - (۱۲۹) - (۱۳۰) - (۱۳۱) - (۱۳۲) - (۱۳۳) - (۱۳۴) - (۱۳۵) - (۱۳۶) - (۱۳۷) - (۱۳۸) - (۱۳۹) - (۱۴۰) - (۱۴۱) - (۱۴۲) - (۱۴۳) - (۱۴۴) - (۱۴۵) - (۱۴۶) - (۱۴۷) - (۱۴۸) - (۱۴۹) - (۱۵۰) - (۱۵۱) - (۱۵۲) - (۱۵۳) - (۱۵۴) - (۱۵۵) - (۱۵۶) - (۱۵۷) - (۱۵۸) - (۱۵۹) - (۱۶۰) - (۱۶۱) - (۱۶۲) - (۱۶۳) - (۱۶۴) - (۱۶۵) - (۱۶۶) - (۱۶۷) - (۱۶۸) - (۱۶۹) - (۱۷۰) - (۱۷۱) - (۱۷۲) - (۱۷۳) - (۱۷۴) - (۱۷۵) - (۱۷۶) - (۱۷۷) - (۱۷۸) - (۱۷۹) - (۱۸۰) - (۱۸۱) - (۱۸۲) - (۱۸۳) - (۱۸۴) - (۱۸۵) - (۱۸۶) - (۱۸۷) - (۱۸۸) - (۱۸۹) - (۱۹۰) - (۱۹۱) - (۱۹۲) - (۱۹۳) - (۱۹۴) - (۱۹۵) - (۱۹۶) - (۱۹۷) - (۱۹۸) - (۱۹۹) - (۲۰۰) - (۲۰۱) - (۲۰۲) - (۲۰۳) - (۲۰۴) - (۲۰۵) - (۲۰۶) - (۲۰۷) - (۲۰۸) - (۲۰۹) - (۲۱۰) - (۲۱۱) - (۲۱۲) - (۲۱۳) - (۲۱۴) - (۲۱۵) - (۲۱۶) - (۲۱۷) - (۲۱۸) - (۲۱۹) - (۲۲۰) - (۲۲۱) - (۲۲۲) - (۲۲۳) - (۲۲۴) - (۲۲۵) - (۲۲۶) - (۲۲۷) - (۲۲۸) - (۲۲۹) - (۲۳۰) - (۲۳۱) - (۲۳۲) - (۲۳۳) - (۲۳۴) - (۲۳۵) - (۲۳۶) - (۲۳۷) - (۲۳۸) - (۲۳۹) - (۲۴۰) - (۲۴۱) - (۲۴۲) - (۲۴۳) - (۲۴۴) - (۲۴۵) - (۲۴۶) - (۲۴۷) - (۲۴۸) - (۲۴۹) - (۲۵۰) - (۲۵۱) - (۲۵۲) - (۲۵۳) - (۲۵۴) - (۲۵۵) - (۲۵۶) - (۲۵۷) - (۲۵۸) - (۲۵۹) - (۲۶۰) - (۲۶۱) - (۲۶۲) - (۲۶۳) - (۲۶۴) - (۲۶۵) - (۲۶۶) - (۲۶۷) - (۲۶۸) - (۲۶۹) - (۲۷۰) - (۲۷۱) - (۲۷۲) - (۲۷۳) - (۲۷۴) - (۲۷۵) - (۲۷۶) - (۲۷۷) - (۲۷۸) - (۲۷۹) - (۲۸۰) - (۲۸۱) - (۲۸۲) - (۲۸۳) - (۲۸۴) - (۲۸۵) - (۲۸۶) - (۲۸۷) - (۲۸۸) - (۲۸۹) - (۲۹۰) - (۲۹۱) - (۲۹۲) - (۲۹۳) - (۲۹۴) - (۲۹۵) - (۲۹۶) - (۲۹۷) - (۲۹۸) - (۲۹۹) - (۳۰۰) - (۳۰۱) - (۳۰۲) - (۳۰۳) - (۳۰۴) - (۳۰۵) - (۳۰۶) - (۳۰۷) - (۳۰۸) - (۳۰۹) - (۳۱۰) - (۳۱۱) - (۳۱۲) - (۳۱۳) - (۳۱۴) - (۳۱۵) - (۳۱۶) - (۳۱۷) - (۳۱۸) - (۳۱۹) - (۳۲۰) - (۳۲۱) - (۳۲۲) - (۳۲۳) - (۳۲۴) - (۳۲۵) - (۳۲۶) - (۳۲۷) - (۳۲۸) - (۳۲۹) - (۳۳۰) - (۳۳۱) - (۳۳۲) - (۳۳۳) - (۳۳۴) - (۳۳۵) - (۳۳۶) - (۳۳۷) - (۳۳۸) - (۳۳۹) - (۳۴۰) - (۳۴۱) - (۳۴۲) - (۳۴۳) - (۳۴۴) - (۳۴۵) - (۳۴۶) - (۳۴۷) - (۳۴۸) - (۳۴۹) - (۳۵۰) - (۳۵۱) - (۳۵۲) - (۳۵۳) - (۳۵۴) - (۳۵۵) - (۳۵۶) - (۳۵۷) - (۳۵۸) - (۳۵۹) - (۳۶۰) - (۳۶۱) - (۳۶۲) - (۳۶۳) - (۳۶۴) - (۳۶۵) - (۳۶۶) - (۳۶۷) - (۳۶۸) - (۳۶۹) - (۳۷۰) - (۳۷۱) - (۳۷۲) - (۳۷۳) - (۳۷۴) - (۳۷۵) - (۳۷۶) - (۳۷۷) - (۳۷۸) - (۳۷۹) - (۳۸۰) - (۳۸۱) - (۳۸۲) - (۳۸۳) - (۳۸۴) - (۳۸۵) - (۳۸۶) - (۳۸۷) - (۳۸۸) - (۳۸۹) - (۳۹۰) - (۳۹۱) - (۳۹۲) - (۳۹۳) - (۳۹۴) - (۳۹۵) - (۳۹۶) - (۳۹۷) - (۳۹۸) - (۳۹۹) - (۴۰۰) - (۴۰۱) - (۴۰۲) - (۴۰۳) - (۴۰۴) - (۴۰۵) - (۴۰۶) - (۴۰۷) - (۴۰۸) - (۴۰۹) - (۴۱۰) - (۴۱۱) - (۴۱۲) - (۴۱۳) - (۴۱۴) - (۴۱۵) - (۴۱۶) - (۴۱۷) - (۴۱۸) - (۴۱۹) - (۴۲۰) - (۴۲۱) - (۴۲۲) - (۴۲۳) - (۴۲۴) - (۴۲۵) - (۴۲۶) - (۴۲۷) - (۴۲۸) - (۴۲۹) - (۴۳۰) - (۴۳۱) - (۴۳۲) - (۴۳۳) - (۴۳۴) - (۴۳۵) - (۴۳۶) - (۴۳۷) - (۴۳۸) - (۴۳۹) - (۴۴۰) - (۴۴۱) - (۴۴۲) - (۴۴۳) - (۴



فهرده پوش جنگی جهازات

نام و قسم	میتواند تا چند نفر	کدام	مدل	رنگ	توضیحات				آلات				تاریخ
جهازات نقل	۱۸۶۳	ح	۸۲	۱۱	۱۰	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
بال	۱۸۶۳	ح	۸۲	۱۱	۱۰	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
شامیه	۱۸۶۳	ح	۸۲	۱۱	۱۰	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
مقدم شورت	۱۸۶۳	ح	۸۲	۱۱	۱۰	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
یک سرت	۱۸۶۳	ح	۸۲	۱۱	۱۰	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
پیر ترفیق	۱۸۶۳	ح	۸۲	۱۱	۱۰	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
دو لایه الماس	۱۸۶۳	ح	۸۲	۱۱	۱۰	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
جهازات نقل	۱۸۶۳	ح	۸۲	۱۱	۱۰	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
بال	۱۸۶۳	ح	۸۲	۱۱	۱۰	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
شامیه	۱۸۶۳	ح	۸۲	۱۱	۱۰	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
مقدم شورت	۱۸۶۳	ح	۸۲	۱۱	۱۰	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
یک سرت	۱۸۶۳	ح	۸۲	۱۱	۱۰	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
پیر ترفیق	۱۸۶۳	ح	۸۲	۱۱	۱۰	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
دو لایه الماس	۱۸۶۳	ح	۸۲	۱۱	۱۰	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱

سیر	۱۸۷۱	خ	۷۴	۱۲	۴۰۰	۱۲۵۱۲	۲۵۰۰	۱۰۰۰	۰	د (۲) ح (۲)
از جید	۱۸۴۱	خ	۶۱	۱۱	۱۰۰	۷۰۰	۳۰۰	۷۰	۰	"
فیض باری	۱۸۴۵	خ	۶۹	۱۲	۴۰۰	۴۰۰	۴۵۰	۷۰	۰	"
مجید	۱۸۴۵	خ	۶۹	۱۲	۴۰۰	۴۰۰	۴۵۰	۷۰	۰	"
مرد و نورت	۱۸۴۹	خ	۱۲۰	۱۳	۵۰۰	۵۰۰	۸۰۰	۷۰	۰	"
شمار نورت	۱۸۴۹	خ	۱۲۰	۱۳	۵۰۰	۵۰۰	۸۰۰	۷۰	۰	"
ظائف	۱۸۷۱	خ	۸۴	۱۲	۵۰۰	۵۰۰	۴۵۰	۷۰	۰	"
رکاب بد و الیوب										
ارکادی	۱۸۴۹	خ	۷۸	۸	۱۰۰	۷۰	۲۵۰	۱۵۰	۰	د (۲) ح (۲)
آثار نورت	۱۸۴۲	خ	۷۲	۱۰	۷۰	۷۰	۳۴۴	۱۲۰	۰	"
کینیا	۱۸۴۲	خ	۷۲	۸	۲۰	۲۰	۱۸۰	۱۲۰	۰	د (۲) ح (۲)
فرا	۱۸۴۵	خ	۷۹	۹	۰۰	۰۰	۲۵۰	۱۲۰	۰	"
اسماعیل	۱۸۴۵	خ	۷۹	۹	۰۰	۰۰	۲۵۰	۱۲۰	۰	د (۲) ح (۲)



خیر زده پوش جنگی جہازات

نام و قسم	تعداد	مبلغ							ملاحظات
		کالہ	بند	بند	بند	بند	بند	بند	
جہازات نقل	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	بیل
رغاس جالے	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	شادیم
مقدس شربت	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	مقدس شربت
بیکسرت	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	بیکسرت
بہر ترغیب	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	بہر ترغیب
دو لایہ الی نقل کے جہازات	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	دو لایہ الی نقل کے جہازات
جہازات نقل	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	جہازات نقل
رغاس جالے	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	رغاس جالے
مقدس شربت	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	مقدس شربت
بیکسرت	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	بیکسرت
بہر ترغیب	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	بہر ترغیب
دو لایہ الی نقل کے جہازات	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	۱۸۶۳	دو لایہ الی نقل کے جہازات

ردیف	نام	تاریخ	مبلغ	نوع	ملاحظات
۱	آقای محمد علی	۱۳۰۱	۱۰۰	ح	پایه
۲	"	۱۳۰۲	۲۰۰	ح	"
۳	"	۱۳۰۳	۳۰۰	ح	"
۴	"	۱۳۰۴	۴۰۰	ح	"
۵	"	۱۳۰۵	۵۰۰	ح	"
۶	"	۱۳۰۶	۶۰۰	ح	"
۷	"	۱۳۰۷	۷۰۰	ح	"
۸	"	۱۳۰۸	۸۰۰	ح	"
۹	"	۱۳۰۹	۹۰۰	ح	"
۱۰	"	۱۳۱۰	۱۰۰۰	ح	"
۱۱	"	۱۳۱۱	۱۱۰۰	ح	"
۱۲	"	۱۳۱۲	۱۲۰۰	ح	"
۱۳	"	۱۳۱۳	۱۳۰۰	ح	"
۱۴	"	۱۳۱۴	۱۴۰۰	ح	"
۱۵	"	۱۳۱۵	۱۵۰۰	ح	"
۱۶	"	۱۳۱۶	۱۶۰۰	ح	"
۱۷	"	۱۳۱۷	۱۷۰۰	ح	"
۱۸	"	۱۳۱۸	۱۸۰۰	ح	"
۱۹	"	۱۳۱۹	۱۹۰۰	ح	"
۲۰	"	۱۳۲۰	۲۰۰۰	ح	"
۲۱	"	۱۳۲۱	۲۱۰۰	ح	"
۲۲	"	۱۳۲۲	۲۲۰۰	ح	"
۲۳	"	۱۳۲۳	۲۳۰۰	ح	"
۲۴	"	۱۳۲۴	۲۴۰۰	ح	"
۲۵	"	۱۳۲۵	۲۵۰۰	ح	"
۲۶	"	۱۳۲۶	۲۶۰۰	ح	"
۲۷	"	۱۳۲۷	۲۷۰۰	ح	"
۲۸	"	۱۳۲۸	۲۸۰۰	ح	"
۲۹	"	۱۳۲۹	۲۹۰۰	ح	"
۳۰	"	۱۳۳۰	۳۰۰۰	ح	"
۳۱	"	۱۳۳۱	۳۱۰۰	ح	"
۳۲	"	۱۳۳۲	۳۲۰۰	ح	"
۳۳	"	۱۳۳۳	۳۳۰۰	ح	"
۳۴	"	۱۳۳۴	۳۴۰۰	ح	"
۳۵	"	۱۳۳۵	۳۵۰۰	ح	"
۳۶	"	۱۳۳۶	۳۶۰۰	ح	"
۳۷	"	۱۳۳۷	۳۷۰۰	ح	"
۳۸	"	۱۳۳۸	۳۸۰۰	ح	"
۳۹	"	۱۳۳۹	۳۹۰۰	ح	"
۴۰	"	۱۳۴۰	۴۰۰۰	ح	"
۴۱	"	۱۳۴۱	۴۱۰۰	ح	"
۴۲	"	۱۳۴۲	۴۲۰۰	ح	"
۴۳	"	۱۳۴۳	۴۳۰۰	ح	"
۴۴	"	۱۳۴۴	۴۴۰۰	ح	"
۴۵	"	۱۳۴۵	۴۵۰۰	ح	"
۴۶	"	۱۳۴۶	۴۶۰۰	ح	"
۴۷	"	۱۳۴۷	۴۷۰۰	ح	"
۴۸	"	۱۳۴۸	۴۸۰۰	ح	"
۴۹	"	۱۳۴۹	۴۹۰۰	ح	"
۵۰	"	۱۳۵۰	۵۰۰۰	ح	"

خیزه پوش جنگی جهازات

نوع	اوقات				مکان				تعداد	ملاحظات	توضیحات
	نوع	تعداد	مکان	مکان	نوع	تعداد	مکان	مکان			
نوع	نوع	۱	۱	۱	نوع	۱	۱	۱	۱	۱	نوع
	نوع	۱	۱	۱	نوع	۱	۱	۱	۱	۱	نوع
	نوع	۱	۱	۱	نوع	۱	۱	۱	۱	۱	نوع
	نوع	۱	۱	۱	نوع	۱	۱	۱	۱	۱	نوع
	نوع	۱	۱	۱	نوع	۱	۱	۱	۱	۱	نوع
نوع	نوع	۱	۱	۱	نوع	۱	۱	۱	۱	۱	نوع
	نوع	۱	۱	۱	نوع	۱	۱	۱	۱	۱	نوع
	نوع	۱	۱	۱	نوع	۱	۱	۱	۱	۱	نوع
	نوع	۱	۱	۱	نوع	۱	۱	۱	۱	۱	نوع
	نوع	۱	۱	۱	نوع	۱	۱	۱	۱	۱	نوع
نوع	نوع	۱	۱	۱	نوع	۱	۱	۱	۱	۱	نوع
	نوع	۱	۱	۱	نوع	۱	۱	۱	۱	۱	نوع
	نوع	۱	۱	۱	نوع	۱	۱	۱	۱	۱	نوع
	نوع	۱	۱	۱	نوع	۱	۱	۱	۱	۱	نوع
	نوع	۱	۱	۱	نوع	۱	۱	۱	۱	۱	نوع
نوع	نوع	۱	۱	۱	نوع	۱	۱	۱	۱	۱	نوع
	نوع	۱	۱	۱	نوع	۱	۱	۱	۱	۱	نوع
	نوع	۱	۱	۱	نوع	۱	۱	۱	۱	۱	نوع
	نوع	۱	۱	۱	نوع	۱	۱	۱	۱	۱	نوع
	نوع	۱	۱	۱	نوع	۱	۱	۱	۱	۱	نوع

شماره	تاریخ	شرح	مبلغ	بابت	ملاحظات
۱	۱۳۹۵	خرید	۱۰۰	بابت	...
۲	۱۳۹۶	فروش	۲۰۰	بابت	...
۳	۱۳۹۷	خرید	۱۵۰	بابت	...
۴	۱۳۹۸	فروش	۳۰۰	بابت	...
۵	۱۳۹۹	خرید	۲۵۰	بابت	...
۶	۱۴۰۰	فروش	۴۰۰	بابت	...
۷	۱۴۰۱	خرید	۳۵۰	بابت	...
۸	۱۴۰۲	فروش	۵۰۰	بابت	...
۹	۱۴۰۳	خرید	۴۵۰	بابت	...
۱۰	۱۴۰۴	فروش	۶۰۰	بابت	...
۱۱	۱۴۰۵	خرید	۵۵۰	بابت	...
۱۲	۱۴۰۶	فروش	۷۰۰	بابت	...
۱۳	۱۴۰۷	خرید	۶۵۰	بابت	...
۱۴	۱۴۰۸	فروش	۸۰۰	بابت	...
۱۵	۱۴۰۹	خرید	۷۵۰	بابت	...
۱۶	۱۴۱۰	فروش	۹۰۰	بابت	...
۱۷	۱۴۱۱	خرید	۸۵۰	بابت	...
۱۸	۱۴۱۲	فروش	۱۰۰۰	بابت	...
۱۹	۱۴۱۳	خرید	۹۵۰	بابت	...
۲۰	۱۴۱۴	فروش	۱۱۰۰	بابت	...

# غیر زرہ پوش جہازات جنگی

نام و درجہ	درجہ و نام	طول و عرض				آلات			توضیح
		طول	عرض	بندی	باز و درازی	تیم و طاق	یزری	رفاس	
جہازات برآ	سہ	دکات	میٹر	میٹر	میٹر	سہوکر	میل	عدد	من
تشریفہ	۱۸۷۶	خ	۰	۰	۰	۲۵	۱۲۰		
قر	۰	۰	۰	۰	۰	۰			
توچانہ	۰	خ	۰	۰	۰	۶۰	۱۰۶		
یکی قبو	۰	ح	۰	۰	۰	۶۰	۱۰۶		
یلدزد (۱)	۰	۰	۰	۰	۰				
سفائن بر فاس		فٹ	فٹ	فٹ					
شادیہ	۱۸۵۴	خ	۲۱۹۸	۵۶۹	۲۸۵۵	۳۳۸۰	۶۰۰	۱	۰
فتیہ (رگروٹوکی مدر)	۱۸۵۵	خ	۲۱۹۸	۵۶۹	۲۸۵۵	۳۳۸۰	۶۰۰	۱	۰
بارین باشراع									
نواثر	۱۸۴۲	۰	۰	۰	۰	۱۵۹			
نویہ فترج	۱۸۴۲	۰	۰	۰	۰	۳۴۶۶			

(۱) اسکے علاوہ دارالصناعت کی خدمتہاں خاص پر حسب ذیل کشتیاں آدہیں تھیں ہیں۔ اختر۔  
 بولایر۔ لوازم حیدریہ۔ میٹر۔ طابزون۔ پرتو۔ کوکھو۔ سہولت۔ غیرت۔ زینت۔ ہیمنت۔ سیف سمک  
 صیاد۔ نوروز۔ جیلان۔ کلید بحر۔ شرف۔ توفیقہ۔ ناسید۔ ثروت۔ برعشتہ۔ قواچی۔ ناچر۔  
 ہدایت۔ ۱۰۵۔ از سالنامہ بحریتہ +

# غیر زرہ پوش جہازات

توپیں	آلات	وزن					دعا میں ڈالو کی تاریخ	نام اور قسم
		بازو دھری	بندی	عرض	طول	دھات کی قسم		
(۳)		۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	دھات	۱۸۹۳	بصرہ کا جنگی بیڑہ
(۴)								جران نہر
(۳)								نصرت غریز
(۳)								طیر نہری
(۳)						خ		طوبار
						خ		تساح نہر دھنگ دریا
(۳)							۱۸۹۳	۱۸ دوس نوجہاز بن دی ہیں
								مختلف دخانی جہاز
			۱۰۵			ح		آلوس بدولاب
(۴)	۱۱۰	۵۰۰	۲۰۲۰	۴۰۰	۴۰	ح		آلور
						ح		بغداد
						ح		بصرہ
			۱۰۰	۶۰	۶۰	ح		مسقط
						ح		تاوس
(۲)	۹۰	۱۴۰	۲۰۲۰	۶۰۰	۶۵	ح		نجد برقاس
			۲۰۲۰	۴۰	۶۰	ح		نورات بدولاب
			۲۰	۴۰	۶۰	ح		برصاف
						ح		تکایف برقاس
		۱۰۰				خ	۱۸۵۹	تکلیج علی بدولاب
	۱۰	۱۰۰				خ	۱۸۵۹	غیرالدین

## غیر زرہ پوش جہازات

حکومت کے بادبانی جہازات جو ادارہ مخصوصہ کی جہازات کہلاتے ہیں

نام جہاز	بار برداری ٹن	نام جہاز	بار برداری ٹن	نام جہاز	بار برداری ٹن
ارسلان	۱۴۹۱	نجد	۲۰۰	ازمید	۱۳۸
سکودلی	۱۳۰۳	کریٹ	۳۸۲	موصل	۱۳۰
حسن پاشا	۱۲۰۵	بنغازی	۳۵۷	اناطولی	۱۲۲
علی صبا پاشا	۱۱۸۵	لطفیہ	۳۳۳	سکھورطاغی	۹۲
کامل پاشا	۱۱۸۴	استنبیہ	۲۷۲	احسان	۹۰
ترک	۱۱۱۹	تجارت بحری	۲۵۹	نرہیتیہ	۷۵
شوفرسان	۱۱۱۶	پلوذ	۲۲۱	مالیتیہ	۷۵
مارتوفیق	۱۱۱۶	سکہ کلرک	۲۱۷	قاضی کوئی	۷۵
قیصری	۹۹۳	ادرمید	۱۸۰	آیدین	۱۰۰
چلان	۹۹۳	سلوری	۱۰۲	شامین	۵۵
بحر جدید	۸۹۵	فنائی	۱۵۰	بندک	۵۰
ستقاریہ	۸۸۰	مرمرہ	۱۵۰	قرنال	۵۰
جانیگ	۸۶۶	مدار فوائد	۱۵۰	مسعود	۴۱
طولہ بونچہ	۵۲۲	ہکبہ لی	۱۵۰	شمس	۳۰
پارس	۵۱۵	ہرکہ	۱۵۰	یکی قبو	
سلانیگ	۵۰۶	قادریہ	۱۲۹		

علاوہ اس کے اس صیفہ میں دو دفائی جہازات بھی ہیں

# دریائے عمان کی انتظامی جہازات بصرہ میں

نام	جسامت بحساب ٹن	طول	عرض
		فٹ	فٹ
موصل	۵۳۸	۱۹۰۰	۲۲۰۰
قرات	۳۸۹	۱۴۸۰	۲۱۰۰
رمافہ	۳۲۶	۱۴۵۰	۱۵۰۰
مسکت	۳۱۳	۱۵۰۰	۲۱۰۰
بغداد	۱۶۱	۱۲۲۰	۱۵۰۰
غزینیہ	۱۲۹	۱۲۰۰	۲۰۰۰
بصرہ	۱۰۰	۱۲۰۰	۱۳۰۰
شہباز	۷۰	۵۶۰	۱۲۰۰
شریا	۶۵	۶۲۰	۰۹۰۰
حدید	۶۲	۵۲۰	۱۰۰۰



# پندرہویں فصل

## دولت علیہ عثمانیہ کی بری جنگی قوت یورپین ترکی میں مدافعت کے طریقے اور وہاں کے قلعے اور مورچے

ترکی کا مسئلہ اب لے دیکر صرف شہر قسطنطنیہ ہی میں منحصر رہ گیا ہے اور تمام یورپ کے پولیٹکل ممبرین نے باتفاق رائے یہ بات مان لی ہے کہ اس شہر کو روسی حکومت کے قابو سے محفوظ رکھنے کے لئے سلطنت عثمانیہ کا قائم رکھنا اور اس شہر کو اسکا دارالسلطنت رہنے دینا بحد ضروری ہے چنانچہ اسی امر کے لئے دول نظام نے کئی ایک خاص معاہدات کئے ہیں جنہیں سب سے زیادہ مشہور معاہدہ پیرس ہے اور اسکا ثبوت یوں بھی ملتا ہے کہ دول نے ترکی یورپین علاقوں کو اس سے جدا کرنے اور آزاد بنادینے میں جیسی بد معاملگی سے کام لیا ہے باوجود اسکے انہوں نے شہر قسطنطنیہ یا اس کے مضافات پر ہاتھ ڈالنے کا کبھی ارادہ نہیں کیا۔ یہی وجہ ہے کہ یورپین ترکی کی تمام قوت مدافعت محض اس ایک شہر پر منحصر رہ گئی ہے۔ اگرچہ معاہدہ برکن میں ۱۲ جولائی ۱۸۷۸ء کو یہ بات طے پا گئی تھی کہ بلغاریا کی خود مختار ریاست کو ہستان بلقان کے سلسلہ پر قابض ہونے کی بجائے بلقان ضرورت عثمانی سپاہ اس قدر قوی مستحکم مقام کو اپنے تصرف میں لے سیکے گی تاہم بعد میں اس معاہدہ کے اندر ایسا کچھ رد و بدل ہوا کہ یہ حق ترکی سے چھن گیا اور اب وہ

اس نفیس اور طبعی دفاعی لین سے فائدہ نہیں اٹھا سکتی لہذا اس وقت یورپ کے خطہ میں سلطنت عثمانیہ کے پاس کوئی ایسی عرصہ سرحدی لین نہیں ہے جو قدرتنا مستحکم اور مدافعت کے لائق موزوں ہو اور اس کے قلب یعنی پائے تخت کو خشکی کی طرف سے حملہ آور غنیم کے روکنے کا فائدہ دے سکے۔ درحقیقت خرابی یہ ہے کہ روسی حکومت نے معاہدہ پیرس کا مطلقاً لحاظ نہیں کیا ہے اور بحیرہ اسود میں ایک زبردست جنگی بیڑہ رکھ چھوڑنے کے علاوہ وہاں جہاز سازی کا کارخانہ اور مرمت جہازات کے متعدد جنگی گھاٹ بنوائے ہیں جس کے ذریعہ سے وہ باسانی بحری راستہ سے دولت علیہ کی سرزمین پر تاخت و تاراج کر سکتا ہے۔ غرض کہ مذکورہ بالا وجوہ اور اسباب سو دولت عثمانیہ کو اس بات کی بوجہ ضرورت تھی کہ وہ اپنے قلب اور پائے تخت شہر قسطنطنیہ کی ایسی اعلیٰ درجہ کی قلعہ بندی کرے کہ خشکی اور تری دونوں جانب سے اس کی مدافعت کا پہلو زبردست ہو جائے اور غنیم خواہ کتنی ہی طاقت صرف کرے مگر وہ اس شہر پر کامیاب نہ ہو سکے۔ اور ڈارڈنلہا اور بوسفورس کی دونوں آبائیوں کو بند کر کے بحری راستہ سے غنیم کا اس شہر کے نزدیک آسنا محال بنا دے۔

چونکہ یہ امر نامکن تھا کہ بری جانب سے مدافعت کے اسباب محض شہر قسطنطنیہ ہی پر منحصر رہیں اس لئے ضرورت ہوئی کہ آستانہ علیہ کے آگے ہی چند مستحکم مقامات کی قلعہ بندی کر لی جائے کہ وہاں سے بقیہ یورپین علاقوں پر پہنچا جاسکے اور اسکے علاوہ یورپ کے ملکوں سے ڈانڈا منیڈی رہنے کے باعث سلطنت کا شرف قائم رہ سکے۔ اس لئے شہر ایڈریا ذیل کو جو بہت اہم موقع پر واقع اور ان رستوں کا خط اتصال ہے جو کہ ہستان رودوب سے کلک قسطنطنیہ کی جانب آتے ہیں اور یہ شہر اس کے ہستان کو ہمار زمین سے جدا بناتا ہوا حد فاصل کا ہی کام دیتا ہے علاوہ بریں یہ شہر دو بڑی وادیوں مرتیج اور لونجیم کے بھی خط اتصال پر واقع ہے۔ چنانچہ دولت علیہ نے یہاں جوہ زبردست مٹی کے قلعہ زمانہ حال کی جدید وضع پر بنوائے ہیں اور یہ سب قلعے اس طرح دونوں دریاؤں کے کناروں پر آئینے سامنے واقع ہیں کہ بوقت جنگ اپنے

ہر طرف مافقت کا کام لینا آسان ہے اور فوجیں بڑی سرعت کے ساتھ اپنا رخ بدل سکتی ہیں۔

شہر قسطنطنیہ کو خلیج ایونی یا خلیج گولڈن ہارن (شاخ زرتین) دو حصوں میں تقسیم کر رہی ہے جنوبی حصہ استنبول اور شمالی حصہ کلاٹا، اور پیرا (بک اوغلی) کہلاتا ہے۔ استنبول خشکی کی طرف سے بذریعہ ایک قدیم اور مستحکم شہر بنانہ کے محفوظ ہے۔ یہ شہر بنانہ قلعہ یدئی قلہ (ہفت برج) سے شروع ہو کر خلیج شاخ زرتین تک بسمت جنوب پہیلی چلی گئی ہے اور محکمہ ابی ایوب انصاری کو باہر چھوڑ دیا ہے۔ قسطنطنیہ کو بحالہ مستحکم ایک بڑی اور زبردست دفاعی لین محفوظ بناتی ہے جسے ”خط کاغذ خانہ“ کہتے ہیں یہ خط تین متوازی لینوں سے جو یک مستحکم میں مرکب ہوتا ہے اور ان لینوں میں سب سے دور والی لین بحیرہ مارمرہ سے آغاز ہو کر کمری کوئی نامی بستی سے ہوتی ہوئی بیوک ورہ کے نزدیک ساحل دریا سے باسفرس پر ختم ہوتی ہے۔ دوسری لین شمال رویہ پہلی لین کو قوت پہنچاتی ہے۔ یہ دونوں خط فوجی بارکوں سے ملکر بنتے ہیں۔ تیسری لین ان دونوں لینوں کے قلب میں ان بڑی بڑی فوجی بارکوں سے مرکب ہے جو براہ راست شہر کو اپنے زیر حفاظت لے لیں اور ان بارکوں کے نام بارک داؤد پاشا اور رامرز چنگک مغربی سمت میں، اور قلعہ طابیه، بارک توپچیہ اور بارک حمیدۃ شمالی سمت میں ہیں۔ دوسری دفاعی لین جو خط چتالو کے نام سے مشہور ہے وہ قسطنطنیہ کے مغربی جانب ایک دن کے پیدل راستہ پر واقع ہے اور بحیرہ اسود کے نزدیک سے آغاز ہو کر بحیرہ مارمرہ تک چلا آتا ہے۔ اس کا عرض تقریباً ۳۰ کیلومیٹر (۲۵ میل) کے برابر ہوگا، یہ خط ہر ایک فوج کو چاہے وہ کتنی ہی بہاری ہو شہر قسطنطنیہ کی نزدیک آنے سے روکتا ہے اس لین میں بکثرت مستحکم مقامات، مورچے، خندقیں اور توپخانہ کی لڑیاں موجود ہیں جنہیں (۲۵) توپیں مختلف پیمانوں اور قطروں کی ہیں اور (۲۰) پہاڑی توپیں موجود ہوتی ہیں اسکے ماسوا ہر طرح کا سامان جنگ کافی مقدار میں یہاں جمع رکھا جاتا ہے اسی کے ساتھ جو شخص ترکوں کی جنگجوئی اور ان کے لڑنے مرنے پر ثابت

قدم رہنے کے اوصاف کا عالم ہوگا وہ بخوبی تصور کر سکتا ہے کہ ایسی سخت رکاوٹوں کو دور کر کے شہر قسطنطنیہ پر حملہ کرنا کس قدر دشوار امر ہے ہاں جب اربوں روپیہ اور لاکھوں جانیں تلف کر دی جائیں تو شاید یہ کڑی چھبیلکہ شہر پر حملہ ہو سکے جہاں پھر ویسا ہی قیامت خیز معرکہ پڑیگا +

اب یہی بات کہ شہر مذکور کو بحری جانب سے بچالینا کیسا ہے؟ تو یہ بہت ہی آسان امر ہے اور اس میں قدرتی رکاوٹیں اس قدر واقع ہیں کہ زبردست سے زبردست جنگی بیڑہ بھی شہر کے قریب مُسَلَّم نہیں آ سکتا کیونکہ بحری راستہ قسطنطنیہ کا دو ٹنگ آبناؤں ڈارڈنلز اور باسفیس میں ہو کر آتا ہے۔ آبنائے باسفیس ایک بڑی سخت پریچ نہر ہے اسکا طول تیس کلومیٹر اور عرض کہیں چھ سو اور کسی جگہ تین ہزار میٹر تک ہے اسکے دونوں کناروں پر بڑے زبردست جنگی قلعے بنے ہیں جنہر کپ کی جہاز شکن توپیں بکثرت چڑھی ہیں اور بوقت ضرورت تمام آبنائے بحری سُرنگوں سے بھر دی جاسکتی ہے جو ہزاروں جہازات کو دم بھر میں غرق کر سکیں۔ آبنائے مذکور کے سوا حل پر زیادہ شہور قلعے حسب ذیل ہیں:-

روم اٹلی تواق - اٹلی طابہ - یورپین ساحل پر - اناطولی تواق اور یوشع یا جبار قلعہ سی - ایشیائی ساحل پر - اس آبنائے کا دائرہ بھرہ اسود کی طرف سے روسیلی تاقاری اور اناطولی تاقاری نامی دو قلعوں کی حفاظت میں ہے اور ان دونوں قلعوں کی حفاظت بھی چند زبردست مورچے کرتے ہیں جو جہازوں اور کشتیوں کو سال کے عرصہ تک آنے نہیں دیتے جنوبی سمت میں خاص شہر قسطنطنیہ کے سامنے دو نئے قلعے ہر دو کناروں پر اور یہی بنے ہیں جو اگرچہ چنداں اہم نہیں تاہم کام دے سکتے ہیں اور یہ معلوم ہیں کہ یہ چند باڑیاں موجود ہیں جنکے گولے باہم تقاطع کر جاتے ہیں۔ اور یہ تمام مضبوطیاں اگر آبنائے مذکور میں جنگی جہازوں کا گزرنا غیر ممکن نہیں بتاتی ہیں تو کم از کم اسے سخت دشوار اور خطرناک ضرور قرار دیتی ہیں +

آبنائے ڈارڈنلز کا طول (۷۵) کلومیٹر اور عرض (۱۲۰۰) سے لیکر (۵۰۰)

میشرنگ کے مابین مختلف ہے اسی طرح اُس کی گہرائی (۵۰) اور (۶۰) میٹر کے ہیں مختلف ہے اسکے محافظ قلعے بحیرہ ابیض متوسط کی جانب سے آبنائے کو انتہائی سروں پر واقع ہیں جنکے علاوہ شمالی کنارہ پر بہت سے دوسرے قلعے آبنائے کے تنگ ترین مقام پر پہیلے چلے گئے ہیں انجاں پانی کی روانی بہت سخت اور تیز ہوتی ہے کیونکہ ایک طرف سے بحر ابیض کی زبردست لہریں اور دوسری جانب سے بحیرہ مارمرہ کی موجیں دہاں آپس میں آکر ٹکراتی ہیں اور آبنائے کے پانی کو حد درجہ کا مٹلاطم بنا دیتی ہیں۔ اس آبنائے کا دلائہ یورپین ساحل کے قلعہ اور مورچہ جات سد البحر کی حفاظت میں اور ایشیائی ساحل کے حصار سلطانی کی حراست میں دونوں طرف سے مہمیں بنا دیا گیا ہے اور یہ قلعے اگرچہ ایک دوسرے سے تقریباً چار کیلو میٹر کے فاصلہ پر ہیں تاہم انکی گولہ باری باہم بخوبی کر اس کر لیتی ہے اور ایک دوسرے کو کاٹ جاتی ہے۔ اسکے سوار کستہ میں دونوں کناروں پر بیسیوں نئے اور پرانے قلعے تعمیر و درست کر لئے گئے ہیں جنسے یہ آبنائے اس قدر دشوار گزار ہو گئی ہے کہ تقریباً اس میں سے کسی کا گزر سکنا محال ہے۔ ایشیائی ساحل پر چناق قلعہ - اور یورپین ساحل پر قلعہ سد البحر یا کلید بجر - آبنائے کے ایسے تنگ حصہ پر واقع ہیں جہاں عرض (۱۲۰۰) میٹر سے زائد نہیں اور جسکو بوقت ضرورت فوراً آہنی زنجیروں اور تار پیڈ و بخیرہ آلات سے بھی بند دیا جاسکتا ہے پہرہ سب قلعے اور مورچے وغیرہ ایسی زبردست اور تیز دم دور تاک مار کرنے والی قلعہ شکن توپوں سے آراستہ ہیں جو بالکل تازہ ترین وضع اور ساخت کی ہیں نیز ہر وقت ان قلعوں کی نگہ رانی ہوتی رہتی ہے اور شب و روز یہاں کی خبریں باب عالی میں پہنچا کرتی ہیں۔ برابر الپکڑوں اور انجیروں کا دورہ ہوتا رہتا ہے جو حسب ضرورت ہر ایک کی پوری کرتے رہنے کی کوشش میں سرگرم رہتے ہیں \*

دولت عثمانیہ کے حفاظتی قلعے باقی مقبوضات یورپ میں بھی وضع کے بہت

کم ہیں، البتہ یونان کی سرحد پر انجیروں کے قلعے، آبنائے کے قلعے، آبنائے کے قلعے اور

الہانیا کے بعض شہروں میں بھی جدید وضع کے قلعے بنے ہیں۔ باقی تمام مقاموں پر وہی قدیم قلعے جو وقتاً فوقتاً مرمت کرائے جاتے ہیں پائے جاتے ہیں اور انہیں وہی سپاہ بطور چھاونیوں کے رہا کرتی ہے۔ اس جبل اسود اور سرویا والوں کی شرارتوں سے سنگ آگراہ مقامات کی سرحدی لین پر بھی حال میں کچھ اچھے قلعہ جات بنائے گئے ہیں اور خاکسکر شہر اور چھاؤنی کی بازو میں عمدہ قلعہ جات تیار ہوئے ہیں۔ چھاؤنی کو سکے علاوہ شہر کے باہر بعض زیر دست زمینیں ہیں۔ یہ زمینیں چھاونیوں میں بنائے گئے ہیں اور مملکت یونان کی جانب خلیج آرڈر سکے دیا گیا ہے۔ انہیں پر تھوڑے پتھر سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ اسی طرح کے نئے استحکامات بنائے گئے ہیں۔

## ایشیائی ٹرکی میں مدافعت کا طریقہ اور وہاں کے قلعے اور مورچے

یہ پہلی روسی لڑائی جو ترکوں اور روسیوں کے مابین ہوئی اسکا انحصار کچھ صرف یورپ ہی کے خطے میں نہ تھا بلکہ ایشیائی خطے میں بھی اور اس نے ہاتھ پیر پہنچا رکھے تھے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم وہاں کے مدافعت کا بھی مفصل ذکر کریں اور بالاختصار استفادہ بتا دیں کہ اناطولیا کے صوبے میں دولت علیہ کی جنگی قوت کس درجہ کی ہے۔ اس ملک کا سب سے مشہور اور ضروری قابل استحکام مقام شہر ارضہ دوم ہے۔ یہ شہر آرمینیا اور ایشیائی خطے کے مابین واقع اور ان راکستوں کے عین خطہ اتصال پر ہے جو روس اور آرمینیا کے درمیان ہے۔ اس شہر کی اہمیت اس قدر ہے کہ اگر ترکوں نے اسے بہت اعلیٰ درجہ کا مستحکم مقام بنالیا ہے۔ جسکو فتح کو ناغیر ممکن ہو گیا۔ یہ شہر ایک مستحکم شہر شاہ کی حمایت میں ہے جسکو مدافعت میں شہر سے دور زمین دوز

قلعوں کے ذریعہ سے ہوتی ہے اور شہر سے دور فاصلہ پر ایک اور خطہ مدافعت و شش  
قلعوں اور کشتیوں سے بننا ہے شہر میں سامان جنگ اور رسد وغیرہ کا بے شمار  
ذخیرہ وقت ضرورت کے لئے جمع رکھا جاتا ہے اور وہ پچاس ہزار جنگ اور سپاہ کو  
لئے مدتوں کافی ہو سکتا ہے۔ صوبہ اناطولیہ میں اور بھی کئی ایک مستحکم شہر ہیں مگر زیادہ  
شہر مقامات یہ ہیں۔ بایزید یہ شہر ایران اور ارض روم کے مابین حفاظت راہ کا  
فائدہ دیتا ہے۔ آلشکر دیہ بایزید اور ارض روم کے نقطہ اتصال پر واقع ہے شوش  
قائمہ ان فوجوں کے حملوں کو رد کرتا ہے جو جزیری طرف سے ارض روم پر حملہ کرنا چاہیں  
دولت علیہ کے ماتحت جس قدر جزیرے ہیں سبہوں میں جنگی قلعے اور محافظ  
سپاہ موجود رہتی ہے اور فاصلہ جزیرہ کرتیہ میں نہایت مستحکم اور اعلیٰ درجہ کے مسلح  
قلعے کیشیا، اتھور اور غانیہ کے ہیں۔

### ریلوے لائنیں :-

توپین لکمی میں ریلوے لائن بڑی دو شاخوں میں تقسیم کی جاتی ہے۔ اول  
رومیلیا لائن جس میں قسطنطنیہ اور ایڈریا نوپل ریلوے لائن کا سلسلہ بلغاریا کی سرحدوں  
تک شامل ہے۔ اس لائن میں متعدد شاخیں نکلی ہیں۔ ایک شاخ ودہ آغلج کو جاتے  
جو سلسلہ راہ میں قلعہ لی برگوس اور ایڈریا نوپل ہو کر گزرتی ہے۔ اور دوسری بڑی  
لائن مقدونیہ کی لائن ہے۔ یہ لائن ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ چلتی ہے اور انکی بھی کئی  
شاخیں ہیں۔ ایک شاخ اسکوپیا اور باکو کے درمیان چلتی ہے۔ دوسری شاخ مقام ودہ آغلج واقع حدود  
سربیا پر جاتا ہے۔ اور ایک لائن سلاوینا کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ یہ ریلوے  
لائنیں جو وقت جنگ تک سپاہ کی نقل و حرکت میں معاون ہو سکتی ہیں اور مشرق  
یورپین ترکی میں جس قدر فوجوں کا قیام تھا اس قدر زیادہ یا بلقان پر چڑھائی کے لئے درکار ہو۔  
تیسرے ریلوے لائنیں

# بری فوج

## تمام سہ ماہی

۲۴ صفر ۱۳۳۸ھ مطابق ۲۵ نومبر ۱۹۲۰ء کو برطانوی فرمان بردار

تھا اس فوجی ترکی کی مسلمان رعایا پر فوجی خدمت بھری طور سے لازم بنادی ہے۔ اور  
گو بعض مسلمان فرقوں کے لوگ اس مد سے بری ہیں تاہم اکثر بلکہ تقریباً سب مسلمانوں کو  
بیس سال تک ضرور ہی فوج میں کام کرنا پڑتا ہے اور اس قدر خدمت کی مدت یوں  
تقسیم ہو جاتی ہے۔ چھ سال کارکن یا نظام یا اہل طاعی فوج میں۔ اٹھ سال روایف فوج  
میں ہر چھ سال مستحفظ سپاہ میں۔ جو نئے رنگہ ورت ہر سال بھرتی ہوتے ہیں انکو  
دو حصوں میں بانٹ دیا جاتا ہے پہلا طبقہ ان فوجوالوں کو جو ہر سال ایک جگہ کسی حالت  
میں فوجی خدمت سے معافی نہیں مل سکتی اور دوسرے طبقہ میں وہ لوگ رکھ جاتے  
ہیں جو کسی خاندانی ضرورت یا جسمانی خرابی وغیرہ یا عذر وجوہ کے باعث فوج میں  
رکھ جانے سے معاف کر دئے جاتے ہیں۔ پہلے طبقہ کے لوگ عامل فوج میں تین ال  
چھ ماہ یا نو ماہ تک کام کرتے ہیں۔ ترقی بھرتی کے زمانہ میں دو یا تین ماہ کی فوجی  
کے باعث ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے معاف شدہ فوجوالوں میں سے ایک طبقہ ایک سال  
کو ایک دن فی ہفتہ فوجی قواعد سکھائی جاتی ہے۔ چنانچہ اس طرح وہ بھی پختہ  
کام کر کے اہل طاعی عامل فوج کے دفتر میں درج کر لئے جاتے ہیں ان لوگوں کو  
فوج کے افسر قواعد وغیرہ سکھانے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ پادشاہی کے لئے  
ہر ہفتے والی فوج کی کمی پوری کر کے لائے جاتے ہیں۔

فوجی نظام

تمام بری اور بحری فوجوں کی سالانہ انٹرنیٹ خود پیکار کا نام ہے



المعظم دام مکر، قرأتے ہیں گرد زیر جنگ براہ راست جھلا تائب کی ماتحتی میں فوجی دفتر کا منکران افسر اور عام ارکان، جنگ کا رئیس ہوتا ہے۔ \*

تمام قلمرو عثمانیہ سات فوجی پہاڑیوں پر منقسم ہے اور ہر ایک جہادنی میں بیوی والی فوج اردو یا فیلق کہلاتی تھی۔ ایک اردو یا فیلق کو چار فرقوں اور آٹھ ڈاؤں پر تقسیم کیا جاتا ہے جسکے (۱۶) آلے (۳۶) اور طہ (۲۵۶) بلوک ہوتی ہیں۔ یہ سب اردوئیں (بجز ساتویں اردو کے جس میں صرف عامل فوج پائی جاتی ہے) زمانہ جنگ میں برابر کام دیتی ہیں۔ اور ہر ایک اردو میں ایک نظام۔ دور وریف۔ اور ایک مستحفظ فوجیں ہوتی ہیں مگر زمانہ امن میں ہر ایک جہادنی میں صرف ایک پوری نظام فوج اور چار فرقے رریف پلٹنوں کے برسر کار رہتی ہیں۔ وزارت جنگ نے یہ قاعدہ اس لئے بنایا ہے کہ ہر ایک فوجی جہادنی میں چار لاکھ (۴۰) لاکھ ہزار سپاہی تقرباً موجود رہ سکیں جن کا سن (۲۰) اور (۴۰) سال کے مابین ہو اور وہ فوجی خدمت ادا کرتے رہیں۔ (۱۱) ساتوں اردوؤں کے علاوہ جزیرہ کریٹ، طرابلس الغرب، اور سرزمین حجاز کی فوجیں شمار مذکور سے خارج ہیں۔ ہر ایک اردو میں دو فرقے پیدلوں کے اور ایک فرقہ سواروں کا ہوتا ہے۔ پھراش کی تقسیم چہہ آلائے پر ہوتی ہے اور چہہ آلائے کے تین تواء بنجاتے ہیں ایک فرقہ توپچیوں کا کئی سوار توپخانہ کے رسالوں سے مرکب ہوتا ہے اس کے بھی چہہ آلائے اور تین لوار بنتے ہیں ایک اور طہ جنگی انجینروں کا ہوتا ہے، ایک بلوک دکنی ٹیگراف سگنلوں کی اور ایک اور طہ بار برداری والوں کا۔ \*

اور جو فوجیں جزیرہ کریٹ، صوبہ طرابلس الغرب، اور بلاد حجاز میں رہتی ہیں وہ مختلف قسم کے ہتھیاروں سے مسلح ہیں۔ \*

## فوج بوقت امن

عثمانی سپاہ امن کے وقت پیدل، سوار، اور توپچیوں تینوں قسم کے سپاہیوں



اورطہ کی اور ایک اورطہ سب سے جداگانہ - جملہ (۱۸۵) اورطہ +

## جنگی انجنیر

جنگی انجنیروں کی تقسیم اور میدان اور جنود قلاع کی دو قسموں میں کی جاتی ہے۔ پہلی قسم فوجی اردوؤں کے ساتھ وابستہ اور اس سے کسی حالت میں جدا نہیں ہوگی۔ اور دوسری قسم فوج توپچیاں کے تابع رہتی ہے۔ جنود میدان کی ترتیب ۱۸۹۳ء تک مکمل نہیں ہوئی تھی (مگر اب مکمل ہو چکی ہے) اس میں صرف چار اورطہ انجنیروں کو ہیں۔ ہر ایک اورطہ میں چار بلوک۔ اور تین بلوک مستقل بالطہ جی والوں کی ادچار بلوک ٹیلیگراف سنگروں کی۔ جملہ (۳۲) بلوک ہیں۔ یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ ہر اورطہ میں ایک بلوک بطریقہ کی، ایک بلوک غنچہ کی اور ایک بلوک پل بنانے والوں کی ہوتی ہے۔ رگڑہ فوجی علمہ جو بار بار برادری کا کام کرتا ہے اس کے چہ اور طے ہیں۔ اور ہر ایک اورطہ میں تین بلوک +

## ادارہ عسکریتہ کی فوجیں

فوجی انتظام کی سپہاہ ایک شغالہ دکا رکن، آلاے اور دیگر سات شغالہ اورطات سے مرکب ہوتی ہے ہر آلاے میں تین اورطہ اور ہر ایک اورطہ میں آٹھ بلوک ہیں۔ تیمارچی (بیماروں اور زخمیوں کی خبر گیری کرنے والا علمہ) شفا خانہ فوجی کے ضمن میں داخل ہے انکی کوئی خاص تقسیم نہیں کی گئی ہے۔ اور دولت علیہ عثمانیہ نے عام طور پر اپنی فوج زمانہ صلح میں تقریباً دو لاکھ سپاہی رکھی ہے +

مذکورہ بالا چہ عامل فوج کے اردوؤں میں۔ سے ہر ایک اردو کی ترکیب چار ردیف فوج کے فرقوں سے ہوتی ہے جو آٹھ لواؤں میں تقسیم ہو جاتے ہیں اور ہر لوا کی تقسیم دو آلاے میں کی جاتی ہے جس کے سب بلاک (۴۶) اورطہ - اور (۲۵۶) بلوک ہوئیں اور ان سب قسموں کے افسر رطلے سے لیکر ادنیٰ تک ہر وقت موجود رہتی

ہیں جو ضرورت پڑتے ہی اپنی ماتحت سپاہیوں کو جنگ کیلئے تیار کر سکیں۔

## فوج بوقت امن

دولت عثمانیہ بوقت جنگ حسب ذیل فوجی قوت اور قواعد و ان فوج تیار کر سکتی اور میدان جنگ میں لاسکتی ہے :-

(۱) چھ اُردو سہ (دعا ل اور احتیاطی سپاہی) ۲۴۰,۰۰۰

(۲) بارہ اُردو سہ فوج روڈ کے ۲۶۰,۰۰۰

(۳) سات اُردو فوج نظام کو اور تین  
فرقے عارضی قبضہ کے لئے ۸۵۰,۰۰۰

(۴) قلعہ کے کوچی سپاہیوں کی فوج ۳۵۰,۰۰۰

(۵) مستحق فوج جس میں (۳۸۴) {  
۳۶۰,۰۰۰ اور طہ ہیں۔

میزان سپاہ (۱۱,۴۳,۰۰۰)

جنو میدان کے ساتھ ان سوار رسالوں کو بھی اضافہ کرنا چاہئے جو بقاعدہ فوجی تعلیم نہیں پاتے ہیں اور جدید رسالے کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ کردی قبائل کے ہیں اور پہلے سے بھری فوجی خدمت کا قانون ان پر نافذ نہیں ہوا تھا۔ ان سپاہیوں کی مجموعی تعداد پچاس رسالوں سے زیادہ ہے اور ہر رسالہ کی تعداد مختلف ہے کسی میں کم آدمی ہیں اور کسی میں زیادہ۔ ہر سال (۱۰۵) اور (۱۱۵۰) سواروں کے مابین ہر ایک رسالہ کی تعداد ہوتی ہے۔ مگر شہسوار، ولیری، ثنا بہت قوی اور سرفروشی میں یہ

سہ ہزار دو سو (۲۳۰) اور طہ پیدل (۱۰۵) اور طہ سوار (۱۲) باٹریاں۔ اور ان کے

علاوہ ہر طرح کے دوسرے سپاہی بھی ہوتے ہیں۔

سہ ہر ایک اُردو میں (۲۳۲) اور طہ پیادہ (۱۰۵) اور طہ سوار (۱۲) باٹریاں توپخانہ کی اور

باقی حسب ضرورت علم کے سپاہی ہوتے ہیں۔

سپاہی لیے بے مثل ہیں کہ ان قدر قی و صاف نے انکی عدم قواعد دانی کی کمی پوری کر دی ہے چنانچہ دولت عثمانیہ بڑی آسانی کے ساتھ حسب ذیل فوج میدان جنگ میں لاسکتی ہے۔

۲۵۰۰۰۰۰	(۱) پوری قاعدہ دان فوج و عساکر اور احتیاطی ملاکر
۲۸۰۰۰۰۰	فوج مددیف
۱۸۰۰۰۰۰	فوج مستحفظ

میزان ۶۱۰۰۰۰۰

۱۳۰۰۰۰۰	(۲) وہ عامل اور احتیاطی فوجوں کے سپاہی جنگی مشق قواعد مکمل نہیں ہوئی ہے +
۱۵۰۰۰۰۰	(۳) کم قواعد دان یا بالکل غیر قواعد دان عامل اور احتیاطی فوجوں کے سپاہی یا نئے بہرتی مشدہ رنگرڈٹ +
۳۲۰۰۰۰۰	مددیف فوج
۱۸۰۰۰۰۰	مستحفظ فوج

میزان ۶۵۰۰۰۰۰

میزان کل ۲۴۹۰۰۰۰۰

اس شمار و اعداد سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ دولت علیہ عثمانیہ بوقت حاجت اثباتہ اردو (آرمی کور) بے تکلف میدان جنگ میں لاسکتی ہے اور اسکا تمام سامان اس کے پاس موجود ہے +

## فوج کے ہتھیار

ترکی فوج پیادہ کا ایک حصہ سیکڑوں کی بجائے دھندہ ماوز بندو قوں سے مسلح ہے جنکا قطر (۹،۵) سینٹی میٹر ہے اور ان کے غزائوں سے کاسات کا قوس الکارگی بھرے جاتے ہیں۔ توپخانہ میں کارخانہ کرپ کی بنی ہوئی تیز دم توپیں استعمال ہوتی ہیں سوا باڑیوں کے پاس ۹ سینٹی میٹر قطر کی توپیں ہیں۔ گھوڑ چڑھتے توپخانہ میں ۸ سینٹی میٹر قطر کی اور کوہی باڑیوں میں ۷ سینٹی میٹر قطر کی توپیں ہیں۔

اسی کے ساتھ جو خصوصیت دولت عثمانیہ کی فوجی قوت کے مکمل دیکھنے میں روز اول سے محال ہے وہ ہر وقت اس کی توجہ اس صیغہ کی درستی اور تکمیل پر مائل رکھتی ہے۔ چنانچہ ہمیشہ نوایجاد یورپ کے اسلحہ سب سے پہلے عثمانی سپاہ کے تجربہ میں آتے ہیں اور مزید بریں ترک سپاہی کی جنگی فطری قابلیت، انکی دیری، اس کی ثابت قدمی، اور اس کی افسروں کے احکام کی پابندی، یہ اعلیٰ درجہ کے اوصاف ہیں جو تمام دنیا سے ترکوں کی بہادری اور جنگی لیاقت کا لوہا منوا چکے ہیں کسی یورپین سلطنت کی فوج ترکوں سے معرکہ آرائی کا حوصلہ نہیں کرتی اور ناپی نامی یورپین جنروں، مسیحہ سالاروں اور صہران فن جنگ اس بات کو صاف طور پر تسلیم کر چکے ہیں خاص کر قیصر جرمنی ولیم ثانی نے بھی اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ ترکوں سے بہتر جنگجو قوم روئے زمین پر نہیں ہے۔ فقط

تمام



پانچ سو سال پہلے کی ایک عظیم الشان جنگ تھی۔ اس جنگ میں ہندوؤں نے ایک طرف اور مسلمانوں نے دوسری طرف کھڑے ہوئے۔ اس جنگ میں ہندوؤں نے ایک طرف اور مسلمانوں نے دوسری طرف کھڑے ہوئے۔ اس جنگ میں ہندوؤں نے ایک طرف اور مسلمانوں نے دوسری طرف کھڑے ہوئے۔

[illegible][illegible]



انشقام قائم کر لیا اور ملک بنگالی چنانچہ فوج بسر کردی مارشل محمود شوکت پاشا قسطنطنیہ میں آئی اور اس نے شوش کو نہایت آسانی کے ساتھ فرو کر دیا۔ مگر چونکہ انجن اتحاد و ترقی کو۔

ملکہ لقمہ پیدا ہو گیا تھا کہ اس تمام قزاقوں سلطان عبدالحمید غازی کا ہاتھ ہو اس سلطان عبدالحمید غازی کو فرزند کر کے اس کے بہائی رشاد آفندی کو جو ولی عہد ہے تخت نشین کر دیا۔

سلطان عبدالحمید غازی نے اہل و عیال آجکل سالونیکا میں نظر بند ہیں اور سلطنت سے انکار و لقمہ ملتا ہے۔

رشاد آفندی جو سلطان محمد خامس کے لقب سے تخت پر بیٹھے ہیں سلطان عبدالحمید غازی کے چہرے بیٹھے اور سلطان عبدالحمید غازی کے حقیقی بہائی ہیں انکی عمر اس وقت تقریباً ۶۰ سال کی ہے۔

اعلان دستور اور علی الخصوص سلطان عبدالحمید غازی کی معزولی کے بعد سے کئی صوبے جو برطانیہ نام شامل تھے سلطنت ترکی سے بالکل جدا ہو چکے ہیں۔ بوسنیہ اور ہرزیگوینا کو جن پر پہلے آسٹریا کی حفاظت تھی اب آسنے اپنے ساتھ لے کر لے لے اسپر ترکوں نے شور و غل مچایا اور آسٹریا کے سامان کو ہاتھ کاٹ کر دیا۔ مگر سوائے اس کے کچھ فائدہ نہ ہوا کہ آسٹریا نے ترکی کو ان دونوں صوبوں کے احاطہ کا کچھ نقد معاوضہ دیدیا۔

بننا دیا نے آزادی حاصل کر لی۔ اسکی عرض میں بھی ترکی کو کچھ نقد دیکر خاموش کر دیا۔ ان سعود کے لکھنؤ کے وقت کرپٹ کا مسئلہ چھڑا ہوا ہے۔ یونان اس جزیرہ کو اپنے ساتھ ملحق کرنے پر تیار ہوا ہے۔ اور چارہ دول یورپ کے جنگی افواج چند سال سے یہاں موجود ہیں انہوں نے جزیرہ کو خالی کر دیا ہے۔ اب تمام دنیا منتظر ہے کہ اسکا فیصلہ آشتی سے ہو یا جنگ سے۔ خدا دیا میں امن قائم رکھی اور ترکوں کو کامیابی اور طاقت بخشے۔

